جلد دوم

www.KitaboSunnat.com

عقائد اہل السنۃ

موسوعة اهل السنة

في نقد اصول فرقة الأحباش ومن وافقهم في اصولهم

تالیف فضیلۃ الشیخ الدکتور عبدالرحمن دمشقیہ

ترجمہ محمد اختر صدیق حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

الذھبیۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

❁ موسوعة أهل السنة ---------- 27

❖ رفاعی کی قبر دعا کے لیے ایک اور قبلہ ہے ---------- 27

❖ لونڈی نے تو اہل کلام کی ناک خاک آلود کر دی ---------- 28

❖ اشعری کے مختلف موقف ---------- 28

❖ بدعتی حدیث کی صحت میں طعن کرتے ہیں ---------- 30

❖ کوثری کا حدیث پر اعتراض ---------- 31

❖ حدیث جاریہ کے متعلق اس کا موقف معتزلہ والا ہی ---------- 34

❖ حبشی اعتزال کی تکمیل کر رہا ہے ---------- 36

❖ آیت کریمہ اس جھوٹ اور جھوٹی تاویل پر گواہ ہے ---------- 36

❖ تاویل کرنے والوں کی متضاد تاویلات ---------- 39

❖ مفسرین کے اقوال ---------- 40

❖ مکان کو تخلیق کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں تھا ---------- 43

❖ وهو معكم أين ما كنتم ---------- 44

❖ مسئلہ معیت میں اہم فوائد کا تذکرہ ---------- 46

❖ ”وہ وہاں ہی ہے جہاں پر تھا۔“ ---------- 47

❖ جہمیہ اور معتزلہ کی دلیل کا ردّ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کیا اور حافظ نے موافقت کی ہے ---------- 47

❖ نبی ﷺ کا معراج اللہ تعالیٰ کے بلند ہونے کی دلیل ہے ---------- 48

❖ جہمیہ اور ان کے ہم نواؤں کا تضاد ---------- 51

❖ حدیث نزول صحیح اور متواتر ہے ---------- 52

❖ اشعری کی معتزلہ پر گواہی اس کے متبعین کے خلافِ حجت ہے ---------- 53

❖ حبشی نے معتزلہ سے عقل ادھار لی ہے ---------- 56

❖ ضعیف ترین روایات سے استدلال ---------- 56

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❖ حبشی کا دعویٰ کہ امام مالک رحمہ اللہ نے نزول کی تاویل کی ---------- 58
❖ علم کلام اور جدل ---------- 61
❖ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دوٹوک موقف ---------- 61
❖ فکری انحراف نیا نہیں قدیم ہے ---------- 62
❖ اس اُمت کا سب سے پہلا متکلم (علم کلام پڑھا ہوا) ---------- 62
❖ اس اُمت میں علم کلام کیسے داخل ہوا؟ ---------- 62
❖ ان کا دعویٰ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے علم کلام پڑھنے کی وصیت کی ---------- 63
❖ سیوطی نے اس علم کی مذمت میں پر اجماع ذکر کیا ہے ---------- 64
❖ علم کلام کے متعلق آئمہ اربعہ کا موقف ---------- 65
❖ قدریہ اور جبریہ علم کلام کا ہی نتیجہ ہیں ---------- 65
❖ حبشی آئمہ اربعہ پر زبان طعن دراز کرتے ہوئے ---------- 70
❖ متکلمین کی توحید میں یہود و نصاریٰ کی اصطلاحات ---------- 71
❖ جوہر، عرض، حادث اور محدث ---------- 71
❖ اشاعرہ معتزلہ کی وصیت پر عمل پیرا ہیں ---------- 71
❖ ہمارے اسلاف ---------- 72
❖ علم کلام کے بارے میں حافظ ابن حجر کا موقف ---------- 73
❖ علم کلام کے متعلق غزالی کا موقف اور متکلمین کی توحید پر طعن ---------- 75
❖ غزالی کا سچا دعویٰ کہ یہ لوگ تکفیر کرنے والے ہیں ---------- 75
❖ یہ دلیل کہ اہل کلام مقلد ہیں ---------- 76
❖ ابن حجر کے نزدیک اہل کلام مقلد ہیں ---------- 76
❖ علم کلام کے سُنی علم کلام ہونے کا جھوٹا دعویٰ ---------- 77
❖ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی سنت ---------- 78
❖ خادم علم حدیث یا پھر علم کلام ---------- 80
❖ حبشی معتزلہ سے نقل کرتا ہے کہ علم کلام کے سب سے پہلے امام، امام شافعی ہیں ---------- 81
❁ اہل کلام کی حیرت ---------- 85
❖ جس کی عقل میں شکوک وشبہات ہوں اس کا دل بیمار رہتا ہے ---------- 85

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❖ علم کلام کے چند نمونے دیکھئے ---------- 85
❖ علم کلام کے تناقص اور اضطراب سے تنگ آ کر کبار اشاعرہ و متکلمین کا رجوع ---------- 86
❖ اشعریوں اور ماتریدیوں میں اختلاف ---------- 87
❖ حبشی کے نزدیک فرقہ ناجیہ کی علامت ---------- 87
❖ احناف کے اشاعرہ کو کافر قرار دینے سے سبکی کا زچ ہونا ---------- 89
❖ پہلا اختلاف اللہ تعالیٰ کے وجود کے متعلق ---------- 89
❖ اشعریہ اور ماتریدیہ کے درمیان اختلافی مسائل ---------- 91
❖ الزبیدی کا تعاقب ---------- 100
❖ سرہندی کا اشعری مذہب پر اعتراض ---------- 100
❖ ماتریدی اور معتزلہ ---------- 100
❖ ماتریدی کے بارے میں ابوزہرہ کا مؤقف ---------- 102
❖ ماتریدی اور مقلد کی تکفیر ---------- 103
❖ حافظ ابن حجر کے نزدیک اہل کلام اہل تقلید ہی ہیں ---------- 103
❖ اسم اور مسمی ---------- 104
❖ ماتریدی اور فکرۃ الشر ---------- 104
❖ ماتریدی کا سببیت کی نسبت مؤقف ---------- 104
❖ ارسطو اور فلاسفہ سے متاثر ہونا ---------- 105
❖ ماتریدی کا عقل پرستوں سے علم حاصل کرنا ---------- 105
❖ ماتریدیہ اور اشاعرہ کے مابین عقل کے معاملہ میں اختلاف ---------- 107
❖ فرقہ ناجیہ (کامیاب) کون ہے؟ ---------- 107
❖ کثرت تعداد پر فخر ---------- 108
❖ جمہور کی مخالفت کا مسئلہ ---------- 113
❖ اشاعرہ کے لیے خوشخبری ---------- 114
❖ اشاعرہ کے لیے بری خبر ---------- 114
❖ ایک اور دھوکا ---------- 115
❖ صلاح الدین اور خیانت کاروں کا استدلال ---------- 117

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ مذہبی تعصب کے چند نمونے ---- 119

❖ اللہ تعالیٰ کی صفات کے اقراری کی قبر اکھاڑنا واجب ہے ---- 119

❖ اشعری مذہب کیسے پھیلا؟ ---- 120

❖ مذہب اشعری اس کا اعتقاد ہے ---- 120

❖ اشعری کے ہاں سنت کا مقام ---- 121

❖ ابوالحسن اشعری کا عقیدہ ---- 122

❖ اشعری کے مراحل ---- 122

❖ سبکی کا اعتراف کے اشعری نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ مذہب کی طرف رجوع کر لیا تھا ---- 123

❖ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اشاعرہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے مابین فرق ذکر کرتے ہوئے ---- 123

❖ کیا معتزلہ نے تاویلات میں اہل سنت کی موافقت کی ہے؟ ---- 123

❖ اشاعرہ کے خلاف بہت بڑی دلیل ---- 123

❖ اشعری کی کتاب (الابانۃ) کے بارے میں ---- 124

❖ ابن عساکر بیہقی اور سبکی کا الابانہ پر اعتماد ---- 125

❖ سبکی الابانہ کی تعریف کرتے ہوئے ---- 125

❖ اشاعرہ کا اشعری کی مخالفت کرنا ---- 125

❖ اسی لیے ابوالحسن اشعری ان کی تاویلات نقل کرتے ہیں ---- 126

❖ اشاعرہ کی اشعری کی مخالفت کے دلائل ---- 126

❖ اشاعرہ پر علماء کی تنقید ---- 127

❖ شیخ جیلانی کی تنقید ---- 127

❖ ابن حزم رحمہ اللہ کا اشعری کے بارے میں موقف ---- 129

❖ ابن جوزی نے ابوالحسن اشعری پر تنقید کی ہے ---- 129

❖ اشعری کے متعلق ابونصر السجزی کا موقف ---- 129

❖ علامہ محمد انور کشمیری کا موقف ---- 130

❖ مذہب اشعری کے متعلق سرہندی کا موقف ---- 131

❖ مذہب اشعری کا شنیع ترین عقیدہ ---- 131

❖ کاش تم اللہ تعالیٰ سے جھوٹ کی نفی کرتے؟ ---- 136

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ اشاعرہ کے نزدیک محمد ﷺ کی حیثیت ---------- 136
❖ اشعری مذہب میں عام مسلمانوں کی تکفیر ---------- 136
❖ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اشاعرہ کا جھوٹ ---------- 140
❖ ماتریدی آیۃ المجی (آنا) کی تحریف کا مرتکب ---------- 140
❖ اشعری کا جبر اور اشاعرہ کا اعتراف ---------- 143
❖ مذہب اشعری کے تناقضات یا اشعری کا اختلاف ---------- 144
❖ پہلا اختلاف اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے متعلق ---------- 145
❖ اشاعرہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں ---------- 145
❖ اسمائے حسنیٰ کے بارے میں اختلاف ---------- 145
❖ وجود باری تعالیٰ میں اشاعرہ کا اختلاف ---------- 145
❖ اللہ تعالیٰ کی صفات میں ان کا اختلاف ---------- 146
❖ ان کے تضاد کے چند نمونے ---------- 146
❖ اشاعرہ کا اختلاف کہ کیا اللہ کی صفات متشابہ آیات میں سے ہیں؟ ---------- 147
❖ اشاعرہ کے اشعری سے مخالفت کے چند اور نمونے ---------- 147
❖ مسائل عقیدہ میں اشاعرہ کے باہمی عقلی اختلافات ---------- 147
❖ اشاعرہ کا زبردست عقلی اختلاف ---------- 147
❖ صفات باری تعالیٰ میں اشاعرہ کا اختلاف کہ کیا ان کی تاویل ہوگی یا تفویض؟ ---------- 149
❖ تاویل کرنے والے اشاعرہ تفویض کرنے والے اشاعرہ کا ردّ کرتے ہوئے ---------- 149
❖ مفوضات اشاعرہ کا آپس میں تناقض ---------- 150
❖ مفوضہ اشاعرہ کی آپس میں تقسیم ---------- 151
❖ جوینی قدیم اشاعرہ پر نقد کرتا ہے ---------- 151
❖ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے لیے صفت جنب (پہلو) ثابت کریں ---------- 152
❖ دیدارِ الٰہی کے متعلق اشاعرہ کا تناقض ---------- 153
❖ اللہ تعالیٰ اور قیام حوادث میں اشاعرہ کا اختلاف ---------- 153
❖ اوّل واجب میں اشاعرہ کا اختلاف ---------- 154
❖ جوینی کے اشعری پر اعتراضات ---------- 155

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ جوینی کے نزدیک اشعری (جبری) ہے ---------- 156
❖ اللہ تعالیٰ کی صفت (سمع، بصر) کے متعلق اشعری کا تردّد ---------- 157
❖ صفات المعانی میں اشاعرہ کا اختلاف ---------- 157
❖ صفات معنوی میں اشاعرہ کا اختلاف ---------- 157
❖ رازی کے تناقضات ---------- 158
❖ آمدی کا تناقض ---------- 158
❖ سبب اختلاف درحقیقت حال وہ حالت ہے جس سے یہ استدلال کرتے ہیں ---------- 159
❀ فلاسفہ اور معتزلہ، اشاعرہ کو کیسے خاموش کراتے ہیں؟ ---------- 161
❖ نبوت کے معاملہ میں ان کا تناقض ---------- 163
❖ نبوت کے معاملہ میں دوسرا تناقض ---------- 163
❖ اسماء اور صفات میں اشاعرہ کا اضطراب ---------- 164
ا۔ الدور ---------- 165
۲۔ انبیاء کو خاموش کرانا ---------- 165
❖ مشابہت اشاعرہ کے نزدیک مماثلت کی متقاضی نہیں ہے ---------- 165
❖ اللہ کے لیے قیام ثابت کرتے ہیں ---------- 166
❖ اشعری مذہب میں معتزلی عقائد ---------- 166
❖ اشعری کا اشعری سے اختلاف دلیل ہے کہ یہ فرقہ ناجیہ (کامیاب گروہ) نہیں ---------- 167
❖ مختلف الانواع تاویلات کا تناقض ---------- 169
❖ خبر واحد، عقائد اور اہل کلام کا تناقض ---------- 172
❖ علم کلام درحقیقت علم تناقض ہے ---------- 174
❖ صحابہ کرام کے متعلق اہلِ سنت اور حبشی کا مؤقف ---------- 175
❖ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فضیلت بزبان سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ---------- 176
❖ امام نووی رحمہ اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے رضی اللہ عنہ کہنا ---------- 176
❖ حافظ ابن عساکر کے نزدیک معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ ---------- 176
❖ مرتضیٰ زبیدی کی دلیل ---------- 177
❖ ماتریدیہ حبشی کی مخالفت کرتے ہیں ---------- 177

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں طحاوی رحمہ اللہ کا عقیدہ ---------- 178
❖ غزالی دلیل ---------- 178
❖ آئمہ کے کلام کی روشنی میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے حبشی کے کلام کی حقیقت ---------- 179
❖ ان لوگوں نے معتزلہ کی موافقت اختیار کر لی ---------- 179
❖ رفاعی کی دلیل ---------- 180
❖ حبشی کا احمد رفاعی کی مخالفت اور اسے گمراہ کہنا ---------- 180
❖ قادریہ جیلانیہ دلیل ---------- 181
❖ جیلانی کے نزدیک معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت شرعی ہے ---------- 181
❖ نقشبندی دلیل ---------- 182
❖ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک حبشی کے لیے تعزیراً قتل کا حکم ہے ---------- 183
❖ حبشی کے خلاف امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل ---------- 183
❖ ہیتمی دلیل ---------- 183
❖ جوینی دلیل ---------- 184
❖ سبکی دلیل ---------- 184
❖ محدثین کے نزدیک لفظ (التشیع) کا ضابطہ ---------- 184
❖ حبشی کے نزدیک صحابہ پر سب وشتم (تبلیغ علم) ہے ---------- 185
❖ حبشی پر لازم آتا ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرے ---------- 186
❖ زرکشی اشاعرہ کا اعتراف نقل کرتا ہے ---------- 186
❖ ہم کسی صحابی پر طعن نہیں کرتے ---------- 187
❖ صحابہ کرام کو گالی دینے والے کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ کا مؤقف ---------- 189
❖ کیا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ثابت ہیں؟ ---------- 190
❖ معاویہ رضی اللہ عنہ مومنوں کے (ماموں) ہیں ---------- 192
❖ سلف وصالحین معاویہ رضی اللہ عنہ کو عمر بن عبدالعزیز پر فضیلت دیتے تھے ---------- 192
❖ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع ---------- 193
❖ حبشی کے لیے سنہری نصیحت ---------- 193
❖ اس کا ہم عصر محدث جھوٹ سے دلیل لیتے ہوئے ---------- 195

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❖ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہمارا موقف ---- 195
❖ بغاوت کا مفہوم ---- 196
❖ رافضہ اور حبشی ---- 197
❖ حافظ ابن حجر کا اس شبہ پر جواب ---- 197
❖ کہ وہ اسے (عمار رضی اللہ عنہ) کو جہنم کی طرف بلائیں گے سنی سلفی موقف ---- 197
❖ امام نووی رحمہ اللہ کا دو شبہات پر جواب ---- 198
❖ ایک اہم سوال ---- 201
❖ صحابہ کرام بشر ہیں اور معصوم نہیں ہیں ---- 201
❖ کتاب (صرتح البیان) تشیع کی سیڑھی ہے ---- 203
❖ روایات التشیع ---- 204
❖ جس نے عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کی صحابیت کا انکار کیا وہ کافر نہیں ہے ---- 207
❖ حبشی کے ہاں افعال العباد ---- 208
❖ کافر کے کفر پر (اللہ تعالیٰ کی مدد) کا مسئلہ ---- 210
❖ ان کے ہاں اللہ کی قدرت کی حد بندی ---- 211
❖ جبریہ کا مذہب ---- 218
❖ اشاعرہ کے ہاں (کسب العبد) کا مفہوم ---- 218
❖ اشاعرہ کس طرح اشعری کے کسب کی تعریف کرتے ہیں ---- 219
❖ غزالی اور مذہب جبریہ ---- 220
❖ نظریہ کسب میں تبدیلی ---- 222
❖ حبشی اور مجوسیت کی تہمت ---- 224
❖ زبیدی اشعری کے (کسب) کا قصہ ذکر کرتا ہے ---- 224
❖ افعال العباد کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ---- 225
❖ اشاعرہ اور معتزلہ کے درمیان مسئلہ قضا وقدر میں فرق ---- 226
❖ قضاء (تقدیر) دینی اور کونی میں فرق ---- 228
ا۔ قضاء کونی قدری ---- 228
۲۔ قضاء دینی تکلیفی شرعی ---- 228

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❖ بعض صفات کو بعض میں داخل کرنا انحراف کا سبب ہے -- 229
❖ دِلوں پر مُہر -- 230
❖ ارادہ اور مشیت -- 230
❖ ارادہ کی دو اقسام میں فرق کرنا واجب ہے -- 231
❖ حکمت اور تعلیل (سبب) --- 233
❖ صوفیاء تعلیل ثابت کرتے ہیں -- 235
❖ اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے کہ فرمانبردار کو سزا اور گناہگار کو ثواب دے ---------------------- 237
❖ تحسین (اچھا) اور قبیح (برا) اور عقلا ئین -- 241
❖ حکمت اور تعلیل کی نفی کے برے اثرات -- 242
❖ قرآن مجید نے اسباب کو ثابت کیا ہے -- 243
❖ نجاست لگے شخص کی نماز -- 244
❖ حبشی کے نزدیک پانی سے استنجاء پسندیدہ نہیں --- 246
❖ حبشی کے نزدیک ننگے بدن نماز پڑھنا جائز ہے --- 248
❖ نبی ﷺ ران کو ستر میں داخل سمجھتے تھے --- 249
❖ کیا اختلاف عدم انکار کے لیے دلیل ہے؟ -- 251
❖ غلو اور وسوسہ -- 252
❖ حربی کفار سے سود لینے کے جواز کا فتویٰ --- 253
❖ کیا حبشی نے عیسائیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا؟ ------------------------------------ 254
❖ اس فتویٰ کا تعاقب -- 255
❖ احباش کا اپنے شیخ کو بتدریج متساہل (سست) بنانا --- 256
❖ یہودیوں کا اخلاق -- 257
❖ اللہ تعالیٰ کے متعلق حیلہ سازی -- 257
❖ آخری تعاقب -- 257
❖ ایک کلمہ جو اس نے ذکر کیا --- 258
❖ کافر کا مال ہتھیانے کے لیے جوا کھیلنا جائز ہے -- 259
❖ چوری کے بارے میں اس کا فتویٰ -- 259

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ زکوۃ کے بارے میں حبشی کا فتویٰ ---- 260
❖ حلال وحرام میں حبشی کا منہج ---- 261
❖ حبشی کے بعض فتاویٰ جات ---- 264
❖ شراب پینے کے متعلق اس کا فتویٰ ---- 264
❖ قمار بازی (لاٹری) اور شرط لگانے کے متعلق حبشی کا فتوی ---- 265
❖ قمار بازی اور سٹہ بازی کا جواز ---- 265
❖ قوم کو بے وقوف بنایا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی ---- 266
❖ اللہ تعالیٰ پر حیلہ سازی کو جائز قرار دینے میں حبشی کا طریقہ واردات ---- 266
❖ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ---- 267
❖ دین میں حیلہ سازی کے متعلق اہل علم کا موقف ---- 267
❖ منافقوں کی چالبازیاں اور اللہ تعالیٰ کا بدلہ ---- 269
❖ اس امت میں حیلہ سازی کی تاریخ ---- 269
❖ الکحل کے حکم کے متعلق حبشی کا فتویٰ ---- 270
❖ اس کی حیلہ سازی کی ایک اور مثال ---- 271
❖ اس کی حیلہ سازیوں کی ایک اور مثال ---- 271
❖ اس کی فتویٰ سازی کی ایک اور مثال ---- 272
❖ حبشی اپنے شاگردوں کو چوری کا عقیدہ سکھاتے ہوئے ---- 272
❖ اس کی حیلہ سازیوں کی ایک مثال ---- 272
❖ خودساختہ مذہبی ہم آہنگی ---- 273
❖ سگریٹ نوشی کے جواز کا حبشی فتویٰ ---- 274
❖ حبشی کی واضح طور پر اقوال رسول ﷺ کی مخالفت ---- 275
❖ مخارجِ حروف میں حبشی کا فتویٰ ---- 276
❖ قبلہ کی سمت غلط ہونے کا فتویٰ ---- 278
❖ ٹیلی ویژن پر مقابلہ اور احباش کی شکست ---- 279
❖ امریکا سے حبشی کا رد ---- 280
❖ اس شخص سے اپنا دین مت سیکھو ---- 281

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- عورت کے متعلق فتاویٰ جات ---- 281
- اجنبی عورت کو دیکھنا ---- 282
- حبشی کا رد ---- 282
- مسلسل نظر کے متعلق امام نووی کا کلام ---- 283
- محرم خواتین کا کتنا جسم دیکھا جا سکتا ہے ---- 284
- عورت کا خوشبو لگا کر نکلنا ---- 284
- ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کا خوشبو لگا کر نکلنا گناہ کبیرہ ہے ---- 287
- خوشبو لگانے کے متعلق حبشی کا شبہ ---- 287
- اس شبہ کا تعاقب ---- 287
- حبشی دو مشاکل کا شکار ہے ---- 289
- میاں بیوی کے درمیان اختلاف ---- 290
- بچے کو دودھ پلانا، کھانا پکانا اور کپڑے دھونا، بیوی کی ذمہ داری نہیں ---- 291
- عورت کا زیب و زینت اختیار کر کے سے گھر سے نکلنا ---- 291
- فتویٰ کا تعاقب ---- 292
- ایک جنس کا دوسری جنس سے مشابہت اختیار کرنا ---- 292
- عورت کے لباس کی شروط تنگ اور باریک نہ ہو ---- 293
- پنڈلیاں کھولنا ---- 293
- ران بازی (رانوں میں جماع) کا زنا ---- 294
- حبشی چہرہ کھلا رکھنے کا دفاع کرتے ہوئے۔ کیوں؟ ---- 296
- غیر محرم عورت سے مصافحہ ---- 297
- حدیث ام عطیہ کے متعلق حبشی کا تناقض ---- 299
- مرد وزن کا اختلاط ---- 299
- مرد وزن کے اختلاط کے ناجائز ہونے کے چند دلائل ---- 301
- عورتوں کے ساتھ بات کرنا اگرچہ وہ بغیر ضرورت کے ہی کیوں نہ ہو؟ ---- 302
- اختلافی مسائل میں انکار ---- 304
- اعتبار نص کی بنیاد پر انکار کا ہے، لوگوں کے مذاہب کی بنیاد پر نہیں ---- 306

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ اس مسئلہ میں غلط فہمی کے اسباب ---------- 306
❖ سنت کا فوت ہونا اور کبار صحابہ کرام پر انکار ---------- 307
❖ عمر فاروق کا مجنونہ کو رجم کرنے کے حکم سے رجوع ---------- 308
❖ بلاد روم سے جنگ اور سنت کا علم ہونے پر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رجوع ---------- 309
❖ نماز میں داخل ہوتے وقت تکبیر کا تعین ---------- 310
❖ ابو یوسف کا مسئلہ مزارعت اور معاملہ میں ابوحنیفہ کی رائے کو ترک کرنا ---------- 312
❖ گستاخ رسول ﷺ عورت کے قتل میں ابو یوسف کا ابوحنیفہ کی رائے کو ترک کرنا ---------- 312
❖ امام کا آمین کہنا۔ محمد رحمہ اللہ نے ابوحنیفہ کی رائے کو ترک کیا ---------- 312
❖ حج میں جانور ذبح کرنے سے پہلے سر منڈانا، امام محمد نے ابوحنیفہ کی رائے ترک کر دی ---------- 312
❖ ولی کے بغیر نکاح، امام محمد رحمہ اللہ نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مخالف کی ---------- 313
❖ رکوع کے وقت رفع الیدین امام بلخی رحمہ اللہ نے ابوحنیفہ کی رائے ترک کی ---------- 313
❖ مسئلہ اجتہاد و تقلید ---------- 314
❖ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقلد تھے ---------- 314
❖ مسئلہ تقلید ---------- 318
❖ آئمہ اربعہ نے تقلید جاری نہیں کی ---------- 320
❖ تعصب اور تقلید کا مطلب ---------- 321
❖ اگر تقلید واجب ہے تو آئمہ نے اس سے منع کیوں کیا؟ ---------- 321
❖ عز بن عبد السلام کی مذہبی تعصب پر ناراضگی ---------- 322
❖ رازی اندھی تقلید کا شکوہ کرتے ہوئے ---------- 323
❖ وہ حالات جن میں تقلید جائز ہے ---------- 323
❖ ہم قدیم علماء کی کوششوں سے کیسے فائدہ اٹھا کر ترقی کر سکتے ہیں ---------- 323
❖ غیر مسلموں کے سامنے بُرا نمونہ ---------- 324
❖ مذہب کی اندھی تقلید اور تعصب کے چند نمونے ---------- 325
❖ عیسیٰ علیہ السلام اور مذہب حنفی ---------- 326
❖ اللہ تعالیٰ شافعی مذہب اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے ---------- 327
❖ خضر مذہب شافعی کے مطابق نماز ادا کریں گے ---------- 327

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ مذہب تبدیل کرنے والے کی سزا ---- 327
❖ احناف کو بخش دیا گیا ہے ---- 328
❖ کون سا مذہب افضل ہے؟ ---- 328
❖ تقلید کے سبب ملکِ ایران کا ہاتھوں سے نکل جانا ---- 329
❖ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر مختلف کتب کی عبارات اور حاشیہ جات سے استدلال ---- 329
❖ اصول مذہب، اصول دین سے زیادہ اہم ---- 329
❖ فقہاء کی اخلاقی پستی ---- 330
❖ فقہی فاسد الفاظ ---- 330
❖ باجوری کے نزدیک غسل کے اسباب ---- 331
❖ کعبہ اولیاء اللہ کی زیارت کرتا ہے ---- 331
❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر حبشی کی تہمتیں ---- 332
❖ حبشی کی افتراء بازی کی چند مثالیں ---- 333
❖ ابن ہیتمی کا تعصب ---- 334
❖ ہیتمی اور باقلانی فرعون کے ایمان کی ترجیح نقل کرتے ہوئے ---- 335
❖ زبیدی اور قاری ابن عربی کے قول (فرعون کا ایمان) کا اثبات کرتے ہوئے ---- 336
❖ ابن عربی کے بارے میں حبشی کا موقف ظلم پر دلیل ہے ---- 338
❖ متعصبین کو خاموش کرانے والی دلیل ---- 340
❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے لیے بدرالدین عینی کی تعریف ---- 341
❖ وہ لوگ جنھوں نے ابن تیمیہ کی تعریف کی ---- 342
❖ حافظ ابن حجر کی تقریظ کی عبارت ---- 342
❖ حافظ کی بیان کردہ نص سے علم حاصل کرو ---- 345
❖ زبیدی کے نزدیک ابن تیمیہ کی تعظیم ---- 348
❖ سیوطی، ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق زملکانی کی تعریف نقل کرتے ہوئے ---- 349
❖ کن لوگوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو (شیخ الاسلام) کہا ---- 350
❖ ذہبی، ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو شیخ الاسلام کہتے ہیں ---- 351
❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں رفاعیہ کا موقف ---- 351

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ فیصلہ کن جواب ---------- 352
❖ ایک دوسرے کی جرح بیان کرنے میں علماء کے مابین قاعدہ ---------- 353
❖ مذہبی گروہ بندی اور تعصب کا دور ---------- 355
❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں حصنی کا موقف ---------- 355
❖ ابن عربی کے بارے میں ابوحیان کا موقف ---------- 357
❖ صوفیاء کا دعویٰ ہے کہ عرش رسول اللہ ﷺ سے بھرا ہے ---------- 357
❖ کیا ابن فورک اور خطیب بھی اس لعنت کے مستحق ہیں؟ ---------- 357
❖ ابن طولون نے ابن عربی کے کفر پر اجماع نقل کیا ہے ---------- 359
❖ تقی الدین سبکی کا موقف ---------- 360
❖ سبکی (الابن...... بیٹا) کی فضولیات ---------- 361
❖ سبکی کی ابن تیمیہ کے لیے مغفرت کی دعا معاصرین کے حسد کو واضح کرتی ہے ---------- 362
❖ تعصب اور غلو کی علامات ---------- 362
❖ علم حدیث کا حصول درحقیقت دنیا کی طرف جھکنا ہے ---------- 365
❖ سبکی کا ابن تیمیہ کی ہجو کرنا اور اس کا رد ---------- 365
❖ یافعی نے سبکی کا جواب دیا ہے ---------- 365
❖ حافظ ابن حجر کی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف اور ان کو شیخ الاسلام کہنا ---------- 366
❖ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اقوال کو دلیل بنانا ---------- 368
❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں امام ذہبی کا موقف ---------- 369
❖ خودساختہ ذہبی نصیحت کی حقیقت ---------- 369
❖ موت سے قبل امام ذہبی کے چند اقوال ---------- 369
❖ حبشی کا ایک اور جھوٹا دعویٰ ---------- 372
❖ یہ صاف جھوٹ ہے ---------- 373
❖ حبشی کی شہادت کا اعتبار نہیں ---------- 374
❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر (مشبھہ) ہونے کا الزام ---------- 375
❖ بوطی سبکی کا جھوٹ واضح کرتے ہوئے اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے تجسیم کی تہمت کی نفی کرتے ہوئے ---------- 375
❖ مچھر کے پر کے اوپر استقرار کا جھوٹ ---------- 376

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ ابن بطوطہ کا جھوٹا قصہ ---------- 377
❖ مشبہ کے بارے میں ابن تیمیہ کی رائے ---------- 378
❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک سب سے پہلے تجسیم کا قائل کون ہے؟ ---------- 379
❖ شافعیہ کے نزدیک تجسیم کا حکم ---------- 380
❖ کیا امام احمد بن حنبل نے ایسے شخص کو کافر کہا جو یہ کہے جسم ہے لیکن اجسام کی طرح نہیں۔ ---------- 381
❖ جس نے کہا اللہ جسم ہے لیکن اجسام کی طرح نہیں تو اس نے کفر کیا ---------- 381
❖ ذہبی نے حنابلہ سے تجسیم کی نفی کی ہے ---------- 383
❖ جس طرح تم ہم پر ظلم کرتے ہو وہ لوگ تم پر ظلم کرتے ہیں ---------- 384
❖ لفظ (الحد) (حد بندی) ---------- 384
❖ یہ لوگ غزالی کی قدرت رب کے بارے میں بیان کردہ (حد بندی) سے جاہل ہیں ---------- 385
❖ عبداللہ ابن مبارک اور لفظ ''الحد'' کے بارے میں ان کا موقف ---------- 386
❖ (جہت) کا قول ---------- 389
❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک (جہت) کا مفہوم ---------- 390
❖ لفظ (حرکت) ---------- 391
❖ لفظ حرکت اور اس طرح کے دیگر بدعتی الفاظ کے بارے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف ---------- 392
❖ معنوی تحریف یہودیوں کا طریقہ ہے ---------- 394
❖ نصوص کے معنی کی تحریف میں حبشی کے استاد ---------- 394
❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ پر فنائے جہنم کی تہمت ---------- 395
❖ کیا ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جہنم کے فنا ہو جانے کی بات کی ہے؟ ---------- 395
❖ یہ کہ تم اپنی جہالت کی وجہ سے کسی قوم پر اعتراض کرو ---------- 396
❖ القاری، ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے تہمت کی نفی کرتے ہوئے ---------- 396
❖ جنت اور جہنم کے ابدی ہونے کے بارے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اقوال ---------- 396
❖ کیا ابن قیم رحمہ اللہ جہنم کے فنا ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے؟ ---------- 397
❖ ابن قیم رحمہ اللہ کے بارے میں اہل تحریف کا موقف ---------- 398
❖ جہنم کے فنا ہونے کا قائل کون ہے؟ ---------- 399
❖ اللہ تعالیٰ کی طرف حوادث کی نسبت اشعری کا قول ہے ---------- 401

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ رازی نے اللہ تعالیٰ کی طرف حوادث کی نسبت کی ہے ---------- 401
❖ متعلقات اور اضافات ---------- 403
❖ اللہ تعالیٰ سے قیام حوادث کی نفی قدیم موروثی اعتزالی ذریعہ ہے ---------- 403
❖ حوادث کے معنی کی تفصیل ---------- 404
❖ مسالہ قدم العالم (کائنات کا قدیم ہونا) ---------- 405
❖ خالق کے افعال کو ازلی کہنے والوں پر مخلوق کو ازلی کہنا لازم آتا ہے ---------- 405
❖ رازی نے (قِدم العالم) کے قائلین کی تکفیر سے منع کیا ہے ---------- 405
❖ سچائی کا امتحان ---------- 406
❖ اس شخص کا کیا حکم ہے جو نور محمدی کو ازلی کہتا ہے؟ ---------- 406
❖ صیادی اور رواس کی وضاحت کہ نبی ﷺ کا نور ازلی ہے ---------- 407
❖ وحدۃ الوجود کے بارے میں مصطفی نجا کا عقیدہ ---------- 408
❖ دوسروں پر حکم لگانے میں اہل بدعت کا طریقہ کار ---------- 409
❖ قدم العالم کے قول سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی برأت ---------- 409
❖ حوادث کا تسلسل نہ کہ سب سے اول ---------- 411
❖ یا تو حدوثِ فعل یا ازلی مفعول ---------- 414
❖ لہٰذا ابن تیمیہ رحمہ اللہ تمھارے خود ساختہ دعویٰ میں مندرجہ ذیل امور کے لحاظ سے موافق نہیں ---------- 414
❖ آئمہ کلام سے تسلسل آثار کے قائلین ---------- 416
❖ عرش کے قدیم ہونے کے موقف کی تہمت ---------- 418
❖ نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھانا ---------- 419
❖ یہ ابن العربی کا قول بھی ہے ---------- 420
❖ ابن فورک آپ کو کرسی پر بٹھانے کا اقرار کرتا ہے کیا تم اس کی تکفیر کرو گے؟ ---------- 421
❖ رفاعیہ اور نقشبندیہ نبی ﷺ کی قبر کو عرش پر فضیلت دیتے ہیں ---------- 422
❖ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے مشائخ عرش سے بھی بلند ہیں ---------- 422
❖ (الرسالہ العرشیہ) کا جھوٹ ---------- 423
❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف دھوکہ کی نسبت کو عینی نے باطل قرار دے دیا ---------- 425
❖ تاتاریوں کے بارے میں رفاعیہ اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے موقف کا موازنہ ---------- 427

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ❖ علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کے بارے میں حافظ ابن حجر کے کلام کی تحریف ---------- 428
- ❖ لسان المیزان کے مخطوطہ کی طرف اچانک رجوع اور حیرت ---------- 428
- ❖ الحوت کی دغا بازی ---------- 430
- ❖ الشیخ محمد بن درویش الحوت ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعظیم اور ان کو دلیل بناتے ہوئے ---------- 430
- ❖ اس حیلہ سازی سے تعطیل مراد لی گئی ہے ---------- 430
- ❖ کیا ابن تیمیہ کی قیدان کے عقیدہ کے فساد کی دلیل ہے؟ ---------- 431
- ❖ حبشی کا دعویٰ کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر طعن کیا ہے ---------- 432
- ❖ اس آدمی کی حیلہ سازیوں کے بعض نمونہ جات ---------- 433
- ❖ اس کے متعلق پر لوگوں کے کئی اقوال ہیں ---------- 433
- ❖ الحوت کے شبہات کا جواب ---------- 434
- ❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ ---------- 438
- ❖ وسیلہ کو مطلق طور پر حرام کہنے کی تہمت ---------- 439
- ❖ کیا ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے زیارت قبور کو حرام قرار دیا ہے ---------- 440
- ❖ ایک کے بدلے ایک ---------- 441
- ❖ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کو حرام کہنے کا جھوٹ ---------- 441
- ❖ قبروں کی زیارت اور ان کی طرف رخت سفر باندھنے میں فرق کرنا واجب ہے ---------- 442
- ❖ حافظ ابن حجران کو (حافظ) کا رتبہ دیتے ہیں تم بھی ان کی عبارت قبول کرو ---------- 442
- ❖ جوینی ابن تیمیہ سے پہلے یہ فتویٰ دے چکا ہے ---------- 444
- ❖ رافضی حضرات اور آئمہ کی درگاہیں ---------- 444
- ❖ شرک المجرب نہ کہ تریاق المجرب ---------- 445
- ❖ مسئلہ زیارت میں سبکی کا منہج اور اس کا مصدر ---------- 445
- ❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے رد میں سبکی کا منہج ---------- 446
- ❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور مسئلہ طلاق ---------- 448
- ❖ تین اکٹھی طلاقوں کے ایک ہونے پر اجماع منعقد ہوا ہے ---------- 451
- ❖ اس حدیث کے بارے میں حبشی کا موقف ---------- 451
- ❖ توسیع طلاق پر مرتب شدہ مفاسد ---------- 453

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ شریعت کی عملی تطبیق ---------- 455
❖ کیا طلاقِ قسم واقع ہوگی؟ ---------- 456
❖ کیا حائضہ عورت کی طلاق واقع ہوگی؟ ---------- 458
❖ کیا حبشی دین کے بارے میں بہت غیرت کھاتا ہے؟ ---------- 459
❖ اے مقلدو تمھارے نزدیک ان لوگوں کا کیا حکم ہے؟ ---------- 459
❖ شریعت پر غیرت کھانے والو بتاؤ ان لوگوں کا کیا حکم ہے؟ ---------- 459
❖ قشیری کے انحرافات پر خاموشی ---------- 461
❖ ہیتمی کے انحرافات پر خاموشی ---------- 462
❖ صیادی کے انحرافات پر خاموشی ---------- 463
❖ سہروردی کے انحرافات پر خاموشی ---------- 464
❖ غزالی کے انحرافات پر خاموشی ---------- 464
❖ سبکی کے تعصب اور تنگ نظری کی علامت ---------- 466
❖ نبوت پر غزالی کا طعن ---------- 466
❖ دین کے بارے میں غیرت کے دعویٰ کا ایک اور امتحان ---------- 466
❖ نابلسی کی تحریفات پر خاموشی ---------- 468
❖ سرہندی کے انحرافات پر خاموشی ---------- 468
❖ کیا تم رفاعی پر کفر کا فتویٰ لگاؤ گے؟ ---------- 469
❖ ابن عربی کے انحرافات پر اس کی خاموشی ---------- 470
❖ ابن عربی کے متعلق دیگر لوگوں کی آراء ---------- 470
❖ ابن طولون تمھارے خلاف حجت ہے ---------- 471
❖ نبھانی کے انحرافات پر سکوت ---------- 472
❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام کی چند جھلکیاں ---------- 473
❖ سلف صالحین اور بعد کے علماء کے مابین تاویل کا نظریہ ---------- 476
❖ دین کی اصل بنیاد اور اس کا قاعدہ ---------- 477
❖ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک ضابطہ ---------- 478
❖ مخالفینِ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا باطل دعویٰ کہ وہ مسئلہ طلاق میں ان پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں ---------- 478

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ اہل تکفیر پر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تنقید ---------- 479
❖ تکفیر کا انتشار اور اس میں لا پرواہی ---------- 481
❖ ضوابط تکفیر معلوم کرنے میں لوگوں کی کوتاہی ---------- 481
❖ حافظ کی گواہی کہ اہل کلام تکفیری ہیں ---------- 482
❖ احباش تکفیر کے ذریعے الگ پہچان رکھتے ہیں ---------- 483
❖ ضوابط تکفیر کے قواعد ---------- 483
❖ نقائص: جن سے اللہ تعالیٰ کو پاک تصور کیا جائے ---------- 488
❖ بدکار عورتوں کے توسل سے دعا ---------- 489
❖ حبشی کا اخلاق ---------- 489
❖ مخالفین کے لیے حبشی کا موقف اور ان پر سب وشتم ---------- 490
❖ حبشی اور اس کے متبعین کا جزیرہ عرب کے علماء کے متعلق موقف ---------- 490
❖ مایوسی اور سستی ---------- 492
❖ مسلمانوں سے دشمنی ---------- 493
❖ مشرکوں سے دوستی ---------- 495
❖ یہ اہل اعتزال ہیں اہل اعتدال نہیں ہیں ---------- 496
❖ علمائے اسلام کے متعلق حبشی کا موقف ---------- 496
ا۔ امام ذہبی رحمہ اللہ کے بارے میں حبشی کا موقف ---------- 496
۲۔ شیخ البانی (رحمہ اللہ) کے متعلق اس کا مؤقف ---------- 497
❖ سید سابق کے متعلق حبشی کا موقف ---------- 497
❖ دست وقدم بوسی ---------- 498
❖ حبشی کے پاس حاضری کا تحیۃ نماز توبہ ہے ---------- 499
❖ شیخ حبشی کی کرامات ---------- 499
❖ شیخ کا بلغم بھی معطر ہے ---------- 499
❖ احباش کے ہاں تحریف (تبدیلی) ---------- 500
❖ وہ صفحات جو احباش نے حذف کر دیے ---------- 502
❖ فاخوری محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے عقیدہ کا جائزہ پیش کرتا ہے ---------- 502

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ محمد بن عبدالوہاب کے قواعد عقیدہ کے بارے میں الفاخوری کا موقف ---------- 506
❖ مزید تحریفات (تبدیلیاں) ---------- 507
❖ الباقلانی کی کتاب (التمہید) میں احباش کی تحریف ---------- 508
❖ الشیخ فاخوری کی کتاب (الکفایۃ) میں حبشیوں کی تحریف ---------- 508
❖ امام بیہقی کی کتاب (الأسماء والصفات) میں احباش کی تحریف ---------- 509
❖ ابوھموس حبشی کی تحریف ---------- 510
❖ روایت کی تخریج ---------- 510
❖ علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کے مسئلہ میں ابن حجر رحمہ اللہ کے کلام میں تحریف ---------- 511
❖ یہ نصوص کے ساتھ کھلواڑ ہے ---------- 512
❖ احباش اور دعوۃ (وہابیہ) ---------- 513
❖ وہابیوں کے خلاف تمام باطل قوتوں کا اتحاد ---------- 513
❖ شیعہ اور یہ سب باطل قوتیں ایک ہی لائن میں ہیں ---------- 514
❖ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے بارے میں ان کے بعض اقوال ---------- 514
❖ تکفیر کی تہمت ---------- 517
❖ کیا یمامہ کا نجد (شیطان کے سینگ ہیں) ---------- 518
❖ احادیث نجد سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیا مفہوم مراد لیا؟ ---------- 521
❖ شارحین حدیث کا فہم وشعور ---------- 521
❖ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی تمیم کی تعریف کرنا ---------- 522
❖ حالات وواقعات بہترین گواہ ہیں ---------- 523
❖ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے متعلق احباش کے اقوال ---------- 524
❖ اسلام دین عدل ہے ---------- 525
❖ وہابی۔ نام کیوں؟ ---------- 527
❖ سلیمان بن عبدالوہاب کا اپنے بھائی کے متعلق موقف ---------- 529
❖ ہم تمھارا علاج تمھاری دوا سے ہی کرتے ہیں ---------- 529
❖ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے نزدیک مسئلہ تکفیر ---------- 531
❖ محمد بن عبدالوہاب سے امام صنعانی کی برأت (لاتعلقی) کا شبہ ---------- 532

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کے مخالفین کی صفات ---------- 532
❖ النبھانی کی گمراہیاں ---------- 533
❖ النبھانی کے نزدیک اولیاء کی امتیازی خصوصیات ---------- 533
❖ اس کے نزدیک اولیاء اور کرامات کے بعض نمونے ---------- 534
❖ تصوف اور صوفیہ ---------- 538
❖ تصوف اور صوفیاء کے متعلق ابن الجوزی کا موقف ---------- 539
❖ تصوف کیوں؟ ---------- 541
❖ عنوان: (صوفیاء کا لباس) ---------- 542
❖ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا حارث المحاسبی کے متعلق موقف ---------- 543
❖ حکایات صوفیاء ---------- 544
❖ صوفیاء کے دف بجانے کے متعلق ابن الجوزی کا موقف ---------- 544
❖ صوفیاء کے اذکار کے بعض نمونے ---------- 546
❖ حالت بیداری میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار صوفیاء کا بہت بڑا دھوکہ ہے ---------- 546
❖ خواب میں آپ کے دیدار کے متعلق چند باتیں ---------- 552
❖ ہر سلسلہ طاغوت کی طرف لے کر جاتا ہے ---------- 553
❖ سلسلہ رفاعیہ کا تشیع کی طرف میلان ---------- 553
❖ رفاعیوں کی خرافات کے چند نمونے ---------- 554
❖ رفاعی کا پگھل کر پانی بن جانا ---------- 555
❖ رفاعی کا جنت میں محل بیچنا ---------- 556
❖ رفاعیہ کی اثنی عشری شیعوں سے موافقت ---------- 557
❖ رفاعیہ کا (کتاب الجفر شیعی) پر اعتقاد ---------- 558
❖ عاشوراء (۱۰ محرم) پر رفاعیہ کی رسومات ---------- 558
❖ صوفی کہتا ہے (کن۔ ہو جا) تو ہو جاتا ہے ---------- 558
❖ صوفیاء کے بدعی اور مضحکہ خیز اذکار ---------- 559
❖ رفاعیہ کا آگ اور سانپوں سے کھیلنا ---------- 560
❖ سلسلہ رفاعیہ کے اصحاب کے متعلق امام ذہبی کی گواہی ---------- 560

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ کلمہ حق جس کے ذریعے باطل مرادلیا گیا ہے ---- 562
❖ رفاعیہ اور شیعہ کی مشترکہ تعلیمات ---- 563
❖ سلسلہ اور طریقت کا علم، شریعت کے علم سے اعلیٰ وقیمتی ہے ---- 564
❖ کیا عورت کی آواز بھی پردہ ہے ---- 564
❖ مذہبی رقص وسرور ---- 565
❖ حبشی کے نزدیک موسیقی، رقص وسرور اور دف بجانا جائز ہے ---- 566
❖ یہ لوگ رقص وسرور وموسیقی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرتے ہیں ---- 566
❖ اس اشکال کا جواب: یہودیوں کے طریقوں سے بچ جاؤ! ---- 566
❖ کیا حبشیوں کا رقص رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں تھا؟ ---- 568
❖ سلسلہ نقشبندیہ ---- 569
❖ نقشبندیوں کے عقائد کے بعض نمونہ جات ---- 570
❖ اس سلسلہ کے مشائخ کی کرامات ---- 571
❖ اولیاء علم غیب جانتے ہیں ---- 573
❖ احباش کی جانب سے حلاج کی تعظیم ---- 575
❖ عقیدہ وحدۃ الوجود کا واضح اقرار ---- 575
❖ شیخ سلسلہ کے سامنے آداب مرید ---- 576
❖ نہ ہی خوف اور نہ ہی امید ---- 577
❖ اللہ تعالیٰ کی شریعت سے ہٹ کر فیصلے کرنا ---- 578
❖ غور وفکر کے لیے قرآن مجید کی چند آیات ---- 580
❖ حکم فقط اللہ تعالیٰ کا ہی ہے ---- 583
❖ حبشی کے ہاں ایمان اور مرجئہ ---- 585
❖ اس کے اقوال کا تعاقب ---- 588
❖ ابن حزم رحمہ اللہ کا بہترین قول ---- 593
❖ لغوی اصطلاح اور شرعی اصطلاح میں فرق کی ضرورت ---- 594
❖ ارجاء اور تکفیر کے مابین تضاد ---- 594
❖ کلمہ اخلاص کی فضیلت ---- 595

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ کیا ایمان فقط تصدیق اور اقرار کا نام ہے ---------- 595
❖ اسلام اور ایمان ---------- 598
❖ اسلام اور ایمان الگ الگ ہیں یا ایک ہی چیز ہے ---------- 598
❖ ایمان سے مراد: اخلاص اور توحید کا حصول ہے ---------- 599
❖ دل کے اقوال اور اعمال ---------- 600
❖ شہادتین سے مراد ---------- 603
❖ جنت میں مومنین کا داخلہ دو اقسام پر مشتمل ہے ---------- 604
❖ نبوت، معجزات اور کرامات کے بارے میں اشاعرہ کا موقف ---------- 604
❖ اشاعرہ کے نزدیک کرامت کا مفہوم ---------- 605
ا۔ ولی کی کرامت اور جادوگر کی شعبدہ بازی میں فرق ---------- 605
۲۔ نبی کے معجزہ اور ولی کی کرامت میں فرق ---------- 606
❖ جبشی اور اس کے اسلاف کے ہاں (معجزہ کے بغیر کوئی نبی نہیں) ---------- 607
❖ جوینی کی نبوت۔۔۔معجزہ کی محتاج نہیں ہے!!! ---------- 608
❖ انبیاء کی صداقت کے لیے معجزہ کی شرط باطل ہے ---------- 608
❖ کیا جو نبی کا معجزہ ہے وہ ولی کی کرامت پر دلیل نہیں ہے؟ ---------- 610
❖ جبشی اور عصمت ولی ---------- 611
❖ ولی کی کرامت کا مقصد کیا ہے؟ ---------- 612
❖ اشاعرہ کے نزدیک جادوگر کے غیر معمولی کام ---------- 613
❖ مخالفت کی عدم موجودگی اور خلاف عادت کام ---------- 614
❖ کیا زندہ کے عمل سے مردہ کو فائدہ پہنچتا ہے؟ ---------- 617
❖ زیارت قبور کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی ---------- 617
❖ امت کے فائدہ کی چیز رسول اللہ ﷺ نے کیسے ترک کر دی؟ ---------- 619
❖ موت کے بعد کون سے اعمال انسان کو فائدہ دیتے ہیں ---------- 620
❖ کیا فوت شدہ پر فاتحہ پڑھنا حرام ہے؟ ---------- 621
❖ مفسرین کے اقوال ---------- 622
❖ ابو حنیفہ کا مذہب ---------- 624

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانے کی تلقین ---------- 624

❖ شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ---------- 626

❖ مالکیہ کا مذہب ---------- 626

❖ خاتمہ بحث۔ خاتمہ بحث ---------- 627

❁ خودساختہ عقیدہ ---------- 633

❁ اختتامی وصیت ---------- 634

❁ شاعر کا خوبصورت کلام ---------- 637

❁ فتویٰ لجنہ دوائمہ کی کاپی ---------- 638

❁ فتویٰ کا ترجمہ ---------- 638

☆......☆......☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسوعة أهل السنة

اس کے بعد یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ ''آسمان قبلہ ہے'' اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو اس سے ہٹا کر ایک ہی قبلہ کی طرف ان کا رخ کر دیا کہ جس کے لیے وہ اپنا چہرہ بار بار اٹھاتے تھے۔ تم اس چیز کو قبلہ کیسے شمار کر رہے ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار نہیں کیا؟

۹۔ تمھارا یہ کہنا: کہ ہم آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہیں کیوں کہ یہ برکات کا منبع ہے اس سے تو بت پرستی اور وثنیت کی بو آرہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی مقام پر برکت رکھی تو کیا اس کی طرف دعا اور عبادت کے لیے ہاتھ اٹھائے جاسکتے ہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ نے زمین کے پیٹ میں برکت رکھی ہے تو کیا ہمارے لیے جائز ہے کہ ہم اس کی طرف ہاتھ اٹھائیں اور اسے اپنا قبلہ بنالیں۔ کیا ہم اپنے ہاتھ زمین کی گہرائیوں کی طرف اٹھائیں کیوں کہ یہ برکات اور رحمتوں کا مقام ہے؟

ہم کہتے ہیں اگر آسمان کی طرف اس لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہے کہ وہاں سے برکات نازل ہوتی ہیں تو پھر زمین کی طرف بھی ہاتھ اٹھاؤ کہ وہاں سے برکات پیدا ہوتی ہیں اور یہ برکات کا منبع ہے۔

رفاعی کی قبر دعا کے لیے ایک اور قبلہ ہے:

رفاعیہ کا دعویٰ ہے اور حبشی بھی ان میں شامل ہے۔ کہ رفاعی کی قبر دعاء کا قبلہ ہے کہ مصیبت زدہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ تم دنیا میں کسی جگہ بھی ہو تو رفاعی کی قبر کی طرف تین قدم چلو اور رفاعی کو قسم دو کہ میری اس مصیبت اور پریشانی کو دور کرو۔ [1]

ان کے ہاں شیخ مریدوں اور عقیدت مندوں کا قبلہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش اہل ہمت اور خواص کا قبلہ ہے۔ [2]

اہل بدعت کا معاملہ یہی ہے کہ وہ اپنی خواہشات کے مطابق دین میں اضافہ اور تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں۔ کبھی آسمان ان کی دعاؤں کا قبلہ ہے اور کبھی رفاعی کی قبر قبلہ ہے۔ اب ہمیں تو سمجھ نہیں آرہی کہ کون سا قبلہ ان کے ہاں اعلیٰ اور افضل ہے؟

---

[1] قلاة الجواهر: ٤٣٤، ٤٣٥، ٢٣٩.

[2] القواعد المرئبة: ٧، التاريخ الأوحد: ٤٤٧، قلادة الجواهر: ١٣٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لونڈی نے تو اہل کلام کی ناک خاک آلود کر دی:

حدیث جاریہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تھا ''أین اللہ'' اللہ تعالیٰ کہاں ہے کہ تو اس نے کہا تھا (آسمانوں پر) تو آپ نے اس کے مالک کو کہا تھا اس کو آزاد کر دو یہ مومنہ ہے۔ ❶

یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان ''أین اللہ'' اللہ کہاں ہے؟ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور عظمت کے متعلق تیرا کیا اعتقاد ہے؟ تو اس نے کہا تھا۔ ''فی السماء'' یعنی بہت بلند آسمانوں کی طرح۔ ان لوگوں نے یہ بات کہہ کر عربوں کے طرز کلام کی دھجیاں اڑا دی ہیں کیوں کہ عرب اس طرح لغت کو استعمال نہیں کرتے۔

حدیث جاریہ کے متعلق ان لوگوں کا یہ موقف معتزلہ کے موقف سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے لونڈی سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و منزلت کے متعلق سوال کیا تھا نہ کہ مکان کے بارے میں۔ ❷

اس باطل تاویل سے تو یہ لازم آتا ہے کہ جو بھی انسان عظیم المرتبت ہو اس کے متعلق ہم کہیں کہ وہ آسمانوں میں ہے۔ یہ عربوں کے طرز خطاب کے مکمل طور پر خلاف ہے۔ ابن فورک نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ لونڈی گونگی تھی اس لیے اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ ❸

یہ تاویل اہل عجم کی سنت ہے جو عراق میں داخل ہوئے جیسا کہ ابن جوزی نے کہا: کہ اہل بدعت کی ایک جماعت بغداد آئی جنھوں نے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پر نہیں ہے۔ اور جس لونڈی سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تھا وہ تو گونگی تھی اس لیے اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا تھا۔

لیکن یہ حدیث خود بتا رہی ہے کہ وہ لونڈی گونگی نہ تھی کیوں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں؟

اشعری کے مختلف موقف:

اشاعرہ کے چند مختلف موقف اور تناقضات ملاحظہ ہوں۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ مؤطا امام مالک کی روایت کے مطابق نبی ﷺ نے اس سے کہا: کیا تو گواہی دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں؟ تو اس نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں۔ ❹

یہ ان کا تناقض (دوہرا معیار) ہے کیوں کہ ابن فورک کا کہنا ہے کہ وہ لونڈی گونگی تھی اور وہ بول ہی نہ سکتی تھی۔ ❺

---

❶ مسلم: ٥٣٣، مسند احمد: ٤٤٧/٥.

❷ الدليل القويم: ٥١.

❸ مشكل الحديث و بيانه: ١٥٩، ١٦٠.

❹ منارالهدى: ٢٧/١١.

❺ مشكل الحديث و بيانه: ١٥٩، ١٦٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لونڈی کا یہ کہنا کہ ((آپ اللہ کے رسول ہیں)) نے ان لوگوں کی حیرت اور تناقض میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ کیوں کہ ان لوگوں کا دعویٰ کہ تاویل کے لیے پورے یقین سے یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی مراد ہو۔ ❶

یہ رد اس جھوٹی اور بے فائدہ طویل کو باطل قرار دینے کے لیے کافی ہے۔ جو کہ حقیقت سے کوسوں دور ہے نہ ہی تو شرع اس کی اجازت دیتی ہے اور نہ ہی لغت۔

❀ حبشی اللہ تعالیٰ کی دو صفات کو خلط ملط کر رہا ہے: (۱) صفة العلي اور یہ ازلی وابدی ہے۔ (۲) صفة العلو اور یہ فعلی صفت ہے۔ اس کی تجدید وقت کے ساتھ مذکور ہے جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا جیسا کہ آیت کریمہ میں لفظ (ثم) اس کی دلیل ہے۔ ہمارا سوال ہے کہ ان دو صفات کو کیوں خلط ملط کیا جا رہا ہے؟

❀ اگر لونڈی کی بات کا مطلب اللہ تعالیٰ کی قدر و منزلت بلند ہونا ہے تو پھر اس حدیث کا مطلب تو یہ ہوگا جس میں ہے کہ وہ رات کے آخری پہر آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے کہ قدر و منزلت کے لحاظ سے نزول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے۔ پھر اس آیت کریمہ ﴿اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ﴾ کا مطلب یہ ہوگا کہ میں تم کو بلند کرنے والا ہوں تاکہ تو میری منزلت تک پہنچ جائے۔ اور اس کی طرف فرشتوں کا چڑھنا بھی اس کی قدر و منزلت تک پہنچنا ہے۔ ان باتوں کا ان لوگوں کے پاس کیا جواب ہے؟

پھر یہ کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا۔ کیوں (العلي) وہ ہے جو اپنی مخلوقات پر بلند ہو۔ طبری نے کہا: وہ اپنی مخلوقات پر اپنے مکان کے لحاظ سے بلند تر ہے اور مخلوقات کے تمام اماکن (جگہوں) سے بلند ہے۔ اور مزید کہا: وہ ہر چیز سے بلند و برتر ہے اور تمام اشیاء اس کے نیچے ہیں۔ ❷ بغوی نے اس آیت کریمہ:

﴿وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ﴾ (الحج: ٦٢)

کی تشریح میں فرمایا کہ وہ ہر چیز پر بلند ہے۔ طبری کہتے ہیں وہ ہر چیز پر بلند ہے اور تمام اشیاء اس سے نیچے ہیں۔ ❸

اہل سنت اس لونڈی کے عقیدہ پر ہیں اور وہ ان لوگوں سے بری الذمہ ہیں جن کو اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کا پاس نہیں ہے۔ جو یہ کہہ رہے کہ آپ نے ایک باطل چیز کو باقی رکھا۔ وہ ہر اس شخص سے لاتعلق ہیں جو اس لونڈی کی گواہی کے خلاف گواہی دیتا ہے۔ اس لونڈی نے اللہ تعالیٰ کے مخلوقات سے بلند ہونے کی گواہی دی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے ایمان دار ہونے کی گواہی دی۔

---

❶ الدليل القويم: ٤٧، التوحيد للماتريدى: ٧٤.

❷ الطبرى(٣) ٣/٩، ١١/٢٥/٦.

❸ تفسير البغوى: ٥/٢٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ یہ اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں جو اس لونڈی کی گواہی کے مطابق گواہی دیتا ہیں جیسا کہ حبشی نے کہا: اصول کفر میں سے یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے۔ نبی ﷺ نے اس لونڈی کو کیسے اس عقیدہ پر باقی رکھا؟ کیا حبشی رسول اللہ ﷺ اور خود اللہ تعالیٰ سے ذات باری تعالیٰ کے متعلق زیادہ جانتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

بدعتی حدیث کی صحت میں طعن کرتے ہیں:

بعض بدعتی اس حدیث کی صحت پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ یہ صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ نبیل الشریف (حبشی) کا کہنا ہے یہ حدیث مضطرب ہے اور اس کا اضطراب واضح ہے کہ مالک رحمہ اللہ نے اسے ان الفاظ سے نقل کیا ہے کہ کیا تو گواہی دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں؟ تو اس نے کہا میں گواہی دیتی ہوں۔ جب کہ مسلم کی روایت میں ہے آپ نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے کہا: یہ لفظوں کا اختلاف دلیل ہے کہ یہ روایت مضطرب ہے۔ اور کیا مالک رحمہ اللہ کی نقل کردہ حدیث مسلم کی روایت سے زیادہ محفوظ ہے بلکہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مالک رحمہ اللہ حدیث کی روایت میں مسلم رحمہ اللہ سے رواۃ کے لحاظ سے زیادہ قوی اور مضبوط ہیں۔ ❶

یہ لوگ اس حدیث کی کتابت اور روایت کو پسند نہیں کرتے۔ شاید اسی لیے حیدر نے کتاب (الاسماء والصفات) کی تحقیق کے وقت اس حدیث کو فہرست میں شامل نہیں کیا حالانکہ اسے چاہیے تھا کہ ان الفاظ کے ساتھ حدیث درج کرتا۔ (ایتنی بھا) یا پھر (أین اللہ) لیکن وہ اپنے نفسوں کے لیے اس سوال کی اجازت نہیں دیتے جو ان کو ہلا کر رکھ دے۔

جواب:

- حافظ ابن حجر نے اس حدیث کے صحیح ہونے کی گواہی دی ہے اور اس میں کسی قسم کے اضطراب اور علت کا ذکر نہیں کیا ہے۔ انھوں نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ ❷
- امام مالک رحمہ اللہ کی روایت میں بھی ((أین اللہ)) کے لفظ ہیں پھر یہ دھوکہ اور تلبیس کیوں؟ ❸ تم لوگ جان بوجھ کر جہالت کا مظاہرہ کرتے ہو کہ اس سے اگلی روایت کو لیتے ہو جب کہ یہ کسی اور واقعہ کے متعلق ہے اور پہلے واقعہ کے ساتھ اس کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کی سیاہ فام لونڈی تھی۔ اس نے عرض کیا اللہ کے رسول اللہ ﷺ مجھ پر ایک مومن گردن آزاد کرنا واجب ہے۔ اگر آپ اس لونڈی کو مومنہ سمجھتے ہیں تو میں اس کو آزاد کر دیتا ہوں۔ تو اس سے رسول اللہ ﷺ

---

❶ مجلة منار الهدى: ٢٧/١٦.

❷ فتح الباری: ٣٥٩/١٣. ❸ مؤطا مالك: ٧٧٦/٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے پوچھا۔ کیا تو گواہی دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود برحق نہیں......؟ جب کہ معاویہ بن حکم کی روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنی لونڈی کو تھپڑ مارا پھر وہ اپنے اس فعل پر نادم ہوئے۔ اس لونڈی کو آپ نے بلایا اور اس سے پوچھا: أین اللہ......؟

ان بدعتیوں اور ملحدوں نے لفظ (انصار کے ایک شخص) اور حدیث معاویہ بن حکم کو ایک کر کے پیش کیا ہے جو کہ کئی سندوں سے مروی ہے تاکہ وہ بعد میں اس کے متعلق اضطراب کا دعویٰ کر سکیں حالانکہ یہ دو الگ الگ حدیثیں ہیں جو سند اور متن کے لحاظ سے جدا جدا ہیں جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر نے بھی اس کی وضاحت کی ہے اور انہوں نے شرح زرقانی علی موطا امام مالک: ۸۶/۴ پر بھی اسے نقل کیا ہے۔ بربادی ہے اس کے لیے جس نے یہودیوں کی سنت ادا کرتے ہوئے حق اور باطل کو ایک کر کے پیش کرنے کی کوشش کی۔

رہی یہ بات کہ امام مالک امام مسلم کی نسبت سے حدیث کی روایت میں زیادہ مضبوط ہیں تو یہ قاعدہ دائمی اور ابدی نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امام مالک نے جب اس حدیث ((أین اللہ)) کو نقل کیا تو راوی کے نام میں غلطی کر بیٹھے انہوں نے اسے عمرو بن حکم سے نقل کیا حالانکہ یہ معاویہ بن حکم السلمی سے مروی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے اس پر تنبیہ کی ہے۔ انہوں نے حدیث جاریہ (أین اللہ) ذکر کرنے کے بعد کہا۔ مالک رحمہ اللہ نے راوی کا نام ذکر کرنے میں غلطی کی ہے اور صحیح نام معاویہ بن حکم ہے کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ مالک رحمہ اللہ کو یہ نام یاد نہیں رہا۔ [1] اس طرح امام نسائی نے بھی اس وہم کا ذکر کیا ہے۔ [2]

کوثری کا حدیث پر اعتراض:

کوثری نے حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ روایت میں یہ لفظ وارد ہیں کہ اس لونڈی نے اشارہ کیا تھا اور بات نہیں کی تھی یہ دلیل ہے کہ حدیث جاریہ فقط اشارہ کے ذکر پر مبنی ہے اور صحابی نے اپنے فہم کے مطابق کلام کو با مقصد بنانے کے لیے اشارہ کو لفظ بنا ڈالا۔ اور یہ صحابی فقیہ نہیں تھے کیوں کہ وہ نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے۔ یہ اس کے نزدیک دلیل ہے کہ (أین اللہ) اللہ تعالیٰ کہاں ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نہیں ہیں۔ پھر اس نے حدیث پر اضطراب کا حکم لگایا ہے اور کہا اس کی سند میں یحییٰ بن ابی کثیر ہے اور یہ مدلس راوی ہے جو صیغہ عن سے بیان کر رہا ہے۔ [3]

جواب:

اول: امام ذہبی نے جو حدیث (العلو) میں ذکر کی ہے اس کی سند ضعیف ہے کیوں کہ یہ سعید بن زید کی روایت ہے۔ القطان نے اسے سخت ضعیف کہا ہے۔

---

[1] الرسالۃ: ۷٦.

[2] التفسیر من الکبریٰ: ۴۲۸/۸.

[3] تعلیقات الکوثری علی الاسماء والصفات: ۵۳۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجرح والتعدیل: ۲۱/۴۔ ابن حبان نے اسے المجروحین میں ذکر کیا ہے (۳۲۱/۱)۔ امام بخاری اور مسلم کی توثیق کے باوجود بعض محدثین نے اس پر جرح کی ہے جیسا کہ یحییٰ بن سعید، نسائی، ابی حاتم، جوز جانی، دارقطنی، بزار وغیرھم (تہذیب التھذیب: ۳۳/۴) ظاہر یہ ہے کہ وہ صدوق ہے لیکن اس کو وہم ہوا ہے جیسا کہ حافظ نے التقریب میں ۲۳۱۲ میں اس کا خلاصہ ذکر کیا ہے۔ مسلم کی سند صحیح ہونے سے اس کا کیا تعلق ہے؟

❀ اس حدیث کو یحییٰ ابن ابی کثیر کے علاوہ کئی محدثین نے ذکر کیا ہے جیسا کہ طبرانی اور موطا وغیرہم۔ اور یحییٰ بن أبي کثیر نے اپنی روایت میں جو ھلال سے امام احمد کے ہاں ہے۔ سماعت کی صراحت کی ہے۔ انہوں نے اس کو روایت کیا ہے اس میں ھلال نہیں ہے اور وہ فقط ثقہ سے ہی روایت کرتا ہے۔

حافظ ذہبی نے وضاحت کی ہے (کہ جس روایت سے تم ابن عمر کے پاؤں سن ہونے والی روایت کے صحیح ہونے کی دلیل پکڑتے ہو) کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ ❶

ابوحنفیہ نے یہ روایت نقل کی۔ ❷ پھر ذکر کیا کہ اس پر معتزلہ کے علاوہ کسی نے اعتراض نہیں کیا اور یہ سمرقندی ہے۔ ❸ جب ابوحنیفہ مجتہد ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں تو کوثری، اس کے شاگرد ابوغدۃ اور تھانوی نے کہا مجتھد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا اس کے صحیح ہونے کی علامت ہے۔ ❹ اور یہ بھی ہے کہ جو روایات ابوحنفیہ سے مروی ہیں ان کو ضعیف نہیں کہا جاسکتا۔

دوم: مسلم کی روایت میں اضطراب کا دعویٰ بذات خود دعویٰ مضطرب ہے کیونکہ دوسری روایت سند کے لحاظ سے اس کے برابر نہیں ہے بلکہ اس سے کم ہے۔

سوم: اگر یہ بات بھی ہو کہ صحابی نے اپنی طرف سے لفظ داخل کیا اور پھر یہ لفظ تمام صحابہ کرام میں مشہور ہوگیا تو کیا یہ دلیل نہیں ہے کہ راوی حدیث اور تمام صحابہ کریم اس لفظ پر راضی ہوگئے اور یہ لفظ ہے "أین اللّٰہ" کیا صحابہ کرام عقیدۃ تنزیہ سے واقف نہ تھے کہ انہوں نے یہ لفظ اختیار کرلیا اس پر راضی ہوگئے۔ کیا تم میں سے کوئی ایک ایسا ہے کہ جو اس طرح اس لفظ پر راضی ہوجائے۔

یہ تمہارا قشیری ہے، ابن عساکر اور سبکی ہے جو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور بلند ہے کہ (أین) کہا جائے ❺ تمہارا سبکی کہتا ہے: اس کے لیے یہ نہیں کیا جائے گا کہ (أین) یہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ ❻

---

❶ العلو للذهبى: ١٦، ١٧، مختصر العلو: ٨٢، ٨٣.

❷ مسند ابی حنیفه لأبی محمد الحارث: ١٥٧.

❸ الفقة الأليسط: ٢٠.

❹ مقالات الكوثرى: ٧٠، قواعد فى علوم الحديث تحقيق ابوغدة: ٥٧.

❺ الرسالة القشرية: ٢.   ❻ طبقات السبكى: ٤١/٩، محقق.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام، تابعین اور محدثین نے اس لفظ کو کیسے نقل کیا اور اپنی کتابوں میں درج کیا پھر وہ جہم، مریسی اور معتزلہ میدان میں آئے اور اس لفظ کا انکار کیا، لوگوں کے لیے اس لفظ کا استعمال حرام قرار دیا اور کہا یہ نہ کہو، اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے، پھر تم لوگوں نے ان سے یہ لفظ لے لیا ہے؟

میرے خیال میں کوثری خود ورطہ حیرت میں ہے کہ اس نے کئی بہتان باندھ ڈالے جن میں سب سے بڑا یہ ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ پر اور لونڈی پر صاف جھوٹ بولا ہے اس کا کہنا ہے کہ صحابی نے لفظ (أتشهدين) کو (أين الله) سے بدل ڈالا اور یہ کہ لونڈی نے کہا "أشهد أن لا اله الا الله" یا پھر اس نے اشارہ کیا۔ تو اس کو صحابی نے اس لفظ سے بدل ڈالا۔ "الله في السماء" کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہے۔

اس نے صحابی رسول معاویہ بن حکم پر زبان طعن دراز کرتے ہوئے ان کو غیر فقیہ اور جاہل کہا ہے۔ یہ پہلے صحابی نہیں ہیں جن پر کوثری نے طعن کیا ہے اس نے کہا یہ ضعیف العمر اور مخبوط الحواس ہیں اور ان کی صحیح حدیث کو رد کر دیا۔ [1] یہ کوثری کی گمراہی اور ضلالت کی ایک دلیل ہے۔

ابو مظفر السمعانی کہتے ہیں: صحابہ کرام پر اعتراض اور طعنہ زنی کرنا انسان کے گمراہ ہونے کے لیے کافی ہے۔ یہ بدعت اور ضلالت ہے۔ یہ بات حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نقل کی ہے۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے گمراہ لوگوں کا امتحان امام بیہقی کی غلطی سے لیا ہے۔ انہوں نے کہا: امام مسلم نے معاویہ بن حکم کی روایت نقل کی ہے مگر انہوں نے لونڈی کی بات ذکر نہیں کی ہے۔ یہ ان کا وہم ہے۔ علمائے حدیث نے اس کو مکمل طور پر نقل کیا ہے جیسا کہ امام بغوی نے شرح السنۃ (۳/۲۳۹) میں اس کا ذکر کیا ہے یہ حدیث مکمل طور پر مسلم میں مذکور ہے۔ [3] جس میں لونڈی کا قصہ ذکر ہے۔ جیسا کہ حافظ المزی نے اسے تحفۃ الاشراف: ۸/۴۲۶) میں ذکر کیا ہے۔ اس میں جاریہ کا قصہ منقول ہے فقط اتنا ہے کہ امام مسلم نے اسے کتاب السلام میں ذکر کیا ہے۔ جس میں یہ زیادتی نقل نہیں ہے اور یہ اصول ہے کہ ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔

مسلم کے شارحین نے اس کو مکمل طور پر ذکر بھی کیا ہے اور اس کی ہر لحاظ سے تشریح بھی کی ہے۔ جیسا کہ امام نووی [4] اور یہ کہ کسی نے بھی لونڈی کے قصہ پر اعتراض نہیں کیا ہے۔

ان میں سے جس کا نام عبداللہ الغماری ہے نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث شاذ اور مردود ہے۔ [5]

---

[1] تأنيب الكوثري: ١١٧.

[2] فتح الباري: ٣٦٥/٤.

[3] حديث: ٢٢٢٨.

[4] مسلم نمبر ٥٣٨، شرح النوری ٢٤/٥، ٢٦.

[5] فتح المعين بنقد كتاب الأربعين: ١٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں تم لوگوں کے نزدیک تو حدیث مردود ہی ہوگی کیوں کہ تم جہم بن صفوان کی اولاد اور متبعین ہو جو احادیث مبارکہ کو اپنی عقل پر پرکھتا ہے اور علم کلام کی موشگافیوں سے لبریز ہے۔ جس کو عقل نے تسلیم کیا اس حدیث کو انہوں نے ثابت شدہ مانا۔ اور جس کو عقل نے قبول نہیں کیا اس کی انھوں نے تاویل کردی یا اس پر شاذ ہونے کا حکم لگا دیا۔

محدثین کی اصطلاح میں شاذ سے مراد ثقہ کا اپنے سے اوثق کی مخالفت کرنا ہے اس حدیث میں ایسا کہاں ہے کہ اس پر شاذ کا حکم لگایا جا سکے۔

ان لوگوں نے نہ تو دین کی کوئی خدمت کی ہے اور نہ ہی سنت کی خدمت کا جھنڈا اٹھایا ہے انہوں نے کتاب اللہ کے بعض کو بعض پر اور اسی طرح سنت کے بعض کو بعض پر دے مارا ہے یہ سب کچھ اپنے مذموم دعویٰ تنزیہ (پاک کرنا) کی خاطر ہے جس نے ان کو بے فائدہ مطالب اور شک وشبہ پیدا کرنے پر ابھارا ہے۔

ان لوگوں نے حدیث مبارکہ پر جتنے بھی جھوٹے اعتراض کیے ہیں اس کا ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب میں بھی اس بات کا ذکر ہے کہ وہ آسمانوں کے اوپر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿ءَ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمُ الۡاَرۡضَ﴾ (الملك : ١٦)

''کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ وہ تمھیں زمین میں دھنسا دے۔''

﴿اَفَاَمِنَ الَّذِیۡنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ یَّخۡسِفَ اللّٰہُ بِہِمُ الۡاَرۡضَ﴾ (النحل : ٤٥)

''تو کیا وہ لوگ جنھوں نے بری تدبیریں کی ہیں، اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ انھیں زمین میں دھنسا دے۔''

پہلی آیت کریمہ میں ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے جس کی دلیل دوسری آیت کریمہ ہے۔

حدیث جاریہ کے متعلق اس کا موقف معتزلہ والا ہے:

اس نے دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو لونڈی سے پوچھا تھا کہ (أین اللہ) اللہ کہاں ہے؟ تو درحقیقت آپ نے اللہ تعالیٰ کی قدر ومنزلت کے متعلق سوال کیا تھا اور مکان کے متعلق نہیں پوچھا تھا۔ یہ دعویٰ کئی وجوہ سے باطل ہے۔

- اشعری/ اللہ تعالیٰ کے اس وصف کو مطلق طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں کرتے جیسا کہ قشیری نے کہا: اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کہنا صحیح نہیں کہ (أین) وہ کہاں ہے؟
- قدر ومنزلت کے لیے لفظ (أین) استعمال نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ (وہ آسمانوں کے اوپر ہے) مگر یہ کہ لفظ (من) استعمال کیا جائے جیسا کہ تم کہو۔ ''أین أنت من فلاں'' (فلاں کے مقابل تم کہاں ہو؟)
- ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر فوقیت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ وہ ان سے قدر ومنزلت کے لحاظ سے بہتر ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کی تعریف ان الفاظ میں نہیں کی ہے۔ کیا کوئی عقل مند انسان یہ تسلیم کر سکتا ہے اور عقیدہ رکھ سکتا ہے کہ "الـلــه فـوق الـعـرش" کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے اوپر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ قدر و منزلت کے لحاظ سے عرش سے افضل ہے۔ کیا زینب رضی اللہ عنہا ام المومنین کے قول کہ (اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح ساتویں آسمان سے اوپر کیا ہے) کا یہ مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں سے افضل اور بہتر ہے۔

یہ انداز تو اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب دو شخصیات قدر و منزلت اور مقام مرتبہ کے لحاظ سے قریب قریب ہوں۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر یہ اسلوب استعمال کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا:

﴿يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ﴾ (النحل : ٥٠)

"وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اپنے اوپر سے۔"

یہاں علو حقیقی مراد ہے کیوں کہ لغت میں جہاں لفظ فوق (من) سے مل کر آتا ہے تو وہاں بہتر اور افضل کے معانی مراد نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے "العالم من فوق الجاهل" (کہ عالم کا رتبہ جاہل سے زیادہ ہے۔)

جب اس اسلوب کے ساتھ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ موتی پیاز سے رتبہ میں زیادہ ہے اور سونا لوہے سے بہتر ہے کیوں کہ آپ ایسا کہہ کر لوگوں کے درمیان مذاق بن جائیں گے تو پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہے کہ (اللہ فوق عبادہ) اللہ اپنے بندوں کے اوپر ہے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان سے بہتر اور افضل ہے۔

❀ اس کا قول حدیث نزول کی بنیاد پر مردود ہے۔ اگر علو سے مراد قدر و منزلت کی بلندی ہے تو پھر حدیث نزول میں تم کیا کہو گے۔ کیا یہاں نزول سے مراد قدر و منزلت اور مقام و مرتبہ کا نزول ہے؟ اللہ تعالیٰ پاک ہے ایسی تاویل سے جو تنزیہہ کے نام پر جاری ہے۔

❀ مکانۃ (قدر و منزلت) مکان کی تانیث ہے اور منزلۃ (منزل) کی تانیث ہے جب میں نے جبشی کے متبعین میں سے ایک کے سامنے حدیث جاریہ کا ذکر کیا تو اس نے فوراً کہا لونڈی کی مراد، اللہ تعالیٰ کی تنزیہ تھی۔ میں نے اسے کہا: اگر یہ قول تنزیہ (پاک کرنا) سے متعلق ہے تو پھر تم خود ایسا کیوں نہیں کہتے بلکہ تم اپنے نفسوں کے لیے اسے حرام قرار دیتے ہو جو کچھ اس لونڈی نے کہا۔ کیا تم میں سے کوئی ایک ہے جو وہ الفاظ کہے جو اس نے کہے۔ کیا وہ کہہ سکتا ہے ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "أأمنتم من في السماء"

ابن فورک کا کہنا ہے: جان لو جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پر ہے اس کی بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ کتاب اللہ میں یہ لفظ وارد ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "ءأمنتم من في السماء" (اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آسمانوں کے اوپر ہے۔) [1]

---

[1] مشكل الحديث و بيانه : ٣٩٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے اسے بار ہا کہا کہ ایک دفعہ ہی اس لونڈی والے الفاظ دہراؤ اگرچہ بغیر عقیدہ رکھے ہی کہو رسول اللہ ﷺ کا ادب کرتے ہوئے کیوں کہ آپ نے اس کے ظاہری الفاظ سے موافقت کی ہے تاکہ تم بھی آپ کی رضا کے موافق بات کہو تو اس نے ایسا کہنے سے انکار کر دیا۔ میں نے اسے کہا نبی کریم ﷺ کسی بھی باطل چیز کو باقی نہیں رکھتے۔ تو کیا میں تمہارا اسی طرح امتحان لے سکتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس لونڈی کا لیا تھا۔ میں تم سے وہی سوال کرنا چاہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے اس لونڈی سے کیا تھا۔ "أين الله" (اللہ کہاں ہے۔) تو اس نے کہا۔ وہ بلا مکان کے ہے۔

میں نے اس سے کہا: کیا لونڈی نے ایسے ہی جواب دیا تھا۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم یہ لونڈی تو امتحان میں کامیاب ہوگئی جب کہ تم ناکام ہو گئے ہو۔

حبشی اعتزال کی تکمیل کر رہا ہے:

اس تاویل پر معتزلہ حبشی کے شکرگزار ہیں کیوں کہ ان لوگوں نے بھی ایسی ہی تاویل کی ہے اس کا ذکر اشعری نے کیا ہے۔ ❶ جبائی معتزلی کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے لیے صفت فوقیت کا اثبات صحیح نہیں ہے۔ اگر قرآن مجید میں یہ لفظ ہے تو ہم اس کی تاویل قھر اور غلبہ سے کریں گے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر غالب ہے۔ اس سے حبشی اور معتزلہ کے ایک ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

آیت کریمہ اس جھوٹی تاویل پر گواہ ہے:

میں نے حبشی سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿ءَ اَمِنتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ﴾ (الملك: ١٦) کا کیا مطلب ہے؟ تو

اس نے کہا اس آیت کریمہ میں ضمیر فرشتوں کی طرف لوٹتی ہے۔

اس کے متبعین کہتے ہیں اس آیت کریمہ میں ضمیر جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف لوٹتی ہے۔

میں نے اسے کہا کہ تمہارے متبعین کہتے ہیں، اس آیت کریمہ میں ضمیر جبرائیل علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے تو اس نے کہا: میرے شاگرد میرے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہیں جو میں نہیں کہتا۔ ❷

میں نے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا۔ میرے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ کیا تم فرشتوں سے بے خوف ہو گئے ہو؟

میں نے کہا یہ صحیح نہیں ہے کیوں کہ آیت کریمہ میں صیغہ مفرد ہے "أن يـــــخسف" (جمع نہیں ہے۔) "أن يـخسفوا" اس نے کہا۔ کبھی کبھی جمع کا اطلاق مفرد پر بھی ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا مگر مفرد کا جمع پر اطلاق درست نہیں ہے۔ تو وہ ششدر رہ گیا۔ میں نے کہا۔ سورۃ اسراء میں ایک آیت کریمہ اس کے مشابہ ہے جو اس شبہ کو ختم کر رہی ہے۔

---

❶ مقالات الاسلاميس: ٥٣٢.
❷ صريح البيان: ٤٨ میں یہ تاویل دیکھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا﴾ (الاسراء: ٦٧)

''اور جب تمھیں سمندر میں تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے سوا تم جنھیں پکارتے ہو گم ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تمھیں بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہمیشہ سے بہت ناشکرا ہے۔''

اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ یہاں ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس لیے ابن قتیبہ نے دونوں آیات کو اکٹھا ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس طرح مفسرین نے کہا ہے۔ [1] کہ ''قرآن کی بہترین تفسیر قرآن سے ہی ہے۔''

ابوبکر بن فورک نے اس تحریف کا انکار کیا ہے کہ یہاں ضمیر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر فرشتوں کی طرف لوٹائی جائے۔ اس نے کہا: یاد رکھو جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پر ہے تو اس کی بات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کیوں کہ کتاب اللہ میں یہ لفظ وارد ہے۔ [2]

پھر اس نے یہ آیت کریمہ ذکر کی ہے۔

﴿اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا﴾ (الاسراء: ٦٨)

''تو کیا تم بے خوف ہو گئے کہ وہ تمھیں خشکی کے کنارے دھنسا دے یا تم پر پتھروں کی آندھی بھیج دے۔''

یہاں ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔ زمین میں دھنسانا اور پتھروں کی بارش سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس کی نسبت جبرائیل کی طرف کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے کیوں کہ جبرائیل اسے خود لے کر نہیں آتا اور نہ ہی اس کو بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھیجنے والا ہے اور جبرائیل بھیجا جانے والا ہے۔ قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں جس میں یہ ہو کہ فرشتے عذاب بھیجتے ہیں۔

❀ سورہ اسراء کی آیات

﴿اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ○ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ○﴾ (اسراء: ٦٨-٦٩)

''تو کیا تم بے خوف ہو گئے کہ وہ تمھیں خشکی کے کنارے دھنسا دے، یا تم پر کوئی پتھراؤ کرنے والی آندھی بھیج دے، پھر تم اپنے لیے کوئی کارساز نہ پاؤ۔ یا تم بے خوف ہو گئے کہ وہ تمھیں دوسری بار اس میں پھر لے جائے، پھر تم پر توڑ دینے والی آندھی بھیج دے، پس تمھیں غرق کر دے، اس کی وجہ سے جو تم نے کفر کیا، پھر تم اپنے لیے ہمارے خلاف اس کے بارے میں کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ۔''

[1] تاویل مختلف القرآن: ٥٤٦. [2] مشكل الحديث و بيانه: ٣٩٢.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور سورۃ ملک میں:

﴿ءَ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمُ الۡاَرۡضَ فَاِذَا ہِیَ تَمُوۡرُ ۝ اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یُّرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ حَاصِبًا فَسَتَعۡلَمُوۡنَ کَیۡفَ نَذِیۡرِ ۝﴾ (الملك: ۱۶، ۱۷)

''کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ وہ تمھیں زمین میں دھنسا دے، تو اچانک وہ حرکت کرنے لگے؟ یا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ وہ تم پر پتھروں والی آندھی بھیج دے، پھر عنقریب تم جان لو گے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے؟''

قرآن مجید میں جہاں بھی لفظ ''ء أمنتم'' ذکر ہوا اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ کوئی اور نہیں۔ سورۃ نحل میں ہے

﴿اَفَاَمِنَ الَّذِیۡنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ یَّخۡسِفَ اللّٰہُ بِہِمُ الۡاَرۡضَ﴾ (النحل: ۴۵)

''تو کیا وہ لوگ جنھوں نے بری تدبیریں کی ہیں، اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ انھیں زمین میں دھنسا دے۔''

اور سورہ اعراف میں ہے:

﴿اَفَاَمِنُوۡا مَکۡرَ اللّٰہِ﴾ (الاعراف: ۹۹)

''پھر کیا وہ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو گئے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے جیسا کہ فرمایا:

﴿وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ﴾ (آل عمران: ۲۸)

''اور اللہ تمھیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے۔''

وہ ہمیں فرشتوں سے نہیں ڈراتا ہے۔

اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا ''کہ کیا تم میرے فرشتوں سے نہیں ڈرتے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ یَخۡشَوۡنَہٗ وَ لَا یَخۡشَوۡنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ﴾ (الاحزاب: ۳۹)

''اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔''

یہ آخری دونوں آیات تاویل کرنے والوں کے خلاف زبردست دلیل ہیں جو سورہ ملک کی آیت کریمہ ''ء أمنتم من فی السماء'' میں موجود ضمیر کو غیر اللہ کی طرف لوٹانے کی جرأت کرتے ہیں جبکہ سورۃ اسراء میں ضمیر کو غیر اللہ کی طرف لوٹانے کی جرأت نہیں کرتے۔

اس طرح یہ ٹیڑھی راہ پر چلنے والوں کا مقابلہ محکم آیات سے کرنا واجب ہے۔ یہ ہمیشہ کہتے رہے ہیں بہترین تفسیر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی قرآن سے ہے۔ جب یہ بات حبشی کے لیے واضح ہوئی تو وہ خاموش ہو گیا۔

ایک شبہ:

ان کا ایک شبہہ یہ بھی ہے کہ دعائے استسقاء میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیاں کبھی آسمان کی طرف کی ہیں اور کبھی زمین کی طرف۔ تو اگر یہ کہا جائے کہ ہاتھ آسمان کی طرف اٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہے تو زمین کی طرف کرنے سے یہ دعویٰ باطل ہو جاتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ تم نے ان آیات کریمہ کو چھوڑ دیا۔

﴿ءَ اَمِنتُم مَّن فِي السَّمَآءِ﴾ (الملك : ١٦)

اور

﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ﴾ (فاطر : ١٠)

اور نبی کریم ﷺ کی گواہی کو بھی بھول گئے ہو جو آپ نے لونڈی کے مومن ہونے کی دی تھی جب اس نے صراحت کے ساتھ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے۔ ان لوگوں نے اس فعل سے استدلال کیا جس میں ان کے موقف کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

استسقاء میں زمین کی طرف ہتھیلیاں کرنا ایک خاص حالت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے لیے زیادہ عاجزی اختیار کرنا اور اپنی حالت زار کا اظہار ہے جب کہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانا متواتر ہے۔ امام سیوطی نے ان روایات کو اپنے رسالہ "فض الوعاء فی احادیث رفع الیدین فی الدعاء" میں جمع کیا ہے، ان کی تعداد ایک سو کے قریب ہے۔

اپنے آپ کو متعدل مزاج کہنے والو کچھ تو انصاف سے کام لو۔

تاویل کرنے والوں کی متضاد تاویلات:

جن لوگوں نے اس آیت کریمہ کی تاویل کی ہے وہ خود بھی کسی ایک تاویل پر متفق نہیں ہیں بلکہ ان کی تاویلات ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں۔

بعض نے کہا: "من فی السماء" کا مطلب اللہ تعالیٰ کی ملکوت ہے جیسا کہ ابوحیان نحوی نے کہا: ❶ بعض نے کہا اس سے مراد فرشتے ہیں بعض کا کہنا ہے کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کسی نے کہا اس کا مطلب "یعنی جس کو بھی تم آسمانوں کے اوپر سمجھتے ہو۔) یہ نسفی، بیضاوی اور رازی کا قول ہے۔ ❷

❶ تفسیر بحرالمحیط : ٨/٣٠٢.

❷ تفسیر الرازی : ٣٠/٧٠، مدارك التنزیل : ٣/٥٦١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عز بن عبد السلام نے اس آیت کریمہ

﴿ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ﴾ (البقرة: ٢٩)

کی تفسیر میں کہا: اس نے آسمان کو قصد کیا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس نے اپنے امر اور خلق کو آسمان کا قصد کروایا۔ یہ دونوں الفاظ مجاز ہیں۔ خارجی دلیل کے بغیر کسی ایک کو ترجیح دینا ناممکن ہے۔ [1] آپ دیکھیں گے کہ ان لوگوں کا عقیدہ ایسی ہی باطل تاویلات پر قائم ہے۔

ان لوگوں نے ایسی تاویلات کے ذریعے اپنے ہی مقرر کردہ قاعدہ کو توڑ ڈالا کہ عقیدہ میں خبر آحاد کو حجت نہیں مانا جاسکتا۔ اس قاعدہ کو بنیاد بنا کر ان لوگوں نے کئی خبر احاد کو رد کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عقیدہ میں متواتر احادیث کو ہی لیا جاسکتا ہے۔

مفسرین کے اقوال:

طبری [2] نے کہا: "ء أمنتم من فی السماء" سے مراد اللہ تعالیٰ ہیں۔ [3] اسی طرح ابن جوزی نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ [4] یہی بات امام بغوی اور سیوطی نے بھی ذکر کی ہے۔ [5]

امام احمد نے کہا: ((ء أمنتم من فی السماء)) میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ آسمانوں پر ہے۔ [6]

امام بیہقی نے کہا: اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ کیا اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو عرش پر ہے یعنی عرش کے اوپر ہے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا اس آیت میں مراد جبرائیل یا فرشتے ہیں۔

قرطبی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے:

''کیا تم اس عذاب سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمانوں میں ہے، جبکہ تم نافرمانی کرو۔'' [7]

سیوطی نے مجاہد سے نقل کیا کہ: "من فی السماء" سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ [8]

آلوسی نے کہا: ﴿ء أمنتم من فی السماء﴾ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ آئمہ سلف نے کوئی اور معانی مراد نہیں لیے ہیں۔ حدیث جاریہ اس کی انتہائی مضبوط دلیل ہے۔ اس کی تاویل کرنا اہل علم کے ہاں انصاف نہیں ہے۔ [9]

---

[1] الاشارة الى الايجاز: ١١٠.

[2] احباش نے ان کو حافظ حدیث، مجتہد کہا۔ مجلة منار الهدیٰ: ٢٢/١٤.

[3] تفسير طبرى: ٢٩/١٢.

[4] زادالمسير: ٣٢٢/٨.

[5] معالم التنزيل: ٣٧١/٤، الدرا المشور: ٢٣٨/٨.

[6] الردعلى الجهمية: ٤١، ٤٨.

[7] تفسير قرطبي: ١٧/ ٢١٥.

[8] الدرر المنثور: ٦/ ٢٤٩.

[9] روح المعانى: ٢٩/ ١٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ وقت کے سلطان کے پاس دو جماعتیں اکٹھی ہوئیں اس نے پہلی جماعت سے کہا اپنا عقیدہ پیش کرو۔ انہوں نے کہا: ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر تمام آسمانوں کے اوپر ہے۔ دوسری جماعت نے کہا: ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ کائنات سے بلند نہیں ہے نہ ہی اس کے نیچے ہے نہ اس میں داخل ہے نہ خارج ہے نہ متصل ہے نہ ہی منفصل ہے۔ سلطان نے یہ سن کر کہا: یہ لوگ تو اپنے رب کو ضائع کر چکے ہیں۔

عقل اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جو کسی شے میں داخل نہ ہو اور نہ ہی خارج ہو تو اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔

اشاعرہ نے اپنے رب کو ضائع کر دیا جو کہتے ہیں اس کا کوئی زمان و مکان نہیں ہے، نہ وہ کائنات میں داخل ہے اور نہ ہی خارج ہے۔ ❶

کمیونسٹ بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ معبود نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے، نہ متصل ہے، نہ منفصل ہے۔ یہ لوگ جہمیہ کے حکم میں داخل ہیں جن کے بارے میں ابن المبارک نے کہا تھا: ''ہر قوم اپنے معبود کو اچھی طرح پہچانتی ہے سوائے جہمیہ کے۔'' ❷

ان کے متعلق محمد بن حسن شیبانی نے کہا: جو جہمیہ کی طرح دعویٰ کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت بیان کر دی جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ ایسے ہی جیسے کسی نے کہا اعداد نہ جفت ہوتے ہیں نہ طاق۔

شبہ: ان لوگوں نے زین العابدین کی طرف منسوب ایک روایت سے دلیل پکڑی ہے جس میں ہے: ''تو وہ ہے جسے کوئی مکان اپنے احاطہ میں نہیں لے سکتا۔'' انہوں نے کہا: اسے حافظ زبیدی نے (اتحاف السادۃ المتقین) میں ۴/ ۳۸۰ نقل کیا ہے اور اس کی سند اہل بیت کی طرف منسوب ہے۔

یہ قول مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر نا قابل قبول ہے۔

اول: ہم اللہ تعالیٰ کے استواء مکان سے اوپر ثابت کرتے ہیں اور قطعاً یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ مکان اس کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔ مخلوق اپنے خالق کا احاطہ کیسے کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے۔ لہٰذا بنیادی طور پر اس عبارت کے متعلق یہ اعتراض درست ہی نہیں ہے۔

دوم: ہم اہل بیت سے ثابت شدہ ایک عبارت نقل کر رہے ہیں جس میں تمہاری ذکر کردہ عبارت سے کہیں زیادہ وضاحت موجود ہے۔ طبری نے اپنی سند سے حسن رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ: ﴿يٰعِيسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ﴾ (آل عمران: ۵۵) کی تشریح میں ذکر کیا ہے: ''کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف بلند کر لیا اور وہ آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔'' ❸

---

❶ المواقف: ۲۷۲۔ شرح ام البراھین: ۲۴.

❷ خلق افعال العباد: ۲۰. ❸ تفسیر طبری: ۳/ ۳/ ۲۰۳.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اگر اس مذکورہ عبارت سے تمہاری مراد اس چیز کی نفی ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے یا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کی ہے تو یہ شیعہ کا وضع کردہ ایک صحیفہ ہے جو نجف میں علوی پریس سے ۱۳۵۲ میں طبع ہوا پھر اسے دار صادق نے بیروت سے شائع کیا۔

اس کے متعلق محمد جواد مغنیہ نے اپنی تفسیر "الکاشف: ۱۰/ ۵۱۵" میں کہا۔ شیعہ کے ہاں اس صحیفہ کا بہت بڑا مقام و مرتبہ ہے اور وہ اس کے ایک ایک حرف کی تعظیم کرتے ہیں۔

سوم: سند کا متصل ہونا کسی حدیث کے صحیح ہونے کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ اس سند کو دیگر علتوں سے خالی ہونا چاہیے۔ جن میں سے ایک اس سند میں راوی کی جہالت ہے یہ بات اہل علم کے ہاں معروف ہے۔ سند کی متابعت ضروری ہے تاکہ ایسی علت اور شذوذ سے پاک ہو۔ پھر ایسی سندوں کا کیا حال ہوگا جن کے متعلق یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ان کو رافضہ اور شیعہ نے گھڑا ہے اور وہ اہل بہت کے متعلق بہت زیادہ جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ اس کے ساتھ عقائد میں تو اشعری کے نزدیک حدیث کا متواتر ہونا شرط ہے۔

اس سند کے راوی موسیٰ الکاظم تک مجاہیل ہیں اور فن روایت میں معروف نہیں ہیں لہٰذا یہ روایت ایسا کھوٹا سکہ ہے جو اہل حدیث کے ہاں کام نہیں دے سکتا۔

چہارم: زبیدی اہل بیت اور علی رضی اللہ عنہ کے متعلق عام طور پر شیعہ سے روایت لیتا ہے، اور اس میں صحت کا خیال نہیں رکھتا۔ جیسا کہ شریف مرتضیٰ کی کتاب "نهج البلاغه" پر اس کا اعتماد ہے۔

پنجم: اس سند میں موسیٰ کاظم تک رواۃ مجہول ہیں۔ لہٰذا اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ششم: اگر نہج البلاغہ پر اعتماد ہے تو پھر اس روایت کے متعلق کیا کہا جائے گا۔ شریف موسوی نے روایت کی کہ امیر المؤمنین نے فرمایا: "ہمارے شیعہ سب علماء ہیں۔ بردبار اور شفاء کا مصدر ہیں۔ ایسے پسندیدہ لوگ ہیں کہ عبادت میں جن کی رہبانیت معروف ہے۔" اسی طرح اس نے شریف مرتضیٰ کے علاوہ بھی کئی لوگوں سے بے شمار جھوٹ نقل کیے ہیں۔ [1]

ہفتم: یہ مقالہ عقیدہ کے بارے میں اور اشاعرہ کے نزدیک عقیدہ میں خبر واحد سے دلیل لینا صحیح نہیں۔ خصوصاً جب اس کی سند بھی مجہول ہے۔

ہشتم: زبیدی نے اس کتاب کی شرح کی ہے جس کی مذمت کبار علماء نے کی ہے۔ جیسا کہ ابن صلاح، ابن جوزی وغیرہ۔ اہل مغرب نے غزالی کی زندگی میں ہی اس کا نام "إماتة علوم الدين" یعنی علوم دین کی موت رکھا ہے، اور انہوں نے کہا: یہ اس کے علم دین کا احیاء تو ہوسکتا ہے ہمارے دین کا ہرگز نہیں۔ اس کو بہت سے اہل علم نے ردّ کیا ہے جن میں اس کا شاگرد ابن العربی ہے۔

---

[1] اتحاف السادة المتقين: ۱۰/ ۱۳۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہم: اہل بیت معصوم عن الخطاء نہیں ہیں۔ جیسا کہ شیعہ کا خودساختہ دعویٰ ہے کہ: ''وہ جو کچھ کہتے ہیں وہی حق ہے اور ان کی بات ردّ کرنا اللہ تعالیٰ کی بات کو ردّ کرنے کے مترادف ہے۔'' ہمارے نزدیک اس معاملہ میں تمام لوگ مالک رحمہ اللہ کے اس قول میں داخل ہیں کہ: ''ہر ایک کی بات لی بھی جاسکتی ہے اور چھوڑی بھی جاسکتی ہے سوائے اس قبر والے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔''

دھم: میں تو حافظ ابن حجر، عراقی، سخاوی، زبیدی اور دیگر ایسے علماء کے منہج پر ہوں۔ انہوں نے روایات پر حکم لگانے میں ابن تیمیہ کی اقتداء کی ہے۔ میں کہتا ہوں: ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس صحیفہ کو یہ کہہ کر ردّ کر دیا ہے کہ: ''اس میں علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں زبردست جھوٹ سے کام لیا گیا ہے۔'' ❶

اگر تم یہ کہتے ہو کہ وہ تو ہمارے نزدیک معتبر نہیں ہے تو ہم کہیں گے کہ وہ ان لوگوں کے ہاں معتبر ہیں جو تم سے کہیں بہتر تھے۔ جیسا کہ ابن حجر، زبیدی، سخاوی اور سیوطی وغیرہ انہوں نے حدیث پر حکم لگانے میں ان پر اعتماد کیا ہے۔ اس طرح الشیخ محمد بن درویش الحوت البیروتی نے اپنی کتاب ''اسنٰی مطالب'' میں ان پر اعتماد کیا ہے۔ اگر وہ تمہارے نزدیک کافر ہے تو زبیدی کے ہاں شیخ الاسلام ہے۔ ❷

مکان کو تخلیق کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں تھا:

شبہ: یہ لوگ ایک شبہ ان لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے علو (بلندی) کو ثابت کرتے ہیں کہ: ''ہمارا رب مکان کو پیدا کرنے سے قبل کہاں تھا۔ اگر کہا جائے بلا مکان کے تھا تو وہ کہتے ہیں اب بھی بلا مکان کے ہے۔ کیونکہ وہ مکان کا محتاج نہیں ہے۔''

ان کے شبہ کا جواب امام احمد رحمہ اللہ کے جواب سے مستفید ہے جو انہوں نے جہمیہ کے ردّ میں دیا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا فرمایا اس کے بعد کہ وہ نہ تھی۔ تو جب اس نے اس کو پیدا کیا تو کیا اپنی ذات میں پیدا کیا یا اپنی ذات کے علاوہ پیدا کیا؟

اگر وہ کہتے ہیں کہ اپنی ذات میں پیدا کیا تو یہ واضح کفر ہے اور اگر کہیں اپنی ذات کے علاوہ پیدا کیا تو وہ درحقیقت اہل السنہ والجماعۃ کے مؤقف کو اپنانے والے ہوں گے۔ اس سے تمہارا یہ دعویٰ بھی باطل ہو جائے گا کہ نہ وہ داخل کائنات ہے نہ خارج، اور اگر وہ دونوں کا انکار کریں تو ہم ان سے کہیں گے کہ تم نے فطرتِ انسانی کے خلاف دعویٰ کیا ہے۔

یہ لوگ اپنے اوپر فطرت کی مخالفت کا الزام لے رہے ہیں۔ عز بن عبدالسلام نے کہا: ''یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ نہ ساکن ہے نہ متحرک نہ متصل ہے نہ منفصل، نہ داخل ہے نہ خارج۔ تو یہ بات مخلوق کی سمجھ میں آنے والی ہی نہیں ہے۔ اس کو سمجھنے

---

❶ منهاج السنة النبوية: ٣/ ٢٠٩.

❷ اتحاف السادة المتقين: ٤/ ٥٣٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے مشکل ترین دلائل اور تنگ ترین فہم وشعور سے واسطہ پڑے گا۔'' ❶

غزالی نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ اشاعرہ کا یہ قول کہ نہ وہ داخل ہے، نہ خارج ہے، نہ منفصل نہ متصل ہے۔ عقلوں کو حیران کر دینے والا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا انکار کر دیا۔ ان دونوں نے الحمدللہ اعتراف کیا کہ یہ قول فطرت اور عقل کے خلاف ہے۔

ہم ان سے پوچھتے ہیں: کیا رب العالمین کا وجود ذہنی ہے یا اس کا وجود خارجی وجود ہے؟ اگر تم کہو کہ: اس کا وجود ذہنی ہے تو تم نے اللہ رب العالمین کے متعلق تعطیل کی انتہاء کر دی۔ اگر تم کہو کہ اس کا وجود خارجی ہے۔ تو پھر ہم تم سے پوچھیں گے:

کیا رب العالمین کا وجود وہ عین اس کائنات کا وجود ہے یا اس کے علاوہ ہے؟ اگر تم کہو کہ عین کائنات کا وجود ہے تو تم نے کفر کیا اور اگر کہو کہ اس کائنات کے علاوہ سے تو ہم تم سے پوچھیں گے؟ کیا یہ کائنات رب العالمین کی ذات میں داخل ہے؟ یا پھر رب العالمین کی ذات اس کائنات میں داخل ہے۔ تم جو بھی جواب دو گے تو عیسائیوں سے بھی زیادہ (حلولی) بن جاؤ گے۔

اگر تم دونوں کا انکار کرو تو ہم تم سے پوچھیں گے کیا اللہ تعالیٰ اس کائنات سے الگ خود قائم ہے یا وہ اعراض میں سے ایک عرض ہے جو دوسرے کے ذریعے قائم ہے؟

اگر تم دوسری بات کرو گے تو کفر اختیار کر لو گے۔ اگر پہلی بات کرو گے تو تم نے اعتراف کر لیا کہ اللہ تعالیٰ اس کائنات سے خارج الگ ہے اور یہی مقصود ہے۔ ❷

اللہ تعالیٰ مکان سے بھی اوپر ہے یہ وہ تنزیہ ہے جو ہم کہتے ہیں اور یہ قرآنی دلائل کے اس قول سے کہیں موافق ہے (کہ وہ مکان میں نہیں) یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے کیونکہ ایسی بات اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ اور سلف صالحین نے نہیں کی ہے بلکہ یہ جہمیہ اور معتزلہ کی کتب میں ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں کو تعطیل کے گڑھے میں گراتے ہیں۔

وهو معكم أين ما كنتم:

شبہ: جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فِي السَّمَآءِ﴾ ''وہ آسمانوں میں ہے۔'' تو معتزلہ وغیرہ کہتے ہیں: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ﴾ ''کہ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو'' کا کیا مطلب ہے؟ اگر کہا جائے وہ اپنے علم وقدرت کے ساتھ تمہارے ساتھ ہے تو وہ کہتے ہیں دیکھا تم تاویل کرنے پر مجبور ہو گئے ہو پھر تم ہماری تاویل کا انکار کیوں کرتے ہو کہ ﴿فِي السَّمَاءِ﴾ کا مطلب اس کی بادشاہت ہے جو آسمانوں میں ہے؟

---

❶ قواعد الأحكام الكبرىٰ: ١٧٠.

❷ عداء الماتريدية للعقيدة السلفية للأفغاني: ٢/ ٤٨٧ ـ ٤٨٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس سے پہلے یہ بات جہمیہ وغیرہ بھی کر چکے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے یہ غور نہیں کیا کہ یہ آیت کریمہ صفت استواء اور صفت معیت دونوں کو شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌo﴾ (الحدید: ٤)

”وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر بلند ہوا، وہ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں چڑھتی ہے اور وہ تمھارے ساتھ ہے، جہاں بھی تم ہو اور اللہ اسے جو تم کرتے ہو، خوب دیکھنے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنے عرش کا آسمانوں سے بلند ہونا بھی ثابت کیا اور اپنے علم کا ہر جگہ ہونا بھی ثابت کیا۔

پھر ہم ان خود ساختہ اہل لغت سے سوال کریں گے کیا لفظ (مـع) کے ایک ہی معانی خلط ملط ہونا ہے۔ اگر وہ کہیں ہاں تو انہوں نے اہلِ لغت کی مخالفت کی اور اگر کہیں نہیں تو انہوں نے اپنی ہی تردید کر دی۔

ہم کہتے ہیں کہ: المعیة، یعنی مطلق مصاحبت...... درحقیقت مشترک معانی پر مشتمل ہے۔ کبھی اس سے مراد نصرت وتائید اور کبھی علم ہوتا ہے جس کا فیصلہ سیاق وسباق کے پیشِ نظر ہی کیا جا سکتا ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ میں (معیت) سے مراد علم ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ کا پہلا اور آخری حصہ اس پر دلالت کرتا ہے۔ ابن عبدالبر نے تمہید میں اس پر اجماع اور سلف صالحین کا تواتر ذکر کیا ہے۔

ہم اس مسئلہ میں سلف صالحین کے فہم کو اپناتے ہیں مگر تم (استویٰ) کی تاویل (استیلاء...... قبضہ) سے کرتے ہو تو تم سوائے معتزلہ کے کسی کے فہم کو نہیں اپناتے اور یہ بات دلیل سے ثابت ہے۔

سلف صالحین سے کس نے ﴿ءَ اَمِنْتُمْ فِی السَّمَآءِ﴾ کی تشریح ملائکہ سے کی ہے؟ جیسا کہ تمہارے شیخ نے دعویٰ کر رکھا ہے۔

اگر سلف صالحین سے اس کی تفسیر دیکھنا ہو تو کتاب (الأسماء والصفات) امام بیہقی کا مطالعہ کرو تمہیں پتہ چلے گا کہ یہ تفسیر سفیان ثوری، مقاتل بن حیان، احمد بن حنبل، ضحاک اور نعیم بن حماد وغیرہ کی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور اس کا علم مخلوقات کے ساتھ ہے۔“ ❶

❶ الأسماء والصفات: ٢/ ١٧٣۔ المسائل لأبی دؤد: ٢٦٣۔ خلق افعال العباد: ١٢.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابن جریر نے بھی سلف صالحین سے نقل کیا ہے۔ابن جوزی اور سیوطی نے بھی اسے دلیل بنایا ہے۔ ❶

سلف صالحین جنھوں نے یہ معانی بیان کیے ہیں تاویل کرنا ان کی عادت نہیں تھی جیسے تمہارے خلف کی ہے جو اصل میں تمہارے سلف ہیں۔سلف نے (استویٰ) کی تاویل (استیلاء) سے نہیں کی۔ یہ دلیل ہے کہ تم نے مومنوں کا راستہ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی مخالفت کی ہے۔

رہا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿وَ هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ فِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ۝﴾ (الانعام: ۳)

''اور آسمانوں میں اور زمین میں وہی اللہ ہے، تمھارے چھپے اور تمھارے کھلے کو جانتا ہے اور جانتا ہے جو تم کماتے ہو۔''

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہری اور پوشیدہ تمام حالات بخوبی جانتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی بات دلیل کے ساتھ ذکر کی ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۝﴾ (المجادلة: ۷)

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔کوئی تین آدمیوں کی کوئی سرگوشی نہیں ہوتی مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ کوئی پانچ آدمیوں کی مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم ہوتے ہیں اور نہ زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے، جہاں بھی ہوں، پھر وہ انھیں قیامت کے دن بتائے گا جو کچھ انھوں نے کیا۔ یقیناً اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

قرطبی نے کہا: وہ تمھاری سرگوشی کو سنتا اور جانتا ہے۔ یہ آیت اس پر دلیل ہے کہ کیونکہ اس کی ابتداء اور انتہاء علم پر ہوئی ہے۔لہٰذا معیت سے مراد علم کی معیت ہے۔ ہاں بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے آیت کریمہ کی ابتداء اور انتہاء کو چھوڑ کر درمیان سے لے لیا ہے۔

مسئلہ معیت میں اہم فوائد کا تذکرہ:

عربی زبان میں لفظ معیت اس بات کا قطعاً تقاضا نہیں کرتا ہے کہ ایک چیز دوسری کے ساتھ خلط ملط ہو۔ چاند آسمانوں میں چمکتا ہے مگر اس کی معیت مسافر اور مقیم دونوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

❶ تفسیر طبری: ۱۲/ ۲۸/ ۱۰۔ زاد المسیر: ۸/ ۱۶۰۔ سیر اعلام النبلاء: ۱۰/ ۱۱۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لفظ معیت کے بہت سے معانی ہیں۔ سیاق وسباق کو مدنظر رکھ کر کسی بھی معانی کا تعین ہوگا۔ اس لیے قرآن مجید میں یہ لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔ اس کے مختلف معانی میں، معیت نصرت، معیت مراقبہ (نگرانی) اور معیت ذات شامل ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ﴾ تو اسے معیت نصرت اور تائید کے ساتھ واضح کیا۔ اسے تاویل نہیں کہا جائے گا۔

اور جب فرمایا: ﴿إِنَّنِيْ مَعَكُمَآ أَسْمَعُ وَأَرٰى﴾ تو اسے بھی تاویل نہیں کہا جائے گا، کیونکہ لفظ معیت مشترک ہے۔ اس کی اضافت کی بنیاد پر ہی معانی کا تعین ہوگا۔

یہ فرق سیاق وسباق کی بناء پر فطرت تسلیم کرتی ہے مگر علم کلام پڑھنے والوں کا فطرت سے تعلق نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ إِلٰهٌ وَّفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ﴾ مجاہد اور قتادہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا: ''اس کی عبادت آسمانوں میں بھی ہوتی ہے اور زمین میں بھی ہوتی ہے۔'' [1] حافظ عبدالبر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور ان معانی پر اتفاق ذکر کیا ہے۔ ابن جریر نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ [2]

لہٰذا (الٰہ) سے مراد وہ معبود ہے جس کی عبادت زمین و آسمان میں ہوتی ہے۔ تمام مفسرین اور شارحین نے یہی مفہوم مراد لیا ہے۔

''وہ وہاں ہی ہے جہاں پر تھا۔''

جہمیہ اور معتزلہ کی دلیل کا ردّ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کیا اور حافظ نے موافقت کی ہے:

جہمیہ اور ان کے ہم خیال لوگ اللہ تعالیٰ کے علو (بلندی) سے متعلقہ تمام دلائل کو فقط اس عبارت اور قول کی بنیاد پر ردّ کرتے ہیں: ''اللہ تھا اور مکان نہ تھا'' ''اور وہ وہاں ہی ہے جہاں پر تھا'' ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس روایت کے دوسرے حصہ کا انکار کیا ہے۔ یعنی (وهو الآن على ما عليه كان) ''وہ وہاں ہی ہے جہاں پر تھا۔'' انہوں نے تاکید کی ہے کہ یہ جھوٹی روایت ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان لوگوں کے نزدیک سچے نہیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی سچائی اور صداقت آئمہ حفاظ اور معتبرین کی زبانی بیان فرمادی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا:

تنبیہ: بعض کتب میں یہ حدیث بیان کی گئی ہے: ((كان الله ولا مكان)) ((وهو الآن على ما عليه

---

[1] خلق افعال العباد: ۲۰۔ تفسیر بغوی: ۷/ ۲۲۴.

[2] التمهيد: ۷/ ۱۳۴۔ تفسیر طبری: ۲/ ۶۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کان)) یہ زائد الفاظ کتب احادیث میں نہیں ہیں۔ اس پر ابن تیمیہ نے تنبیہ کی ہے اور وہ اپنی بات میں سچے ہیں۔ ❶ انہوں نے ثابت کیا کہ یہ دوسرا حصہ من گھڑت ہے۔

یہ روایت ان لوگوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿ءَ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ﴾ اور ﴿ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ﴾ سے زیادہ اہم ہے۔ ان کے نزدیک ان آیات سے تشبیہ تجسیم اور کفر کا وہم ہوتا ہے۔ جبکہ یہ جھوٹی روایت تنزیہ (پاکی بیان کرنا) میں واضح ہے۔

کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ یہ من گھڑت روایت معتزلہ کی سب سے بڑی اور اہم دلیل ہے۔ اشعری نے بھی ذکر کیا ہے کہ یہ ان کی دلیل ہے اور ان کے جملہ مقالات میں سے ہے۔ ❷ دیکھو یہ لوگ کس طرح معتزلہ کے علم کے وارث بنے ہیں اور ان کا گمان یہ ہے کہ یہ اہل السنۃ والجماعۃ کی دلیل ہے۔

نبی ﷺ کا معراج اللہ تعالیٰ کے بلند ہونے کی دلیل ہے:

حدیث معراج ان لوگوں کے مذہب کو باطل قرار دیتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے مخلوقات پر بلند ہونے کے منکر ہیں۔ حالانکہ اس روایت میں ہے کہ:

- آپ بلند ہوتے رہے حتیٰ کہ ساتویں آسمان تک پہنچے۔
- وہ موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے مابین چکر لگاتے رہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام بار بار ان کو اپنے رب کے پاس جانے کا کہتے رہے۔
- آپ کو جبرائیل ساتویں آسمان پر لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی۔ میں کہتا ہوں بخاری کی روایت میں ہے: ''پھر وہ ان کو لے کر اور اوپر گئے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ سدرہ المنتہیٰ آیا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے، حتیٰ کہ قاب قوسین یا اس سے بھی کم۔

یہاں خطابی نے حقیقت کا دامن چھوڑتے ہوئے کہا: اس کتاب میں یہ فصل سب سے بری ہے۔ اس میں مسافت کی تحدید کی گئی ہے اور تشبیہ اور تمثیل کا ذکر ہے۔ ❸

میں کہتا ہوں یہ اس کے نزدیک تشبیہ ہے جو تشبیہ کے عقیدہ میں گرفتار ہے خطابی تناقض کا شکار ہے۔ کبھی کہتا ہے توقیفی ہیں ہم ان کو اسی طرح مانتے ہیں جیسے ذکر ہوئی ہیں، اور ان کی کیفیت وغیرہ بیان نہیں کرتے، اور ان کے متعلق وہیں تک انتہاء سمجھتے ہیں جہاں تک متواتر صحیح احادیث کی انتہاء ہے، اور یہ مذہب اہل السنہ والجماعۃ کا مذہب ہے۔ ❹ اور کبھی دلیل کی تاویل کر دیتا ہے، کبھی توقف اختیار کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں: ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ

---

❶ فتح الباری: ٦/ ٢٨٩.
❷ مقالات الإسلامیین: ١٥٧.
❸ فتح الباری: ١٣/ ٤٨٣.
❹ الدلیل القویم: ٨١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ سَاقٍ﴾ ''اس دن پنڈلی کھولی جائے گی'' کہا: اس میں ہم ظاہر پر ایمان رکھیں اور ہمارے شیوخ نے بھی اس کو ظاہر پر ہی سمجھا ہے اور اس کے باطنی معنی کو بیان نہیں کیا ہے۔'' ❶

اس کے علاوہ بھی تو دیکھے گا کہ وہ بہت سی صفات کی تاویل کرتا ہے۔ اس نے چہرہ، ہاتھ اور آنکھ کو ثابت کیا۔ لیکن صفتِ نزول اور استواء میں تاویل کی ہے، یہ اس کا واضح تذبذب ہے۔

پھر اس نے انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے متعلق ایسے ایسے اعتراضات کیے ہیں جن کو سن کر بدن کانپ جاتا ہے۔ کبھی کہتا ہے یہ طویل قصہ انس رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے ہی بیان کر رہے ہیں اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں کرتے۔ کبھی کہا اس کے بہت سے الفاظ منکر ہیں جن پر راویوں کی متابعت موجود نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ: ''یہ دعویٰ کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان نہیں کیا اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ قصہ مرسل ہے جو انہوں نے یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے یا پھر کسی صحابی سے ہی سنا ہے اور اس میں ان کی اپنی رائے کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، لہٰذا یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔ جیسا کہ حاکم نے اس کو ترجیح دی ہے اور ان سے زبیدی نے نقل کیا ہے۔'' ❷

اگر اس کا دعویٰ سچا ہوتا تو اس قسم کی کسی حدیث کو مرفوع کا درجہ نہ ملتا۔ یہ محدثین کے طرزِ عمل کے خلاف ہے۔

پھر حافظ نے خطابی کا قول نقل کرتے ہوئے کہا کہ اس نے اللہ عزوجل کے متعلق جو قرب کی نسبت ذکر کی ہے یہ عام سلف صالحین، اہل تفسیر اور علمائے اُمت چاہے قدیم ہوں یا جدید سب کے خلاف ہے۔

انہوں نے دوبارہ تعاقب ذکر کرتے ہوئے کہا: اموی نے مغازی میں اپنی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ: ((ولقد راٰہ نزلة أخرى)) سے مراد یہ ہے ''وہ اپنے رب کے قریب ہوئے۔''

حافظ ابن حجر نے کہا: یہ سند حسن ہے اور شریک کی روایت کا قوی شاہد ہے۔ پھر کہا خطابی نے جو انس رضی اللہ عنہ کی روایت سلف وخلف کی مخالفت میں (قربت) کے متعلق ذکر کی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ میں نے ان کی موافقت کرنے والوں کے نام بھی ذکر کر دیے ہیں۔

پھر حافظ نے قرطبی کی تحریف ذکر کی ہے جو کہ اہلِ کلام کے ہاں تاویل کہلاتی ہے۔ اس نے قول ابن عباس کی بیان کردہ تشریح ''وہ اپنے رب کے قریب ہوئے'' کے بارے میں کہا کہ اس کا مطلب ہے ''اس کا حکم اور اُمر اس کے قریب ہوا'' پھر حافظ نے تعاقب کرتے ہوئے کہا: یہ آیت کریمہ اس کو غلط ثابت کرتی ہے:

﴿فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى﴾ (النجم: ١٠)

''پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی۔''

---

❶ الأسماء والصفات للبيهقي: ٤/ ٥٣١. ❷ اتحاف السادة المتقين: ٤/ ٥٣١.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پھر انہوں نے ابن حزم اور عبدالحق کے شریک پر کیے گئے اعتراضات پر بھی تعاقب کیا ہے کہ: ''اس میں شریک متفرد ہیں۔'' یہ ایسا دعویٰ ہے جو پہلے کسی نے بھی نہیں کیا۔ شریک کو آئمہ جرح وتعدیل نے قبول کیا ہے اور ان کو ثقہ کہا ہے اور اس کی روایات کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے یحییٰ بن معین نے کہا: اس کی روایات قابل قبول ہیں۔ ابن عدی نے کہا اہل مدینہ میں یہ مشہور ہے کہ ان سے مالک رحمہ اللہ نے بھی روایت لی ہے۔ وہ قابل قبول ہے سوائے اس کے کہ اس سے ضعیف راوی روایت کریں۔ جبکہ اس روایت کے متعلق خود ابن طاہر نے کہا: ان سے ثقہ نے روایت کی ہے اور وہ سلیمان بن ہلال ہیں۔ صرف وہم کی بنیاد پر احادیث کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایسا ہو تو ایک بہت بڑی جماعت کی روایات کو ترک کرنا پڑے گا۔'' ❶

میں کہتا ہوں: اس روایت کو اس لیے ضعیف قرار دینا تا کہ صفت دنو (قریب ہونا) سے راہ فرار اختیار کی جائے۔ قطعاً فائدہ مند نہیں ہے۔ کیونکہ بخاری میں صفت دنو (قریب ہونا) کا ذکر موجود ہے۔ جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ مومن کے قریب ہو کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے گا۔''

ایک روایت میں ہے:

''تم میں سے کوئی اپنے رب کے قریب ہوگا۔'' ❷

میں ان لوگوں سے ویسی بات کہنا چاہتا ہوں جو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین مکہ سے معراج کے موقع پر کہی تھی: ''کہ اگر یہ بات رسول اللہ ﷺ نے کہی ہے تو پھر سچ ہے۔'' میں ان سے کہتا ہوں: ''یہ بات اس نے فرمائی جو تم سے زیادہ اپنے رب کو جاننے والا اور تمہاری نسبت اس سے کہیں زیادہ ڈرنے والا ہے۔''

اس نے حدیث معراج میں فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس نیچے آیا تو انہوں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں۔ انہوں نے کہا: واپس جایئے اور اپنے رب سے تخفیف کا سوال کیجئے۔ میں اپنے رب کے پاس واپس گیا اور کہا: میری اُمت پر تخفیف کیجئے۔ موسیٰ علیہ السلام بار بار ایسا کہتے رہے کہ آپ کی اُمت اس کی طاقت نہ رکھے گی۔ حتیٰ کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر کہا: جایئے اور اپنے رب سے تخفیف کا سوال کریں۔ میں نے کہا: میں بارہا اپنے رب کے پاس جا چکا ہوں اب مجھے شرم محسوس ہوتی ہے۔'' ❸

---

❶ فتح الباری: ۱۳/ ٤٨٤.

❷ بخاری: ۲٤٤۱، ٦۰۷۰، ۷٥۱٤، ٤٦٨٥. ❸ متفق علیه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں ہے کہ کئی دفعہ رسول اللہ ﷺ موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان چکر لگاتے رہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے: ''اپنے رب کے پاس واپس جایئے۔'' آپ فرماتے ہیں: ''میں اپنے رب کے پاس واپس گیا'' کہا اہل کلام اس عبارت پر تجسیم اور کفر کا فتویٰ لگائیں گے۔

ہمیں قرآن و حدیث میں تنزیہ (پاکی) بیان کرنے کے لیے اس طرح کی خود ساختہ عبارتیں کیوں نہیں ملتی ہیں؟ درحقیقت شیطان نے ان کے کان میں پھونک مارا ہے۔

جہمیہ اور ان کے ہم نواؤں کا تضاد:

اگر کوئی غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ جہمیہ اور ان کے ہم نوا تضاد اور تناقض کا شکار ہیں۔ ایک طرف تو اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں جو کہے اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ کے استواء علی العرش کی سختی سے نفی کرتے ہیں اور دوسری طرف کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ جہمیہ سے یہ دونوں متضاد قول کس طرح صادر ہو سکتے ہیں؟''

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے تو انہوں (علو...... بلندی) کا انکار کیا اور کہا: ہر فعل درحقیقت اس کا ہی فعل ہے اور وہ کسی مکان میں نہ تھا۔ جب انہوں نے تصوف اختیار کیا اور اس کو طلب کیا مگر نہ پایا تو کہنے لگے: ''ھو فی کل مکان'' وہ ہر جگہ ہے۔

جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے آسمانوں پر بلند ہونے کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دل (اسفل السافلین) (سب سے نیچے) سے معلق کر دیے اور یہ لوگ فوت شدگان سے دعا کرنے لگ گئے جو زمین کے اندر دفن ہیں۔ ان لوگوں نے ان مُردوں سے اُمیدیں لگائی ہیں۔ انہوں نے فطرت کی مخالفت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل مردہ پرستی کی طرف موڑ دیے:

﴿صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ﴾ (التوبۃ: ۱۲۷)

''اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پھیر دیے کیونکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔''

اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ غزالی، اشعری، ابن عربی، ابن فارض اور دیگر صوفیاء جو کہ اشعری اور ماتریدی کے مابین ہیں۔ وحدۃ الوجود کا عقیدہ اپنائے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ نقشبندی اور دیگر لوگ۔ یہ اللہ تعالیٰ اور مخلوقات کو ایک بنا ڈالتے ہیں۔

بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ عبدالغنی نابلسی (حبشی کا دوست) اس کے عقیدہ وحدۃ الوجود کا دفاع کرتا ہے اور اس پر اعتراض کرنے والوں کو جاہل کا خطاب دیتا ہے۔ اس نے اس کے دفاع پر کئی کتابیں لکھی ہیں:

(۱)...... ایضاح المقصود من وحدۃ الوجود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲)......الظل المدود فی معنی وحدة الوجود

اس انحراف کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کے (مستوی علی العرش) ہونے کی نفی کرنا ہے۔ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے استواء کو تسلیم کرتے تو یہ اپنے آپ کو اس اختلاف سے آسانی سے نکال لیتے جس پر کئی صدیاں گزر چکی ہیں، اور اس اختلاف میں انہوں نے اپنا قیمتی وقت ضائع کیا ہے اور مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کیا ہے اور ایسے مسائل میں مشغول ہوئے ہیں جن کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ہم سے پیچھے رہ جانے والے لوگ آگے نکل گئے اور ہم اقوام عالم کی سیادت و قیادت سے محروم ہو گئے، اور ہم نے ان کروڑوں اربوں لوگوں کی راہنمائی اور دعوت سے ہاتھ کھینچ لیا جو اس انتظار میں ہیں کہ کوئی ان کو توحید کی دعوت دے۔

اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ حبشی اور ان کے ہم نواؤں کو عالم کفر کی طرف سے مالی امداد دی جاتی ہے کہ ان کا ان مسائل میں مشغول رہنا اُمتِ مسلمہ کے لیے نقصان دہ اور کفار کے لیے فائدہ مند ہے۔ حالانکہ وہ لوگ پہلے بھی اور آج بھی کفر وشرک کے ظلمات میں رہ رہے ہیں۔

حدیث نزول صحیح اور متواتر ہے:

اللہ تعالیٰ کے نزول کے متعلق حدیث صحیح اور متواتر ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری پہر میں آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: میں بادشاہ ہوں، کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے اور میں اسے معاف کر دوں اور ایسا فجر طلوع ہونے تک ہوتا ہے۔'' ❶

یہ حدیث جہمیہ کو غصہ دلانے والی ہے۔ اسی لیے کوثری نے اس حدیث پر اپنے غیض وغضب کا اظہار کرتے ہوئے کہا اس حدیث کو صفات کے باب سے نکال دینا چاہیے۔ ❷

یحییٰ بن معین اور اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں: ''اگر تجھے کوئی جہمی کہے کہ میں اس رب پر ایمان نہیں لاتا جو ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک آئے تو تم کہو میں اس رب پر ایمان لاتا ہوں جو جیسے چاہتا ہے کرتا ہے۔'' ❸

حافظ نے کہا: معتزلہ اور خوارج نے اس حدیث کے صحیح ہونے کا انکار کیا ہے اور یہ اعتراض اشاعرہ مذہب میں بھی واضح ہے۔ جوینی نے حدیث نزول پر اعتراض کیا ہے اور کہا یہ متواتر نہیں ہے۔ ❹

اس حدیث کے متواتر ہونے پر حافظ ابن عبدالبر، حافظ ابن عبدالہادی اور حافظ ذہبی نے موافقت کی ہے۔ ❺

---

❶ متفق علیه.
❷ تبدید الظلام: ۹۰۔ مقالات الکوثری: ۳۴۹.
❸ سیر اعلام النبلاء: ۱۱/ ۳۷۶.
❹ الإرشاد: ۱۶۱.
❺ التمهید: ۷/ ۱۲۸۔ العلو: ۷۳۔ مختصر: ۱۱۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عینی نے ابوزرعہ سے نقل کیا ہے کہ احادیث نزول متواتر ہیں اور ہمارے نزدیک صحیح اور قوی ترین ہیں۔ ❶

کتانی نے اپنی کتاب "نظم المتناثر فی الحدیث المتواتر ، ص: ۱۷۸ ۔ ۱۷۹" پر ان احادیث کو متواتر احادیث میں ذکر کیا ہے۔

غور کرو! اشاعرہ اور معتزلہ کے درمیان حدیث نزول پر اعتراض میں کس قدر مشابہت پائی جاتی ہے۔

حنبل بن اسحاق نے کہا میں نے ابوعبداللہ یعنی احمد بن حنبل سے احادیث نزول کے متعلق پوچھا کہ جن میں یہ الفاظ ہیں کہ: ''ہمارا رب آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: ''ہم ان پر ایمان رکھتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ان میں سے کسی کو بھی رد نہیں کرتے۔'' ❷

امام احمد بن حنبل اپنے بیٹے کے ساتھ ایک قصہ گو واعظ کے پاس سے گزرے جو کہہ رہا تھا نصف شعبان کی رات اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے جو کہ بغیر انتقال، بغیر حال بدلے اور بلا زوال ہوتا ہے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرے والد کانپنے لگے اور ان کا رنگ فق ہو گیا۔ انہوں نے میرا ہاتھ زور سے پکڑ لیا۔ میں نے بھی ان کا ہاتھ پوری قوت سے تھاما حتیٰ کہ ان کا بدن سکون میں آیا تو انہوں نے کہا: ''مجھے اس قصہ گو کے پاس لے چلو اس کے پاس جا کر کہنے لگے: کیا تیرا رب رسول اللہ کے رب کے علاوہ ہے؟ وہی بات کرو جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔'' ❸

اشعری کی معتزلہ پر گواہی اس کے متبعین کے خلاف حجت ہے:

اشعری نے کہا: ''معتزلہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزول سے مراد اس کی آیات یا پھر اس کے حکم کا نزول ہے۔'' ❹

ابن فورک نے یہ حدیث اپنے مشائخ سے (ی) کے ضمہ کے ساتھ (یُـنـزِل) ذکر کی ہے کہ وہ فرشتے کو نازل کرتا ہے۔ یہ کلام میں تحریف ہے۔

اگر ہم ایک لمحہ کے لیے تسلیم کر لیں کہ نزول سے فرشتے کا حکم لے کر یا پھر اس کی بعض آیات کا اُترنا ہی مراد ہے تو پھر بھی:

۱۔ یہ تاویل غیر قطعی اور احتمال والی ہے، اور اس کا تم بھی اعتراف کرتے ہو تو اس سے یہ اشکال کیسے ختم ہوگا اور محتمل سے کسی آیت کریمہ کی تفسیر ثابت کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

۲۔ یہ تاویل خود اہل تاویل کے ہاں بھی متفق علیہ نہیں ہے بلکہ مختلف فیہ ہے۔

۳۔ اس بات کا کیا جواب ہوگا کہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں ''کون ہے جو مجھے پکارے یا مجھ سے دعا کرے......''

❶ عمدة القاری: ٦/ ٢١١.

❷ سیر اعلام النبلاء: ١١/ ٣٠٣ ـ ٣٠٤.

❸ الإقتصاد فی الإعتقاد: ١١٠.

❹ مقالات الإسلامیین: ٢٩١ ـ التبیین لإبن عساکر: ١٥٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا یہ الفاظ فرشتے کہہ سکتے ہیں جو ایسا کہتا ہے وہ دائرہ اسلام سے ہی خارج ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَنۡ یَّقُلۡ مِنۡهُمۡ اِنِّیۡۤ اِلٰهٌ مِّنۡ دُوۡنِهٖ فَذٰلِكَ نَجۡزِیۡهِ جَهَنَّمَ﴾ (الانبیاء: ۲۹)

''اور ان میں سے جو یہ کہے کہ بے شک میں اس کے سوا معبود ہوں تو یہی ہے جسے ہم جہنم کی جزا دیں گے۔''

تاویل تناقض اور تضاد کا شکار ہیں۔ اسی لیے ان میں سے بعض نے اس کی تفسیر فرشتہ کا حکم لے کر اُترنے سے، کسی نے اس کی عطاء اور انعام کے اُترنے سے، کسی نے رحمت کے ساتھ بندوں پر اطلاع پانے سے اور کسی نے اس کی توجہ سے کی ہے۔ ❶

یہ وہ تاویل ہے جو معتزلہ کے ہاں معروف ہے اور یہی عام اشاعرہ اور ماتریدیہ کے نزدیک بھی مقبول ہے فقط حبشی کے نزدیک نہیں۔ ❷ بلکہ یہ عبارت ہی بشیر المریسی اور معتزلہ کی ہے کہ انہوں نے کہا: اس کے نزول کا مطلب اس کے حکم یا اس کی رحمت کا نزول ہے۔ دیکھئے کتاب ''ردّ عثمان بن سعید علی بشیر المریسی بشیر المریسی العنید، ص: ۱۲۰، اور شرح اصول الخمسه: ۲۲۹۔

یہ اعتزالی مقالہ آج اشعری مقالہ بن چکا ہے۔ اس لیے شیخ عبدالقادر جیلانی نے کہا: اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے جیسے چاہتا ہے، اور اس سے مراد اس کی رحمت یا ثواب نہیں ہے۔ جیسا کہ معتزلہ اور اشاعرہ کا دعویٰ ہے۔'' ❸

جیلانی نے سچ کہا: ''حبشی اور اس کے ہم نوا اس طرح کی تاویلات میں معتزلہ کے ہم خیال ہیں۔ حبشی نے کہا: یہ زیادہ بہتر ہے کہ حدیث نزول کو اللہ کے حکم کے ساتھ فرشتہ کے نزول پر محمول کیا جائے۔'' ❹

اس حدیث کی تاویل نزولِ رحمت سے کرنا یقیناً باطل ہے کیا رحمت باتیں کرتی ہے کہ: ''ہے کوئی مانگنے والا......''

اگر ہم تم سے اس کے اعراب کا سوال کریں کہ فاعل کہاں ہے؟ تو کیا تم یہ کہو گے کہ فاعل ضمیر پوشیدہ ہے۔ جس کی تقدیری عبارت یہ ہوگی: ''أي اللّٰه......یعنی اللہ تعالیٰ'' یا پھر ''أي الرحمة......یعنی رحمت''؟

رحمت کے نزول کے کوئی معانی ہی نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت آسمانوں میں پیدا کی ہے اور اس کا فقط ایک حصہ دنیا میں نازل کیا ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ رحمت کا نزول ہے تو پھر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک رحمت کے نزول کا لوگوں کو کیا فائدہ ہے؟ لہٰذا اس کے کوئی معانی اور ہی ہیں۔

صفت نزول کی تاویل رحمت یا فرشتہ کے نزول سے کرنا حدیث رفاعہ الجہنی سے باطل ثابت ہوتا ہے۔ اس میں ہے: ''جب رات کا تیسرا یا چوتھا پہر رہ جاتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: آج میں اپنے

❶ اشارات المرام: ۱۸۹۔ بحر الکلام: ۲۳.

❷ الدلیل القویم: ۵۲.

❸ الغیة لطالبی الحق: ۵۷.

❹ الدلیل القویم: ۴۹.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بندوں کے بارے میں اپنے علاوہ کسی اور سے نہ پوچھوں گا۔ جو مجھے پکارے گا میں اس کی پکار کو سنوں گا۔'' ❶

یعنی اللہ تعالیٰ خود نزول فرماتا ہے اور ملائکہ جو زمین میں پھر رہے ہوتے ہیں ان کے آسمان کی طرف چڑھنے کا انتظار نہیں کرتا۔ جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ وہ ان سے پوچھتا ہے...... حالانکہ وہ ان سب سے زیادہ جاننے والا ہے...... کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ وہ کہتے ہیں ہم زمین سے بندوں کے پاس سے آ رہے ہیں......؟

اور اس کو یہ حدیث بھی باطل قرار دیتی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف نزول فرمائے گا۔ ❷ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتے تو قیامت سے قبل بھی نازل ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ نزول اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

زبردست دلیل:

اول: اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کا نزول رسول کریم ﷺ نے فقط ایک دفعہ ہی ذکر اور ثابت کیا ہے۔ فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو درجات بنائے، جن میں سے ننانوے اپنے پاس روک لیے اور زمین پر فقط ایک حصہ نازل فرمایا۔'' ❸

اس حدیث میں واضح ہے کہ رحمت کا فقط ایک حصہ صرف ایک ہی دفعہ دنیا میں نازل ہوا ہے۔ تم لوگوں نے اس حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ ہر روز رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

دوم: اللہ تعالیٰ کا نزول رحمت کے لیے ہوتا ہے، وہ نازل ہوتا ہے کہ رحمت کرے اور تم جان چکے ہو کہ حدیث کے مطابق یہ نزول رات کو ہے مگر تم نے جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حدیث کی مخالفت کی اور کہا کہ وہ نازل ہوئے بغیر رحمت کرتا ہے، اور تم نے دوسری حدیث کی بھی مخالفت کی جس میں رحمت کے فقط ایک دفعہ نازل ہونے کا ذکر ہے۔

سوم: اگر حدیث میں نزول سے مراد رحمت کا نزول ہے۔ جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو پھر بیہقی نے یہ کیوں کہا کہ اس حدیث میں سب سے بہترین اور محفوظ ترین طریقہ یہ ہے کہ اس پر بلا کیفیت ایمان لایا جائے اور اس کے معانی کی کھوج نہ کی جائے سوائے اس کے کہ وہ معانی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوں ان کو ہی اپنایا جائے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سب کا اتفاق ہے کہ تاویل معین غیر واجب ہے۔ اس صورت میں تفویض (سپرد کرنا) محفوظ ترین طریقہ ہے۔ ❹ حافظ ابن حجر نے یہ کیوں بیان کیا۔ جمہور سلف اس حدیث پر اجمالاً ایمان رکھتے ہیں؟

بیہقی کے نزدیک تاویل کو ترک کرنا محفوظ طریقہ ہے جو کہ اشاعرہ کرتے ہیں اور یہ معتزلہ کی تاویل کے مشابہ ہے۔

---

❶ مسند احمد: ٤/ ١٦۔ کتاب النزول للدارقطنی: ١٤٥.

❷ ترمذی، المستدرك: ١/ ٤١٩۔ اور اسے صحیح کہا، ذہبی نے موافقت کی ہے۔

❸ صحیح بخاری: ٦٠٠٠۔ صحیح مسلم: ٢٧٥٢.

❹ المقالات السنية: ٨٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبشی نے معتزلہ سے عقل ادھار لی ہے:

حبشی نے کہا: حدیثِ نزول سے لازم آتا ہے کہ آدھی رات کے بعد اللہ تعالیٰ مسلسل نازل ہوتا ہے اور اوپر چڑھتا رہتا ہے۔ کیونکہ مختلف ملکوں میں رات کا دورانیہ اور ٹائم الگ الگ ہوتا ہے۔ ❶

آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ شخص معتزلہ کی طرح حدیث پر عقلی اعتراضات کر رہا ہے۔ حالانکہ اس نے ایک اور مقام پر اس کے اُلٹ موقف اپناتے ہوئے کہا: آخرت کے امور میں عقل کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ جب اس نے اس حدیث پر اشکال کا ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اگر کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میرے اوپر میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ اس بناء پر تو بار بار روح کا لوٹانا لازمی ٹھہرتا ہے۔

اس نے اس حدیث پر کیے گئے اعتراض (کہ اس طرح تو ہر وقت آپ کی روح لوٹتی اور نکلتی رہتی ہے کیونکہ آپ پر تو ہر وقت درود پڑھا جاتا ہے) کے جواب میں حافظ ابن حجر کی بات نقل کی کہ یہ امورِ آخرت سے متعلق مسئلہ ہے۔ جس میں عقل کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ احوال برزخ دراصل احوال آخرت کی طرح ہی ہیں۔ ❷

اگر عقل آپ پر روح لوٹنے کی کیفیت کا اِدراک نہیں کر سکتی تو اللہ تعالیٰ کے نزول کا تو بالکل ہی نہیں کر سکتی۔ لیکن اہل بدعت تضاد کا شکار ہیں کہیں عقل کو منقول حدیث پر ترجیح دیتے ہیں اور کبھی منقول کو عقل پر ترجیح دیتے ہیں۔ کبھی عقلی لحاظ سے چیز کو جائز قرار دیتے جو شرعی طور پر جائز نہیں ہوتی اور کبھی شرعی طور پر چیز کو جائز قرار دیتے ہیں جو عقلی طور پر جائز نہیں۔

اس سلسلہ میں زبردست دلیل یہ ہے کہ اُمت کے اکابر نے اس حدیث کو اپنی کتب میں درج کیا اور اس کے معانی کے متعلق بھی ان سے پوچھا گیا مگر انہوں نے نہ ہی تو اس کے معانی کو عقل پر رکھا اور نہ ہی اس کے لیے کوئی بری مثال بیان کی بلکہ ان سے تو یہ منقول ہے کہ انہوں نے احادیث صفات کو عقل پر وسوسوں سے بچنے کے لیے پیش ہی نہیں کیا۔

حافظ ابن رجب نے اس اشکال کے (ثلث اللیل) رات کا تیسرا یا آخری پہر مختلف ملکوں میں مختلف ہوتا ہے کا جواب دیتے ہوئے کہا: اس قول کا بنیادی طور پر ہی قبیح ترین ہونا واضح ہے۔ اگر یہ اعتراض رسول اللہ ﷺ یا خلفائے راشدین کے سامنے کیا جاتا تو وہ ایسے شخص سے بحث ومباحثہ کرنے کی بجائے اسے سزا دیتے اور اسے منافقین اور جھوٹے لوگوں میں شامل کرتے۔

ضعیف ترین روایات سے استدلال

حبشی نے صفت نزول کی تاویل فرشتہ کے اُترنے سے کی ہے۔ اس حدیث کی بنیاد پر ''اللہ تعالیٰ ٹھہرا رہتا ہے حتیٰ کہ جب آدھی رات گزر جائے تو ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے، ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔'' ❸

---

❶ فتح الباری: ۳/ ۳۰.

❷ المقالات السنية: ۱۱۵.

❸ عمل اليوم والليلة للنسائی: ۱۷۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس اشکال کا جواب:

اول: اس روایت میں نہ ہی تو اللہ تعالیٰ کے نزول کا ذکر ہے اور نہ ہی فرشتے کا ذکر ہے۔ تو نے کیسے فیصلہ کر لیا کہ فرشتہ اللہ کا حکم لے کر اُترتا ہے؟ اس حدیث پر اعتماد تمہاری تاویل (نزولِ رحمت) کو بھی باطل قرار دے رہا ہے۔

دوم: یہ روایت منکر ہے جسے نسائی نے ذکر کیا ہے۔ اس کی سند میں ابراہیم بن یعقوب ہے جو کہ ثقہ ہے مگر اس کی یہ روایت منکر ہے، اور غالب گمان یہ ہے کہ اس نے یہاں غلطی کی یہ حفص بن غیاث سے روایت ہے۔ اس کا حفظ آخری عمر میں ختم ہو گیا۔'' ❶

اس کی مخالفت بہت سے حفاظ اور ثقات نے کی ہے۔ جیسا کہ شعبہ بن حجاج، منصور بن معتمر، فضیل بن غزوان کوفی اور معمر بن راشد وغیرہ۔ انہوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''اللہ تعالیٰ انتظار کرتا ہے۔ حتیٰ کہ جب رات کا تیسرا پہر ہو تو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے......''

شیخ البانی اور شعیب ارناؤوط نے اس کے ضعف پر پوری فصل قائم کی ہے۔

حبشی نے کہا: ''حافظ ابن حجر نے شرط لگائی ہے کہ صفات کے ہاں وہ حدیث قابل اعتماد ہو گی جس کے راویوں کی ثقات پر اتفاق ہو۔'' ❷ تو کیا نسائی کی روایت متفق علیہ ہے اور کیا اس شدید ترین ضعیف روایت سے صحیح اور متفق علیہ روایت کو ردّ کر دیا جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ کے نزول کا ذکر ہے فرشتے کے نزول کا نہیں؟

یہ لوگ اس کو کس طرح سلطان العلماء کا لقب دے رہے ہیں۔ حالانکہ وہ ضعیف ترین روایات سے استدلال لیتا ہے جبکہ اس نے عہد کر رکھا ہے کہ وہ عقیدہ کے باب میں صحیح ترین روایت ہی سے استدلال پکڑے گا۔ اس کے ایک شاگرد نے بتایا کہ حبشی حائضہ کے مسجد میں داخل ہونے کے مسئلہ میں جس حدیث سے استدلال لیتا ہے کہ: ''میں مسجد کو حائضہ اور جنبی کے لیے جائز نہیں کرتا'' تو یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ اس میں جسرۃ بنت دجاجۃ ضعیف ہے۔

اس قوم پر تعجب ہے کہ جس حدیث پر بخاری اور مسلم متفق ہیں اس کو تو یہ ضعیف کہتے ہیں اور جو روایت ضعیف ترین ہے۔ اس سے استدلال کرتے ہیں یہ سب کا سب ارسطو کے قواعد کے دفاع میں ہے۔

سوم: یہ روایت ضعیف ہونے کے ساتھ خبر آحاد ہے۔ جبکہ تم لوگوں کا دعویٰ ہے کہ عقائد کے باب میں تم متواتر و صحیح ترین روایات سے ہی استدلال کرو گے۔

چہارم: تمہاری اس تحریف کی وجہ سے تم لوگوں پر ابوالحسن اشعری کا قول صادق آتا ہے کہ تم ملحد اور گمراہ لوگ ہو۔ حافظ ابن عساکر نے ابوالحسن اشعری سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ہے کوئی مانگنے والا، ہے کوئی بخشش طلب

---

❶ تقریب، ترجمہ نمبر: ۱۴۳۰.

❷ الدلیل القویم: ۴۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا؟'' یہ اس کے خلاف ہے جو گمراہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں۔'' ❶

مزید کہا: جس سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پر مستوی ہے اور تمام مخلوقات سے بلند ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے: ''ہمارا رب ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔'' ❷

شمار کرو تم نے کتنے مسائل میں اشعری کی مخالفت اور معتزلہ کی موافقت کی ہے؟

حبشی کا دعویٰ کہ امام مالک رحمہ اللہ نے نزول کی تاویل کی:

حبشی نے دعویٰ کیا ہے کہ امام مالک نے نزول کی تاویل رحمت کے نزول سے کی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا نزول۔ ❸

اس کا یہ قول کئی لحاظ سے مردود ہے:

اول: اگر یہ روایت صحیح بھی ثابت ہو جائے حالانکہ یہ ضعیف ہے تو پھر بھی امام مالک رحمہ اللہ کے اس قول کے متضاد ہے جو ان سے استواء کے بارے میں مشہور و معروف ہے۔

اشاعرہ کا موقف تضاد کا شکار ہے۔ حدیث علو (بلندی) میں تو امام مالک کے قول کو حجت مانتے ہیں اور کیفیت کو رفع (ختم) کرتے ہیں جبکہ صفت نزول میں اسے عقل پر پرکھتے ہوئے تاویل کرتے ہیں اور اس سے نزول رحمت مراد لیتے ہیں۔

امام مالک نے صفت استواء کی کیفیت معلوم کرنے کو جائز قرار نہیں دیا تو صفتِ نزول میں کیسے جائز قرار دے سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ صفت علو (بلندی) میں بھی (علوِ مقام) مراد لیتے اور کیفیت معلوم کرنے سے منع نہ کرتے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ صفت استواء میں تو کیفیت سے منع کریں اور صفتِ نزول میں اس کی تفصیل بیان کریں یہ تو کھلا تناقض اور تضاد ہے۔

دوم: حبشی اور عام اشاعرہ کے نزدیک سلف صالحین نے آیاتِ صفات میں کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ہے اور اس کی تاویل نہیں کی۔ یہ بدعت بعد کے لوگوں کی ایجاد کردہ ہے تو امام مالک سلف کے طریقے کو چھوڑ کر خلف (بعد والے) کے طریقہ کو کیسے اپنا سکتے ہیں؟

سوم: یہ روایت امام مالک سے ثابت نہیں ہے۔ اس میں حبیب بن ابی حبیب ہے جو جھوٹ بولنے والا تھا۔ یہ امام احمد کا قول ہے۔ ابوداؤد نے کہا یہ لوگوں میں سے جھوٹا ترین تھا۔ ابن حبان نے کہا اس کی تمام روایات جھوٹ پر مبنی ہیں۔ یہ ثقات کے بارے میں ایسی روایات ذکر کرتا تھا جو انہوں نے بیان نہیں کی ہیں۔ ❹

حافظ ابن عبدالبر جو کہ مالکیہ کے شیخ ہیں، وہ حبیب کی روایت کے متعلق کہتے ہیں: ''اور بہت سے دوسرے لوگوں

---

❶ تبيين كذب المفترى: ١١٦۔ الإبانة: ٢٥.

❷ الإبانة: ٨٨۔ مقالات الإسلاميين: ٢٩٠.

❸ الدليل القويم: ٤٩.

❹ تهذيب التهذيب: ٢/ ١٨١۔ التقريب: ١٠٨٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اس کا انکار کیا ہے اور انہوں نے کہا: اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ اس کا حکم اور اس کی رحمت تو ہمیشہ دن رات نازل ہوتی رہتی ہے۔''

اور ذہبی نے اس روایت کا حبیب سے ثابت ہونا مشکوک قرار دیا ہے۔ ❶ اس روایت کی سند میں محمد بن علی الجبلی ہے۔اس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ رافضی تھا اور اس کا رفض بھی شدید ترین تھا۔'' ❷

اس سند میں جامع بن سوادہ ضعیف ہے۔اسی طرح مطرف بن عبداللہ بن مطرف یساری ابومصعب المدنی جو کہ امام مالک کا بھانجا ہے یہ مضطرب الحدیث ہے۔ یہ امام مالک اور دیگر لوگوں سے منکر روایات ذکر کرتا تھا۔'' ❸

استواء کی روایت تمام اہل علم کے ہاں مقبول اور متواتر ہے۔جبکہ نزول والی روایت معلول (علت والی) اور کمزور ہے۔اگر یہ صحیح ثابت بھی ہو جائے تو پھر بھی شاذ ہے۔

چہارم: امام مالک رحمہ اللہ سے اس کے خلاف قول ثابت ہے۔بیہقی رحمہ اللہ نے صفات باری تعالیٰ کا ذکر کیا۔جیسا کہ نزول،فوقیت، آنا وغیرہ۔ پھر انہوں نے اپنی سند سے ولید بن مسلم سے نقل کیا کہ اوزاعی، مالک،ثوری،لیث اور ابن سعد وغیرہ سے ان احادیث کے متعلق سوال ہوا تو ان سب کا کہنا تھا یہ صفات جس طرح ذکر ہوئی ہیں اسی طرح ہی تم ان سے گزر جاؤ۔'' ❹

اسی طرح صابونی نے ان سے یہی عقیدہ اپنی کتاب ”عقيدة السلف وأصحاب الحديث“ میں نقل کیا ہے اور اسے عبدالبر نے مالک سے ثابت کیا ہے اور وہ امام مالک کے مذہب کو دوسروں کی نسبت زیادہ جاننے والے ہیں۔

اس لیے شیخ عبدالقادر جیلانی نے اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور انہوں نے رحمت کے نزول کی تاویل اشاعرہ اور معتزلہ کی طرف منسوب کی ہے۔'' ❺

پنجم: امام مالک سے جب استواء کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے صفت استواء کی تاویل نہیں کی ہے بلکہ انہوں نے فقط اتنا کہا: استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول ہے۔اگر وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی تاویل کرنے والے ہوتے تو صفت استواء کی ضرور تاویل کرتے۔ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے نزول کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے کہا: وہ بلا کیفیت نازل ہوتا ہے۔ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے نزول ثابت کیا ہے اور اس کی تاویل فرشتہ یا رحمت اُترنے سے نہیں کی ہے۔عقلی طور پر

❶ التمهيد: ٧/ ١٤٣ ـ سير اعلام النبلاء: ٨/ ١٠٥.

❷ تاريخ بغداد: ٣/ ١٠١ ـ ميزان الإعتدال: ٣/ ٦٥٧.

❸ ميزان الإعتدال: ١/ ٣٨٧ ـ ٣/ ٦٥٧.

❹ دیکھئے: كتاب الأسماء والصفات، ص: ٥٦٩.

❺ الغنية لطالبي الحق: ٥٧.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بھی دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا ناممکن ہے۔ ایک طرف تو کہا جائے کہ وہ نازل ہوتا ہے اور دوسری طرف کہا جائے کہ نہیں فرشتہ اس کا حکم لے کر اُترتا ہے۔

نزول کی رحمت کے نزول سے تاویل کرنا باطل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول منقطع نہیں ہوتا ہے، اور اس کی تاویل فرشتوں کے اُترنے سے کرنا تو بالکل ہی باطل ہے کیونکہ فرشتے تو دن رات نازل ہوتے رہتے ہیں۔ فقط رات کے آخری پہر میں نازل نہیں ہوتے ہیں۔

ان کا یہ قول کہ (اس کا حکم) نازل ہوتا ہے۔ یہ بھی باطل اور ان کا تناقض ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک تو آسمانوں میں کچھ ہے ہی نہیں تو پھر نازل کہاں سے ہوتا ہے؟ کیا اس کا امر نازل نہیں ہوتا جو کہ اوپر ہو؟

یہ بات معلوم ہے کہ رحمت صفت ہے اور صفت اپنے آپ قائم نہیں ہوتی، بلکہ اس کا لازمی محل ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ باتیں بھی نہیں کر سکتی۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتی کہ میں اللہ ہوں۔ درحقیقت قائل خود اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ فاعل حقیقی بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر یہ ہے کہ اگر رحمت آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہے اور ہمارے پاس زمین پر نہیں آتی تو اس کا کیا فائدہ ہے۔

ششم: اگر امام مالک اور احمد بن حنبل رحمہما اللہ سے اختلافی مسئلہ میں تاویل ثابت بھی ہو جائے تو ہم پر لازم ہے کہ اس مسئلہ کو کتاب اللہ وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کریں۔ صحابہ کا بھی بعض آیات کی تفسیر میں اختلاف ہوا۔ جیسا کہ ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ کی تفسیر میں اختلاف ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ دھواں ہے جو قیامت سے پہلے آئے گا۔ جبکہ ابن مسعود نے فرمایا: اس سے مراد بھوک ہے جو قریش کو پہنچی تھی۔

بخاری رحمہ اللہ نے فضیل بن عیاض سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی جہمی تجھے کہے کہ میں تو اس رب پر ایمان نہیں لاتا جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا ہے تو اسے کہو میں اس رب پر ایمان لاتا ہوں جو جیسا چاہتا ہے کرتا ہے۔'' [1]

ابن مبارک سے نزول کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کیسے نازل ہوتا ہے تو انہوں نے فرمایا: ''جیسے چاہتا ہے نازل ہوتا ہے۔'' [2]

صفتِ نزول کا انکار کیوں ہے؟ تشبیہ سے ڈرتے ہوئے ہی ہے۔ لیکن یہ اہل وسوسہ کے ہاں ہی تشبیہ ہے۔ وہ جس طرح ارادہ کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کا ارادہ ہمارے ارادہ کی طرح نہیں ہے، اور اس کا کلام ہمارے کلام کی طرح نہیں ہے تو ان کے ہاں کیا رکاوٹ ہے کہ وہ کہیں کہ اس کا نزول ہمارے نزول کی طرح نہیں ہے اور اس کا استویٰ ہمارے استویٰ کی طرح نہیں ہے؟

---

[1] خلق افعال العباد: ١٧ـ شرح اعتقاد أهل السنة: ٣/ ٤٥٢.

[2] الأسماء والصفات: ٥٦٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں کا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے قول سے دلیل پکڑنا کہ ''مشبہ نے صفت نزول کو اس کے ظاہر پر ہی رکھا ہے۔'' ❶

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم تمہارے اور حافظ رحمہ اللہ کے خلاف ان کے قول سے ہی دلیل پکڑیں گے کہ: ''معتزلہ اور جہمیہ نے بہانے بنائے اور کہا: جس نے یہ صفات ثابت کی ہیں وہ مشبہہ ہے۔ پھر انہوں نے آخر میں تاویل کو ترک کرنے کا موقف اپنایا ہے۔ اسحاق بن راہویہ سے بھی منقول ہے کہ تشبیہ اس وقت ہوگی کہ اس کا ہاتھ ہاتھ کی طرح ہے اور اس کا سننا سننے کی طرح ہے۔'' ❷

ہم کہتے ہیں ہاں جس نے اسے فیصلہ کن قاعدہ کے بغیر ظاہر پر محمول کیا اور وہ قاعدہ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ: ۱۱) ''اس کی طرح کوئی نہیں ہے۔'' تو وہ واقعتاً مشبہہ میں سے ہے۔ جبکہ اہل سنت اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کے اثبات کے وقت اس آیت کریمہ کو سامنے رکھتے ہیں۔

علم کلام اور جدل:

مسلمانوں پر عقائد میں سب سے خطرناک بدعت علم کلام ہے۔ جبکہ حبشی اسے سب سے بہترین اور مطلق طور پر سب سے اعلیٰ علم قرار دیتے ہیں۔ ❸ کیونکہ یہ ان کے نزدیک وہ علم توحید ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔'' ❹

جبکہ سلف صالحین اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کے لیے ایسی کتب کے محتاج اور ضرورت مند نہ تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے کر باقی علوم سے بے پرواہ کر دیا۔ ان پر ان کا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾ (المائدة: ۳)

''آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔''

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دوٹوک موقف:

جب فارس فتح ہوا اور مسلمان فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تو انہوں نے وہاں بہت سی کتب دیکھیں تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر ان کتابوں کو مسلمانوں تک پہنچانے کی اجازت طلب کی لیکن انہوں نے جواباً لکھا کہ ان کو دریا میں پھینک دو۔ اگر ان میں ہدایت ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے بہتر ہدایت عطا کر دی ہے اور گمراہی ہوئی تو اللہ ہمیں کافی ہے، لہٰذا ان کتابوں کو دریا میں پھینک دیا گیا اور یہ فارسی علوم مسلمانوں سے دور کر دیے گئے۔'' ❺

---

❶ مجلة منار الهدىٰ: ۱۱/ ۲۸.
❷ فتح الباری: ۱۳/ ۴۰۷.
❸ مجلة منار الهدىٰ: ۲۲/ ۲۹.
❹ صريح البيان: ۱۱.
❺ مقدمه ابن خلدون: ۴۸۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فکری انحراف نیا نہیں قدیم ہے:

مسلمان اگرچہ غیروں کے منہج پر نہ تھے لیکن جب اُمت پر بدعت کے دروازے کھلے تو دوسری اقوام کے علوم نے بھی اُمت کی طرف راہ پالی اور اُمت میں فکری انحراف پیدا ہوا۔ لہٰذا یہ فکری انحراف پرانا ہے۔ یہ یونانی علوم ہے جو دو حصوں پر مشتمل ہے:

(۱)...... علم جدل (۲)...... صوفیت

اُمت نے اس سے وافر حصہ حاصل کیا لہٰذا پہلے کا نام علم کلام سنی اور دوسرے کا زُہد پڑ گیا۔ ان علوم کے مخصصین جامعات اور کالجوں سے ڈگریاں لے کر نکلے اور لوگوں کو پڑھانا شروع کیا جس کا نقصان یہ ہوا کہ ان دونوں عناصر کو سنت سمجھا جانے لگا اور ان کا انکار کرنے والا مبتدع بن گیا۔

اس اُمت کا سب سے پہلا متکلم (علم کلام پڑھا ہوا):

اس اُمت کا سب سے پہلا متکلم (جھگڑالو) صبیغ ہے۔ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے متشابہ آیات کے متعلق سوال کرنا شروع کر دیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے اتنے کوڑے مارے کہ اس کا سر بھی زخمی ہو گیا پھر آپ نے اسے جلا وطن کر دیا اور انہوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ اس کے پاس کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے۔"[1] یہ دین کو بچانے کے لیے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کاوش ہے۔

اس اُمت میں علم کلام کیسے داخل ہوا؟:

علم کلام اور ارسطو و افلاطون کے شیطانی علم کا اکثر حصہ زبیدی کے کہنے کے مطابق خیالی اور وہمی ہے۔[2] مامون نے اس علم کو اچھا جانا اور یونانی کتب کا عربی میں ترجمہ کروایا۔ اس نے اسے پسند کیا اور روم کے بادشاہ سے ایک بہت بڑا مکتبہ (لائبریری) خریدنے کی درخواست کی اور اس طرح علم منطق کو عام کیا اس اقدام نے عیسائیوں کو خوش کر دیا۔

سیوطی نے کہا: "صلاح الدین صفوی نے کہا کہ جب مامون نے بعض عیسائی حکمرانوں سے صلح کی تو میرے گمان کے مطابق جزیرہ قبرص کے بادشاہ سے یونانی کتب کا خزانہ طلب کیا۔ ان کے پاس ان کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ایک گھر میں رکھا ہوا تھا۔ جہاں کوئی بھی نہ جاتا تھا۔ اس بادشاہ نے چند دانش وروں کو بلا کر ان سے مشورہ کیا تو ان سب نے اس کو ایک پادری کے ذریعے اس علم کو منتقل کرنے کا کہا۔ جب یہ علم اُمت مسلمہ میں آیا تو اسے خراب کر ڈالا اور اس کے علماء کے درمیان اختلاف واقع ہو گیا۔"[3]

---

[1] الإصابة: ٥/ ١٦٧ـ الدارمی: ١٤٦.
[2] اتحاف السادة المتقين: ٢/ ٥١.
[3] صون المنطق: ٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مامون عیسائی علماء کی ترجمہ کرنے پر قابل ذکر خدمت کرتا تھا۔ جیسا کہ اسحاق بن حنین وغیرہ۔ اسی وجہ سے بہت سے فتنوں نے جنم لیا۔ جیسا کہ خلقِ قرآن اور صفاتِ الٰہی کی نفی۔ اس بناء پر ان علماء کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں جو کتاب وسنت پر قائم رہے۔ ان سب میں سے معروف نام امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ہے۔ ترجمہ کا منصوبہ جاری رہا اور علم کلام کے قواعد اور اصطلاحات مسلمانوں میں داخل ہوتی رہیں حتیٰ کہ لوگ فتنے کا شکار ہو گئے۔ اس کے نتیجہ میں جہم بن صفوان اور بشیر المریسی جیسے لوگ سامنے آئے، جنہوں نے تشبیہ کا نعرہ لگا کر اللہ تعالیٰ کی صفات کی ہی نفی کر ڈالی کہ اثبات صفات سے مخلوق سے تشبیہ لازم آتی ہے۔

بعض مسلمانوں نے بھی اس کی بات کو اپنایا حتیٰ کہ آج عقیدہ کی بہت سی کتب میں ہمیں ایسی باتیں پڑھنے کو ملتی ہیں۔

ان کا دعویٰ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے علم کلام پڑھنے کی وصیت کی:

حافظ ابن عساکر نے ایک عجیب بات نقل کی کہ جوینی نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور ان سے علم کلام کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے اس علم کی تعریف کرتے ہوئے کہا: اس کے ذریعے تو شبہات اور جھوٹ دور کیے جا سکتے ہیں۔ ❶ یاد رکھیں جس کے پاس کوئی ٹھوس دلیل نہ ہو اس کی آخری دلیل خواب ہی ہوتے ہیں۔

لیکن سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اگر جوینی کو انہوں نے علم کلام پڑھنے کی وصیت کی تو پھر اس نے موت سے پہلے علم کلام کو ترک کر کے سچی توبہ کیوں کی اور یہ کیوں کہا کہ کاش میں علم کلام میں مشغول نہ ہوتا؟

اور اس وقت یہ تعجب مزید بڑھ جاتا ہے جب ابن عساکر علم کلام پر اعتراضات کرنے والے پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے اسے جاہل اور فاسد مذہب کا پیروکار قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خطرہ ہے کہ ایسے شخص کو اہل کلام ذلیل وخوار کر دیں گے۔'' ❷ اس طرح کی بات قشیری نے بھی کی ہے کہ اس آدمی پر تعجب ہے جو کہتا ہے: ''قرآن مجید میں علم کلام نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔'' ❸

بعض لوگ اس علم کو پڑھتے رہے اور اسے اسلام کے قریب لانے کی کوشش میں لگے رہے، حتیٰ کہ اسے دین اسلام کے اصل اصول میں شامل کر دیا۔ زنادقہ کی ایک جماعت کھڑی ہوئی جس نے اسے اسلام کا جزء بنا ڈالا اور دین میں یونانی فساد داخل ہو گیا۔

پھر علم کلام اصول دین سے ایسا خلط ملط ہوا کہ بعض نے اسے علم توحید قرار دے ڈالا اور اسے ماننے والوں کو ''اہل حق وتوحید'' کا نام دیا گیا۔ حتیٰ کہ ''الجوھرۃ'' کے مؤلف نے کہا کہ: اس علم کا نام علم توحید رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس کی

---

❶ اتحاف السادة المتقين: ٢/ ٥١.

❷ تبيين كذب المفترى: ٣٥٩.

❸ شكاية أهل السنة: ٤٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکثر بحث علم توحید کے متعلق ہے۔اسے علم کلام بھی کہتے ہیں۔ ❶

حالانکہ حبشی اس بات کا اعتراف کر چکا ہے کہ سلف صالحین نے علم کلام کی مذمت کی ہے اور اس کو حاصل کرنے والے پر عیب لگایا ہے، ❷ اور اس کو سیکھنا حرام قرار دیا ہے۔ جیسا کہ امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام مالک اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ وغیرہ۔

سیوطی نے اس علم کی مذمت پر اجماع ذکر کیا ہے:

سیوطی سے جب علم کلام کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا:

جواب: ہمیں صحیح سند سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے مزنی سے علم کلام کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا میں اس کو ناپسند کرتا ہوں بلکہ اس سے منع کرتا ہوں جیسا کہ شافعی رحمہ اللہ نے اس سے منع کیا ہے۔ میں نے شافعی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مالک رحمہ اللہ سے علم کلام اور توحید کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: یہ ناممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو استنجاء کا طریقہ تو سکھلا دیا اور ان کو توحید کا علم نہیں بتلایا۔ توحید وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں حتیٰ کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیں......'' جس کے ذریعے خون اور مال بچایا جا سکتا ہے بس وہی توحید کی حقیقت ہے۔

سیوطی نے کہا: یہ اس سوال پر مالک رحمہ اللہ کا جواب ہے اور میں بھی یہی جواب دیتا ہوں۔

مرتضیٰ زبیدی نے سیوطی رحمہ اللہ سے علم کلام کی مذمت کا اعتراف کیا ہے۔ ❸ انہوں نے حافظ ابن عبدالبر سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ''دین میں علم کلام کو میں ناپسند کرتا ہوں اور اس سے منع کرتا ہوں۔ ہمارے شہر کے فقہاء ہمیشہ سے اسے ناپسند کرتے ہیں اور اس سے منع کرتے ہیں۔'' ❹

ابن صلاح نے کتاب علوم الحدیث کے مقدمہ میں علم کلام پڑھنے کو حرام قرار دیا ہے۔ اس طرح موفق الدین مقدسی نے علم کلام کے حرام ہونے پر رسالہ تحریر کیا جس کا نام ''تحریم النظر فی کتب الکلام'' ہے۔

امام خطابی نے ایک کتاب ''الغنیة عن الکلام وأهله'' تحریر کی اس کے اندر انہوں نے متکلمین کے احوال کا ذکر کرتے ہوئے کہا: یہ لوگ فضول گپیں ہانکنے والے اور شدید تناقض کا شکار ہیں۔ ❺

---

❶ جوهرة التوحید: ۲۱.

❷ اظهار العقیدة السنیة: ۶۳، ۸۰.

❸ الحاوی للفتاویٰ: ۲/ ۱۲۹۔ اتحاف: ۱/ ۱۷۷۔ سیر اعلام النبلاء: ۱۰/ ۲۶.

❹ جامع بیان العلم وفضله: ۲/ ۹۵.

❺ سیر اعلام: ۱۷/ ۲۶۔ صون المنطق: ۹۱ ـ ۹۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم کلام کے متعلق آئمہ اَربعہ کا مؤقف:

شافعی رحمہ اللہ نے ربیع سے کہا: ''علم کلام مت پڑھو۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہ لوگ تعطیل کرنے والے ہیں۔'' اور فرمایا: ''اگر اہل کلام میں سے کسی شخص کو میں پانی پر بھی چلتا ہوا دیکھوں تو میں اس کی طرف کوئی توجہ نہ کروں گا۔'' ❶

زبیدی نے نقل کیا کہ شافعی رحمہ اللہ علم کلام سے منع کیا کرتے تھے۔ وہ لوگوں کو فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دیتے۔ ❷ سبکی نے نقل کیا ہے کہ ابوبکر شاشی اہل کلام پر عیب لگاتے تھے کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی ذات کے متعلق بے جا غور وخوض کرتے ہیں۔'' ❸

شافعی رحمہ اللہ نے کہا: ''اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ علم کلام کس خواہش پرستی پر مبنی ہے تو اس سے ایسے بھاگیں گے جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔'' ❹

قدریہ اور جبریہ علم کلام کا ہی نتیجہ ہیں:

مندرجہ ذیل عبارت اس شخص کے دعویٰ کو باطل قرار دیتی ہے جس نے کہا کہ شافعی رحمہ اللہ نے ان معتزلہ کی مذمت کی ہے جو قدر کی نفی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ عبارت عام ہے اس میں مطلق طور پر علم کلام کی مذمت کی گئی ہے اور صفات کو چھوڑ کر تقدیر کے انکار کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا۔ اشہب بن عبدالعزیز مالک رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: اپنے آپ کو اہل بدعت سے بچاؤ۔ لوگوں نے پوچھا: اہل بدعت کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ''اہل بدعت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور اس کی قدرت کے بارے میں کلام کرتے رہتے ہیں اور اس چیز سے خاموش نہیں رہتے جس سے صحابہ کرام خاموش رہے ہیں۔'' ❺

اشاعرہ اس چیز سے خاموش نہ رہے جس سے صحابہ کرام خاموش رہے۔ ان لوگوں نے جوہر، عرض، کسب، کلام نفس، ایسا جزء جس کے اجزاء نہیں اور صفات کے متعلقات اور تاویل پر بے خوف وخطر گفتگو کی۔ ان لوگوں نے تقدیر میں بھی بے جا غور وخوض کیا اور انہوں نے معتزلہ قدریہ کے مقابل جبر کا عقیدہ اپنایا، اور یہ کہ فعل کی انجام دہی میں بندے کی کوئی مرضی شامل نہیں ہے۔ بلکہ فعل اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرانجام پاتا ہے۔ معتزلہ افراط اور اشاعرہ تفریط کا شکار ہوگئے اور یہ علم کلام کا نتیجہ ہے۔

بندے کے کسب اور فعل کے مسئلہ میں جوینی نے اشعری پر حق کی مخالفت کا الزام لگایا ہے۔ اس طرح باقلانی

---

❶ سیر اعلام: ۱۰/ ۲۸۔ صون المنطق والکلام: ٦٤.

❷ اتحاف السادۃ المتقین: ۲/ ۱۱.

❸ فتاویٰ السبکی: ۲/ ۵۷۸.

❹ حلیة الأولیاء: ۹/ ۱۱۱۔ سیر اعلام: ۱۰/ ۱٦.

❺ شرح السنة للبغوی: ۱/ ۲۱۷۔ عقیدہ السلف للصابونی: ۵۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوراشاعرہ کی ایک جماعت بھی اس کی مخالفت پر مجبور ہوئی۔

تعطیل (صفات کی نفی) بھی علم کلام کا ہی نتیجہ ہے۔اس کی تاکید شافعی رحمہ اللہ کے اس قول سے ہوتی ہے جو انہوں نے محمد بن حکم سے کہا تھا: اے محمد اگر تجھ سے کوئی شخص علم کلام کے بارے پوچھے تو اس کو پسند نہ کرنا، اور ان کا یہ قول ''میں یہ پسند نہیں کرتا کہ علم کلام سے کوئی چیز میری طرف منسوب ہو۔''

حبشی نے علم کلام کی نسبت شافعی رحمہ اللہ کی طرف کی ہے۔ یہ جہاں ان کی وصیت کے بھی خلاف ہے وہاں جو کچھ زبیدی نے نقل کیا اس کے بھی خلاف ہے کہ شافعی علم کلام میں مشغول ہونے سے منع کرتے تھے اور علم فقہ حاصل کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔'' ❶

حکمی نے کہا: ''علم کلام پڑھنے والوں کو ڈنڈے ماریں جائیں، اونٹوں پر بٹھا کر شہروں کے چکر لگوائے جائیں اور کہا جائے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کتاب وسنت کو چھوڑ کر علم کلام پڑھا۔'' ❷

انہوں نے امام مالک کے قول سے بھی استدلال کیا کہ یہ ناممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے استنجاء کا طریقہ تو سکھلایا اور ان کو علم توحید نہیں بتلایا۔'' ❸

مالک رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: ''اگر ہمارے پاس کوئی ایسا آدمی آتا ہے جو زیادہ باتونی اور جھگڑالو ہو تو ہم اسے اس دلیل کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں جو جبرائیل علیہ السلام محمد ﷺ پر لے کر نازل ہوئے۔'' ❹

بخاری رحمہ اللہ نے ابوزناد سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا: ''یہ جھگڑالو لوگ کبھی بھی سیدھے راستے پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اگرچہ ان کو یہ راستہ اچھا بھی لگے۔ کیونکہ ان کا جدل و جھگڑا ان کو دوسرے راستے پر لے جائے گا۔ یہ لوگ ہر روز نئے شبہ اور نئی گمراہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔'' ❺

اسی لیے سلف صالحین اہل بدعت سے ان کے طریقہ کے مطابق بحث نہیں کرتے تھے بلکہ ان کو قرآن وحدیث کے دلائل سے خاموش کراتے تھے۔

جب عبدالرحمٰن بن مہدی سے کہا گیا کہ فلاں نے بدعتیوں کے ردّ میں پوری کتاب لکھی ہے۔ انہوں نے پوچھا: ''کس چیز سے ردّ کیا ہے، کہا کتاب وسنت سے؟ لوگوں نے کہا: نہیں بلکہ علم معقول اور نظر سے۔ انہوں نے کہا: انہوں نے غلطی کی کہ سنت چھوڑ کر بدعت کا ردّ بدعت سے کیا۔'' ❻

---

❶ اتحاف السادة المتقين: ٢/ ١١.

❷ سير اعلام النبلاء: ١٠/ ٢٩۔ صون المنطق: ٦٥۔ الحلية: ٩/ ١١٦.

❸ سير اعلام النبلاء: ١٠/ ٢٦.

❹ سير اعلام النبلاء: ٨/ ٩٩۔ حلية الأولياء: ٦/ ٣٢٤.

❺ خلق افعال العباد: ٨٩.

❻ صون المنطق: ١٣١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے وہ لوگو! جو اس بات پر فخر کر رہے ہو کہ تم دین کے دفاع کی لڑائی لڑ رہے ہو تم امام رحمہ اللہ کے قول پر غور کرو۔ ''اہل کلام کے ساتھ مت بیٹھو اگر چہ وہ سنت کا دفاع ہی کیوں نہ کر رہے ہوں گے۔'' ❶ لہٰذا وہ لوگ آپ کو دھوکے میں نہ ڈالیں جنہوں نے علم کلام کا نام علم توحید یا پھر علم سنی رکھ دیا۔

ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: ''میں نے اہل کلام کو سخت دل پایا ہے۔ ان کے دل بہت ہی تنگ ہیں۔ ان کو کتاب وسنت کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ان کے ہاں خوف خدا اور تقویٰ نام کی کوئی چیز نہیں۔'' ❷

یہ قول شافعی رحمہ اللہ کے قول کے موافق ہے کہ: ''دین میں جھگڑا دل کو سخت کر دیتا ہے۔'' ❸

جس نے یہ کہا سچ کہا: عقیدہ کے مسائل پیش کرنے میں علم کلام کتاب وسنت کی مخالفت پر مبنی ہے۔ یہ لوگ ان مسائل کو فلسفہ اور منطق کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام انتہائی کم ہوتا ہے۔

سبکی نے کہا: عقائد کے باب میں دو چیزیں انتہائی خطرناک ہیں:

(۱)...... علم کلام (۲)...... حکمتِ یونانی

پھر کہا اہل الحدیث کا طریقہ اہل کلام کے طریقہ سے کہیں بہتر ہے جو کہ ان مسائل کو جوہر اور عرض کے مفروضوں کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا اہل حدیث حق کے انتہائی قریب ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ جوہر، عرض، حدوث عالم وغیرہ اصطلاحات میں کوئی فائدہ دیکھتا تو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ضرور وحی کرتا مگر اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ اس کو تشبیہ سے پاک قرار دینے کے لیے یہ طریقہ قطعاً مناسب نہیں ہے بلکہ اس ذریعے سے تو اس کی نفی ہے جو اس نے اپنے لیے ثابت کیا ہے۔

رازی کا قول علم کلام کے غلط ہونے پر دلیل ہے۔ انہوں نے تحسین و تقبیح کے مسئلہ پر ان لوگوں کا موقف اور معتزلہ و اشاعرہ کے اقوال پیش کرنے کے بعد کہا۔ ان دونوں مذاہب میں کچھ اچھی اور کچھ بری چیزیں ہیں ایسی صورت میں حیرت و دہشت میں مبتلا لوگ کہنے پر مجبور ہوئے کہ ان دلائل میں اتنی قوت نہیں ہے کہ شک کو دور کر سکیں اور عقل وشعور کو نور سے بھر سکیں۔ ان دلائل میں سے ہر ایک کے اندر ابہام اور کمی ہے۔ ❹

انہوں نے غیاث المفتی میں کہا: ''میں نے شمس العلماء حلوانی کی عبارت دیکھی جو انہوں نے ابو یوسف رحمہ اللہ سے نقل کی کہ: اہل کلام کے پیچھے نماز جائز نہیں۔'' ❺

ابوحنیفہ رحمہ اللہ عمرو بن عبید پر علم کلام کی بدعت جاری کرنے کی وجہ سے لعنت بھیجا کرتے تھے۔ ❻

---

❶ مناقب احمد: ۲۰۵.
❷ سیر اعلام: ٦/ ۳۹۹.
❸ الحلیة: ۹/ ۱۱۱.
❹ المطالب العالیة: ٤/ ٤٢٦.
❺ مفتاح دارالسعادة: ۲/ ۱۳۷.
❻ صون المنطق والکلام: ۳۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوحنیفہ سے سوال ہوا کہ لوگوں نے جو اجسام اور اعراض کی بحث چھیڑ رکھی ہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: ''یہ تو فلاسفہ کے مقالات ہیں تم احادیث اور سلف کے طریقہ کو اپناؤ اور ہر نئے کام سے بچو کیونکہ یہ بدعت ہے۔'' ❶

کچھ ایسے دلائل بھی ہیں جن سے پتہ چلا کہ ابوحنیفہ نے پہلے پہل علم الکلام پڑھا لیکن بعد میں اس سے رجوع کر لیا۔ جیسا کہ قبیصہ بن عقبہ نے کہا: ''پہلے پہل ابوحنیفہ خواہش پرستوں سے خوب بحث کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اس علم میں رئیس بن گئے لیکن پھر انہوں نے اس علم جدل کو چھوڑ کر سنت اور فقہ کی طرف رجوع کیا اور اس میں بھی امام بن گئے، ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے علم کلام کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔'' ❷

پھر وہ لوگوں کو بھی منع کرتے تھے، حتیٰ کہ انہوں نے اپنے بیٹے حماد سے کہا: ''اے حماد اس علم سے دور ہو جاؤ۔'' ❸

بزدوی نے کہا: ''ہم ابوحنیفہ کے پیروکار ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے امام ہیں وہ علم کلام میں بحث مباحثہ علم و تعلیم اور تصنیف و تالیف کو جائز قرار دیتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں اس علم کو پڑھنے پڑھانے اور بحث و مباحثہ سے منع کر دیا، اور اپنے شاگردوں کو بھی اس میں بحث و مباحثہ سے روک دیا۔'' ❹

ایک آدمی نے حسن بن زیادہ لؤلؤی سے زفر بن ہذیل کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ علم کلام پڑھا کرتے تھے تو انہوں نے کہا: ''تجھے کس نے بے وقوف بنا ڈالا؟ میں نے اپنے مشائخ زفر، ابویوسف اور ابوحنیفہ وغیرہ کو دیکھا کہ فقہ دین کے علاوہ کسی علم پر کوئی توجہ نہ دیتے تھے اور سلف صالحین کی اقتداء کرتے تھے۔'' ❺

حبشی کیسے دعویٰ کر سکتا ہے کہ ماتریدی اپنے شیخ ابوحنیفہ کا مخالف اہل سنت کا امام تھا۔ اس کی کتب تو فلسفہ اور علم کلام سے بھری پڑی ہیں۔ میں نے تو دیکھا کہ اس کے شیخ نے علم کلام سے منع کیا۔

مالک رحمہ اللہ نے کہا: اہل بدعت کی گواہی جائز نہیں ہے۔ مغرب کے حافظ اور فقیہ اپنی سند سے مالکی فقیہ ابوبکر بن خویز منداد، ❻ سے مالک رحمہ اللہ کے مذکورہ قول پر تعلیق ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ اور ہمارے نزدیک اہل بدعت سے مراد اہل کلام ہیں۔ تمام اہل کلام اہل بدعت اور نفسیاتی خواہشات کے پیروکار ہیں۔ وہ اشعری ہو یا غیر اشعری ہو۔ اسلام میں ان کی گواہی قطعاً قابل قبول نہیں ہے۔ اس سے قطع تعلقی کی جائے گی اور اسے اس کی بدعت پر ادب سکھلایا جائے گا۔ ❼

---

❶ حوالہ سابقہ: ٣٢۔ تبییض الصحیفه: ٥٣.
❷ تاریخ بغداد: ١٣/ ٣٣٣.
❸ مناقب ابی حنیفه: ١٨٣.
❹ اصول البزدوی: ٤.
❺ صون المنطق والکلام: ١٣٦.
❻ محمد بن احمد (٣٩٠ھ) سنت پر سختی سے کاربند تھے، اور اہل بدعت کے لیے انتہائی سخت تھے۔ ترتیب المدارک: ٧/ ٧٧۔ الدیباج المذهب: ٢/ ٢٢٩.
❼ جامع بیان العلم و فضله: ٢/ ٩٦.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ انھوں نے اشعری مذہب کو بدعتی مذہب قرار دیا اور علم کلام کو معتزلہ کا مذہب شمار کیا۔ اس کلام کو سیوطی، ابن عبدالبر اور موفق مقدسی نے بہترین قرار دیا ہے۔

تفتازانی نے علم کلام کا فلسفہ سے اختلاط پر بات کرتے ہوئے کہا: ''فلسفہ کو جب عربوں کی طرف منتقل کیا گیا اور اسلامی افراد نے اس کو اس نظریہ سے پڑھا کہ وہ فلاسفہ کا ردّ کر سکیں تو فلسفہ کو علمی کلام سے خلط ملط کر دیا، اگر مسلمانوں کا اعتماد منقول اور سماع پر نہ ہوتا تو فلسفہ کو الگ کرنا مشکل ہو جاتا۔'' ❶

ابن خلدون نے بھی مقدمہ ابن خلدون میں (٤٦٦) کہا: علم کلام علم فلسفہ سے اس قدر خلط ملط ہو گیا، کہ دونوں کو الگ الگ کرنا مشکل ہو گیا۔

شہرستانی نے وضاحت کی کہ معتزلہ نے سب سے پہلے علم کلام کو فلسفہ سے خلط ملط کر دیا۔ ❷ اس سے واضح ہے کہ اشاعرہ نے اپنے مذہب کے اصول معتزلہ سے لیے ہیں۔

ابو طالب مکی نے کہا: دوسری صدی ہجری کے بعد علم کلام اور اہل کلام کی تصانیف منظر عام پر آئیں جو اپنے قیاس، رائے، نفسیاتی خواہش اور اپنی سوچ و عقل کے مطابق لکھی گئی تھیں۔ ❸

ابراہیم حربی کہا کرتے تھے: ''میں حرج محسوس کرتا تھا کہ میری مجلس میں اہل کلام میں سے کوئی آئے۔ کیونکہ میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی اس پر بات کرتا ہوں اور اگر مجھے پتہ ہو بھی تو میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔'' ❹

ابن جوزی کے نزدیک اُمت اسلام میں بدعت بنیادی طور پر دو طریقوں سے داخل ہوئی ہے۔

(۱)...... فلسفہ جس پر بہت سے علماء اوندھے منہ گر پڑے اور ان کی اس چیز پر تسلی نہ ہوئی جس پر رسول اللہ ﷺ نے قناعت کی یہ لوگ علم کلام میں غوطہ زن ہوئے اور لوگوں کے عقائد کو بگاڑ کر رکھ دیا۔

(۲)...... رہبانیت: اس کو زاہد قسم کے لوگوں نے اختیار کیا اور اسے سادگی کا نام دیا۔ ❺ یہ صوفیاء کی جماعت ہے۔

ابو محمد ابن قتیبہ دینوری نے اپنی کتاب ''تاویل مختلف الحدیث'' میں کہا: ''میں نے اہل کلام کے مقالات پر غور کیا تو پتہ چلا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہ کچھ کہتے ہیں جو جانتے ہی نہیں ہیں۔ یہ اپنے کلام سے لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہیں اور ایسے مخالفین پر (جو دلائل ونصوص سے استدلال کرتے ہیں) تہمتیں لگاتے ہیں اور تاویل میں اپنی آراء پر کوئی تہمت نہیں لگاتے۔'' ❻

اور فرمایا: ''علم کلام پڑھنا ہمارا کام نہیں ہے۔ اکثر لوگ اسی سے گمراہ ہوئے۔'' ❼

---

❶ شرح العقائد النسفية.
❷ الملل والنحل: ١/ ٣٢.
❸ قوت القلوب: ٢/ ٣٧۔ صون المنطق: ١٢٧.
❹ صون المنطق والكلام: ١٣١.
❺ صيد الخاطر: ٢٢٦.
❻ تاويل مختلف الحديث: ١٢.
❼ الإختلاف في اللفظ: ٢٢٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبشی آئمہ اربعہ پر زبان طعن دراز کرتے ہوئے:

کوئی حبشی کی طرح کیسے دعویٰ کرسکتا ہے کہ جس نے کہا: نفسیاتی خواہشات کے پیروکار فقط معتزلہ ہیں جبکہ علم کلام کو پڑھنے والے دوسرے لوگ خواہش پرست نہیں ہیں؟ پھر وہ آئمہ اہل السنہ کے اقوال کو دیوار پر دے مارتا ہے اور ہر اس شخص پر زبان طعن دراز کرتا ہے جو علم کلام پر اعتراض کرے۔ اس کا کہنا ہے: ؎

اعتراض کرتے ہیں علم کلام پر بے وقوف لوگ
اور ان کا اعتراض کوئی نقصان دہ نہیں ہے

یہ آئمہ اربعہ اور دیگر علماء پر اعتراض تہمت ہے کہ ان کو کوئی عقل نہیں ہے۔ جبکہ یہ ان کے اجماع پر بھی طعن ہے، کیونکہ علم کلام کی مذمت پر ان کا اجماع ہے۔

اس شخص نے نبی ﷺ پر بھی الزام لگایا ہے کہ وہ بھی اہل کلام میں سے تھے۔ جیسا کہ صوفیاء نے جھوٹا دعویٰ کیا کہ وہ صوفیاء میں سے تھے۔

امام احمد، شافعی، ابوحنیفہ، مالک رحمہم اللہ سے مسلسل علم کلام کی مذمت ثابت ہے۔ احباش کے کلام سے تو ظاہر ہے ان آئمہ وعلماء کو عقل نہ تھی اور احباش نے کہا: جس نے علم کلام کی مذمت کی وہ جاہل، متعصب اور ضدی ہے۔ ان لوگوں نے دعویٰ کیا کہ نبی ﷺ نے اپنے آپ کو اس علم کے ساتھ یہ کہہ کر خاص کیا: ''میں اللہ تعالیٰ کو تم سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں۔'' ❶

حبشی نے دعویٰ کیا ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے آئمہ اربعہ کے اجماع کو توڑا ہے۔ جبکہ حقیقت میں یہ خود اجماع کو توڑنے والا ہے۔ اس نے علم کلام اور معتزلہ وجہمیہ کا دفاع کرتے ہوئے آئمہ اربعہ پر بے وقوف ہونے کا الزام لگایا۔

اس کے ساتھ ساتھ اشاعرہ کا اعتراف بھی ہے کہ ان کا شیخ، امام احمد کے عقیدے پر تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اشعری کا عقیدہ امام احمد کا عقیدہ ہی تھا۔ اشعری نے بارہا اس کا اظہار بھی کیا ہے۔ اس نے اپنی تصانیف میں کہا: ''میرا عقیدہ وہی ہے جو امام احمد کا تھا۔'' ❷

کچھ جلد بازوں کا کہنا ہے کہ لوگ اشعری کے پاس علم کلام پڑھا کرتے تھے۔ ❸ یہ احمد بن حنبل کے طریقہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ انہوں نے ایک دن بھی علم کلام کو پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ چہ جائیکہ اس کو بطور مذہب اختیار کرنے کی اجازت دیتے۔ وہ تو مطلق طور پر اس کی مذمت بیان کرتے تھے۔

---

❶ مجلة منار الهدىٰ: ٢٥/ ٥٤.

❷ طبقات الشافعيه: ٣/ ٩٩.

❸ طبقات السبكى: ٣/ ٢٩٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤرخین نے ذکر کیا ہے: ''محمد دیباجی مذہب اشعری پر فقہ اور علم کلام میں مقدم تھا، اور ابن تومرت مذہب اشعری کے حساب سے علم کلام کی نصرت اور مدد کیا کرتا تھا۔ ❶ اور ابن کیال مذہب اشعری پر کلام کرنے والا ہے۔ ❷ پھر یہ ایسا کیوں نہیں کہتے کہ فلاں آدمی مذہب شافعی پر متکلم ہے۔''

اس نے دعویٰ کیا ہے کہ: ''شیخ بالسی شافعی مذہب تھے اور ان کا عقیدہ اشعری تھا۔ ❸ اس نے یہ نہیں کہا کہ وہ شافعی عقیدہ پر تھا۔ کیونکہ اشعری عقائد علم کلام پر مبنی ہیں جن کی شافعی رحمہ اللہ نے مذمت بیان کی ہے، اور ان کے متبعین کو زندیق کہا ہے۔'' ❹

متکلمین کی توحید میں یہود ونصاریٰ کی اصطلاحات:

حبشی نے توحید پر کلام کرتے ہوئے ابتداء میں کہا کہ توحید سب سے افضل اور اعلیٰ علم ہے۔ دیکھئے کتاب الدلیل القویم، ص:۱، اس کی مراد اہل کلام کی توحید ہے۔ جس کی مذمت اہل توحید نے کی ہے۔ جیسا کہ شافعی، ابوحنیفہ اور احمد بن حنبل وغیرہ اس نے توحید کی تعریف کرتے ہوئے کہا: جوہر اور عرض علماء کی اصطلاح میں علم توحید ہے۔'' ❺

جوہر، عرض، حادث اور محدث:

ان اصطلاحات کی علماء نے مذمت بیان کی ہے بلکہ یہ وہ اصطلاحات ہیں جو یہودیوں اور عیسائیوں کی زبان پر رہتی ہیں۔ خود اشعری نے کہا: ''جوہر کی تعریف میں اختلاف ہے۔ جوہر قائم بذاتہ ہوتا ہے کیونکہ جو خود بخود قائم ہوا اسے جوہر کہتے ہیں۔'' ❻

ڈاکٹر علی نشار کا کہنا ہے کہ: ''موجودات کو جوہر اور عرض میں تقسیم کرنے کے مسئلہ میں معتزلہ اور اشاعرہ عیسائیوں سے متاثر ہوگئے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی بحث میں جوہر اور عرض استعمال کرتے ہیں، اور آج معتزلہ بھی ایسا کر رہے ہیں۔'' ❼

گویا نصاریٰ اور یہود اس سلسلہ میں معتزلہ وغیرہ کے سلف ہیں۔

اشاعرہ معتزلہ کی وصیت پر عمل پیرا ہیں:

قاضی عبدالجبار معتزلی نے وصیت کی کہ جو وجود باری تعالیٰ کو جوہر اور عرض سے ثابت کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ:

''اس کو ثابت کرے پھر اس کا حدوث واضح کرے اور یہ کہ وہ تو محدث ہوگا اور حوادث کو پیدا کرنے والا فاعل ہے اور وہ اللہ ہے۔'' ❽

---

❶ طبقات السبکی: ٦/ ٨٨.
❷ طبقات السبکی: ٧/ ١١٣.
❸ طبقات السبکی: ٨/ ٤٠١.
❹ طبقات السبکی: ٨/ ١٠٤.
❺ الدلیل القویم: ١٤.
❻ مقالات الإسلامین: ٣٠٦.
❼ نشأة فكر الفلسفی: ١/ ٩٩.
❽ شرح اصول الخمسه: ٩٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رازی، یحییٰ اور عام اشاعرہ نے اسی وصیت پر عمل کیا اور کہا یہ بات تو واضح ہے کہ: ''کائنات یا تو جوہر ہے یا عرض ہے اور ان میں سے ہر ایک کے ذریعے اس کے بنانے والے کا ثبوت یا تو امکان کے ذریعے ہوگا یا حادث کے ذریعے ہوگا۔'' ❶

ہم ان لوگوں کے متعلق اس بات پر راضی ہیں جو ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہی ہے۔ ان سے پوچھا گیا یہ جو لوگوں نے علم کلام میں جوہر اور اجسام کی بات کی ہے اس میں آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: ''یہ فلاسفہ کے مقالات ہیں تم لوگ احادیث اور طریقہ سلف کی پیروی کرو اور ہر نئے کام سے بچو، کیونکہ یہ بدعت ہے۔'' ❷

ابوحنیفہ عمرو بن عبید پر علم کلام کی بدعت جاری کرنے کی وجہ سے لعنت کیا کرتے تھے۔ ❸

اشعری مذہب فلاسفہ کے مقالات کا مجموعہ ہے جو سلف کے طریقے سے متضاد اور اس کو ختم کرنے والا ہے۔

ہمارے اسلاف:

ابوالوفاء بن عقیل کہتے ہیں: ''مجھے پورا یقین ہے کہ صحابہ کرام دنیا سے چلے گئے اور ان کو جوہر اور عرض کا قطعاً کوئی علم نہ تھا۔ اگر تو ان میں شامل ہونا چاہتا ہے تو ہو جا، اور اگر تجھے لگتا ہے کہ اہل کلام کا طریقہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بہتر تھا تو پھر جو تجھے اچھا لگتا ہے اس پر عمل کرو۔'' ❹

جوینی نے وضاحت کی ہے کہ اہل کلام سلف صالحین کے طریقہ کے خلاف ہیں اور یہ بدعتی راستہ ہے اور یہ کہ جوہر اور عرض متکلمین کی اصطلاحیں ہیں جو سلف صالحین کے ہاں متعارف نہ تھیں۔ ❺

غزالی نے کہا: ''لائق تو یہ ہے کہ مخلوق اپنے رب کو قرآن مجید کے دلائل سے پہچانے نہ کہ متکلمین کے قول سے کہ اعراض تو حادث میں اور جواہر حادثہ سے خالی نہیں ہیں یہ شر تو متکلمین نے پھیلا رکھا ہے۔'' ❻

لیکن اس کے باوجود غزالی ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے منطق کو اصولِ دین سے خلط ملط کر دیا۔ ❼ یہ سیوطی نے بیان کیا ہے۔

کاش غزالی اپنے قول پر قائم رہتا اور تضاد کا شکار نہ ہوتا اس لیے اس نے ''میزان'' کی تاویل کو ضروری سمجھا کیونکہ وہ عرض ہے اور عرض کا وزن نہیں ہوسکتا، اور قیامت کے دن موت کا دنبے کی شکل میں آنا اس کی بھی تاویل کی۔ کیونکہ اس کا دعویٰ ہے موت عرض ہے اور عرض کو لایا نہیں جا سکتا اور نہ ہی اسے کوئی جسم عطا کیا جا سکتا ہے۔ ❽

❶ محصل افكار المتقدمين والمتأخرين: ٢١٣.
❷ صون المنطق والكلام: ٣٢.
❸ صون المنطق: ٣٠.
❹ تلبيس ابليس: ٥٨.
❺ لمع الأدلة: ٧٦.
❻ الجام العوام عن علم الكلام: ٨٧ ـ ٨٩.
❼ صون المنطق: ١٣.
❽ قانون التأويل: ٢٣٨ ـ ٢٤٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے اپنے اس قول میں معتزلہ کی موافقت کی ہے۔ کیونکہ ان کا بھی کہنا ہے کہ میزان عرض ہے اور اعراض کا وزن نہیں ہے۔ ❶

علم کلام کے بارے میں حافظ ابن حجر کا مؤقف:

حافظ ابن حجر عرض اور جوہر کے جھنجھٹ میں پڑنے سے بچنے کا مشورہ دیا کرتے تھے۔ کیونکہ اس کے نتائج انتہائی خطرناک اور فاسد ہیں۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے توحید کو اپنانے کا حکم دیا اور یہ اصل ہے جس کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ نے دین کی ہر بات لوگوں تک پہنچائی ہے اور ان کو اس طرح نہیں چھوڑا کہ وہ جوہر اور عرض کے مفروضے قائم کر کے توحید پر استدلال کریں۔ ❷

پھر کہا کہ علم کلام سے بچیئے۔ کیونکہ یہ بہت جلد تھکا دینے والا علم ہے۔

لیکن عجیب بات ہے کہ سبکی اور ابن عساکر کا دعویٰ ہے کہ اشعری نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور کہا:

''میں نے علم کلام چھوڑ دیا ہے تو آپ نے فرمایا: میں نے تم کو اس کے چھوڑنے کا حکم نہیں دیا۔'' ❸

ابو مظفر سمعانی نے نقل کیا ہے کہ: ''متکلمین کے طریقہ کے فساد کا بیان'' اشیاء کو جوہر اور عرض میں تقسیم کرنا اور یہ کہنا کہ جسم تو مختلف اعضاء اور اجزاء کا مجموعہ ہے اور جوہر وہ ہے جو عرض کو قائم رکھے ہوئے ہے اور عرض وہ ہے جو خود بخود قائم نہ ہو اور ان لوگوں نے تو روح کو بھی اعراض میں شامل کر دیا۔'' ❹

انہوں نے مزید کہا: جوہر اور عرض اہل کلام اور اہل جدل کے ہاں دو بنیادی عنصر ہیں اور اہل فلسفہ اور منطق کی مشہور اصطلاحات ہیں۔

اس سے یہ دعویٰ غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ اہل توحید کی اصطلاح ہے۔

انہوں نے مزید کہا: متکلمین کے طریقہ پر غور وخوض سے سلف ومتقدمین کا طریقہ کہیں بہتر ہے جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز، مالک، شافعی وغیرہ۔ بعض آئمہ نے پوری وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ صحابہ کرام دنیا سے چلے گئے اور وہ جوہر اور عرض کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ اس کلام نے بہت سے لوگوں کو شک میں ڈال دیا ہے جبکہ بعض نے اس وجہ سے الحاد کا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ اسی لیے سلف صالحین نے اس علم کو حاصل کرنے سے منع فرمایا ہے، اور اسے شک و شبہ کا راستہ بتایا ہے۔ ❺

---

❶ فتح الباری: ١٣/ ٥٣٨۔ مقالات الاسلامیین: ٤٧٢.

❷ فتح الباری: ١٣/ ٥٠٧.

❸ دیکھئے: طبقات السبکی: ٣/ ٣٤٨.

❹ روح عرض میں کیسے شامل ہو سکتی ہے جبکہ جسم روح سے قائم ہوتا ہے۔

❺ فتح الباری: ١٣/ ٣٥٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور انہوں نے بالکل سچ کہا ہے جوینی کو اس کلام نے مجبور کر دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جزئیات کے علم کی نفی کر دے اور یہ فلاسفہ کے مذہب کے قریب ترین قول ہے۔ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ کا علم اگر جواہر سے متعلق ہے تو یہ لامحدود ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا علم جزئیات کی تفصیل جاننے بغیر ہے۔ ❶ اگرچہ اس کا ایک اور کلام اس اعتزالی گمراہی کی نفی بھی کرتا ہے اس لیے جملہ علماء اس کی تردید کرتے ہیں۔ جیسا کہ مارزی وغیرہ۔

اس نے کہا: اس شخص کے لیے اس مذہب کو اپنانا اس لیے آسان ہے کہ وہ اس میں غوطہ زن ہوتا رہتا ہے۔ ذہبی نے کہا: ''یہ اعتزالی گمراہی ہے جس کی وجہ سے ابوالمعالی کو سبکدوش کیا گیا۔'' ❷

پھر حافظ نے جوینی کا موت کے وقت شرمندہ ہونا ذکر کیا ہے کہ وہ علم کلام کے ساتھ مشغول رہا۔

جو لوگ قرون اولیٰ سے دور ہیں انہوں نے غالب امور میں ایسی وسعت پیدا کی جس کا آئمہ سلف نے انکار کیا ہے۔ انہوں نے اس پر بھی قناعت نہیں کی اور دین اسلام کے مسائل کو یونانی کلام سے خلط ملط کر ڈالا۔ انہوں نے فلاسفہ کے کلام کو اصل بنا ڈالا اور اس کی بنیاد پر دلائل سے ثابت شدہ چیزوں کو ردّ کر دیا۔ خواہ یہ قابل مذمت اور ناپسندیدہ ہی کیوں نہ ہو انہوں نے اس پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ دعویٰ کیا کہ جو کچھ انہوں نے مرتب کیا ہے وہ سب سے بہترین علم ہے۔ ❸

جو شخص ان کی خود ساختہ اصطلاحات استعمال نہیں کرتا وہ ان کے نزدیک جاہل ہے...... صحیح یہ ہے کہ جس نے سلف کے طریقہ کو اپنایا وہ خوش بخت ہے اور بعد والوں کے من گھڑت علم اور طریقہ سے دور رہا۔ ❹

پھر انہوں نے اس علم کے بارے میں سلف کا مؤقف واضح کیا اور کہا: ''سلف صالحین نے اس علم کا شدت سے انکار کیا ہے۔ جیسا کہ ابوحنیفہ، ابو یوسف اور شافعی رحمہم اللہ۔ اہل کلام کی مذمت میں ان آئمہ کا کلام مشہور و معروف ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان لوگوں نے ایسے موضوع پر گفتگو کی ہے جس سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام خاموش رہے۔'' ❺

حافظ نے حبشی کے قول کا ردّ کیا ہے کہ ابوحنیفہ، شافعی اور احمد علم کلام کے آئمہ میں سے تھے۔ یہ دھوکہ اور تلبیس ہے۔'' ❻ ہاں ابوحنیفہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے علم کلام پڑھا مگر اس سے رجوع کر لیا۔ انہوں نے کہا: میں علم کلام کو سب سے بہتر علم سمجھتا تھا پھر میں نے غور کیا کہ صحابہ کرام، تابعین اور سلف صالحین اس علم میں غوطہ زن نہیں ہوئے بلکہ (سلف) نے اس سے سختی کے ساتھ روکا ہے، جب ہمارے لیے یہ ظاہر ہوا تو ہم نے اس علم میں غور و خوض بند کر دیا اور اس طریقہ کی طرف رجوع کیا جس پر سلف کاربند تھے۔'' ❼

---

❶ البرهان فی اصول الفقه: ١/ ١٤٥.
❷ سیر اعلام النبلاء: ١٨/ ٤٧٢.
❸ یہ حبشی کے قول کی طرح ہی ہے جو پہلے ذکر کر دیا گیا ہے۔
❹ فتح الباری: ١٣/ ٣٥٠.
❺ فتح الباری: ١٣/ ٢٥٣.
❻ الدلیل القویم: ٥٠٤.
❼ مفتاح السعادة: ٢/ ١٣٦.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

علم کلام کے متعلق غزالی کا مؤقف اور متکلمین کی توحید پر طعن:

غزالی نے اس شخص کا رد کیا ہے جو علم کلام کو علم توحید کہتا ہے۔ انہوں نے کہا: ''آج کل توحید کو کلام کی صناعت بنا دیا گیا ہے اور متکلمین کو علمائے توحید کہا جاتا ہے۔ یہ چیز قرونِ اولیٰ میں متعارف نہ تھی بلکہ وہ اس شخص کا سخت انکار اور رد کرتے تھے۔ جو جدل و جدال کا دروازہ کھولتا تھا۔'' ❶

اس کے نقصان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے جب سے متکلمین پیدا ہوئے تب سے مخلوق پر فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ ❷

غزالی نے متکلمین کی عادات ذکر کرتے ہوئے کہا: ''یہ لوگوں میں سب سے زیادہ غلو (مبالغہ آرائی) کا شکار ہیں، انہوں نے عوام المسلمین کو کافر قرار دیا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ جو ان کے طریقہ کے مطابق کلام نہ کرے اور ان کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق شریعت نہ سیکھے تو وہ کافر ہے، اور انہوں نے جنت کو ایک چھوٹی سی گمراہ جماعت کے لیے خاص کر دیا۔''

انہوں نے مزید کہا: ''جب ایک اعرابی اسلام لایا تو اس کے سامنے کب یہ ذکر کیا گیا کہ کائنات حادث ہے اور یہ اعراض سے خالی نہیں ہے اور جو حادث سے خالی نہیں ہے وہ خود حادث ہے۔'' ❸

انہوں نے مزید کہا کہ شارع نے عرب کے خشک مزاج لوگوں کو فقط پکی تصدیق کا عقیدہ کے باب میں مطالبہ کیا ہے۔ پھر کہا: ''عوام کے تمام عقائد کی بنیاد ان کو محض تلقین کرنا ہے۔'' ❹

انہوں نے علم کلام کے ساتھ اپنا ناکام تجربہ بھی ذکر کیا ہے۔ کہا: ''میرے لیے تو علم کلام کافی نہیں ہے اور میرے مرض کے لیے شافی نہیں ہے اور اہل کلام کے کلمات ظاہری تناقض اور تضاد کا شکار ہیں۔'' ❺

غزالی کا سچا دعویٰ کہ یہ لوگ تکفیر کرنے والے ہیں:

اسی لیے غزالی نے کہا: ''ان میں ایک گروہ تو عوام المسلمین کی تکفیر کرتا ہے۔ کیونکہ ان کو ان کے مطابق عقائد کے دلائل سے واقفیت نہیں ہے یہ عقلی اور شرعی لحاظ سے بعید ہے۔'' ❻

محمد بن عبداللہ خانی نقشبندی نے علم کلام سے ڈرایا۔ ان کا کہنا ہے: اہل کلام کی تقلید سے بچو یہ شیطان کے کھلونے ہیں...... تم اپنے آپ کو تاویل سے بھی بچاؤ، کیونکہ یہ الحاد اور زندیقی کی دہلیز ہے۔ ❼

❶ احیاء علوم الدین: ۱/ ۹۵۔ لیکن حبشی کے نزدیک علم کلام وجدل میں مشغول ہونا وہ بنیاد ہے جس کا سنگِ بنیاد اہل السنہ والجماعۃ نے رکھا۔ اظهار العقيدة السنية: ١٦٤.

❷ اتحاف السادة المتقين: ٢/ ٤٤.

❸ فيصل التفرقة بين الإسلام والزندقه: ١٥٠.

❹ احياء علوم الدين: ١/ ٩٤.

❺ المنقذ من الضلال: ١٤ ـ ١٧.

❻ الزواجر عن اقتراف الكبائر: ٢/ ٣٦٤.

❼ البهجة السنية: ١٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ دلیل کہ اہل کلام مقلد ہیں:

بلکہ یہ تقلید کی دعوت دینے والے ہیں۔ خالد بغدادی نقشبندی المعروف الطیار نے کہا: ''ہر ایک مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے کہ وہ دو اماموں میں سے ایک کی تقلید عقیدہ کے مسائل میں لازمی طور پر کرے۔'' (ماتریدی یا اشعری)

ابن حجر کے نزدیک اہل کلام مقلد ہیں:

حافظ ابن حجر نے تعجب کرتے ہوئے کہا: ان لوگوں پر تعجب ہے جنہوں نے (عقائد میں) ترکِ تقلید کو شرط قرار دیا، اور وہ خود سب سے پہلے اس کی دعوت دینے والے ہیں۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے کہا جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی تقلید کی وہ کافر ہے۔ یہ واضح گمراہی ہے۔ اس قاعدہ کے تحت تو اکثر مسلمان کافر قرار پائیں گے۔'' ❶

پھر انہوں نے بیہقی کا قول نقل کیا جو کتاب (الاعتقادات) میں ہے کہ: ''عہدِ رسول ﷺ میں جو لوگ ایمان لائے وہ متکلمین کے استدلال اور طریقہ کے مطابق صانع کا اثبات، حدوث عالم وغیرہ کے متعلق کچھ نہ جانتے تھے اور اسے تقلید نہیں بلکہ اتباع کہتے ہیں۔'' ❷

حافظ نے ثابت کیا ہے کہ: ''متکلمین کی یہ شرط درحقیقت معتزلہ سے مستعار لی گئی ہے، کیونکہ وہ پہلے ہی یہ دعویٰ کر چکے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو اس طریقہ سے نہ پہچانے وہ کافر ہے۔ ابو ہاشم معتزلی نے کہا: جو اللہ تعالیٰ کو اس طرح کی دلیل سے نہ پہچانے وہ کافر ہے۔'' ❸

ابو منصور بغدادی نے کہا: ''ہمارے اصحاب کا کہنا ہے جس نے ارکان دین کے لیے تقلید کا عقیدہ رکھا تو وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا نہیں ہے نہ ہی تو وہ اس کا مطیع ہے اور نہ ہی فرمانبردار بلکہ وہ کافر ہے...... کسی نے کہا: لفظ مومن تو اسی پر صادق آتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت حدوث عالم اور توحید صانع کے ذریعے معلوم کرے۔ یہی بات اشعری نے کی ہے۔ اس کے نزدیک تقلید کے ذریعے حق کا معتقد مشرک اور کافر نہیں ہے اگرچہ اسے مطلق طور پر مؤمن بھی نہیں کہہ سکتے۔'' ❹

اس طرح اشعری نے مقلد کو دو منزلوں کے درمیان لا کھڑا کیا ہے۔ جیسا کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کے بارے میں معتزلہ کا خیال ہے۔

اشعری کے اس فتویٰ کے مطابق تمام اشاعرہ دو منزلوں کے درمیان کھڑے ہیں۔ معتزلہ نے بار بار (استویٰ سے استولیٰ) مراد لیا ہے اور آج اشاعرہ بھی ان کی تقلید میں (استویٰ سے استولیٰ) ہی مراد لیتے ہیں۔

---

❶ فتح الباری: ١٣/ ٣٥٤.
❷ فتح الباری: ١٣/ ٣٥٣.
❸ فتح الباری: ١٣/ ٣٥٠.
❹ اصول الدین: ٢٥٤ ـ ٢٥٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم کلام کے سُنی علم کلام ہونے کا جھوٹا دعویٰ:

جب آئمہ نے کثرت کے ساتھ علم کلام کی مذمت کی اور صحیح اسناد کے ساتھ ان کا علم کلام سے ڈرنا ثابت ہوا۔ جیسا کہ شافعی رحمہ اللہ نے کہا: ''اگر کوئی بندہ شرک کے علاوہ تمام گناہوں کا مرتکب ہو جائے تو وہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ علوم کلام پڑھے۔''

غزالی نے اس مقولہ کو اہل غلو اور اہل اسراف (زیادتی) شمار کیا ہے۔ ❶ اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا: ''میرے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز علم کلام اور اس کو پڑھنے والے ہیں۔ ❷ اور امام احمد کا قول: ''علم کلام پڑھنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا اور علمائے کلام زندیق ہیں۔'' ❸

اور شافعی رحمہ اللہ کا قول: ''علم کلام پڑھ کر کوئی کامیاب نہیں ہوا۔'' ❹ تو اس صورت حال میں حبشی مجبور ہوا اور اس نے حیلہ سازی کی ناکام کوشش کرتے ہوئے علم کلام کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

(۱)...... علم کلام (سُنی) جو کہ مطلوب ہے۔

(۲)...... علم کلام (مذموم) جو کہ مردود ہے۔

یہ تقسیم ایسے ہی ہے جیسے بعض لوگوں نے بدعت حسنہ اور بدعت سئیہ (بری) کی خود ساختہ تقسیم کر رکھی ہے تاکہ سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دیا جا سکے۔ یہ اس لیے ہے کہ لوگ یہ سمجھیں کہ جو علم کلام حبشی لے کر آ رہا ہے وہ مذموم نہیں ہے۔ یعنی اس کی آئمہ نے مذمت بیان نہیں کی بلکہ یہ تو مطلوب ہے۔ کیونکہ یہ (سُنی) علم کلام ہے۔ یہ تو وہ کلام ہے جس کی آئمہ نے دعوت دی ہے اور مذموم وہ ہے جس کو معتزلہ نے اختیار کیا ہے۔'' ❺

یہ وہ دھوکے باز ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر حیلہ سازی کی ناکام کوشش کی اسے لوگوں کے بارے میں حیلہ سازی کا کیا خوف ہوگا؟

ہم اس اشکال کا جواب درج ذیل طریقوں سے دیں گے:

اول: اگر معاملہ ایسے ہی ہوتا جیسے تو کہہ رہا ہے تو شافعی رحمہ اللہ مطلق طور پر اس کی مذمت بیان نہ کرتے۔ جبکہ آئمہ کرام سے ایسی کوئی تقسیم ثابت نہیں۔

دوم: جوینی، رازی، قلانی اور غزالی وغیرہ کا علم کلام سے رجوع ثابت ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر اور ذہبی رحمہما اللہ نے

---

❶ احیاء علوم الدین: ١/ ٩٥.

❷ اتحاف السادۃ المتقین: ١/ ١٨٥ ـ سیر اعلام النبلاء: ١٠/ ١٦.

❸ اتحاف: ١/ ١٨٣.

❹ سیر اعلام النبلاء: ١٠/ ١٨.

❺ اظهار العقيدة السنية: ٢١ ـ ١٦٥.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وضاحت کی ہے۔ یہ لوگ اپنی توبہ سے پہلے اشعری مذہب پر تھے اور یہ اس وقت بھی معتزلی نہ تھے۔ اسی لیے "الفقہ الأکبر" کے شارح (ملاعلی قاری) نے جوینی اور رازی کی علم کلام سے توبہ و رجوع ذکر کیا ہے اور اس سے ڈرایا ہے۔" ❶

اس لیے ابن جوزی نے کہا کہ جوینی نے علم کلام (علم منطق اور جدل) میں بہت اونچا مقام حاصل کیا اور اس فن میں بہت سی کتب تصنیف کی ہیں پھر ان کو لگا کہ سلف کا مذہب ہی بہترین ہے۔ ❷ وہ پہلے پہل سمجھتے رہے کہ وہ اہل حق کے مذہب پر کتب تصنیف کر رہے ہیں پھر اس سے توبہ کر لی اور وضاحت کی کہ یہ مذہب باطل ہے۔ میں کہتا ہوں وہ ایسا کیوں نہ کہتے جبکہ انہوں نے علم کلام پر طعن کیا ہے حتیٰ کہ کہا: "علم کلام نے اکثر لوگوں کو شکوک وشبہات میں ڈال دیا ہے اور بعض کو الحاد کی راہ پر چلا دیا ہے۔" ❸

ابن کثیر نے رازی کا رجوع علم کلام سے سلف صالحین کے طریقہ کی طرف ثابت کیا ہے۔ ❹

بہت سے علمائے شافعیہ اور حنفیہ نے جب دیکھا کہ: "کلام نے لوگوں کے درمیان اختلاف اور افتراق پیدا کر دیا ہے تو انہوں نے علم کلام کی کتب سے استنجاء جائز قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ اللہ کے ذکر سے خالی ہوں۔" ❺

ابن صلاح نے کہا: "مجھے قطب طوعانی نے کہا کہ میں نے فخر الرازی کو دو مرتبہ یہ کہتے ہوئے سنا: کاش میں علم کلام کے ساتھ مشغول نہ ہوتا (یہ کہہ کر) وہ رونے لگے۔" ❻

اگر علم کلام (سُنی) ہے تو پھر یہ شرمندگی کا اظہار کیوں کر رہے ہیں؟

حبشی اس مکروہ حقیقت کا کس طرح انکار کر سکتا ہے اور وہ اس کے متعلق کیا موقف رکھتا ہے کہ جو حقیقت ان جنونی لوگوں کو بے نقاب کرتی ہے جو لوگوں کے نقصان اور ان کے عقائد کی خرابی کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کرتے ہیں مگر اپنے آباء و اجداد کے دین و عقائد کو عزیز تر رکھتے ہیں جو لقیہ سب کچھ کا انکار کرتے ہیں مگر اس وسوسہ کے علم کی مبادیات کا نہیں کرتے کہ جس پر لفظ فلسفہ قائم ہے۔

مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی سنت:

متکلمین کی انتہاء شک پر اور صوفیاء کی انتہاء گمراہی پر ہے۔

سوم: امام احمد، شافعی اور مالک رحمہم اللہ کی کتب کے اندر علم کلام نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ نہ ہی تو اعراض کا ذکر ہے

---

❶ الفقه الأكبر ملا علی قاری: ٥ ـ ٦.

❷ تلبيس ابليس: ٨٥ـ المنظم: ٩/ ١٩.

❸ تلبيس ابليس: ٨٢.

❹ البداية والنهاية: ١٣/ ٥٥.

❺ الفقه الأكبر بشرح القاری: ١٤٦.

❻ شذرات الذهب: ٥/ ٢١ـ البداية: ١٣/ ٦١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور نہ ہی جوہر کا جس سے حبشی کی کتب بھری ہوئی ہیں۔ان لوگوں کی زبان پر جب اہل کلام اور علم کلام کا ذکر آیا تو وہ بطور مذمت ہی آیا ہے۔امام احمد اور ابن مدینی نے کہا: جو علم کلام میں غوطہ زن ہوا تو وہ اہل السنہ والجماعۃ میں سے نہیں ہے اگرچہ اس کا کلام صحیح ہی کیوں نہ ہو۔حتیٰ کہ وہ علم کلام کو چھوڑ دے؟'' ❶

مروزی نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ: جس نے علم کلام پڑھا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا اور وہ جہمیہ کے راستہ پر چلے گا۔ ❷ ابن جوزی نے احمد رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ وہ علم کلام کو ناپسند کرتے تھے اور اس میں مشغول ہونے سے روکتے تھے اور اسے سن کر غصے میں آ جایا کرتے تھے،اور وہ یہ آیت کریمہ پڑھا کرتے تھے:

﴿وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ﴾ ❸ (الرعد: ١٣)

اگر حبشی اپنے دعویٰ میں سچا ہے کہ شافعی رحمہ اللہ نے عقائد کے باب میں اہل کلام کے طرز پر استدلال کیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ان کی کتب سے ایسا کلام ثابت کرے کہ انہوں نے عقائد کے اثبات کے لیے حادث،محدث،عرض اور جوہر کا ذکر کیا ہو۔

اس سے پہلے متقدمین اشاعرہ میں سے منصور بغدادی نے بھی یہی دعویٰ کیا ہے۔ ❹ اس کا دعویٰ ہے کہ علی بن ابی طالب،ابن عمر رضی اللہ عنہم،عمر بن عبدالعزیز،شافعی اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ علم کلام کے نامور افراد ہیں۔ ❺

اس کا یہ قول سیوطی کے نقل کردہ خطابی کے قول سے باطل ثابت ہو جاتا ہے۔انہوں نے کہا: اگر صحابہ کرام نے علم کلام پڑھا ہوتا اور ان لوگوں کی طرح کلام اور جدل کے پیچھے پڑے ہوتے تو ان کو بھی اہل کلام میں شمار کیا جاتا اور ان کے متکلمین کے نام بھی نقل کیے جاتے۔جیسے فقہائے صحابہ کے نام نقل کیے گئے ہیں۔ ❻

چہارم: اللہ تعالیٰ اپنے دین کی نصرت سنت پر عمل کے ذریعے کرتا ہے اور اس کے ذریعے جس کی چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ اس شخص سے بے پرواہ ہے جو جاہلانہ یونانی قیاس استعمال کرتا ہے اور یہ خود ساختہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ دین کی حفاظت کرتا ہے۔اس کے مطابق دین کی حفاظت کے لیے کتاب وسنت کافی نہیں ہے اور نہ ہی ان مصادر سے یہ غرض پوری ہوتی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کتاب وسنت میں جو کچھ ہے وہ ان کے خود ساختہ علم کلام سے کہیں بہتر ہے کہ اس کے ذریعے دین کا دفاع کیا جائے۔

---

❶ شرح اصولِ الإعتقاد: ١/ ١٥٧.

❷ سیر اعلام: ١/ ٢١٦، ٢٩١.

❸ مناقب احمد: ١٢٤.

❹ یہ اشعریوں کا متکلم ہے وہ اس کے کلام کو بطور سند پیش کرتے ہیں۔اس کی کتاب عقلیات کے متعلق ہیں جیسا کہ ذہبی نے ذکر کیا ہے۔

❺ اصول الدین: ٣٠٧، ٣١٠.

❻ صون المنطق: ٩٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خادم علم حدیث یا پھر علم کلام ❶ :

حبشی کے متبعین مذموم علم کلام کے ذریعے اس کی تعریف کرتے ہیں۔ جیسا کہ کسی پیروکار نے کہا: ''ہمارے شیخ اور علم کلام کے امام نے کہا۔'' ❷ یہ نہیں جانتا کہ یہ اس کی تعریف نہیں بلکہ سخت مذمت ہے کیونکہ سلف صالحین نے علم کلام کی کثرت کے ساتھ مذمت کی ہے اور ان لوگوں پر عیب لگایا ہے جو اس میں مشغول ہوتے ہیں۔

جب علماء نے علمائے اہل کلام کو زنادقہ کہا ہے تو اس نے اپنے شیخ کو امام الزنادقہ بنا ڈالا۔

میں اس کی خدمت میں تاج الدین سبکی کا ایک شعر پیش کر رہا ہوں اسے چاہیے کہ اپنے شیخ کو سنائے:

علم کلام میں نہیں ہے لوگوں کے لیے ہدایت

بلکہ بدعت اور گمراہی ہے جسے وہ کما رہا ہے ❸

اس سے پہلے اس کے باپ نے کہا: عقائد کے باب میں سب سے زیادہ نقصان دہ دو چیزیں ہیں: (۱) علم کلام (۲) حکمتِ یونانی۔ ❹

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگوں میں سے بعض کا یہ خیال ہے کہ ان (آئمہ) نے فقط قدریوں کے کلام کا ردّ کیا ہے۔ جیسا کہ بیہقی اور ابن عساکر نے شافعی رحمہ اللہ کے کلام کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ یہ ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ اپنے اصحاب (اشاعرہ) کو اس مذمت سے خارج کر سکیں۔ حالانکہ معاملہ اس طرح نہیں ہے بلکہ شافعی رحمہ اللہ نے جہمیہ کے کلام کا انکار کیا ہے۔ جیسا کہ حفص الفرد اور اس طرح کے دوسرے لوگ کہ جو اللہ تعالیٰ کی صفات، قرآن، دیدارِ الٰہی اور دیگر صفات باری تعالیٰ کے متعلق جھگڑا کرتے ہیں فقط تقدیر کے بارے میں نہیں۔ اسی طرح احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی جہمیہ کے کلام کا ردّ کیا ہے۔ ❺

اضافہ: ایک گروہ کا خیال یہ ہے کہ وہ علم کلام جس کی مذمت سلف صالحین نے کی ہے وہ مطلق نظر اور احتجاج و مناظرہ کی ہے۔ یہ لوگ بھی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں...... قرآن مجید میں کفار کے ساتھ مناظرہ بھی ہے اور ان پر حجت بھی قائم کی گئی ہے...... اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے اپنی اقوام سے بحث و مباحثہ بھی کیا اور ان کے خلاف دلائل بھی قائم کیے ہیں۔ سلف صالحین نے جنسِ کلام کی تو مذمت نہیں کی ہے کیونکہ ہر انسان کلام کرتا ہے...... انہوں نے تو اس علم کلام کی مذمت کی ہے جو باطل ہے اور قرآن وسنت کے خلاف ہے۔

---

❶ علم حدیث کا مصدر قال رسول اللہ ﷺ ہے۔ جبکہ علم منطق تناقضات کا مجموعہ ہے جو ارسطو سے منقول ہے۔ کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

❷ الإنصاف بتعليق عماد الدين: ١٤٩.

❸ طبقات السبكى: ٦/ ١٦٠.

❹ النبوات: ١٥٦، مجموع الفتاوىٰ: ١٣/ ٤٧.

❺ مقدمة السيف الصقيل: ١٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض خلفائے متکلمین نے تلبیس اور جھوٹ بولنے میں اس قدر مبالغہ کیا کہ اس امت کا پہلا متکلم (صاحب علم کلام) حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں کہ وہ خوارج کے ساتھ مناظرہ کرتے تھے۔ یہ صاف جھوٹ اور فریب ہے ورنہ ان لوگوں کو کہنا چاہیے کہ سب سے پہلے متکلم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ وہ اہل مکہ سے مناظرہ کیا کرتے تھے۔

یہ تمام کے تمام جھوٹے دعوے ہیں جو ہر کوئی اپنے فرقہ کی ترویج کے لیے کرتا ہے۔

۱۔ شیعہ کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیعہ تھے۔

۲۔ صوفیہ کا دعویٰ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ صوفی تھے۔

۳۔ یہودی اس سے پہلے دعویٰ کر چکے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے۔

۴۔ عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام عیسائی تھے۔

حبشی معتزلہ سے نقل کرتا ہے کہ علم کلام کے سب سے پہلے امام، امام شافعی ہیں

ابھی آپ کو اس حبشی کے دعویٰ کی حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ اس کا مصدر کیا ہے۔ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ اس امت میں علم کلام کے سب سے پہلے امام، امام شافعی ہیں۔

اس کی دلیل وہ قول ہے جو حافظ ابن عساکر نے امام شافعی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ''اس سے پہلے ہم اس پر حکم لگا چکے ہیں۔'' یعنی فقہ سے پہلے علم کلام پر اس کی تفصیل اور اس کا ردّ ملاحظہ ہو۔

حافظ ابن عساکر نے کہا میں نے ابو نعیم الاصبہانی کی کتاب میں ایک قصہ پڑھا ہے جسے وہ صاحب بن عباد سے ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی کتاب میں اسحاق سے نقل کیا کہ میرے باپ نے کہا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک دن فقہاء سے کلام کیا یہ کلام انتہائی باریک اور عام لوگوں کی سمجھ میں نہ آنے والا تھا میں نے کہا اے ابو عبداللہ! یہ تو اہل کلام کا طریقہ ہے۔ حلال اور حرام والوں کا نہیں۔ انہوں نے کہا: اس پر اس سے پہلے ہم حکم لگا چکے ہیں۔ ❶ میں کہتا ہوں اس کا راوی صاحب بن عباد ہے اس کے بارے میں امام ذہبی کہتے ہیں کہ وہ شیعہ، معتزلی، بدعتی، بے وقعت اور سخت گیر تھا کہا جاتا ہے اس کے سامنے جب امام بخاری رحمہ اللہ کا ذکر کیا گیا تو اس نے کہا کون بخاری؟ وہ حشوی (گمراہ جماعت میں سے) تھا اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ ❷ امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں کہا زبردست ادیب تھا لیکن شیعہ اور معتزلی تھا۔ ❸

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا مشہور ہے کہ یہ معتزلی تھا اور اپنے مذہب کی دعوت دیتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ شافعی

---

❶ تبيين كذب المفترى : ٢٤.

❷ ميزان الاعتدال : ١/ ٢١٢.

❸ سير اعلام النبلاء : ١٦/ ٥١١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے ساتھ ساتھ شیعہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ سے ناراض ہوا اور ان کے متعلق کہا کہ وہ حشوی (گمراہ جماعت میں سے) تھا اس پر اعتماد نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مزید کہا کہ اس پر اہل کلام یعنی معتزلہ کا اثر غالب تھا اور وہ مذہب ابی حنیفہ کی طرف منسوب ہونے کے ساتھ شیعہ تھا، اور زیدیہ جیسا کلام کرتا تھا۔ انہوں نے اس کی صفات میں حسد، بغض اور کینہ کا ذکر کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شافعی نہیں تھا۔ ❶ صاحب بن عباد نے خود معتزلی ہونے کا اقرار کیا اور اس کا انکار نہیں کیا۔ اسے کہا گیا کہ کیا آپ معتزلی ہو؟ تو اس نے اقرار کیا۔ اس پر حافظ ابن عساکر کی نقل کردہ روایت دلیل ہے۔ ❷

''تاریخ اسلام'' میں ہے اس کی ایک کتاب جس کا نام (الامامہ) ہے جس میں اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ذکر کیے اور ان سے پہلے خلفاء پر ان کی امامت کو ثابت کیا ہے، میرے خیال میں وہ شیخین کو گالیاں دیتا تھا لیکن وہ معتزلی تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ امام بخاری رحمہ اللہ سے ناراض ہوا تو کہا کہ وہ بیکار آدمی ہے، اس پر اعتماد نہیں۔

جب امام ذہبی نے ابی حفص اصبہانی زعفرانی کی تعریف کی اور یحیٰ بن مندہ سے نقل کیا کہ وہ نیک اور متقی آدمی ہے۔ سنت پر چلنے والا اور صحیح منہج والا ہے اور وہ معتزلہ کو برا بھلا کہتا تھا تو صاحب بن عباد نے ان کو کوڑے مارنے کی درخواست کی۔ امام ذہبی فرماتے ہیں: ان کو اسماعیل بن عباد نے معتزلہ کی مذمت کی بنا پر سر بازار کوڑے مارے۔ ❸

یہ بھی کہا گیا ہے کہ صاحب بن عباد نے توبہ کر لی تھی اور املاء کے لیے بیٹھا تھا کہ اس کی مجلس میں قاضی عبدالجبار معتزلی آیا، ہم کہتے ہیں اگر اس نے توبہ کر لی تھی تو پھر قاضی عبدالجبار جو کہ معتزلہ کا امام ہے وہ اس کی مجلس میں کیا لینے آیا؟ اس کے شیعہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ بویہیہ حکومت میں وزیر کے عہدے پر تھا۔ ❹

شیعہ نے اس کی زندگی کے حالات شیعہ علماء میں نقل کیے ہیں۔ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اس کی ایک کتاب جس کا نام (الانوار) ہے۔ میں اس نے کہا: پہلے امام علی رضی اللہ عنہ ہے۔ ❺ مجلسی نے اس کی زندگی کے حالات ذکر کیے ہیں۔ ❻ اور اس کے قصائد میں سے مندرجہ ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

> ''حسین نے مجھے اللہ تک پہنچایا ہے میں ان کی وجہ سے کئی آزمائشوں میں رہا یہ بلائیں مجھ سے تو دور فرما۔
> آپ کی محبت کی وجہ سے کتنے لوگوں نے مجھے رافضی کہا اور میری تعریف نہیں کی۔ میں امیہ کی جماعت کی گندگی سے پاک ہوں جب مجھے ان کی خبیث غذا کا پتہ چل گیا۔''

---

❶ لسان المیزان: ۱/ ۴۱۳.

❷ تاریخ مدینہ دمشق: ۱۵/ ۲۲۲۔ سیر أعلام: ۱۵/ ۱۲۰۔ تاریخ اسلام: ۲۷/ ۹۲.

❸ تاریخ اسلام: ۲۸/ ۹۶.

❹ سیر اعلام النبلاء: ۱۵/ ۱۳۰.

❺ الیقین: ۱۵. ❻ بحار الانوار: ۴۵/ ۲۸۲.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

غور کریں کہ حبشی کس طرح اعتزال اور تشیع کا زہر گھول رہا ہے اور اپنے معتزلی بھائیوں سے روایات نقل کر رہا ہے۔

لہٰذا یہ روایت صاف جھوٹ ہے۔ یہ دلیل نہیں بن سکتی اور امام شافعی رحمہ اللہ سے جو کچھ علم کلام اور اس کے ساتھ مشغول ہونے کے ردّ میں منقول ہے۔ اس کو غلط ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں؟

کیا ایک بدعتی کی روایت قابل قبول ہے۔ خصوصاً جب وہ اعتزال کی دعوت دینے والا ہو؟ جیسا کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حافظ ابن عساکر امام شافعی کے کلام کو زیادہ جانتا ہے تو ہم کہیں گے غزالی جو کہ شافعی ہے اس نے علم کلام کے بارے میں اپنا تلخ ترین تجربہ ذکر کیا ہے۔ اس نے کہا: میرے حق میں علم کلام کافی نہیں اور نہ ہی میرے اس مرض کی دوا ہے جس سے میں شفایاب ہونے کے لیے شکایت کرتا ہوں۔ متکلمین کا کلام صرف ظاہری تناقص اور فساد ہے۔ ❶

اس سے ظاہر ہے کہ غزالی اس علم کلام کے بارے میں اپنا تجربہ نقل نہیں کر رہا جو بدعت ہے۔ کیونکہ وہ اشعری ہے ابن جوزی نے کہا: جوینی نے علم کلام میں مہارت حاصل کی۔ ❷ اس بارے میں بہت سی کتابیں لکھی آخر کار اس نے دیکھا سلف صالحین کا مذہب ہی بہترین ہے۔ ❸

ابن عساکر اگر زیادہ بھی جانتا ہو تو پھر بھی علم کلام کو قبول نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ اکثر شافعیہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے علم کلام کی حرمت ثابت کی ہے۔ ان سے سنی علم کلام کی کوئی بات نقل نہیں۔ بلکہ انہوں نے اصول فقہ کو منطق اور علم کلام سے الگ نقل کیا ہے۔ میں نے ابونعیم اصبہانی کی کتابیں دیکھیں مگر مجھے یہ روایت نہیں ملی ہے۔ لیکن حافظ نے جو بات ابو نعیم کی طرف منسوب کی ہے اس کا حوالہ کہاں ہے؟

صاحب بن عباد کی کتاب میں اس قول کی سند اسحاق تک کسی کام کی نہیں۔ صاحب بن عباد اور امام شافعی رحمہ اللہ کے درمیان ۱۸۰ سال سے بھی زیادہ زمانہ ہے اس عرصہ کی سند کہاں ہے؟

رہی یہ بات کے حافظ ابن عساکر نے اس روایت سے استدلال کیا ہے تو یہاں اشعری سے متوقع ہے جو کہ بدعتی علم کلام میں مشہور ہوا اور اس کا مددگار رہا کہ اس نے امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول نہی کو احتمالات پر محمول کیا ہے۔ گویا کہ انہوں نے علم کلام کے ساتھ مشغول ہونے کو علم فقہ کے بغیر منع کیا ہے یا پھر علم کلام بدعی سے روکا ہے، خلاصہ کلام یہ ہے، امام شافعی رحمہ اللہ سے علم کلام سنی کا دعویٰ ثابت نہیں۔ چہ جائیکہ یہ کہا جائے کہ انہوں نے پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

❶ المنقذ من الضلال: ١٤.

❷ علم المنطق والجدال.

❸ المنظم: ٩/ ١٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ ممکن نہیں کہ وہ علم کلام سنی پڑھنے کی اجازت دیں اور نہ ہی ان سے ایسی کوئی بات ثابت ہے کہ جو اس علم سے مشغول ہو وہ اس کی فضیلت بیان کریں۔

زبیدی بیان کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ علم کلام پڑھنے سے منع کرتے اور فقہ میں مشغول ہونے کا حکم دیتے تھے۔ [1]

امام شافعی رحمہ اللہ نے جس علم توحید میں مہارت حاصل کی وہ سلف صالحین کے طریقہ کے مطابق ہے نہ کہ علم کلام والوں کے موافق ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ان کی مذمت اور ان سے بچنے کی زبردست تلقین کی ہے۔ لہٰذا دیکھو یہ ملحد کس طرح اقوال کو مشابہ بنا کر پیش کر رہے ہیں؟ اور امام موصوف کے وہ اقوال جو علم کلام کی مذمت میں ہیں ان سے جہالت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

☆......☆......☆

---

[1] اتحاف السادة المتقين: ٢/ ١١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل کلام کی حیرت

جس کی عقل میں شکوک وشبہات ہوں اس کا دل بیمار رہتا ہے

علم کلام کے چند نمونے دیکھئے:

سیف الدین آمدی: امام ذہبی کہتے ہیں ہمارے شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: آمدی حیرت و پریشانی میں مبتلا ہے۔ حتیٰ کہ اس نے اپنے آپ سے علتوں کے تسلسل کے بارے میں سوال کیا اور کہا کہ اسے اس کا جواب معلوم نہیں ہے پھر اسی پر اثبات صانع کی بنیاد رکھی۔ اس کی کتب میں اثبات صانع حدوث علم، اللہ کی توحید اور نبوت کا اقرار نہیں۔

امام ذہبی کہتے ہیں: قاضی تقی الدین سلیمان اپنے الشیخ ابن ابی عمر سے بیان کرتے ہیں کہ ہم آمدی کے بارے میں شک میں مبتلا تھے کہ وہ نماز بھی پڑھتا ہے یا نہیں؟ ایک دن جب وہ سو گیا تو ہم نے اس کے پاؤں پر سیاہی سے نشان لگایا یہ نشان دو دن رہا اس بات سے ہمیں تسلی ہوگئی کہ اس نے وضو نہیں کیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دین میں عافیت طلب کرتے ہیں۔ ❶

ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اہل کلام پر حکم لگانے میں بالکل سچ کہا کہ ان کے دل سخت اور یہ دین سے جفا کرنے والے ہیں۔ ان کے دِلوں میں تقویٰ اور خوفِ خدا نہیں ہے اور انہیں کتاب وسنت کی مخالفت کی قطعاً کوئی پروا نہیں۔ ❷ جنید نے بھی سچ کہا کہ علم کلام کا سب سے ادنیٰ نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہیبت دل سے نکل جاتی ہے۔ علم کلام پڑھنے والے علماء دین کا دفاع کیسے کر سکتے ہیں جبکہ وہ خود ہی دین سے بہت دور ہیں؟

آمدی لوگوں میں سب سے زیادہ علم کلام پڑھنے والے تھے اور یہ مدرسہ عزیزیہ میں تدریس کرتے تھے۔ جب ملک اشرف حاکمِ وقت بنا تو اس نے ان کو معزول کر دیا اور حکم دیا کہ کوئی شخص تفسیر، حدیث اور فقہ کے علاوہ کسی علم میں مشغول نہ ہو، اور کہا کہ جو پہلے لوگوں (قبل از اسلام) کے علوم کے ساتھ مشغول ہوا میں اسے قتل کر دوں گا۔ اس نے آمدی کو معزول کر دیا اور یہ اپنے گھر میں ہی رہا۔ حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔ ❸

اہل کلام کو ذہانت تو دی گئی مگر عقل مندی نہیں۔ ان کو معلومات تو دی گئیں مگر علم نہیں۔ حالانکہ ان کو سماعت بصارت

---

❶ ذہبی نے ابن تیمیہ کی تعریف کی یہ ان کی کمال ذہانت کی دلیل ہے، وہ کتاب وسنت پر عمل پیرا تھے۔ السیر: ٢/ ٣٦٦.

❷ سیر اعلام: ٦/ ٣٩٩۔ مفتاح دارالسعادة: ٢/ ١٣٦.

❸ البداية والنهاية: ١٣/ ١٤١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دل دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَا اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا اَبْصَارُهُمْ وَلَا اَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (الاحقاف: ٢٦)

''لیکن ان کے کانوں اور آنکھوں اور دلوں نے انہیں کچھ بھی نفع نہ پہنچایا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرنے لگے اور جس چیز کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے وہی ان پر اُلٹ پڑی۔''

علم کلام کے تناقص اور اضطراب سے تنگ آ کر کبار اشاعرہ و متکلمین کا رجوع

اشاعرہ کے کبار علماء کا علم کلام سے رجوع ثابت ہے کہ انہوں نے اس سے ہاتھ کھینچ لیا تھا اور رجوع کا اعلان کر دیا تھا۔ ان میں سے چند نام یہ ہیں:

(۱)...... جوینی: انہوں نے کہا اے ہمارے ساتھیو! علم کلام سے مشغول نہ ہونا۔ اگر تمہیں میری حالت کا اندازہ ہو جائے تو تم کبھی بھی علم کلام نہ پڑھو گے۔ ❶ ابن جوزی نے کہا: جوینی نے علم کلام خوب حاصل کیا اور اس میں بہت سی کتابیں بھی لکھیں پھر انہوں نے دیکھا سلف صالحین کا مذہب ہی حق ہے۔ ❷ ابن جوزی نے سلف صالحین کے مذہب کی طرف جوینی کے رجوع کو دلیل بنایا ہے۔ سلف کا مذہب خلف کے مذہب کے خلاف ہے۔

لیکن سبکی کا دعویٰ ہے جوینی کے کلام میں کوئی عجیب چیز نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ وہ سلف کے خلاف تھا۔ ❸ یہ سبکی کا تعصب ہے۔

جوینی کے کلام میں سلف صالحین کی واضح مخالفت ہے۔ اس نے کہا: میں نے اس علم میں غوطہ لگایا ہے جس سے اہل اسلام نے منع کیا ہے۔ ❹

(۲)...... فخر الدین رازی: انہوں نے اپنی موت سے قبل وصیت کرتے ہوئے فرمایا: میں نے اہل کلام کے طریقوں اور فلسفیوں کے منہج پر غور کیا ہے تو مجھے پتہ چلا کہ یہ کسی بیمار کو شفاء نہیں دے سکتا اور کسی پیاسے کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ حتیٰ کہ انہوں نے کہا: جس نے اس کے بارے میں میرے جیسا تجربہ کیا تو اسے میری جیسی معرفت بھی ہوگی۔ ❺

ابن قاضی شبہ کی کتاب (طبقات شافعیہ) ❻ میں ہے: ابن صلاح نے کہا: مجھے قطب طوغانی نے دو مرتبہ بتایا کہ اس نے فخر الدین رازی کو یہ کہتے ہوئے سنا کاش کہ میں علم کلام کے ساتھ مشغول نہ ہوتا یہ کہہ کر وہ رونے لگے، ہم سب جانتے

---

❶ فتح الباری: ١٣/ ٣٥٠۔ سیر اعلام: ١٨/ ٤٧٤۔ طبقات السبکی: ٣/ ٢٦٠.

❷ المنتظم الجوزی: ٩/ ١٩.

❸ طبقات السبکی: ٥/ ١٩١.

❹ سیر اعلام النبلاء: ١١/ ٥٠٧.

❺ سیر اعلام: ٢١/ ٣٠٥.

❻ طبقات الشافعیہ: ٢/ ٨٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ رازی جب علم کلام کا قائل تھا تو وہ اشعری تھا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے رازی کے مسلک پر اعتراضات کیے تھے جب وہ اہل کلام میں سے تھا انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ وہ تشیع کی طرف مائل تھا وہ مخالفین کے شبہات کو مذہب اور دین میں بڑی دقت اور تفصیل کے ساتھ بیان کرتا۔ اور مذہب اہلِ سنت کو عجیب کمزور انداز سے بیان کرتا تھا۔

حافظ نے کہا: فخر الدین رازی سوموار کے دن ٦٠٦ ہجری میں فوت ہوا اس نے جو وصیت کی وہ دلیل ہے کہ اس نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا۔ ❶ اس نے زندگی کسی اور عقیدے پر گزاری اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی اور عقیدے کے ساتھ گیا۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے ہمارے لیے اس کی وصیت کا خلاصہ بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں: موت کے وقت اس کی وصیت ذکر کی گئی ہے وہ علم کلام کو چھوڑ کر سلف صالحین کے منہج کی طرف لوٹ آیا اور اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق جو کچھ تھا اسے قبول کیا۔ ❷

(٣)...... امام غزالی جنہوں نے ایک کتاب (الجام العوام عن علم الکلام) اپنی موت سے چند دن پہلے تحریر کی۔ ❸ جس میں علم کلام میں مشغول ہونا حرام قرار دیا اور اس بات کا اقرار کیا کہ سلف صالحین کا مذہب ہی حق ہے اور جو بھی ان کے منہج کے مخالفت کرے وہ بدعتی ہے۔ ❹ اور یہ کہ ہر ایک کے لائق ہے کہ وہ رب کا تعارف قرآن مجید کے دلائل سے حاصل کرے، نہ کہ متکلمین کے طریقہ سے کہ اعراض حادث ہیں اور یہ کہ جواہر اعراض کے حادثہ سے خالی نہیں۔

انہوں نے مزید کہا: شر اور برائی اسی وقت سے پھیلی ہے جب سے متکلمین ہیں۔ علم کلام کی مثال مریض کا مرض سے علاج کرنا ہے اور برائی کو برائی سے ہی دور کرنا ہے جس کو قرآن مجید کے دلائل سے تسلی نہیں ہوتی اس کا علاج تیر و تلوار ہے کیونکہ اللہ کے کلام سے بڑھ کر کسی کا کلام نہیں۔ ❺

اشعریوں اور ماتریدیوں میں اختلاف
حبشی کے نزدیک فرقہ ناجیہ کی علامت

حبشی اور اس کے متبعین نے ہمارے لیے فرقہ ناجیہ کی ایسی علامت بیان کی ہے جس کے ذریعے فرقہ ناجیہ پہچانا جا سکتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہیں:

ان کا آپس عقیدہ کے ان اصولوں میں اختلاف نہ ہو جن پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام تھے۔ جبکہ فروعات احکام میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام کا عقیدہ کے اصولوں میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ البتہ فروعاتِ

❶ لسان المیزان: ٤/ ٤٢٨. ❷ البدایة والنهایة: ١٣/ ٥٥.
❸ مؤلفات الغزالی للدكتور بدوی: ٢٣١. ❹ الجام العوام: ٦٢. ❺ ایضاً: ٨٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احکام میں ان کا اختلاف واقع ہوا اسی لیے اس فرقہ کو اہل السنہ والجماعہ کہتے ہیں۔ یہاں تک تو ہم حبشی کے ساتھ متفق ہیں۔
اور یہ بات عز بن عبدالسلام نے بھی کہی ہے کہ اصولِ دین میں مذاہب نہیں۔ کیونکہ اصل ایک ہی ہے جبکہ اختلافات فروعات میں ہیں۔ ❶

لیکن ہم اس کے اس دعویٰ کی مخالفت کریں گے کہ سنت بھی اس کے مثل ہے اس میں یہ دو لوگ مختلف ہیں۔ ابوالحسن اشعری اور ابو منصور ماتریدی۔

اشعری کے بارے میں علماء کا کلام آپ سے مخفی نہیں۔ جیسا کہ ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں مرجئہ اہل سنت سے سب سے زیادہ دور ہیں۔ جو کہ جہم بن صفوان اور اشعری کے اصحاب ہیں، اسی طرح ابن جوزی کا قول ہے کہ پہلے لوگوں میں اختلاف نہیں تھا۔ حتیٰ کہ علی بن اسماعیل اشعری آیا وہ کبھی معتزلہ کی طرح بات دعویٰ کرتا ہے اور کبھی کہتا ہے کہ کلام صفت ہے جو نفس کے ساتھ قائم ہے اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے کہ مخلوق ہے۔ ❷

ماتریدیہ نے معتزلہ کی موافقت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تو اس کو درخت میں تخلیق کیا، اور حبشی نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ بیہقی کی رائے صحیح نہیں ہے۔ ❸

اس نے لوگوں سے بیہقی کا یہ کلام چھپا لیا ہے جس میں انہوں نے حبشی کے قول کو انتہائی شنیع اور باطل قرار دیا ہے، اور کہا کہ حبشی کی اس بات سے تو لازم آتا ہے کہ درخت متکلم تھا حالانکہ وہ مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے کیا اس نے کہا ﴿إِنَّنِيٓ أَنَا ٱللَّهُ﴾ (طٰهٰ : ١٤) ''بے شک میں ہی اللہ ہوں'' اس نے کہا ماتریدی کا یہ قول اہل سنت کے عقائد کے بالکل خلاف ہے۔ اس کے باوجود حبشی کا یہ دعویٰ ہے کہ مذہب اشعری اور مذہب ماتریدی کے درمیان اصول وعقائد میں کوئی اختلاف نہیں اور سنت ان دونوں عظیم شخصیات کے ہاتھ پر قائم ہوئی۔ ❹

اس بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ''یہ دونوں فرقہ ناجیہ نہیں۔''

عقیدہ کے امور میں دونوں فرقوں کا یہ اختلاف عقائد میں اجتہاد کا دروازہ کھولتا ہے۔ حالانکہ اس گروہ نے عقیدہ کے امور میں اجتہاد کو حرام قرار دیا ہے۔ ان میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ عقیدہ کے امور میں اجتہاد نہیں ہے۔

اس کا ردّ:

لیکن ان دونوں فرقوں کو ایک کامیاب فرقہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ان امور میں ایک فرقہ اشاعرہ دوسرے فرقہ ماتریدیہ کے ساتھ متفق نہیں ہے بلکہ بعض مسائل میں اس کی تکفیر کی ہے۔

---

❶ طبقات السبکی : ٨/ ٢٣٣.

❷ صد الخاطر : ١٨١، ١٨٣.

❸ الدلیل القویم : ٧١.

❹ الدلیل القدیم، (یہ بھول بیٹھا ہے کہ یہ سنت امام احمد رحمہ اللہ کے ہاتھ پر قائم ہوئی اور اشعری نے ان کے مذہب کی طرف رجوع کر لیا تھا۔)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

احناف کے اشاعرہ کو کافر قرار دینے سے سبکی کا زچ ہونا

حقیقت یہ ہے کہ ہم ماتریدیہ اور اشعریہ کے درمیان زبردست اختلاف دیکھتے ہیں جو انتہائی عمیق ہے۔ اصولِ دین میں ان کے درمیان بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ صرف فروعات میں نہیں۔ اس حقیقت سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے جبکہ احناف کی جماعت ماتریدیہ کے شافعیہ کو کافر قرار دینے سے سبکی زچ ہو چکے ہیں؟ ان کا فتویٰ ہے کہ ان لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ اس آدمی کی بات کو صحیح کہتے ہیں جو کہے کہ میں مومن ہوں۔ ان شاء اللہ۔ شافعی ایسے لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ❶ اس بات کو مرتضیٰ نے نقل کیا ہے۔ ❷ اسی طرح انہوں نے اشعریوں کے پیچھے نماز کو ناجائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ وہ خلق ایمان کے قائل ہیں۔ شیخ محمد ابوزہرہ کہتے ہیں کہ اکثر لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ اشعریوں اور ماتریدیوں کے درمیان اختلاف بہت بڑا نہیں لیکن جب ہم ماتریدی واشعری کی آراء کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے درمیان اختلاف نہ ختم ہونے والا ہے۔ بلکہ یہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں جو دوسروں کی نسبت عقل کو دلیل کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ ❸ ان کی مراد ماتریدیہ ہیں جو معتزلہ میں سے عقل پرستوں کے قریب ہیں۔

پہلا اختلاف اللہ تعالیٰ کے وجود کے متعلق:

پہلا مسئلہ جس میں ماتریدیہ اور اشاعرہ کا اختلاف ہے وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کے متعلق ہے کہ کیا وہ عین ذات ہے یا زائد علی الذات ہے؟ یہ اختلاف مرتضیٰ زبیدی نے سبکی سے نقل کیا ہے۔ ❹ بلکہ اس مسئلہ میں خود اشاعرہ کے درمیان بھی اختلاف ہے۔ رازی نے کہا: اللہ تعالیٰ کا وجود اس کی ذات پر زائد ہے اور یہ اشعری کے مخالف عقیدہ ہے۔ ہم اس اختلاف کو فروعی اختلاف کیسے کہہ سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ہے؟ اس فرق پر فریقین کی طرف سے مستقبل کتابیں لکھی گئیں اگر اس اختلاف کا وجود نہ ہوتا تو فریقین کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف کتابیں نہ لکھی جاتیں۔ ان کتابوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱)...... قرة العين فی جمع البين للسبکی۔

(۲)...... مرتضیٰ زبیدی کی کتاب اتحاف السادة المتقين۔

(۳)...... العقد الجوهری فی الفرق بين الماتريدی والأشعری، تالیف خالد بن احمد بن حسین نقشبندی کوثری نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ ❺

---

❶ فتاویٰ السبکی: ۱/ ۵۳۔
❷ اتحاف: ۲/ ۲۷۸۔
❸ تاريخ المذاهب الإسلاميه: ۱۷۶۔
❹ اتحاف السادة المتقين: ۲/ ۹۵۔
❺ ارغام المرحد: ۳۸۔ دارالکتب المصرية محفوظ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(٤)......رسالة فی الفرق بین الأشعریة والماتریدیة ❶ شیخ یحیٰ بن علی، عمر ہاتفی فاروق۔

(٥)......رسالة فی الفرق بین مذھب الاشاعرة والماتریدیه۔ شیخ یحیٰ بن علی بن نصوح۔

(٦)......الدرر المضیئه فیما وقع فی الخلاف، ❷ عبدالملک بن عبداللہ الجوہری۔

(٧)......نظم الفرائد و جمع الفوائد فی المسائل المختلف فیها بین الاشاعره والماتریدیه، ❸ شیخ زادہ علی بن عبدالرحیم۔

(٨)......الروضة البهیة فیما بین الاشاعره والماتریدیه، لابن عذبة۔

(٩)......اشارات المرام للبیاضی، اس کتاب میں مؤلف نے ایک فصل بیان کی ہے جس میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان ۵۰ اختلافی مسائل کا ذکر کیا ہے۔

(١٠) رسالة فی الفرق بین الماتریدی والأشعری ❹، احمد بن حسین عبدالکریم جوہری۔

(١١) خلافیات الحکماء مع المتکلمین وخلافیات الاشاعرة مع الماتریدیة، عبداللہ بن عثمان (مخطوط)۔

موجودہ دور کی اہم کتابیں جو ان دونوں فرقوں کے اختلاف کو بیان کرتی ہیں مندرجہ ذیل ہیں:

(١)......نشأة الاشعریة تطورها، جلال موسیٰ۔

(٢)......امام أهل السنة ابو منصور ماتریدي، عبدالفتاح المغربی۔

(٣)......تاریخ المذاهب الاسلامیة، محمد ابوزہرہ۔

(٤)......عقیدة الاسلام والامام الماتریدي، محمد ایوب علی۔

(٥)......مقدمة و تحقیق کتاب التوحید للماتریدي، ڈاکٹر فتح اللہ خلیف۔

مذکورہ کتب کے مؤلفین نے ماتریدی اور اشعری کے اصول وعقائد میں اختلافات کو بیان بھی کیا ہے اور اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔ یہ اختلاف صرف فروعات میں نہیں ہے۔ ان میں سے بعض اختلافات گمراہی کی طرف لے کر جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو کافر قرار دینے اور ان کا خون حلال کرنے کا سبب ہیں۔ حتیٰ کہ ہم فتاویٰ الکردری میں یہ عبادت دیکھتے ہیں: احناف اس شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھنے پر متفق ہیں جو اشاعرہ میں سے ہے اور یہ کہتا ہو کہ ایمان مخلوق ہے بلکہ وہ اس کی تکفیر کرتے ہیں۔ ❺ اور یہ بات معلوم ہے کہ اشعریوں کے نزدیک ایمان مخلوق ہے۔

---

❶ مکتبه ازهریة: ۳۹۳.
❷ مکتبه لیدن هالیڈ: ۱۸۸۲.
❸ اتحاف السادة للزبیدی: ۲/ ۱۲.
❹ دارالکتب المصریة میں محفوظ ہے۔
❺ نظم الفرائد و جمع الفوائد: ۴۳، ۴۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں چندان کتب کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے جن میں فریقین کے اختلاف کو ختم کرنے کی اور حق کے موافق قول کو کتاب وسنت کے دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

(۱)......كتاب الماتريدية...... احمد الحربی۔

(۲)......الماتريدية وموقفهم من توحيد الاسماء والصفات...... شمس الدین سلفی افغانی۔

(۳)......المسائل المشتركة بين اصول الفقه واصول الدين...... د/ محمد العروسی عبدالقادر۔

(٤)...... میں نے بھی اس موضوع پر ایک کتاب تالیف کی ہے جس میں اشعری اور ماتریدی کے مابین اختلافی مسائل کو ذکر کیا ہے۔

اشعریہ اور ماتریدیہ کے درمیان اختلافی مسائل:

(۱)...... حبشی نے اپنے مخالف اشعری سے اس شعر میں براءت کا اظہار کیا ہے۔

دو چیزیں ہیں جن کی بنیاد پر میں اس سے الگ ہوں اور وہ مجھ سے۔ بری اور لاتعلق ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت جو ہدایت کے امام ہیں اور میرا عقیدہ اشعری ہے۔ ❶

اس کے قول کے مطابق ظاہر یہ ہے کہ وہ اشعری سے بہت سے امورِ عقیدہ میں اختلاف رکھتا ہے:

(ا) ماتریدی اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی اور صفات فعلی میں کوئی فرق نہیں کرتا اس کے نزدیک یہ دونوں قدیم ہیں۔ اس نے کہا: حدوث کا قول اللہ تعالیٰ کے حکم میں تبدیلی کے عقیدہ کی طرف لے کر جاتا ہے اور یہ غیر اللہ کی عبادت کا سبب ہے۔ ❷ جبکہ اشعری کے نزدیک ان دونوں میں فرق ہے۔ حافظ ابن حجر مکی ہیتمی اور ملا علی قاری نے فریقین کے اختلاف کا اعتراف کیا ہے۔ دونوں کا کہنا ہے کہ صفات الافعال اشاعرہ کے نزدیک حادث ہیں۔ جبکہ ماتریدیہ کے نزدیک قدیم ہیں۔ ❸

اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں اختلاف کہ وہ قدیم ہیں یا عدم سے سبقت رکھتی ہیں۔ یہ فروعی نہیں ہے۔ خصوصاً جب ماتریدی اپنے مخالفین کو اس مسئلہ میں غیر اللہ کی عبادت کرنے والا شمار کرتے ہیں۔ ابن عذبہ نے اپنی کتاب الروضہ میں اشارہ کیا ہے کہ صفاتِ ذات اور صفاتِ فعل کے بارے میں ماتریدیہ ابی حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے سے اختلاف جبکہ اشاعرہ کے مذہب سے اتفاق کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان سے امام طحاوی نے نقل کیا ہے۔ ❹

اسی اختلاف کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے اسماء کے بارے میں بھی ان کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔ فیض الباری

---

❶ الدليل القويم: ٧.

❷ التوحيد للماتريدي: ٥٣/ ١٠٨.

❸ فتح المبين: ٨٧۔ الفقه الأكبر شرح انصاری: ١٤.

❹ الروضة البهية: ٣٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مولف نے کہا: اسمائے حسنٰی اشاعرہ کے نزدیک اضافات سے عبارت ہے۔ جبکہ ماتریدیہ کے نزدیک صفت تکوین کے تحت ہے۔ ❶

اسی اختلاف کی بنیاد پر ان کا اللہ تعالیٰ کی صفت حکمت میں بھی اختلاف ہے۔ ماتریدیہ کے نزدیک یہ ازلی ہے جس کا معنی اتقان اور محکم ہے۔ جبکہ اشاعرہ کے نزدیک ایسا نہیں ہے۔ ❷ اس پر تو یہ بھی مرتب ہوتا ہے کہ اشعری کے نزدیک ارادہ اور رضا ایک ہی چیز ہے۔ اشعریوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کفر کو پسند بھی کرتا ہے اور اس پر راضی بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک جو کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے چاہتا ہے تو وہ اس سے راضی بھی ہوتا ہے اور اس سے محبت بھی کرتا ہے۔ بزدوی نے اس کو اشعری کی اہل سنت والجماعت سے جملہ مخالفت میں سے ایک مخالفت شمار کیا ہے۔ اس کی مراد ماتریدیہ ہے جو مشیت کو محبت اور رضا کے علاوہ کوئی چیز تسلیم کرتے ہیں۔ اس کو مرتضٰی زبیدی نے نقل کیا ہے۔ ماتریدیہ کے نزدیک ارادۂ رضا اور محبت کو لازم نہیں ہوتا۔ ❸

(۲)...... ماتریدیہ کے نزدیک واجب اپنی ذات میں حقیقت کا تحقق (حصول) ہے جو عدم کو قبول کرنے سے پاک ہے۔ جبکہ اشاعرہ کے نزدیک ذات وجود کی مقتضی ہے۔ ❹

(۳)...... ماتریدیہ کے نزدیک وجوب ذات پر زائد امر نہیں ہے۔ جبکہ اشعریوں کے نزدیک وجوب اعتبار امر ہے۔ خارج میں اس کا کوئی وجود نہیں۔ ❺

(٤)...... ماتریدیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو صرف اسی چیز کا مکلّف بنایا جا سکتا ہے جس کی طاقت رکھتے ہیں۔ جبکہ اشاعرہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے اس چیز کے بھی مکلّف ہیں جس کی طاقت نہیں رکھتے۔ لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ بندوں کو دو مخالف چیزوں کو جمع کرنے کا حکم دے تو یہ حکم نہ تو بیکار ہوگا، اور نہ ہی ناممکن ہوگا۔ مرتضٰی زبیدی نے اسے اشعری سے نقل کیا ہے اور اس پر تنقید بھی کی ہے۔ اس نے علمائے احناف سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اس معاملہ میں اس نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں کو وہ کام کبھی نہیں کہتا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ اس میں اسفرائینی اور غزالی نے بھی مخالفت کی ہے۔ ❻

زبیدی نے علمائے اشاعرہ سے نقل کیا ہے کہ بندوں کو اس کام کا مکلّف ٹھہرانا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے عقلی طور پر جائز ہے، لیکن شرعی طور پر منع ہے۔ ❼ لیکن جوینی نے اپنے شیخ اشعری کی مخالفت کی ہے اور کہا کہ ایسی چیز کا مکلّف ٹھہرانا جس کی طاقت نہ ہو صحیح نہیں اگرچہ اس کا شیخ یہ کہتا ہی تھا۔ ❽

---

❶ فیض الباری: ٤/ ٥١٧.
❷ اللمع للأشعری: ٣٨.
❸ اتحاف: ٢/ ١٧٦.
❹ نظم الفرائد: ٣.
❺ ایضاً: ٤.
❻ اتحاف: ٢/ ١٨١ ـ ١٨٢.
❼ ایضاً: ٢/ ١٨٣.
❽ البرهان: ١/ ٨٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵)...... ماتریدیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ وہ کرتا ہے جو فعل کی حکمت تقاضا کرے۔ جبکہ اشاعرہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے افعال جواز پر مبنی ہیں۔ نہ کہ لزوم پر اسی لیے ماتریدیہ نے ان کو الزام دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں عبث افعال انجام دیے جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ❶ جبکہ اشاعرہ نے ماتریدیہ کو یہ الزام دیا ہے کہ تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ اسباب کا محتاج ہے۔

(٦)...... ماتریدیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ جبکہ اشاعرہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا وعدہ وعید کا خلاف کرنا جائز ہے۔ ❷

(۷)...... ماتریدیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کوئی بھی فعل قبیح انجام نہیں دیتا۔ ان کا کہنا ہے کہ اشاعرہ کی یہ بات صحیح نہیں کہ فرمانبردار لوگوں کو اور انبیاء کو ہمیشہ آگ میں اور کافروں کو جنت میں داخل کرنا جائز ہے۔ اشاعرہ نے اپنے قول کی علت یہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک مطلق ہے۔ وہ اپنے بندوں کے ساتھ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس لیے انہوں نے کہا: اگر وہ کافر کو معاف کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

زبیدی نے نسفی سے ذکر کیا ہے کہ اشاعرہ یہ خیال کرتے ہیں کہ کافر کو ہمیشہ جنت میں رکھنا اور مومن کو آگ میں ڈالنا عقلی طور پر جائز ہے۔ اگرچہ شریعت کے خلاف ہے۔ ❸ فخر رازی نے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل قول کی تفسیر بیان کرتے ہوئے عجیب بات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝﴾ (المائدة: ١١٨)

''اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو معاف فرما دے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے۔''

اس نے یہاں ایک فرضی سوال کرتے ہوئے کہا کہ: عیسیٰ علیہ السلام کے لیے کیسے جائز ہے کہ کہیں ﴿وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ﴾ ''اور اگر تو معاف فرما دے۔'' اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ پھر کہا ہمارے مذہب کے مطابق یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو کافروں کو جنت میں اور زاہدوں، عابدوں کو آگ میں داخل کر دے گا۔ پھر کہا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَ يَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ﴾ (النساء: ٤٨)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''

کے متعلق کہا کہ ہمارے نزدیک اس کا ان لوگوں کو بخش دینا جائز ہے۔ ❹ پھر ان لوگوں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ عقلی دلیل شرعی دلیل پر مقدم ہوتی ہے، کیا یہ تمہاری مریض عقلوں کا نتیجہ ہے؟

---

❶ نظم الفوائد: ٢٧. ❷ ايضاً: ٢٩.
❸ اتحاف: ٢/ ١٨٥. ❹ التفسير الكبير للرازي: ١٢/ ١٣٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۸)...... ماتریدیہ کے نزدیک عقل یہ طاقت رکھتی ہے کہ وہ اچھے برے حسین اور قبیح کو پہچانے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت عقل کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ صدر نے اپنی کتاب ''التعدیل'' میں کہا: جو چیز عقل کے ذریعے واجب ہے۔ وہ عقلی طور پر اچھی ہے اور جو عقلی طور پر حرام ہے وہ عقلی طور پر قبیح بھی ہے۔ اسی لیے انہوں نے کہا: عقل اللہ تعالیٰ کی معرفت کا آلہ ہے اور یہ اپنے صاحب پر بطور حجت کافی ہے۔ اگرچہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے رسول نہ ہی بھیجے ہوں۔ لہٰذا ان کے نزدیک وہ شخص جس تک انبیاء یا ان کی تعلیم نہیں پہنچی اور وہ ایمان نہ لایا تو وہ کافر ہے جو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ جبکہ اشاعرہ نے ان کے اس عقیدہ کی مخالفت کی ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان سے دلیل پکڑی ہے: ﴿وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل : ۱۵) [1] ''اور ہماری سنت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب کرنے لگیں۔'' انہوں نے کہا: شریعت میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ مطلق ہے اس پر کسی قسم کی کوئی قید نہیں لگائی جا سکتی وہ اشیاء کا خالق ہے اس نے بہتر کو بھی اور بدتر کو بھی پیدا کیا۔ لہٰذا عقلی امور کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ اعتبار شارع حکیم کے اوامر کا ہے۔ [2] اسی بنیاد پر ان دونوں کے درمیان ایک اور اختلاف جنم لیتا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

(۹)...... اللہ تعالیٰ کی معرفت عقل کے ذریعہ ہے۔ یا پھر سماع یعنی شرع کی دلیل کے ذریعے اشعری کے نزدیک شرع کے ذریعہ ہے، اور شریعت کے بغیر ایمان لانا یا نہ لانا واجب نہ ہوگا۔ جبکہ ماتریدی کے نزدیک عقل کے ذریعہ ہے۔ النونیہ کے مؤلف کہتے ہیں: ماتریدیہ اشاعرہ سے مخالفت میں معتزلہ کے قول کے قریب ہیں۔ بلکہ ان دونوں کا قول ایک ہی ہے۔ مگر ان میں اختلاف یہ ہے کہ جو بچہ عاقل ہے مگر بالغ نہیں اگر وہ تصدیق کے بغیر مر جائے تو کیا وہ معذور ہے یا نہیں؟ [3]

(۱۰)...... ماتریدیہ کے نزدیک عقل کے ذریعہ ایمان لانا واجب ہے، اور وہ اس میں زیادتی اور کمی کے قائل نہیں اور اس میں کسی قسم کا استثناء حرام قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا جس نے یہ کہا کہ: میں ان شاء اللہ ایمان لایا تو وہ ان کے نزدیک کافر ہے۔ کیونکہ وہ ایمان میں شک کرنے والا ہے اور ان کے نزدیک اسلام اور ایمان ایک ہی چیز ہے۔ [4] جبکہ اشاعرہ شرع کے ذریعے ایمان لانے کو واجب قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے، اور اس میں استثناء بھی جائز ہے، اور وہ اسلام اور ایمان کو ایک چیز نہیں مانتے۔ [5]

اشاعرہ کے تضادات میں سے یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مسئلہ استثناء میں مذہب سلف کی تائید کرتے ہیں۔ اور اس کے

---

[1] اتحاف: ۲/ ۱۹۳۔ نظم الفوائد: ۳۵.

[2] اصول الفقه لأبی زهرة: ۵۵.

[3] الروضة البهية: ۳٤ ۔ ۳۷.

[4] یہ ابوبکر الفضلی بخاری نے کہا ہے۔

[5] نظم الفرائد: ۳۹ ۔ ٤۸.

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ساتھ مسئلہ ایمان میں جہمیہ کی بھی تائید کرتے ہیں۔ انہوں نے ایمان کو معرفت اور تصدیق کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ یہ لوگ ایمان کو انسان کے خاتمہ کے ساتھ معلق کرتے ہیں کہ وہ کس عمل پر فوت ہوا ہے اور اسے موافات کا نام دیتے ہیں۔ یعنی اس ایمان کا اعتبار ہوگا جو وفات کے وقت ہو۔ ❶ اور یہ کھلا تضاد ہے۔

سبکی کی بات پہلے گزر چکی ہے کہ اس نے حنفیہ ماتریدیہ کی طرف سے شافعیہ کی تکفیر پر پریشانی کا اظہار کیا ہے اور ان کا وہ فتویٰ بھی نقل کیا ہے کہ ان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ اس قول کے قائل ہیں کہ (میں ان شاء اللہ مومن ہوں) جبکہ شافعیہ ایسے لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ❷ اس بات کو مرتضیٰ نے نقل کیا ہے۔ ❸

(۱۱)...... ماتریدیہ کے نزدیک ایمان غیر مخلوق ہے جبکہ اشاعرہ کے نزدیک مخلوق ہے۔ کردری نے کہا امام محمد بن فضل کہتے ہیں جو یہ کہے کہ: ایمان مخلوق ہے۔ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ وہ کافر ہے۔ ❹ اس بناء پر جو کچھ کردری نے نقل کیا ہے تو اشاعرہ ماتریدیہ کی نظر میں مسلمان نہیں رہے چہ جائے کہ وہ فرقہ ناجیہ ہوں۔

ہمیں ابن عذبہ کی یہ بات پڑھ کر سخت تعجب ہوتا ہے کہ جس نے ایمان کے مخلوق ہونے کا سب سے پہلے دعویٰ کیا، وہ ابوحنیفہ ہے اور اس مسئلہ میں جو اختلاف ہے وہ بخارا اور سمرقند والوں کے درمیان ہوا۔ جبکہ دونوں ہی ماتریدی ہیں۔ ❺

(۱۲)...... ماتریدیہ اور اشعریہ اس بات پر متفق ہیں کہ کلام نفسی ہے۔ پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے کلام سننے میں اختلاف کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا قدیم کلام سنا یا انہوں نے وہ سنا جو اس کی سماعت پر دلیل ہے؟ ماتریدی کے نزدیک انہوں نے کچھ نہیں سنا اور سماع کی تمام نصوص انہوں نے اس بات پر محمول کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے درخت میں آواز پیدا کی تھی۔ جبکہ اشعری کے نزدیک انہوں نے کلام نفسی قدیم سنا تھا۔ ابن عذبہ نے ذکر کیا ہے کہ ابوالحسن نے اپنی کتاب الابانہ میں اہل سنت اور اہل الحدیث کا مسئلہ کلام کے بارے میں ایک مقالہ نقل کیا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کتاب ان لوگوں کے نزدیک قابل اعتماد ہے اور بعض متاخرین نے تکبر کی بنیاد پر اس سے تجاہل کیا ہے۔

(۱۳)...... انہوں نے پھر اختلاف کیا اور وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے کہ کیا اللہ تعالیٰ ازل سے متکلم ہے تو وہ ازل سے ہی امر اور نہی سے کلام کرنے والا ہے تو یہ اوامر اور نواہی ایسے مکلّف سے متعلق ہیں جو معدوم ہے جو عنقریب پیدا کیا جائے گا۔ اشعری نے اسے جائز کہا ہے جبکہ ماتریدیہ نے مخالفت کی ہے۔ ان کی اشعری کے ساتھ یہ مخالفت خود ان کی اللہ تعالیٰ کی صفاتِ افعال کی نفی کو باطل قرار دیتی ہے۔ ❻

(۱۴)...... اشعریہ اور ماتریدیہ اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے افعال پیدا کیے پھر اس بات میں

---

❶ الفقه الأكبر مع شرح القاري: ۱۸.
❷ فتاویٰ السبکی: ۱/ ۵۳.
❸ اتحاف: ۲/ ۲۷۸.
❹ نظم الفرائد: ۴۳.
❺ الروضة البهية: ۷۱ ـ ۷۵.
❻ اتحاف: ۲/ ۱۴۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختلف ہیں کہ کیا بندے کی قدرت اور طاقت اس میں کوئی اثر رکھتی ہے یا نہیں؟ تو پہلا قول ماتریدیہ کا ہے اور دوسرا اشاعرہ کا ہے۔ ماتریدی کے نزدیک فعل کی صفت میں بندے کی طاقت اثر رکھتی ہے جبکہ اشعری کے نزدیک ہر چیز قدرت الٰہیہ جو کہ مطلق کے لیے جھکتی ہے۔

بزدوی کے نزدیک مسئلہ افعال میں اشعری کا وہ مؤقف قبیح ترین ہے جو اہل سنت کے بالکل خلاف ہے۔ اہل سنت سے اس کی مراد ماتریدیہ ہیں۔ ابن عذبہ نے ذکر کیا ہے کہ جوینی افعال میں بندے کی طاقت کے اثر والے مسئلہ میں غلو کا شکار ہوئے ہیں اور کہا یہ معتزلہ کا مذہب ہے۔ ❶

(۱۵)...... مسئلہ تکوین اور مکون (جو بنا ہے) میں بھی دونوں کا اختلاف ہے۔ ماتریدیہ کے نزدیک تکوین ازلی صفت ہے۔ جبکہ مکون حادث ہے۔ ❷ اس اختلاف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات میں بھی ان کا اختلاف واقع ہوا۔ فیض الباری کے مؤلف کہتے ہیں اشاعرہ کے نزدیک اسمائے حسنیٰ اضافات سے عبارت ہیں۔ جبکہ ماتریدیہ کے نزدیک تمام کے تمام صفت تکوین کے ساتھ ہیں۔ ❸

یہ اشاعرہ کے نزدیک سات ہیں اور ماتریدیہ کے نزدیک آٹھ ہیں۔ ملا علی قاری کہتے ہیں: ہمارے نزدیک ازلی صفات آٹھ ہیں اور ایسا نہیں ہے جیسے اشعری نے دعویٰ کیا ہے کہ فعلی صفات اضافات ہیں اور نہ ہی ایسا ہے۔ جیسا کہ بعض علمائے ماوراء النہر نے کہا ہے کہ: تمام فعلی صفات حقیقی ازلی صفات ہیں۔ یہ تو قدیم علماء کی طرف سے معبود کی کثرت کے دعویٰ کے مترادف ہے۔ ❹

ابن الہمام نے اعتراف کیا ہے کہ متاخرین احناف کا یہ دعویٰ کہ صفات فعلیہ تکوین کے تحت ہیں اور یہ سات سے زیادہ ہیں۔ یہ ابو حنیفہ اور متقدمین احناف کا کلام نہیں۔ یہ ماتریدی کے زمانہ سے ہے۔ ❺ درحقیقت یہ اس بات کا اعتراف ہے کہ احناف ماتریدیہ عقیدہ میں ابو حنیفہ کے خلاف ہیں۔ اشاعرہ کے نزدیک تکوین عین مکون ہے اور یہ حادث ہے۔ ابو معین نسفی کہتے ہیں: یہ قول اکثر معتزلہ نجاریہ اور اشعریہ کا ہے۔ تکوین اور مکون کو ایک کہنا ناممکن ہے۔ سرہندی نے اشعری کے عقیدے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: جب اشعری اللہ تعالیٰ کے فعل الحق پر اطلاع نہ پا سکا تو اس نے اسے حدیث تکوین کہہ دیا، اور اللہ تعالیٰ کے افعال کے حادث ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہ یہ بات نہیں جانتا کہ یہ حادثات اللہ تعالیٰ کے فعل کے آثار ہیں جو کہ ازلی ہے یہ اس کے نفس افعال نہیں۔ ❻ زبیدی کا یہ اعتراف عقیدہ میں اشعری کی مخالفت کی دلیل ہے۔

---

❶ التوحید: ۲۴۳ـ العلم الشامخ: ۲۲۶.
❷ البزدوی: ۶۹.
❸ فیض الباری: ٤/ ٥١٧.
❹ الفقه الاکبر شرح القاری: ۲۰.
❺ المسایرة: ۹۰.
❻ مکتوبات امام الربانی: ۲٦۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۶)...... صفت (کُن) میں بھی جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اشیاء کو پیدا کیا ہے۔ یہ لوگ اختلاف کا شکار ہیں۔ ماتریدیہ کے نزدیک یہ ایجاد کی سرعت سے کنایہ ہے اور یہ کلمہ حقیقی نہیں ہے بلکہ مجازی ہے۔ جبکہ اشعری کے نزدیک ان اشیاء کا وجود اس کے ازلی کلام سے متعلق ہے اور یہ کلمہ اس پر دلالت کرتا ہے۔ ❶

(۱۷)...... ماتریدیہ کے نزدیک توفیق سے مراد آسانی اور نصرت ہے۔ جبکہ اشعری کے نزدیک اطاعت پر طاقت کی تخلیق ہے۔ ❷

(۱۸)...... ان لوگوں نے سعادت اور شقاوت یعنی بدبختی میں اختلاف کیا ہے کہ کیا یہ تبدیل ہوسکتی ہیں یا نہیں؟ ماتریدیہ کے نزدیک نیک بخت کبھی بدبخت بھی بن جاتا ہے۔ ماتریدی کا یہ قول اس بنیاد پر ہے کہ سعادت اور شقاوت دونوں انسان کے افعال ہیں۔ ان دونوں میں تبدیلی لوح محفوظ میں لکھے ہوئے میں تبدیل نہیں ہوتی۔ حنفیہ کے مشائخ اس شخص کی بات کا انکار کرتے ہیں جس کے نزدیک بدبختی سعادت مندی میں نہیں بدل سکتی۔ ان کی مراد اشعری اور ان کے ہم خیال لوگ ہیں۔ ان کے نزدیک ایسا کہنا درحقیقت آسمانی کتابوں کو اور رسولوں کے بھیجنے کو باطل قرار دینے کے مترادف ہے۔ اشعری نے ان کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ: خوش بخت وہی ہے جو شکم مادر سے خوش بخت ہے، اور بدبخت وہی ہے جو شکم مادر سے بدبخت ہے۔ خاطری نے کہا: اشاعرہ کا کہنا ہے: ابوبکر اور عمر جب زمانہ جاہلیت میں بتوں کو سجدہ کیا کرتے تھے تو وہ مومن ہی تھے اور فرعون کے بلائے گئے جادوگر وہ بھی مومن ہی تھے۔ تب انہوں نے فرعون کی عزت کی قسم کھائی۔ ماتریدیہ کی یہ کتاب اللہ اور رسول ﷺ سے اشعری کے مخالفت پر گواہی ہے۔

(۱۹)...... ان دونوں کا اتفاق ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ لیکن اس کی دلیل کے بارے میں دونوں اختلاف کا شکار ہیں۔ ماتریدیہ کے نزدیک یہ دلیل منقول ہے جو کتاب وسنت سے ثابت ہے جبکہ اشعری کے نزدیک یہ دلیل عقلی ہے۔ اشعری کی اس بات سے بعض اشاعرہ بھی متفق نہیں۔ جیسا کہ ان کے امام رازی ہیں۔ اس مسئلہ میں بہت سے لوگ ماتریدیہ کی طرف مائل ہیں۔ ❸

(۲۰)...... یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفت بقاء کے بارے میں اختلاف کا شکار ہیں کہ کیا وہ باقی ہے اپنی ذات پر زائد کے ساتھ یا وہ اپنی ذات کے لحاظ سے باقی ہے؟ اشعری اور اس کے اکثر اصحاب اس بات کے قائل ہیں کہ بقاء ذات پر زائد صفت ہے اور بعض ماتریدیہ کا بھی یہی خیال ہے۔ جیسا کہ ابن عذبہ نے امام الحرمین کی مخالفت کی ہے اور قاضی ابی بکر سے اشعری کے خلاف رائے ذکر کی ہے۔ آمدی نے اپنی کتاب (أبکار الأفکار) میں دونوں کی رائے کو معتزلہ کی رائے کی طرف موڑا ہے۔ ❹

---

❶ اللمح: ۲۳.
❷ التوحید: ٤٩.
❸ نظم الفرائد: ٤٦.
❹ مقدمه للتوحید، تریدی: ۱۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۱)...... ماتریدیہ کے نزدیک صفت سماعت اور بصارت اس کے لیے جائز ہے جو سنا جا سکتا ہو اور دیکھا جا سکتا ہو۔ جبکہ اشعری کے نزدیک یہ ہر موجود چیز کے متعلق ہے۔ وہ ذاتی لحاظ سے ازل سے سنتا اور دیکھتا ہے اور یہ کہ اس کی تمام صفات وجودی ہیں۔ شیخ علی القاری نے اس بات کا ردّ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ دعویٰ دلیل سے خالی ہے اور شرعی لحاظ سے بدعت ہے۔ ❶

(۲۲)...... یہ لوگ مقلد کے ایمان میں بھی مختلف ہیں۔ اشعری باقلانی اسفرایني اور امام الحرمین کے نزدیک ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ہر مسئلہ کو دلائل سے سمجھنے کی کوشش کرے۔ جیسا کہ یہ چیز اس کے ایمان کے لیے شرط ہے ورنہ اس کی حالت وہی ہوگی جو قشیری نے ذکر کی ہے کہ (وہ نجات کے راستے سے ہٹ چکا ہے اور بربادی کے گڑھے میں گر چکا ہے)۔ یاد رہے کہ قشیری نے اشعری کی طرف اس قول کی نسبت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ کرامیہ کے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ ہے: ((الروضہ البھیہ)) میں قشیری کا انکار دیکھا جا سکتا ہے۔ اس مقام پر ان مسائل کا ذکر ہے جو مناسب نہیں اور ان کی نسبت مذہب اشاعرہ یا اشعری کی طرف صحیح نہیں، اور یہ کرامیہ کے جھوٹ ہیں۔ لیکن بغدادی نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اشعری نے مقلد کے متعلق کہا کہ وہ دائرہ کفر سے تو نکل گیا لیکن اس کو مومن کہنا درست نہیں۔ یہ بات درحقیقت معتزلہ کے قول (منزلة بين المنزلين) کے مشابہ ہے۔ بعض اشعریہ نے جیسا کہ قاضی ابن عربی اور جوینی نے زیادتی سے کام لیتے ہوئے کہا: احرام پہنتے وقت نماز پڑھنے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ حدوث عالم، اعراض کے، ثبوت صانع کے متعلق علمی دلائل اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے واجب ہے اور جو ناممکن ہے اس پر غور کرے۔ ❷

(۲۳)...... ماتریدیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو نبی نہیں بنایا اور نبی کے لیے مرد ہونا شرط ہے۔ جبکہ اشاعرہ کے نزدیک ایسی کوئی شرط نہیں۔ ان کے نزدیک عورت بھی نبی بن سکتی ہے اور وہ اپنے قول کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے لیتے ہیں: ﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى﴾ (القصص: ۷) ''ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو وحی کی۔'' میں کہتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ﴾ (النحل: ۶۸) ''آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی۔'' پر غور کریں اور بتائیں ان کے نزدیک مکھی کا نبی ہونا کیوں صحیح نہیں ہے؟

(۲۴)...... انہوں نے قدرت کے بارے میں بھی آپس میں اختلاف کیا ہے کہ کیا یہ دو مخالف چیزوں کے لیے صحیح ہے۔ ماتریدیہ کے نزدیک یہ دو مخالف چیزوں کے لیے صحیح ہے۔ جبکہ اشاعرہ کے نزدیک یہ دو مخالف چیزوں کے لیے صحیح نہیں۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک کے لیے علیحدہ قدرت ہے۔ ❸

---

❶ نظم الفرائد: ۱۰ ـ ۱۱.

❷ الذخيرة: ۲/ ۱۳۶.

❸ نظم الفرائد: ۵۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۵)...... ان کا آپس میں قضاء اور قدر کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ اشاعرہ کے نزدیک قضاء ارادہ اور مخلوق کی تقدیر کی طرف لوٹتی ہے۔ ماتریدیہ کے نزدیک یہ دونوں چیزیں ارادہ کے علاوہ ہیں۔ ان کے نزدیک قضاء خلق کے معنوں میں ہے اور قدر تقدیر کے معنوں میں ہے۔ یہ فتویٰ اشاعرہ کے خلاف ہے۔ ❶

(۲۶)...... انہوں نے ان اعمال کے متعلق بھی اختلاف کیا ہے جو مرتد ہونے کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ کیا وہ توبہ کرنے کے بعد لوٹ آتے ہیں۔ ماتریدیہ کے نزدیک نہیں لوٹتے۔ جبکہ اشاعرہ نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا: یہ اعمال لوٹ آتے ہیں۔ ❹

(۲۷)...... کفار کے بارے میں بھی انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ کیا کفر کے علاوہ ان کو فرائض اور واجبات ترک کرنے پر سزا ہوگی؟ ماتریدیہ کے نزدیک ان کو صرف اعتقاد ترک کرنے کا گناہ اور سزا ہوگی فرائض پر نہیں۔ اشاعرہ کے نزدیک انھیں کفر کے ساتھ ساتھ عبادت ترک کرنے پر بھی سزا ہوگی۔ ❺

(۲۸)...... انہوں نے نا امید شخص کی توبہ کے بارے میں بھی اختلاف کیا ہے کہ وہ قبول ہوگی یا نہیں ہوگی؟ ماتریدیہ کے نزدیک اس کی توبہ قبول ہے۔ جبکہ اس کا ایمان غیر مقبول ہے، اشاعرہ کے نزدیک اس کی توبہ اور ایمان دونوں غیر مقبول ہیں۔ ❻

(۲۹)...... ماتریدیہ کے نزدیک سونگھنا، چکھنا اور لمس کرنا اللہ تعالیٰ کی زائد صفات نہیں ہیں۔ بلکہ یہ اس کے حق میں علم کی ہی اقسام ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ان چیزوں کا ادراک امور حادث کے عروض کا وہم پیدا کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ جبکہ اشاعرہ کے نزدیک مماثلت اشتراک سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ اگر کسی ایک وصف میں مختلف ہو تو مماثلت ثابت نہیں ہوتی۔ نسفی نے اس کا انکار کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے: ہم وہ بات نہیں کرتے جو اشاعرہ نے کی ہے کہ جمیع اوصاف میں مساوات ہو تو پھر ہی مماثلت ہوگی۔ ❼ افسوس کہ ان لوگوں نے اس قانون کو اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات میں پس پشت ڈال دیا اور تعطیل کا شکار ہوئے۔

(۳۰)...... یہ لوگ عصمت انبیاء میں بھی اختلاف کا شکار ہوئے۔ اشاعرہ کے نزدیک انبیاء سے کبائر کا واقع ہونا مطلق منع ہے۔ جبکہ بعض چھوٹی غلطیاں بھول کر ہو سکتی ہیں۔ ان میں سے بعض کے نزدیک مطلق طور پر انبیاء معصوم ہیں۔ یعنی چھوٹی غلطیاں بھی ان سے سرزد نہیں ہوتیں۔ جیسے اسفرایني ورقاضی عیاض مکی اس معاملے میں ماتریدیہ کے موافق ہیں۔

---

❶ اتحاف: ۲/ ۱۷۲.
❹ نظم الفرائد: ٥٦ ـ ٥٧.
❺ ایضاً: ٥٨.
❻ ایضاً: ٥٩.
❼ ایضاً: ٥٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ وہ چند مسائل ہیں جن میں ماتریدیہ اور اشاعرہ اختلاف کرتے ہیں۔ عبدالرحیم شیخ زادہ نے اپنی کتاب (نظم الفرائد) میں پچاس کے قریب مسائل ذکر کیے ہیں۔ مرتضیٰ زبیدی نے کتاب کے مؤلف کی تعریف کی ہے اور اس کی کتاب پر اعتماد کیا ہے۔ ❶

الزبیدی کا تعاقب:

زبیدی نے ماتریدیہ اور اشعریہ جو دونوں اپنے آپ کو فرقہ ناجیہ کہتے ہیں کے علاوہ ایک اور فرقہ ناجیہ کا ذکر کیا ہے جس کا نام اہل کشف صوفیاء ہیں۔ ❷

تو کیا یہ دو ہیں یا تین؟ زبیدی کا کہنا ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر مجتہد خطا کار نہیں وہ اشاعرہ اور معتزلہ میں سے جمہور متکلمین ہیں اس نے کلمہ حق کہا ہے، اور اشاعرہ کو جملہ معتزلی متکلمین کہا ہے۔ ❸

سرہندی کا اشعری مذہب پر اعتراض:

سرہندی فاروقی نے جو کہ طریقہ نقشبندیہ کا مجدد ہے ماتریدی مذہب پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے۔ افسوس کہ ہمارے ماتریدی اصحاب کے اس قول سے کیا مراد ہے کہ بعض امور میں عقل کو استقلال حاصل ہے۔ جیسا کہ صانع کے وجود اور وحدانیت کا اثبات حتیٰ کہ انہوں نے اس شخص کو بھی مکلّف ٹھہرایا ہے جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر زندگی گزارتا ہو اور اس کے پاس رسولوں کی دعوت نہ پہنچی ہو کہ اگر وہ غور نہ کرے تو وہ کافر ہے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ جبکہ ہمارے نزدیک ہم اس پر کفر کا اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنے کا فتویٰ دین کی دعوت پہنچنے کے بعد ہی لگا سکتے ہیں اور یہ حجت رسولوں کے پہنچنے کے بعد ہی پوری ہوتی ہے۔ ❹ پھر اس نے تقدیر کے مسئلہ میں اشعری مذہب پر تنقید کی اور اسے حقیقی جبر کے دائرہ میں داخل شمار کیا ہے۔ پھر کہا کہ بہت سے کم ہمت لوگ ایسے ہیں جو اشعری کی تقدیر کے مسئلہ میں موافقت کرتے ہیں اور اسی سبب سے اس کے مذہب کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ ❺

ماتریدی اور معتزلہ:

انہوں نے تعجب کرتے ہوئے کہا کہ: ماتریدی اہل سنت کا امام کیسے ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس کا علم حدیث دنیا میں معروف نہیں؟ وہ ایک فلسفی تھا۔ اس کا حدیث سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ جیسا کہ اس کی کتابوں سے واضح ہے۔ خاص طور پر اس کی کتاب (کتاب التوحید اور کتاب تاویلات اہل سنت) اہل سنت کی کچھ علامات ہیں جو ان لوگوں پر دلالت کرتی ہیں۔ اس نے علم کلام کی اتباع میں اپنے شیخ ابو حنیفہ کی مخالفت کی ہے۔ جنہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا اور اس کو

---

❶ اتحاف: ۲/ ۱۲۔ ❷ ایضاً: ۲/ ۶۔
❸ اتحاف: ۶/ ۱۲۳۔ ❹ مکتوبات الإمام الربانی: ۱۳۸۔
❺ ایضاً: ۳۳۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔ جیسا کہ قبیصہ بن عقبہ کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ شروع شروع میں اہل کلام سے جھگڑا کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے رئیس بن گئے۔ پھر انہوں نے جدل کا میدان چھوڑ دیا اور فقہ سنت کی طرف رجوع کیا اور اس میں امام بن گئے۔ ❶ ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: مجھے علم کلام کی کوئی حاجت نہیں۔ ❷ وہ اپنے بیٹے حماد کو کہا کرتے تھے۔ اے حماد! علم کلام کو پڑھنا چھوڑ دو۔ ❸ بزدوی کہتے ہیں: ہم امام ابوحنیفہ کے متبعین ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے امام ہیں۔ انہوں نے علم کلام کا سیکھنا سکھانا اور اس میں تصانیف کو جائز قرار دیا۔ لیکن اپنی عمر کے آخری ایام میں مناظرہ سے رک گئے اور اپنے اصحاب کو بھی اس سے منع کر دیا۔ ❹

زفر بن ہذیل کہتے ہیں: میں نے اپنے جن مشائخ سے بھی علم سیکھا ہے۔ جیسا کہ زفر، ابو یوسف اور ابوحنیفہ یا جن کے پاس بھی ہم بیٹھے اور ان سے استفادہ کیا وہ فقہ پڑھنے اور اپنے سے پہلے لوگوں کی اقتداء کا حکم دیتے تھے۔ ❺

پھر حبشی کیسے دعویٰ کر سکتا ہے کہ ماتریدی اہل سنت کا امام ہے۔ جبکہ اس کی کتابیں فلسفہ اور علم کلام سے بھری پڑی ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس کے شیخ نے علم کلام سے منع کیا ہے۔

ماتریدی کے مشائخ میں سے ایک محمد بن مقاتل الرازی ہے۔ جن کے بارے میں بخاری نے کہا: اگر میں آسمان سے نیچے زمین پر گر جاؤں تو یہ مجھے محمد بن مقاتل الرازی سے روایت کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ ❻ شمس السّلفی کا کہنا ہے: ماتریدی کے بعض مشائخ ضعیف ترین، بعض جاہل، بعض گمراہ مقلدین اور سخت متعصب تھے۔ اگرچہ ان کا علم تقویٰ اور فقہ مشہور ہے۔ جبکہ حدیث اور اہلحدیث کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ ❼

پھر ماتریدی پر بہت سی کتابیں، رسائل اور بہت سی بحثیں لکھی گئیں جو کہ ان لوگوں نے ترتیب دی ہیں جو ماتریدیہ اور اشعریہ کو اہل السنہ والجماعہ میں شمار کرتے ہیں۔ انہوں نے ماتریدی کی تعریف بھی کی ہے۔ جبکہ بہت سارے مسائل میں انہوں نے اس پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ معتزلہ کے موافق تھا۔

اس موافقت کا سبب یہ ہے کہ اہل کلام اپنے منہج میں ایک ہی اصول کے تحت قواعد بناتے ہیں اور بدعات پر اپنی بدعت کے ذریعے ہی ردّ کرتے ہیں۔ وہ اس پر قطعاً توجہ نہیں دیتے کہ ان کے انحراف کا سبب منہج کا ایک ہونا ہے۔ وہ اس منہج پر خاموش ہیں لیکن اس سے واقع ہونے والی غلطیوں پر بات کرتے ہیں۔

معتزلہ نے علم کلام کا منہج ایجاد کیا اور اسے ترتیب دیا پھر ان کے بعد اشعری آئے اور انہوں نے انہیں کے اصول اور منہج کو اختیار کیا۔ پھر انہوں نے معتزلہ کی بعض غلطیوں پر اعتراض اُٹھائے۔ لیکن علم کلام پر کوئی بات نہ کی اور نہ ہی اس کا

❶ عقود الجمان: ١٦١.
❷ تاريخ بغداد: ١٣/ ٣٣٣.
❸ مناقب ابی حنيفه: ١٨٣.
❹ اصول البزدوی: ٤.
❺ صون المنطق: ١٣٦.
❻ تهذيب التهذيب: ٩/ ٤٧١.
❼ عداء الماتريدية للعقيدة السلفية: ١/ ٢٢٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائزہ لیا جس نے معتزلہ کو بربادی کے گڑھے میں گرادیا۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل کلام کی دلیل فقط باطن ہے۔ قرآن وحدیث پر ان کا اعتماد نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور صفات اسی طرح رسولوں پر ایمان کے معاملہ میں وہ ان اصول اور قواعد پر اعتماد کرتے ہیں جو ان کے شیوخ نے مرتب کیے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ گمان کیا کہ جو ان میں سے قرآن کے موافق ہیں۔ ان سے وہ دلیل پکڑتے ہیں اور جو مخالف ہیں اس کی تاویل کرتے ہیں۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں جب وہ قرآن اور حدیث سے دلیل لیتے ہیں تو وہ ان کی دلالت پر غور کرنے کی جسارت نہیں کرتے اور جو قرآن مجید کے معنی ہیں ان کے حصول پر توجہ نہیں دیتے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا اعتماد اور چیزوں پر بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا جو آیات ان کے مخالف ہوں اس کی تاویل کرتے ہیں۔ یہ صرف اور صرف ان کو ردّ کرنے کے لیے ہوتا ہے ان کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفسیر اور تشریح نہیں ہوتی بلکہ وہ ان سے اپنی مرضی کے مطابق دلیل لے کر مخالف کے ردّ کی کوشش کرتے ہیں۔ ❶

ماتریدی کے بارے میں ابوزہرہ کا مؤقف:

شیخ محمد ابوزہرہ نے ماتریدی پر عقل پرستوں کا رنگ غالب ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو وجوبِ نظر کے معاملہ میں عقل پرستوں اور معتزلہ کے موافق ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت، اچھائی اور برائی کی تمیز عقل کے ذریعے کرنا۔ حتیٰ کہ انہوں نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ ماتریدی معتزلہ کی آراء کے بالکل قریب ہیں اور فقہاء ومحدثین کی آراء سے دور ہیں۔ ماتریدی ان مسائل میں معتزلہ کے قریب تر ہیں۔ انہوں نے مزید کہا۔ اسی لیے ہمارے قریبی دوست مرحوم کوثری کا بیان ہے کہ اشاعرہ معتزلہ اور محدثین کے درمیان ہیں۔ جبکہ ماتریدیہ معتزلہ اور اشاعرہ کے درمیان ہیں، یہی بات سچ ہے۔ ❷

ڈاکٹر محمود قاسم نے منہاج الادلہ کے مقدمہ میں ماتریدی کا مذہب بیان کرتے ہوئے کہا: خلاصہ یہ ہے کہ وہ اعتزال کے قریب تھا وہ اشعری کے ساتھ متفق نہیں تھا۔ مگر چند مسائل میں جو کہ جوہری نہیں ہیں۔ ❸

ماتریدی کی (کتاب التوحید) کے محقق نے ابتداء میں تو ڈاکٹر قاسم کی اس بات کو غلط قرار دیا۔ لیکن اس کے بعد اس حقیقت کا اعتراف کیا اور اپنی بات سے رجوع کیا اور کہا کہ وہ بہت سے مسائل میں معتزلہ سے متاثر تھے۔

اس نے عقل پرست ماتریدیہ کے وہ دلائل جو انہوں نے معتزلہ کے قواعد بنانے کا ذکر کیا۔ مثلاً: اجسام حادث ہیں اور اجتماع سکون وافتراق سے خالی نہیں اور یہ عقل اور حس کے اعتبار سے حادث ہیں۔ کیونکہ مخالف چیزوں کا جمع ہونا ممکن نہیں۔ لہٰذا تعاقب ثابت ہے۔ محقق نے اس پر حاشیہ لکھتے ہوئے کہا: ماتریدیہ کے یہ دلائل جو حس اور عقل کی شہادت سے ہوں یہ تو معتزلہ کے ہاں پائے جاتے ہیں۔ ❹

---

❶ مجموع الفتاویٰ: ۱۳/ ۵۸ ـ ۵۹۔
❷ تاریخ المذاهب الاسلامیه: ۱۷۸۔
❸ مناهج الأدلة فی عقائد الملة: ۱۸/ ۱۲۲۔
❹ تحقیق کتاب التوحید Ph.D مقاله جامعه ازهر مصر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماتریدیہ نے دعویٰ کیا ہے کہ جب نصوص عقل کے خلاف ہوں۔ اگر چہ یہ متواتر اور قطعی ثبوت ہی کیوں نہ ہو پھر بھی ان کی دلالت ظنی ہے اور عقل ان پر مقدم ہے۔

اسی طرح سنت بھی ان کے فریب سے محفوظ نہیں چاہیے وہ خبر آحاد ہو یا خبر متواتر ہو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وحی سے ثابت شدہ نصوص کے بارے میں ماتریدی کا منہج باطل اور فاسد ہے۔ کیونکہ اس سے واضح ہے کہ اس کے نزدیک عقل اصل ہے اور شریعت فرع ہے۔

ماتریدی اور مقلد کی تکفیر:

ابوزہرہ نے ماتریدی کی کتاب (التوحید) میں (ابطال التقلید) کے نام سے فصل کا انکار کیا ہے کہ معتزلہ کے طریقے پر ہے۔ اس میں اس نے ذکر کیا ہے کہ جو شخص جوانی کی عمر کو پہنچ جائے اور اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات کو طریقہ استدلال سے نہ پہچانے تو وہ کافر ہے اور اس کا خون حلال ہے۔ سرہندی نے ماتریدی کے اس قول کی مخالفت کی ہے۔ ❶

محقق کا کہنا ہے کہ ماتریدی کے تمام اقوال درحقیقت معتزلہ کے اقوال ہی ہیں اور ان کا آپس میں اختلاف صرف لفظی ہے۔ ❷ ماتریدی کی عبارت اس بات پر مشتمل ہے کہ وہ شخص کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کے اسماء کو متکلمین کے استدلال پر نہیں پہچانتا۔ اس لحاظ سے تو اس امت کے اکثر لوگ کافر قرار پائیں گے۔

مختصر یہ ہے کہ مقلد کی تکفیر کا عقیدہ دراصل معتزلہ کی تقلید کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ یہ قول اصل میں ان کا ہی ہے۔

حافظ ابن حجر کے نزدیک اہل کلام اہل تقلید ہی ہیں:

حافظ ابن حجر اس معاملہ میں رقمطراز ہیں: اہل کلام کے اس فرد پر سخت تعجب ہے جو ترکِ تقلید کو شرط کہتا ہے، یہ لوگ (عقائد میں) تقلید کا انکار کرتے ہیں جبکہ وہ سب سے پہلے تقلید کے داعی ہیں۔ ان لوگوں نے ہر اس شخص کو کافر قرار دے دیا جو اللہ تعالیٰ کی معرفت رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چل کر کرتا ہے۔ یہ بہت بڑی گمراہی ہے اس لحاظ سے تو اکثر مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ❸

انہوں نے اپنی کتاب (الاعتقاد) میں امام بیہقی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں جتنے لوگ ایمان لائے ان میں سے اکثر نے اثبات صانع اور حدوث عالم کی معرفت متکلمین کے طریقے پر حاصل نہیں کی تھی۔ انہوں نے ذکر کیا کہ اسے تقلید نہیں کہیں گے۔ یہ تو اتباع ہے۔ ❹

حافظ ابن حجر نے ثابت کیا ہے کہ متکلمین نے یہ شرط معتزلہ کی تقلید میں لگائی ہے کہ انہوں نے ان سے پہلے اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کو اس طریقہ سے نہیں پہچانتا۔ انہوں نے مزید کہا: معتزلہ میں سے ابو ہاشم نے کہا: جو اللہ

---

❶ مکتوبات الإمام الربانی: ٢٩٣.
❷ مقدمه كتاب التوحيد: ٢٧ ـ ٢٨.
❸ فتح الباری: ١٣/ ٣٥٤.
❹ ایضاً: ١٣/ ٣٥٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کو دلیل کی بنیاد پر نہیں پہچانتا تو وہ کافر ہے۔ ❶

اسم اور مسمی:

ماتریدیہ نے جن مسائل میں زبردست بحث کی ہے ان میں سے ایک مسئلہ اسم اور مسمیٰ کا ہے۔ ان کے نزدیک اسم ہی مسمیٰ ہے۔ امام طبری نے اس مسئلہ میں غور وخوض کو حماقت اور بے وقوفی کہا ہے۔ ❷ امام احمد رحمہ اللہ اس مسئلہ میں بحث کرنے کو انتہائی سخت خیال کرتے تھے، اور کہتے تھے یہی کافی ہے کہ یہ اسم مسمیٰ کا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (الاعراف: ۱۸۰)

''اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔''

ماتریدی اور فکرۃ الشر:

(کتاب التوحید) کے محقق نے ماتریدی پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ اس نے عالم میں موجود شر کو ایسے ہی دلیل بنایا ہے جیسے کائنات کا ایک صانع ہے۔ اگر یہ عالم بغیر صانع کے ہوتا تو شر کا وجود نہ ہوتا۔ ❸

محقق نے کہا: ماتریدی پر تعجب ہے کہ اس نے فکرِ شر کو اپنایا اور اسے اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل بنایا یہ فکر وسوچ تو فلاسفہ کے دماغ میں بھی نہیں آئی۔ افلاطون نے جمال اور خیر کو اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل بنایا ہے۔ ❹ حتیٰ کہ ڈاکٹر مغربی جنہوں نے ایک کتاب (امام اہل سنت والجماعت ابو منصور ماتریدی) کے نام سے لکھی ہے نے بھی اس استدلال سے انتہائی تعجب کا اظہار کیا ہے۔ ❺

ماتریدی کا سببیت کی نسبت مؤقف:

ڈاکٹر عاطف عراقی نے سببیت کی نسبت سے ماتریدی کا مؤقف ذکر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ: اسباب اور مسببات کے درمیان تعلق کا انکار کرنا بہت بڑا مغالطہ ہے، اور کہا کہ: یہ معتزلہ کی تفریط کے مقابلے میں افراط کی صورت ہے کہ جنہوں نے اسباب کو اس کے مسببات کے ساتھ ضرورت کی بنیاد پر مرتبط کر دیا تھا اور اس کے مسببات کا اعتبار نہیں کیا۔ پھر ماتریدی آیا تو اس نے اسباب اور مسببات کے درمیان ضرورت کے وجود کا انکار کر کے تفریط سے کام لیا۔ تاکہ حاجت اللہ کے لیے ثابت کی جائے۔ مطلق قدرت الٰہی اور اشیاء کے لیے ثابت شدہ قوانین کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے۔ ❻

ماتریدی نے ارادہ کی تعریف میں معتزلہ کی ایک جماعت نجاریہ کی طرف رجحان کیا ہے اس کے نزدیک ارادہ ہر فاعل کی صفت ہے جو اس کے فعل سے غفلت اور بھولے بغیر نکلتی ہے۔ ❼

❶ ایضاً: ۱۳/ ۳۵۰.
❷ صريح السنة: ۲٦.
❸ التوحيد للماتريدى: ۱۷.
❹ مقدمه التوحيد: ۳٤.
❺ امام أهل السنة: ۱۳٤.
❻ ایضاً: ۱۳۱.
❼ التوحيد: ۲۸٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے کعبی کا ردّ کرتے ہوئے ذکر کیا کہ جس کا ارادہ نہ کیا جائے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مغلوب نہیں اور وہ مکروہ نہیں۔ ❶ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ارادہ کیا گیا۔ہم دیکھتے ہیں کہ ماتریدی نے اپنی کتاب التوحید میں ارادہ اور علم کے درمیان ربط میں معتزلہ کی موافقت کی ہے۔

اس موقع پر ڈاکٹر مغربی نے سوال کیا ہے کہ کیا اس ربط القول کا معنی یہ ہے کہ ارادہ علم کے قائم مقام ہے۔اس لحاظ سے جو کعبی نے کہا ہے۔

مؤلف مذکور نے اپنے رسالہ کے آخر میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ماتریدی کے بعض خیالات معتزلہ سے ملتے جلتے ہیں اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کا امام کہتا ہے۔جیسا کہ اس نے اپنے رسالے میں یہ عنوان بھی قائم کیا ہے۔اس موافقت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے عقل کو دلیل پر ترجیح دی ہے۔ ❷

ارسطو اور فلاسفہ سے متاثر ہونا:

بلکہ مؤلف نے اس بات کو بھی ثابت کیا ہے کہ بعض قوانینِ جدل میں ماتریدی ارسطو سے متاثر ہے اور اس کا منہج اختیار کیا ہے۔جیسا کہ اس کا قول معرفت حسیہ کی اہمیت،نظریہ ضرورت کے تحت اس کی تصدیق اور یہ کہ جس نے حس ضائع کی اس نے علم ضائع کیا ہے۔ ❸

اسی طرح وہ نظریہ مثل میں افلاطون سے متاثر ہے۔جیسا کہ اس نے کہا: انسان عالم صغیر ہے اس کا معنی یہ ہے کہ عالم کبیر کے تمام امور میں سے ہر کے لیے عالم صغیر میں اس کی مثال پائی جاتی ہے اور انسان عالم صغیر کی صورت ہے۔ جس میں عالم کبیر کی شکل رکھی گئی ہے۔یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی صورت اور مثال ہے۔ ❹

ماتریدی کا عقل پرستوں سے علم حاصل کرنا:

اس نے عقل کو دین کے تمام اصولی وفروعی مسائل میں اصل اور بنیاد شمار کیا ہے۔

اس کے نزدیک عقل ہی رسولوں کو پہچاننے کا ذریعہ ہے۔ ❺

عقل ہی اللہ تعالیٰ کے احکام کو سمجھنے کی بنیاد ہے۔ ❻

اور عقل ہی اُمور کے انجام کو پہچانتی ہے۔ ❼

عقل ہی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر کا ذریعہ ہے۔ ❽

---

❶ التوحید: ٢٩٤.
❷ امام أهل السنة: ٤٤٤.
❸ ایضاً: ٤٤٨.
❹ التوحید: ١٠٢.
❺ تاویلات اهل السنة: ٣/ ١٨٣.
❻ ایضاً: ١/ ٤٩٩.
❼ ایضاً: ١/ ٥٤٤.
❽ ایضاً: ١/ ٤٤٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سب کے باوجود ماتریدی نے عقل کے ناقص ہونے کا اعتراف کیا ہے اور یہ کہ یہ مخلوق ہے، اور اس کے لیے بھی اِدراک کی طاقت محدود ہے۔ جیسا کہ دوسرے وسائل کی ہے اور اسے بھی وہی آفات اور مشکلات لاحق ہوسکتی ہے جو دوسری اشیاء کو لاحق ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ بعض چیزوں کا عقل میں نہ آنا۔ ❶

شیخ زادہ نے عام ماتریدی حنفیوں سے نقل کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ رسول نہ بھی بھیجتا تو عقل ادراک کے لیے کافی بڑی حجت تھی۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی صریح مخالفت کی ہے:

﴿وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۝﴾ (بنی اسرائیل : ۱۵)

''اور ہماری سنت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب دینے لگیں۔''

یہ ان کے اس اصول سے متصادم ہے کہ انہوں نے عقل کو سمعی دلائل پر مقدم کر دیا ہے، اور یہ تصادم اس وقت مزید پکا ہو جاتا ہے جب وہ عقل کی بنیاد پر دلائل کو ردّ کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس بات کا اعتراف بھی کرتے ہیں یہ احتمال ہے قطعی بات نہیں۔

جب ماتریدی نے ایمان کی زیادتی اور کمی پر قرآن مجید کی وہ واضح آیات دیکھیں جو احناف کے مذہب کو ردّ کرتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ﴾ (الفتح : ٤)

''تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں۔''

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا﴾ (آل عمران : ١٧٣)

''تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا۔''

تو اس نے عقل کو احتمالات کی شکل میں استعمال کیا جبکہ اسے خود بھی یقین نہیں اس نے کہا:

احتمال ۱: ...... ہے کہ ایمان کے زیادہ اور کم ہونے کا مطلب دلائل اور براہین کا زیادہ اور کم ہونا ہے۔

احتمال ۲: ...... ہے کہ ایمان کی زیادتی کا معنی اس کی شروط کے ساتھ اس کو پورا کرنا۔

احتمال ۳: ...... ہے کہ یہاں مراد فضیلت اور کمال ہو عدد اور عمل نہ ہو۔

احتمال ٤: ...... ہے کہ زیادہ کا معنی اس کے ثمر، نور اور قوت کا زیادہ ہونا درحقیقت یہ ایمان کے اضافہ کی ہی دلیل ہے۔ کیونکہ ایمان کے اضافہ سے ہی نور زیادہ ہوتا ہے۔

احتمال ٥: ...... ہے کہ ایمان کی زیادتی سے مراد ثابت قدمی اور استقامت کا زیادہ ہونا ہے۔ ❷ یہ قول قرآن مجید

---

❶ التوحید: ۱۸۳.
❷ تاویلات أهل السنة والجماعة: ۱/ ۲۷۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ظاہری تحریف ہے۔ یقیناً جو شخص ایمان پر ثابت قدمی اور ہمیشگی اختیار نہ کرے وہ کفر کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اہل کلام ایمان اور عقائد کے معاملے میں بھی احتمالات پیش کرتے ہیں۔ ابن فورک نے اپنی کتاب (مشکل الحدیث) میں عقائد کے معاملہ میں اس قدر احتمالات پیش کیے ہیں کہ ان کو شمار کرنا مشکل ہے۔ اس سے واضح ہے کہ اہل کلام نے جو شرط خود لگائی تھی اسی کی بھی پاسداری نہیں کی اور وہ یہ ہے کہ عقائد میں فقط قطعی دلائل کو قبول کریں گے۔ یہ وہ شرط ہے جس کی بنیاد پر انہوں نے بخاری اور مسلم کی احادیث کو یہ کہہ کر ردّ کر دیا ہے کہ یہ خبر آحاد ہیں۔ حالانکہ ان کو امت نے قبول کیا ہے۔

ماتریدی کے نزدیک تاویل ظنی الدلالت ہے۔ ❶ اس کے باوجود انہوں نے عقائد کے معاملے میں بہت ساری تاویلات پر اعتماد کیا ہے، اور انہوں نے عقل کو عقائد کے معاملہ میں سمعی منقول دلائل پر مقدم کیا ہے۔ جبکہ ماتریدی نے عقل کے ناقص ہونے کا اعتراف بھی کیا ہے۔ ان لوگوں کے ہاں احتمالات بہت زیادہ ہیں اور ان کی بنیاد پر انہوں نے واضح دلائل کو ردّ کیا ہے۔ جیسا کہ ماتریدی نے ایمان میں زیادتی کے مسئلہ میں ہر دلیل کی تاویل کی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اس طرح کے تناقضات کا شکار ہو اور معتزلہ کی مشابہت اختیار کیے ہوئے ہو اس کے لیے کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ اہل سنت والجماعت کا رئیس ہے۔

ماتریدیہ اور اشاعرہ کے مابین عقل کے معاملہ میں اختلاف:

چیزوں کی اچھائی اور برائی کی پہچان کے معاملے میں ماتریدیہ اہل عقل کے سب سے بڑے حامی ہیں۔ اس صفت کی وجہ سے ان لوگوں کو معتزلہ کا گماشتہ کہا جاتا ہے۔

ماتریدیہ کے نزدیک چیزوں کی اچھائی اور برائی کو پہچاننے میں عقل ہی بنیاد ہے، اور اللہ تعالیٰ کی معرفت بھی فقط عقل سے ہی ممکن ہے۔ الصدر نے اپنی کتاب (التعدیل) میں کہا جو چیز عقلاً واجب ہے تو وہ عقلاً اچھی ہے اور جو چیز عقلاً حرام ہے تو عقلاً بری ہے۔ اشاعرہ نے ان کی مخالفت کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ ❷ (بنی اسرائیل: ١٥) ''اور ہماری سنت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب دینے لگیں۔'' انہوں نے کہا: ''عقل کے اوامر کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اعتبار شارع حکیم کے اوامر کا ہے۔'' ❸

فرقہ ناجیہ (کامیاب) کون ہے؟:

ان دونوں فرقوں میں عقیدہ کے معاملے میں یہ زبردست اختلاف دلیل ہے کہ یہ دونوں فرقے کامیاب نہیں ہیں۔

---

❶ التوحید: ٧٤.

❷ نظم الفرائد: ٣٥۔ الروضة البهية: ٣٤ ۔ ٣٧.

❸ المسايرة: ٩٧۔ شرح الفقه الأكبر: ١٣٧۔ تاويلات أهل السنة: ١/ ٤٤٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ کامیاب فرقہ ایسے دو فرقوں کا مجموعہ نہیں ہوسکتا جو عقائد میں ہی گمراہ اور حیران و پریشان ہیں۔ کامیاب فرقہ ایک ہی ہے جس کا ذکر حدیث میں ملتا ہے۔ ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ امام شافعی مالک اور احمد رحمہم اللہ کا عقیدہ ایک ہی ہے۔ کیونکہ ان سے عقیدہ میں کوئی اختلاف ثابت نہیں۔ حالانکہ فروعات میں ان کا اختلاف بکثرت موجود ہے۔

اشعری اور ماتریدی ان لوگوں کے بعد دنیا میں آئے۔ کیا امام شافعی اشعری تھے اور کیا امام ابوحنیفہ ماتریدی تھے؟

فرقہ ناجیہ نے کبھی بھی عقل کو نقل یعنی دلائل پر ترجیح نہیں دی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اسماء اور صفات میں کبھی بھی تاویل نہیں کی۔ بلکہ یہ اختلافات بذاتِ خود ماتریدیہ کا ہی ردّ ہے جو اللہ تعالیٰ پر عقلاً ایمان لانے کو واجب کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ فقط عقل ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ ایک شخص کی عقل دوسرے شخص کی عقل سے مختلف ہوتی ہے۔ اسی لیے ماتریدیہ کی عقلیں اشاعرہ کی عقلوں سے متفق نہیں۔ فرقہ ناجیہ کا منہج یہ ہے کہ وہ نقل یعنی دلائل کو عقل پر مقدم کرتے ہیں اور اس میں عقل کا اثر بھی قبول کرتے ہیں۔ اس کو بالکل معطل نہیں کرتے لہٰذا جس طرح فلاسفہ، متکلمین، معتزلہ، اشاعرہ اور ماتریدیہ نے عقل کو نقل پر مقدم کیا ہے۔

اسی طرح ان کے نزدیک کشف و کرامات اور دل کی کیفیات کو بھی نقل پر مقدم کرنا صحیح نہیں۔ جیسے صوفیاء اور باطنیہ نے کیا ہے۔

یقیناً فرقہ ناجیہ کا طریقہ وہ ہے جس پر امام احمد رحمہ اللہ قائم تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات پر مشتمل آیات کی تاویل کو ردّ کیا ہے۔ یہ وہی فرقہ ہے جس کی طرف اپنی عمر کے آخری ایام میں اشعری نے رجوع کیا ہے۔ یہ امام احمد کا طریقہ ہے۔ جیسا کہ ابن عساکر، زبیدی اور سبکی نے بھی اعتراف کیا ہے۔ امام احمد کی امامت اور فضیلت پر امت کی گواہی، سنت پر قائم رہنا اور حدیث شریف پر پہرہ دینا انہیں امت کا امام بھی بنا گیا اور امت کے ہاں قبولیت کا درجہ بھی دے گیا۔

اشعری کی زندگی میں بھی لوگوں کے ہاں یہ بات متعارف نہیں ہوئی کہ جو حق پر چلنا چاہتا ہے وہ اشعری ہو جائے۔ جبکہ اس کے مقابلہ میں لوگ اس بات کو اچھی طرح پہچانتے تھے کہ جو حق کا ارادہ کرے وہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا منہج اختیار کرلے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ حق کو واضح کیا ہے اور سنت کا بول بالا کیا ہے۔ [1] اگر اشعری بن جانا ہدایت کا راستہ اور کامیاب گروہ ہوتا تو شیخ عبدالقادر جیلانی اس کی کبھی مذمت نہ کرتے اور ان کی تاویلات کو معتزلہ [2] کی تاویلات سے نہ ملاتے۔

کثرت تعداد پر فخر:

حبشی اکثر اپنی کثرتِ تعداد پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے۔ اشاعرہ اہل سنت ہیں اور ان کی تعداد کروڑوں میں

[1] تبیین کذب المفتری۔ [2] الغنیة: ٥٤، ٥٦، ٥٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جبکہ ان کے مخالفین کی تعداد انتہائی کم ہے۔ فقط انڈونیشیا میں ان کی تعداد تقریباً دس کروڑ ہے۔ ❶ یہ دلیل بے بنیاد اور یہ حجت انتہائی کمزور ہے۔

زبردست دلیل:

ہم حبشی کا ردّ مندرجہ ذیل نکات میں کریں گے۔

اول: اس کے خاص شاگرد اسامہ سید کا کہنا ہے مجھے کسی شخص نے کہا: اے حبشیو! تمام کی تمام دینی جماعتیں تمہارے خلاف کیوں ہیں؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم اکیلے حق پر ہو؟ اور باقی تمام جماعتیں باطل ہیں تو میں نے کہا: کثرت تعداد حق کا معیار نہیں ہے۔ خصوصاً جب ایسے مقلد حضرات کروڑوں کی تعداد میں ہوں جو اشعری مذہب نہیں جانتے وہ مقلد عوام ہیں۔ بلکہ مسلمانوں میں سے غالب تعداد ان لوگوں کی ہے کہ جو اس دین کو اجمالی طور پر جانتے ہیں اور وہ کلامیہ کے موشوگافیاں اور عقلی تقاضوں کو نہیں جانتے جن پر اہل کلام اعتماد کرتے ہیں۔

بہر حال قاضی فضیل بن عیاض کہتے ہیں: ''تمہیں ہلاک ہونے والوں کی کثرت دھوکے میں مبتلا نہ کر دے۔'' ❷ اور مجھے علم نہیں کہ اس نے اس شخص کو یہ کیوں نہیں کہا کہ بلکہ ہم کثرت تعداد میں ہیں۔ جیسا کہ اس کے شیخ نے دعویٰ کیا ہے۔

دوم: حافظ ابن عساکر نے کہا: کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ اکثر لوگ اشعری کی اقتداء نہیں کرتے اور نہ ہی اس کا مذہب اختیار کرتے ہیں، اور یہ لوگ تعداد میں بہت زیادہ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ عوام کی کثرت کا اعتبار نہیں ہوتا، اور نہ ہی جاہل عوام کی طرف توجہ کی جاتی ہے، صاحب بصیرت اور فہم وشعور رکھنے والوں کی اقتداء کی جاتی ہے اور یہ لوگ اشعریوں میں زیادہ ہیں، اور اپنے مخالفین پر ان کو فضیلت حاصل ہے۔ اس لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ مَآ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ﴾ (ھود: ٤٠)

''اس کے ساتھ ایمان لانے والے بہت ہی کم تھے۔''

اور فرمایا:

﴿وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ (سبا: ١٣)

''میرے بندوں میں سے شکر گزار بندے کم ہی ہوتے ہیں۔''

فضیل بن عیاض نے کہا: اہل حق کی قلت کی وجہ سے حق کا راستہ تیرے خوف کو زیادہ نہ کر دے۔ ❸ ابن عساکر کی بات سے واضح ہے کہ مسلمانوں کی کثرت تعداد اشاعرہ کے خلاف ہے۔

---

❶ منار الهدیٰ، عدد (١)، ص: ٤٥.

❷ منار الهدیٰ: ٢٥/ ٧٤.

❸ تبيين كذب المفتری: ٣٣١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوم: کثرت تعداد کب حق اور باطل کا معیار ٹھہری ہے؟ حق، حق ہی ہے۔ اگر چہ اس کے متبعین کم ہوں اور باطل، باطل ہی ہے۔ اگر چہ اس کے متبعین زیادہ ہوں۔ اے مدلس انسان! حق کثرت سے نہیں پہچانا جاتا کیونکہ قیامت والے دن ایسے بھی نبی آئیں گے جن کے ساتھ ایک یا دو شخص ہوں گے اور کچھ ایسے بھی آئیں گے جن کے ساتھ ایک بھی آدمی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ مَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ﴾ (هود: ٤٠)

''اس کے ساتھ ایمان لانے والے بہت ہی کم تھے۔''

جبکہ شرک کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (يوسف: ١٠٦)

''ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔''

چھارم: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں یہ خبر دی ہے کہ کفر شرک کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑنے والوں کی تعداد زیادہ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' فرمایا: ﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾ ''تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔'' اور فرمایا: ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ﴾ ''لیکن اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ﴾ ''اور اکثر لوگ نافرمان ہی ہوتے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا﴾ ''مگر پھر بھی اکثر لوگوں نے سوائے ناشکری کے مانا نہیں۔'' ﴿وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''گو آپ لاکھ چاہیں لیکن اکثر لوگ ایماندار نہ ہیں نہ ہوں گے۔'' ﴿وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ ''اور ان میں سے اکثر نافرمان رہے۔'' ﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ ''میرے بندوں میں سے شکر گزار بندے کم ہی ہوتے ہیں۔'' ﴿وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کیا ہمیں ہلاک کر دیا جائے گا اور ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب خباثت پھیل جائے گی۔ ❶ جب آپ سے عرض کیا گیا تھا کہ کیا ہم ان دنوں تھوڑے ہوں گے۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: بلکہ تم اس دن بہت زیادہ ہو گے لیکن تم سیلاب کے پانی پر بہنے والے خس و خاشاک کی طرح ہو گے۔ ❷

---

❶ صحيح بخارى: ٧٠٥٩ـ صحيح مسلم: ٢٨٨٠.

❷ سنن ابى داؤد: ٤٢٩٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ سنت کو اپنائے ہوئے ہیں وہ خس و خاشاک کی طرح نہیں ہوں گے چاہے ان کی تعداد تھوڑی ہو۔ ان کی تعریف خود رسول اللہ ﷺ نے کی ہے۔ فرمایا: دین کی ابتداء اجنبی کی صورت میں ہوئی تھی اور عنقریب یہ اجنبی بن جائے گا جیسے شروع ہوا تھا۔ آپ سے پوچھا گیا: اجنبی کون ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یہ نیک لوگ ہوں گے جو برے لوگوں کی کثرت میں تھوڑے ہوں گے۔ ان کی نافرمانی کرنے والے بہت زیادہ اور ان کی اطاعت کرنے والے بہت کم ہوں گے۔

آج اہل اسلام عام لوگوں میں اجنبی ہیں اور اہل ایمان اہل اسلام کے درمیان اجنبی ہیں اور اہل السنۃ اہل بدعت و شرک سے اجنبیت کے ساتھ ممتاز ہیں۔

پنجم: اگر کثرت حق کا معیار اور قلت باطل ہونے کی دلیل ہے تو ہندو اور عیسائی اس فاسد معیار کی وجہ سے حق والے کہلائیں گے اور مسلمان باطل دین والے بن جائیں گے۔ کیونکہ ہندوؤں کی تعداد عیسائیوں سے زیادہ ہے اور عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ ہے۔

پھر کروڑوں کی تعداد میں مسلمان ایسے ہیں جو اشعری اور اس کی باطل تاویلات اور اشعریہ کے جبر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے، انہوں نے ماتریدی کے بارے میں بھی کچھ نہیں سن رکھا ہے۔ وہ فطرت کی بناء پر مسلمان ہیں۔ عام مسلمان اہل سنت کہلاتے ہیں۔ کیونکہ وہ فطرت پر قائم ہیں۔ جیسا کہ ابن قتیبہ نے بھی اس کی تائید کی ہے بلکہ غزالی نے اس بنیاد پر عوام الناس کے عقیدہ کو متکلمین کے عقیدہ پر فضیلت دی ہے۔ انہوں نے اس بات کی تاکید کی ہے کہ عوام کا ایمان اہل کلام کے علماء کے عقیدہ سے بھی زیادہ مضبوط ہے جو کہ شبہات کے طوفان میں گھرے ہوئے ہیں جو انہیں کبھی ادھر کو لے جاتا ہے اور کبھی ادھر کو ① یہ بات معلوم ہے کہ اشاعرہ علمائے کلام ہی ہیں۔ اسی لیے جوینی نے جب مذہب اشاعرہ سے توبہ کی تو اس نے بستر مرگ پر اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ کاش وہ نیساپور کی ایک بوڑھی عورت کے عقیدے پر فوت ہو۔

رہا ان لوگوں کا مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کرنا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ جب تم اختلاف دیکھو تو سواد اعظم کو لازم پکڑو تو یہ حدیث واللہ اعلم ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ابو خلف الأعمٰی ہے جس کا نام حازم بن عطاء ہے۔ حافظ عراقی نے بیضاوی کی تخریج میں کہا اس حدیث کی جتنی بھی سندیں ہیں سب پر کلام ہے۔

زبیدی نے کہا اس کی سند میں مجہول راوی ہے۔ ②

تعجب کی بات تو یہ ہے کہ جوینی جو مشہور اور کبار اشاعرہ میں سے ہے اس نے اس حدیث کو اس لیے رد کر دیا کہ یہ خبر واحد ہے۔ پھر وہ اس کی تاویل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ احتمال ہے کہ اس کا معنی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی امت مرتد نہ

① احیاء علوم الدین: ۱/ ۹۴۔ ② اتحاف: ۸/ ۱۴۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگی۔ پھر کہا: اس کا کچھ فائدہ نہیں جو یہ کہتا ہے کہ ''اسے امت نے قبول کیا ہے۔''

ہم اس بات کو کبھی نہیں بھول سکتے کہ ان لوگوں کے نزدیک خبر آحاد ظنی ہیں۔ جس میں جھوٹ کا احتمال باقی رہتا ہے۔ اگرچہ اسے امت نے قبول کرلیا ہو اور اہل علم کے ہاں بھی مقبول ہو۔ جیسا کہ ابن فورک نے اپنا ایک قول نقل کیا ہے۔ اسی طرح قاضی نے بھی یہ بات کہی ہے اور اس پر کوئی تعاقب نہیں کیا۔ ❶

جوینی کے نزدیک منقول قطعی دلیل اجماع پر راہ نہیں پاسکتی۔ اگرچہ وہ اجماع کا بھی انکار نہیں کرتا۔ اس نے امام شافعی پر مندرجہ ذیل آیت: ﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ (النساء: ۱۱۵) ''جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہوجانے کے بھی رسول اللہ (ﷺ) کی مخالفت کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کردیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو۔'' سے ان کے استدلال کا ردّ کیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ یہ آیت اس موضوع میں دلیل نہیں بلکہ اس کا تعلق اس شخص ہے جو کفر کا ارادہ کرے اور رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرے۔ ❷

اگر یہ حدیث ثابت بھی ہوجائے تو اس سے مراد جماعت ہے۔ جیسا کہ دوسری روایات میں موجود ہے۔ مرتضیٰ زبیدی نے یہ اضافہ ذکر کیا ہے۔ اس روایت میں یہ ہے کہ پوچھا گیا: سواد اعظم کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جس راستہ پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔ ❸

سواد اعظم سے مراد اہل سنت کی جماعت ہے، اور اس راستے کو اپنانا ہے جس پر صحابہ کرام تھے۔ ابن حجر ہیتمی نے اپنے فتاویٰ میں کہا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس روایت کا مرفوع ہونا ثابت ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جماعت کثرت تعداد کا نام نہیں بلکہ حق پر چلنے کا نام ہے چاہے انسان اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔

عمرو بن میمون نے کہا: میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے۔ پھر انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تو جانتا ہے کہ جماعت کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں تو انہوں نے کہا حق کی پیروی کرنا چاہے تو اکیلا ہی کیوں نہ ہو؟

ابو مظفر سمعانی نے اہل کلام کا شدید ردّ کیا ہے اور ان کے طریقہ کو بیکار بتایا ہے اور اس بات کی تاکید کی ہے کہ یہ لوگ ہر اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو ان کے راستے پر نہ چلے حالانکہ ایسے لوگ سواد اعظم ہیں۔ ❹ پھر کہا: علم کلام جاننے والے ایک چھوٹی سی جماعت ہیں جن کی کوئی اہمیت نہیں۔ ❺

❶ البرهان فی اصول الفقه: ۱/ ۳۵.

❷ البرهان فی اصول الفقه: ۱/ ۴۳۵.

❸ اتحاف السادة المتقين: ۱/ ۲۶۵.

❹ فتح الباری: ۱۳/ ۵۰۷. ❺ ایضاً: ۱۳/ ۵۰۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوشامہ نے کہا: جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم درحقیقت حق کو لازم پکڑنے اور اس کی پیروی کا حکم ہے۔ اگرچہ اس پر چلنے والے تھوڑے ہوں اور ان کے مخالف زیادہ ہوں۔ کیونکہ اس حق کے راستے پر سب سے پہلی جماعت خود رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب ہیں۔ ان کے بعد اہل باطل کی کثرت تعداد کو نہ دیکھا جائے گا۔ نعیم بن حماد نے کہا: اگر جماعت فساد کا شکار ہو جائے تو تجھ پر اس راستے پر چلنا لازم ہے جس پر وہ جماعت پہلے تھی۔ اگر تو اکیلا بھی ہو تو اکیلا ہی جماعت ہے۔ ❶

شعرانی کی کتاب میزان میں ہے کہ اسی لیے سفیان ثوری کہا کرتے تھے: سواد اعظم سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل سنت والجماعت ہیں چاہے کوئی اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔

ابن مبارک اس اکیلے شخص کو ہی جماعت کہتے تھے جس میں کتاب وسنت کی اتباع کی تمام خصوصیات جمع ہوتی تھیں۔ اسی لیے جب ان سے جماعت کے متعلق سوال کیا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے: ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما تو وفات پا چکے ہیں پھر کہتے کہ ابوحمزہ سکری جماعت ہیں۔ امام ترمذی نے کہا: ابوحمزہ کا نام محمد بن محمود ہے۔ وہ انتہائی نیک بزرگ تھے۔ یہ بات انہوں نے ان کی زندگی میں ہمارے پاس کہی۔ ❷

وہ جماعت جس کے ذمہ دار یہ ظالم لوگ ہیں جو کہ مسلمانوں پر غلبہ چاہتے ہیں اور غیر اللہ کو پکارتے ہیں تو درحقیقت یہ جماعت الظالمین ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت نہیں ہے۔ اگر ہم ان کے طریقے کو اپنائیں تو ہمیں بھی ان کے ظالم اولیاء سے دوستی اور ان کی تعریف توثیق کرنا پڑے گی۔ ہم ان لوگوں کو جماعت نہیں کہہ سکتے جو ہمیں شرک کی طرف بلائیں، غیر اللہ سے مانگنے کا درس دیں۔ مُردوں سے مدد مانگنے کا پرچار کریں اور دین میں بدعت ایجاد کریں۔ یہ لوگ کبھی بھی جماعت نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان پر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان صادق آتا ہے:

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کے بعض قبائل مشرکوں سے نہ مل جائیں اور بتوں کی پوجا نہ کرلیں۔" ❸

لہٰذا تمہارا سواد اعظم اے بدعتیو! رفاعیہ، نقشبندیہ، شاذلیہ، قادریہ، سہروردیہ، دسوقیہ، اشاعرہ اور ماتریدیہ، بدعات و خرافات، قبروں پر مجاور بننا، اللہ الحی القیوم کو چھوڑ کر فوت شدگان سے استغاثہ (مدد طلب کرنا) اور استعاذہ (پناہ مانگنا) کے علاوہ کچھ نہیں۔ اللہ کی قسم! تم جس قدر ان چیزوں میں آگے بڑھتے جاؤ گے دین تمہاری گمراہی کو بتاتا جائے گا۔

جمہور کی مخالفت کا مسئلہ:

ابوحنیفہ نے نجاست کے فقط پانی سے زائل ہونے میں جمہور کی مخالفت کی ہے۔ ان کے نزدیک ہر مائع چیز سے

---

❶ اصول اعتقاد السنة: ١٦٠۔ البدع والحوادث: ٢٨، ٢٩.

❷ الترمذی: ٢١٦٧. ❸ ابو داؤد: ٣٠٧٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نجاست زائل کی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ چیز چربی نہ ہو۔

امام شافعی نے بھی دھوپ میں کھڑے پانی کے استعمال میں جمہور کی مخالفت کی ہے۔

اور امام احمد نے بھی گرم پانی سے نجاست زائل کرنے میں جمہور کی مخالفت کی ہے۔

اشاعرہ کے لیے خوشخبری:

مجلّہ (منار الاحباش) میں ہے: اشاعرہ کے لیے بڑی خوشخبری: انہوں نے کہا: امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے: تم عنقریب قسطنطنیہ کو فتح کرو گے۔ اس کا امیر انتہائی بہترین شخص ہوگا اور یہ لشکر بہترین لشکر ہوگا۔ یہ حدیث اس وقت پوری ہوئی۔ جب سلطان محمد الفاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ یہ اشعری مذہب رکھتا تھا اور اشاعرہ اور صوفیہ سے محبت کرتا تھا۔ [1]

اشاعرہ کے لیے بری خبر:

ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر اشعری مذہب سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ راضی ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں تو پھر رازی، غزالی اور جوینی نے اشعری کی تاویلات سے رجوع کیوں کر لیا تھا؟ پھر جوینی بستر مرگ پر پڑا ہوا رو رو کر یہ کیوں کہہ رہا تھا کہ کاش کہ میں علم کلام میں مشغول نہ ہوتا۔

اور غزالی نے اپنی موت سے چند دن قبل یہ رسالہ کیوں لکھا جس کا نام "الجام العوام عن علم الکلام" اس میں اس نے لوگوں کے لیے حرام قرار دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی تاویل کریں جن تاویلات کے ذریعے معتزلہ کے بعد اشاعرہ مشہور ہوئے۔

پھر حافظ ابن حجر نے رازی کے متعلق یہ کیوں کہا: انہوں نے موت سے قبل اپنی وصیت لکھی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نے اپنا عقیدہ درست کر لیا تھا۔

پھر اشاعرہ آپس میں ہی تقسیم کیوں ہیں؟ ان میں سے کچھ لوگ تاویل کو واجب کہتے ہیں اور کچھ لوگ حرام قرار دیتے ہیں، اور تفویض (کیفیت کو اللہ کے سپرد کرنا) کی فرضیت کے قائل ہیں۔

اگر کہنے والا یہ کہے کہ یہ خوشخبری ماتریدیہ کے لیے ہے اشاعرہ کے لیے نہیں۔ کیونکہ سلطان محمد الفاتح اور عثمانیہ عقیدہ میں ماتریدی ہیں۔ فقہ میں حنفی ہیں اشاعرہ نہیں ہیں۔ تو پھر ماتریدیہ کا کیا بنے گا؟ وہ اشاعرہ سے عقیدہ کے ۴۰ سے زیادہ مسائل میں اختلاف کرتے ہیں۔ کیا وہ اس خوشخبری میں داخل ہوں گے؟ جبکہ یہ لوگ ان پر مسائل خلق، ایمان اور استثناء میں کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔

یہ کیسی بے کار باتیں ہیں جو تم لوگوں پر تھوپتے رہتے ہو؟

---

[1] منار الهدیٰ: ۳۵/ ۳۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اور دھوکا:

یہ لوگ ایک اور عجیب وغریب قسم کا دھوکا دے کر لوگوں کو اشعری مذہب اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اشعری کا نسب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں سے ملتا ہے اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعری قبیلہ کی تعریف کی ہے اور یہ کہ مندرجہ ذیل آیت کریمہ: ﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾ (المائدة: ٥٤) ''تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی۔'' میں یہی اشعری قبیلہ مراد ہے۔ [1]

اس جھوٹ اور بہتان سے بعض چیزیں لازم آتی ہیں:

(۱)...... اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے لے کر ابوالحسن اشعری تک اشعریوں کا ایسا گروہ موجود ہونا چاہیے جس سے لوگ عقیدے کا علم سیکھتے تھے۔ جبکہ احمد بن حنبل، شافعی اور ابوحنیفہ کسی نے بھی اس اشعری قبیلہ کی تلاش نہیں کی۔ تاکہ ان سے علم سیکھتے۔

اور اس وقت اشعری کہاں تھے جب ابوالحسن اشعری چالیس سال تک معتزلہ کے ساتھ رہا کیا ان میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں تھا جو اس کو اس کے دادا ابوموسیٰ اشعری کا عقیدہ سیکھنے کے لیے تنبیہ کرتا؟

حتیٰ کہ جب اس نے توبہ کر لی پھر بھی ایسی کوئی خصوصیت اشعریہ سے نقل نہیں کی گئی۔ بلکہ اس نے اعلان کیا تھا کہ اس کا عقیدہ بھی احمد بن حنبل والا وہی ہے۔ اس کو بھی ہم کوئی خصوصیت نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عقیدہ اپنانے کا اعلان کیا تھا۔

رہی حدیث کی بات تو اس کی سند ثابت نہیں۔ کیونکہ صحیح قول کے مطابق عیاض کی صحبت ثابت نہیں۔ لیکن اگر اسے صحیح فرض بھی کر لیں تو پھر ہم سوال کرنا چاہیں گے کہ: کیا اس حدیث میں تمام اشعری شامل ہیں یا پھر یہ صرف ابوالحسن کے متعلق ہے؟ یہ ان امور میں سے ہے جس کے ثابت کرنا ممکن نہیں۔

(۲)...... جہاں تک آیت کریمہ کا تعلق ہے تو کیا دین سے ارتداد واقع ہوگیا تھا۔ حتیٰ کہ ابوالحسن اشعری آیا؟

(۳)...... اور کیا کسی کے لیے جائز ہے کہ وہ یہ کہے کہ اس آیت سے مراد ابوالحسن اشعری اور اس کا عقیدہ ہے۔ جس پر ماتریدیہ نے بلکہ متاخرین اشاعرہ نے بھی نقد (اعتراضات) کی ہے۔ جیسا کہ جوینی نے کہا: میرے نزدیک تقدیر کے بارے میں اشعری کا مذہب سوائے خبط کے کچھ نہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جہمیہ کے فتنہ کو ردّ کیا۔ جبکہ اشعری اس وقت معتزلہ کے مذہب پر تھا۔ پھر اس نے اس مذہب کو ترک کر دیا اور اعلان کیا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کامل حجت ہیں۔ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے سنت کی مدد کی

[1] مجلة منار الهدىٰ: ٢٦/ ٢٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ بدعت کو ختم کیا ہے۔ حق کو واضح کیا ہے اور حجت کو قائم کیا ہے۔

اشعری کے لیے کون سی خصوصیت باقی رہ جاتی ہے۔ جبکہ لوگ امام احمد رحمہ اللہ کے منہج کی طرف مائل ہو گئے؟ حافظ ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا عام لوگ اسی منہج پر ہیں جس پر احمد بن حنبل رحمہ اللہ تھے اور جو ان کی مخالفت کرے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ❶ اس لیے اشعری کے ہر مقلد پر واجب ہے کہ وہ امام احمد کی پیروی کرے۔

کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دین کی دعوت دینے کے لیے عام دلائل کو کسی فرقہ کے ایک شخص کی طرف منسوب کرے۔ اس طرح وہ بعض دفعہ دین کی دعوت کو باطل کر دے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی تعریف کی ہے تو وہ اس بات سے متصادم نہیں ہے۔ کیونکہ اہل یمن سے کچھ لوگ گمراہ ہوئے بلکہ یمن سے بہت سے لوگ ایسے نکلے ہیں جو گمراہوں کے بھی امام تھے۔ جیسا کہ عبداللہ بن سبا جو مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی اصل جڑ ہے۔ یہ اختلاف آج تک واقع ہے۔ اسی طرح اسود عنسی ہے نبوت کا دعویٰ کرنے والا۔ یاد رہے سورۃ بقرہ کی آیت کریمہ: ﴿قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ o﴾ (البقرة: ١٢٤) ''فرمایا میرا وعدہ ظالموں سے نہیں۔'' میں بھی اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے یمن والوں کے متعلق بھی اور ان کے علاوہ لوگوں کے لیے بھی۔ اسی طرح شیعہ بھی بعض احادیث کا ذکر کر کے لوگوں کو شیعہ مسلک کی طرف بلاتے ہیں۔ جیسا کہ یہ حدیث: ''اگر علم ثریا ستارے میں بھی ہوتا تو اسے فارس کے لوگ حاصل کر لیتے۔''

حق لوگوں کے ذریعے نہیں پہچانا جاتا۔ جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تو برباد ہو جائے۔ کیا تو حق کو لوگوں کے ذریعہ پہچانتا ہے تو حق کو پہچان لے۔ اہل حق کا تعارف تجھے خود ہو جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنانے کا اور ان لوگوں کے منہج پر چلنے کا حکم دیا ہے جو ہدایت کی علامت اور دلیل ہیں۔ آپ نے حق کو کسی شخص، خاندان یا قبیلہ کے ساتھ معلق نہیں کیا۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ: میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کو پکڑ لو گے تو گمراہ نہیں ہو گے اور وہ الاشعری ہیں۔

اگر ایسا ہوتا تو ہم اس شخص کو معذور سمجھتے جو اشعری کی اتباع ان چالیس سالوں میں بھی کرتا رہا جس میں وہ معتزلی تھا۔ کیونکہ اس کا اعتماد اشعری قبیلہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کی مدح سرائی پر ہوتا۔

اگر کسی قبیلہ کی تعریف اس قبیلہ کے کسی ایک معین شخص کی تعریف شمار کی جاتی ہے تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو تمیم کی بھی تعریف کی ہے اور محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اسی قبیلہ کے فرد ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ میں بنو تمیم سے تب سے محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی تین عادات کی تعریف سنی ہے۔ ان میں سے ایک یہ کہ میری پوری امت میں سے دجال کے لیے سخت ترین واقع ہوں گے۔ اسی طرح جب ان کے صدقات آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں اور اس قبیلہ کی ایک لونڈی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔ آپ نے

❶ تبيين الكذب المفترى: ١٨٥ـ طبقات الشافعيه: ٣/ ٩٩.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: اس کو آزاد کر دو۔ یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔ ❶

صلاح الدین اور خیانت کاروں کا استدلال:

احباش صلاح الدین کا عقیدہ اکثر بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: وہ اشعری تھا۔ اس نے اشعری عقیدہ پھیلایا اور اس کے لیے مدارس کھولے۔ ہم کہتے ہیں کہ: اگر وہ اشعری بھی تھا تو اس کا بیٹا اشرف العادل حنابلہ اور اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کی طرف مائل ہو گیا۔ ❷

یہ لوگ اس کے صلیبیوں پر فتح پانے کو بھی دلیل بناتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے صلیبیوں کے خلاف اس کی مدد کی۔ جب فاطمی حکومت کا خاتمہ ہوا تو اس سے یہ پتہ چلتا ہے۔ جیسے جیسے صلیب طاقتور ہوتی ہے اس کے ساتھ رافضہ کو بھی طاقت ملتی ہے۔ آج بھی فرقہ حبشی فاطمیوں کے تعاون سے قوت پکڑے ہوئے ہے اور وہ اثناء عشری رافضہ ہیں۔

اگر صلیبیوں پر فتح پانے کی وجہ سے صلاح الدین صحیح العقیدہ ہے تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تاریوں پر فتح پائی، لہٰذا تم لوگ ابن تیمیہ کا عقیدہ اپنا لو۔

صلاح الدین کا اشعری مذہب کا پیروکار ہونا اس مذہب کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اس طرح تو معتزلہ بھی اس بات کو دلیل بناتے ہیں کہ: مامون ان کے مذہب پر تھا۔ عین اسی وقت میں امام احمد بن حنبل اہل السنہ والجماعت کے امام تھے۔ جبکہ یہ لوگ ان کے عقیدہ کی مخالفت کرتے تھے۔ بلکہ مامون نے ان کو سزائیں دیں اور جیل میں ڈالے رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے امام موصوف کو منارہ ہدایت بنایا۔

آج مذہب اشعری صلاح الدین کو دلیل بناتا ہے اور اس کے ذریعے دھوکے میں مبتلا ہے۔ کیونکہ وہ ایک عام مسلمان تھا یہ ایسے ہی جیسے معتزلہ مامون کے ذریعے دھوکہ کھاتے تھے معتزلہ نے مامون سے دھوکا کھایا ہے۔

اشعری مذہب کے لیے یہ دعویٰ کرنا ناممکن ہے کہ وہ اس منہج پر ہے۔ جس پر علمائے مسلمین ہیں۔ جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تھے۔ کیونکہ ابوالحسن اشعری نے توبہ کرتے ہوئے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا منہج اپنا لیا تھا۔

یہ سوال انتہائی عظیم ہے کہ اشاعرہ اس بات کو دلیل کیوں نہیں بناتے کہ وہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اصول پر ہیں؟ جیسا کہ اشعری نے کہا ہے۔

اس پر مزید یہ کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے علم کلام و جدل پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں تاویلات کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ مگر آج تک مذہب اشعری علم کلام پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی تاویل سے باز نہیں آیا کہ جس سے امام احمد اور ان کے علاوہ امت کے کبار ائمہ نے ڈرایا ہے۔

---

❶ صحيح بخاري: ٢٥٤٣۔ ٢/ ٢١٩.

❷ طبقات السبكي: ٨/ ٢١٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر اشعری کا مذہب سنت کے مطابق ہے تو یہ ثابت شدہ ہے اس نے اپنے مذہب کے اصول کو احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے موافق بنا لیے تھے۔

القشیری جو کہ اشعری ہے نے اعتراف کیا ہے۔سلف صالحین، شافعی، مالک، احمد، محاسبی اور قلانسی نے متشابہات میں تاویل نہ کرنے کا مذہب اپنایا ہے، اور امام احمد نے تو مطلق طور پر تاویل کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ ❶ اسی طرح اس نے جوینی کے والد سے نقل کیا ہے۔سلف صالحین میں سے اکثر کا طریقہ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عام صحابہ ہیں کہ وہ تاویل میں غور وخوض سے اعراض کرتے تھے۔ ❷ محمد بن درویش نے کہا: سیّدنا احمد نے تاویل سے منع کیا ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ تاویل معتزلہ کا مذہب ہے۔ ❸

محترم قاری: یہ بات بھولنی نہیں چاہیے کہ تم صلاح الدین کے اس دور کہ جس میں اس نے باطنیوں کو شکست سے دوچار کیا، امت کو فاطمی حکومت کے تسلط سے آزاد کیا اور حبشی کے اس دور کا موازنہ کرو جو صلاح الدین کے مؤقف کے بالکل خلاف ہے۔سبکی نے کہا: اگر اس کی یہ دو عظیم نیکیاں نہ ہوتیں، بیت المقدس کو فتح کرنا اور فاطمیوں کو شکست دینا تو لوگ ان کی سیرت کو جان لیتے کہ وہ کیسی تھی؟ ان لوگوں کا صحابہ کرام کو گالیاں دینا اور دینی امور کی پروا نہ کرتے ہوئے قبیح فعل سرانجام دینا۔جن کو شمار کرنا ناممکن ہے اور مسلمانوں میں فساد کی کوشش کرنا ہے۔ ❹

یہ لوگ ابن جوزی کو بھی دلیل بناتے ہیں۔اس کا نام (منیزہ الحنابلۃ) رکھتے ہیں۔اس نے ایک کتاب (النصر علیٰ مصر) تحریر کی جس میں قرامطہ سے قتال کرنا مسلمانوں پر واجب قرار دیا اور یہ کہ وہ مرتد ہیں۔اس نے ابوالحسن اشعری پر بھی زبان طعن دراز کی اور کہا کہ: اسے خلق قرآن کے عقیدے کی طرف لوٹ آنا چاہیے۔اس نے صوفیہ پر بھی طعن کرتے ہوئے کہا کہ: ''وہ زندیق ہیں۔''

ہم نے آپ کے لیے سبکی کا کلام طبقات سے اور حافظ ابن عساکر کا کلام التّبیین سے نقل کیا ہے کہ: ابوالحسن اشعری نے آخری عمر میں امام احمد کا عقیدہ اپنا لیا تھا اور اپنے لیے کسی خاص مذہب کا دعویٰ نہیں کیا، تم لوگ اس حقیقت سے کیوں منہ موڑتے ہو؟

لہٰذا ہم کہتے ہیں کیا صلاح الدین اشعری تھا؟ جبکہ خود اشعری ہی اشعری نہ تھا۔وہ تو حنبلی عقیدے پر تھا۔جیسا کہ اشاعرہ کے کبار ائمہ اس بات کا اقرار کر چکے ہیں۔جن میں سب سے اہم نام سبکی کا ہے جس نے اشعری کا قول نقل کیا ہے کہ میرا عقیدہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ والا ہے۔

یہ کہ کسی آدمی کا کسی فرقے کی طرف منسوب ہونا کب سے فرقہ ناجیہ کی علامت بن گئی ہے؟ اگر تم کہتے کہ جوینی

---

❶ اتحاف السادۃ المتقین: ۲/ ۱۲، ۷۹.
❷ ایضاً: ۲/ ۱۱۰.
❸ رسائل فی عقائد اھل السنۃ والجماعۃ: ۳۱.
❹ طبقات السبکی: ۷/ ۲۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غزالی، باقلانی اور رازی اشعری تھے اور یہ بہت بڑے علماء ہیں۔ تو پھر بھی تمہاری دلیل مسترد ہوتی ہے اس لیے کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہو گے۔ جس کا فضل، انصاف، بہادری اور حسن قیادت مشہور ہے۔ مگر وہ امت کے علماء میں سے نہیں ہے تو کیا اس کا کسی بھی مذہب کی طرف منسوب ہونا حجت ہوگا؟

سیر اعلام النبلاء کے محقق نے کہا: ملک شام میں عقیدہ کی بنیاد پر مختلف مذاہب میں اختلاف شدید تھا۔ عام طور پر حکام اس میں مداخلت کرتے تھے اور ایک جماعت کے خلاف دوسری کی مدد کرتے تھے۔ ایوبی لوگوں نے اشعری عقیدہ کی ترویج کی۔ کیونکہ وہ اس عقیدہ اور اس پر چلنے والوں کو حق پر سمجھتے تھے۔ صلاح الدین ایوبی متعصب اشعری تھا۔ جیسا کہ اس کے حالاتِ زندگی سے پتہ چلتا ہے اسی لیے ملکِ شام اور مصر میں اشاعرہ انتہائی مضبوط ہو گئے۔ ❶

اگرچہ صلاح الدین ایوبی کا مقام مرتبہ بلند ہے۔ لیکن ہر ایک کی بات ردّ کی جا سکتی ہے سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔ فرقہ احباش نے دعویٰ کیا ہے۔ ❷ صلاح الدین ایوبی نے ہر مؤذن کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ وہ اذان سے قبل یہ کہے اللہ موجود بلا مکان۔ لہٰذا اے قاری: غور کر۔

مذہبی تعصب کے چند نمونے:

صلاح الدین ایوبی ایسے مشائخ کے ذریعے آزمایا گیا جو انتہائی متعصب تھے۔ جیسا کہ خبوشانی: سبکی نے کہا: ایک دن قاضی فاضل وزیر سلطان امام شافعی کی (قبر کی) زیارت کے لیے آیا تو اس نے خبوشانی کو جو کہ صلاح الدین ایوبی کا استاد ہے۔ دیکھا کہ وہ ایک تنگ کرسی پر بیٹھ کر درس دے رہا ہے۔ یہ اس کے پاس بیٹھ گیا جبکہ قبر اس کے پہلو میں تھی۔ خبوشانی چلایا کھڑے ہو جاؤ کھڑے ہو جاؤ۔ تمہاری کمر امام کی طرف ہے تو فاضل نے کہا: اگرچہ میری کمر ان کی طرف ہے لیکن میرا دل ان کی طرف متوجہ ہے تو اس نے دوبارہ چیخ کر کہا: کیا تو اس کے ذریعہ ہمیں غلام بنانا چاہتا ہے یہ وہاں سے چلا گیا اور کوئی بات نہیں سنی۔ ❸

اللہ تعالیٰ کی صفات کے اقراری کی قبر اکھاڑنا واجب ہے:

خبوشانی نے امام شافعی کی قبر پر عمارت بنائی جو الصریح الشریف (درگاہ شریف) کہلاتی تھی۔ پھر دیکھا کہ ابن کیزانی جو کہ مشبہ میں سے تھا اس کی قبر امام صاحب کی قبر کے ساتھ ہے تو خبوشانی نے کہا: صدیق اور زندیق کی قبر ایک جگہ پر نہیں ہو سکتی۔ اس نے اس کی قبر کو اکھاڑ کر اس کی اور قرب و جوار کی قبروں میں موجود اس کے متبعین کی ہڈیوں کو باہر پھینک دیا۔ مشبہ نے سخت اختلاف بھی کیا مگر اس نے ان کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ ❹

❶ سیر اعلام النبلاء: ۱/ ۱۳۔
❷ کیسٹ سلیم علوان: ۱/ ۳۸۲۔
❸ طبقات السبکی: ۷/ ۱۵ ـ ۱۷ـ محقق۔
❹ ایضاً: ۷/ ۱۵ ـ ۱۷ـ محقق۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ بھی ہے کہ صلاح الدین ایوبی ماتریدی نہیں تھا جس سے تمہارا یہ دعویٰ غلط ثابت ہو جاتا کہ ماتریدیہ حق پر ہیں۔ اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو صلاح الدین ایوبی ان کی طرف منسوب ہوتا اور ان کا مذہب متعارف ہوتا۔ جیسا کہ اشعریہ کا ہوا ہے۔

اشعری مذہب کیسے پھیلا؟:

اشاعرہ نے اپنا مذہب فکری انتشار، کفر وارتداد کے الزام، تشبیہ اور تجسیم کو بنیاد بنا کر پھیلایا وہ اپنے مدمقابل کے اوپر جھوٹے الزامات لگانے سے بھی باز نہیں آتے۔ جیسا کہ انہوں نے سلطان ارسلان کو شیخ الاسلام ہروی کے خلاف بھڑکایا اور کہا کہ وہ تجسیم (جسم کا عقیدہ) کا قائل ہے اور اپنے محراب میں بت رکھ کر اس کی پوجا کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی اس چال کو ناکام بنایا۔ ❶

اشاعرہ نے کبھی بھی اپنے مذہب کی دعوت، حکمت، نصیحت اور دلیل کی بنیاد پر نہیں دی۔ بلکہ وہ اپنے مخالف پر مسلط ہونے کی کوشش میں رہتے ہیں اور حکمران سے اس کے باطل عقیدہ کے باوجود تعلق بنا کر دوسروں کو نیچا دکھاتے ہیں۔ یہ لوگ بہت سے فتنوں کا سبب بنے۔ تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے عبیدیوں جو کہ باطنی تھے کی حمایت کی تاکہ ان کے اپنے عقائد بھی پھیلتے رہیں اور مدمقابل سے بھی چھٹکارا رہے۔ جیسا کہ القشیری نے فتنہ بغداد کے موقع پر کیا، اس کا اور اس کے ساتھیوں کا نعرہ تھا۔ (یا منصور) ان کی مراد عبیدی باطنی صاحب مصر ہے۔ ❷

اشاعرہ نے فکری انتشار اور طاقت کے ذریعے مخالفین کو دبایا۔ جیسا کہ ابن تومرت نے مغرب میں کیا ہے۔ اشعری مذہب کے مخالف کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اسے تشبیہ اور تجسیم کا فتویٰ دے کر ذلیل کیا جاتا اور اسی بناء پر اسے پھانسی چڑھا دیا جاتا اور اس کا خون اللہ کے راستے میں جائز سمجھا جاتا تھا۔

مذہب اشعری اس کا اعتقاد ہے:

اگرچہ حبشی کی اشعری سے مخالفت ثابت ہے مگر اس نے ہر اس شخص سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے جو اشعری کی مخالفت کرے۔ یہ بات ان دو شعروں میں ذکر ہے: دو ایسی چیزیں ہیں جن میں اگر کوئی مجھ سے اختلاف کرے تو مجھ سے لاتعلق ہے:

(۱)...... ابوبکر جو کہ ہدایت کے امام ہیں کی محبت۔

(۲)...... میرا اعتقاد کہ میرا مذہب اشعری ہے۔ ❸

سب سے پہلے تو یہ عقیدہ میں تقلید کی دعوت ہے۔ انہوں نے اشعری کی مخالفت سے لاتعلقی کا اعلان کیا ہے۔ حالانکہ اشعری ایک انسان ہے وہ غلطی بھی کرتا ہے اور صحیح بات بھی کرتا ہے۔ وہ معصوم نہیں ہے اس کی تقلید جائز نہیں ہے۔

---

❶ الذیل علی طبقات الحنابلۃ: ۱/ ۵۴ ـ ۵۵.

❷ الذیل: ۱/ ۱۹.

❸ الدلیل القویم: ۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبکہ اہل کلام نے عقیدہ میں تقلید کو کفر شمار کیا ہے۔ مزید یہ کہ جوینی، باقلانی اور رازی نے مذہب اشعری کی مخالفت بھی کی ہے۔ جوینی نے کہا: اشعری مذہب جبر کے سمندر میں غوطہ زن ہے۔ حبشی پر لازم ہے کہ وہ اس سے لاتعلقی کا اعلان کرے۔

ان لوگوں نے واضح کر دیا ہے کہ ان کا طریقہ محض عقلی ہے۔ انہوں نے عقل کو شرعی دلائل پر مقدم رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگ سب سے زیادہ سخت تقلید کرنے والے بھی ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا: اہل کلام کے اس رویہ پر تعجب ہے کہ وہ تقلید کا انکار کرتے ہیں اور خود سب سے پہلے تقلید کرنے والے ہیں۔ ❶

اشاعرہ اور دیگر اہل کلام ان لوگوں کے مابین ہیں جو اپنے مذہب کی تقلید دلیل کے بغیر کرتے ہیں، اور وہ جو اپنے مذہب کی دلیل کی تقلید کرتے ہیں اور اس سے باہر نہیں نکلتے۔ جیسا کہ غزالی نے بھی اس کی وضاحت کی ہے۔

اشعری کے ہاں سنت کا مقام:

اس کی تقلید کے چند مظاہر میں سے ایک یہ ہے کہ میں ایک ایسے آدمی سے ملا جو حبشی کے متبعین میں سے ہے۔ میں نے اس کو سنت رسول اللہ ﷺ میں سے چند چیزیں بتائیں تو اس نے مجھ سے کہا: بتاؤ تم اشعری ہو یا ماتریدی ہو؟ اگر ان میں سے کوئی بھی نہیں ہو تم اہل سنت والجماعت میں سے نہیں ہو۔

میں نے اسے کہا: اگر تو اشعری مذہب کی طرف منسوب ہے تو اشعری نے اہل سنت والجماعت کے مذہب کے صحیح ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اس نے تو کہا ہے:

> ''صحیح اور سچا راستہ وہی ہے جس پر اہل حدیث ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق قرآنی آیات اور احادیث کو اپنے اصل معنی پر محمول کرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ، چہرہ اور آنکھیں ہیں، وہ سنتا بھی ہے، اور دیکھتا بھی ہے۔ آسمان دنیا پر نزول بھی کرتا ہے۔ قیامت کے دن وہ آئے گا۔ جیسے اس نے خبر دی ہے اور وہ اپنی مخلوقات کے قریب ہوتا ہے۔ جیسے چاہتا ہے اس کی وہ کوئی تاویل نہیں کرتے۔'' ❷

اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم امام احمد کے عقیدہ پر ہیں اور جو کوئی ان کی مخالفت کرے اس کا ہم سے تعلق نہیں۔ ❸

میں نے اسے کہا: کیا تو اس بات کی موافقت کرتا ہے۔ یا پھر اپنے الشیخ ابوالحسن کو بھی گمراہ لوگوں کی فہرست میں شامل کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے احمد بن حنبل کا عقیدہ اپنا لیا تھا۔

ان دو اشعار کی بنیاد پر تو حبشی نے اپنے آپ سے بھی لاتعلقی کا اظہار کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں اس نے اشعری کی مخالفت کی ہے اور معتزلہ کی تاویلات کی تقلید کی ہے۔ جن سے اشعری نے دلیل کی بنیاد پر رجوع کر لیا تھا۔ یہ بات اس کے شاگرد ابن عساکر اور زبیدی نے ذکر کی ہے اسے امام ذہبی نے بھی السیر نقل کیا ہے۔

---

❶ فتح الباری: ۱۳/ ۳۵٤.

❷ مقالات الإسلامیین: ۲۱۱ - ۲۱۷.

❸ تبیین کتاب المفتدی: ۱۵۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوالحسن اشعری کا عقیدہ:

ابوالحسن اشعری معتزلہ میں سے تھا۔لیکن اس نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں ان کے عقیدہ سے رجوع کرلیا تھا اور تمام صفات کے اثبات کا اقرار کیا۔

اس نے اعلان کیا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب تاویل سے خالی ہے۔

وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے دو ہاتھ اور دو آنکھیں ثابت کرتے ہیں۔ ❶

چہرہ اور استوا کے بھی قائل ہیں اور اس میں کوئی تاویل نہیں کرتے۔ ❷

اہل سنت وحدیث ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نور ہے۔جیسا کہ اس نے اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے:

﴿اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (النور: ۳۵)

''اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔'' ❸

اس نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اہل سنت والحدیث اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں، آنکھوں، چہرہ اور استویٰ کو ثابت کرتے ہیں اور اس کی تاویل نہیں کرتے۔حتیٰ کہ اس نے کہا: جو کچھ بھی ہم نے ان کے اقوال سے نقل کیا ہے ہم بھی اسی کے قائل ہیں۔ ❹

اشعری کے مراحل:

مرتضیٰ زبیدی نے ابن کثیر سے ابوالحسن اشعری کے تین فکری مراحل نقل کیے:

اول: اعتزال کی حالت جس سے اس نے رجوع کرلیا تھا۔

دوم: عقلی صفات کا اثبات اور یہ سات ہیں: زندگی، علم، قدرت، ارادہ، سماعت، بصارت اور کلام۔اس کے علاوہ دیگر صفات کی تاویل جن کا ذکر مختلف دلائل میں ہے۔جیسا کہ چہرہ قدم پنڈلی وغیرہ۔درحقیقت اس منہج میں اس نے عبداللہ بن سعید بن کلاب کی پیروی کی ہے۔ ❺

سوم: بغیر کیفیت اور تشبیہ کے تمام صفات کا اثبات اور یہ علمائے سلف کا منہج ہے۔یہ بات اس کی کتاب الابانہ میں واضح ہے۔یہ مختصر وضاحت ہے۔چند مسائل ایسے باقی ہیں کہ شاید اگر اللہ تعالیٰ اسے زندگی دیتا تو ان سے بھی رجوع کرلیتا۔

---

❶ یعنی وہ صفات کی نفی نہیں کرتے، نہ ہی تاویل کرتے ہیں۔

❷ مقالات الإسلاميين: ۲۹۱.

❸ ایضاً: ۲۱۱.

❹ ایضاً: ۲۹۱.

❺ الخطط للمقرزی: ۳/ ۳۰۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبکی کا اعتراف کے اشعری نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ مذہب کی طرف رجوع کر لیا تھا

سبکی نے اس بات کی تاکید کی ہے کہ الشیخ اشعری نے سلف صالحین کے مذہب کی طرف رجوع کر لیا تھا، اور اس کا عقیدہ امام احمد والا تھا۔ اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں اور اس بات کا اظہار اور اعتراف اشعری نے اپنی تصنیفات میں کئی مقامات پر کیا ہے کہ: ''عقیدہ وہی ہے جو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ہے۔'' سبکی نے کہا: یہ عبارت ابو الحسن اشعری کی کتابوں میں کئی مقامات پر دیکھی جا سکتی ہے۔ ❶

لوگوں پر تعجب ہے جو ان ائمہ کا وہی مذہب اپنائے ہوئے ہیں جس سے انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔ ان میں سب سے پہلے ابو الحسن اشعری، دوسرے نمبر پر جوینی، تیسرے نمبر پر رازی اور چوتھے نمبر پر غزالی ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگ ہیں۔ یہ یقیناً انصاف نہیں ہے کہ کسی شخص کا وہ مذہب اپنایا جائے جس سے اس نے رجوع کر لیا تھا اور اس کی توبہ کی طرف توجہ نہ کی جائے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اشاعرہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے مابین فرق ذکر کرتے ہوئے:

اشعری کا مذہب امام احمد رحمہ اللہ کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ اس کے دلائل میں سے ایک دلیل وہ ہے جو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نقل کی ہے کہ اشاعرہ اس بات سے منع کرتے ہیں کہ یہ کہا جائے کہ: اللہ تعالیٰ حرف اور آواز سے بات کرتا ہے جبکہ انہوں نے اور زبیدی نے یہ بات نقل کی ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کا یہ عقیدہ تھا۔ یہ بات ابو الفضل تمیمی نے امام احمد رحمہ اللہ سے نقل کی ہے۔ ❷

کیا معتزلہ نے تاویلات میں اہل سنت کی موافقت کی ہے؟

حافظ ابن عساکر نے ان سے یہ جملہ نقل کیا ہے۔ ❸ پھر اشعری کا قول ذکر کیا ہے۔ اگر کہنے والا یہ کہے کہ: تم نے معتزلہ، قدریہ اور جہمیہ کے قول کی مخالفت کی ہے تو تم ہمیں اپنا قول بتاؤ جو تم کہتے ہو اور اپنے دین کے متعلق بتاؤ جسے تم اختیار کرتے ہو؟ تو اشعری فوراً اپنے اس عقیدہ کے مخالف عقیدہ کی بات کرے گا جو اس نے پہلے معتزلہ سے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے استوا ثابت کرے گا اور استیلاء کی نفی کرے گا۔

اشاعرہ کے خلاف بہت بڑی دلیل:

پہلی دلیل: اشاعرہ نے اشعری کی مخالفت کی ہے۔ اس کی ایک بہت بڑی دلیل یہ ہے: اشعری کا معتزلہ کی تاویلات کو ذکر کرنا جیسا کہ ان کا یہ کہنا استویٰ یعنی استولی یہ بطور انکار تھا۔ نہ کہ بطور استحسان اس کی دلیل اس کا یہ قول

---

❶ طبقات الشافعية: ٣/ ٩٩.

❷ فتح الباری: ١٣/ ٤٦٠_ اتحاف السادة المتقين: ٢/ ٧٩_ طبقات الحنابلة: ٢/ ٢٩٦.

❸ تبيين كذب المفترى: ١٥٧ _ ١٥٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے: ”اگر یہ کہا جائے کہ تم نے معتزلہ کا انکار کیا ہے۔“ ❶

اس بنیاد پر ان کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہوتا ہے کہ معتزلہ نے استویٰ کی استیلاء سے، نزول کی رحمت سے، ہاتھ کی قدرت سے تاویل میں اہل سنت کی موافقت کی ہے، اور کتاب (تبیین کذب المفتری) جس کو حبشی دلیل بناتے ہیں درحقیقت یہ خود ان کے خلاف بڑی دلیل ہے۔

دوسری دلیل: حافظ ابن عساکر نے اپنی کتاب (تبیین) میں کہا: معتزلہ نے الاستواء سے مراد استولی لیا ہے، اور مشبہ نے کہا ہے: استواء ذاتی طور پر حرکت اور منتقل ہونے سے ہے۔ پھر انہوں نے ایسا کلمہ کہا: جو ان جھوٹوں کے جھوٹ کو واضح کر دیتا ہے۔ ابوالحسن نے درمیانی راہ اختیار کی ہے۔ ❷ یہ انہوں نے اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ ابوالحسن کی طرف منسوب جھوٹ کا پردہ چاک کیا جاسکے کہ اس نے استواء کی تاویل استیلاء سے کر کے معتزلہ کی موافقت کی ہے۔

امام ذہبی نے اشعری کا عقیدہ ذکر کیا ہے اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ انہوں نے معتزلہ کی تاویلات کو ترک کر دیا تھا۔ ذہبی کی یہ بات دلیل ہے کہ معتزلہ تاویل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی نفی کرتے ہیں۔ ❸

اشعری کی کتاب (الابانۃ) کے بارے میں:

بعض لوگوں نے تیسرے مرحلہ میں شک کیا ہے، انہوں نے کتاب (الابانہ) کی اشعری کی طرف نسبت کا انکار کیا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ابوبکر بن فورک نے اشعری کی تصنیفات میں (الابانہ) کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن ابن عساکر نے ان کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ جن کو ابن فورک نے شمار نہیں کیا۔ جیسا کہ (رسالة الاشعری الی اھل الثغر) اور (رسالة الحث علی البحث) ❹ تو انہوں نے رسالہ (الابانہ) کو ان میں ذکر کیوں نہیں کیا؟ حالانکہ سبکی نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اس کا ایک معتمد نسخہ اشاعرہ کے پاس موجود ہے۔

ابن فورک کا کتاب (الابانہ) کو ذکر نہ کرنا نقصان دہ نہیں ہے۔ کیونکہ اشعری نے اپنی کتاب (مقالات الاسلامیین) میں مذہب سلف کو اپنانے کا ذکر کیا ہے، اور اس نے اعلان کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات۔ جیسا کہ چہرہ، ہاتھ، استواء اور نزول پر ایمان رکھتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔

ان بہت سے مقالہ نگاروں نے جنہوں نے انتہائی محنت سے مطالعہ کیا۔ اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اشعری کی کتاب (الابانہ) اس کی زندگی کا تیسرا مرحلہ ہے اور یہ بات انتہائی بعید ہے کہ اس کی کتاب (اللمع) اور (استحسان الخوض فی علم الکلام) اس کی آخری کتابیں ہوں۔ ❺

---

❶ تبیین کذب المفتری: ۱۵۰.

❷ تبیین کذب المفتری: ۱۵۰.

❸ سیر اعلام: ۱۸/ ۲۸٤.

❹ تبیین کذب المفتری: ۱۳٦.

❺ مذاھب الإسلامیین: ۱/ ۵۸.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جس شخص نے بھی اشعری کا دفاع کیا ہے۔اس نے اس کی کتاب (الابانہ) پر اعتماد کیا ہے۔جیسا کہ ابن عساکر وغیرہ۔

ابن عساکر بیہقی اور سبکی کا الابانہ پر اعتماد:

حافظ بیہقی نے اس کتاب کی نسبت اشعری کی طرف کی ہے۔ ❶

حافظ ابن عساکر نے ایک کتاب (تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الامام ابی الحسن اشعری) لکھی۔جس میں انہوں نے ایک مکمل فصل اشعری کی کتاب (الابانہ) کے بارے میں قائم کی۔انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ قدیم اشاعرہ وہی اعتقاد رکھتے ہیں جو کتاب (الابانہ) میں ہے۔ ❷

سبکی الابانہ کی تعریف کرتے ہوئے:

سبکی نے کتاب التبیین کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ: اس پر اشاعرہ اعتماد کرتے ہیں۔ ❸

اشاعرہ کا کتاب (الابانہ) پر فخر کرنا درحقیقت اشعری کے فوت ہو جانے کے بعد بھی اس کے صحیح عقیدہ پر دلیل ہے اور یہ کتاب اس کے عقیدہ اور اشعری کے مذہب کی آخری تعلیم ہے۔

حنفیہ میں سے ابن عذبہ نے بھی اس کتاب سے دلیل لی ہے۔ ❹

ابو القاسم عبدالملک بن عیسیٰ المتوفی ۶۰۵ھ نے کہا: کتاب (الابانہ) اشعری کی عقیدہ میں آخری تصنیف ہے، اور وہ اسی پر قائم رہا۔ ❺ پھر انہوں نے امام القراء ابو علی حسن بن علی بن ابراہیم فارسی سے ذکر کیا۔ جب اشعری بغداد آیا تو اس نے (الابانہ) کے نام سے کتاب لکھی۔ ❻

ابن عماد حنبلی نے صراحت کی ہے کہ (الابانہ) اشعری کی آخری تصنیف ہے۔اس کے اصحاب اسی کتاب پر اعتماد کرتے ہوئے اشعری کا دفاع کرتے ہیں۔

اشاعرہ کا اشعری کی مخالفت کرنا:

بہت سے لوگ جو بعد میں اشعری کی طرف منسوب ہوئے وہ اس بات سے لاعلم ہیں کہ اس نے سلف صالحین کے عقیدہ کی طرف رجوع کر لیا تھا، اور اللہ تعالیٰ کی ان تمام صفات کا اقرار کیا جو اللہ تعالیٰ نے یا رسول اللہ ﷺ نے ذکر کی ہیں۔ یہ لوگ اس اہم حقیقت سے ناواقف ہیں کہ معتزلہ کا اللہ تعالیٰ کی صفات کی نفی کرنا دراصل تاویل کی بنیاد پر تھا۔ جب یہ لوگ اس حقیقت کو نہ پہچان سکے تو انہوں نے بھی معتزلہ کی تاویلات پر بنیاد رکھ دی اور یہ کہہ کر ان کا دفاع شروع کر دیا کہ اہل سنت کی تاویلات اور معتزلہ کی تاویلات میں کوئی فرق نہیں۔

---

❶ الإعتقاد: ۹۶/ ۱۰۹.
❷ تبیین کذب المفتری: ۱۵۲.
❸ طبقات السبکی: ۱/ ۱۳۳.
❹ الروضة البهية: ۵۳.
❺ رسالة فی الذب عن ابی الحسن اشعری: ۵.
❻ شذرات الذهب: ۲/ ۳۰۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے یہ گمان کیا کہ معتزلہ نے صفات کی نفی کی ہے۔ یہ صحیح نہیں یہ لوگ وہی بات کرتے تھے جو آج بھی بہت سے لوگ کر رہے ہیں۔ ہم ان صفات پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ان کا ظاہر مراد نہیں ہے۔ ❶

اسی لیے ابوالحسن اشعری ان کی تاویلات نقل کرتے ہیں

''معتزلہ نے کہا اللہ تعالیٰ کے نزول کا مطلب اس کی آیات یا فرشتوں کا اس کے حکم کے ساتھ اترنا ہے۔'' ❷

یہ دلیل ہے کہ معتزلہ تاویل پر اعتماد رکھتے تھے۔ جب ابوالحسن اشعری نے معتزلہ کا مذہب چھوڑا تو ان کی تاویل بھی چھوڑ دی۔ انہوں نے معتزلہ کی تاویل کو اللہ تعالیٰ کی صفات کے انکار کا سبب جانا ہے۔ لہٰذا وہ ان کے مذہب سے لاتعلق ہو گئے اور اس بات کا اعلان انہوں نے اپنی کتاب (الإبانه) میں کیا کہ وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے عقیدے پر ہیں۔ اس کتاب سے آج بھی ایسے بہت سے لوگ ناواقف ہیں جو اپنے آپ کو اشعری کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

پھر کہا: معتزلہ کہتے ہیں:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰهٰ: ٥)

''(جو رحمٰن ہے، عرش پر قائم ہے) استویٰ کا معنی استولی ہے۔'' ❸

اشاعرہ کی اشعری کی مخالفت کے دلائل:

ابوالحسن اشعری نے کہا: معتزلہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزول کا مطلب اس کی آیات یا اس کا حکم لے کر فرشتوں کا اترنا ہے۔ اشعری، جوینی اور ابن خزیمہ نے نقل کیا ہے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اس دعویٰ میں غلط قرار دیا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے۔ ❹

ماتریدیہ اور اشاعرہ نے بھی معتزلہ والی تاویلات کو اختیار کیا ہے۔ جیسا کہ رازی، ایجی، جوینی اور کتاب الجوہرہ کے شارحین وغیرہ۔ ❺

درحقیقت یہ تاویل عین بشر المریسی کی ہے جو کہ معتزلہ کا باپ اور بانی ہے۔ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کے نزول کا مطلب اس کے حکم یا اس کی رحمت کا نزول ہے۔ ❻

ابن فورک نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ: اشاعرہ میں سے متاخرین استواء کی تاویل قہر اور غلبہ سے کرتے

---

❶ متشابه القرآن، ص: ١١٩.

❷ مقالات الإسلاميين: ٢٩١ـ تبيين كذب المفترى: ١٥٠.

❸ رسالة الأشعرى الى اهل الثغر: ٢٣٣ ـ ٢٣٤ـ شرح اصول الخمسة: ٢٢٩، مقالات الاسلاميين: ١٥٧.

❹ الإبانة: ١٠٦ـ ضمن المنبرية والتوحيد لإبن خزيمة: ١١٤.

❺ اساس التقديس: ١٦٢ـ مشكل الحديث: ٨.

❻ شرح اصول الخمسة: ٢٢٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ جبکہ اشعری اور اس کے متقدمین اصحاب اس کے خلاف ہیں۔ ابومنصور بغدادی نے کہا: معتزلہ کا یہ قول کے استواء سے مراد استولی ہے۔ فاسد اور باطل ہے۔ ❶

اشعری نے کہا: معتزلہ کا کہنا ہے کہ اللہ کے ہاتھ سے مراد اللہ کی نعمت ہے۔ ابومنصور بغدادی نے کہا: معتزلہ کہتے ہیں۔ اللہ کے ہاتھ سے مراد اللہ کی قدرت ہے۔ پھر کہا ان کا قول باطل ہے۔ ❷ انہوں نے مزید کہا: قدریہ کہتے ہیں اللہ کے ہاتھ سے مراد اس کی قدرت ہے یہ قول بھی باطل ہے۔ پھر کہا: معتزلہ میں سے جبائی کا یہ قول ہے۔ اللہ کے ہاتھ سے مراد اللہ کی نعمت ہے۔ یہ قول بھی غلط ہے۔

اشعری نے ذکر کیا ہے کہ معتزلہ میں سے جبائی کا کہنا ہے: اللہ تعالیٰ کو (تمام مخلوقات سے) بلند (اوپر) ماننا صحیح نہیں، اور قرآن مجید میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کی فوقیت کا ذکر ہے تو اس کی تاویل غلبہ اور استیلاء سے کی جائے گی۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر غلبہ رکھتا ہے۔ ❸

اشاعرہ پر علماء کی تنقید

شیخ جیلانی کی تنقید:

شیخ عبدالقادر جیلانی اشاعرہ کے اس عقیدے پر تنقید کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام معنی قائم اور قدیم بالنفس ہے۔ ❹ انہوں نے وضاحت کی اللہ تعالیٰ بند کرتا ہے۔ کھولتا ہے، خوش ہوتا ہے، محبت کرتا ہے، ناپسند کرتا ہے، راضی ہوتا ہے، غضب میں آتا ہے، ناراض ہوتا ہے، اس کے دو ہاتھ ہیں اور دونوں ہاتھ دائیں ہیں اور یہ کہ لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ہیں اور وہ بلند ہے۔ عرش پر مستوی ہے۔ کائنات کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔

اور یقیناً نبی ﷺ نے اس لونڈی کے ایماندار ہونے کی گواہی دی۔ جس سے آپ نے پوچھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ تو اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور اس کے سامنے نور کے ستر ہزار پردے ہیں اور یہ کہ عرش کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ ❺

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مطلق طور پر صفت استواء بغیر تاویل کے ماننا لازم ہے۔ وہ ذاتی لحاظ سے عرش پر مستوی ہے اور اس سے مراد اس کا بیٹھنا یا مس کرنا نہیں۔ جیسا کہ مجسمہ اور کرامیہ کا موقف ہے اور نہ ہی اس سے مراد قدر و منزلت کا بلند ہونا ہے۔ جیسا کہ اشاعرہ کا قول ہے اور نہ ہی اس کا معنی استیلاء ہے۔ جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں۔ ❻

---

❶ الأسماء والصفات: ٣/ ١٥٢.

❷ مقالات الإسلاميين: ١٥٧ ـ ١٦٧.

❸ مقالات الإسلاميين: ٥٣٢.

❹ الغنية: ٦٠.

❺ ایضاً: ٥٦۔ اس کی دلیل نہیں ہے۔ مسلم میں بغیر عدد کے ہے۔

❻ یہ عام اشاعرہ کا قول ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ جیسے چاہتا ہے اس کے نزول سے مراد رحمت اور ثواب کا نزول نہیں۔ جیسا کہ اشاعرہ اور معتزلہ کا دعویٰ ہے۔ ❶

امام مالک کا یہ قول کہ: (اہل بدعت کی گواہی قبول نہیں) حافظِ مغرب وفقیہ ابن عبدالبر نے اپنی سند کے ساتھ مالکی فقیہ ابوبکر خویز منداد سے امام مالک کے قول کہ (اہل بدعت کی گواہی قبول نہیں) پر تعلیق نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا: امام مالک اور ہمارے تمام اصحاب کے نزدیک اہل بدعت اور اہل ہوا (نفس پرست) سے مراد اہل کلام ہیں۔ اہل کلام کا ہر فرد اہل ہوا ہے۔ وہ اشعری ہو یا نہ ہو اسلام میں اس کی گواہی ہرگز قبول نہیں۔ اس سے بائیکاٹ کیا جائے گا اور بدعت ترک کرنے کے لیے اسے سمجھایا جائے گا۔ ❷

سیوطی نے ابوعبداللہ حاکم کے حوالے سے ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابوزید الفقیہ المروزی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ابوالحسن اشعری کے پاس بصرہ آیا اور ان سے علم کلام سیکھا۔ میں نے رات کو خواب دیکھا کہ میں اندھا ہو چکا ہوں میں نے ایک تعبیر کرنے والے سے اس خواب کا ذکر کیا اس نے کہا کہ: تو ایسا علم حاصل کرے گا جس سے گمراہ ہو جائے گا تو میں نے اشعری کے پاس جانا بند کر دیا۔ ایک دن اس نے مجھے راستے میں دیکھا تو پوچھا ابوزید کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ خراسان میں جائے تو تجھے فروعات کا تو علم ہو اور اصولوں کا نہیں؟ میں نے اس کو اپنا خواب بیان کیا تو اس نے مجھے کہا: اس کو یہیں ختم کر دو۔ ❸

میں نے جو کچھ دیکھا ہے تو اس بات میں کوئی شک نہیں رہا۔ کہ اشاعرہ عقیدہ میں اشعری کی مخالفت کرتے ہیں اور بہت سی تاویلات میں معتزلہ کے موافق ہیں۔ یہ اسی علم کلام کی پیروی کرتے ہیں۔ جس کو اشعری نے چھوڑ دیا تھا۔ یہ ایسا ہتھیار ہے جس کے ذریعہ معتزلہ گمراہ ہوئے اور جو بھی ان کے راستے پر چلا گمراہ ہو گیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے اشعری کا مذہب وہ ہے جس میں گمراہ فرقے کی علامات پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: اہل کلام اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات، اس کے کلام، اس کے علم اور اس کی قدرت میں کلام کرتے رہتے ہیں اور ان چیزوں پر خاموش نہیں رہتے جن سے صحابہ کرام اور تابعین عظام خاموش رہے۔ ❹

سبکی نے ذکر کیا ہے کہ ہروی نے اشعری کی زبردست مذمت کی ہے۔ یہاں تک کہ اس نے کہا: اشاعرہ کا ذبیحہ بھی حلال نہیں۔ ❺ اور لوگ ایسے افراد سے بائیکاٹ کر لیتے تھے جو اہل کلام کا مذہب اختیار کرتے تھے۔ ابوعصرون جو کہ

❶ الغنية: ٥٧.

❷ جامع بيان العلم: ٢/ ٦ـ صون المنطق: ١٣٧.

❸ صون المنطق والكلام: ٧٦ ـ ٧٧.

❹ ايضاً: ٥٧.

❺ طبقات السبكى: ٤/ ٢٧٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمائے اشاعرہ میں سے تھا۔ جب لوگوں نے اس سے بائیکاٹ کیا تو اس نے اس کی وجہ پوچھی کہ تم لوگوں نے میرا بائیکاٹ کیوں کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ تو اشعری ہے اس نے کہا: اللہ کی قسم میں اشعری نہیں۔ ❶

ابن حزم رحمہ اللہ کا اشعری کے بارے میں مؤقف:

اے قاری! آپ کو اشعری کے بارے میں علماء کے مؤقف کا علم ہونا چاہیے۔ جیسا کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا: اہل سنت والجماعت سے سب سے زیادہ بعید مذہب مرجیہ کا ہے جو جہم بن صفوان اور اشعری کے پیروکار ہیں۔

ابن حزم رحمہ اللہ نے احوال پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ جس کا دعویٰ اشاعرہ کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے: کچھ احوال ایسے ہیں جو نہ مخلوق ہیں اور نہ ہی غیر مخلوق۔ نہ ہی معلوم ہیں اور نہ ہی مجہول، نہ ہی حق ہیں اور نہ ہی باطل، اور یہ کہ آگ گرم نہیں اور برف ٹھنڈی نہیں۔ اسی لیے وہ فرقہ اشعریہ کو گمراہ فرقہ قرار دیتے تھے۔ ❷

ابن جوزی نے ابوالحسن اشعری پر تنقید کی ہے

کیونکہ اس نے لوگوں کے لیے ایک ایسا دروازہ کھولا ہے جس سے عقائد میں اختلاف واقع ہو گیا ہے۔ وہ کبھی معتزلہ کے قول کے مطابق بات کرتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایسی صفت ہے جو قائم بالنفس ہے۔ ابن جوزی نے کہا: لوگوں میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ حتی کہ علی بن اسماعیل اشعری آیا۔ اس نے کبھی معتزلہ کے عقیدہ کے مطابق دعویٰ کیا اور کبھی کہا: اللہ تعالیٰ کا کلام ایسی صفت ہے جو قائم بالنفس ہے۔ پھر کہا جو ہمارے پاس کلام ہے وہ مخلوق ہے۔ ❸

اس کی یہ بات اس درمیانے مرحلہ پر محمول کی جائے گی جس پر اشعری امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عقیدہ اپنانے سے پہلے تھا۔

اشعری کے متعلق ابونصر السجزی کا مؤقف:

ابونصر السجزی ❹ نے کہا: جان لو! اللہ ہمیں اور تمہیں ہدایت دے کہ پہلے زمانہ میں لوگوں کے مابین کوئی اختلاف نہ تھا۔ حتی کہ ابن کلاب، قلانسی، صالحی، اشعری اور ان کے ساتھی متعارف ہوئے۔ جنہوں نے بظاہر معتزلہ کا ردّ کیا اور حقیقت میں وہ ان کے ساتھ بلکہ ان سے بھی دو ہاتھ آگے تھے۔ پھر اشعری نے اس اللہ تعالیٰ کے کلام کے لیے ایسے الفاظ ذکر کیے جو کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں ہیں۔

انہوں نے مزید کہا: اشعری کے پاس قرآن مجید اس عربی نظم کے علاوہ ہو، جبکہ بہت سے دانشور اور اہل علم اس سے ناواقف ہیں تو احکام شریعت ختم ہو جائیں گے اور اس میں کسی مسلمان کا کوئی اختلاف نہیں کہ جو قرآن مجید کی ایک

❶ ایضاً: ٤/ ١٣٤.

❷ الفصل فی الملل والنحل: ٤/ ١ـ ٥/ ١١٧.

❸ صید الخاطر: ١٨١ ـ ١٨٣.

❹ ذہبی نے کہا: امام حافظ، شیخ السنة، شیخ الحرم مصنف لإبانة الکبریٰ، سیر اعلام: ١٧/ ٦٥٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورت یا ایک آیت یا ایک حرف کا بھی انکار کرے وہ کافر ہے۔

پھر ابونصر نے ہر مسلمان کو یہ وصیت کی کہ وہ سلف صالحین کی کتب کو دیکھے کیا ان میں سے کسی نے یہ کہا ہے۔ حروف کلام اللّٰہ نہیں اگر کسی ایک سے بھی ایسی بات مل جائے جو کہ ہمارے مخالفین کلابیہ اور اشعریہ سے پہلے کسی کا کلام ہو تو وہ اپنے مؤقف میں معذور سمجھے جائیں گے۔

پھر کہا: ہر ایک کو چاہیے کہ وہ کلابیہ اور اشاعرہ کے صفات کے بارے میں قول پر غور کرے تو اسے پتہ چل جائے گا کہ وہ درحقیقت معبود کے قائل ہی نہیں۔

معتزلہ اگرچہ ان سے بھی گمراہ ترین مذہب رکھتے ہیں۔ لیکن اہل سنت کی عوام کے لیے وہ ان سے کم نقصان کا باعث ہیں۔ انہوں نے اپنی بات کے اختتام پر کہا: اشعریہ کا قرآن مجید کے بارے میں قول حیرت کا باعث ہے۔ وہ کہتے ہیں: قرآن عربی نہیں اور یہ ازلی صفت ہے جبکہ عربی نظم ان کے نزدیک مخلوق ہے۔ وہ کہتے ہیں: ایمان صرف تصدیق کا نام ہے۔ ابونصر سجزی نے کہا: جان لو اللّٰہ ہمیں اور تمہیں ہدایت دے کہ مخلوق کے درمیان اس بات میں اختلاف نہیں تھا کہ کلام حروف اور آواز کے بغیر ممکن نہیں۔ یہاں تک کہ ابن کلاب قلانسی، اشعری اور ان کے اصحاب پیدا ہوئے جنہوں نے معتزلہ کے ردّ کا دعویٰ بلند کیا۔ [1]

علامہ محمد انور کشمیری کا مؤقف:

علامہ انور شاہ کشمیری حنفی [2] نے اشعری کا ردّ کرتے ہوئے کہا: کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اشعری جب تنزیہ (پاک کرنا) کے معاملہ میں حد سے گزرا اور اس میں شدت اختیار کی تو اس نے اللّٰہ تعالیٰ کی ایسی بہت ساری صفات کا انکار کر دیا۔ جو سمع (نقل) سے ثابت ہیں۔ حتیٰ کہ وہ معطلہ سے جا ملا۔ اس کے نزدیک اللّٰہ تعالیٰ کا استواء جو منصوص (دلیل سے ثابت) ہے صحیح نہیں ہے۔ اس نے اس باب میں ہر صفت میں مجاز کو داخل کر دیا۔ قرآن مجید اس کے تنزیہ کے مؤقف کی تردید کرتا ہے۔

ہم نے پہلے بھی یہ بات نقل کر دی کہ قرآن مجید میں ہم ایسی کوئی تعبیر نہیں پاتے جو اس وہم کو زیادہ کرے۔ اس اللّٰہ تعالیٰ کے فرمان سے: ﴿إِنَّنِيٓ أَنَا ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ ''یقیناً میں ہی اللّٰہ ہوں سارے جہانوں کا پروردگار۔'' اور فرمایا: ﴿بُورِكَ مَن فِي ٱلنَّارِ﴾ ''۔'' وہ جو اس آگ میں ہے اور برکت دیا گیا ہے۔'' یہ سب کا سب مسموع (سنا ہوا) ہے۔ جبکہ اشعری اسے تنزیہ کے خلاف گردانتا ہے۔ میں کہتا ہوں: وہ اس تعبیر کو بھی مکروہ خیال کرے۔ لیکن قرآن مجید نے اس کو ذکر کیا ہے اور اس وہم کی کوئی پرواہ نہیں کی، اور نہ ہی میں اسے تنزیہ کے خلاف سمجھتا ہوں۔ مختصر یہ ہے۔ ایسی بہت سی صفات

[1] السجزی کا رسالہ جو کہ اہل زبید کے نام لکھا گیا۔ الردّ علی من أنکر الحرف والصوت: ۸۰.

[2] شیخ شمس سلفی نے کہا: کوثری اور ابوغدہ کے ہاں ان کا بہت مقام و مرتبہ ہے۔ مقالات الکوثری: ۳۵۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی سند مسموع ہے۔ مگر اشعری ان کو اللہ تعالیٰ کے لیے تسلیم نہیں کرتا۔ جبکہ قرآن مجید ان عقلی تنزیہات کو بیان نہیں کرتا۔

یہ کلام بہت بہترین ہے مگر اشعری پر ردّ کرنا اور ماتریدی سے خاموش رہنا انصاف کے منافی ہے۔ پھر کیا یہ اس کی طرف سے اعتراف نہیں ہے کہ کسی صفت کا اثبات تشبیہ شمار نہیں ہوگا؟

مذہب اشعری کے متعلق سرہندی کا موقف:

سرہندی فاروقی نقشبندی نے تقدیر کے مسئلہ میں اشعری مذہب پر تنقید کی ہے اور اس مذہب کو جبرِ حقیقی کے دائرے میں داخل سمجھا ہے، اور دعویٰ کیا ہے کہ بہت سے کم ہمت لوگوں نے تقدیر کے بارے میں اشعری کا موقف اختیار کیا ہے، اور اسی سبب سے اس کے مذہب کی طرف مائل ہوگئے ہیں۔ ❶

معاصرین (اس دور کے لوگ) میں سے ابوالفضل احمد بن صدیق الغماری جو کہ عبداللہ الغماری کا بھائی ہے۔ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ﴾ ''اور یہودیوں نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔'' کی تفسیر میں کہا ہے: اشعریہ نے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا مطلق طور پر انکار کیا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ جس نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ کے ہاتھ، آنکھیں اور قدم ہے وہ مشبہہ و مجسمہ ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: بـأعيننا کے معنی میں حفظ اور قدرت کے ساتھ تحریف کی ہے۔ یہ سلف صالحین کے مذہب اور حق کے خلاف ہے۔ یہ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے وہی معنی ثابت کیے ہیں۔ جس کا اس نے ارادہ کیا ہے جبکہ وہ خود ساختہ معانی مراد نہیں ہیں جو اشاعرہ وغیرہ نے باطل تاویل کے ذریعہ مراد لیے ہیں۔ وہ شخص انتہائی گمراہ ہے جو کہے (قـدرتـاه مبسـوطتان) یعنی اس کی دو قدرتیں کھلی ہیں۔ یہ بات عقل کے ہی خلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لیے لفظ قدرت کو تثنیہ (دو) کے صیغہ سے منسوب کرے۔ کیونکہ لفظ واحد تمام حقائق کو شامل ہے۔ جیسا کہ فرمایا: (اِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا)

انہوں نے اس آیت کریمہ ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ کی تشریح میں فرمایا: استواء اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اس پر ایمان رکھنا اور اس کے معنی کو اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے تسلیم کرنا ہم پر واجب ہے۔ اس کے معنی استولی کے نہیں ہیں۔ جیسا کہ بدعتی اشعری کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے قول اور ان کے مذہب سے بہت بلند ہے۔ ❷

مذہب اشعری کا شنیع ترین عقیدہ:

اس فصل میں مختصر طور پر آپ دیکھیں گے کہ مذہب اشعری کے عقائد عجیب وغریب ہیں، اور اس باب میں ان کے اقوال بے کار اور انتہائی خطرناک ہیں۔ ہم اپنی بات رازی سے شروع کرتے ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وجاء ربك﴾ کی تشریح میں دعویٰ کیا ہے کہ: رب مربی ہے اور شاید تمام فرشتوں کا سردار فرشتہ نبی کریم ﷺ کا مربی

---

❶ مكتوبات الإمام الرباني: ٣٣١.

❷ الاقليد فى تنزيل كتاب الله على أهل التقليد: ٤٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اس فرمان میں وہی مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کے فرمان: ﴿وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ میں ''فرشتہ ہی مراد ہے۔ ❶ اہل فلسفہ اور اہل کلام کی کتاب اللہ میں تحریف اور ان کی جرأت و بے باکی کا یہ ایک ادنیٰ سا نمونہ ہے۔

اور اس نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: اللہ تعالیٰ اس سے ہنستا ہے۔ میں اعراب کی غلطی ہوگئی ہے۔ صحیح بات یہ ہے۔ یہاں لفظ (ی) پر پیش ہے۔ یعنی یوں ہے: يُضحك الله الملائكه یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ہنساتا ہے۔ ❷

ماتریدی نے اس آیت کریمہ میں ایک اور انداز سے تحریف کی ہے۔ اس نے لفظ (و) کو (ب) سے بدل دیا ہے۔ یعنی ﴿وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ ❸ یعنی ((وَجَاءَ رَبُّكَ بِالْمَلَكِ صَفًّا صَفًّا)) ماتریدیہ اسے امام اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔ یہ تحریف اس تحریف کے مشابہ ہیں جس میں لفظ استواء میں (ل) کا اضافہ کرتے ہوئے (استولی) بنایا گیا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کے الفاظ میں تحریف اس کے معنی میں تحریف سے کہیں زیادہ بھیانک ہے۔

پھر نسفی آیا اور اس نے قرآن مجید کی آیات کی تاویل کرتے ہوئے ماتریدی کے قول کی موافقت کی۔ ❹ اس کا کہنا ہے: اللہ تعالیٰ کے لیے آنے اور جانے کی صفت ثابت کرنا جائز نہیں۔ اس کا یہ قول بہت بڑا جھوٹ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان صفات کو خود اپنے لیے ثابت کیا ہے۔ لہٰذا اس چیز پر ناجائز ہونے کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے جسے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے جائز قرار دیا ہے؟

ان لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ درحقیقت جبرائیل علیہ السلام کے ہیں۔ ان کے مشہور قول (فإن عبر عنه) کا مطلب یہی ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ جبرائیل کی تعبیر ہے۔

بیجوری نے اشعریہ کا یہ خبیث عقیدہ نقل کیا ہے۔ ان میں سے بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ یہ الفاظ جبرائیل کے ہیں، اور بعض کے نزدیک محمد رسول اللہ ﷺ کے ہیں۔ یہ قول امیر کا ہے جو اس نے (الجوہر) کی شرح میں نقل کیا ہے: ''ترجیح اسی کو دی ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ جبرائیل نے اپنی طرف سے ادا کیے۔'' ❺

ان لوگوں نے درحقیقت ان کفار کی موافقت کی ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ﴾ (المدثر: ٢٤)

---

❶ اساس التقديس: ١٤٣.

❷ ايضاً: ١٨٩.

❸ تاويلات أهل السنة: ١/ ٨٣.

❹ تفسير نسفی: ٤/ ٣٥٦.

❺ شرح جوهرة التوحيد: ٧٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سوائے انسانی کلام کے کچھ بھی نہیں۔''

یہ رائے باقلانی کی رائے کے مثل ہے۔ جس نے وضاحت کی کہ قرآن مجید کا عربی اسلوب جبرائیل کی زبان ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ﴾ ''کہ بے شک یہ (قرآن) بزرگ رسول کا قول ہے۔'' اس نے کہا: جبرائیل نے ہی اسے عربی زبان میں ادا کیا ہے۔ (الانصاف: ۱۴۷) ان لوگوں کے نزدیک حقیقت میں قرآن جبرائیل کا جبکہ مجاز میں اللہ کا کلام ہے۔ ابن حزم رحمہ اللہ نے اسے باقلانی کا خاص طور پر اور اشاعرہ کا عام طور پر شنیع ترین قول قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا: ان تمام نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ: قرآن مجید جبرائیل کے الفاظ سے تعبیر ہے۔ ❶

یہاں تک کہ اس عبارت (منه خرج واليه يعود) کو اشعری کی تاویل نے مسخ کر دیا ہے۔ ابو بکر ابن فورک نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ وہ جو تجھ سے یہ پوچھے گا جو اس نے حکم دیا اور جس سے روکا۔ ❷

یہاں پر اشاعرہ انتہائی حیرت میں مبتلا ہو گئے۔ حتی کہ معتزلہ سے ان کی موافقت ثابت ہوئی۔ انہوں نے کلام اللہ کے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ اس کے معنی نفسی ہیں اور الفاظ مخلوق ہیں۔ ان سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ کے اسماء پر مشتمل الفاظ (اللہ اور الرحمٰن) کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا یہ ازلی ہے یا مخلوق ہیں۔ کیونکہ یہ قرآن مجید میں موجود ہیں؟ یہ سن کر یہ لوگ حیرت اور خبط میں مبتلا ہو گئے اور اس کا کوئی واضح جواب نہ دے سکے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ان اسماء کے لیے ازل سے صالح ہے یا یہ کہا کہ وہ انہیں ازل سے جانتا ہے۔ ❸ ان لوگوں کا یہ قول باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات کے متعلق ان کو پیدا کرنے سے پہلے ازل سے ہی جانتا تھا۔ پھر ان مخلوقات اور ان اسماء کے درمیان کیا فرق رہ جاتا ہے؟ جب اللہ تعالیٰ کا کلام نفسی ہے جو بلا حروف اور بلا آواز ہے اور یہ قدیم ہے تو اس کے اور اس کی صفت ارادہ اور علم کے درمیان کیا فرق رہ جاتا ہے؟

ان لوگوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے اسماء پر مشتمل الفاظ مخلوق ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تھا مگر یہ الفاظ نہ تھے اور نہ ہی ان الفاظ کو کوئی ادا کرنے والا تھا۔ جیسا کہ رازی نے وضاحت کی ہے۔ ❹

ماتریدی نے کہا وہ نام جس سے ہم اس کو پکارتے ہیں (اللہ) درحقیقت یہ وہ عبارات ہیں جو لوگوں کے اذہان کو اس بات کے قریب کر دیتی ہے کہ یہ حقیقت میں اس کے نام ہیں۔ ❺ (فیض الباری) کے مؤلف نے کہا: اسماء الحسنٰی اشاعرہ کے نزدیک اضافت سے عبارت ہے۔ جبکہ ماتریدیہ کے ہاں صفت تکوین کے ماتحت ہے۔ ❻ پھر یہ لوگ لفظ الجلالہ (اللہ) کے متعلق کیا کہیں گے۔ کیا اسے صفت تکوین کے ماتحت ذکر کریں گے جبکہ وہ اسم اعظم ہے؟

---

❶ الفصل فی الملل والنحل: ۳/ ۵ ـ ۷.
❷ مشكل الحديث و بيانه: ۲۸۸.
❸ تحفة المريد: ۸۷.
❹ لوامع البينات: ۲۴.
❺ التوحيد للماتريدی: ۹۳ ـ ۹۴.
❻ فيض الباری: ۴/ ۵۱۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے لفظ الجلالہ (اللہ) کے متعلق الحاد کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ماتریدیہ نے کہا: لفظ اللہ ذات کی علامت ہے اس کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ ❶

ابن فورک نے دعویٰ کیا ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: (رایت ربی فی احسن صورۃ) میں ضمیر نبی ﷺ کی طرف لوٹتی ہے۔ یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا اور میں خود بہترین صورت میں تھا۔ ❷

اشاعرہ کا نبوت کے متعلق کلام انبیاء کی نبوت میں طعن کے مترادف ہے۔ جوینی انبیاء کی صداقت کا قائل نہیں۔ مگر یہ کہ ان کے پاس کوئی معجزہ ہو۔ نبیوں کی تصدیق اس کے بغیر ممکن نہیں۔ ❸

القشیری نے جوینی کی تعریف میں مبالغہ کرتے ہوئے کہا: اگر امام الحرمین جوینی آج نبوت کا دعویٰ کر دے تو اس کا کلام ہی اس کی سچائی کی دلیل ہوگا، اور اسے کسی معجزہ کے اظہار کی ضرورت نہ ہوگی۔ ❹ اب دیکھیے ان کے نزدیک جوینی اس شرط کا پابند نہیں۔ جب یہ لوگ اولیاء کی کرامت ثابت کرتے ہیں تو ان کے اور نبیوں کے معجزات کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے۔ یا پھر معمولی سا فرق ذکر کرتے ہیں جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہاں تک کہ بغدادی ❺ نے کہا کہ: معجزہ اور کرامت کے درمیان صرف نام کا فرق ہے۔ حقیقت میں دونوں خرقِ عادت ہوتے ہیں اور یہ فرق بھی صرف دونوں میں تمیز کے لیے ہے۔ یہ جبر اور کسب میں تفریق کے مشابہ ہیں۔

بعض دفعہ یہ فرق بیان کرتے ہیں کہ کرامات کے ذریعہ چیلنج نہیں کیا جا سکتا، حالانکہ صحابہ کرام کی بعض کرامات کو چیلنج کیا گیا اور نبیوں کے معجزات چیلنج نہیں کیے گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ: ان کے کلام سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ کرامت اور معجزہ میں کچھ فرق ہے۔ ان میں سے کسی کا کہنا ہے جیسے معجزہ نبی کے لیے ہوتا ہے ایسے ہی کرامت ولی کے لیے ہے۔

ان کے اکابر طویل مدت تک معجزات اور جادو میں فرق تلاش کرتے رہے۔ مگر کامیاب نہ ہوئے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اسی لیے اس باب میں ان کی بات تعطیل پر ختم ہوئی۔ غزالی اور ان کے علاوہ کئی لوگ معجزات کو اپنے اصول پر ثابت کرنے میں اشاعرہ کے طریقہ سے ہٹ گئے کیونکہ وہ نبی کی نبوت پر دلیل نہیں۔ ❻

اشاعرہ اپنے لیے ہر رطب و یابس اکٹھا کرتے ہیں اور پھر اس پر اہل سنت والجماعت کی مہر لگاتے ہیں۔ ابو منصور بغدادی نے جملہ اصولِ ایمان بیان کرتے ہوئے کہا۔ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو پھیلایا ہے اس لیے اس نے زمین کا نام (بساطاً) رکھا ہے جو فلاسفہ اور نجومیوں کے اس فلسفہ کے خلاف ہے کہ زمین (بساطاً) یعنی بچھی ہوئی نہیں۔ ❼

---

❶ نظم الفرائد: ۲۱.
❷ مشکل الحدیث و بیانہ: ۷۰.
❸ الإرشاد: ۳۳۱.
❹ طبقات السبکی: ۵/ ۱۷۴.
❺ اصول الدین: ۷٤.
❻ النبوات: ۱۹۸.
❼ اصول الدین: ۱۲۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رازی نے اپنے کلام میں حقیقت کو علم شریعت پر ترجیح دی ہے۔اس نے کہا: جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم شریعت مکمل کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس عالم (خضر علیہ السلام) کی طرف بھیجا تاکہ موسیٰ علیہ السلام کو پتا چل جائے کہ درجہ کمال انسان کا شریعت کے ظاہری علوم سے باطنی علوم کی طرف منتقل ہونا اور امور کے حقائق پر اطلاع پانا ہے۔ ❶

اس سے ایسا کلام بھی ثابت ہے جو حلول اور وحدت الوجود پر مشتمل ہے۔اس نے کہا: عارفین اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سالکین کا مقام فرق اور جمع سے خالی نہیں۔فرق سے مراد اللہ کے سوا ہے اور جمع اللہ کے بارے میں ہے۔ ❷

پھر کہا: ارباب کشف کہ ہاں لفظ (ھـــو) کی ہیبت عظیم ہے۔اور کہا کہ لفظ (ھو) ان مقربین اور سابقین کا نصیب ہے جو مطمئن نفس والے ہیں۔ ❸

الرازی نے اپنی کتاب (المباحث الشرقیة) میں ابن سینا کے اقوال، فلسفہ کی کتب، کتاب اشارات کی شرح اور اس کا اختصار اور ابن سینا کی کتاب (عیون الحکمة) پر اعتماد کیا ہے، اور عام فلاسفہ کا دفاع کیا ہے۔اس نے کہا: جب ان لوگوں کے کلام کی تاویل ممکن ہو۔جیسا کہ میں نے تفصیل بیان کر دی ہے۔تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم ان پر طعن و تشنیع کریں اور ان کے کلام کی برائی کریں۔ ❹

اس نے جبر کی صراحت کی ہے۔اس نے کہا: پس ثابت ہوا کہ انسان اختیار کے ساتھ مجبور ہے اور وہ اپنے وجود میں جبر کے علاوہ کچھ نہیں۔ ❺

اور کہا بندہ سے کسی فعل کا صادر ہونا اس چیز پر مشتمل ہے جسے اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔جب یہ چیز پائی جائے تو فعل کا وقوع واجب ہے۔جب معاملہ ایسا ہے تو جبر لازم ہے۔ ❻

اور اس نے اجسام کے مماثل ہونے کا ذکر کو صفت علو اور خبری صفات کی نفی کو دلیل بناتے ہوئے کہا ہے۔لیکن اس نے اس کا ردّ کیا ہے، اور عدم مماثلت کا دعویٰ کیا ہے۔

وہ اس بات کو اکثر ذکر کرتا رہتا ہے کہ عقلی دلائل نقلی دلائل پر مقدم ہیں، اور نقلی دلائل یقین کا فائدہ نہیں دیتے۔ ❼

جب اس نے صفت سمع اور بصر کا ذکر کیا تو اشاعرہ کی دلیل کو کمزور ثابت کرتے ہوئے اس بات کو ترجیح دی کہ ان دونوں کا ثبوت نصوص سے ہے۔اس نے اللہ تعالیٰ کے وجود کے اثبات پر قرآنی دلائل کو حکماء اور متکلمین کے دلائل پر ترجیح دی ہے۔اللہ تعالیٰ کے دیدار کے مسئلہ میں اس نے اشاعرہ کی دلیل کو کمزور قرار دیا ہے۔اور سمعی دلائل پر اعتماد کیا ہے۔ ❽

---

❶ تفسیر الرازی: ۲۱/ ۱٦۰.
❷ الإشارات: ۲/ ۱۲۰.
❸ لوامع البینات: ۱۰۱۔ ۱۰۷.
❹ المباحث الشرقیة: ۱/ ۳۸۲.
❺ ایضاً: ۲/ ۵۱۷.
❻ المحصول: ۱/ ۳۸۰.
❼ اساس التقدیس: ۱۷۲.
❽ المباحث الشرقیة: ۲/ ٤۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے اللہ تعالیٰ کی سات صفات کے اثبات کے مسئلہ میں اشاعرہ کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔صفت کلام کے مسئلہ میں اس نے اشاعرہ اور معتزلہ کے دلائل کو ضعیف قرار دیا ہے۔ پھر کہا: حروف اور اُصوات محدث ہیں۔ ❶

کاش تم اللہ تعالیٰ سے جھوٹ کی نفی کرتے؟

رازی اس کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے: حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ: عوام کے حالات کو سامنے رکھ کر خطاب ہو لہٰذا ان سے خطاب کا صیغہ ایسا ہے جو جسم و جہت پر دلالت ہے۔ کہا کہ: یہ ان کے تخیل اور سوچ کے مناسب ہے۔ ❷

اس کی یہ بات فلاسفہ کے اثبات کے بالکل موافق ہے۔ جس میں انہوں نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ عوام الناس سے جسم کے صیغہ سے بات کرتا ہے اور تنزیہ کے حساب سے بات نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر اللہ کسی جہت میں نہیں ہے اور نہ ہی اس کی طرف اشارہ ہے تاکہ وہ اسے تعطیل اور اللہ تعالیٰ کے وجود کی نفی پر شمار نہ کریں۔ پھر رازی نے کہا: تشبیہ کے باب میں احادیث کثرت تعداد میں پائی جاتی ہے۔ جن سے تشبیہ کو تقویت ملتی ہے اور اس بات کا اثبات ہوتا ہے کہ کائنات کا معبود ایک بڑے انسان جیسا عظیم ترین بڑے اعضاء والا جسم رکھتا، اور یہ تاویل کے قابل بھی نہیں۔ ❸

اشاعرہ کے نزدیک محمد ﷺ کی حیثیت:

اشاعرہ نے محمد ﷺ کی نبوت میں بھی زبان طعن دراز کی ہے جس کو کئی اہل علم نے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ ابن حزم اور ابوالولید بلکہ نقد و جرح کے امام حافظ ذہبی وغیرھم اور یہ قول ان کے امام ابوبکر ابن فورک کا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فقط اپنی زندگی میں ہی رسول تھے اور ان کی روح ختم ہو چکی اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جنت میں نہیں ہیں۔ نعوذ باللہ اس لیے محمود سبکتگین نے اسے زہر دے کر قتل کر دیا تھا۔ ❹

ابن حزم رحمہ اللہ نے اشعریہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ آج کے دن رسول نہیں ہیں وہ پہلے زمانہ میں رسول تھے۔ ابن حزم نے وضاحت کی کہ ان لوگوں کا یہ قول واضح کفر ہے، اور ابو ہذیل علاف کے قول کی تقلید ہے پھر اس نظریہ پر ایک گروہ چلا جو اشعری کی طرف منسوب ہے۔ ❺

ابن حزم نے ان کے اس قول کا سبب بیان کرتے ہوئے کہا کہ: ان کے نزدیک صفت دو زمانوں کے لیے کافی نہیں ہوتی۔ اس لیے نبی ﷺ کی صفت نبوت دو زمانوں یعنی ان کی زندگی اور ان کی موت کے لیے کافی نہیں۔

اشعری مذہب میں عام مسلمانوں کی تکفیر:

ابو منصور بغدادی نے کہا: ہمارے اصحاب کا یہ کہنا ہے کہ جس نے ارکان دین کا عقیدہ تقلید کے ذریعہ بنایا وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا نہیں اور نہ ہی اس کا فرمانبردار ہے۔ ان میں سے کچھ کا کہنا یہ ہے۔ کسی شخص کو اس

❶ المحصل: ١٧٣.
❷ اساس التقديس: ١٩٢.
❸ المطالب العالية: ٩/ ٢١٣.
❹ النجوم الزاهرة: ٤/ ٢٤٠ـ وفيات الأعيان: ١/ ٤٨٢.
❺ الفصل فى الملل والنحل: ١/ ٧٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت تک مومن نہیں کہا جا سکتا جب تک وہ حق کو حدوثِ عالم اور صانع کی توحید سے نہ پہچانے۔ اسی بات کو اشعری نے اختیار کیا ہے۔ اس کے نزدیک حق کو تقلید کے ذریعے پہچاننے والا مشرک نہیں اور نہ ہی کافر ہے اور نہ ہی اسے مطلق طور پر مومن خیال کیا جا سکتا ہے۔ ❶

اشعری کے اس فتوے کے کا شکار خود اشاعرہ بھی ہیں۔ کیونکہ وہ دو منزلوں کے درمیان ہیں۔ اشعری نے کئی مقامات پر یہ کہا ہے کہ: معتزلہ کے نزدیک استواء سے مراد استولی ہے۔ اس کے بعد اشعریہ نے بھی معتزلہ کی تقلید کرتے ہوئے کہا: استواء سے مراد استولی ہے۔ ❷ یہ لوگ خود ہی تقلید کی دعوت دینے والے ہیں۔ شیخ خالد بغدادی نقشبندی جس کا لقب طیار ہے کا کہنا ہے کہ ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر یہ لازم ہے کہ وہ اعتقادی مسائل میں دو اماموں میں سے ایک کی پیروی ضرور کریں۔ ❸

یعنی ماتریدی اور اشعری

رازی نے اس شخص کو کافر کہنے میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو نہ جانتا ہو اپنے شیخ اشعری کی مخالفت کی ہے اور اس بات کو ترجیح دی ہے کہ اسے کافر نہیں کہا جائے گا اور اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ اس طرح اشعریہ کے بہت سے ائمہ پر کفر کا فتویٰ لگانا پڑے گا۔ کیونکہ شفاعت کے بارے میں ان کا آپس میں اختلاف ہے۔ اس نے اس بات کو ترجیح دی کہ عقائد میں تقلید کرنے والے کامیاب ہیں۔ اسی لیے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: اہل کلام میں سے ان لوگوں پر تعجب ہے جنہوں نے ترکِ تقلید کو شرط قرار دیا اور تقلید کا انکار کیا حالانکہ وہ سب سے پہلے تقلید کرنے والے ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ یہ لوگ اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرے یہ قول گمراہی کے لیے کافی ہے۔ اس قول کی بنیاد پر اکثر مسلمان ایمان کی دولت سے خالی نظر آئیں گے۔ ❹

میں کہتا ہوں کہ کیوں نہیں؟ ان لوگوں کا کہنا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات پر مشتمل آیات کے ظاہر پر ایمان لانا کفر ہے۔ جس کی تاویل واجب ہے۔ ان کے ظاہر کو اختیار نہیں کیا جائے گا۔ عام لوگ اس تاویل سے واقف نہیں ان کو اس بات کا علم نہیں کہ لفظ ید یعنی ہاتھ سے مراد قوت ہے اور یہ کہ اس آیت ﴿ءَ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِي السَّمَآءِ﴾ سے مراد جبرائیل یا اللہ تعالیٰ کے حکم یا فرشتوں کا آنا مراد ہے۔

حافظ نے امام بیہقی سے اپنی کتاب الاعتقاد میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں جو لوگ ایمان لائے۔ ان میں سے اکثر متکلمین کے اثبات صانع اور حدوث عالم کہ استدلال کو نہیں جانتے تھے اور کہا: ان کا عمل تقلید کی بجائے

❶ اصول الدين: ٢٥٤.

❷ مقالات الإسلاميين: ١٥٧، التبيين ابن عساكر: ١٥٠، شرح اصول الجمسة: ٢٢٦.

❸ الايمان والاسلام: ٥٥.

❹ فتح البارى: ١٣/ ٣٥٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتباع تھا۔ پھر حافظ نے اس بات کو ثابت کیا کہ اہل کلام یہ شرط دراصل معتزلہ کی تقلید میں لگاتے ہیں جن کا یہ فتویٰ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو مذکورہ استدلال کی بنیاد پر نہیں پہچانا تو وہ کافر ہے۔ ❶

پھر کہا معتزلہ میں سے ابو ہاشم کی رائے یہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو دلیل کی بنیاد پر نہیں پہنچانا تو وہ کافر ہے پھر آمدی آیا۔ اس نے اشاعرہ کے حدوث عالم کے دلائل پر تنقید کی۔ جیسا کہ شہرستانی کی دلیل تو اس نے کہا: تحقیق کے بعد پتہ چلتا ہے کہ ان دلائل کی حقیقت ریت پر عمارت کی طرح بے بنیاد ہے۔ ❷

پھر اس نے اس مسئلہ میں اشاعرہ کے دلائل ذکر کیے اور ایک ایک دلیل پر تنقید کی۔

آمدی نے رازی کا بھی ردّ کیا ہے اور یہ ردّ مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے۔ جس کا عنوان (الماخذ علی الرازی) یا (تلخیص المطالب العالیہ و نقدہ) ہے اس نے اس میں حلولِ حوادث کے مسئلہ میں سخت تنقید کی ہے۔ ❸

ابن عبدالسلام نے نقل کیا ہے۔ التصوف ایسے الٰہی علوم کا مجموعہ ہے جس سے دِلوں کے راز منکشف ہوتے ہیں۔ صوفی غائب کی چیزوں کو دیکھتا ہے جو سماع میں عادتاً نہیں ہوتی۔ ان میں سے کچھ نے فرشتوں اور شیطانوں کو دیکھا، زمین کے نیچے تک نظارہ کیا۔ کسی نے آسمان، افلاک، چاند، ستارے، سورج اور جو کچھ اوپر ہے سب دیکھا، کسی نے لوح محفوظ پر نظر ڈال کر سب کچھ پڑھ لیا اور کسی نے قلم چلنے کی آواز سنی۔ ❹

جب اشاعرہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے افعال حکمت اور علت سے خالی ہیں تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم، شر اور حق سے اعراض کی نسبت کردی۔ حتیٰ کہ بیجوری نے کہا: اطاعت ثواب کو لازم نہیں، اور نافرمانی سزا کو لازم نہیں یہ تو صرف دو نشانیاں ہیں جو اطاعت کرنے والے کے لیے ثواب اور نافرمانی کرنے والے کے لیے سزا کا اشارہ کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی دلالت الٹ بھی ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کہے: جس نے میری اطاعت کی میں اس کو عذاب دوں گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس کو ثواب عطا کروں گا تو یہ بھی بہترین ہوگا۔ ❺

مرتضیٰ زبیدی نے اشاعرہ کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ وہ فرمانبرداروں کو عذاب سے دوچار کردے اور نافرمانوں کو ثواب عطا کرے۔ اس نے نسفی سے نقل کیا ہے کہ: اشاعرہ کے نزدیک کفار کو جنت میں ہمیشہ رکھنا اور مومنوں کو جہنم میں ہمیشہ رکھنا عقلی طور پر جائز ہے۔ اگرچہ شریعت میں اس کے خلاف دلائل ذکر ہیں۔ ❻

غزالی نے کہا: اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے کہ وہ مخلوق کو ان کے کسی جرم کے بغیر سزا دے۔ یہی بات حبشی نے کہی کہ یہ بات عقلی طور پر جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمانبرداروں کو سزا سے دوچار کردے جنہوں نے کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں۔

---

❶ ایضاً: ۱۳/ ۳۵۰.
❷ غایة المرام: ۲٦۰.
❸ ایضاً: ٤٥٦.
❹ ایضاً.
❺ شرح جوهرة التوحید: ۱۰۸.
❻ اتحاف السادة المتقین: ۲/ ۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ شرعی طور پر جائز نہیں۔ ❶

فخر رازی نے کہا: اشاعرہ کے مذہب میں اللہ کا کافروں کو جنت میں داخل کرنا اور عابدوں اور زاہدوں کو جہنم میں داخل کرنا جائز ہے، اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرِكَ بِهِ﴾ ترجمہ: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو نہیں بخشتا۔'' ہمارے نزدیک اس کا بخشنا بھی جائز ہے۔ ❷ غزالی نے کہا: اگر اللہ چاہے تو کافروں کو بخش دے اور مومنوں کو عذاب میں مبتلا کر دے۔ یہ اس کے لیے ناممکن نہیں۔ ❸

اشاعرہ کے نزدیک یہ بھی جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالے۔ ❹ اسی لیے ماتریدی اشاعرہ کی مخالفت پر مجبور ہوئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کے افعال کا مصلحت سے خالی ہونا ممکن نہیں۔

علت کی نفی کرنے پر اللہ تعالیٰ کے افعال کو نیہ میں اسباب کی نفی لازم ہوئی۔ لہٰذا ان لوگوں نے آگ سے جلانے کی صلاحیت کی نفی کر دی۔ پانی سے پیاس بجھانے کی صلاحیت کی نفی کر دی۔ اشعری نے کہا: روٹی بھوک نہیں مٹاتی، پانی پیاس نہیں بجھاتا اور آگ کسی چیز کو نہیں جلاتی اور یہ کہنا کہ اسباب اپنے مسببات میں اثر انداز ہیں۔ یہ قول اللہ تعالیٰ کے شریک مقرر کرنے کا سبب ہے۔ جو افعال میں مؤثر ہو جبکہ اللہ تعالیٰ ہی اکیلا مؤثر ہے۔ زبیدی نے ذکر کیا ہے۔ پانی پیتے وقت اللہ تعالیٰ پیاس بجھانے کا فعل پیدا کرتا ہے اور روٹی کھاتے وقت بھوک مٹانے کا فعل پیدا کرتا ہے جس نے اس کے علاوہ اعتقاد رکھا اس نے اللہ کے افعال میں اس کا شریک بنا ڈالا۔ ❺

ابن حزم نے ان پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا: اشعریہ نے جملہ طور پر طبائع کا انکار کیا ہے۔ انہوں نے کہا: آگ میں گرمی نہیں برف میں ٹھنڈک نہیں اور اس عالم میں کوئی بھی چیز طبعی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: اس نے آگ کی گرمی جملہ طور پر اور برف کی ٹھنڈک چھونے پر پیدا کی۔

انہوں نے کہا: شراب میں نشہ کی صلاحیت نہیں اور نہ ہی منی میں ایسی قوت ہے جس سے کچھ چیز پیدا ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ وہ انسان کی منی سے اونٹ پیدا کرے۔ گدھے کی منی سے انسان پیدا کرے، اور دھنیا کاشت کرنے سے کھجور پیدا کرے۔ ان کے اس قول کی بنیادی طور پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس عقیدے سے برا عقیدہ اور کیا ہو سکتا ہے جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی نسبت ظلم کا اعتقاد واجب قرار دیا جائے؟ اور یہ کہ اس نے مخلوقات کو بغیر کسی حکمت اور اسباب کے پیدا کیا۔ ان لوگوں پر جب تصوف کا رنگ غالب آیا تو انہوں نے ایک باطل تعلیل ذکر کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو محمد ﷺ کے لیے پیدا کیا۔ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ مخلوقات کو پیدا ہی نہ کرتا ہے۔

---

❶ الدليل القديم: ١٤.
❷ التفسير الكبير: ١٢/ ١٣٦.
❸ الإقتصاد فى الإعتقاد: ١٥٥.
❹ الإرشاد: ٢٠٣.
❺ اتحاف: ٨/ ٥٠٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی ذات پر اشاعرہ کا جھوٹ:

اشاعرہ کا پہلا جھوٹ تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کی نسبت اشعری کی طرف کرتے ہیں اور اس کے اعتقاد سے اعراض کرتے ہوئے معتزلہ کی طرف مائل ہوتے ہیں اور ان کے اقوال کو اختیار کرتے ہیں۔ حالانکہ اشعری نے ان اقوال پر تنقید کی ہے۔ اشاعرہ کا دوسرا جھوٹ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ: علم کلام سنی بھی موجود ہے۔ جبکہ اہل سنت کے ائمہ نے مطلق طور پر علم کلام کی نفی کی ہے۔ نہ ہی دونوں نے کوئی قید ذکر کی اور نہ ہی کسی علم کلام کو مستثنیٰ کیا۔ اشاعرہ کا دعویٰ ہے: امام شافعی اور دیگر لوگوں نے علم کلام بدعی کی مذمت جبکہ علم کلام سنی کی تعریف کی ہے۔

ابن عساکر نے جوینی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور ان سے علم کلام کے متعلق پوچھا تو انہوں نے یہ کہہ کر اس کی تعریف کی کہ اس کے ذریعے شبہات اور جھوٹ دور ہوتے اور یہ کہ خواب اس وقت دلیل بن سکتے ہیں۔ جب کوئی اور دلیل نہ ہو۔ ❶

اشاعرہ نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر کوئی فعل سرانجام دیا اور اس کا نام استواء رکھا۔

اشاعرہ مفوضہ کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صفات کو بغیر معنی کے اتارا حالانکہ وہ عربی زبان میں اتری ہیں اور ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ان صفات کے معنی کو سمجھنے کی خواہش نہیں رکھتا۔

رازی کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: ((فيضحك الرب منه .)) کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ کر ہنستا ہے۔ میں اعراب کی غلطی واقع ہوئی ہے۔ اصل میں يُضحك، ہنساتا ہے۔ خطابی نے بھی یہی تاویل کی ہے۔ کبھی رضا مندی کہا اور کبھی ملائکہ کو ہنسانا مراد لیا ہے۔ ابن فورک نے ہنسنا سے ظہور اور بیان مراد لیا ہے اور بغدادی نے اس کی موافقت کی ہے۔ ❷

رازی نے عظیم ترین تحریف کا مظاہرہ کیا ہے اس نے کہا: (رب) سے مراد مربی ہے اور کہا شاید سب سے عظیم ترین فرشتہ رسول اللہ ﷺ کا مربی رہا۔ اس نے یہ تشریح اس آیت کریمہ کے تحت کی ہے: ﴿وَجَآءَ رَبُّكَ وَٱلْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾۔ ❸

کتاب اللہ میں تحریف کا یہ ادنیٰ سا نمونہ ہے جو اہل کلام کا کارنامہ ہے۔ یہ سب کچھ تنزیہ (پاکی) کے نام پر کیا گیا ہے۔

ماتریدی آیۃ المجی (آنا) کی تحریف کا مرتکب:

ماتریدیہ آیات کی تحریف اور انکار میں بہت آگے نکل گئے۔ ماتریدی نے آیت کریمہ میں (واؤ) کو (ب) سے بدل دیا۔ والملک کو بالملک کر دیا۔ اس لحاظ سے معانی یہ ہوں گے: ﴿وَجَآءَ رَبُّكَ (بالملك) صَفًّا صَفًّا﴾۔ ❹ یہ لوگ

---

❶ تبيين كذب المفترى: ٣٥٦.
❷ مشكل الحديث: ١٣٩۔ اصول الدين للبغدادى: ٨٠.
❸ اساس التقديس: ١٤٣.
❹ تاويلات أهل السنة: ١/ ٨٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے امام اہل السنہ والجماعۃ کہتے ہیں۔ یہ تحریف اس تحریف کے مشابہ ہے جس میں (استویٰ) کو استولی کر دیا گیا۔

ان کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشعری قبیلہ کی تعریف کی ہے اور آیت کریمہ: ﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ ان کے بارے میں اتری ہے۔

یہ لوگ اس وقت کہاں تھے جب ابو الحسن اشعری چالیس سال تک معتزلہ کے عقیدے پر رہا۔ کیا ان میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اسے اس کے جد امجد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ سمجھاتا؟

ان لوگوں نے آسانی کے ساتھ امام ابو حنیفہ پر بھی جھوٹ بولا۔ امام صاحب کے نزدیک جو شخص اللہ تعالیٰ کے آسمانوں سے اوپر ہونے کو تسلیم نہ کرے وہ کافر ہے۔ مگر انہوں نے اس شخص کو کافر قرار دیا جو اللہ تعالیٰ کو آسمانوں سے اوپر کو تسلیم کرے۔

اللہ تعالیٰ کو عرش پر نہ ماننے کا قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا کیسے ہو سکتا ہے۔ جبکہ تمام سلف صالحین یہ بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے؟ جب اس نے توبہ کر لی تو پھر بھی وہ اس اشعری خاصیت کو نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اس نے علی الإعلان کہا کہ ان کا عقیدہ وہی ہے جو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ہے۔

اگرچہ مذکورہ حدیث کی سند صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ راجح قول کے مطابق عیاض کی صحابیت ثابت نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم اس حدیث کو فرض محال تسلیم بھی کر لیں تو ہم سوال کریں گے:

۱۔ کیا اس حدیث سے تمام کے تمام اشعری مراد ہیں، اور کیا ابو الحسن اشعری کی تعیین اس روایت میں موجود ہے؟ یہ ایسی چیز ہے جو ان کے لیے ثابت کرنا ناممکن ہے۔

۲۔ کیا اس طرح اس آیت کریمہ کا مصداق ثابت ہوا کہ دین سے ارتداد واقع ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ ابو الحسن اشعری آیا؟

۳۔ کیا کسی کے لیے جائز ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ اس آیت کریمہ سے مراد ابو الحسن اشعری اور اس کا عقیدہ مراد ہے۔ جس نے ماتریدیہ بلکہ متاخرین اشاعرہ کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے؟ جیسا کہ جوینی نے کہا: میرے نزدیک تقدیر کے بارے میں اشعری کا مذہب محض خبط ہے۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ آیت کریمہ: ﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ (المائدۃ: ٥٤) ''تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم لائے گا جو اللہ کی محبوب ہو گی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہو گی۔'' سے اللہ تعالیٰ کی مراد اشعری مذہب ہے۔

ابن فورک کہتے ہیں: یہ کہنا ممکن ہے کہ انگلی مخلوق ہو جسے اللہ تعالیٰ پیدا کرے اور اللہ تعالیٰ وہ چیز اُٹھائے جو انگلی اٹھاتی ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے مراد قدرت اور سلطانی ہو۔ [1]

[1] فتح الباری: ١٣/ ٣٩٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماتریدی نے دعویٰ کیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے پہلے آواز کو پیدا کیا جس کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا ہے۔ ❶

مرتضیٰ زبیدی نے اس کے بارے میں تین تاویلات پیش کی ہیں جبکہ اسے خود بھی یقین نہیں کہ ان میں سے راجح کون سی ہے؟ اس کے مطابق شاید لفظ (رِجْـــلٌ) پاؤں کسی مخلوق کا نام ہو جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ یا پھر کوئی ایسی مخلوق اللہ پیدا کرے گا جس کا نام (رِجْـلٌ) رکھے گا۔ یا پھر اس کے معانی لوگوں کی ایک جماعت ہے۔ پھر اس نے اپنی بات کو یہاں ختم کیا کہ اہل کلام کی ایک جماعت نے سکوت (خاموشی) اور تفویض (سپردگی) کو اختیار کیا ہے۔ ❷

اشاعرہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی نفی کرتے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو متصف قرار دیا ہے وہ ان کو مخلوق کی صفات شمار کرتے ہیں۔ حافظ نے اس حدیث کی تشریح میں کہ: ''اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو ایک انگلی پر رکھے گا۔'' کہا کہ: ابن فورک سے منقول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک انگلی کو پیدا کرے گا اور اس پر اس چیز کو رکھے گا جس کو انگلی اٹھاتی ہے اور اس سے قدرت اور سلطنت مراد بھی لیا جا سکتا ہے۔ ❸

حدیثِ قدم کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ: یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا جس کا نام قدم رکھے گا اور (رِجْل) کے متعلق کہا کہ: اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا جس کا نام (رِجْل) پاؤں رکھے گا۔ ❹

یہ لوگ اپنے لیے باطل تاویل کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ معتزلہ، رافضی، فلسفی اور جہمی کے لیے تاویل حرام ہے کیونکہ وہ اشاعرہ نہیں ہیں۔

اشاعرہ کا مذہب (ارجـــاء) کی طرف مائل ہو گیا جیسا کہ ان کا قول (کلام نفسی) میں مشابہ ہے کیونکہ انہوں نے کلام کو بغیر الفاظ کے مانا ہے۔ جبکہ ایمان میں انہوں نے اسے معرفت اور تصدیق کے معانی میں لیا ہے۔ ابن حزم فرماتے ہیں کہ: مرجئہ میں سے اہل سنت والجماعت کے نزدیک ابوحنیفہ ہے، ❺ اور سب سے زیادہ دور جہم بن صفوان کے اصحاب اور اشعری ہیں۔ جہمی اور اشعری کہتے ہیں کہ: ''ایمان فقط دل میں قرار کا نام ہے۔'' انہوں نے کہا: ''یہ بات اہل اسلام میں سے کسی نے نہیں کہی کہ ایمان صرف دل کی معرفت کا نام ہے یہ فقط اہل بدعت اور اہل شذوذ کا قول ہے۔ جیسا کہ جہم بن صفوان اور اس کے متبعین، ابن باقلانی اور ابن فورک وغیرہ۔ ❻

---

❶ الدليل القويم: ٧٠.

❷ مشكل الحديث: ٤٦۔ الباز الأشهب: ٨٤، فتح الباري: ٨/٥٩٦.

❸ فتح الباري: ١٣/ ٣٩٨.

❹ مشكل الحديث و بيانه لإبن الفورك: ٤٦۔ فتح الباري: ٨/ ٥٩٦.

❺ التمهيد لإبن عبدالبر: ٧/ ٢٣٨۔ یہ کہتے ہیں ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک اطاعات کو ایمان نہیں کہا جا سکتا۔ ایمان صرف تصدیق اور اقرار کا نام ہے۔

❻ الملل والنحل: ٢/ ١١١۔ الدرة: ٣٢٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبکی نے اعتراف کیا ہے کہ: اشعری کے نزدیک ایمان معرفت اور قولِ نفس ہے۔ ❶ جہمیہ کا قول بھی یہی ہے جس کا اعتراف منصور بغدادی نے کیا ہے۔ ❷

قشیری نے بھی ذکر کیا ہے کہ اشعری کا مذہب یہ ہے کہ: ایمان فقط تصدیق کا نام ہے۔ ❸

اشعری کا جبر اور اشاعرہ کا اعتراف:

ہم جبر کے مسئلہ کا اختتام کرتے ہیں جس کو اشعری کسب کہتے ہیں۔ اشاعرہ نے اس کسب کے ذریعہ سے اپنا جائزہ لیا ہے تو انہیں پتہ چلا ہے کہ ان کا مسئلہ جہم بن صفوان کے جبر سے قطعاً مختلف نہیں ہے۔ شہرستانی نے ذکر کیا ہے کہ مقالات کے اصحاب جبر کے مسئلہ میں ابوالحسن کے دشمن جبکہ جہم بن صفوان کے موافق ہیں۔ جہم خالص جبری ہے اس کا خیال ہے کہ انسان اپنے امور میں محض مجبور ہے۔ اعمال تو اس کی طرف فقط مجازی طور پر منسوب ہوتے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے درخت نے پھل دیا یا پانی چل پڑا، اور پتھر نے حرکت کی ہے۔ ❹

وہ مزید کہتے ہیں کہ افعال کے احداث (واقع کرنے میں) قدرت کی قطعاً کوئی تاثیر نہیں ہے۔ ❺

سرہندی نے اشعری کے اس خیال پر تنقید کی ہے کہ انسان کی طاقت اور قدرت میں اس کا اثر نہیں ہوتا۔ انہوں نے اسے جبرِ حقیقی کے دائرہ میں شامل کیا ہے اور کہا کہ بہت سے کم ہمت لوگ قدر کے مسئلہ میں اشعری کے اس عقیدہ کو دلیل بناتے ہیں اور اسی سبب سے اس مذہب کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ ❻

زبیدی نے مسئلہ کسب بیان کرتے ہوئے کہا: یہ ان بڑے اور مضبوط مسائل میں سے ایک ہے جس میں متقدمین حیرت کی وادی میں گم ہو گئے ہیں اور متاخرین کی تحقیق بھی معنی خیز نہیں ہے...... حتیٰ کہ سعد تفتازانی نے (شرح العقائد) میں کہا کہ اہل سنت کے سرکردہ لوگ بھی اس مسئلہ کی تحقیق سے عاجز آ گئے ہیں۔ ❼

رازی نے بھی اشعری کے مسئلہ کسب کے بارے میں کہا: ''یہ نام بغیر مسمیٰ کے ہے'' ❽ ابن عذبہ نے کہا: یہ مسئلہ انتہائی مشکل ترین اور باریک ہے۔ ❾

---

❶ طبقات السبکی: ۱/ ۹۷ ـ ۱۲۹.

❷ اصول الدین: ۲۴۹.

❸ طبقات السبکی: ۳/ ۴۱۹.

❹ الملل والنحل: ۱/ ۱۱۰.

❺ الفصل فی الملل والنحل: ۱/ ۱۰۹ ـ ۱۱۰.

❻ مکتوبات الإمام الربانی: ۳۳۱.

❼ اتحاف السادة المتقین: ۲/ ۱۶۹.

❽ محصل أفکار المتقدمین والمتأخرین: ۱۹۹.

❾ الروضة البھیئة فیما بین الأشاعرہ والماتریدیہ: ۴۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد بن درویش نے کہا: اشعری کا مسئلہ کسب اس قدر مشکل ہو گیا ہے کہ وہ ضرب المثل بن گیا ہے۔ کہا جاتا ہے: یہ معاملہ کسب اشعری سے بھی مشکل اور پوشیدہ ہے۔ ❶

جوینی نے مسئلہ قدر میں اشعری کو مخبوط الحواس مذہب ذکر کرتے ہوئے کہا: اس مسئلہ میں اشعری کا مذہب میرے نزدیک خبط کے علاوہ کچھ نہیں ہے...... ہر لحاظ سے اس کا مذہب ساقط ہے۔ ❷ افعال میں انسان کی قدرت کا مؤثر نہ سمجھنا درحقیقت شریعت کا ابطال اور رسولوں کی تکذیب ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ عقل اور حواس اس کا انکار کرتی ہے۔ افعال میں قدرت کی نفی کرنا اور اس کو مؤثر نہ سمجھنا تقدیر کے انکار کی طرح ہی ہے، اور لفظ کسب کے متعلق فرمایا: اس طلاطم خیز سمندر سے محض نام اور لقب کے ذریعے جبکہ معانی سے کنارہ کشی کر کے نجات کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ❸

مذہب اشعری کے تناقضات یا اشعری کا اختلاف:

اس فصل میں اشاعرہ کے باطل اعتقادات کا ذکر ہے۔ یہ لوگ صفات باری تعالیٰ اور دیگر اصول دین کے مسائل میں مختلف فیہ ہیں۔

تناقض اس بات کی دلیل ہے کہ جو کچھ اس فریق کے پاس ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں کبھی تناقض نظر نہ آتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (النساء: ۸۲)

''اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ بہت زیادہ اختلاف پاتے۔''

اشاعرہ اپنے مدمقابل سے اختلاف تو کرتے ہی ہیں مگر اشعری مذہب کے ماننے والوں کا آپس میں بھی زبردست اختلاف ہے جسے وہ ظاہر نہیں کرتے۔ ابن العز نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں اشاعرہ کے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ''یہ عجیب بات ہے کہ اشاعرہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں اختلاف کا شکار ہیں۔ جیسا کہ اللہ کا قدم، چہرہ، بقاء، ہاتھ اور آنکھیں وغیرہ، اسی طرح احوال، تعددِ کلام اور اتحاد ہے۔'' ❹ اور یہ کہ اشعری کے اصحاب اللہ تعالیٰ کی صفات میں مختلف فیہ ہیں۔ جیسا کہ صفت قدم اور بقاء، کہ یہ صفات سلب ہیں یا پھر صفات ذات ہیں۔ ❺

ابومنصور بغدادی اور ابن حجر ہیتمی مکی نے بھی اس اختلاف کا اعتراف کیا ہے۔ ❻

---

❶ رسائل فی بیان عقائد اھل السنۃ والجماعۃ: ٦٠.
❷ البرھان فی اصول الفقه: ١/ ٩٥.
❸ العقیدہ النظامیة: ٣٢.
❹ قواعد الأحکام: ١٧٢.
❺ قواعد الأحکام الکبریٰ: ١٧٠.
❻ اصول الدین: ٩٠۔ الإعلام بفواطع الإسلام: ٢٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا اختلاف اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے متعلق:

اشاعرہ لفظ (الہٰ) کے معانی میں بھی اختلاف کرتے ہیں۔ بغدادی کا کہنا ہے کہ بعض اشاعرہ کے نزدیک لفظ (الہٰ) (الإلهية) سے مشتق ہے، اور یہ نئے سرے سے ایجاد کرنے کی قدرت پر دلیل ہے۔ یہ ابوالحسن اشعری نے اختیار کیا ہے۔ اس قول کی بناء پر لفظ (الہٰ) صفت سے بنا ہے۔ جبکہ قدیم اشاعرہ کے نزدیک یہ وصف ذاتی ہے۔ یہ خلیل بن احمد کا اور ہمارا قول ہے۔

اس میں بھی ان کا اختلاف ہے کہ صفت قدیم کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ قدیم کے معانی میں ان کے ہاں چار مذاہب ہیں۔ اشعری کے نزدیک قدیم کے معانی متقدم ہیں۔ یعنی وہ قدیم لذاتہ ہے۔ جبکہ عبداللہ بن کلاب اور قلانسی نے اختلاف کیا ہے اس کے نزدیک کہ وہ قدیم ہے۔ ❶ (قائم بہ) کہ اس کے ساتھ قائم ہے۔

اشاعرہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں:

اکثر اشعریہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ موجود ہے، اور ہر موجود کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اس مسلک پر رازی نے بہت سے اعتراضات نقل کیے ہیں۔ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعویٰ ایسا امر ہے جو عدم ہے اور یہ ثابت حکم نہیں ہے۔ اس نے ان لوگوں کے خلاف دلیل ذکر کرتے ہوئے کہا یہ ان کے مسلک وعقیدہ کا خلل بلکہ کفر ہے۔ ❷

اسمائے حسنیٰ کے بارے میں اختلاف:

ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ اس مسئلہ میں اشاعرہ کے تین اقوال ہیں:

اول: اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ توقیفی ہیں۔ (دلیل سے ثابت) ہیں۔ اشعری کا قول ہے۔

دوم: اسمائے حسنیٰ کے لیے ضروری نہیں کہ وہ کتاب وسنت کی روشنی میں توقیفی ہوں۔ باقلانی کا قول ہے۔

سوم: صفاتی اسماء کا جواز اگرچہ وہ شریعت میں مذکور نہ ہی ہوں جبکہ رازی اور غزالی نے کہا ایسے اسماء جائز نہیں جو شریعت میں مذکور نہ ہوں۔

وہ اسم (نام) کے بارے میں بھی اختلاف کرتے ہیں کہ آیا وہ مسمیٰ (جس کا نام رکھا گیا) خود ہے۔ اکثر اشاعرہ کے نزدیک اسم عین مسمیٰ ہے جبکہ غزالی، رازی اور دیگر اشاعرہ کے نزدیک اسم، مسمیٰ اور تسمیہ الگ الگ ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر اسم اور مسمیٰ کو ایک ہی تصور کیا جائے تو مسمیٰ کی کثرت اور تعدد لازم آتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ (الاعراف: ۱۸۰) اس نے یہ نہیں کہا: ((هو الأسماء الحسنى.))

وجود باری تعالیٰ میں اشاعرہ کا اختلاف:

اشاعرہ اس مسئلہ میں اختلاف کا شکار ہیں کہ کیا وجود وہی موجود بذاتہ ہے یا پھر وہ موجود پر قدر زائد ہے۔

---

❶ اتحاف السادة المتقين: ۲/ ۹۵۔ اصول الدين للبغدادی: ۱۲۳۔ ❷ اتحاف السادة المتقين: ۲/ ۱۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمہور اشاعرہ کے مطابق یہ صفتِ نفسی ہے۔ یعنی اس کا وصف خود ذات پر دلیل ہے نہ کہ وجودی صفت زائدہ پر۔ رازی اور جمہور کے نزدیک وہ صفت زائد ہے جبکہ اشعری کے مطابق وہ عین ذات ہے۔ جوینی اور باقلانی نے اس مسئلہ میں مذہب کے آئمہ سے اختلاف کیا ہے۔ ان دونوں نے کہا: ہمارے آئمہ میں سے بعض علماء کا خیال ہے کہ بقاء درحقیقت صفت الباقی ہے جو اس کے وجود پر زائد ہے جیسے عالم کے حق میں علم ہے۔ مگر ہمارے نزدیک بقاء درحقیقت ایسے وجود کی طرف لوٹتی ہے جو مزید کے علاوہ مستمر (جاری) ہے۔ ❶

اللہ تعالیٰ کی صفات میں ان کا اختلاف:

ابن منیر نے صفات باری تعالیٰ کے متعلق ان کے تین اقوال نقل کیے ہیں:

(۱)...... یہ ذاتی صفات ہیں جو فقط شریعت کے دلائل سے ثابت ہوتی ہیں۔ عقل کے ذریعے ان کو سمجھا نہیں جا سکتا۔

(۲)...... التاویل: آنکھ بصارت سے جبکہ ہاتھ قدرت سے کنایہ ہے۔

(۳)...... ان کے معانی اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے اسی طرح گزر جانا۔ یاد رہے سلف صالحین سے صفات باری تعالیٰ کے متعلق تین اقوال ثابت نہیں ہیں۔ یہ تناقضات اہل کلام کے ہی ہیں۔ کیونکہ جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔

(٤)...... غزالی نے چوتھا قول بیان کیا اس کا گمان ہے کہ یہ قول تاویل کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو ثابت کرنے والوں کے منہج کے مابین اعتدال اور درمیانی راستہ ہے اور وہ کشف ہے کہ جن صفات کی کشف تاویل کرے ان کی ہم تاویل کرتے ہیں اور جن کو یہ ثابت کرے ان کو ہم ثابت سمجھتے ہیں۔ ❷

ان کے تضاد کے چند نمونے

اشاعرہ کے تناقضات ان عبارتوں میں واضح ہیں۔ جنہیں یہ آئمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حدیث علو (اللہ تعالیٰ کا مخلوق پر بلند ہونا) میں یہ لوگ امام مالک رحمہ اللہ کے اس قول سے دلیل پکڑتے ہیں کہ استویٰ معلوم ہے۔ مگر اس کی کیفیت معلوم نہیں مگر حدیث نزول میں کیفیت کو ثابت کرتے ہیں اور اس تاویل کو امام مالک کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ وہ اس نزول کی رحمت سے تاویل کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں اگر امام مالک صفت نزول میں تاویل کو پسند کرتے تو صفت علو میں بھی بیان کرتے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ صفت استواء میں تو امام مالک کیفیت بیان کرنے سے منع کریں اور نزول کی کیفیت خود ہی بیان کریں یہ ان لوگوں کا کھلا تناقض ہے؟

---

❶ الإرشاد: ١٣٨۔ اصول الدین: ٩٠.

❷ احیاء علوم الدین: ١/ ١٠٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشاعرہ کا اختلاف کہ کیا اللہ کی صفات متشابہ آیات میں سے ہیں؟:

یہ لوگ اللہ کی صفات کے بارے میں تناقض کا شکار ہیں۔ بغدادی نے کہا اس مسئلہ میں ہمارے اصحاب کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ استواء والی آیات متشابہات میں سے ہیں۔ جن کی تاویل اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ جبکہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ استواء علی العرش ایسا فعل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عرش میں احداث (پیدا) کیا اور پھر اس کا نام استواء رکھ دیا۔ ❶ جوینی نے استواء کے متعلق اشعری کی تاویل پر اعتراض کرتے ہوئے کہا یہ ایسا فعل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عرش پر سرانجام دیا پھر اس پر استواء کی تاویل کو قہر، غلبہ اور استیلاء کے ساتھ فضیلت دی۔ جیسا کہ (الارشاد) میں ہے، جبکہ (الشامل) اور (الرسالہ النظامیہ) میں تفویض کو ترجیح دی ہے۔ ❷ رہے ہمارے زمانے کے اشاعرہ تو وہ ہمیں اس مؤقف کی طرف لے جاتے ہیں جس سے جوینی نے رجوع کر لیا تھا وہ ابھی بھی ہمیں کہتے رہتے ہیں یہ بات جوینی نے (الارشاد) میں کہی ہے۔

اشاعرہ کے اشعری سے مخالفت کے چند اور نمونے:

اشاعرہ حدیث نزول کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں وہ جو نازل ہو کر کہتا ہے: ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اس کو بخش دوں، وہ فرشتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حافظ ابن عساکر نے ابوالحسن اشعری سے نقل کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کہتا ہے کوئی ہے سوال کرنے والا کوئی ہے بخشش طلب کرنے والا، اور یہ گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کے قول کے خلاف ہے۔ ❸ اب اس بات کی کون تصدیق کرے گا کہ جو کچھ آج اشاعرہ کہہ رہے ہیں وہ گزشتہ زمانے میں اشعری کے ہاں گمراہ اور بدعقیدہ لوگوں کا منہج تھا؟

مسائل عقیدہ میں اشاعرہ کے باہمی عقلی اختلافات

اشاعرہ کا زبردست عقلی اختلاف:

اللہ تعالیٰ کے دیدار کے مسئلہ میں یہ عقل اور نقل کو برابر شمار کرتے ہیں۔

فلاسفہ کی تحسین اور تقبیح میں معتزلہ کے خلاف نقل کو عقل پر مقدم کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے تکالیف شرعیہ، اخروی زندگی اور جزاوسزا کے تمام مسائل میں منقول شرعی دلائل کو عقلی پر مقدم کرنا واجب ہے۔

مسائلِ صفات کو اشاعرہ نے عقلی قرار دیا۔ یہ ان لوگوں کے منہج کا اضطراب اور عقیدے کا تضاد ہے جو شخص حلال و حرام اور قبر وحشر کے مسائل میں عقل کو مقدم کرنے سے دور بھاگتا ہوا سے چاہیے کہ عقائد اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں عقل کو مقدم کرنے سے مزید دور بھاگے۔

---

❶ اصول الدين: ١١٢/ ١١٣.

❷ الإرشاد: ٤٠ـ النظاميه: ٢١.

❸ تبيين كذب المفترى: ١٦١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رازی نے متشابہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا: جو عقلی دلیل کے خلاف ہے اور محکم وہ ہے جو عقلی دلیل کے خلاف نہیں بلکہ موافق ہے اور اختلاف کی صورت میں اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کی بجائے عقل کی طرف رجوع کرنے کا فتویٰ دیا۔ ان لوگوں کے خلاف فلاسفہ نے حیات اخروی کے متعلق دلیل پکڑتے ہوئے کہا: اگر نصوصِ صفات سے جسم کا وہم ہو تو وہ کفر ہے۔ اسی طرح اخروی زندگی کے متعلق نصوص اور عذاب قبر جن میں جھوٹ کا وہم وغیرہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو قبر میں عذاب دینے کی بات کرتا ہے۔ جب ہم قبر کھولتے ہیں تو اس میں عذاب کا کوئی نشان بھی نہیں پاتے۔ اشاعرہ کے قول میں بھی کوئی فرق نہیں مگر انہوں نے ایسی بات کہی جو زیادتی پر مبنی ہے کہ اخروی زندگی کے متعلق معلوماتِ رسول ﷺ کے دین سے اضطراری طور پر معلوم ہیں۔

صفات باری تعالیٰ کے متعلق کتاب وسنت کی نصوص کے بارے میں اشاعرہ کا منہج حرمت والا نہیں بلکہ وہ اگر اخبار آحاد سے ثابت ہو تو وہ مردود ہے اور اگر تواتر سے ثابت ہو تو اس کی تاویل ہے۔

اشاعرہ نے منقول دلائل کے متعلق جو شرط لگائی ہے تاکہ اس سے استدلال قطعی اور یقینی ہو۔ وہ عدم معارض کا علم ہونا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا ہے اگر قطعی نقلی دلائل کو لینے کے لیے ایسے قرائن موجود ہوں جو ان کو ترجیح دیتے ہوں تاکہ نقلی دلائل سے علم یقینی حاصل ہو تو پھر بھی ان کو سمجھنے کے لیے عقلی طور پر غور کرنا ہوگا کیونکہ یہ اس کے لیے ہے کہ کیا فقط ان نصوص کے خلاف نص نہ ہونے کے ذریعے قطعی اور یقینی علم حاصل ہوگا کہ اس بنیاد پر کہ وہ عقل کے معارض نہیں اور کیا قرینہ کو اس میں کوئی عمل دخل نہیں؟ یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جن کے ذریعے یقین حاصل نہیں ہوتا۔ [1]

یہ انتہائی بدترین قول ہے۔ جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

> ''یہ الحاد اور زندیقیت کا بہت بڑا اصول ہے اور وحی کو اس کے مقام اور مرتبہ سے ہٹانے کی سب سے بڑی بنیاد ہے۔''

اشاعرہ نے منقول دلائل کے بارے میں جو دلیل پیش کی ہے۔ وہ انہیں عقلی دلائل میں بھی لازم ہے کہ عقل کے معارض عدم وجود کی دلیل کہاں ہے؟ اگر وہ یہ کہیں کے معارض عقلی کے وجود پر کوئی دلیل نہیں۔ یہ اس کے عدم پر دلالت کرتی ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم نے خود ہی اس دلیل کے ضعیف ترین ہونے کو ثابت کر دیا۔ العبادی نے (المواقف: ۳۷) میں کہا: پانچواں مقصد:

یہاں دونوں طریقے ہی ضعیف ہیں:

اول: انہوں نے کہا جس کی دلیل نہ ہو اس کی نفی لازم ہے۔

دوم: غائب کو حاضر پر قیاس کرنا۔

[1] المواقف لإیجی: ٤٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد ان کا یہی قول بچے گا۔ عدم معارض اور مقدمات قطعیت میں غلط ضروری ہے۔

یہ جواب صحیح ہے لیکن کہا جائے گا کیا عقلی معارض کے ہونے کے باوجود یہ تجویز عقلی طور پر قائم ہے؟ اس کی مثال رازی نے اپنی کتاب (المطالب العالیہ) میں ذکر کی ہے کہ اگر کوئی کسی شخص کو اپنے سامنے دیکھتا ہے۔ پھر آنکھیں بند کر لیتا ہے، پھر دوسری دفعہ دیکھتا ہے تو یہ احتمال ہے کہ یہ کوئی اور شخص ہو جو اس کے مشابہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی اثناء میں پہلے شخص کی جگہ پر دوسرے شخص کو لا کر کھڑا کرنے پر قادر ہے جو پہلے شخص کے مشابہ ہے۔

اس احتمال کے ہونے باوجود انہوں نے کہا کہ یہ بات ممنوع نہیں ہے کہ کسی چیز امکان اور جواز سے معلوم ہو۔ اس کے باوجود قطعی اور یقینی بات حاصل ہوگی کیونکہ وہ حاصل شدہ اور پایا جانے والا نہیں۔ ❶ پھر کہا: اس تجویز کے قائم ہونے کے ساتھ بھی بعض دفعہ یقین اور جزم (قطعی) حاصل ہو سکتا ہے۔ ❷

اس موقع پر ان کو کہا جائے گا کیا تمہارا یہ موقف متناقض نہیں ہے کہ تم نے کہا کے منقول دلیل عدم معارض عقلی کے ہوتے ہوئے قطعی اور یقینی نہیں۔ اگرچہ بعض قرائن یقین کا فائدہ دے رہے ہوں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ واضح تناقض ہے۔ خصوصاً جب ہم یہ بات جان چکے ہیں کہ جمہور متکلمین اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ اخروی زندگی کے مسائل منقول دلائل سے ہی اخذ ہوتے ہیں۔

صفات باری تعالیٰ میں اشاعرہ کا اختلاف کہ کیا ان کی تاویل ہوگی یا تفویض؟

تاویل کرنے والے اشاعرہ تفویض کرنے والے اشاعرہ کا ردّ کرتے ہوئے:

اس اختلاف سے مندرجہ ذیل حقیقت واضح ہے کہ اشاعرہ کے دو فرقے ہیں ایک نہیں۔ پہلا فرقہ جو اللہ تعالیٰ کی صفات کی تاویل کرتا ہے اور تفویض کرنے والوں کو مورد الزام ٹھہراتا ہے کہ یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کو جہل کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کو جھوٹ کے ساتھ متصف کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ دیکھیں گے دوسرا فرقہ جو تاویل کا قائل نہیں بلکہ اسے حرام قرار دیتا ہے اور تفویض کی دعوت دیتا ہے یہ پہلے لوگوں کو الزام دیتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ پر ایسی بات کرتے ہیں جو جانتے نہیں، کیونکہ تاویل احتمال کا دوسرا نام ہے اور احتمال عقائد میں مردود ہے۔

جب جوینی کے والد نے کہا: حروف مقطعات صفات باری تعالیٰ کی ایک قسم ہے اور اس میں تفویض کو ترجیح دی جائے گی اور دعویٰ کیا کہ سلف صالحین کا یہی طریقہ ہے۔ ❸ تو قشیری نے اپنی کتاب (التذکرۃ الشرقیہ) میں اس کا رد کرتے ہوئے کہا: کسی کے لیے کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ کتاب اللہ کے بارے میں ایسی بات کہے کہ مخلوق کے لیے اس کی معرفت کا کوئی راستہ نہیں اور اس کی تاویل اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے؟

---

❶ المطالب العالیة: ۸/۹۷.

❷ المطالب العالیة: ۸/۹۹.

❸ اتحاف السادة المتقین: ۲/ ۱۱۰ ـ ۱۱۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا یہ نبوت کے بارے میں بہت بڑا اعتراض نہیں ہے کہ نبی ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی صفات کی تاویل نہیں جانتے تھے لیکن مخلوقات کو ایسے علم کی طرف بلایا جو وہ خود نہیں جانتے تھے؟

کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: کہ یہ قرآن مجید واضح عربی زبان میں ہے؟ پس اس صورتحال میں ان کے دعوے کے مطابق واجب ہے کہ وہ کہیں کہ یہ غلط بیانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (بلسان عربی مبین) کیونکہ ان کے ہاں یہ معلوم نہیں ہے ورنہ یہ بیان کہاں ہے؟

اگر یہ عربوں کی لغت کے مطابق ہے تو ایسی بات کا دعویٰ کیسے کر رہا ہے جس کو عرب نہیں جانتے؟

نبی اکرم ﷺ کی طرف اس بات کی نسبت کرنا کہ انہوں نے ایک ایسے موصوف کی طرف دعوت دی ہے جس کی صفات سمجھ میں آنے والی نہیں۔ یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے جس کے بارے میں کوئی مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ صفات سے لاعلمی موصوف سے جہالت کے مترادف ہے۔

کسی کا یہ قول کہ صفت استواء اس کی ذاتی صفت ہے جس کے معنی سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ ہاتھ بھی اس کی ذاتی صفت ہے، قدم بھی اس کی ذاتی صفت ہے۔ جس کے معنی عقل معلوم نہیں کر سکتی تو یہ ایسی بات ہے جو اپنے اندر تکیف اور تشبیہ اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے اور جہالت کی طرف دعوت ہے۔

اگر مخالف یہ کہے کہ یہ ظاہری الفاظ ہیں جن کے کوئی معنی نہیں اور وہ ان پر الغاء کا حکم لگائے اور جن نصوص کے ہم تک پہنچنے میں فائدہ نہیں اور اس کی کوئی ضرورت نہیں، یہ ناممکن ہے یہ مذہب سلف کے مخالف ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ان ظاہری الفاظ سے اسی طرح ہی گزر جائیں۔

یہ درحقیقت اشعری کی اشعری سے ہی مخالفت ہے۔ اس میں ان اشاعرہ پر تہمت واقع ہوتی ہے جو مفوضہ ہیں۔ کیونکہ انہوں نے نبی ﷺ کی طرف جہالت اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کی ہے اور وہ تکییف اور تشبیہ میں واقع ہوئے ہیں۔ ان پر وحی کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ انہوں نے معانی کا انکار کیا ہے۔

مفوضات اشاعرہ کا آپس میں تناقض:

مفوضہ کا اس عبارت سے دلیل پکڑنا (ان کو ان کے ظاہر پر رکھو)۔ یہ ان کے اس قول کے مخالف ہے جس میں ان کا دعویٰ ہے کہ ظاہر مراد نہیں ہے۔ کیونکہ نصوص کو ظاہر پر رکھنا یہ درحقیقت نصوص کے ظاہر پر بغیر تاویل کے ایمان لانا ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ ظاہر مراد نہیں درحقیقت ایمان کو باطل قرار دینا ہے اور ان الفاظ کا ظاہر مراد نہ لینا ہے۔

ان کا یہ قول کہ ان کو ان کے ظاہر پر رکھا جائے گا۔ یہ ان کے اس قول کے خلاف ہے کہ ان کی کوئی تاویل ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں۔ کیونکہ جب انہوں نے ان الفاظ کا ظاہر مراد لیا ہے تو ہر تاویل کو باطل قرار دے دیا ہے۔ یعنی ہر وہ تاویل جو اس کے ظاہر کے خلاف ہے۔ پھر انہوں نے اس کے ظاہر کے خلاف تاویل مراد بھی لی ہے جو اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے تو کبھی یہ لوگ ظاہر مراد لیتے ہیں اور کبھی مراد نہیں لیتے۔ وہاں پر ان کی مراد وہ تاویل ہوتی ہے جو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ علم میں ماہر لوگ بھی اسے نہیں جانتے۔

مفوضہ اشاعرہ کی آپس میں تقسیم:

مفوضہ اشاعرہ دو اقسام میں تقسیم ہیں:

(۱)...... ان کا کہنا ہے کہ صفات باری تعالیٰ کے متعلق نصوص کا ظاہر تمثیل کا تقاضا کرتا ہے اور وہ یہ فیصلہ دیتے ہیں ان کے ظاہر کے خلاف مراد ہے۔ پھر وہ اس مراد کا تعین بھی نہیں کرتے۔

(۲)...... ان کا کہنا ہے ان کے ظاہر پر محمول کیا جائے گا، اور ان کی کوئی نہ کوئی تاویل ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا جو اس کے ظاہر کے خلاف ہے۔ یہ لوگ اس بارے میں تناقض کا شکار ہیں۔ ❶

رازی کا دعویٰ ہے سلف وصالحین کا مذہب یہ ہے کہ صفات کے معانی میں تفویض واجب ہے اور ان کی تفسیر میں غور وخوض قطعاً جائز نہیں ہے۔ تو یہ درحقیقت جمہور متکلمین کے اس اجماعی مذہب پر اعتراض ہے۔ جو کہتے ہیں کہ: ''متشابہات میں غور وفکر واجب ہے۔'' ❷

پھر ایک اور آتا ہے اور اشعری کے قول سے اختلاف کرتا ہے اور یہ حبشی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ تفصیلی تاویل بیان کرنا سلف وصالحین کا طریقہ ہے۔ ❸

جوینی قدیم اشاعرہ پر نقد کرتا ہے:

جوینی نے قدماء اشاعرہ کے اس فعل پر اعتراض کیا ہے کہ وہ بعض صفات کی تاویل کرتے تھے اور بعض کی تاویل نہیں کرتے تھے۔

ابن فورک نے اعتراف کیا ہے کہ بعض متاخرین اشاعرہ نے صفت استواء کی تاویل قہر اور غلبہ سے کی ہے جو کہ اشعری اور اس کے اصحاب کی واضح ترین مخالفت ہے۔

ابو منصور بغدادی نے معتزلہ کے اس قول کو ردّ کیا ہے جو وہ (استوی) سے (استولیٰ)، اور لفظ (ید) ہاتھ سے قدرت مراد لیتے ہیں۔ اس نے کہا: یہ قول فاسد اور باطل ہے۔ ❹ یاد رہے یہ موقف متاخرین اشاعرہ کی کتب میں سے بکثرت پایا جاتا ہے۔

جوینی نے متقدمین (قدیم) اشاعرہ کا یہ موقف ردّ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اور چہرہ ہے۔ کیونکہ یہ صفات خبریہ ہیں۔ اس نے کہا اگر تم نے خبری صفات ثابت کی ہیں تو تم پر لازم آتا ہے کہ تم بقیہ صفات کو بھی ثابت کرو۔

---

❶ مذهب التفويض: ٥٦٨.
❷ اساس التقديس: ٢٣٦.
❸ صريح البيان: ٣٨.
❹ الأسماء والصفات: ١٥٢/٢ـ تحقيق حباشى.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ استواء، نزول، وغیرہ۔ ❶

کیا ہم اللہ تعالیٰ کے لیے صفت جنب (پہلو) ثابت کریں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا حَسْرَتَا عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ﴾ ”ہائے افسوس میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی“۔

تفریط سے مراد فعل کا ترک ہے۔ ترک فعل، فعل کیسے ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم ہے؟

کیا لغت میں یہ استعمال ہوتا ہے کہ ہم کہیں ((فرطت فی جنب فلان)) اور یہ مخلوق کی صفتِ پہلو کے لیے استعمال ہوتا ہو۔

یعنی جب اسے مخلوق کے حق میں بیان کرتے ہیں تو کیا انسانی جسم کا کوئی عضو مراد ہوتا ہے۔ جسے جوینی نے ثابت کیا ہے۔ اس نے کہا جب تم نے آیات کے ظاہر سے خبری صفات کو ثابت کیا ہے تو پھر تم پر لازم ہے کہ بقیہ صفات بھی ثابت کرو۔ جیسا کہ استواء، نزول اور جنب (پہلو) وغیرہ۔ کیونکہ یہ نصوص کے ظاہر سے ثابت ہیں۔ ❷

قرطبی نے کہا: صفاتِ باری تعالیٰ کے متعلق خبر جیسا کہ ہاتھ، پاؤں، انگلی، پہلو اور نزول وغیرہ میں احتیاط ضروری ہے۔ ان میں سے کسی چیز سے ابتداء صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ کہ انسان کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ کا مطالعہ کر رہا ہو۔ ❸ ابوحیان نے بھی اپنی تفسیر میں اسے دلیل بنایا ہے اور مستحسن قرار دیا ہے۔ ❹

ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا: فرض کریں کہ پنڈلی اور پہلو صفات میں سے ہیں تو قرآن کے ظاہر سے یہ قطعاً معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی پنڈلی ایک ہی ہے یا پہلو ایک ہے۔ اور اگر یہ اس بات پر دلالت ہوتی جو میں نے ذکر کی ہے تو پھر بھی یہ اپنے مذکور سے زائد کی نفی پر ہرگز دلیل نہ تھی، نہ ہی منطوق سے اور نہ ہی مفہوم سے۔ ❺

ابن قیم رحمہ اللہ نے عثمان بن سعید دارمی سے نقل کیا ہے۔ جس میں اس نے مریسی کا ردّ کیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے کہ مخالف نے ایک قوم پر جھوٹ بولتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ((یحسرتی علی ما فرطت فی جنب اللّٰہ .)) سے ان کی مراد وہ پہلو ہے جو جسم کا ایک عضو ہے حالانکہ یہ ایسا نہیں ہے جس کا وہم انہیں ہو رہا ہے۔ ❻

ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: عرب اس طرح نہیں کہتے: میں نے عین اس چیز کو دیکھا بلکہ وہ اس کی بات کرتے ہیں جو اس کی طرف یا اس کی جہت کی طرف منسوب ہو۔ اسی طرح کسی چیز کا پہلو ہے۔ جب وہ یہ کہتے ہیں: ((ھذا فی جنب اللّٰہ .)) تو ان کی مراد فقط اللہ تعالیٰ کی رضا، خوشنودی اور اطاعت ہے۔ اس کے علاوہ قطعاً ان کی کوئی مراد نہیں

---

❶ الإرشاد للجوینی: ١٥٧.
❷ الإرشاد للجوینی: ١٥٧.
❸ تفسیر قرطبی: ١١/ ٢٥٦.
❹ تفسیر البحر المحیط: ٨/ ١٢٨.
❺ الصواعق المرسلہ: ١/ ٢٤٧.
❻ الصواعق المرسلة: ١/ ٢٤٤.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے۔ ❶

ابن قیم رحمہ اللہ نے پنڈلی کی صفت صحیح احادیث سے ثابت کی جس پر یہ دلالت کرتی ہیں، جیسا کہ: ((الصواعق المرسلة .)) میں ہے۔ البتہ صفت (جنب) پہلو جس کو ثابت کرنے کا یہ لوگ دعویٰ کر رہے ہیں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا: ((یحسرتی علی ما فرطت فی جنب اللّٰہ .)) سے قطعاً صفت پہلو ثابت نہیں ہوتی۔ دارمی کا بھی یہی خیال ہے اور یہی بات حق ہے۔

دیدارِ الٰہی کے متعلق اشاعرہ کا تناقض:

دیدار آمنے سامنے ہو کر چہرہ کا ہوتا ہے۔ تم پر لازم آتا ہے کہ یا تو تم لوگ اللہ کے بلند ہونے کا انکار کرو۔ اس سے دیدار کی نفی لازم آئے گی یا پھر تم اس کا بلند ہونا اس کے دیدار کے لیے مجبوراً ثابت کرو تو ایسی صورت میں ہم تمہیں وہی بات کریں گے جو معتزلہ نے تم سے کی ہے۔ ''جس نے یہ دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت (سمت) نہیں، پھر اس نے یہ کہا کہ اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔ تو اس نے اپنی عقل پر لوگوں کے ہنسنے کا سامان کیا۔ ❷

اللہ تعالیٰ کے دیدار کا قول بقیہ صفات کی طرح تشبیہ کا وہم پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ ہنسنا، پاؤں وغیرہ۔ یا تو تم لوگ تمام صفات کو تسلیم کرو یا تمام کا انکار کرو۔

اللہ تعالیٰ اور قیام حوادث میں اشاعرہ کا اختلاف:

صفی الدین ہندی نے اپنی کتاب ''التسعینیه فی اصول الدینیة'' میں حوادث کے مسئلہ میں رازی پر ردّ کیا ہے۔ جہاں انہوں نے یہ لکھا: ''اکثر علماء اللہ تعالیٰ سے قیام حوادث کے قائل ہیں'' اگرچہ وہ زبان سے اس کا انکار کریں۔ رازی نے اشاعرہ کو تناقض میں ڈال دیا ہے، وہ حکم کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں۔ وہ علم اور قدرت کے لیے حدوث کا تعلق ثابت کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی وضاحت کی۔ یہ قول درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں حدث کا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ یہ قول کہ اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے۔ وہ کلام جو اس کی ذات، مشیت اور اختیار کے ساتھ قائم ہے۔ نقلی اور عقلی اعتبار سے صحیح ترین ہے۔ ❸

یہ احباش کی حیرت ہے، احباش کا کہنا ہے: علماء نے کہا: جس نے یہ کہا کہ حوادث اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم ہیں تو وہ کافر ہے۔ ❹ کیا احباش رازی پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے جس کے قول کو حافظ نے مستحسن قرار دیا ہے۔

---

❶ بدائع الفوائد: ۲/ ۲٤٦.

❷ شرح اصول الخمسة: ۲٤۹۔ المغنی لعبد الجبار: ٤/ ۱۳۹.

❸ الأربعین فی اصول الدین: ۱۱۸.

❹ شریط مجالس الهدیٰ (۱) نمبر: ۵۵۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے وہ لوگو! جنھوں نے اسی قول کی بناء پر ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا ❶ تو پھر بتاؤ رازی کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے جس نے اس قول کی تائید کی ہے اور اسے عقلاء کی طرف منسوب کیا ہے اور اشاعرہ پر تناقض کا دعویٰ کیا ہے؟

اوّل واجب میں اشاعرہ کا اختلاف:

اشاعرہ ایک اور مسئلہ میں بھی آپس میں اختلاف رکھتے ہیں اور وہ ''مکلّف پر اوّل واجب'' ہے، جوینی کے نزدیک غور وفکر واجب ہے۔ اشعری کے نزدیک اس شخص کے ایمان کے بارے میں توقف کرنا ہوگا جو غور وفکر نہ کر سکے، رازی نے ''نهاية العقول'' میں اور شہرستانی نے ''نهاية الأقدام'' میں جوینی کا ردّ کرتے ہوئے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی معرفت فطری ہے۔'' ❷

یہ ان لوگوں کا تناقض ہے کہ کبھی عقل کو مقدم کرتے ہیں اور کبھی مؤخر کر دیتے ہیں۔ عین اسی وقت جب یہ غور وفکر کو واجب قرار دیتے ہیں اور اسے عقیدہ کا مصدر شمار کرتے ہیں.......... یہ فقط معتزلہ کی مخالفت کے لیے..........تو اسی لمحے معتزلہ سے مناظرہ کے وقت اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں: کوئی واجب نہیں مگر شریعت کی رو سے، پھر آپ دیکھیں گے کہ یہ اسی بات کی مذمت کر رہے ہیں۔ جو شخص صفات کی تاویل نہ کرے اسے نصوص پر جامد ہونے کے طعنے دے رہے ہیں۔

پھر غزالی ایک اور تناقض لے کر آیا۔ اس نے کہا: شکوک انسان کو حق تک لے جاتے ہیں۔ جو شک نہ کرے وہ حق تک نہیں پہنچ سکتا۔ جو غور وفکر نہ کرے وہ بصیرت سے محروم ہے اور جو بصیرت سے محروم ہے۔ وہ اپنی گمراہی اور اندھے پن میں بھٹکتا رہتا ہے۔ ❸

غزالی نے مقلد کے ایمان کو صحیح قرار دیا ہے۔ بخلاف مذہب اشاعرہ کے جبکہ کلامیہ کے قواعد پر سخت اعتراض کیا ہے جس پر متکلمین نے اپنے اصول بنائے اور اسے تمام مسلمانوں پر واجب قرار دیا ہے کہ وہ علم کلام سیکھیں۔ انہوں نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اعرابی کے ایمان لانے کے وقت ایسی کوئی بات نقل کی گئی ہے؟ اور اس کے لیے ان کا یہ قول کہ: اس عالم کے حادث ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ اعراض سے خالی نہیں اور جو حادث سے خالی نہ ہو وہ خود بھی حادث ہوتا ہے۔ ❹

---

❶ اشاعرہ کا یہ قول قابل قبول نہیں کہ ہر حدث مخلوق ہے، یہ ان کی گمراہی ہے۔

❷ الإرشاد، ص: ٣۔ نهاية الأقدام: ١٢٤۔ الدليل القديم: ٢٥.

❸ ميزان العمل: ١٣٧.

❹ فيصل التفرقه بين الإسلام والزندقه: ١٥٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے علم کلام کے ساتھ اپنا ناکام تجربہ نقل کیا ہے۔ پھر کہا: ''یہ کلام میرے لیے کافی نہیں ہے اور نہ ہی میرے مرض کے لیے شفا ہے۔ متکلمین کا کلام ظاہری تناقض اور فساد کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔'' ❶

یاد رہے علم کلام کے ساتھ اس کا تجربہ مذہب اشعری پر ہے نہ کہ مذہب معتزلہ پر ہے۔

جوینی کے اشعری پر اعتراضات:

جوینی نے کلام اللہ کے ازلی ہونے والے مسئلہ میں ابوالحسن اشعری پر بہت سے اعتراضات کیے ہیں۔ اس نے ذکر کیا: اگر اللہ تعالیٰ کا کلام ازلی ہے تو اللہ تعالیٰ معدوم (وجود نہ ہونا) سے امر اور نہی کے لحاظ سے کیسے مخاطب ہوا؟ یہ اس لیے ہے کہ جوینی نے کہا: اگر گمان کرنے والا یہ کہے کہ معدوم مأمور (جس کو حکم دیا جائے) ہے تو وہ معقول کی حد سے نکل گیا...... اس میں شک نہیں کہ مأمور کے مأمور ہونے میں وجود شرط ہے۔ پھر اس نے ذکر کیا کہ مسئلہ (امر بغیر مأمور کے) حقیقی طور پر ایک شبہ کے سوا کچھ نہیں۔ ❷ اس کی انتہاء توقف اور حیرانگی پر ہوتی ہے۔

سبکی نے نقل کیا ہے مسئلہ (کلام اللہ النفسی) کے بارے میں اشعری کے دو قول ہیں۔ کبھی کہتا ہے اللہ تعالیٰ کا کلام نفسی ہے۔ سنا جا سکتا ہے اور کبھی کہتا ہے نہیں سنا جا سکتا۔

شہرستانی نے بعض اہل علم سے نقل کیا ہے کہ یہ قول قرآن مجید کے حروف حادث ہیں اور یہ اللہ کا کلام مجازی ہے۔ ایسا قول ہے جو اشعری نے گھڑ لیا ہے اور اس نے اجماع کی مخالفت کی ہے ❸ اور یہ عین بدعت ہے۔

اشاعرہ تناقض کا شکار ہوئے ان کے مطابق: کلام کے مسمّٰی وہ فقط مجرد معانی کا نام ہے اور اس پر لفظوں کا اطلاق مجازی طور پر ہے۔ کیونکہ وہ اس پر دلالت کرتا ہے۔ پھر متأخرین اشاعرہ آئے۔ جیسا کہ رازی اور جوینی انہوں نے کہا: کلام کا اطلاق لفظ اور معانی دونوں پر لفظی اشتراک کی وجہ سے مشترکہ طور پر ہوتا ہے۔ یہ لوگ تناقض کے گہرے کنویں میں جا گرے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک کلام کا اطلاق لفظ اور معانی دونوں پر مطلق طور پر ہوتا ہے۔ مگر کسی قید کی صورت میں کبھی ایک مراد ہوگا اور کبھی دوسرا ہوگا۔

جوینی نے مذہب اشعری کو مسئلہ ((تکلیف مالا یطاق)) میں تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اس کے باوجود کہ اس نے ((الإرشاد)) میں اس کو ترجیح دی ہے اور اس کا دفاع کیا ہے۔ ❹

---

❶ المنقذ من الضلال: ۱۷/۱٤.

❷ البرهان فی اصول الفقه: ۱/ ۲۷۰ ـ ۲۷۳.

❸ طبقات السبکی: ۱۰/ ۲۹٤.

❹ الشامل: ٥٤۹ـ البرهان فی اصول الفقه: ۱/ ۸۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوینی کے نزدیک اشعری (جبری) ہے:

(افعال العباد) کے مسئلہ میں جوینی نے اشعری کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور اس کے مذہب کو دیوانگی قرار دیا ہے۔ اس نے کہا: اس مسئلہ میں میرے نزدیک ابوالحسن اشعری کا مذہب دیوانگی پر مبنی ہے...... اور ہر لحاظ سے یہ مذہب ساقط ہی ہے۔ ❶

اس کے باوجود اس نے (الشامل: ۱۸۲) اور (لمع الأدلة: ۱۰۷) اور (الإرشاد: ۲۰۸) میں کہا کہ: بندے کی طاقت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ یہ اشاعرہ کے موافق ہے۔ پھر (النظامیه) میں اس نے رجوع کرتے ہوئے اعلان کیا کہ: ''یہ کہنا کہ فعل میں بندے کی طاقت کا کوئی عمل دخل نہیں۔ درحقیقت شریعت کے احکام کا خاتمہ اور انبیاء کی دعوت کو جھٹلانا ہے۔'' ❷ جوینی اپنے شیخ اشعری کے بارے میں دعویٰ کر رہا ہے کہ اس کا کلام رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کے مترادف ہے۔

جوینی نے اشعری کے اس قول پر بھی تنقید کی ہے کہ ''ہر مجتہد ہی صحیح بات کہنے والا ہے۔'' اس نے کہا: یہ بات ہم کبھی نہیں کہہ سکتے یہ بنیاد ہی باطل ہے۔ بلکہ حق ایک ہی ہے اگر ہر مجتہد حق پر ہے تو پھر مجتہدین کے درمیان ترجیح کا تصور باقی نہ رہے گا۔ ❸

جوینی خود تناقض کا شکار ہوا۔ جب اس نے نطفہ سے کائنات کو بنانے کے مسئلہ میں اشعری پر تنقید کی۔ اس نے کہا: اس کائنات کا حدث (بنانا) اثباتِ اعراض پر موقوف نہیں ہے۔ کیونکہ مقصد اس کے بغیر بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ ❹ لیکن جب اس نے (جسم باری تعالیٰ) کے مسئلہ میں کرامیہ کا ردّ کیا تو کہا: ''ان لوگوں سے بات کرنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ان سے حدث عالم (تخلیق کائنات) کی دلالت کے بارے میں پوچھا جائے۔ اگر یہ تردد کا اظہار کریں تو یہ دین کے اصول وقواعد سے ان کی عاجزی ہے۔ کیونکہ حدث عالم کی معرفت حاصل کرنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ (ثبوت حدث) ہے۔ جوینی کے نزدیک حدوث عالم کے دلائل کے اصول میں یہ بات شامل ہے کہ ''جواہر اعراض سے خالی نہیں ہے۔'' ❺

حدوث اجسام کے ذریعے استدلال کا طریقہ اشاعرہ کے درمیان اختلافی ہے۔ آمدی نے رازی کے استدلالات کو کمزور ترین قرار دیا ہے اور ارموی نے بہت سے مقامات پر اس کی موافقت کی ہے۔ غزالی نے اس پر اعتراضات وارد کیے ہیں۔ ابہری نے اس موضوع پر معروف کتاب لکھی جس کا نام ((تحریر الدلائل بتقدیر المسائل)) اس

---

❶ البرهان فی اصول الفقه: ۱/ ۱۹۵ ـ ۱۹۶.
❷ العقيدة النظامية: ٤٣: ٥١.
❸ مغيث الخلق: ٨ ـ ٩.
❹ الشامل: ٢٤٧.
❺ الشامل: ٤١١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب میں اس نے اشاعرہ کے دلائل کو غلط ثابت کیا ہے جو کہ مسئلہ حدوثِ عالم کے متعلق ہیں اور یہ کہ اعراض دو زمانوں کے لیے باقی نہیں رہ سکتے...... اشاعرہ کے عقلی دلائل کا ردّ خود اشاعرہ نے ہی کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت (سمع، بصر) کے متعلق اشعری کا تردّد:

مکلاتی [1] نے کہا: اس مسئلہ میں ابوالحسن اشعری کا جواب تردد سے خالی نہیں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت سمع (سننا) اور بصر (دیکھنا)۔ کبھی تو اس نے کہا: اس کا سمیع اور بصیر ہونا یہ اس کے عالم ہونے پر اس کی دو زائد صفات ہیں۔ یہی موقف قاضی، ابوالمعالی، اور اشعریوں کی ایک جماعت کا ہے، اور کبھی اس نے صفت سمع و بصر کو اس کے عالم ہونے سے خاص کیا۔ ابوحامد اور اشعریوں کی ایک جماعت کا یہی خیال ہے۔ ہمارے نزدیک بھی یہی صحیح ہے۔ [2]

صفات المعانی میں اشاعرہ کا اختلاف:

اشاعرہ کا دعویٰ ہے کہ سات صفاتِ معانی حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت شدہ ہیں۔ ان پر جو نصوص دلالت کرتی ہیں وہ اپنے معانی اور مفہوم کے لحاظ سے صحیح ترین علم کا فائدہ دے رہی ہیں مگر یہ ہے کہ ان کے حقائق معلوم نہیں ہیں۔ پھر ان لوگوں نے بقیہ صفات کے بارے میں دعویٰ کیا کہ ان پر دلالت کرنے والی نصوص کی دلالت ظاہری طور پر غیر صحیح معانی پر ہے۔ ان کے بارے میں واجب ہے کہ ظاہر سے ہٹایا جائے ان سے کوئی خاص معانی مراد لینا صحیح نہیں ہے۔ یہ واضح تناقض ہے۔

صفات معنوی میں اشاعرہ کا اختلاف:

جس نے حال کو ثابت کیا وہ ان کا قائل ہے۔ جیسا کہ باقلانی۔ اشاعرہ اور جمہور نے حال کی نفی کی ان کے نزدیک معنویہ معانی کی طرف لوٹائی جائیں گی۔ [3]

اشاعرہ کے بعض علماء نے وضاحت کی ہے کہ وجود اور عدم کے درمیان واسطہ کا اثبات ممکن نہیں۔ [4] مقری کا کہنا ہے:

❀...... سات صفات جن کو معنوی کہا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں۔

❀...... وہ الٰہ عالم، قدیر، حی، سمیع، بصیر، ارادہ کرنے والا ہے۔

❀...... وہ کلام کرتا ہے، اور مقال حال ہے۔ یہ حال کے ثبوت سے شمار کیا ہے۔

❀...... عدم اور وجود کے درمیان واسطہ ایسا طریقہ ہے جس میں اشکال ہے۔

ان لوگوں نے بندوں کی أصوات (آوازیں) میں بھی اختلاف کیا ہے۔ جب معتزلہ سے پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے

---

[1] ابو الحجاج یوسف بن محمد بن المغر المکلاتی، متوفی ٦٢٦ھـ، اشاعرہ کے کبار علماء میں شامل ہے۔

[2] لباب العقول فی الرد علی الفلاسفة: ٢١٣ ـ ٢١٤.

[3] شرح ام البراهين: ٢٠ ـ ٢١ـ الفصل فی الملل والنحل: ١/ ١٢١.

[4] اضاءة الدجنة مع الشرح: ٣٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں: یہ بندوں کا فعل نہیں ہے اور قرآن کے مسئلہ میں کہا بندوں کی آوازیں ان کا فعل ہیں۔ یہ کھلا تناقض اور تضاد ہے۔ [1]

رازی کے تناقضات:

رازی کے تناقضات بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

مسئلہ حدوث اجسام میں تناقض: کبھی تو یہ خود اسے ثابت کرتا ہے اور کبھی اس شخص کا ردّ کرتا ہے جو ان کو ثابت کرنے کی کوشش کرے۔

صفت علو (بلندی) کے متعلق: عقلی دلیل کے ذریعے اس کی نفی کرتے ہوئے کہا: اس کے ذریعے تو اللہ تعالیٰ کے لیے نقص واقع ہوتا ہے۔ جبکہ اپنی کتاب (نهاية العقول) میں کہا: اللہ تعالیٰ کی طرف نقص کی نسبت نہ کرنا عقلی طور پر ممکن ہی نہیں ہے۔

سورۃ اخلاص کے متعلق کہا: یہ محکمات میں سے ہے اور دوسرے مقام پر اسے متشابہ قرار دے دیا۔

جوہر اور فرد کے متعلق کہا: کہ اس کی حرکت کا وجود ہے کہ نہیں؟ کبھی کہا اس کا وجود ہے اور کبھی کہا اس کا وجود نہیں ہے، اور کیا قدرت وجود مراد کو لازم ہے کہ نہیں؟ کبھی اس کو ثابت کیا اور کبھی اس کی نفی کر دی۔

آمدی کا تناقض:

آمدی نے کہا: علت معلول سے پہلے ہے جبکہ دوسرے مقام پر اس کی نفی کر دی۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق کہا: وہ جوہر نہیں ہے۔ کیونکہ اس کو جوہر ماننے سے دوسرے جواہر سے مماثلت لازم آتی ہے۔ اس لحاظ سے اس کی کوئی خوبی باقی نہیں رہ جاتی۔ یہ دونوں ہر اس چیز میں برابر ہوں گے۔ جو واجب، جائز اور ممنوع ہو۔ لیکن اس نے حدوثِ اجسام کے مسئلہ میں دلیل ذکر کرتے ہوئے کہا۔ اللہ تعالیٰ کے قدیم ہونے سے ایک لحاظ سے حوادث کے ساتھ مماثلت لازم نہیں آتی۔ یہ کہا جائے کہ وہ ایک لحاظ سے حادث ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان صفتِ قدم وحدوث کے لحاظ سے اختلاف میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ مماثلت ایک اور چیز ہے۔

یہ بات اس دعویٰ کے خلاف ہے جو اس نے مسئلہ جواہر میں ذکر کی ہے۔

ترکیب والے مسئلہ میں بھی اس کا تناقض عجیب ترین ہے۔

(وجود کلی مطلق) کے مسئلہ میں کہا: مطلق پایا جاتا ہے یا پھر فقط معین ہی پایا جاتا ہے۔ کبھی پہلی بات کی اور کبھی دوسری۔

اس نے اپنی کتاب (دقائق الحقائق) میں ثابت کیا کہ مشترک کلی خارج میں ہے۔ جبکہ اپنی کتاب (احکام الأحكام: ۲/ ۱۸۴) میں اس دعویٰ کی نفی کر دی۔ اس نے اس مسئلہ میں رازی کا بھی ردّ کیا۔ جیسا کہ اس نے ذکر کیا

---

[1] الصفدية: ۱/ ۱۵۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ رازی نے اپنی کتاب (الملخص) میں اس کی نفی کی ہے۔

اشاعرہ نے مسئلہ (ترجیح بلا مرجح) میں بھی اختلاف کیا ہے۔کبھی کہتے ہیں کہ وہ قادر مطلق و مختار ہے ایک طرف کو جو ممکن ہو بغیر مرجح کے ترجیح دیتا ہے اور کبھی اس کے خلاف دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں قادر کسی ایک طرف کو بغیر مرجح کے ترجیح نہیں دیتا ہے۔

سبب اختلاف درحقیقت حال وہ حالت ہے جس سے یہ استدلال کرتے ہیں:

جب ان لوگوں کا فلاسفہ اور دہریوں کے ساتھ حدوث عالم کے موضوع پر مناظرہ ہوتا ہے تو ان کا ردّ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: بے شک قادر کسی ایک مقدور کو دوسرے پر بغیر کسی مرجح کے ترجیح دیتا ہے، اور کہتے ہیں کسی ایک طرف کو جو ممکن ہو قادر اور مختار کے لیے ترجیح دینا ممکن ہے۔ یہ عین معتزلہ کا فلاسفہ کے خلاف جواب ہے۔

جب اشاعرہ مسئلہ (خلق افعال العباد) میں معتزلہ سے مناظرہ کرتے ہیں اور یہ موضوع زیر بحث ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا خالق ہے۔ تو یہ لوگ معتزلہ کا ردّ کرتے ہوئے کہتے ہیں: کسی قادر اور غیر قادر سے مرجح کے بغیر ترجیح کا تصور ہی ناممکن ہے۔ جس کا ہونا تاثیر کے لیے واجب ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''جب یہ لوگ فلاسفہ سے حدوث عالم کے مسئلہ پر مناظرہ کرتے ہیں تو انہیں بعینہٖ معتزلہ والا جواب دیتے ہیں، اور جب مسئلہ قدر میں معتزلہ سے مناظرہ کرتے ہیں تو ان کے خلاف فلاسفہ کے جواب کو بعینہٖ دلیل بناتے ہیں، اور ان دلائل کا ذکر کرتے ہیں جو فلاسفہ نے ذکر کیے ہیں۔ اگر یہ دلیل صحیح ہے تو پھر ان کی معتزلہ کے خلاف دی گئی دلیل اپنے آپ غلط ثابت ہو جاتی ہے، اور اگر یہ دلیل باطل ہے تو پھر فلاسفہ کو دیا گیا جواب باطل ہو جاتا ہے۔ اکثر فلاسفہ، متکلمین کا یہی حال ہے۔ کتاب و سنت کی مخالفت کرتے ہیں۔ تم ان کو اکثر تناقضات کا شکار ہی پاؤ گے۔ یہ ایک جگہ پر جس کو انتہائی قوی دلیل کے طور پر پیش کر رہے ہوں گے۔ دوسری جگہ پر دعویٰ کر رہے ہوں گے۔ یہ دلیل عقلی طور پر ہی بے کار ہے۔'' ❶

مسئلہ اختصاص میں یہ لوگ جس چیز کا اعتبار کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ جس کا بھی جسم ہے اس کے لیے مخصص ضروری ہے اور جو کوئی مخصص کا محتاج ہے وہ محدث ہے۔

یہ دلیل انتہائی بے کار اور ناقص ہے جس کے ذریعے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفت علو کی نفی پر دلیل پکڑی ہے۔

آمدی نے اختصاص کے ذریعے شہرستانی کے استدلال کا ذکر کیا ہے۔ پھر اس نے اس دلیل کا ضعف اپنی کتاب ''غایة المرام، ص: ۱۸۱'' میں ذکر کیا۔

شہرستانی، آمدی اور رازی تناقض کا شکار ہوئے اور انہوں نے جواہر غیر معقولہ جو کہ غیر متحیز ۃ (احاط) ہوں۔ فلاسفہ

---

❶ درة تعارض العقل والنقل: ۱/ ۳٦٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دہریہ کے مطابق ثابت کیے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کی نفی کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان سے کہا: ''جب ملحدین جو کہ رسولوں کی تکذیب کرنے والے ہوں سے تم مناظرہ کرتے ہو اور وہ جواہر غیر متحیز یہ ثابت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو تم دفاع سے عاجز آ جاتے ہو یا پھر شکست تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہو۔ ان کی نفی پر ہمیں کسی دلیل کا علم نہیں یا تم ان کا اثبات کرتے ہو اور جب تم اپنے مسلمان بھائیوں [1] سے مناظرہ کرتے ہو جو نصوص الٰہی کے تقاضوں، سلف وصالحین کے طریقے، اللہ تعالیٰ کی فطرت جس پر اس نے بندوں کو پیدا کیا اور عقلی دلائل جو صحیح ترین ہوں، کے قائل ہیں اور یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات سے بلند ہے تو تم اس قول کی نفی اور اس کی موجبات کے خاتمہ کی بات کرتے ہو۔ پھر تم یہ کہتے ہو۔ جوہر کا کچھ معانی نہیں مگر جو متحیز ہو اپنی ذات کے ساتھ۔ اگر یہ قول حق ہے تو اس کے ذریعے فلاسفہ کا ردّ کرو، اور اگر یہ قول باطل ہے تو پھر مسلمانوں سے اختلاف نہ کرو۔

یا پھر یہ حق ہوگا جب تم مسلمانوں کی بات کے خلاف دفاع کرتے ہو تو پھر یہ اس وقت باطل ہوگا۔ جب تم ملحدین کے سامنے دفاع سے عاجز ہوتے ہو۔ یہ اس شخص کا طریقہ ہے جو اصولوں، دین اور عقل کے لحاظ سے روگردان اور حسن نظر سے عقلی وشرعی لحاظ سے ناکام ہو۔'' [2]

یہ تناقض اس شخص کے لیے ہے جس نے عقلی جواہر کی بات کی یا پھر یہ کہا: ان کی نفی پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

اشاعرہ کی بہت بڑی تعداد کا اپنے موقف سے رجوع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جس منہج پر ہیں وہ باطل ہے۔ یہ لوگ باطل کی پیروی کر رہے ہیں۔ اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سلف وصالحین کتاب وسنت پر عمل کرنے والے تھے اور اس یونانی فلسفہ سے کوسوں دور تھے۔ ان کے دور میں کتاب وسنت کے ساتھ ان کا تمسک (گہرا تعلق) اس اعتقاد اور ایمانِ عمیق کی بنیاد پر تھا کہ ہدایت وراہنمائی، اطمینان وسکون اور وحی کی اتباع کے بغیر ناممکن ہے۔

☆......☆......☆

---

[1] ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ہاں بحث ومباحثہ کے آداب دیکھئے کہ وہ ان کو اسلامی اخوت کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

[2] درة التعارض: ٤/ ١٦٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلاسفہ اور معتزلہ، اشاعرہ کو کیسے خاموش کراتے ہیں؟

فلاسفہ نے اشاعرہ سے کہا: تم ہمارے ساتھ اس بات پر متفق ہو کہ جو حوادث سے محفوظ نہ ہو وہ حادث ہوتا ہے۔ اعراض حادث ہیں وہ دو زمانے باقی نہیں رہتے ہیں۔ صفات اعراض ہیں تو پھر اس لحاظ سے تم پر لازم آتا ہے کہ تم صفات کی نفی کرو کیونکہ یہ اعراض کا حوادث ہیں، اور عرض اپنے آپ قائم نہیں رہتا۔ بلکہ اس کے لیے جوہر ضروری ہے جس کے ذریعے وہ قائم ہو۔

اگر اس نے کہا: میں اس چیز کو عرض نہیں کہتا جس کے ذریعے کوئی قائم ہو۔ کیونکہ عرض دو زمانوں کے لیے باقی نہیں رہتا جبکہ اس کی صفات میرے نزدیک باقی ہیں۔

انہوں نے کہا: تمہارا کہنا کہ یہ عرض دو زمانوں کے لیے باقی نہیں رہتا۔ واضح طور پر عقل کے خلاف ہے اور اس کا فساد واضح ہے۔ جب عرض دو زمانوں کے لیے باقی نہیں تو پھر اس کی صفات اور دوسرے کی صفات میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔مخلوقات کی بھی صفات ہیں تو پھر یا تو سب کے عرض ہونے کا اقرار کرو یا پھر کسی کو بھی عرض نہ کہو۔

اور اگر اس نے کہا: میں نے تو اس لیے ان کو کہا ہے کہ یہ حوادث کو قبول نہیں کرتیں۔ کیونکہ جس کے ساتھ حوادث قائم ہوں وہ ان سے خالی نہیں۔

تو اس کو فلاسفہ کہیں گے: جب وہ تیرے نزدیک فاعل واقع ہوا اس کے بعد کہ وہ نہ تھا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ فعل سے خالی ہو تو پھر کہو کہ: اس کے ساتھ فعل قائم ہوا جو کہ پہلے نہ تھا۔ جیسا کہ تمہارے ان بھائیوں نے کہا جو صفات کو ثابت کرتے ہیں کرامیہ وغیرہ۔ اس سے یہ لازم نہ آئے گا کہ فعل اس کے ذریعے قائم نہیں۔

یہ ہر اس شخص کا حال ہے جو افعال اور صفات کی نفی کرے۔ فلاسفہ اسی طرح اس کی گردن سے پکڑتے ہیں اور وہ حیران و پریشان اور متذبذب ہو جاتا ہے۔

جب فلاسفہ نے دیکھا کہ متکلمین (حدوث اجسام) کے مسئلہ میں تناقض کا شکار ہیں تو انہوں نے کہا: جب تمہاری دلیل ناقص اور متضاد ہے تو پھر ہماری (قدم العالم) کی صحیح ہے کیونکہ تمہارے اندر ہماری دلیل کو توڑنے کی ہمت نہیں ہے۔

اسی طرح فلاسفہ نے اشاعرہ کو اخروی زندگی اور احکام شرعیہ سے متعلقہ نصوص کی تاویل کا الزامی جواب دیتے ہوئے کہا یہ صفات باری تعالیٰ کی نصوص کی تاویل کی نسبت کم درجہ ہے۔

اسی طرح اشاعرہ اسماء اور احکام کے مسئلہ میں مرجئہ کے مذہب کی طرف مائل ہو گئے۔ انہوں نے معتزلہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہب کی مخالفت کرتے ہوئے کہا: فاسقوں کے متعلق ہمیں علم نہیں کہ ان میں سے کوئی جہنم میں داخل ہوگا یا نہیں؟ انہوں نے اہل قبلہ کے متعلق وعید میں شک اور توقف کا اظہار کیا۔ یہ مذہب معتزلہ سے کہیں زیادہ عجیب ترین قول ہے۔ سلف صالحین کا یہ قول ہے کہ یہ ممکن ہے اہل کبائر آگ میں داخل ہوں گے وہ اس معاملہ میں کوئی اختلاف نہیں کرتے۔ مگر یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے۔

یہ معتزلہ اور مرجئہ کا زبردست مذہبی اختلاف ہے۔ یہ ایسا حکم ہے جو وقوع پذیر ہوگا۔ اس میں ہر کبیرہ گناہ کرنے والے کی تعیین نہیں ہے۔ نصوص میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ آگ سے بے شمار اہل کبائر کو ان کی توحید کی وجہ سے نکال لے گا اور پھر انہیں جنت میں داخل کردے گا۔

اس باب میں معتزلہ اور فلاسفہ کے لیے اشاعرہ پر اعتراض کرنا اور ان کی بات کو ردّ کرنا آسان ہوگیا۔ کیونکہ یہ دین میں طعن ہے۔ وہ اشاعرہ کو ہمیشہ کہتے ہیں تم پر وہی چیز صفات سے متعلقہ نصوص میں لازم آتی ہے جو تم ہمیں اخروی زندگی اور قبر و حشر کی نصوص کے متعلق لازم کرتے رہتے ہو۔ عذاب قبر کے بارے میں ہمارا قول اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں تمہارے قول کی طرح ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر یقین رکھنے والے ان سے کہتے ہیں تمہارے لیے صفات میں ہمارا قول وہی ہے جو اخروی نصوص کے متعلق تمہارا قول فلاسفہ کے لیے ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ عذابِ قبر اور اخروی زندگی کے متعلق مسائل دینی ضرورت کے تحت رسول اللہ ﷺ کے دین سے معلوم ہیں تو ہم تم سے کہیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات بھی معلوم ہیں۔ جیسا کہ: علو (بلندی)، نزول، ہاتھ، چہرہ، آنکھیں، انگلیاں اور قدم یہ سب کچھ ضروری طور پر رسول اللہ ﷺ کے دین سے معلوم ہے۔ (یہ قول ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ہے)۔

حکمت اور علت کے بارے میں انہوں نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کے افعال حکمت سے خالی نہیں لیکن وہ مقصود نہیں ہیں۔ انہوں نے قصد کی نفی کی مگر اللہ تعالیٰ کے لیے صفت علم کے اثبات میں قصد کو شرط قرار دیا ہے۔ کیونکہ اگر کسی ماہر کا فعل قصد اور اختیار کے بغیر ہو تو فاعل کے علم پر دلالت نہیں کرتا۔ انہوں نے حکمت میں تو قصد کی نفی کردی اور علم میں اثبات کیا یہ ان لوگوں کا کھلا تناقض ہے۔ اسی طرح جس نے حکمت کی نفی کی مگر علت اور قیاس ثابت کیا تو وہ کھلے تناقض کا شکار ہے۔ ❶

ان لوگوں نے جب سے تصوف اختیار کیا تناقض کا شکار ہوگئے۔ انہوں نے اموات سے استغاثہ (مدد مانگنا) کیا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا، ان کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمارے لیے اسباب بنایا ہے۔ جن سے ہم مدد حاصل کرتے ہیں۔ اور رہا یہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے سبب بنایا جیسے ذبح کرنے کے لیے چھری اور جلانے کے لیے آگ سے مدد

❶ المطالب العالية: ۳/ ۱۱۷.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لینا ہے تو اس کی وہ نفی اس دلیل کے ساتھ کرتے ہیں کہ یہ نہیں کہا جائے گا کہ اسباب فعل کو تخلیق کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ذبح اور جلانا ان اسباب سے نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے ہوتے ہوئے یہ کام ہوتا ہے۔

نبوت کے معاملہ میں ان کا تناقض:

اس شور وغوغا کے بعد جو اشاعرہ نے برپا کیا کہ مسائل اعتقادیہ میں عقلی دلائل کا ہونا لازمی ہے، اور انہوں نے منقول دلائل پر اعتماد نہیں کیا۔ ان کے نزدیک الفاظ کا ظاہر علم یقین کا فائدہ نہیں دیتا تو پھر وہ ایک اور عظیم مسئلہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ یہ ہے کہ انبیاء کی نبوت کس طرح ثابت ہوگی؟ ان کے نزدیک انبیاء کی نبوت فقط معجزات کے ذریعے ثابت ہوگی۔ کیونکہ معجزات کی نبوت پر دلالت عادی ہے اور یہ محض عقلی نہیں۔ وہ خرقِ عادت امور کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کے قول کے مطابق یہ مسئلہ قطعی نہ ہوگا۔

نبوت کے معاملہ میں دوسرا تناقض:

انہوں نے معجزات کو رسول کے سچا ہونے کا معیار بنایا۔ گویا معجزہ اللہ تعالیٰ کے صریح قول کے مترادف ہے کہ رسول سچا ہے۔ یہ دلالت اس وقت تک مکمل نہ ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ کے بارے میں (امتناع کذب) جھوٹ کا ناممکن ہونا ثابت نہ ہو۔ اس لیے جوینی نے کہا: فصل: اللہ تعالیٰ کے بارے میں (امتناع کذب) معجزہ کی دلالت میں شرط ہے۔ ❶

لیکن قشیری نے جوینی کا استثناء ذکر کرتے ہوئے کہا: اگر آج امام الحرمین (جوینی) نبوت کا دعویٰ کر دیں تو ان کا کلام ہی معجزہ کے اظہار کے مقابل کافی ہوگا۔ ❷ ایک نبی کے لیے معجزہ کا اظہار شرط ہے مگر جوینی کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔

ان کے تناقض کی ایک اور مثال یہ ہے کہ معجزہ کی دلالت رسول کی سچائی پر اضطراری طور پر معلوم ہے۔ پھر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کوئی کام حکمت کے لیے نہیں کرتا اور اس کے افعال کی کوئی علت (سبب) نہیں ہوتی ہے۔

یہ کھلا تناقض (تضاد) ہے۔ پھر معجزہ کیسے دلالت کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے افعال اور اس کے مفعولات سے ہے جو کہ نبی کے صدق پر دلالت ہے؟ ان کے مذہب کے مطابق اللہ تعالیٰ کوئی کام حکمت کے لیے نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ حکمت ایک (شنیع) بری چیز تصور کرتے ہیں۔ جسے تعلیل کا نام دیتے ہیں اور علت میں اللہ تعالیٰ کے لیے حاجت کا اثبات ہے۔

دوسرا طریقہ جو ابو المعالی نے اختیار کیا ہے وہ بہترین ہے کہ نبی کی سچائی ضروری طور پر معلوم ہے۔ یہ صحیح طریقہ ہے۔ اس شخص کے لیے جو یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

یہ اشاعرہ کا کھلا تناقض ہے کہ انہوں نے کتاب وسنت کے منقول دلائل پر عقل کو مقدم کیا، اور اخبار آحاد کو ظنی قرار دیا

❶ الإرشاد للجوینی: ۲۳۱.

❷ طبقات السبکی: ۵/ ۱۷٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کہا کہ ان سے دلیل لینا جائز نہیں ہے۔ بلکہ ان میں سے بعض نے تمام دلائل منقول کو ظنی قرار دیا ہے اس لحاظ سے علمی مسائل میں ان کو دلیل بنانا صحیح نہیں ہے۔ پھر ان لوگوں کا قاضی کے نظریے کے بارے میں کیا فیصلہ ہے جو عقل کی تحسین اور تقبیح سے منع کرتا ہے؟

پھر انہوں نے اس بات کو دلیل بنایا کہ ایسے تمام مسائل جن پر شرع کی بنیاد ہے۔ عقل سے ثابت ہوتے ہیں۔ ان مسائل میں سے ایک مشہور مسئلہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا اثبات ہے۔ انہوں نے کہا: اس کو ثابت کرنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ عقل ہے اور وجوبِ معرفت فقط شرع سے ثابت ہوتی ہے یہ لوگ چکر میں پڑے ہیں۔ ان کو یہ ماننا پڑے گا کہ معرفت فطری ہے یا پھر یہ کہیں کہ عقل کی تحسین اور تقبیح فطرت کا تقاضا ہے۔

اسی لیے ابونصر سجزی نے ابوالحسن اشعری پر تناقض کا الزام لگاتے ہوئے کہا، اشعری کہتا ہے: ''عقل کسی چیز کے حسین یا قبیح ہونے کا اِدراک نہیں کر سکتی۔ یہ فیصلہ سمع یعنی دلائل سے ہوگا۔ اگر سمع (دلائل کا سننا) نہ ہوتا تو کسی چیز کے برے اور بہتر ہونے کا پتہ نہ چلتا۔'' پھر اس کا دعویٰ ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ کی معرفت عقل کے ذریعے واجب ہے اور یہ سمع (دلائل سننے) سے پہلے ہے جو اس بارے میں عقلی طور پر غور و فکر نہ کرے وہ سزا کا مستحق ہے۔''

اب اگر وہ یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت واجب ہے مگر اس کا حسن (خوبصورت) ہونا معلوم نہیں اور غور و فکر ترک کرنے والا طعن و تشنیع کا مستحق ہے تو یہ مذاق ہے اور اگر یہ کہے کہ یہ حسن ہے تو پھر اس نے اقرار کر لیا کہ عقل حسین اور قبیح کی معرفت رکھتی ہے۔ اس کا دل اس وقت تنگ ہوتا ہے جب معتزلہ یہ کہتے ہیں: ظلم عقلی لحاظ سے قبیح ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ خود کرتا ہے مگر پھر اس کو عذاب دیتا ہے تو وہ ظالم ہے تو پھر یہ کہتا ہے کہ عقل میں حسین اور قبیح کا ادراک کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ ❶

اسماء اور صفات میں اشاعرہ کا اضطراب:

پہلا اضطراب: اشاعرہ نے اللہ تعالیٰ کی سات وجودی صفات کو ثابت کیا ہے انہوں نے ان کا نام صفاتِ معانی رکھا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ان تمام صفات کا انکار کر دیا ہے جو دلائل میں منقول ہیں چاہے وہ ذاتی صفات ہیں یا پھر فعلی صفات ہیں۔ ان کو علماء نے ایک مضبوط ترین الزامی جواب میں پھنسا دیا کہ بعض (سات) صفات میں جو قول ہے وہی بقیہ صفات میں بھی ہے۔ اگر ان سات صفات کو ماننے سے کوئی شرعی پابندی سامنے نہیں آتی اور کوئی باطل معانی مراد نہیں لیے جاتے۔ جیسا کہ جسم، حلول حوادث، ترکیب وغیرہ تو اسی طرح بقیہ تمام صفات میں بھی ایسا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

دوسرا اضطراب: انہوں نے ان سات صفاتِ معانی کو تسلیم کر کے جو طریقہ اختیار کیا ہے اس نے ان کو کئی اشکالات کا شکار بنا دیا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے ارادہ قدیم و ذاتی ثابت کیا...... اور یہ حق ہے...... مگر انہوں نے تخصیصِ

❶ الرد علی من أنکر الحرف والصوت، طبع الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فعلی کا انکار کر دیا۔ لہٰذا اس صورتِ حال میں ان کو دو امر لازم ہیں۔

یا تو ان کو یہ کہنا پڑے گا کہ تمام حوادث قدیم ہیں۔ کیونکہ ان کو پیدا کرنے والا قدیم ہے اور یہ لوگ یہ بات نہیں کہتے یا پھر ان کو یہ کہنا پڑے گا کہ ہر حادث بعد میں رونما ہوا۔ جبکہ وقت معین میں اس کے ارادہ کی تخصیص نہ تھی تو ان کو لازمی طور پر صفات اختیاریہ کا اثبات تسلیم کرنا پڑے گا اور یہی صحیح ہے۔

دوسرا یہ کہ انہوں نے عقلی طور پر اللہ تعالیٰ کے کلام میں کذب (جھوٹ) کے واقع ہونے کو جائز قرار دیا۔ جبکہ شرعی دلیل کی بنیاد پر اس کا وقوع ممنوع قرار دیا تو یہ لوگ دو اضطرابوں کا شکار ہو گئے۔

ا۔ الدور:

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں امتناع کذب (جھوٹ کا محال ہونا) شرع سے ثابت ہے اور شرع معجزہ سے ثابت ہوتی ہے، اور شرع اللہ تعالیٰ کے بارے میں امتناع کذب کے علم سے حاصل ہوگی۔ یہ تو ایک دور (چکر) ہے۔

۲۔ انبیاء کو خاموش کرانا:

ان کی بیان کردہ اصل کے مطابق انبیاء سے جھگڑا کرنا اور ان کو خاموش کرانا صحیح ہے۔ کیونکہ معجزہ دکھانے سے ان کا سچا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

حبشی کے نزدیک انبیاء سے گناہ صغیرہ سرزد ہوتے ہیں۔ لیکن ابن حزم نے باقلانی سے ذکر کیا ہے کہ انبیاء سے تمام گناہوں کے وقوع پذیر ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز ہے جبکہ نبوت کے ابلاغ میں جھوٹ کا بھی امکان ہے۔ [1]

تیسرا یہ کہ اشاعرہ کلام کے متعلقات کے لحاظ سے تعداد کلام کے قائل ہیں۔ اگر طلب فعل کا نام (امر ہے) اور فعل کے ترک کی طلب کا نام (نہی)...... وغیرہ ہے تو پھر یہ کہنا کیوں جائز نہیں ہے: جو سات صفات تم نے ثابت کی ہیں حقیقت میں وہ ایک ہی صفت ہے اور ان کا تعدد فقط متعلقات کے سبب سے ہے؟ مثلاً جب یہ صفت ایسے امر سے متعلق ہوگی جو ممکن الایجاد ہو تو اس کو قدرت کہیں گے اور اس کے ساتھ تخصیص کا نام ارادہ ہوگا۔ اگر یہ موجود کے متعلق ہوگی تو اسے سمعی و بصری کہیں گے۔

جب ان تمام سات صفات کی حقیقت ایک ہی صفت کی طرف لوٹتی ہے۔ تو پھر اس صفت کو ذات کی طرف لوٹانا جائز کیوں نہیں ہے؟

مشابہت اشاعرہ کے نزدیک مماثلت کی متقاضی نہیں ہے:

اشاعرہ کا ایک اور تناقض بھی واضح ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بعض اشتراک مماثلت کا تقاضا نہیں کرتے۔ ان کا یہ قول

[1] الدرة فيما يجب اعتقاده: ٣٧٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے خلاف ان صفات میں دلیل ہے جن کے بارے میں انہوں نے مشابہت اور مماثلت کا دعویٰ کیا اور پھر اس بنیاد پر ان کی نفی کر دی۔ اس مسئلہ میں ان کے اقوال میں سے ایک قول رازی کا ہے۔ اس نے کہا: ''اگر یہ کہا جائے کہ صفات کمال میں مشارکت، الوھیت میں مشارکت کا تقاضا کرتی ہے تو ہم کہیں گے بعض بعید لوازمات میں مشارکہ جبکہ اختلاف کا حصول بھی ہو۔ الوھیت میں مساوات کا تقاضا نہیں کرتا۔ اسی معانی کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ: ۱۱)

اس اعتراف کے بعد مماثلات میں تفریق کے متعلق اشاعرہ کا تناقض واضح ہے۔

اللہ کے لیے قیام ثابت کرتے ہیں:

انہوں نے تنزیہ (پاک کرنا) پر اعتماد کرتے ہوئے جسم کی نفی کی اور اس کے تحت بہت سی ایسی صفات کا انکار کر دیا جو کتاب وسنت کی واضح نصوص سے ثابت شدہ ہیں۔ جیسا کہ صفت علو (بلندی) استواء اور ہاتھ وغیرہ۔

ان لوگوں کا تناقض تب واضح ہو جاتا ہے جب اس صفت کا اثبات کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بنفسہٖ قائم ہے۔ قیام بالنفس کا کیا معنی ہے:

''اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا کہ وہ ہر نفس پر قائم ہے یہ نہیں کہا کہ وہ بنفسہٖ قائم ہے۔''

انہوں نے ذکر کیا کہ ان میں سے بعض لوگوں نے ابو اسحاق اسفراینی پر جب یہ اعتراض وارد کیا تو اس نے کہا: (قائم بنفسه) سے میری مراد یہ ہے کہ وہ اپنے علاوہ کسی کے ساتھ قائم نہیں ہے۔ یہ عجیب بات ہے: جب وہ موجود ہے تو وجود یا تو بنفسہٖ قائم ہوتا ہے یا پھر کسی اور کے ذریعے قائم ہوتا ہے۔ ابو اسحاق کا یہ کہنا کہ وہ اپنے علاوہ کے ساتھ قائم نہیں۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ قائم بنفسہ ہے۔ گویا کہ اس نے یہ کہنے کی کوشش کی ہے کہ وہ قائم بنفسہ ہے کہ بے شک وہ بنفسہٖ قائم ہے۔

اگر ان کے اس قول (قائم بنفسہ) سے جسم کا اثبات لازم نہیں آتا تو پھر بقیہ صفات کے اثبات سے بھی جسم کا اثبات لازم نہیں آتا۔ جیسا کہ صفت استواء اور ہاتھ وغیرہ۔ اگر یہ ان دوسری قسم کی صفات میں لازم آتا ہے تو پہلی میں بھی لازم آتا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو یہ اشاعرہ کا کھلا تناقض (تضاد) ہے۔

اشعری مذہب میں معتزلی عقائد:

اشاعرہ جوہر اور فرد کے اثبات میں اختلاف کا شکار ہیں ان میں اکثر اس کو ثابت کرتے ہیں اور بعض اشاعرہ اس کی نفی کرتے ہیں۔

اسی طرح یہ عرض اور جوہر میں اختلاف کا شکار ہیں کہ کیا یہ شامل ہے یا پھر یہ اپنی انواع کے لحاظ سے مخصوص ہے؟

اس بات میں بھی ان کا اختلاف ہے کہ عرض دو زمانوں کے لیے باقی رہتا ہے یا نہیں؟ ان کا کہنا ہے کہ اگر منقول دلائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں عقل کے معارض کوئی دلیل نہ ہوتب بھی علم یقینی کا فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ جبکہ عقلی دلائل میں ایسی دلیل فائدہ مند ہوگی۔

اشاعرہ نے آخرت کے متعلق قطعی علم حاصل ہونے کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ انہیں منقول دلیل میں عقلی معارض (خلاف) کی نفی کا کوئی یقین حاصل نہیں ہوا۔

اشاعرہ ان امور کی تحدید میں اضطراب کا شکار ہیں جو فقط عقلی دلیل سے استدلال کیے گئے یا پھر منقول دلیل سے کیے گئے ہیں۔

اشاعرہ اپنے ہاں اصل دلیل میں تناقض کا شکار ہیں (دلیل حدوث) اشاعرہ عقل پر اعتماد کرتے ہوئے اسے منقول دلائل سے مقدم کرتے ہیں۔ یہ معتزلہ کی تقلید کے لیے کافی ہے مگر اس کے باوجود چند ایسے اشکالات ان کے لیے باقی ہیں جن کا وہ عقل سے کوئی جواب نہیں دے سکتے۔

اشاعرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس میں اختلاف کے مسئلہ میں اختلاف کا شکار ہیں۔ ان میں سے کچھ تو معتزلہ کے مؤقف کو بنیاد بناتے ہیں اور کچھ اہل سنت والجماعت کے مؤقف کو اپناتے ہیں۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابوالحسن اشعری کا قول نقل کیا ہے۔ جس میں وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین کہتا ہے اور کہا: ہم تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے آپس کے اختلاف کے بارے میں اپنی زبانوں کو بند رکھتے ہیں۔ ❶

پھر جبشی آیا جس نے دعویٰ کیا کہ ہم صحابہ کرام کے آپس کے اختلاف میں خاموشی اختیار نہیں کرتے۔ بلکہ اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام ساتھیوں کو فاسق قرار دیا اور دعویٰ کیا کہ علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے والے تمام لوگوں کو فاسق کہنے کا مؤقف اکثر اشاعرہ کا ہے۔ ❷

اشعری کا اشعری سے اختلاف دلیل ہے کہ یہ فرقہ ناجیہ (کامیاب گروہ) نہیں:

عقیدہ میں اجتہاد کے مسئلہ پر ان لوگوں کے دلائل میں سے ایک جوینی کا قول ہے جو اس نے کلام کی تعریف میں ابوالحسن اشعری سے نقل کیا ہے: ''اس کا کہنا ہے، ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے کہا: کلام سے مراد: جو اپنے محل میں متکلم ہونا ضروری قرار دے۔'' یہ وہ تعریف ہے جس پر اعتراض ہے۔ ❸

ان لوگوں نے کلام کی دو قسمیں بیان کی ہیں: (۱) نفسی قدیم ازلی (۲) لفظی مخلوق۔ پھر انہوں نے کہا: اسمائے حسنیٰ...... یہ کلام اللہ ہے، اور غیر مخلوق ہے۔ پھر یہ لوگ مجبور ہوئے اور قول کی تخریج کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔

پھر اشاعرہ کا اس بات کو دلیل بنانا کہ کلام کا متضاد ہونا خاموشی اور گونگا پن ہے اور کسی چیز کا مقابل اس کے متضاد اور ضد سے خالی نہیں ہوتا۔ ان کے متاخرین اصحاب جیسا کہ رازی اور آمدی وغیرہ نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی ہے۔

---

❶ تبیین کذب المفتری، ص: ١٦١. ❷ الإرشاد: ١٠٤. ❸ صریح البیان: ٥٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رازی نے حدوث عالم پر پانچ براہین (دلائل) ذکر کیے مگر اُرموی نے ہر ایک پر اعتراض کیا ہے بلکہ رازی نے خود ہی اپنی کتاب (المطالب العالیۃ) میں ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ یہ اس کی آخری تصنیف ہے اور اسی طرح (المباحث الشرقیۃ) بھی اس نے زندگی کے آخری ایام میں لکھی۔

آمدی نے حدوث عالم کے مسئلہ میں سات مسالک ذکر کرنے کے بعد چھ کو چھوڑ کر فقط ساتویں کو اختیار کیا جو کہ اشاعرہ کا مشہور مسلک ہے۔ وہ اعراض اور حدوث اجسام کی دلیل ہے۔

اس مسلک کو بہت سے اشاعرہ نے قابل مذمت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ابوالحسن اشعری، خطابی، بیہقی، حلیمی اور قاضی ابی یعلی وغیرہ۔

خطابی نے (الغنیۃ) میں کہا: یہ دلیل طویل مقدمات پر مبنی ہے جس کو اکثر لوگ سمجھ نہیں سکتے۔ اس سے تو ایسے لگتا ہے کہ گویا دین فقط فلاسفہ کے لیے اترا ہے۔ یہ دلیل بذاتِ خود ایک بدعت ہے۔ جس کی دعوت رسول اللہ ﷺ نے نہیں دی ہے۔ اس سے کئی فساد لازم آتے ہیں۔ جیسا کہ صفات کی نفی اور فعل پر قدرت کا انکار وغیرہ۔

جوینی نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ متکلمین اور فلاسفہ اپنے مقالات میں غائب کو حاضر پر قیاس والے فلسفہ میں اختلاف اور اضطراب کا شکار ہیں۔

اجماع کی حجیت کے مسئلہ میں جوینی نے امام شافعی رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان سے استدلال میں اختلاف کیا ہے:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

"اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے، اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت خوب واضح ہو چکی اور مومنوں کے راستے کے سوا (کسی اور) کی پیروی کرے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرے گا اور ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔"

اور جو ان کی مخالفت کرے اسے اس مذکورہ وعید کا مستحق قرار دیا ہے۔

حبشی نے ابن حجر ہیتمی کا قول ذکر کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے نور کی اوّلیت درحقیقت اوّلیت مطلق ہے۔ [1] اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے ازلیت کا دعویٰ کرنے کے بعد حبشی نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔ یہ تاویل صحیح حدیث کے مخالف ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ حبشیوں نے اس کی صراحت کی ہے کہ یہ کہنا کفر ہے کہ: محمد ﷺ نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

[1] صريح البيان: ٥٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہ قرآن مجید کی تکذیب ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾(الکھف: ۱۱۰) ❶ کیا احباش، ہیتمی پر اور دحلان کو کافر قرار دیں گے جن کا یہ قول ہے۔

مختلف انواع تاویلات کا تناقض:

اشاعرہ اپنی تاویلات میں تناقض کا شکار ہیں۔زبیدی نے ان سے (الرجل، پاؤں) کے تین معانی ذکر کیے ہیں:

(۱)...... پاؤں سے مراد کسی مخلوق کا پاؤں ہوگا۔

(۲)...... اللہ تعالیٰ کوئی مخلوق پیدا کرے گا جس کا نام (الرجل) رکھے گا۔

(۳)...... شاید اس کا معانی لوگوں کی جماعت ہے۔پھر اس نے اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے کہا: اہلِ کلام کی ایک جماعت نے اس بارے میں توقف اور خاموشی کو افضل قرار دیا ہے۔ ❷

صفت قدم کے بارے میں اشاعرہ کی تاویلات انتہائی تناقض اور اختلاف کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ قدم سے مراد: کسی معین جبار کا قدم ہے۔جو کہ زمین میں جابر حکمران ہیں، اور اللہ تعالیٰ آگ کو مزید طلب کرتے رہنے کا الہام کرے گا۔یہاں تک کہ اس ظالم و جابر کا قدم جہنم میں پڑ جائے۔

یا پھر اس سے مراد کفار متقدمین ہیں۔یا پھر قدم کے معانی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایک مخلوق پیدا کرے گا جس کا نام قدم رکھے گا۔ ❸

یا پھر یہ آگ کی خاموشی اور سکون کے لیے مجازی طور پر استعمال کیا گیا ہے۔یعنی (لفظ قدم) ❹

حافظ نے آخر میں ان تمام لوگوں سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا: سلف کا طریقہ یہ ہے کہ ان صفات پر ایمان لاتے ہوئے ان کی کوئی تاویل نہ کی جائے۔خصوصاً جب صحیح احادیث میں یہ صفات مذکور ہیں۔جیسا کہ لفظ قدم، رجل، ساق (پنڈلی) وغیرہ جن میں تاویل کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ان میں سے ہر ایک لفظ دوسرے کی تشریح کر رہا ہے۔

ابن فورک نے اس حدیث ''لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان میں'' کی تشریح میں کہا: یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک مخلوق پیدا کرے اور اس کا نام ''اصبع'' انگلی رکھے گا اور اس پر وہ چیز رکھے جو اُنگلی پر رکھی جاتی ہے۔ ❺

یہ تین ایسی صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے بیان فرمائی ہیں۔ان لوگوں نے عقیدہ احتمال کے پیش نظر ان کو

---

❶ مجلة منار الهدیٰ الحبشية: ۳۴/ ۲۴.

❷ مشكل الحديث: ۴۶۔ الباز الأشهب: ۸۴۔ فتح الباری: ۸/ ۵۹۶.

❸ یہ قول اللہ تعالیٰ کی حکمت کے منافی ہے کہ ایک مخلوق پیدا کرے گا جس نے کوئی گناہ نہیں کیا اور پھر اسے جہنم میں ڈال دے گا۔

❹ فتح الباری: ۸/ ۵۹۶۔ اصول الدين: ۷۶۔ الإرشاد: ۱۶۳.

❺ فتح الباری: ۱۳/ ۳۹۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخلوق بنا ڈالا۔ کبھی انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ مخلوق پیدا کرے گا۔ اس کا نام انگلی رکھے گا، کبھی کہا قیامت کے دن مخلوق پیدا کرے گا جس کا نام (قدم) رکھے گا۔ کبھی کہا اس کا نام (رجل) پاؤں رکھے گا۔

اشاعرہ کے تناقضات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ لونڈی جس سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تھا کہ (أین اللّٰہ) اللہ کہاں ہے؟ تو وہ گونگی تھی۔ یہ دعویٰ ان کے شیخ ابن فورک کا ہے کہ وہ لونڈی گونگی تھی۔ ❶

پھر حبشیوں کا گروہ آیا اور کہا: اس لونڈی نے یہ کہا ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پر ہے یعنی (فی السماء) بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تھا کہ کیا تو گواہی دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو اس نے کہا تھا: ہاں! میں گواہی دیتی ہوں جیسا کہ (مؤطا) میں ہے۔ ❷

ان لوگوں کے تناقضات میں سے یہ بھی ہے کہ جس لونڈی نے رسول اللہ ﷺ سے بول کر کہا تھا کہ: ((أنت رسول اللّٰہ.)) آپ اللہ کے رسول ہیں کہ وہ گونگی تھی۔ یہ روایت خود دلیل ہے کہ وہ لونڈی گونگی نہیں تھی بلکہ بات کرتی تھی اسی لیے تو اس نے رسالت کی گواہی دی۔

پھر تم عز بن عبدالسلام کی تفسیر پر غور کرو۔ آیت کریمہ: ﴿ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَآءِ﴾ (فصلت: ۱۱) اس کا معنیٰ ہے آسمان کا قصد کیا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ: (استویٰ أمرہ) اپنا کام سیدھا کیا اور پھر اسے آسمان کی طرف پیدا کیا یہ دونوں احتمال میں کسی خارجی دلیل کے بغیر کسی ایک کو ترجیح دینا ممکن نہیں۔ ❸

یہ عقیدہ میں احتمال ہے جس میں کسی ایک کو ترجیح دینے کی سکت اس میں نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت ضحک (ہنسنا) میں بھی ان کا تناقض واضح ہے۔ حبشی نے کہا (ضحک کا مطلب وہ راضی ہوا اور یہ بشر کے ضحک (ہنسنے) کی طرح نہیں ہے۔ ❹

رازی نے رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث (اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کی وجہ سے میں بھی ہنسا) کی تشریح میں کہا: دونوں کا ہنسنا دراصل اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس (ضحک) ہنسنے کو پیدا کیا۔ یا پھر ضحک سے مراد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اجازت ہے۔

پھر اس نے دعویٰ کیا کہ: اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا یہ فرمان (اللہ تعالیٰ اس (آدمی) سے ہنستا ہے) میں اعراب کی غلطی واقع ہوئی ہے۔ اصل لفظ (یضحک) ی کے ضمہ (پیش) کے ساتھ ہے ہنساتا ہے۔ یعنی وہ فرشتوں کو ہنساتا ہے۔ ❺

---

❶ منار الهدیٰ: ۱۶/ ۲۷۔ اس شبہ کا ردّ آگے ذکر ہوگا۔

❷ مشکل الحدیث و بیانه: ۱۵۹۔

❸ الإشارة الی الإیجاز فی بعض انواع المجاز: ۱۱۰۔

❹ صریح البیان: ۱۷۷۔

❺ الأسماء والصفات للبیهقی: ۲/ ۲۱۶ ۔ ۲۱۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطابی نے صفت (ضحک) کی تاویل کبھی تو رضا مندی سے کی اور کبھی فرشتوں کو ہنسانا مراد لیا۔ جبکہ ابن فورک نے (ضحک) ہنسنے کی تفسیر ظہور اور بیان سے کی ہے اور بغدادی نے اس کی موافقت کی ہے۔ ❶

عز بن عبد السلام نے (ضحک) کے تین معانی ذکر کیے ہیں:

اوّل: اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندے کے ساتھ وہ سلوک کرنا چاہتا ہے جو کہ ایک ہنسنے والا اس آدمی سے کرتا ہے جس نے اسے ہنسایا ہو۔

دوم: اللہ تعالیٰ اسے وہ انعام دینا چاہتا ہو جو ہنسنے والا ہنسانے والے کو دیتا ہے۔

سوم: جب اس بندے کا معاملہ اس سے مشابہ ہو گیا جو ہنسنے والے کو ہنساتا ہے تو اس کو ہنسنے سے تعبیر کیا تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور عمل کی قبولیت ہے۔ ❷

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ نصوص کے ساتھ کھلواڑ ہے۔

ان کا قول اشارہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت (رضا) ثابت کرتے ہیں اور یہ واضح تناقض ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک صفت رضا کی تاویل (ارادہ) سے کی گئی ہے۔ جیسا کہ بیہقی نے اپنے شیخ اشعری سے اس کو نقل کیا ہے۔ ❸ ان کے نزدیک مشابہت تاویل کا سبب ہے۔ کیونکہ لفظ صریح کی کوئی تاویل نہ ہوگی۔ پھر یہ متشابہ کی متشابہ کے ساتھ کیسے تشریح کرتے ہیں اور اس پر حکم لگاتے ہیں، اور ایسی صفت کی تاویل اس صفت کے ساتھ کیسے کرتے ہیں جو پہلے سے ہی تاویل شدہ ہے؟

مؤولہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے محبت رکھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کفر کا بھی ارادہ کرتا ہے اور اس سے محبت بھی رکھتا ہے اور اس سے راضی بھی ہوتا ہے اور یہ کہ ارادہ، رضا اور محبت سب ہم معنی ہیں۔ ❹ سبکی نے یہ قول عام اشاعرہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ خود اس کے نزدیک غیر ارادہ مراد ہے۔ ❺

حبشی اللہ تعالیٰ کی صفت وجہ (چہرہ) میں تناقض کا شکار ہے۔ کبھی تو لفظ (وجہ) کی تشریح اللہ تعالیٰ کی ذات سے کرتا ہے اور کبھی قبلة اللّٰه مراد لیتا ہے۔ ❻

ان لوگوں کی تاویلات کا تناقض اور اختلاف اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ غیر اللہ کا کی طرف سے ہے۔

---

❶ اساس التقدیس: ۱۸۹.

❷ مشکل الحدیث: ۱۳۹۔ اصول الدین للبغدادی: ۸۰.

❸ الأسماء والصفات: ۱/ ۳۰۶.

❹ الأصول والضوابط للنووی: ۲۴۔ طبقات السبکی: ۳/ ۳۵۸.

❺ طبقات السبکی: ۱۰/ ۲۹۵۔ ۳/ ۳۸۵.

❻ شریط: ٦۔ دوسری سائیڈ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی صفت (ید) (ہاتھ) میں تناقض کا مظاہرہ کیا ہے۔کسی نے تو اس کی تاویل سے منع کر دیا، اور کسی نے اس کے کئی خودساختہ معانی ایجاد کر لیے۔جیسا کہ (ید) سے مراد نعمت ہے۔ یہ قاضی عبدالجبار کا قول ہے۔ ❶ بعض نے کہا اس سے مراد قدرت ہے، بعض نے کہا ملک (بادشاہی) ہے۔بعض کے نزدیک عنایت (توجہ) ہے۔پھر ابن فورک آیا اور اس نے یہ سارے تناقضات جمع کر دیے۔اس نے کہا: لفظ (ید) کے یہ تمام معانی اور تاویلات صحیح ہیں۔ ❷

خبر واحد، عقائد اور اہل کلام کا تناقض:

اہلِ کلام خبر واحد کے ذریعے عقائد کو ثابت کر کے تناقض کا شکار ہوتے ہیں۔جیسا کہ پل صراط وغیرہ پر عقیدہ رکھنا۔ جوینی نے پل صراط، حوض، میزان اور دیگر عقیدہ کے تمام امور جن پر ایمان رکھنا واجب ہے۔خبر واحد کی بنیاد پر بیان کیے ہیں اور نبی ﷺ پر جادو جو کہ لبید بن عاصم نے کیا تھا کا اثبات بھی خبر واحد کے ذریعے کیا ہے۔ ❸ جبکہ وہ خود اور عام اشاعرہ کا یہ دعویٰ ہے کہ عقائد متواتر حدیث کے ذریعے ثابت ہوتے ہیں۔

اشعری مذہب کا یہ بھی تناقض ہے کہ وہ تحریمِ ظن اور وجوبِ ظن کو جمع کرتے ہیں۔عقیدہ میں ظن (گمان) حرام ہے جبکہ احکام میں واجب ہے۔

ان کا یہ قول: یہ عمل کا تو فائدہ دیتا ہے مگر علم کا فائدہ نہیں دیتا۔ یقیناً تناقض کا مظہر ہے۔کیونکہ کسی چیز پر عمل درحقیقت علم کی فرع (تابع) ہے۔

صفت استواء کے متعلق بھی حبشی تناقض کا شکار ہے۔کبھی کہتا ہے: بلکہ ہم کہتے ہیں کہ استویٰ، استواء ہے۔جیسے اس کی شان کے لائق ہے اور وہ اس استواء کو خوب جانتا ہے۔ ❹ اور کبھی کبھی حبشی اپنے تئیں سب سے زیادہ جاننے والا بن جاتا ہے وہ اس کی ایسی تاویل کرتا ہے جو کسی بھی لحاظ سے استویٰ کے لائق نہیں۔وہ اس سے استیلاء (غلبہ) مراد لیتا ہے، اور کبھی اور معانی بیان کرتا ہے۔جیسا کہ اس نے کہا کہ: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰہٰ: ۵) کا مطلب عرش کا رحمٰن کے ساتھ استویٰ ہے۔ ❺ پھر دعویٰ کرتا ہے کہ معتزلہ کا اہل سنت (خودساختہ اہلِ سنت) سے اتفاق ہے کہ استویٰ، استیلاء کے معانی پر مشتمل ہے۔ ❻

غزالی کبھی استواء کی تفسیر (استیلاء) سے کرتا ہے، اور کبھی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح مستوی ہوا جیسے اس نے کہا

---

❶ تاویلات أهل السنة، تفسیر آیت: ٦٤۔ سورة مائدة.

❷ مشكل الحديث و بيانه: ٢٣٦.

❸ الإرشاد: ٣٧٩ ـ ٣٢٣.

❹ الدليل القويم: ٣٥.

❺ طبقات السبكي: ٩/ ٨٦.

❻ اظهار العقيده: ١٣١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور معنوی لحاظ سے جیسے اس نے ارادہ کیا ہے۔ ❶

مرتضی زبیدی نے غزالی کی اس تاویل پر جو اس نے لفظ استواء کی ذکر کی ہے تعلیق لگاتے ہوئے کہا: یہ تاویل احتمال پر مبنی ہے اور اس تاویل کی تعیین پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ یہ بعض خلف کی تاویل ہے۔ ❷ پھر رازی آیا اور اس نے اس محتمل تاویل (استیلاء) کو مسلمان پر واجب قرار دیا۔ ❸

عز بن عبدالسلام نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿فَأَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوبِهِمْ﴾ (غافر: ۲۱) کی تفسیر لفظ استولی علیھم (ان پر غلبہ حاصل کیا) سے کی ہے، اور کہا کہ غلبہ اور قہر سے استیلاء، ہاتھ سے استیلاء کے مشابہ ہے۔ ❹

اشاعرہ نے اس آیت کریمہ ﴿ءَ أَمِنتُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ﴾ کی تاویل میں تناقض کا مظاہرہ کیا ہے۔ ابوحیان نے کہا: اس سے مراد ملکوت باری تعالیٰ ہے۔ ❺ عام اشاعرہ کے نزدیک فرشتے جبکہ بعض کے نزدیک جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔ بعض نے کہا: اس کا مطلب ہے کہ وہ جس کے بارے میں تمہارا دعویٰ ہے کہ وہ آسمانوں پر ہے۔ یہ قول نسفی، بیضاوی اور رازی کا ہے۔ ❻

اشاعرہ نے اپنے شیخ اشعری کی مخالفت کی ہے جس نے کہا: ''ہم کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آئے گا۔'' جیسا کہ اس نے کہا ہے: ﴿وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ (الفجر: ۲۲) پھر وہ معتزلہ سے اتفاق کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آنے کی تاویل کرتے ہیں۔ کہتے ہیں تیرے رب کے آنے سے مراد اللہ کا حکم آنا ہے۔ جیسا کہ معتزلہ کا دعویٰ ہے۔ ❼

پھر رازی نے عظیم تحریف کا اِرتکاب کرتے ہوئے کہا: اس آیت کریمہ میں رب سے مراد مربی ہے، اور شاید فرشتوں میں سے عظیم فرشتہ مراد ہے جو رسول اللہ ﷺ کا مربی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اسی فرشتے کا آنا مراد ہے کہ:

﴿وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا٥﴾ (الفجر: ۲۲) ❽

ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی صفت نزول میں بھی تناقض کا مظاہرہ کیا ہے۔ ان میں سے کسی نے کہا نزول سے مراد

---

❶ اتحاف السادۃ المتقین: ۲/ ۱۰۴۔ اور دیکھو: ۲/ ۲۴.

❷ حوالہ سابقہ مع الشرح: ۲/ ۱۰۴ ـ ۱۰۵.

❸ اساس التقدیس: ۲۰۲.

❹ الإرشاۃ الی الإیجاز: ۹۴.

❺ تفسیر البحر المحیط: ۸/ ۳۰۲۔ النهر الماد: ۲/ ۳۱.

❻ مدارك التنزیل للنسفی: ۲۲۹۔ متشابه القرآن: ۵۸۹.

❼ اساس التقدیس: ۱۳۶۔ تفسیر نسفی: ۱/ ۱۰۵.

❽ اساس التقدیس: ۱۴۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر فرشتے کا نازل ہونا ہے۔ کسی نے کہا اس کی عطا اور کرم کا نزول مراد ہے۔ کسی کا کہنا ہے کہ بندوں کو نظر رحمت سے دیکھنا اور ان پر اطلاع پانا ہے۔ ❶

علم کلام درحقیقت علم تناقض ہے:

اشاعرہ نے علم کلام سیکھا جو درحقیقت ان تمام مذکورہ تناقضات کا سبب ہے۔ جس قوم نے بھی علم کلام سیکھا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوئی۔ یہ علم شک، تردّد کی طرف لے کر جاتا ہے۔ جیسا کہ (فتح الباری: ۱۳/ ۳۵۰) میں حافظ ابن حجر نے لکھا: اس کلام نے بہت سے لوگوں کو شک میں ڈال دیا، اور بعض الحاد کے راستے پر چل پڑے اور کہا سلف صالحین نے اس علم کو پڑھنے سے منع کر کے اچھا کیا اور اسے شک، تردّد اور گمراہی کا راستہ شمار کیا۔

غزالی نے علم کلام کے ساتھ اپنا ناکام تجربہ نقل کیا ہے۔ ❷ اس نے کہا: میرے لیے علم کلام کافی ثابت نہ ہوا اور میرے مرض سے جس کی مجھے شکایت تھی شفا ثابت نہ ہوا...... متکلمین کی اکثر باتیں ظاہری تناقض اور فساد کے علاوہ کچھ نہیں۔

امام خطابی نے اہل کلام وعلم کلام کے متعلق ایک کتاب (الغنية) کے نام سے لکھی۔ جس میں انہوں نے کہا: متکلمین کی باتیں بے وقعت اور کثرتِ تناقض کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ❸

اسی لیے غزالی، ابن حجر عسقلانی اور ابن جوزی نے گواہی دی کہ متکلمین کا راستہ تردّد، حیرت، شک اور تناقض کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ❹

یہی وجہ ہے کہ غزالی نے کہا: مخلوق کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کو قرآنی دلائل کی بنیاد پر پہچانیں اور متکلمین کے قول کو ترک کر دیں۔ جو کہتے ہیں کہ: اعراض حادث ہیں اور جواہر اعراض کے حادث سے خالی نہیں۔ جب سے متکلمین نے دانت نکالے ہیں تب سے شر پھیلنا شروع ہو گیا ہے۔ ❺ حالانکہ غزالی وہ پہلا شخص ہے جس نے منطق کو اصولِ دین کے ساتھ خلط ملط کیا۔ اسے سیوطی نے بیان کیا ہے۔ ❻

کاش غزالی اپنی بات پر قائم رہتا اور تناقض کا شکار نہ ہوتا۔ اس نے (میزان) کی تاویل کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ کیونکہ وہ عرض ہے اور عرض کا وزن نہیں کیا جا سکتا، اور اس حدیث کی بھی تاویل کی جس میں ہے کہ موت کو ایک

---

❶ اشارات المرام للبیاضی: ۱۸۹۔ بحر الکلام: ۲۳.
❷ المنقذ من الضلال: ۱٤.
❸ سیراعلام النبلاء: ۱۷/ ۲٦۔ وصون المنطق للسیوطی: ۹۱ ۔ ۹۹.
❹ المنقذ من الضلال: ۱٤، ۱۷۔ فتح الباری: ۱۳/ ۳۵۰۔ تلبیس ابلیس: ۸۲.
❺ الجام العوام عن علم الکلام: ۸۷، ۸۹۔ مرتضی زبیدی نے بھی اسے دلیل بنایا ہے۔
❻ صون المنطق والکلام: ۱۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ موت عرض ہے اور عرض کو کبھی لایا نہیں جا سکتا اور نہ ہی اس کا جسم ہو سکتا ہے۔ ❶

اس سب کے باوجود اشاعرہ نے اعتراف کیا ہے کہ ان کے شیخ اشعری نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عقیدہ اختیار کر لیا تھا۔ جیسا کہ سبکی نے کہا: یقیناً اشعری کا عقیدہ احمد بن حنبل والا تھا، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اشعری نے خود بھی اپنی تصانیف میں بارہا اس کا ذکر کیا ہے۔ ''کہ میرا عقیدہ وہی ہے جو امام عظیم احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا تھا۔'' ❷

پھر یہ فوراً ہی اس دعویٰ میں بھی تناقض کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: لوگ اشعری سے علم کلام سیکھا کرتے تھے۔ ❸

صحابہ کرام کے متعلق اہلِ سنت اور حبشی کا مؤقف:

اہل سنت والجماعت کے اصولِ عقیدہ میں یہ بات شامل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے محبت رکھتے ہیں اور کسی ایک کو بھی سب وشتم کا نشانہ نہیں بناتے اور ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی مکمل پاسداری کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ: میرے اصحاب کو گالی نہ دو۔ ❹ بلکہ آپ نے فرمایا: جس نے میرے صحابہ پر سب وشتم کیا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: ''اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرضی اور نفلی عبادت قبول نہ کرے گا۔'' ❺ ایک روایت میں ہے کہ: (جس نے میرے اصحاب پر سب وشتم کیا اس پر اللہ کی لعنت ہو)۔ ❻ اسی لیے اہل سنت والجماعت کسی ایک صحابی پر طعن وتشنیع نہیں کرتے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کو بھی سب وشتم کا نشانہ نہ بناؤ۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دے گا۔'' ❼

اور فرمایا: اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے استغفار کا حکم دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ وہ عنقریب آپس میں اختلاف کریں گے۔ ❽

معروف تابعی شہاب بن خراش نے کہا: میں نے اس امت کے قرونِ اولیٰ کے لوگوں سے ملاقات کا شرف حاصل

❶ قانون التأويل: ٢٣٨ ـ ٢٤٠.
❷ طبقات الشافعية: ٣/ ٩٩ ـ ٤/ ٢٣٦.
❸ طبقات السبكى: ٣/ ٢٩٤ ـ ٤/ ٣٣٢.
❹ صحيح بخارى: ٣٦٧٣ـ صحيح مسلم: ٢٨٢٩.
❺ طبرانى: (٣/ ١٧٤)ـ السلسلة الصحيحة: ٥/ ٤٤٦.
❻ السلسلة الصحيحة: ٤٩٨٧ـ دیکھیے کتاب: تطهير الجنان عن التفوه بثلب سيّدنا معاوية بن سفيان.
❼ اصول اعتقاد أهل السنة: ٤/ ٦٣٣.
❽ الفضائل لأحمد: ١٨٧، ١٧٤١ـ الاعتقاد للبيهقى: ٣٢٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے، وہ کہتے تھے: صحابہ کرام کا ذکر اس انداز سے کرو جس سے دِلوں میں محبت پیدا ہو اور ان کے آپس میں اختلاف کو زیر بحث نہ لاؤ کیونکہ اس سے لوگوں کو سب وشتم کا موقع ہاتھ آتا ہے۔ ❶

سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بزبان سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم:

معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل احادیث میں ثابت شدہ ہیں۔ ایک حدیث یہ ہے کہ عرباض بن ساریہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ فرما۔ ❷

امام نووی رحمہ اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے رضی اللہ عنہ کہنا:

وہ کہتے ہیں: ''معاویہ رضی اللہ عنہ، عادل، فاضل اور اعلیٰ صحابہ کرام میں شامل ہیں رضی اللہ عنہ، البتہ جو لڑائیاں ہوئیں ان میں سے ہر ایک گروہ ایک شبہ کا شکار تھا اور وہ یہ تھا کہ ہر گروہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتا تھا۔ تمام صحابہ کرام عادل ہیں رضی اللہ عنہم۔ وہ اپنے اختلاف اور لڑائیوں کی تاویل رکھتے ہیں۔ ان اختلافات کی وجہ سے کوئی بھی صحابی عدل کے دائرہ سے نکلا نہیں ہے۔ وہ سب مجتہد ہیں اور انہوں نے مسائلِ اجتہاد میں اجتہاد سے کام لیا۔ جیسا کہ ان کے بعد کے مجتہدین بھی ایسے مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اس سے کسی ایک کی تنقیص ثابت نہیں ہوتی۔ ❸

وہ ہمیشہ ان کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ صحابہ کرام سے ایسی احادیث نقل کرتے ہیں جن میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ ❹ لہٰذا تم بھی وہی موقف اپناؤ جو دلیل سے ثابت ہے۔

حافظ ابن عساکر کے نزدیک معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ:

معاویہ رضی اللہ عنہ پر سب وشتم معتزلہ نے شروع کیا۔ ❺ جبکہ اوائل اشاعرہ نے اس کی مخالفت کی۔

حافظ ابن عساکر نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین اور رضی اللہ عنہ لکھا ہے، اور یہ کہا کہ معتزلہ معاویہ، عائشہ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی شہادت قبول کرنے کے قائل نہیں۔ اگرچہ وہ کسی ایک دانہ پر بھی گواہی دیں تو ان کی گواہی ان لوگوں کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔ کیونکہ وہ غلطی پر تھے۔

ابوالحسن اشعری نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے راہ اعتدال اختیار کی ہے جو اہل سنت کی راہ ہے۔ اس نے کہا: ہم تمام صحابہ کرام سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے آپس کے اختلافات سے خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ ❻ باقلانی اور اشعری

❶ سیر اعلام النبلاء: ۸/ ۲۸۵.

❷ صحیح ابن حبان: ۱۶/ ۱۹۲۔ صحیح ابن خزیمہ: ۳/ ۲۱۴۔ مسند احمد: ٤/ ۱۲۷۔ السلسله الصحیحه: ۲۲۷.

❸ کتاب الفضائل: ۲۳۸۱۔ وہ اپنی شرح میں انہیں ہمیشہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ۷/ ۱٦۷.

❹ ریاض الصالحین: ٦۵۸، ۸۱۱، ۱۰۳٤، ۱۳٦۷، ۱٤۵۰، ۱۵۷۱، ۱٦٤۳، ۱۷۸۳.

❺ یاد رکھیں اکثر اوائل معتزلہ رافضی تھے۔

❻ تبیین کذب المفتری: ۱٦۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے تھے اور ان کو رضی اللہ عنہ کہتے تھے۔ ❶

صحابہ کرام کی بہت سی ایسی نیکیاں اور فتوحات ہیں جن کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں کو معاف فرما دے گا۔ کسی کو یہ ہرگز اجازت نہیں کہ وہ ان کے آپس کے اختلاف میں اپنے آپ کو قاضی (جج) کے درجے پر فائز کرے۔ پھر کیا یہ ممکن نہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی غلطی سے توبہ کر لی ہو؟ اگر انہوں نے توبہ کر لی تو تمہاری گالیاں، طعن و تشنیع اور ان کو برا بھلا کہنے کا انجام کیا ہوگا؟ کیا یہ سب کچھ ان پر واقع ہوگا یا تمہاری طرف لوٹ آئے گا؟ یہ بوجھ تم خود اپنی کمر پر لاد رہے ہو۔

اے لوگو! کیا تم اپنے دین کے معاملہ میں احتیاط سے کام نہیں لے سکتے؟

مرتضیٰ زبیدی کی دلیل:

مرتضیٰ زبیدی نے کہا: حق وہی ہے جس پر اہل السنہ والجماعۃ قائم ہیں کہ صحابہ کرام کے آپس کے اختلاف کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے اور ان کے بارے میں حسن وظن سے کام لیا جائے اور ان کے اختلاف کی تاویل کیا جائے۔ انہوں نے اجتہاد کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے اور دنیا کے طلبگار نہ تھے۔ ❷

اس لحاظ سے حبشی اہل السنۃ میں سے نہیں ہے۔

مرتضیٰ اور زبیدی جہاں بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو رضی اللہ عنہ کہتے۔ ❸

ابن عربی کا قول بھی بہترین ہے: ''معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی ہیں، اور مومنوں کے ماموں ہیں۔ ان کے لیے اچھا گمان رکھنا چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کرنا اور ان کے اختلاف کے بارے میں غور وخوض کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔ انہوں نے جو کچھ کیا وہ اجتہاد کی بنیاد پر تھا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پانے والے ہیں۔ چاہے تو ان سے غلطی ہوئی یا پھر وہ حق بات تک پہنچے۔

اس پر زبیدی نے تعلیق لگاتے ہوئے کہا: یہ بہترین کلام ہے جو سلف وصالحین کے متعلق حسنِ ظن کا سبب ہے اور ہر طالب حق کے لیے معرفت کے دروازے کھولتا ہے۔

ابن جوزی معاویہ رضی اللہ عنہ کا جہاں بھی نام ذکر کرتے تو امام نووی رحمہ اللہ کی طرح انہیں رضی اللہ عنہ لکھا کرتے تھے۔ ❹

ماتریدیہ حبشی کی مخالفت کرتے ہیں:

ابن ہمام نے (المسایرۃ) میں کہا: معاویہ اور علی رضی اللہ عنہما کا اختلاف اجتہاد پر مبنی تھا۔ یہ اختلاف معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف

❶ اعجاز القرآن: ١٤٦ـ تحقیق کمال حوت حبشی.

❷ اتحاف السادة المتقین: ١٠/١٠.

❸ اتحاف السادة المتقین: ١/ ٢٠١.

❹ تلبیس ابلیس: ٩٠ـ شرح نووی للمسلم: ١/ ٣٢٢ـ حدیث: ٣٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے حصول امامت کے لیے نہ تھا۔ ❶

اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے لوگوں کے دِلوں کا حسد، بے انصافی اور فساد واضح کر دیا جو وہ اصلاح کے نام سے ظاہر کرتے ہیں۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم دے کر ابلیس کا حسد، کفر اور تکبر واضح کر دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں طحاوی رحمہ اللہ کا عقیدہ:

طحاوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (العقيدة الطحاوية) میں کہا: ''ہم تمام اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کی محبت میں بھی کمی بیشی نہیں کرتے اور کسی پر تبرا بازی سے کام نہیں لیتے۔ ان کی محبت، دین، ایمان اور احسان ہے۔ ان سے بغض رکھنا کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔''

انہوں نے علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلاف کے بارے میں اہل سنت کا مؤقف اپنی کتاب (النفائس : ٥٩) میں ذکر کیا ہے جسے حبشی کے شاگرد (الحوت) نے جمع کیا ہے۔ ''ان سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا وہ یہ حق سمجھ کر کر رہے تھے۔ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے بارے میں تاویل کی۔ انہوں نے اس میں غلطی کی اور زیادتی والا مطالبہ کیا۔ لیکن اس غلطی کے باوجود ان کی تکفیر نہ کی جائے گی۔ اس بارے میں جو کچھ رافضہ کہتے ہیں وہ گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ وہ کبار صحابہ میں شامل ہیں جو حق بات کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔''

غزالی دلیل:

غزالی نے کہا: تمام اہل سنت تمام صحابہ کرام کو قابل عزت سمجھتے ہیں اور ان کی تعریف و مدح کرتے ہیں۔ جو کچھ معاویہ اور علی رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوا وہ ان کے اجتہاد کی وجہ سے تھا۔ ❷ پھر یہ بھی ذکر کیا کہ ان کے بارے میں جو عجیب و غریب روایات نقل کی جاتی ہیں وہ خبر آحاد ہیں، اور ان سے جو نقل کیا گیا وہ باطل سے خلط ملط ہے اور اس میں اکثر رافضیوں کا گھڑا ہوا کلام ہے۔

پھر اس نے ایسے شخص کو جو معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کے بارے میں بحث و مباحثہ کرتا ہو روکا ہے۔ کہا: اگر انسان شیطان اور ابوجہل کو لعن طعن کرنے سے خاموش رہے تو اس کی خاموشی میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ کسی ایسے مسلمان کے بارے میں طعن و تشنیع کرے اور ہفوات بکے جس سے وہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں بری ہے تو اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ ❸

---

❶ المسايرة فی العقائد المنجية فی الآخرة: ٤٧.

❷ احياء علوم الدين: ١/ ١١٥.

❸ الإقتصاد فی الإعتقاد: ٢٠٢ ـ ٢٠٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئمہ کے کلام کی روشنی میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے حبشی کے کلام کی حقیقت:

اشعری نے اعلان کیا کہ: ”صحابہ کرام نے اصول میں کبھی کوئی اختلاف نہ کیا۔ ان کا اختلاف فقط فروعات میں ہوا اور یہ اجتہاد کی وجہ سے تھا۔ ہر ایک اپنے اجتہاد کی وجہ سے حق تک پہنچنے والا ہے اور اس کے لیے اجر ہے۔“ ❶

یہی موقف ابن حجر عسقلانی اور ابن حزم کا ہے۔ ❷ جو نص میں مذکور ہے اسی کو اپنا لو۔ ابن فورک نے (مقالات اشعری) میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ”یہ ان کے اجتہاد کا نتیجہ تھا۔ یہ غلطی، باطل، منکر اور ایسی سرکشی تھی جو ایک امام عادل کے خلاف خروج کے زمرے میں آتی ہے۔ مگر یہ اجتہاد کی ایک ایسی قسم ہے کہ یہ اس کے لیے جائز ہے جو اجتہاد کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ ایک مسئلہ میں تھی جس میں اجتہاد ہو سکتا ہے۔ اس پر کفر یا فسق کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ یہ دو حاکموں کے درمیان اختلاف کی طرح تھا۔ جب دونوں نے اجتہاد کیا ایک نے غلطی کی اور ایک حق بات تک پہنچ گیا۔“ ❸

حبشی نے اس کلام سے بعض جملوں کو حذف کر کے اشعری کا کلام ابن فورک کے مقالات سے نقل کیا۔ پھر دعویٰ کیا کہ اشعری کے کلام سے جو بات سمجھ آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی وہ اس حدیث ”جب حاکم اجتہاد کرے اور حق بات کہے......“ کے تحت داخل نہیں ہے۔ یہ اشعری کے کلام پر صاف جھوٹ ہے۔ جب میں نے (مقالات) کا مراجعہ کیا تو یہ واضح ہوا۔ پھر اس نے تاکید کی کہ علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے والے اکثر اشاعرہ کے نزدیک فاسق ہیں۔ ❹ جیسا کہ آمدی نے بھی اس پر دلیل پیش کی ہے۔

ان لوگوں نے معتزلہ کی موافقت اختیار کر لی:

ابن عساکر اور ابن فورک نے وضاحت کی کہ اشعری کا موقف ان معتزلہ کے درمیان جو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں اور ان لوگوں کے درمیان ہے جو ان کی شان اور تائید میں غلو کرتے ہیں، اور علی رضی اللہ عنہ کو غلط کہتے ہیں۔ یہ راہ اعتدال ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ متاخرین اشاعرہ اس معاملہ میں معتزلہ کے موافق نظر آتے ہیں۔ وہ صحابہ کرام کے آپس کے اختلاف میں بحث و مباحثہ کرتے ہیں، اور معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کو سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں۔ یہ معتزلی ورثہ ہے جس سے اہل السنہ والجماعۃ لاتعلق ہیں۔

---

❶ تبیین کذب المفتری: ۱۵۲۔ جوینی نے نقد کیا ہے کہ اگر ہر ایک حق پر ہے تو ترجیح حاصل نہ ہوگی۔ (مغیث الخلق: ۹،۸)

❷ فتح الباری: ۱/ ۶۳۔ الدرۃ: ۳۶۹۔

❸ مجرد مقالات ابی الحسن لإبن الفورک: ۱۸۸۔

❹ صریح البیان: ۲۱۵۔ ۲۱۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رفاعی کی دلیل:

رفاعی طریقہ کے پیروکاروں کا بھی یہی اعتقاد رہا کہ جس کی طرف حبشی منسوب ہے وہ جب بھی معاویہ کا نام لیتے ہیں تو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ انہوں نے جب بھی اپنی کتابوں میں معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھا۔ ❶ حبشی اس کتاب سے دلیل پکڑتا ہے۔ جیسا کہ اس نے اپنی کتاب (المقالات السنیة) کی فہرست مصادر ومراجع میں اس کا ذکر کیا ہے۔

حبشی کا احمد رفاعی کی مخالفت اور اسے گمراہ کہنا:

بلکہ انہوں نے الشیخ احمد رفاعی سے نقل کیا کہ اس نے کہا: وہ علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلاف میں توقف اور خاموشی کا حکم دیتا تھا اور کہا کرتا تھا: معاویہ رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا اور ان کے لیے ایک اجر ہے اور حق علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔ ان کے لیے دوہرا ثواب ہے، اور علی رضی اللہ عنہ کی شان اس سے کہیں بلند ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے آخرت میں دنیا کے بارے میں جھگڑا کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے ان سے درگزر کیا اور یہ سب لوگ ہدایت کے راستے پر تھے۔ ❷

رفاعیوں نے اپنے شیخ کا کلام اپنی اکثر کتب میں نقل کیا ہے۔ بلکہ محمد ابوالہدیٰ صیادی نے ذکر کیا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کرام کو معاف کر دیا ہے اور ان کے آپس کے اختلاف میں وہ ان کا کوئی مواخذہ نہ کرے گا۔'' ❸

لیکن حبشی کو یہ پسند نہیں کہ یہ کہا جائے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطاء، اجتہادی تھی اور اللہ تعالیٰ اس کے باوجود انہیں ثواب عطا کرے گا۔ بلکہ وہ اسے گمراہوں کا کلام سمجھتا ہے۔

اس نے کہا: وہ گمراہی جس میں بعض فقہاء واقع ہوئے ہیں کہ وہ اس حدیث (کہ عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی) ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا اور حق تک پہنچے۔ ان کے لیے دو اجر ہیں، اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا اور غلطی کی تو ان کے لیے ایک اجر ہے۔ ❹

اس لحاظ سے اس نے اپنے شیخ رفاعی کو گمراہ لوگوں میں شامل کر دیا۔

گویا وہ اس بات کا ردّ کر رہے ہیں جو ابن حجر ہیتمی نے کہی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مجتہد تھے۔ مگر غلطی کی جو کہ معاف کر دی گئی۔ انہوں نے اپنے اجتہاد کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کی۔ ❺

بلکہ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول کو دلیل بنا کر اچھا کیا جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے: (إنه فقيهٌ)

---

❶ قلادة الجواهر فی ذكر غوث الرفاعی و أتباعه الأكابر: ٢٩١.

❷ روضة الناظرين: ٥٦.

❸ ضوء الشمس فی قول النبی ﷺ (بنی الاسلام علی خمس): ١/ ٢٢٥.

❹ صريح البيان: ١٠٨ ـ ١٠٩.

❺ تطهير الجنان: ٦، ٧، ١٩، ٢١، ٤٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(وہ فقیہ ہیں)۔ ❶ پھر کہا عرفِ صحابہ میں فقیہ سے مراد مجتہد مطلق ہے۔ ترجمان القرآن، عالمِ امت، رسول اللہ ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ کے چچازاد کے یہ الفاظ معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب اور فضائل کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ❷

حبشی اس گمراہی کو ابوالحسن اشعری کی طرف منسوب کر رہا ہے جس نے ابن عساکر کا یہ قول نقل کیا: ہر مجتہد حق تک پہنچنے والا ہے۔ صحابہ نے اصول میں کوئی اختلاف نہ کیا۔ ان کا اختلاف فقط فروعات میں تھا جس کسی کو اس کے اجتہاد نے جس طرف چلایا وہ اس میں حق پر ہے اور اس کے لیے ایک اجر ہے اور اس پر اس کے لیے ثواب ہے۔ ❸

کیا حبشی اشعری مذہب کے اعتقاد میں سچا ہے۔ جو کچھ پہلے گزر چکا ہے وہ اس شعر میں ختم ہو جاتا ہے۔

دو چیزیں ایسی ہیں جو ان میں مجھ کو عار دلانے کی کوشش کرے۔ تو صحیح بات یہ ہے کہ وہ مجھ سے لاتعلق ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت جو ہدایت کے امام ہیں اور میرا عقیدہ مذہب اشعری والا ہے۔

قادریہ جیلانیہ دلیل:

شیخ عبدالقادر جیلانی نے کہا: تمام اہل السنہ والجماعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کے آپس کے اختلاف میں خاموشی اختیار کی جائے اور ان کی غلطیوں کو بیان نہ کیا جائے۔ ان کے فضائل اور محاسن کو عام کیا جائے اور جو علی، طلحہ، زبیر، عائشہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم کا آپس میں اختلاف ہوا اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے۔ ❹

ابن حجر ہیتمی نے اس پر امت کے آئمہ کا اتفاق ذکر کیا ہے۔ ❺

جیلانی کے نزدیک معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت شرعی ہے:

شیخ عبدالقادر جیلانی نے کہا: علی رضی اللہ عنہ کی وفات اور حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت اور صحیح ہے۔ حسن رضی اللہ عنہ نے مصلحتِ عامہ کے تحت خلافت ان کے سپرد کر دی۔ یہ قربانی مسلمانوں کو آپس میں خونریزی سے بچانے اور اس حدیث کا مصداق بننے کے لیے تھی جو رسول اللہ ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ کی شان میں ذکر کی تھی۔ ''یہ میرا بیٹا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا۔'' جب حسن رضی اللہ عنہ نے ان کے حق دستبرداری کا اعلان کیا تو ان کی خلافت واجب ہوگئی۔ اس سال کا نام (عام الجماعة) رکھا گیا۔ کیونکہ سب کے درمیان اتفاق ہوگیا اور کلی طور پر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اتباع نافذ العمل ہوگئی۔ ❻

❶ صحيح بخاري: ٣٧٦٤. ❷ تطهير الجنان: ٢٦. ❸ تبيين كذب المفترى: ١٥٢.

❹ الغنية لطالبي الحق: ٧٩، ٨٦۔ زبیدی نے اس کتاب کی نسبت شیخ جیلانی کی طرف ثابت کی ہے۔ اتحاف السادة المتقين: ٢/ ٢٤٩۔ یہ قادری عقیدہ ہے۔ حبشی اپنے آپ کو اس سلسلہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اگر وہ عقیدہ میں قادری نہیں تو پھر اور کسی چیز میں ہے؟ کیا فقط رقص وسرور تعصب، فرقہ بندی اور بدعات وخرافات میں ہے؟

❺ تطهير الجنان: ٤٠.

❻ الغنية: ٧٤ ـ ٧٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقشبندی دلیل:

خالد نقشبندی نے کہا: صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کی یہ تفسیر کرنا کہ وہ حکومت کے حصول اور نفسانی خواہشات کی بناء پر تھے یہ ان کے متعلق برا گمان، نفاق کی علامت اور ہلاکت کا باعث ہے...... یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ دنیا جو مردار کی مانند وہ اس کی خاطر لڑتے رہے...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ایسا سوچنا بھی گناہ ہے...... اسی لیے دین کے آئمہ کا کہنا ہے کہ وہ شخص حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا جو آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کی عزت نہ کرے۔ جنگ جمل اور جنگ صفین ان کی مذمت کا سبب نہیں بن سکتی...... کبار صحابہ کے درمیان اختلاف کسی عناد، عداوت اور دشمنی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ یہ ان کے اجتہاد کا نتیجہ تھا...... ہم پر لازم ہے کہ ان کے حق میں ہم اپنی زبانوں کی حفاظت کریں...... جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو ان عظیم ہستیوں کے خون سے آلودہ نہیں کیا...... اور ان اختلافات سے بھی جو ان کے درمیان وقوع پذیر ہوئے، رضی اللہ عنہم اجمعین۔'' ❶

احمد سرہندی جن کی کتاب (المکتوبات) ہے وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ (رضی اللہ عنہ) لکھا کرتے تھے اور وہ ان کی غلطی کو شرف صحابیت کی بناء پر اویس قرنی اور عمر بن عبدالعزیز کے صحیح فیصلوں پر مقدم خیال کرتے تھے۔ ❷

بلکہ انہوں نے عبداللہ بن مبارک کے اس قول کو اچھا خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نکلنے کی وجہ سے جو غبار معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے بہتر ہے۔ ❸

انہوں نے اس بات کی وضاحت کی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے اجتہادی غلطی کی۔ انہوں نے یہ بھی وضاحت کی کہ ابن حجر ہیتمی نے اس قول کو اہل سنت والجماعت کے عقائد کا حصہ بتایا ہے۔ تفتازانی نے بھی ایسا ہی قول نقل کیا ہے۔ پھر کہا: اس بات میں شک نہیں کہ اجتہادی غلطی قابل ملامت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اجتہادی غلطی کرنے والے کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہیں بنانا چاہیے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور شرف صحابیت کی وجہ سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہی کرنا چاہیے۔ ❹

پھر کہا: امام علی کے مخالفین کو فاسق یا گمراہ کہنا قطعاً جائز نہیں ہے...... یہ کیسے ہو سکتا ہے، کیونکہ عائشہ صدیقہ، طلحہ اور زبیر ان اصحاب میں شامل ہیں؟...... ان کو فاسق اور گمراہ کہنے کی جرأت وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں مرض اور اس کی طبیعت میں خباثت پنہاں ہو۔ کوئی مسلمان ایسا سوچ بھی نہیں سکتا...... بعض فقہاء کی عبارات میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے جو لفظ (الجور) استعمال ہوا ہے کہ انہوں نے کہا: (كان معاوية اماماً جائراً) یہاں لفظ (الجور) سے مراد یہ ہے علی رضی اللہ عنہ

---

❶ الإيمان والإسلام: ٣٦ ـ ٣٩.

❷ رسالة في رد الروافض، اس کا دوسرا عنوان (المقدمه السنية في الإنتصار للفرقة السنية): ٧٣.

❸ المكتوبات الشريفه يا مکتوبات امام ربانی: ٧٠، ٨٧، ١٧٥.

❹ مكتوبات الإمام الرباني: ٢٧٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی خلافت قائم ہونے کے بعد ان کی خلافت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہاں (الجور) سے مراد فسق و فجور کی طرف مائل ہونا نہیں ہے...... ان کے متعلق اجتہادی غلطی سے بڑھ کر کوئی بات نہیں کی جا سکتی۔ وہ کیسے ظالم ہو سکتے ہیں جبکہ ان کے لیے یہ بات صحیح سند سے نقل کی گئی وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پاسداری میں امام عادل تھے۔ جیسا کہ (الصواعق) میں ہے...... ثقہ راویوں سے منقول سند سے حدیث ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی ہے۔ ❶

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک حبشی کے لیے تعزیراً قتل کا حکم ہے:

پھر انہوں نے بیان کیا کہ امام مالک معاویہ رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کرنے والے کے لیے تعزیراً قتل کا حکم صادر فرماتے تھے۔ پھر انہوں نے امام شافعی رحمہ اللہ کا مشہور مقولہ نقل کیا ہے جو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے مروی ہے: ''یہ وہ فتنہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کو محفوظ رکھا ہے تو ہم اپنی زبانوں کو کیوں محفوظ نہ رکھیں۔''

فرہاروی نقشبندی نے ایک کتاب لکھی جس کا عنوان ہے: ((الناهية عن طعن أمير المؤمنين معاوية رضی اللہ عنہ.)) یہ کتاب ترکی سے (مكتبة الحقيقة) یا (وقف الإخلاص) نے طبع کی ہے۔

حبشی کے خلاف امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل:

جب امام شافعی رحمہ اللہ سے صحابہ کرام کے باہمی اختلاف کے متعلق سوال ہوتا تو وہ فوراً عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا قول دہراتے: ''یہ ایسا فتنہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کو محفوظ رکھا ہے تو ہم اپنی زبانوں کو اس سے محفوظ کیوں نہ رکھیں؟'' یہ عین امام احمد بن حنبل کا استدلال ہے جو انہوں نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے لیا ہے: ﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ﴾ ''یہ امت تھی جو گزر گئی۔'' اہل السنہ والجماعہ اس فتنہ میں بحث ومباحثہ نہیں کرتے اور وہی بات کرتے ہیں جو امام شافعی رحمہ اللہ نے کی ہے، اور یہ ہر اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو شافعی ہونے کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر ان کی مخالفت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

ہیتمی دلیل:

ابن حجر ہیتمی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ((تطهير الجنان واللسان عن التفوه بثلب سيّدنا معاوية بن أبي سفيان.)) اس کتاب لکھنے کی ترغیب ہندوستان کے بادشاہ (ہمایوں اکبر) نے دی۔

ان کی کتاب ((الزواجر الكبيرة.)) (نمبر: ۴۶۵) میں ذکر ہے کہ: ''کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہم اجمعین کی توہین ❷ اور ان کے اختلافات پر بحث ومباحثہ اور غور وخوض حرام ہے۔ کیونکہ اس میں عظیم فساد (دھوکہ اور اصحاب محمد ﷺ کی توہین ہے)۔ ❸

---

❶ ایضاً: ۲۳۰، ۱۸۳، ۲۷۷.

❷ الزواجر: ۲/ ۳۷۹.

❸ تطهير الجنان: ۴۱.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جوینی دلیل:

جوینی نے (مغيث الخلق) میں کہا: علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے امامت کے متعلق جھگڑا کیا۔ علی حق پر تھے جبکہ معاویہ غلطی پر تھے رضی اللہ عنہما لیکن وہ اپنی غلطی میں معذور ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اجتہاد کیا اور حق تک پہنچا اس کے لیے دو اجر ہیں، اور جس نے اجتہاد کیا اور غلطی کی اس کے لیے ایک اجر ہے۔'' ❶

سبکی دلیل:

سبکی نے (المستدرك) کے مؤلف حاکم کے متعلق لوگوں کا کلام نقل کیا ہے کہ وہ ''غالی، منحرف تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ اوران کے اہل بیت کے متعلق گمراہی کا شکار تھا۔'' سبکی نے اس پر تعاقب کرتے ہوئے کہا: ''حاکم کے متعلق ہمیں ایسی کوئی بات نہیں پہنچی کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا تھا اور نہ ہی ان کے بارے میں ایسا گمان کیا جا سکتا ہے...... حاکم کا مقام اس سے کہیں بلند ہے۔'' ❷

سبکی اس بات کو برا خیال کر رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی خاندان کو کوئی سنی برا بھلا کہے۔ خیال کرو پھر سبکی کے ہاں حبشی کا کیا حکم ہوگا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی عزیزوں پر سب وشتم کو ہدایت کی علامت خیال کر رہا ہے؟ اے حبشی! تم بھی وہاں سے دین لو جہاں سے سبکی نے لیا ہے۔

کتاب (الزبد) میں ہے: ''جو کچھ صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا اس پر ہم خاموش رہتے ہیں اور ان کے اجتہاد کا اجر ثابت سمجھتے ہیں۔''

ہمیں اس بات کا علم ہے کہ احباش اس کتاب (الزبد) کو حفظ کرتے ہیں۔ کیا انہوں نے مذکورہ شعر حفظ نہیں کیا جس میں اہل سنت والجماعت کے مؤقف کی وضاحت کی گئی ہے۔

محدثین کے نزدیک لفظ (التشیع) کا ضابطہ:

محدثین کے ہاں کسی راوی کے بارے میں (تشیع) کا حکم لگانے کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہے فتنہ کے بارے میں غور وخوض کرے اور ایسا کرنے والوں کا ساتھ دے۔

ذہبی رحمہ اللہ نے محمد بن یوسف بن مسدی کے بارے میں کہا: ((فيه بدعة و تشيع .)) ''یہ بدعتی اور شیعہ ہے کیونکہ اس نے ایک طویل قصیدہ لکھا جس میں معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کو برا بھلا کہا۔'' ❸

انہوں نے محمد بن عبداللہ الابار کے بارے میں کہا: ((فيه تشيع)) ''اس میں تشیع پایا جاتا ہے'' اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی آل پر طعن وتشنیع کرتا تھا۔

❶ مغيث الخلق: ١٩٣٤.
❷ طبقات السبكى محقق: ٤/ ١٦٣.
❸ تذكرة الحفاظ: ١١٤٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبکی کا دفاع حاکم کے بارے میں گزر چکا ہے جو صاحب مستدرک ہے کہ ان پر تشیع کی تہمت تھی۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے وہ منحرف اور معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والوں کے متعلق گمراہی کا شکار تھا۔ اس نے اس کا اظہار کیا اور کوئی عذر خواہی نہیں کی۔ پھر سبکی نے اس قول کا تعاقب کرتے ہوئے کہا:

''ہم تک ایسی کوئی بات نہیں پہنچی کہ حاکم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور نہ ہی ان کے بارے میں ایسا گمان کیا جا سکتا ہے...... امام حاکم کا مقام ہمارے نزدیک اس سے کہیں بلند ہے۔'' ❶

دیکھیں حبشی نے کس طرح اپنے مذہب کو معتزلہ، شیعہ اور جہمیہ کے مذہب کے ساتھ ایک ہی قالب میں ڈھال کر خلط ملط کر دیا۔ اس نے اس کا نام (مذہب اہل السنہ والجماعہ) رکھا اور بعض غافل لوگوں نے اس کی تصدیق بھی کی۔

حبشی کے نزدیک صحابہ پر سب وشتم (تبلیغ علم) ہے:

حبشی اپنی مجالس میں صحابہ کرام کے اختلاف کو موضوع بحث بناتا ہے اور کہتا ہے: ''میری مجالس میں یہ موضوع فقط علم کی تبلیغ کے لیے ہے۔'' ❷

یہ حبشی کا خوف ہے (احتیاط) ہے کہ وہ اس موضوع کو زیر بحث لانا تبلیغ علم کے لیے ضروری سمجھتا ہے۔ حالانکہ آئمہ دین اس موضوع میں غور وخوض سے منع کرتے ہیں۔ مگر اسے یہ بات پسند ہے کہ وہ اس کی تبلیغ کرے لیکن وہ حافظ ابن عساکر سے علم کی تبلیغ کیوں نہیں کرتا۔ جس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین لکھا ہے؟ کیا یہ علم نہیں ہے یا پھر حافظ ابن عساکر غلطی پر تھا؟ کیا حبشی اس بات کا علم نہیں رکھتا کہ وہ ایسے شخص کو کوڑے مارنے کا حکم دیتے تھے جو ایسی احادیث جمع کرے جن میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آپس میں اختلاف یا پھر ان کے خلاف کوئی بات ہو؟ یہ اس کو ڈانٹ کے طور پر تھا۔ جب ان سے ایسی روایات کی کتابت کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ کہتے ایسی چیزوں کو نہ پڑھو۔ ان میں تمہارے لیے علم کی کون سی چیز ہے؟ تم احادیث، فقہ اور فائدہ مند چیزیں سیکھا کرو۔'' ❸

حبشی وہ بات کیوں نہیں کرتا جو اس امت کے فاضل اور کبار لوگوں نے کی ہے؟ حتیٰ کہ یہ ان کی مخالفت پر اُتر آیا، اس نے کہا: جو شخص یہ کہے کہ صحابہ کرام کا ہر فرد ولی، متقی اور پاکباز تھا تو گویا اس کے پاس اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے، اور اسے حدیث سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ اگر یہ ایسی بات کرنے کی بجائے خاموش رہتا تو یہ اس کے لیے بہتر ہوتا۔ ❹

یہ علم حبشی ہے کہ وہ لوگوں کو اس بات سے ڈرا رہا ہے کہ تمام صحابہ کرام کو متقی نہ کہو؟ کاش! وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے فتویٰ کے پیش نظر خاموش رہتا۔ اگر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ زندہ ہوتے تو اسے کوڑے مارنے کا حکم دیتے۔

---

❶ طبقات السبكي: ٤/ ١٦٣.
❷ مجلة منار الهدى: ٢١/ ٢١.
❸ السنة للخلال: ٢/ ٥٠١، نمبر: ٨٠٠.
❹ صريح البيان: ١١٦ ـ ٢٤٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوزاعی نے کہا: تم اپنے پیغمبر ﷺ کے اصحاب کا ذکر خیر ہی کیا کرو۔ علم وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے واسطہ سے آیا ہے جو ان کے واسطہ سے نہیں وہ علم نہیں ہے۔ ❶ بلکہ حبشی جس کے متعلق (علم) ہونے کا دعویٰ کر رہا وہ تو درحقیقت عاشوراء کے پروگراموں کے مشابہ ہے۔ جو لوگوں کو صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کے لیے اُبھارتے رہتے ہیں اور ان کو فتنہ قدیمہ کہہ کر یاد کرتے ہیں۔

ہم حبشی سے سوال کرتے ہیں کیا تم اشعری سے متفق ہو جس نے کہا: ہم تمام اصحابِ نبی ﷺ سے محبت رکھتے ہیں؟ اور کیا تو اس کے اس عقیدہ سے متفق ہے کہ ان کے آپس کے اختلاف میں خاموشی اختیار کی جائے یا پھر تو ان معاملات میں رافضیوں کی طرح غور وخوض کرتا رہتا ہے؟

کیا یہ علم کی تبلیغ ہے کہ تو دعویٰ کرتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ بت پرستوں کو ہندوستان میں بت فروخت کیا کرتے تھے کہ دنیا کا تھوڑا سا مال کما لیں اور یہ کہ وہ نہ ہی تو متقی تھے اور نہ ہی اللہ سے ڈرنے والے تھے، انہوں نے لوگوں کا مال باطل طریقہ سے کھایا ہے، انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل اور ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا حکم جاری کیا، اور وہ زمین میں ظالم حکمران تھا جس نے علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کا حکم دیا۔ ❷

تیرا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے محمد ﷺ کو گالی دی اور جس نے محمد ﷺ کو گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی۔'' ❸ حالانکہ تیری ایک تقریر جو کہ ریکارڈ شدہ ہے اس میں وضاحت ہے یہ حدیث ضعیف ہے۔ تمہیں علم ہے کہ (اہل حدیث) روایت بیان کرنے میں یہ شرط رکھتے ہیں کہ ضعیف روایت لفظ (قال) سے بیان نہ کی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سننے والا اسے صحیح خیال کر بیٹھے۔

حبشی پر لازم آتا ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرے:

اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو فقط فاسق نہیں بنایا بلکہ ان پر بت بیچنے کا الزام بھی لگایا...... بت پرستی کو فروغ دینا کفر ہے۔ اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی تکفیر کی ہے تاکہ اس کے بارے میں ہمارا یہ خیال مضبوط نہ ہو کہ وہ بت پرستی کو فروغ دینے والوں کو کافر خیال نہیں کرتا۔ ❹

زرکشی اشاعرہ کا اعتراف نقل کرتا ہے:

حبشی نے زرکشی کا یہ اعتراف نقل کیا ہے کہ اکثر اشاعرہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر فسق کا حکم لگانے میں شیعہ کی موافقت کی ہے۔ اگرچہ چند لوگ اس پر متفق نہیں ہیں۔ جیسا کہ قاضی ابوبکر وغیرہ۔ ❺

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۷/ ۱۲۰.

❷ صریح البیان: ۹۷، ۹۹، ۱۰۲، ۲۲۷۔ اظہار العقیدہ السنیۃ: ۱۸۲.   ❸ صریح البیان: ۱۱۶.

❹ یہ شخص بہت ہی سستی کا شکار ہے۔ یہ بت کو سجدہ کرنے والے کو فاسق کہتا ہے کافر نہیں۔ جیسا کہ اس کی تقریر میں، میں نے سنا ہے۔

❺ اظہار العقیدۃ السنیۃ: ۲۲۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ حبشی کا اعتراف ہے کہ وہ معتزلہ کے موافق ہیں۔ ابن فورک کہتے ہیں ابوالحسن اشعری نے مطلق طور پر ان (معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی) لوگوں پر فسق یا کفر کا حکم نہیں لگایا۔ ❶

جب حبشی سے پوچھا گیا کہ امام بخاری اور عام محدثین نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی احادیث کیسے قبول کر لیں۔ جبکہ وہ تمھارے نزدیک فاسق ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: ''ہم یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے ایسا فسق اختیار کیا جس کی بناء پر ان کی روایات ہی قابل قبول نہ ہوں۔''

یہ کھلا تناقض ہے، حبشی اور اس کے پیروکار ان کو لعن طعن کا نشانہ بناتے ہیں۔ فاسق قرار دیتے ہیں۔ ان کے شیخ کا یہ کہنا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی جاہلیت کی موت مرے ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی کہ: ''جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے (حاکم) کی بیعت نہیں کی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔'' پھر کہا: ''یہ حدیث ہر اس شخص پر لاگو ہوتی ہے جس نے علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی۔'' ❷ اس لحاظ سے عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس حکم میں داخل ہیں۔

بلکہ حبشی نے تو ان پر بتوں کی تجارت کا الزام لگایا ہے کہ وہ ہندوستان میں بت پرستوں کو بت بیچا کرتے تھے۔ اس آدمی کی روایت کیسے قبول کی جا سکتی ہے جو بت فروش تھا؟

اس نے اشعری کا قول بھی جان بوجھ کر چھپایا کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ اجتہاد کرنے والے تھے اور وہ اپنے اجتہاد میں صحیح تھے اور اس پر ان کے لیے ایک اجر ہے۔ جیسا کہ ابن عساکر نے یہ قول نقل کیا ہے۔ ❸ اس نے بعض اشاعرہ کی کتب پڑھنے سے ڈرایا ہے۔ جیسا کہ غزالی وغیرہ کہ انہوں نے اشعری کے اس عقیدہ کی مخالفت کی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے پھر اس نے اس کی طرف توجہ نہ کرنے کی وصیت کی ہے۔ ❹ دیکھو اس آدمی نے کس قدر دجل، فریب اور تلبیس سے کام لیا ہے اور حق چھپایا ہے جسے یہ خوب جانتا تھا۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استغفار و دعا کریں لیکن انہوں نے ان کو سب و شتم کا نشانہ بنایا۔ ❺

ہم کسی صحابی پر طعن نہیں کرتے:

کسی بھی صحابی پر طعن و تشنیع سے ہمیں منع کیا گیا۔

قاضی عیاض نے کہا: ''کسی بھی صحابی کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ہمارا مذہب وہی ہے جو جمہور کا ہے کہ

❶ مجرد مقالات ابی الحسن اشعری: ۱۸۸.
❷ صریح البیان: ۲۳٤.
❸ تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الأشعری: ۱۵۲.
❹ صریح البیان: ۲۱٦.
❺ صحیح مسلم: ۳۰۲۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا کرنے والے پر تعزیر ہے قتل نہیں۔'' ❶

ابن جوزی نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہرگز برائی نہیں کرتے تھے بلکہ وہ ان کی فضیلت کے قائل تھے، اور جو کوئی ان کے بارے میں بری بات کرتا اس سے منہ پھیر لیتے تھے۔ جب ان سے علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلاف کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ اچھی بات کہتے۔ ❷

وہ کسی ایسی آنکھ سے لاتعلقی کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو مگر یہ کہ اس سے لاتعلقی پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہو جائے، اور وہ کہتے تھے: ''کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ صحابہ کرام کی برائی بیان کرے یا ان پر طعن و تشنیع کرے، ان کی عیب جوئی کرے یا تنقیص کرے۔'' ❸ اور وہ کہا کرتے تھے: جس نے اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کی وہ مبتدع ہے۔ حتیٰ کہ وہ ان سب کے لیے رحم و رضا مندی کی دعا کرے...... رحم اللہ اجمعین، معاویہ اور عمرو بن عاص۔ اور وہ کہا کرتے تھے: ''اگر تو کسی کو دیکھے کہ وہ کسی صحابی کی برائی کر رہا ہے تو اس کے اسلام کی تصدیق نہ کرو۔'' ❹

ابوزرعہ الرازی نے کہا: ''جب تو دیکھے کہ کوئی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کر رہا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق ہے۔ ہم تک قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے واسطہ سے ہی پہنچی ہے۔ ان لوگوں کی یہ کوشش ہے کہ ہمارے گواہوں (صحابہ کرام) کو مشکوک قرار دیں تاکہ کتاب وسنت کو باطل ثابت کریں۔ ایسا کرنے والے زنادقہ ہیں۔'' ❺

ابن جوزی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ (الفتح: ٢٩) ''پسند لگتا ہے کھیتی والوں کو تاکہ اس سے کافروں کا دل جلے۔'' کے متعلق کہا: یہ وصف جمہور کے نزدیک تمام صحابہ کرام پر صادق آتا ہے۔ ❻ اس سے پہلے یہ قول شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی ثابت ہے۔ ❼ امام احمد (امام اهل السنة) کے قول پر غور کرو جس میں لفظ ہیں (يذكر أحداً) کسی ایک کا بھی ذکر (برائی سے) کرے۔ جبکہ ابوزرعہ کے الفاظ (ينتقص أحداً) کسی بھی ایک کی تنقیص کرے۔ انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابی کا استثناء نہیں کیا ہے۔

ابونعیم نے (حلية) ❽ میں کہا: اس آدمی سے برا حال کس کا ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت

❶ الشفاء: ٢/ ١١٠٨.
❷ المناقب لإبن جوزی: ١٦٤۔ مقدمة المسند للذهبی: ٨١۔ السنة الخلال: ٢/ ٤٦٠.
❸ طبقات الحنابلة: ١/ ٢٤ ـ ٣٠٣.
❹ مناقب احمد لإبن الجوزی: ١٦٠۔ البداية والنهاية: ٢/٨.
❺ الكفاية للخطيب البغدادی: ٥٧.
❻ زاد المسير.
❼ الغنية لطالبی الحق: ٧٩.
❽ یہ قول حافظ نے الإصابة میں بھی ذکر کیا ہے ٣/ ٤٣٣ کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین اور مکمل حساب رکھنے والے کاتب وحی تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اپنے اصحاب سے درگزر کریں اور ان کے لیے استغفار کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ (آل عمران : ۱۵۹) ''ان سے درگزر فرمائیں اور ان کے لیے بخشش طلب کریں۔'' جس نے ان کو سب وشتم کا نشانہ بنایا یا ان سے بغض رکھا یا ان کے آپس کے جھگڑوں کی غیر مناسب تاویل کی تو وہ ٹیڑھی راہ اختیار کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑنے والا ہے۔ ان کے بارے میں غلط زبان وہی استعمال کرسکتا ہے جو نبی ﷺ، آپ کے اصحاب، اسلام اور مسلمانوں کے متعلق غلط نظریہ رکھتا ہو۔'' ❶ اور فرمایا: صحابہ کرام کی غلطیوں کی ٹوہ وہی لگا سکتا ہے جس کا دل دین کے معاملہ میں بیماری اور شک کا شکار ہو۔ ❷

یہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ برباد ہونے والے جو چاہیں کہتے رہیں۔ یہ لوگ بغیر علم کے گمراہی میں بھٹک رہے ہیں۔ انہوں نے اس امت کے سب سے بہترین لوگوں کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا ہے۔ یہ لوگ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو گئے اور گمراہوں کے ساتھ گمراہی کے راستے پر چل پڑے۔ جب ہم ہدایت پر ہیں تو کسی کا گمراہ ہو جانا ہمارے لیے نقصان دہ نہیں ہے۔

صحابہ کرام کو گالی دینے والے کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ کا مؤقف:

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: جس کے دل میں اصحابِ رسول ﷺ میں سے کسی ایک کے خلاف بھی نفرت ہو تو وہ اس آیت کریمہ کے تحت داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ (الفتح : ۲۹)

''پسند لگتا ہے کھیتی والوں کو تاکہ اس سے کافروں کا دل جلے۔''

قرطبی نے کہا: امام مالک رحمہ اللہ نے انتہائی بہترین بات اور صحیح ترین تاویل پیش کی کہ جس نے کسی ایک صحابی کی بھی تنقیص کی یا اس کی بیان کردہ روایات میں طعن کیا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کا رد کیا اور مسلمانوں کے شرعی احکام کو باطل قرار دینے کی کوشش کی۔ ❸

ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: مذکورہ آیت کریمہ سے مالک رحمہ اللہ نے رافضیوں کی تکفیر کا مسئلہ اخذ کیا جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے ہیں۔ پھر کہا: وہ (صحابہ کرام) ان (رافضیوں) کا دل جلاتے ہیں جس کا دل صحابہ کرام سے جلے وہ اس آیت کریمہ کے تحت کافر ہے۔ علماء کے ایک گروہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ ❹

---

❶ الإمامة لأبی نعیم: ۳۷۵، ۳۷۶۔ مکتبہ العلوم والحکم.

❷ الإمامة: ۳٤٤.

❸ الحلیة لأبی نعیم: ٦/ ۱۲۷.

❹ الجامع لأحكام القرآن: ١٦/ ١٩٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن حجر ہیتمی مکی نے ابن کثیر رحمہ اللہ جیسی بات ہی کی ہے، اور مزید کہا: یہ بہترین موقف ہے اور آیت کریمہ کا ظاہر اس آیت پر گواہ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ لگانے میں ان کی موافقت کی۔ آئمہ کی ایک جماعت بھی ان کے موافق ہے۔ ❶

کیا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ثابت ہیں؟:

حبشی نے اسحاق بن ابراہیم حنظلی سے نقل کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی منقول نہیں ہے۔ ❷

جواب: ابن حجر ہیتمی نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا: ہمارے اکثر فقہاء اور اصولیوں کے نزدیک فضائل میں ضعیف حدیث بھی قابل قبول ہے۔ یہ ان لوگوں کا مذہب ہے جن کو تم بھی حجت مانتے ہو۔ جیسا کہ ہیثمی وغیرہ جبکہ ہمارے نزدیک ضعیف حدیث کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

لیکن ابن حجر رحمہ اللہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب صحیح سند سے ثابت کیے ہیں، اور انہوں نے اس قول کا تعاقب کیا ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کے باب میں کچھ ذکر نہیں کیا کیونکہ ان کو فضائل کے باب میں کچھ بھی نہیں ملا، اس کلام سے اگر تو یہ مراد لے کہ بخاری رحمہ اللہ کی شروط کے مطابق تو پھر اکثر صحابہ کرام اسی طرح ہی ہیں۔ ❸ (یعنی ان کے فضائل انہوں نے ذکر نہیں کیے)۔

بہرحال امام بخاری رحمہ اللہ جہاں بھی ان کا نام ذکر کرتے ہیں رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ یہ بات دلیل ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور رافضیوں کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بخاری رحمہ اللہ کے ہاں معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت ثابت ہے۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان موجود ہے۔

ان کے ہاں معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کیسے ثابت نہیں جبکہ انہوں نے اس دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے لیے نقل کیا ہے۔ ''اے اللہ اسے ہدایت یافتہ اور رہنما بنا، اس کو بھی ہدایت دے اور اس کے ذریعے دوسروں کو بھی ہدایت عطا فرما۔'' ❹ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور مسلم کے رواۃ ہیں۔

اس حدیث کو البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے اور ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں اس کو حسن قرار دیا ہے اور انہوں نے

---

❶ الصواعق المحرقة: ٣١٧۔ تطهير الجنان.

❷ الموضوعات: ٢/ ٢٤۔ فتح الباری: ٧/ ١٠٤.

❸ تطهير الجنان عن التفوه بثلب سيّدنا معاوية بن أبي سفيان: ١١ ـ ١٢.

❹ التاريخ للبخاری: ٤/ ١/ ٣٢٧۔ تاريخ ابن عساكر: ٢/ ١٣٣/ ١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے پانچ صحیح طرق (سندیں) نقل کیے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ سند اس کو مزید قوی بنا دیتی ہے۔ ❶ اور یہ حافظ کی تضعیف کے مقابل جواب ہے۔

ابن حجر ہیتمی نے اس حدیث کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے روشن فضائل اور واضح مناقب میں ذکر کیا ہے، اور کہا: ''جس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں مراتب جمع کر دیے ہوں اس کے لیے ایسی باتوں کا تصور کیسے کیا جا سکتا ہے جو جھوٹے لوگ اور مخالفین پھیلا رہے ہیں؟'' ❷

اور اس عنوان ((معاويه بن ابى سفيان و خلافته رضوان الله عليه .)) کے تحت خلال نے مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد بارہ امیر اور بعض روایات میں خلیفہ ہوں گے۔ ❸

ابن حجر ہیتمی نے اس حدیث اور دوسری حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کی تعریف بیان کی سے دلیل پکڑی ہے جس میں ہے: ''میرا یہ بیٹا سیّد ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مومنوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا۔''

ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: جب حسن رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے تو لوگوں نے ان کی خلافت پر اتفاق کر لیا اور اس سال کو ''عام الجماعة'' کہا جاتا ہے اس دن کے بعد وہ خلیفہ حق کہلائے اور ان سے کسی نے بھی خلافت کے معاملہ میں جھگڑا نہیں کیا۔ ❹

خلال نے کہا: مجھے عبدالملک بن عبدالحمید نے کہا: میں نے احمد بن حنبل سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا: ''قیامت کے دن تمام خاندانی اور سسرالی تعلق ختم ہو جائیں گے۔ مگر میرا خاندانی تعلق باقی رہے گا۔'' انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں؟ اور کہتے میں نے پوچھا: کیا یہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے بھی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! ان کا بھی خاندانی اور سسرالی تعلق ہے؟ پھر کہتے ہیں: میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ان لوگوں کو معاویہ رضی اللہ عنہ سے کیا پریشانی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ❺

ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس تعلق کو ان کے فضائل میں شمار کیا ہے اور کہا: ان کے لیے یہی تعلق کافی ہے۔ کیونکہ ام المؤمنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا ان کی ہمشیرہ ہیں......تو اس بنیاد پر اعتراض کرنے والے کو خاموش کرایا جا سکتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی رشتہ دار، آپ کے صحابی، کاتب وحی اور امین ہیں......اور کہا جو اس بحث میں غور وخوض

---

❶ السلسلة الصحيحة: ٤/ ٩٦٩١.

❷ تطهير اللسان: ١٤.

❸ صحيح بخارى.

❹ تطهير الجنان: ١٩، ٢٢، ٤٩۔ سير اعلام النبلاء: ٣/ ١٤٥، ١٤٦۔ تاريخ بغداد: ١/ ١٣٩۔ البداية والنهاية: ٨/ ١٧ ـ ٢٠.

❺ السنة للخلال: ٢/ ٤٣٢۔ نمبر: ٦٥٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر رہا ہو اس کو منع کر دو۔ ❶ اور کہا: امیر معاویہ جو کاتب وحی، صحابی رسول ﷺ اور آپ کے عزیز ہیں...... ان کے بارے میں یہ سوچا بھی کیسے جا سکتا ہے کہ وہ جاہل اور مغرور تھے؟ ❷

میں کہتا ہوں وہ خلفائے راشدین کے دور میں شام کی خلافت کے امین رہے ہیں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ مومنوں کے (ماموں) ہیں:

خلال کہتے ہیں: مجھے محمد بن ہارون اور محمد بن جعفر نے خبر دی کہ ان کو ابو الحارث نے خبر دی کہ ہم نے ابو عبداللہ سے بذریعہ خط پوچھا کہ آپ اس شخص بارے میں کیا کہتے ہیں جو کہے: ''میں یہ نہیں کہتا کہ معاویہ کاتب وحی تھے اور نہ ہی یہ کہتا ہوں کہ وہ مومنوں کے ماموں تھے۔ انہوں نے تلوار کے زور پر حکومت حاصل کی ہے؟ تو احمد بن حنبل نے کہا: یہ انتہائی بری اور بے کار بات ہے۔ ایسے لوگوں سے الگ ہو جانا چاہیے، ان کے ساتھ ہرگز نہیں بیٹھنا چاہیے اور ایسے عناصر کا معاملہ لوگوں کے سامنے واضح کرنا چاہیے۔'' ❸

سلف وصالحین معاویہ رضی اللہ عنہ کو عمر بن عبدالعزیز پر فضیلت دیتے تھے:

وہ کہتے ہیں: ہمیں ابوبکر المروزی نے خبر دی کہ میں نے ابو عبداللہ سے پوچھا: ''آپ کے نزدیک معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز؟ تو انہوں نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ ہم کسی کو بھی اصحابِ رسول ﷺ جیسا نہیں سمجھ سکتے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین زمانہ میرا ہے وہ لوگ جن کے درمیان مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔'' ❹

ایک روایت میں ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی وہ افضل ہے۔ ❺ ابن حجر ہیتمی نے کہا: ''رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر کسی اور کو قیاس نہیں کیا جائے گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے صحابی، سسرالی عزیز، کاتب وحی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی کے امین ہیں۔'' ❻

ایک روایت میں ہے: ''معاویہ رضی اللہ عنہ عمر بن عبدالعزیز جیسے چھ سو بندوں سے بھی افضل ہیں۔'' ❼

احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس شخص کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے سے بھی منع کیا ہے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرے۔ ابوبکر (حبیش) بن سندی کہتے ہیں: میں نے ابو عبداللہ سے سنا جب ان سے ایک بندے نے سوال کیا کہ میرے ماموں معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتے ہیں اور میں کبھی ان کے ساتھ کھانا کھا لیتا ہوں؟ ابو عبداللہ نے فوراً کہا: اس کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ۔'' ❽ امام احمد بن حنبل نے ایسے شخص کو سلام کرنے سے منع کیا ہے جو رافضی ہو اور ایسے بندے کی نماز جنازہ پڑھنے سے روکا ہے جو رافضیت کی دعوت دیتا ہو۔'' ❾

---

❶ تطهير الجنان: ١٧.
❷ ايضاً: ٥١.
❸ السنة للخلال: ٢/ ٤٣٤ - ٦٥٩.
❹ السنة للخلال: ٣٣٤.
❺ ايضاً: ٢/ ٣٤٣.
❻ تطهير الجنان: ١٢.
❼ السنة للخلال: ٢/ ٤٣٥.
❽ ايضاً: ٢/ ٤٤٨.
❾ السنة للخلال: ٢/ ٤٩٤ - جبکہ حبشی لوگ تو ایسے بندے کو خود کھلاتے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع:

حبشی کا خیال ہے کہ یہ حدیث ''میرے صحابہ کو گالی نہ دو'' خاص صحابہ کرام کے لیے ہے اور تمام صحابہ کرام اس میں شامل نہیں۔ جیسا کہ خالد بن ولید وغیرہ جن کو فضیلت میں دوسروں پر سبقت حاصل نہیں ہے۔ حالانکہ لازمی ہے کہ اس حدیث میں خطاب خالد بن ولید کے لیے ہے۔

حبشی نے کہا: ''ان لوگوں میں خالد بن ولید شامل نہیں۔ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیف اللہ) کہا اور نہ ہی معاویہ بن ابی سفیان شامل ہیں۔'' [1]

یہ وسوسہ اور یہ استدلال بدترین ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو بھی دوسرے صحابی کی تنقیص کی اجازت نہیں دی۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تو کبار صحابہ میں شامل ہے۔

اس شیطانی وسوسہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ختم کر دیتا ہے جو آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: جب انہوں نے سلمان اور بلال رضی اللہ عنہما کے لیے سخت الفاظ استعمال کیے: ''اے ابوبکر! آپ نے شاید ان کو ناراض کر دیا ہے، اگر تو نے ان کو ناراض کیا تو تو نے اپنے رب کو ناراض کیا۔'' [2] حالانکہ ابوبکر کبار اور افضل صحابہ میں شامل ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

حبشی کے لیے سنہری نصیحت:

امام ذہبی رحمہ اللہ نے دلیل بیان کی کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلاف اور لڑائیوں کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا واجب ہے۔ ہم مختلف کتب میں ایسے قصے پڑھتے تو رہتے ہیں لیکن ان میں اکثر منقطع اور ضعیف ہیں، جبکہ بہت سے جھوٹ پر مبنی ہیں۔ یہ قصص ہمارے اور ہمارے علماء کے سامنے رہتے ہیں۔ واجب ہے کہ ان کو بیان نہ کیا جائے اور چھپایا جائے تاکہ صحابہ کرام کے متعلق لوگوں کے دل صاف رہیں، ان کے دلوں میں صحابہ کرام کی محبت پروان چڑھ سکے اور وہ ان کے لیے رضی اللہ عنہم کا عقیدہ رکھ سکیں۔ ان کو بیان نہ کرنا عوام الناس اور علماء سب کے لیے ہے۔

پھر کہا: اگر کوئی منصف عالم تنہائی میں ان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار طلب کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الحشر: ١٠)

''اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو

---

[1] صریح البیان: ١١٠.

[2] صحیح مسلم: ٢٥٠٤۔ مسند احمد: ٥/ ٦٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بخش دے جنھوں نے ایمان لانے میں ہم سے پہل کی اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

یاد رہے رافضی اور اہل بدعت اپنی کتابوں میں ایسے واقعات نقل کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر جھوٹ، افتراء بازی اور خیانت پر مبنی ہیں۔ رافضیوں کا طریقہ واردات جھوٹی روایات کو عام کرنا ہے۔ غزالی سے بھی اسی طرح کی بات منقول ہے۔ ❶ پھر انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا: ''معاویہ رضی اللہ عنہ بہترین حکمرانوں میں شامل ہیں جن کا عدل ظلم پر غالب تھا، وہ غلطیوں سے مبرا نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کرنے والا ہے۔'' ❷

اے حبشی کے مقلد! تو دیکھ رہا ہے کہ اہل علم اس معتدل مؤقف پر متفق ہیں۔ ان میں سے ایک اشعری بھی ہے جس کی طرف تیرا شیخ حبشی اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے تو غور کر کہ تو کیا کر رہا ہے؟ کیا ان تمام اہل فضل وعلم کو چھوڑ کر تو ایسے شخص کی پیروی کر رہا ہے جس نے تیرے لیے سود کو جائز قرار دیا، تجھ سے زکوۃ کو ساقط کر دیا، اور اپنے بھائیوں کو برا بھلا کہنے کی ترغیب دی۔ حتیٰ کہ معاملہ یہاں تک جا پہنچا کہ تو صحابہ کرام کو سب وشتم کا نشانہ بنانے لگ گیا۔ کیا یہ کھلم کھلا تشیع نہیں ہے؟

ابن عساکر ❸ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں ابن مندہ اور پھر ابوالقاسم جو کہ ابوزرعہ الرازی کے بھتیجے ہیں کے واسطہ سے نقل کیا کہ ایک آدمی میرے چچا کے پاس آیا اور کہا: میں معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا: انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے ناحق جنگ کی ہے۔ ابوزرعہ رازی نے کہا: معاویہ کا رب بہت ہی کریم رب ہے اور معاویہ کا مدمقابل (علی رضی اللہ عنہ) بھی کریم (مہربان) ہیں۔ ان دونوں کے درمیان تو کیوں داخل ہو رہا ہے؟

لیکن حبشی دونوں کے درمیان داخل ہوتا ہے اور کہتا ہے: ''جس نے بھی علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی وہ باغی ہے۔ اگرچہ وہ کبار صحابہ میں ہی شامل کیوں نہ ہو؟'' ❹ اس نے کہا: ''معاویہ رضی اللہ عنہ کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوئے اور ان کے ساتھی گناہگار ہیں اور انہوں نے طلب دنیا اور حکمرانی کے حصول کے لیے لڑائی کی۔ یہ درحقیقت نیتوں کے مسئلہ میں دخل اندازی کا دعویٰ ہے۔'' ❺

پھر جوینی اس جھوٹے الزام کو رد کرتے ہوئے کہتا ہے: ''معاویہ رضی اللہ عنہ اگرچہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی مگر اس کے باوجود ان کی امامت کا انکار نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی انہوں نے ذاتی خواہش پر ایسا کیا بلکہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو

❶ سیر اعلام النبلاء: ۱۰/ ۹۳۔ الاقتصاد فی الإعتقاد: ۲۰۲.
❷ سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۱۵۹.
❸ فتح الباری: ۱۳/ ۸۶.
❹ بغیة الطالب: ۳۵۲.
❺ لیکن یہ اہل کشف اور صوفیوں کے لیے جائز ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پکڑنا چاہتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔ حالانکہ وہ غلطی پر تھے، ان کے مقابل علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔'' ❶

ذہبی فرماتے ہیں: ہم تمام صحابہ کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کرتے ہیں اور ان کے لیے رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں: وہ مومنین کی ایک جماعت تھی جنہوں نے امام علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی اور اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے جو آپ نے عمار رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمائی تھی: ''تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ سب سے راضی ہو اور وہ ہمارے دِلوں میں کسی مؤمن کے خلاف نفرت پیدا نہ کرے۔ ہمیں اس میں کوئی شک نہیں کہ علی رضی اللہ عنہ اپنے مدمقابل سے افضل ہیں اور وہ حق کے زیادہ قریب تھے۔'' ❷

اس کا ہم عصر محدث جھوٹ سے دلیل لیتے ہوئے:

حتیٰ کہ جن صحابہ کرام نے توقف کیا وہ بھی اس کے نزدیک گناہگار ہیں۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ناکام رہے۔ جس کا آپ نے ان کو حکم دیا تھا۔ اس مسئلہ میں حبشی کی دلیل ایسی من گھڑت اور جھوٹی روایت ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں بیعت توڑنے والوں، ظالموں اور دین سے نکل جانے والوں کے ساتھ لڑوں۔'' ❸

اس حدیث کو ابن جوزی، ذہبی، سیوطی اور ابن حجر ہیتمی وغیرہ نے ردّ کیا ہے۔ ❹ اس کی سند میں حکیم بن جبیر ہے جو جھوٹا اور متروک الحدیث راوی ہے۔ حبشی نے حسبِ عادت اس کی سند پر غور وفکر کے بغیر اس سے استدلال کیا۔ ❺ اس کے باوجود ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ حبشی اپنے زمانے کا بے مثل خادمِ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ کیسی خدمت حدیث ہے؟ جس میں صحیح اور ضعیف کا فرق نہ ہو؟ یہ شخص کیسے خادم حدیث ہوسکتا ہے جو موضوع اور من گھڑت روایات کو تو دلیل بناتا ہے مگر ایسی خبر آحاد کو ردّ کرتا ہے جو بخاری اور مسلم میں ہیں؟ ان میں سے اکثر بخاری اور مسلم میں ہی موجود ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہمارا مؤقف:

حبشی کے اس قول ''جس نے بھی علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی وہ باغی ہے اگرچہ وہ افضل ترین اور کبار صحابہ میں ہی کیوں نہ شامل ہو۔'' ❻ سے عائشہ رضی اللہ عنہا پر طعن لازم آتا ہے کہ انہوں نے بغاوت کی اور علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے شدید قتال کیا اور جو صحابہ ان کے ساتھ تھے ان پر بھی سب وشتم لازم آتا ہے۔ جیسا کہ طلحہ، زبیر اور عمرو بن عاص وغیرہ۔ یعنی جو لوگ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے یا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکلے تھے۔

---

❶ لمع الأدلة، ص: ١١٥ ـ تحقیق دکتورہ فوقیہ محمود.

❷ سیر اعلام النبلاء: ٨/ ٢٠٩.

❸ الدلیل القویم: ٢١٣.

❹ میزان الإعتدال: نمبر ترجمہ، ٢٢١٥ ـ اللآلئی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة: ١/ ٤١٠.

❺ صریح البیان: ٧٦ ـ ٨٧. ❻ بغیة الطالب: ٣٥٢.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ابن حجر ہیتمی نے کہا: معاویہ رضی اللہ عنہ سے پہلے علی رضی اللہ عنہ سے ایسے لوگوں کی لڑائی ہوئی جوان سے کہیں افضل اور بہتر تھے۔ جیسا کہ عائشہ، زبیر، طلحہ اور دیگر صحابہ کرام جوان کے ساتھ تھے انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے جمل کی لڑائی لڑی۔ ❶

سرہندی نے اپنے مکتوبات میں کہا: ''علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین کو فاسق یا گمراہ کہنا ہرگز جائز نہیں...... یہ بات کیسے کہی جا سکتی ہے کیونکہ ان میں عائشہ صدیقہ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ کرام شامل ہیں؟ ان کو فاسق یا گمراہ کہنے کی جرأت وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں مرض اور اس کی طبیعت میں خباثت ہو۔'' ❷

حبشی سرہندی کے اس قول کے بارے میں کیا کہے گا جو نقشبندی ہے اور مجدد کے لقب سے مشہور ہے۔

بغاوت کا مفہوم:

حبشی کو چاہیے کہ وہ بغاوت کا مفہوم مطلق مراد لینے سے پہلے اس کی تصحیح کرے۔ جمہور اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی بغاوت کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے تاویل اور اجتہاد کے ذریعے علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا، اور اگر اجتہاد غلط بھی ہے تو ان کی قدر و منزلت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی ہے۔

جبکہ حبشی کے ہاں بغاوت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ فاسق، ملعون اور جہنم میں جانے والے ہیں۔ حبشی کے اس دعویٰ سے لازم آتا ہے کہ وہ ان دوسرے لوگوں کو بھی اس میں شامل کرے جوان کے ساتھ تھے جو کہ فاضل صحابہ کرام، صحابیات اور امہات المؤمنین ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ ذاتی لحاظ سے کبھی اس کو پسند نہ کریں گے۔ جنہوں نے اہل شام کے متعلق کہا: ''یہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی۔''

حبشی نے عمار رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذکر کیا ہے: ''یہ ان کو جنت کی طرف اور وہ انہیں جہنم کی طرف بلائیں گے۔''

اس نے اس قول پر تعاقب کیا ہے جس نے کہا: ''دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے قاتل اور مقتول دونوں ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔'' ❸

کیونکہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ وہ (معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی) یہ چاہتے ہیں کہ وہ (عمار) بھی ان کے ساتھ آگ میں داخل ہو۔ کیا حبشی اس تعاقب سے معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو جہنمی ثابت کرنا چاہتا ہے؟

ہاں! عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا تھا کہ وہ بصرہ جانے کی بجائے واپس لوٹ جائیں۔ کیونکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد آیا کہ: ''تم میں سے کسی عورت کی کیا حالت ہوگی جب اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔'' مگر انہوں نے ایسا نہ کیا جیسا کہ بعض لوگوں کا دعویٰ ہے، اور یہ اس وقت ہوا جب ان کے مقابل علی رضی اللہ عنہ کا لشکر آیا اور دن کا ایک حصہ

---

❶ تطهير الجنان: ٤٧.

❷ مكتوبات الإمام الرباني: ٢٣٠.

❸ الدليل القويم: ٢١٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں لشکروں میں لڑائی ہوئی اور دونوں گروہوں کے بہت سے لوگ زخمی ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ ❶

حافظ نے صحیح سند کے ساتھ کو ثابت کیا ہے کہ یہ واقعہ جمادی الآخرہ چھتیس ہجری میں ہوا، اور علی رضی اللہ عنہ اپنے گروہ کے ساتھ غروب آفتاب تک لڑتے رہے۔ ❷

یہ معرکہ علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خارجیوں کی شدید ناراضگی کا سبب بنا کیونکہ وہ جب ان سے معرکہ جمل میں لڑے تو آپ نے اپنے لشکر کو ان کے مال چھیننے کی اجازت دے دی۔ مگر ان کی عورتوں اور اولاد کو گرفتار کرنے سے منع کر دیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اگر میں تمہارے لیے عورتوں کو جائز قرار دوں تو بتاؤ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کون اپنے حصہ میں لینا چاہیے گا؟ ❸ یہ دلیل ہے کہ وہ اس جنگ میں شامل تھیں۔

اسی لیے عمار بن یاسر نے کہا: ''عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی طرف نکلی ہیں اور اللہ کی قسم! یہ دنیا اور آخرت میں تمہارے نبی کی بیوی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہاری آزمائش کی ہے کہ تم علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ رضی اللہ عنہا کی؟'' ❹

رافضہ اور حبشی:

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں جس کو حفاظ حدیث نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ شیعہ کے پاس بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اگر آپ کسی شیعہ سے سوال کریں کہ تم نے معاویہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا پر حکم لگانے میں فرق کیوں کیا حالانکہ تمہارے اکابر بھی اس معرکہ کو اپنی اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں؟ تو اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوگا۔

یہ جھوٹ رافضیوں کے ساتھ مناظرہ کو ختم نہ کرے گا۔ خصوصاً جب انہوں نے ایسی روایات ذکر کی ہیں جن کی سند کبار حفاظ حدیث نے بیان کی ہے۔ جیسا کہ ابن حجر وغیرہ۔

حافظ ابن حجر کا اس شبہ پر جواب:

کہ وہ اسے (عمار رضی اللہ عنہ) کو جہنم کی طرف بلائیں گے سنی سلفی موقف:

ان کے شیخ نے کہا کہ جس نے بھی علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی وہ باغی ہے چاہے وہ کبار صحابہ میں شامل کیوں نہ ہو؟ اس کا مفہوم یہ ہے کہ (جہنم کی طرف دعوت دینا) دلیل ہے کہ وہ اہل نار میں سے ہیں۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''ہائے افسوس عمار! اسے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ وہ ان کو جنت کی طرف بلائیں گے مگر وہ لوگ ان (عمار) کو جہنم کی طرف بلائیں گے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ((یدعونه الی النار.)) کہ ''وہ لوگ ان کو جہنم کی

---

❶ البداية والنهاية: ٧/ ٢٣٢.
❷ فتح الباری: ١٣/ ٥٧.
❸ الفرق بين الفرق: ٥٨.
❹ صحيح بخاری، فی الفتن: ٧١٠٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف بلائیں گے'' کا جواب ذکر کرتے ہوئے کہا: اگر کہا جائے کہ عمار رضی اللہ عنہ کا قتل (صفین) میں ہوا اور وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور جن لوگوں نے ان کو قتل کیا وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے جو کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی تو پھر ان کے لیے جہنم کی دعا کرنا کیسے جائز ہو گیا؟

تو کہا: ''اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا گمان یہ تھا کہ وہ جنت کی طرف بلا رہے ہیں۔ وہ اجتہاد کرنے والے تھے اور انہوں نے اپنے ظن کی پیروی کی۔ اس میں ان پر کوئی ملامت نہ کی جائے گی۔ جنت کی طرف بلانے سے مراد اس کے سبب کی طرف بلانا ہے اور وہ امام کی اطاعت ہے۔ اسی طرح عمار انہیں علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی طرف بلا رہے تھے۔ وہ اس وقت ایسے امام تھے جن کی اطاعت واجب تھی مگر وہ لوگ ان (عمار) کو اس کے خلاف بلا رہے تھے اور وہ اس دعویٰ میں اپنی تاویل کی وجہ سے معذور تھے۔'' ان کا کلام ختم ہوا۔ ❶

حافظ رحمہ اللہ نے اس بات کی وضاحت کر دی جس کی وجہ سے حدیث کا سمجھنا مشکل ہو رہا تھا۔ یہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہے کہ ان پر جہنم کا حکم نہیں لگایا جا سکتا اور نہ ہی ان پر سب وشتم کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ حبشی اور اس کے پیروکاروں کا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمائے۔

حبشی اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے انتہائی توہین آمیز الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ منبر پر انہیں فاسق، فاجر اور ظالم کہہ کر پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے گناہ زمین سے لے کر آسمان تک بھرے پڑے ہیں۔ ❷

امام نووی رحمہ اللہ کا دو شبہات پر جواب:

پہلا شبہ: ''حبشی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا کہ وہ لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور ان کو قتل کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اس نے بطور دلیل مسلم کی روایت ذکر کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبد رب الکعبۃ نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہا: آپ کے چچا زاد بھائی معاویہ (رضی اللہ عنہ) ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم اپنے مال حرام طریقے سے کھائیں اور اپنے لوگوں کو قتل کریں تو یہ سن کر عبداللہ بن عمرو بن عاص خاموش ہو گئے اور پھر کہا: اللہ کی اطاعت میں اس کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی میں اس کی نافرمانی کرو۔'' ❸

حبشی کے لیے لازم ہے کہ وہ اس شبہ پر امام نووی رحمہ اللہ کے کلام کا مطالعہ کرے مگر وہ حسب عادت شبہ تو ذکر کرتا ہے مگر اس کے بہترین علمی جوابات چھپا لیتا ہے۔

---

❶ فتح الباری: ۱/ ۵۴۲۔ تطهير الجنان: ٦٥.

❷ الشيخ عدنان ياسين على رسالة الحبشى، مسئله اعانة الله للكافرين: ۹.

❸ صحيح مسلم: ۱۸٤٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام نووی رحمہ اللہ نے اس شبہ کا جواب یوں دیا ہے: ''یہ کلمات کہنے والے نے جب عبداللہ بن عمرو بن عاص کا کلام سنا اور انہوں نے حدیث ذکر کی جس میں پہلے خلیفہ سے تنازع کو حرام قرار دیا ہے اور یہ کہ دوسرے کو قتل کر دیا جائے تو درحقیقت یہ کلمات کہنے والے نے گمان کیا یہ وصف معاویہ رضی اللہ عنہ پر لازم آتا ہے کہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے تنازع کیا۔ جبکہ علی رضی اللہ عنہ کی بیعت پہلے کر لی گئی تھی۔ اس نے خیال کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ جو مال اپنے لشکر اور اپنے ساتھیوں پر خرچ کر رہے ہیں۔ یعنی علی رضی اللہ عنہ کے خلاف تو یہ لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانے کے مترادف ہے اور ان کو قتل کرنے جیسا ہی ہے۔ کیونکہ یہ ناحق لڑائی ہے تو ان کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی مال کا مستحق نہیں ہے۔'' [1]

یہ جواب بالکل صحیح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس اثر کو امام مسلم کتاب الامارۃ میں اس ضمن میں لائے ہیں کہ جو پہلا خلیفہ ہو اس کی بیعت کو ماننا اور اس سے وفا کرنا لازم ہے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کے ذریعے ان سے قیامت کی آفات دور فرمائے۔

دوسرا شبہ: حبشی نے مسلم کی ایک اور روایت سے دلیل پکڑی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ''اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔''

جواب: حبشی نے جان بوجھ کر اس حدیث پر اس باب کا ذکر نہیں کیا جو امام نووی رحمہ اللہ نے قائم کیا ہے:

((باب من لعنه النبی ﷺ أوسبه أدعا عليه وليس هو أهلا لذلك كان له زكاة وأجراً ورحمة .))

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے آدمی پر لعنت کرنا یا اس کے خلاف دعا کرنا جس کا وہ مستحق نہ ہو تو وہ اس آدمی کے لیے اجر اور رحمت ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ نے اس باب کے تحت جو پہلی روایت بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اے اللہ میں ایک بشر ہوں اگر میں کسی مومن بندے کو برا بھلا کہوں تو اس کو اس کے لیے اجر اور پاکی بنا۔'' ایک روایت یہ ہے: ''محمد بھی بشر ہیں انہیں بھی بشر کی طرح غصہ آتا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں اور تو ہرگز وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ میں جس مومن کو بھی برا کہوں یا اسے تکلیف دوں یا سزا دوں تو اسے قیامت کے دن کے لیے کفارہ اور اپنی قربت کا ذریعہ بنا۔'' ابواب کا علم ہونا جن کے تحت احادیث درج ہیں انسان کے فقیہ ہونے کی علامت ہے۔

اسی لیے نووی رحمہ اللہ نے کہا: معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ کہنا کہ: ''اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے'' جب انہوں نے آنے میں کچھ تاخیر کی اس کے دو جوابات ہیں:

پہلا: اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ اس کے اہل نہیں اور نہ ہی باطن میں ایسا ہے مگر ظاہری طور پر اس کے مستحق ہیں۔ ایسی

[1] شرح نووی، صحیح مسلم: ١٢/ ٤٧٦.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صورت میں نبی ﷺ شرعی امیر ہونے کی بناء پر ایسا کہنے کا حق حاصل ہے باطنی لحاظ سے ایسا نہیں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ ظاہر کے لحاظ سے حکم لگاتے تھے کیونکہ انہیں ایسا ہی حکم دیا گیا تھا۔ باطن کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

دوسرا: یہ مقصود ہی نہیں ہے۔ عربوں کا رواج ہے کہ وہ بعض دفعہ بغیر نیت اور قصد کے کلام کرتے ہیں۔ جیسے یہ مشہور بات ہے ((تربت یمینك .)) اور ((ثقلتك امك .)) ''تو خاک آلود ہو'' ''تیری ماں تجھے گم پائے'' اسی طرح آپ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے بھی فرمایا: ((لا أشبع اللّٰه بطنه .)) ان الفاظ کو استعمال کر کے بددعا دینا مراد نہیں ہوتا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ خوفزدہ ہوئے کہ کہیں میرے ادا کیے گئے ایسے الفاظ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہ ہو جائیں اسی لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اگر وہ کسی مومن کے لیے ایسے الفاظ بولیں تو کفارہ، قربت، طہارت اور اجر بن جائیں ایسی بات رسول اللہ ﷺ سے شاذ و نادر ہی صادر ہوا کرتی تھی۔ نبی ﷺ فحش گوئی اور لعن طعن سے کوسوں دور تھے اور اپنے نفس کے لیے کسی سے انتقام نہ لیتے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ قبیلہ دوس کے لیے بددعا کریں تو آپ نے فرمایا: ((اللّٰهم اهد دوسا .)) اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما، اور فرمایا: ''اے اللہ! میری قوم کو بخش دے۔ یہ میرا مرتبہ نہیں پہچانتے۔'' ❶ ابن حجر ہیتمی نے بھی ایسی بات کہی ہے۔

جب قبیلہ دوس کے متعلق آپ کے یہ خیالات ہیں جبکہ وہ کافر ہیں تو مسلمانوں کے بارے میں کیا ہوں گے؟

ابن حجر مکی کہتے ہیں: معاویہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے لیے وحی لکھا کرتے تھے وہ اس بلند مرتبہ کے مالک تھے۔ ❷

ان لوگوں کے سامنے جب یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی ہیں تو یہ کہتے ہیں ربیع بن عاص بھی کاتب وحی تھا۔ پھر وہ مرتد ہو گیا۔ یہ بات صرف جھگڑا کرنے کے لیے کہتے ہیں: ﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ بلکہ یہ جھگڑالو قوم ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی کتابت وحی کا اثر باقی رہا وہ خلفائے راشدین یعنی چاروں خلفاء کے دور میں شام کے والی رہے۔ ان کو انبیاء کے بعد سب سے بہترین افراد ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم نے شام کا والی بنایا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت درحقیقت چاروں خلفاء کی مذمت تصور ہوگی۔ جنہوں نے ان میں امانت اور امارت کی اہلیت دیکھی اور ان کو والی مقرر کیا۔

اس لیے ذہبی رحمہ اللہ نے کہا: ''تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کو عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما نے والی بنایا اور انہوں نے امارت کی ذمہ داری کو خوب نبھایا ہے، انہوں نے اپنی سخا اور بردباری سے لوگوں کو راضی کر دیا۔'' ❸

ابن حجر ہیتمی نے کہا: ''جب تو غور کرے گا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا جو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل تھے۔ جبکہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول نہیں کیا تو تجھے پتہ چل جائے گا کہ ان کا مقام بہت بلند ہے۔'' ❹

❶ شرح النووی علی المسلم: ۸/ ۳۸۷.
❷ تطهير الجنان: ۱۲.
❸ سير اعلام النبلاء: ۳/ ۱۲۳.
❹ تطهير الجنان: ۲۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اہم سوال:

اے قاری! ہم سوال کرنا چاہیں گے کہ جب تو امام نووی رحمہ اللہ اور ابن حجر رحمہ اللہ کا کلام پڑھے گا تو تیرے لیے واضح ہو جائے گا کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلاف کو ہوا دینا، اس کو لوگوں میں بیان کرنا اور اس بنیاد پر ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا اہل سنت والجماعت کا مذہب نہیں ہے۔ اگر امام نووی اور ابن حجر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتے جو حبشی کا ہے تو وہ ان آثار کی وضاحت کی ضرورت قطعاً محسوس نہ کرتے۔ ہم یہ بات کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ شیعہ کے ہاں انحراف کی ابتداء صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے سے ہوئی۔ پھر یہ لوگ کیسے کیسے انحرافات میں واقع ہو گئے۔ جیسا کہ تقیہ، متعہ، تحریف قرآن کا عقیدہ، بخاری اور مسلم کی روایات کو ردّ کرنا وغیرہ۔ ہم ان انحرافات کی بنیاد پر یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ احباش کے ہاں انحراف بڑھتے ہی جائیں گے اور امت مزید نئے فرقوں میں تقسیم ہوگی اور مسلمانوں کے مزید ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے جن کا ذکر ضروری ہے وہ شام کی مکمل فتح ہے جس میں لبنان، قبرص وغیرہ شامل ہیں۔ اگر شام ان کے ہاتھوں فتح نہ ہوتا تو آج ان پر سب و شتم کرنے والے یا تو یہودی ہوتے یا پھر عیسائی ہوتے۔ اس کے باوجود عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے ان دونوں (یہودیوں اور عیسائیوں) کو ان لوگوں سے بہتر جانا ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت (علو، بلندی) کے منکر ہیں۔ انہوں نے جہمیہ کے بارے میں فرمایا: یہ لوگ یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی برے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا ذکر (خلق افعال العباد) میں کیا ہے۔ اگر اس پر صحابہ کرام کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے، درگاہوں وقبروں پر اعتکاف کرنے، اللہ تعالیٰ کے بارے میں حیلہ سازی کا قول، اور ایسے فتاویٰ جات کا اضافہ تصور کیا جائے جو عوام کو رذائل امور اور فحاشی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ (تو ان کی گمراہی مزید واضح ہو جاتی ہے)۔

صحابہ کرام بشر ہیں اور معصوم نہیں ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے ہیں کہ: ''میں بشر ہوں اگر میں کسی مومن کو برا بھلا کہوں تو اے اللہ! اس کو اس کے لیے کفارہ اور قربت کا ذریعہ بنا۔'' اس سے واضح ہے کہ کوئی بشر بھی غصہ اور غضب سے خالی نہیں۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں تو پھر عام آدمی کا اس صفت سے متصف ہونا اولیٰ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس سے نہیں بچا سکتا۔ صحابہ کرام کے درمیان (بشر ہونے کے ناطے) اختلاف اور جھگڑے ہوئے لیکن ان کو بنیاد بنا کر بعض لوگوں نے اپنے خبیث عقائد کو پروان چڑھانے کی کوشش کی۔ یہ ہرگز جائز نہیں بلکہ ہم پر لازم ہے کہ ہم ان کے اختلافات پر خاموش رہیں کیونکہ صحابہ کرام کی پردہ پوشی کرنا عام مسلمانوں کی پردہ پوشی سے کہیں افضل ہے۔

حبشی نے دعویٰ کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کا حکم دیتے تھے کہ انہوں نے سعد بن ابی وقاص کو یہ کہتے ہوئے حکم دیا:

((ما منعك أن تسب أبا تراب.)) [1]

---

[1] صريح البيان: ١١١ـ (٢٣٧) طبعه جديدة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’ابوتراب (علی) رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے سے تجھے کس چیز نے روک رکھا ہے۔‘‘

نووی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول میں ایسی کوئی وضاحت نہیں ہے کہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا بلکہ انہوں نے اس سبب کے بارے میں دریافت کیا جس کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ گویا کہ وہ کہہ رہے ہیں۔ کیا تم تقویٰ کی وجہ سے رک گئے ہو یا خوفزدہ ہو؟ یعنی اگر تو یہ تقویٰ اور علی رضی اللہ عنہ کی عظمت کی وجہ سے ہے تو آپ صحیح بات تک پہنچے اور نیکی کرنے والے ہیں، اور اگر ایسا نہیں تو اس کا اور جواب ہے۔ شاید سعد رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے گروہ میں تھے جو علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کرتے تھے مگر سعد رضی اللہ عنہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ لیکن وہ ان کو روک نہ سکتے تھے لہٰذا انھوں نے اس کا انکار کر دیا تو انہوں نے (معاویہ رضی اللہ عنہ) سے یہ سوال کیا۔ ❶

لیکن اگر حبشی اس مغالطہ کو اپنی تحریروں اور بیانات میں ذکر کرنے سے باز نہ آئے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کا حکم دیا تھا تو پھر ایسے حوادث اور صحابہ کرام سے بھی وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ مثلاً مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سخت الفاظ استعمال کیے تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے مغیرہ کیا آپ کو علم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اموات کو برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے لہٰذا آپ علی رضی اللہ عنہ کو کیوں برا بھلا کہہ رہے ہیں؟ ❷

کیا حبشی اپنی بیان کردہ جھوٹی روایت کی بنیاد پر مغیرہ رضی اللہ عنہ کے لیے بھی دعویٰ کرے گا کہ ان پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔ اس نے روایت ذکر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی۔‘‘ ❸

کیا حبشی کا رافضیت کی طرف میلان نہیں ہے کہ وہ جھوٹی روایات کا سہارا لے کر علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنا مراد لے رہا ہے۔ اس نے یہ دعویٰ بھی کر رکھا ہے کہ جو شخص (ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما) کو گالی دے وہ کافر نہیں ہے۔ اس نے کہا: اکثر علماء کے نزدیک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینے والا کافر نہیں ہے۔ اس نے اپنے مؤقف پر دلیل ابن عابدین کی عبارت کو بنایا ہے۔ (١/ ٣٦٦) ’’کہ شیخین کو گالی دینے والے کو کافر کہنا انتہائی ضعیف قول ہے نہ ہی تو اس پر فتویٰ دیا جائے اور نہ ہی اس پر اعتماد کیا جائے۔‘‘ ❹

شاید حبشی بھول رہا ہے کہ سبکی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کر رکھا ہے کہ ابی حنیفہ رحمہ اللہ کے مطابق اور اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ اور امام طحاوی کے عقیدہ کے مطابق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دینا کفر ہے۔ ❺ اور (الفقه الأكبر) کی شرح

---

❶ شرح مسلم للنووی: ١٥/ ١٧٥.

❷ حاکم: ١/ ٣٨٥.

❸ صريح البيان: ١١٦.

❹ صريح البيان۔ ان لوگوں نے نئے طبع سے یہ عبارت حذف کر دی ہے جس کے متعلق ان کا دعویٰ کہ یہ پہلا طبع ہے۔

❺ فتاویٰ السبکی: ٢/ ٥٩٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کہا: ''کتب فتاویٰ میں یہ بات درج ہے کہ جو شخص شیخین کو گالی دے وہ کافر ہے اور جوان کی امامت کا انکار کرے وہ بھی کافر ہے۔'' ❶ یہ بات اس نے قونوی سے نقل کی ہے۔

سوال یہ ہے کہ شیخین کو گالی دینا اللہ تعالیٰ کو گالی دینا کیوں نہیں ہے؟ اس کی ایک ہی وجہ سمجھ آتی ہے اور وہ ہے رافضیوں کے طریقہ پر چلتے ہوئے صحابہ کرام اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان فرق کرنا اور کچھ بھی نہیں۔

اس سے پہلے امام مالک رحمہ اللہ کا قرآنی آیت سے استدلال گزر چکا ہے کہ رافضیہ کافر ہیں اور یہ کہ جس نے کسی بھی صحابی کے خلاف دل میں بغض رکھا اس پر مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی روشنی میں حکم لگے گا۔ ❷

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ ''کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کفار کو غضب دلائے۔'' امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا: مالک رحمہ اللہ کا فتویٰ صحیح ترین ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: اس آیت کریمہ سے مالک رحمہ اللہ نے رافضیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے جو صحابہ کرام سے بغض رکھتے ہیں۔ فرمایا: کیونکہ صحابہ کی جماعت ان رافضیوں کے لیے غصہ کا باعث ہے۔ جو صحابہ کرام کی جماعت سے غصہ میں آئے وہ کافر ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے ان کی موافقت کی ہے۔

ابن حجر ہیتمی مکی نے ابن کثیر کے موافق بات کی اور مزید فرمایا: یہ بہترین دلیل ہے اور آیت کریمہ کا ظاہر اس کی تائید کرتا ہے۔ شافعی رحمہ اللہ نے بھی ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ لگانے میں ان کی موافقت کی ہے۔ اسی طرح آئمہ کی ایک جماعت بھی ان کے موافق ہے۔ ❸

کتاب (صریح البیان) تشیع کی سیڑھی ہے:

کتاب میں یہ فصل اہم ترین ہے اس میں حبشی کی حقیقت آشکار ہوگئی ہے اور شیعہ مذہب کی طرف اس کا میلان بیان کیا گیا ہے۔ یقیناً صحابہ کرام کے باہمی اختلاف کو بیان کرنا اہل سنت والجماعت کا طریقہ نہیں ہے۔ یہ شیعوں کی عادت اور ان کا منہج ہے۔ وہ لوگ صحابہ کرام کے واضح ہوا اختلافات کے بارے میں نہ پہلے خاموش رہے اور نہ ہی آئندہ خاموش ہوں گے۔ حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے اور جو کوئی ان کے راستے پر چلے گا وہ انھیں کی طرح ہے۔

حبشی کا طریقہ واردات یہی ہے کہ وہ ضعیف، موضوع اور من گھڑت روایات ذکر کرتا ہے۔ تاکہ وہ شیعوں کے ہاں مقبول ترین قرار پا سکے اور یہ وقت ان لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے بہترین ہے، جیسا کہ واضح ہے۔

اس نے دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے

❶ الفقه الأكبر: ١٢٨ ـ ١٣٥.

❷ الحلية: ٦/ ١٢٧.

❸ احکام القرآن: ١٦/ ١٩٥ ـ اب کثیر: ٤/ ٢٠٤ ـ البغوی: ٧/ ٢٣٨ ـ الصواعق المحرقه: ٣١٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی۔'' ❶ یہ روایت ضعیف ترین ہے، اس کی سند میں ابو اسحاق السبیعی ہے جس کو آخری عمر میں اختلاط ہو گیا تھا۔ ❷ اس پر حافظ نے دلیل قائم کی ہے۔ اے حبشی! تمہارا کہنا تو یہ ہے کہ علم وہاں سے لو جہاں سے حافظ نے لیا۔

حبشی نے اس ضعیف ترین روایت کی بنیاد پر دعویٰ کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ خطباء کو علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کا حکم دیتے تھے۔ اس لحاظ سے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کو بھی گالی دیتے ہیں۔ جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے پر حبشی نے دعویٰ کیا ہے۔

حبشی نے اس مسئلہ میں شیعہ کی بیان کردہ بہت سی روایات کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے جس کی تفصیل ہم بیان کریں گے کیونکہ یہ علمی امانت ہے۔

روایات التشیع:

علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف سے متعلقہ روایات کے بارے میں حبشی کا منہج سچ اور جھوٹ کو جمع کرنا ہے۔ وہ اس موضوع پر شیعہ کی بیان کردہ ضعیف ترین اور جھوٹی روایات کو جمع کرتا ہے۔ وہ درحقیقت ''مروج الذهب'' کے مؤلف المسعودی سے روایات لیتا ہے جو کہ شیعہ ہے۔ ❸ حافظ نے کہا: اس کی کتب بے کار ہیں اور یہ شیعہ معتزلی تھا۔ ❹ انہوں نے اس کے صحابہ کرام پر الزامات، طعن و تشیع اور سب و شتم کا ذکر کیا ہے۔ اس کے باوجود حبشی کے ہاں کوئی ممانعت نہیں کہ وہ تشیع اور اعتزال جمع کر لینے والے سے روایات لیتا ہے۔

حبشی (تاریخ الطبری) پر اعتماد کرتا ہے جو کہ ایک عظیم کتاب ہے۔ لیکن اختلافِ صحابہ کی تاریخ میں وہ واقدی، ابی مخنف، سیف بن عمر اور ہشام کلبی کی کتب پر اعتماد کرتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حبشی جس علم کی تبلیغ کر رہا ہے وہ ان کذاب لوگوں کی بیان کردہ روایات سے اخذ کیا گیا ہے اور وہ لوگوں کے جھوٹ اور افتراء بازیوں پر اعتماد کرتا ہے۔

اس نے تاریخ طبری سے بھی وہ روایات ذکر کی ہیں جو من گھڑت اور ضعیف ترین ہیں۔ جو ایسے رواۃ سے منقول ہیں جن سے کوثری نے روایات نہ لینے کی ہر اس شخص کو تنبیہ کی ہے جو تاریخ اسلام کے متعلق کچھ لکھ رہا ہو۔ کوثری نے یہ بھی وضاحت کی کہ خود طبری نے بھی تنبیہ کی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں بغیر تحقیق کے روایات کو جمع کیا ہے۔ اس نے مذکورہ تاریخ کے مقدمہ (۱/۸) میں کہا: میں نے اپنی کتاب میں جو کچھ ذکر کیا ہے وہ بعض ایسے پہلے لوگوں سے ہے جن کو پڑھنے والے اس کا انکار کرتے ہیں اور سننے والے اچھا نہیں جانتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے ہم تک ایسی باتیں نقل کی ہیں جبکہ ہم نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا ہے۔ ممکن ہے اس میں کچھ باتیں صحیح نہ ہوں مگر ہم تک

❶ صريح البيان: ١١٦.

❷ تقريب التهذيب: ٤٢٣.

❸ صريح البيان: ٩٣.

❹ لسان الميزان: ٤/ ٢٥٦۔ ترجمہ نمبر: ٥٧٩٧۔ سير اعلام النبلاء: ١٥/ ٥٦٩۔ طبقات السبكى: ٣/ ٤٥٦۔ أعيان الشيعه: ٤١/ ٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس طرح یہ روایات پہنچی ہیں ہم نے اسی طرح آگے بیان کر دی ہیں۔ ❶

اس کے بعد ایسے لوگ آئے جن کے دِلوں میں بیماری ہے وہ اس کمزوری سے خوب فائدہ اُٹھاتے ہیں کہ اس طرح کی ضعیف ترین روایات کو جمع کر کے لوگوں کے دل و دماغ میں زہر بھرتے رہتے ہیں۔

اس نے اپنی کتاب کے صفحہ (۱۰۲) پر شیعہ کی بیان کردہ ایسی روایات جمع کی ہیں جو لوط بن یحییٰ (ابومخنف) کی بیان کردہ ہیں جو کہ ایک کذاب راوی ہے۔ اس میں ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ جب تم عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر قابو پا لو تو اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ ❷ کیونکہ اس نے دنیا کی حلاوت محسوس کر لی ہے اور اب وہ حکومت کا حصول چاہتا ہے اور زمین میں سرداری کا خواہاں ہے۔ یہ خون عثمان کا رونا روتا ہے مگر اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ اس کے دل میں اللہ کا ڈر اور تقویٰ نہیں ہے، اور کہا وہ (معاویہ) ایک ظالم بادشاہ ہے جس نے اپنے پیروکاروں کو دھوکہ دینے کے لیے کہا ہے۔ ہمارے امام مظلومیت کے ساتھ شہید ہو گئے......'' ❸

اس جھوٹ اور فریب کاری کا ردّ جوینی نے یہ کہہ کر کیا ہے: ''اگرچہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے علی (رضی اللہ عنہ) سے لڑائی کی مگر انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا نہ ہی تو انکار کیا ہے اور نہ ہی اپنے امام بننے کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ فقط عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو پکڑنا چاہتے تھے اور اس مطالبہ میں وہ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے تھے۔ اگرچہ وہ غلطی پر تھے۔ جبکہ علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔'' ❹

حبشی جس سے روایات بیان کرتا ہے وہ ابومخنف لوط بن یحییٰ کوفی ہے۔ اس کے بارے میں ابن عدی نے کہا: یہ غالی شیعہ ہے۔ یہ ایسی روایات بیان کرتا ہے جن کا ذکر نا مناسب ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: جھوٹی خبریں دینے والا اس پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔ ابوحاتم الرازی نے کہا: یہ ثقہ نہیں یہ متروک الحدیث ہے۔ (الجرح والتعدیل)۔ ❺

لیکن حبشی نے اس راوی کی روایات کو ترک نہیں کیا بلکہ وہ اپنے باطنی تشیع کی تبلیغ کے لیے اس کے ساتھ چمٹ گیا اور اس نے اس کی روایات کو ایک خوبصورت تھال میں زہر آلود بنا کر امت کو پیش کیا۔ یہ شخص لوگوں کے عقائد کے بارے میں کیسے امین ہو سکتا ہے؟

ابن الجوزی نے کہا: ''رافضیوں کی قوم نے انتہائی تعصب کا مظاہرہ کیا اور انہوں نے ان (معاویہ رضی اللہ عنہ) کی مذمت میں کئی احادیث وضع کر لیں۔'' ❻

---

❶ مقالات الكوثری: ٥٢٤ ـ ٥٢٩.

❷ صريح البيان: ٩٦، ٩٧، ٩٩، ١٠٠، ١٠٣.

❸ صريح البيان: ١٠٢. ❹ لمع الأدلة: ١١٥.

❺ الكامل فی الضعفاء: ٦/ ٩٣ـ ميزان الاعتدال: ٣/ ٤١٩ـ لسان الميزان: ٥٨٤.

❻ الموضوعات لإبن الجوزی: ٢/ ١٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں: حبشی نے ان روایات کو مشہور کیا۔

یہ حقیقت ہے، حبشی کے پیروکار لوگوں سے کہتے ہیں: ''دیکھو تم اپنا دین کن لوگوں سے حاصل کر رہے ہو؟'' یہ اپنے تئیں لوگوں کو گمراہ آئمہ سے بچانے کی جستجو میں لگے ہیں جبکہ وہ خود اپنی ہی بات پر غور کرنے کے لیے تیار نہیں کہ وہ کس سے دین حاصل کر رہے ہیں؟ وہ ان روایات کی تحقیق کی قطعاً کوشش نہیں کرتے جو ان کو حبشی شیعہ، معتزلہ اور جہمیہ سے من گھڑت طریقوں سے بیان کرتا رہتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے سینے حق کے ساتھ منور کرے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت نصیب فرمائے۔

وہ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۰۵) پر کہتا ہے: بحیر خالد سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے کہا: مقدام بن معدیکرب ایک وفد کی شکل میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے...... یہ لمبی روایت ہے جس میں ہے کہ: ''معاویہ (رضی اللہ عنہ) ریشمی لباس زیب تن کرتے تھے اور اپنے گھر میں درندوں اور چیتوں کے چمڑے سے بنائے گئے بستر پر لیٹتے تھے۔ مقدام نے اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تنبیہ کی تو انہوں نے کہا: مجھے علم ہے کہ میں تجھ سے نجات نہیں پا سکتا۔ حبشی نے اس حدیث کی سند حذف کر دی۔ اس نے بحیر سے سند کو شروع کیا تا کہ تدلیس کا معاملہ واضح نہ ہو سکے۔ بحیر سے جو راوی بیان کرتا ہے اس کا نام بقیہ ہے۔ یہ مدلس راوی ہے جو صیغہ (عنعنہ) سے روایات بیان کرتا ہے اور اس کے بارے میں کہا گیا ہے۔ بقیہ کی احادیث قابل اعتماد نہیں ان سے بچ کر رہو۔ بقیہ کی وہ روایات قابل قبول ہیں جن میں تدلیس نہ ہو۔

یہ روایت ابوداؤد میں (۴۱۳۱) ہے مگر ضعیف ہے۔ لہٰذا اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ جہاں بقیہ نے تحدیث کی وضاحت کی ہے۔ جیسا کہ مسند احمد وغیرہ میں ہے (۱۳۲/۴) وہاں پر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا جھوٹا قصہ نہیں ہے۔ یہ لوگ کیسے دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا شیخ خادم الحدیث ہے جبکہ وہ ہر سچی جھوٹی روایت بیان کرتا ہے اور فقط صحیح روایات کا اہتمام نہیں کرتا۔ اس کا تمام تر اعتماد شیعہ، مدلسین، ضعیف اور منکر راویوں پر ہے؟

اس نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۰۱) میں کہا: بیہقی نے ابوبکرہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''خلافت تیس سال رہے گی پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا بادشاہت عطا کرے گا۔'' معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم بادشاہت پر راضی ہیں۔ اس روایت کی سند میں علی بن زید راوی ہے جو ضعیف ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں اس کی وضاحت کی ہے (۴۰۱) امام نسائی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام احمد نے فرمایا: ''اس پر اعتماد نہیں۔'' [1] یاد رہے خلافت کے متعلق حدیث دوسری اسناد سے صحیح ثابت ہے مگر اس میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول کی زیادتی ثابت نہیں ہے۔

اس کے باوجود کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی مگر اس سے ان پر ابدی

[1] الکامل فی الضعفاء: ۵/ ۱۹۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دائمی باغی ہونے کا الزام لگانا قطعاً درست نہیں ہے اور نہ ہی اس کو بنیاد بنا کر منبروں پر ان کو گالی دینا جائز ہے یہ تو رافضیوں کا طریقہ کار ہے اوران کے منصوبوں کی تکمیل ہے۔ یہ انداز ان کی قربت اوران سے تشبیہ ہے۔ رافضیوں کے منبروں سے ہمیشہ معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع ہوتی ہے اوران کو سب وشتم کا نشانہ بنایا جاتا ہے چاہے کوئی مناسبت ہو یا نہ ہو، یہ لوگ ان کو گالیاں دیتے ہیں اوران پر سب وشتم کا نشانہ کرتے ہیں جن کا مؤقف معاویہ رضی اللہ عنہ والا تھا۔ اس میں سب سے پہلا نام ان کے ہاں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

تحقیق:

بغاوت قتل عمد سے مختلف ہے۔ کیونکہ یہ ایسی بغاوت ہے جس میں شبہ ہے۔ ابن ہمام نے اپنی کتاب (المسایرۃ) میں کہا: بہت سے علماء کا خیال ہے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ باغی نہ تھے بلکہ وہ ظالم، قاتل اور سرکش تھے۔ [1]

جس نے عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کی صحابیت کا انکار کیا وہ کافر نہیں ہے:

حبشی نے کہا: جس نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کے انکار کا عقیدہ دل میں رکھا اور کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تو اس کا کافر کہا جائے گا۔ مگر جس نے عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کی صحابیت کا انکار کیا تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت قرآن مجید کی نص سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ (التوبة: ٤٠)

''اور جب وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھی (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے تھے غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔''

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ میں (الصاحب......ساتھی) سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جس نے اس میں شک کیا یا اس آیت کی تفسیر کسی اور صحابی کے نام سے کی تو اس نے کفر کیا۔ کیونکہ یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش ہوگی۔ یہ دین کی عمارت کو گرانے کے مترادف ہے۔ قرآن مجید نے ان کی تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ﴾ (التوبة: ١٠٠) [2]

''اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے لوگ۔''

غور کرنے والا اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ حبشی اجماع کو دلیل بنا رہا ہے آیت کریمہ کو نہیں۔ اگر اس نے اجماع کو دلیل بنایا ہے تو امت کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ عمر، عثمان، علی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے اس قول کے تحت

---

[1] اتحاف السادة المتقين: ٢/ ٢٢٥.

[2] بغية الطالب: ٣٢- طبع جديد: ٤٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داخل ہیں:

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ﴾ (التوبة: ١١٧)

''بلاشبہ یقیناً اللہ نے نبی پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی اور مہاجرین وانصار پر بھی۔''

حبشی اس شخص پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتا جو اس مسئلہ میں اجماع کا انکار کرے؟

پھر اس اجماع سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ جو شخص فقط ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے بس وہی کافر ہے بلکہ ابن حجر ہیتمی نے ذکر کیا ہے کہ بعض اہل علم نے اس قول کو اختیار کیا ہے جو کسی بھی صحابی کی صحابیت کا انکار کرے جس کی صحبت معروف ہے تو وہ کافر ہے۔ ❶

حبشی کے ہاں افعال العباد:

حبشی کا خیال ہے کہ انسان بس افعال سرانجام دیتا ہے مگر اس میں اس کی مرضی کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ حبشی کا کہنا ہے: ((لا دخل لمشيئة العبد الا ❷ في الكسب .)) اس کے نزدیک تمام کے تمام افعال اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اور انسان کی قدرت کی تاثیر کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ اس نے اس قول کو بار بار دہرایا ہے۔ ''اگر انسان کا فعل اس کی قدرت کے ساتھ ہوتا......'' ❸ پھر کہا: مکلّف (انسان) پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خیر اور شر (اچھی بری) تقدیر میں راضی رہے۔ تمام گناہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی مقتضیات سے ہیں۔ ❹

اس کے قول کے مطابق جائز ہے کہ جب کسی بندے سے اس کے گناہ کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے تو وہ کہہ دے: ''یہ اللہ نے مقدر میں کیا تھا اور جو اس نے چاہا کیا۔ تاکہ وہ اپنے آپ سے ملامت کو دور کر سکے کیونکہ جو کام اس کے لیے اللہ نے مقدر کیا اس کو تسلیم کرنا واجب ہے۔

اس طرح ہر فعل اللہ تعالیٰ کا ہے بندے کا نہیں، اور ہر مرضی اللہ تعالیٰ کی ہے بندے کی نہیں۔ کیا حبشی اور اشاعرہ آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے مناظرے کو دلیل نہیں بناتے اور اس سے یہ مفہوم مراد لیتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے قدر (تقدیر)

---

❶ الإعلام بقواطع الإسلام: ٤٨.

❷ میری دو کتابوں (الحبشی، الشبهات) میں لفظ (الا) غلطی سے ساقط ہوگیا۔ احباش نے اس غلطی کو بہت اچھالا مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر احباش غور کرتے تو حرف استثناء (الا) کا موجود ہونا اس کے ساقط ہونے سے زیادہ برا ہے۔ کیونکہ یہ تاکید اور حصر کا فائدہ دیتا ہے کہ انسان کا اس کے فعل سے کوئی واسطہ نہیں سوائے فعل کے سرانجام دینے کے کہ وہ اللہ سے ہی کسب ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی برأت کا اعلان کرتا ہوں کہ میں تحریف سے کام لوں جس کا شور احباش کر رہے ہیں۔ یہ ایسی گواہی ہے کہ جس کے ساتھ میں قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گا۔

❸ الدليل القويم: ٩١.

❹ بغية الطالب: ٢٧٠۔ الدليل القويم: ٨٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بنیاد پر موسیٰ علیہ السلام کے خلاف دلیل پکڑی ہے۔ ❶

اس پر شیخ زادہ حنفی ماتریدی نے یہ کہہ کر ردّ کیا ہے: یہ کہنا ممکن نہیں کہ کفر اور معاصی اللہ تعالیٰ کی قضا سے ہوتے ہیں۔ کیونکہ قضا پر راضی ہونا واجب ہے۔ اس لحاظ سے کفر پر راضی ہونا واجب ہوگا اور کفر پر راضی ہونا کفر ہی کہلائے گا۔ ❷

جب اشاعرہ کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں کی دلیل تقدیر کو نہیں بنا سکتا تو پھر یہ آدم علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام کو خاموش کرا دینے کو کیوں دلیل بنا رہے ہیں، اور انسان کے اچھے اور برے افعال کی بحث میں اس حدیث کو بطورِ دلیل کیوں پیش کر رہے ہیں؟

کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۝﴾ (الصافات: ٩٦) ''اللہ نے تم کو پیدا کیا اور جو تم عمل کرتے ہو۔'' سے غلط دلیل نہیں پکڑتے؟

یہ ایسا ہی استدلال ہے جیسا مشرکین اس آیت کریمہ سے لیتے ہیں:

﴿سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا﴾ (الأنعام: ١٤٨)

''عنقریب شرک کرنے والے کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے۔''

بتائیے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی قوم کو کیا کہا تھا۔ اگر اللہ نہ چاہتا تو تم شرک نہ کرتے کیونکہ تمہارے افعال اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں؟ اور آپ کی قوم کے لوگ اس موقف کو دلیل بناتے ہوئے کہتے ہیں: آپ اس چیز کو ہمارے خلاف دلیل کیوں بنا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان پیدا کر دی؟ پہلی آیت کریمہ ان کے قول کے معانی واضح کر رہی ہے۔

﴿قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۝﴾ (الصافات: ٩٥ ـ ٩٦)

''یعنی تم لوگ اور وہ بت جو تم نے پتھروں سے بنائے ہیں دونوں مخلوق ہیں۔''

اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ حبشی افعال العباد کو ان امراض سے تشبیہ دے رہا ہے جو انسان کو پہنچتی ہیں۔ ❸ حالانکہ دونوں میں فرق کرنا واجب ہے ورنہ جس نے لوگوں کے اعمال کو امراض سے ملانے کی کوشش کی تو وہ فقط (جبری) ہے۔

---

❶ آدم علیہ السلام کے دلیل پکڑنے کا سبب یہ ہے کہ ان کا جنت سے نکلنا اور زمین پر نازل ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا۔ اس سے قبل کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا جو کچھ ان سے سرزد ہونے والا ہے۔ اسی لیے موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے پوچھا: ((لماذا أخرجتنا.)) آپ نے ہم کو جنت سے کیوں نکالا؟ یہ نہیں پوچھا تھا کہ آپ نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کیوں کی؟ یا اللہ کی نافرمانی کیوں کی؟ کیونکہ آدم علیہ السلام نے اس گناہ سے توبہ کر لی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا تھا۔ ملامت معصیت (نافرمانی) پر واقع ہونے والی ہے، اور یہ مقدر ہے تو آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو خاموش کرا دیا۔ اگر یہ معصیت پر ہو تو یہ اس وقت فائدہ مند ہے۔ جب اس کو وقوع کے بعد دلیل بنایا جائے اور یہ توبہ اور ترک کے بعد ہو۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام نے کیا۔ بخلاف اس کے جس کو یہ لوگ گناہ کی دلیل بنا رہے ہیں اور دلیل یہ دے رہے ہیں۔

❷ نظم الفرائد: ١٠ ـ الإعلام بقواطع الإسلام: ٦٦.

❸ الدليل القويم: ١٣٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے ابن حزم رحمہ اللہ نے ان امراض پر جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے مقدر کر دیں اور گناہوں پر راضی ہونے میں فرق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصائب اور امراض پر راضی رہنا چاہیے جبکہ گناہ پر راضی نہیں ہونا چاہیے۔ [1]

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس پر انسان کو ملامت کی جا سکتی ہو۔ وہ انسانی افعال میں شامل ہے اور جس پر اسے کسی قسم کی ملامت نہ کی جا سکتی ہو وہ اللہ تعالیٰ کے افعال ہیں۔ بروز قیامت اللہ تعالیٰ بندے سے پوچھے گا کہ تو نے کفر کیوں کیا؟ مگر یہ نہیں پوچھے گا کہ تو بیمار کیوں ہوا؟ کیونکہ جہاں انسان مجبور ہو وہاں اس کو ملامت کرنا جائز نہیں ہے۔ بخلاف اس انسان کو جو قادر ہو اور اختیار رکھتا ہو۔ تو ملامت بھی فقط اسے ہی کی جا سکتی ہے۔

کافر کے کفر پر (اللہ تعالیٰ کی مدد) کا مسئلہ:

حبشی کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو اس کے کفر پر مجبور کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا تو کافر کو کفر کرنے کی طاقت کبھی نصیب نہ ہوتی۔ [2] یہ جہمیوں کا مؤقف ہے۔

بغدادی نے ذکر کیا ہے کہ جہم بن صفوان تمام استطاعات (قدرتوں) کا انکار کرتا تھا۔ [3]

اشعری نے کہا: ''معتزلہ میں سے عباد کہا کرتا تھا: کافر کو کفر پر اللہ تعالیٰ نے ہی مضبوط کیا ہے اور اس کے مقدر میں کیا ہے۔'' [4] احباش بھی عین یہی بات کہتے ہیں، وہ اپنے شیخ کے قول (الإعـــــانة) کی قدرت اور تمکین سے تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ایمان اور کفر دونوں پر مدد کرتا ہے۔'' [5]

یہ دعویٰ درحقیقت کفار کو اسلام کی دعوت دینے میں رکاوٹ اور مانع ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس چیز پر کسی کی مدد کرے اس کی مخالف چیز پر ہم اس کی مدد کیسے کر سکتے ہیں؟ لہٰذا جب کافر ایمان لانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی کفر پر مدد کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایمان لانے پر اس کی مدد نہیں کر سکتے۔ پھر ان لوگوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا جو پہلے کافر تھے، اور جب انہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا تو کیا یہ نتیجہ نہیں ہوگا کہ ان کے ایمان لانے میں مخلوق کی مدد ان کے کفر پر خالق کی مدد پر غالب آ گئی؟

یہ اضطراری حالت جس کا وہ دعویٰ کر رہا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کرنے میں ان لوگوں کی بے باکی اس وقت اور بڑھ گئی جب ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے کہ وہ مطیع اور فرماں بردار بندے کو سزا دے جبکہ اپنے نافرمان بندے کو ثواب دے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ایسا

---

[1] الفصل فی الملل والنحل: ۳/ ۹۲.

[2] النهج السليم شرح الصراط المستقيم: ٦٧۔ صريح البيان: ٤٣.

[3] الفرق بين الفرق: ١٩٩۔ الملل والنحل: ١١٠.

[4] مقالات اسلاميين: ٢٣٩.

[5] مجلة منار الهدىٰ: ٢٥/ ٥٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہا تو یہ ہرگز ظلم نہ ہوگا۔ دراصل انہوں نے ظلم کہ وہ معنی مراد لیے ہیں جو عربوں کی زبان کے بالکل خلاف ہیں۔ انہوں نے کہا: ظلم سے مراد کسی دوسرے کی ملکیت میں تصرف کرنا ہے۔ یہ تعریف باطل ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے خلاف ہے:

﴿وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّ لَا هَضْمًا﴾ (طٰهٰ: ۱۱۲)

''اور جو نیک عمل کرے اور ایمان دار بھی ہو تو نہ اسے بے انصافی کا کھٹکا ہوگا نہ حق تلفی کا۔''

اور اسی طرح تو دیکھے گا کہ ان کی خود ساختہ اصطلاحات سے ایسی مشکل پیدا ہو رہی ہے جو قرآن مجید کی لغت کے بھی بالکل برعکس ہے۔ جیسا کہ انہوں نے لفظ تاویل کے بارے میں دعویٰ کر رکھا ہے۔

قرآن مجید کی معنوی اصطلاحات کے خلاف حبشی کی تفسیر کا نمونہ یہ ہے کہ اس نے کلمہ (اختیار العبد) کی تشریح کرتے ہوئے کہا: جو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں بندے پر فعل لکھ دیا ہے، یہ اس کے نزدیک (اختیار) کے معنی ہیں۔ اسی نے لفظ مشیت کی تفسیر تخصیص سے کی ہے۔ لہٰذا ہمارا یہ کہنا (شاء الله أن نعصى) یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں نافرمانی کے ساتھ خاص کیا۔ اس بات کی وضاحت اس کے متبعین میں سے کسی نے اس مثال کے ساتھ کی ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بعض رنگوں کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔ کسی کو سفید، کسی کو گندمی اور کسی کو کالا تو اسی طرح ہم کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایمان کے ساتھ خاص کر دیا، اور فلاں کو کفر کے ساتھ خاص کر دیا۔ حبشی نے اس کی تائید کی ہے۔ ﴿کیسٹ نمبر: 2......سائیڈ نمبر: 2﴾ اسی طرح ان لوگوں نے امراض کو بندوں کے اعمال سے تشبیہ دی ہے کہ جیسے امراض اللہ کی طرف سے ہیں ایسے انسان کے افعال بھی اللہ کی طرف سے ہیں۔ اس خود ساختہ عقیدہ کی انتہاء جبر اور جہم مذہب ہے۔

ان کے ہاں اللہ کی قدرت کی حد بندی:

اس کے باوجود حبشی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر نہیں، اور اگر وہ ظلم کا ارادہ کرے تو وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتا یہ معتزلہ کا قول ہے ان کا دعویٰ ہے کہ جو کچھ کتاب اللہ میں ہے وہ ان لوگوں کے عقیدے کو فاسد کرنے کے لیے کافی ہے۔ انہوں نے کہا: اس سے یہ واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ جس نے کہا اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے۔ مگر وہ ظلم نہیں کرتا تو یہ قول فاسد ہے کیونکہ یہ کہنا ناممکن ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ظلم پر قدرت مخلوق سے تصور کی جاتی ہے۔ ان کے شیخ نے وضاحت کی کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غالب اشیاء پر قادر ہے (اظهار العقيده: ٤٠) اور یہ کہنا کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ مجاز ہے حقیقت نہیں یہ اس لیے ہے کہ وہ اس کو ظلم کے فعل کی قدرت سے خارج کر سکیں، انہوں نے اس عموم کو خارج کیا جو اس آیت کریمہ سے سمجھ آتا ہے۔ (عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ غالب اشیاء پر قادر ہے۔ یہ معتزلہ کے موافق موقف ہے جنھوں نے اس آیت کریمہ کے عموم سے اس کو خارج کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (الزمر: ٦٢) لہٰذا ان کے نزدیک معنی یہ ہوا کہ وہ غالب اشیاء کا خالق ہے۔

پھر حبشی کا شاگرد حسب عادت پریشان ہوا اور اس نے کہا امت اسلامیہ اس شخص کے کفر پر متفق ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی قدرت کی نسبت کرتا ہے اور اس شخص کے کفر پر بھی متفق ہے۔ جو یہ کہے کہ اللہ ظلم پہ قادر ہے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتا۔ ❶

ابن حجر مکی نے اس کے موقف کا رد کیا ہے اور (الاربعین النوویہ) کی شرح میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام قرار دے دیا ہے) کہا کہ: بعض لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے شک میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا یعنی اپنے آپ سے تنزیہ (پاکی) بیان کی ان کی جرأت پر تعجب ہوتا ہے جنہوں نے یہ عبارت استعمال کی کہ علماء کا اتفاق ہے یا علماء کا اجماع ہے۔

یہ قول نظام کا ہے جو معتزلہ میں سے ہے۔ جیسا کہ مقالات ابوالحسن ابن فورک صفحہ نمبر: ۱۴۸ میں ہے۔ اس نے کہا: نظام کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ صفت بیان کرنا کہ وہ ظلم پر قدرت رکھتا ہے، صحیح نہیں۔ جیسا کہ (مقالات الاسلامیین) ابی الحسن اشعری صفحہ: ۵۵۵ پہ ہے۔

انہوں نے اپنے شیخ اشعری کے اس قول پر توجہ نہیں دی۔ جو اس نے ابو ہذیل معتزلی کا تضاد ذکر کرنے کے لیے بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا کہنا یہ ہے کہ جب بھی اس کی یہ صفت بیان کی جائے کہ وہ اپنے بندوں کے لیے کسب خلق کرنے پر قادر ہے تو وہ ان کو اس کی طرف مجبور کرنے پر بھی قادر ہے۔ لہٰذا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ظلم پر مجبور کرے۔ اس نے مزید کہا: بعض متکلمین کا کہنا ہے اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ ظلم کرے یا اس کے خلاف کرے، سچی بات کرے یا اس کے خلاف کرے۔ اگر کہنے والا یہ کہے کیا تمہارے پاس ایسی امان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے؟ تو ہم کہیں گے۔ ہاں اس کی حکمت سے ظاہر ہے کہ وہ ظلم زیادتی اور جھوٹ سے پاک ہے۔ ❷ اشعری نے یہ بات واضح کی کہ ظلم کے فعل سے ممانعت کی وجہ اللہ کی حکمت ہے اس کا عاجز آ جانا نہیں۔

انہوں نے اس حدیث کی تاویل کی ہے کہ: (میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا ہے۔) کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس پر قادر نہیں ہے مگر ان کی یہ تاویل اسی حدیث سے باطل ہو جاتی ہے۔ (اس میں ہے میں نے ظلم کو تمہارے درمیان بھی حرام قرار دے دیا ہے۔) یہ جملہ پہلے جملہ پر عطف ہے۔ اگر اس کے معنی یہی مراد لیے جائیں کہ ظلم ناممکن ہے تو پھر لوگوں کے درمیان بھی ناممکن ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف ظلم کو ترک کرنے کے ساتھ کی ہے۔ حالانکہ اس کے پاس قدرت ہے۔ ظلم کو اس حال

---

❶ مجلة منار الهدیٰ: ٢٣/ ٢٩.

❷ مقالات الإسلاميين: ٥٥٢ ـ ٥٥٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ترک کرنا کہ اس کی قدرت اور طاقت موجود ہو۔ یہ اس سے کہیں زیادہ قابل تعریف ہے کہ اس کی قدرت ہی نہ ہو اور اس سے عاجزی ہو۔ جیسا کہ زنا کو پاکدامنی اختیار کرنے کے لیے ترک کرنا تعریف کے قابل ہے۔ بمقابل اس شخص کے جو خصی ہو یا قوت مردانگی سے محروم ہو۔ جیسا کہ قدرت ہونے کے باوجود معاف کر دینا یہ بہترین وصف ہے۔ اس حالت سے کہ انسان کے پاس بدلہ لینے کی طاقت ہی نہ ہو۔

اگر کوئی نابینا شخص عورتوں کو نہیں دیکھتا تو اس میں تعریف کی کیا بات ہے کیونکہ وہ ایسا کرنے سے عاجز ہے اور اس کے لیے ممکن ہی نہیں ہے؟ تعریف کے قابل تو وہ ہے جو دیکھ سکتا ہے مگر اس کے باوجود عورتوں کی طرف نظر نہیں اُٹھاتا۔

اگر کوئی نابینا شخص نابینا اشخاص کی جماعت کو یہ کہے کہ عورتوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ لہٰذا تم عورتوں کو نہ دیکھو تو سننے والا تعجب کرے گا کہ یہ ان لوگوں کو ایسے کیوں کہہ رہا ہے جو دیکھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے؟ اسی طرح طاقت ہونے کے باوجود ظلم کو ترک کر دینے والا اس سے کہیں بہتر ہے جو ظلم کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ بندے کی نسبت یہ کمال بدرجہ اولیٰ رکھتے ہیں۔

ہم تو یہ تمنا رکھتے ہیں کہ وہ اشعریہ کے اس (کسب) والے نظریے سے رجوع کرے۔ اگر وہ واقعتاً اللہ تعالیٰ کو ظلم سے پاک سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ کی طرف ظلم کی نسبت ہے جو اپنے مفہوم میں جبر کی طرف لوٹتی ہے۔ جیسا کہ جہم بن صفوان کا نظریہ ہے۔ اس کی گواہی بہت سے اہل علم اور اہل نظر دے چکے ہیں۔ حتیٰ کہ اشاعرہ میں سے بھی بہت سے لوگ اس کے گواہ ہیں۔

حبشی کے اقوال کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ افعال میں بندے کی مشیت کا کوئی دخل نہیں۔ مگر صرف اتنا کہ وہ کام سرانجام دینے والا ہے۔

۲۔ بندے کے کفر سے متعلقہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا مطلب اس کے ساتھ اس کی تخصیص ہے، اور مومن کی تخصیص فقط ایمان کے ساتھ ہے۔ اس کے شاگرد عبدالقادر فاکہانی نے اس کے سامنے یہ مثال بیان کی کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رنگوں کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔ جیسا کہ بعض بندے کالے رنگ کے ساتھ، بعض سفید کے ساتھ اور بعض گندمی کے ساتھ خاص ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جس کے لیے ایمان پسند کیا اسے ایمان کے ساتھ خاص کر دیا اور جس کے لیے کفر پسند کیا اس کو کفر کے ساتھ خاص کر دیا۔ [1]

اے قاری! اگر تو غور کرے تو دیکھے گا کہ یہ محض جبر ہے۔ کیونکہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ان کے اعمال کے متعلق تو پوچھے گا مگر ان کے رنگوں کے متعلق نہیں پوچھے گا۔ کیونکہ رنگ ان کے اختیار میں نہیں ہیں۔

۳۔ افعال کے سرانجام دینے میں انسان کی قدرت کی کوئی تاثیر نہیں وہ فقط کام کرتا ہے۔

[1] کیسٹ، حبشی: ۲/ ۱۲۰ ـ ۱۴۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۔ بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کی قضاء اور قدر سے ہیں، اور اس کی قضاء پر راضی ہونا واجب ہے۔

۵۔ کافر کفر پر قادر نہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے۔

یہ تمام اقوال جبریہ کے مذہب سے مختلف نہیں۔ جو بندوں کی مشیت اور افعال کو مجازی کہتے ہیں، اور ان کا دعویٰ ہے کہ حقیقی فاعل اللہ ہے۔ حافظ نے کہا جہم بن صفوان کہتا ہے فعل کی نسبت بندے کی طرف مجازی ہے۔ ❶

لہٰذا اشاعرہ کا افعال العباد کو ثابت کرنا حقیقی اثبات نہیں۔ کیونکہ انہوں نے ان کو اللہ تعالیٰ کے مفعولات بنایا ہے، اور یہ بات واضح ہے کہ مفعولات خود قائم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان امور کو متصف کرتا ہے جس سے وہ قائم ہے۔

۶۔ حبشی کا قول خواہش پرستی کا دروازہ کھولتا ہے کہ گناہ کرنے والا اپنے رب کی قضاء کو دلیل بنا لیتا ہے۔ کیونکہ اس کے پیش نظر اس کی ذاتی قدرت اور ارادہ کی تاثیر کی نفی ہے گویا کہ اس کی نفی فساد کی دعوت ہے۔ اس لحاظ سے مجرم کے لیے جائز ہے کہ وہ قاضی کے سامنے قتل کے جرم میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دلیل بنائے اور کہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوا ہے۔ قاضی کے لیے جائز نہیں ہوگا کہ اسے سزا دے۔

روایت کیا گیا ہے کہ ایک چور نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں چوری پر تقدیر کو دلیل بنانے کی کوشش کی۔ ❷ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی تمہارا ہاتھ اللہ تعالیٰ کی قضاء اور تقدیر کی بنیاد پر ہی کاٹ رہا ہوں۔ پھر انہوں نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا اور کہا گیا ہے کہ اس کو اس افتراء بازی پر کوڑے بھی لگائے گئے۔

۷۔ شر اللہ تعالیٰ کی طرف ابتدائی طور پر ادب کے لحاظ سے منسوب نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ یہ بات حق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان اور اس کے افعال کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ اس طرح ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا اور وہ کسی ایسی قوم کو گمراہ نہیں کرتا جس کو اس نے ہدایت دے رکھی ہے۔

یہ قول کہ اس نے ان کے لیے کفر کو ممکن کر دیا اس سے پہلے کہ وہ اس کے ذکر سے منہ موڑیں اور اس سے پہلے کہ وہ باطل راستے پر چلیں۔ یہودیوں کا قول ہے جنہوں نے کہا تھا:

﴿قُلُوْبُنَا غُلْفٌ﴾ (البقرۃ: ۸۸)

''کہ ہمارے دل پردہ میں ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کا ردّ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا٥﴾ (النساء: ۱۵۵)

''حالانکہ دراصل ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔ اس لیے یہ قدر قلیل ہی ایمان لاتے ہیں۔''

---

❶ فتح الباری: ۱۳/ ۳۴۵. ❷ شرح الفقه الأكبر: ۳۹.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور مشرکین کا قول ذکر کیا:

﴿لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا﴾ (الانعام: ۱٤۸)

''اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کا ردّ کیا، فرمایا:

﴿اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ﴾ (الانعام: ۱٤۸)

''تم لوگ محض خیالی باتوں پر چلتے ہو اور تم بالکل اٹکل پچو سے باتیں بناتے ہو۔ پھر خبر دی اگر اللہ چاہتا تو ان کو ہدایت اختیار کرنے پر مجبور کرتا اور ان کو کوئی اختیار نہ دیتا۔''

پھر فرمایا:

﴿قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ (الانعام: ۱٤۹)

''آپ کہیے کہ بس پوری حجت اللہ ہی کی رہی۔ پھر اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہ راست پر لے آتا۔''

اس لیے الفقہ الاکبر میں ہے: اللہ تعالیٰ نے انسان کو کفر اور ایمان سے خالی پیدا کیا۔ پھر ان کو مخاطب ہو کر انہیں کچھ حکم دیے اور کچھ چیزوں سے منع کیا تو جس نے کفر کیا اس نے اپنے فعل، اپنے انکار، اپنی سرکشی، حق کو ٹھکرانے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت کے سبب انکار کیا، اور جو ایمان لایا وہ اپنے فعل، اپنے اقرار، اپنی تصدیق اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور نصرت سے ایمان لایا۔ [1]

اس نے یہ نہیں کہا کہ جس نے کفر کیا اس نے اللہ کی توفیق اور اس کی مدد سے کیا۔ جیسا کہ حبشی نے کہا، اس نے مومن کے ایمان اور کافر کے کفر کے مابین فرق کیا ہے۔ پھر یہ قول اگر حسنِ ظن بھی کہا جائے تو یہ اس باب سے ہوگا:

﴿وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ (البقرة: ۱۵)

''اور انہیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھا دیتا ہے۔''

یہ سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کافروں کے لیے ہے۔ کیونکہ ان کی سرکشی انہیں کفر میں اور زیادہ کرے گی۔ لیکن حبشی عام لوگوں کے سامنے مبہم کلمات ذکر کرتا ہے۔ وہ نہ ہی تو ان کی تفصیل بیان کرتا ہے اور نہ ہی اس پر تنبیہ کرتا ہے۔ اس کے ارادہ سے ظاہر ہے کہ اس کے نزدیک کافر کی مشیت اور اس کے فعل کا کوئی دخل نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی اس سے یہ ارادہ کروایا ہے۔ وہ چاہے یا انکار کرے۔ یہ ایسا قول ہے جو اشاعرہ کے ہاں بھی مشہور ہے، اور صوفیوں نے بھی اس کو اختیار کیا ہے اور وہ اشعری کا یہ قول بیان کرتے رہتے ہیں کہ افعال کا حقیقی فاعل اللہ کے علاوہ کوئی نہیں ہے، [2]

---

[1] الفقه الاكبر: ۱٦۸.

[2] اظهار العقيده السنية: ۲۰٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ کا وجود اس کی ذات پر زائد نہیں۔ ان لوگوں نے جبر کی صراحت کی ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہمارے افعال حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے افعال ہیں۔ کیونکہ ہمارا وجود حقیقت میں اس کا وجود ہے۔ حتیٰ کہ غزالی نے افعال العباد کو اس گڑیا (پتلی) سے تشبیہ دی ہے جسے ایک مداری صندوق کے پیچھے سے حرکت دیتا رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ اس عبارت کو اپنی کتاب الاحیاء میں دہراتا رہتا ہے کہ میرے وجود میں اللہ تعالیٰ اور اس کے افعال کے سوا کچھ نہیں۔ ❶

پھر اعانت فعل میں مشارکہ کا تقاضا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو کیسے سزا دے گا۔ جس نے فعل پر اس کی مدد کی اور اسے اس فعل پر کوئی اختیار نہیں دیا؟

یہ ایسا اشکال ہے جس پر جواب دینے کی طاقت ان لوگوں میں نہیں۔ پھر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کفار میں حق قبول نہ کرنے کی طاقت پیدا کی ہے تو ان کو سزا کیسے دے گا؟ کیا یہ قبیح نہیں ہے؟ تو اس نے جواب دیا۔ اس میں کیا قباحت ہے کہ یہ افعال اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہوں اور اللہ تعالیٰ کسی مصلحت اور کسی ایسی حکمت کے تحت سزا دے جسے اس نے ترجیح دی؟ ❷

یہ جواب واضح عاجزی کا اظہار ہے اور مسکت جواب نہیں ہے۔ پھر اس کا یہ قول اللہ تعالیٰ مصلحت اور حکمت کے لیے سزا دے گا۔ اس کی طرف سے حکمت اور علت کا اعتراف ہے۔ جس کا اشاعرہ انکار کرتے ہیں۔ ❸ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کسی حکمت کے لیے فعل سرانجام نہیں دیتا۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں نقص اور حاجت کا وہم پیدا کرتا ہے۔ اگرچہ وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے۔ لیکن وہ اس کے افعال اور اس کی حکمت کے درمیان ربط کے قائل نہیں، اور یہ ان وساوس میں سے ایک ہے جو علم کلام کا نتیجہ ہے۔

اسی طرح وہ اس سوال کا جواب دینے کی بھی سکت نہیں رکھتا۔ جو حاضرین میں سے کسی نے کیا اس نے پوچھا کہ: ''منطق کا تقاضا ہے کہ ثواب اور سزا انسان کے فعل پر ہونی چاہیے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ اس کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ خود کسی عمل کو اختیار کرے۔'' لیکن حبشی کے نزدیک انسان کو کوئی مشیت اور اختیار حاصل نہیں۔ اعتراض کرنے والے نے فوراً کہا کہ: اس مسئلہ میں یہاں قرآن مجید انسانی رائے کے خلاف ہے تو ہم رائے کو ترک کریں گے اور قرآن کی اتباع کریں گے۔ ہم شریعت کی پیروی کریں گے۔ یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہم پر نازل کیا ہے، اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے وہ صفات ثابت کرے جو اس نے اپنے لیے بیان کی ہیں اور تشبیہ کے وسوسہ کو چھوڑ دے جو اس کو تعطیل (صفات کی نفی) کی طرف لے گئی ہے۔ ❹

---

❶ الإحياء: ١/ ٣٣٠۔ جواهر القرآن: ١١۔ مشكاة الأنوار: ١٨.

❷ الدليل القويم: ١٣٥.

❸ ہم خیر اور شر، حکمت اور علت کا مفہوم بھی اشاعرہ کے نزدیک ذکر کریں گے۔

❹ ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر یہ اپنی بات میں سچا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں قرآن کی اتباع کیوں نہیں کرتا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس نے نقل اور عقل کے خلاف بات کی ہے، اور نہ ہی یہ قرآن ہے۔ شریعت کبھی بھی عقل کے خلاف حکم نہیں دیتی اور نہ ہی اس کے معارض ہوتی ہے۔ صحیح عقل کے لیے ضروری ہے کہ وہ شریعت کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ (الکهف: ۲۹)

''اور اعلان کر دے کہ یہ سراسر برحق قرآن تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔''

جب اللہ تعالیٰ نے مشیت کو ایک حقیقت کے طور پر ثابت کیا ہے تو کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کی نفی کرے ورنہ وہ عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسباب کا خالق ہے۔ اس نے ان اسباب اور ان کے مسببات کے درمیان ربط پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ اس کائنات میں اس کا طریقہ ہے۔

اشعری نے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نقل کرتے ہوئے کہا کہ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کبھی بھی برائی کا حکم نہیں دیتا بلکہ اس سے منع کرتا ہے، وہ بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے کبھی بھی راضی نہیں ہوتا۔ ❶ پس جب ان کا کہنا یہ ہے کہ وہ شر کا حکم نہیں دیتا تو حبشی کیسے کہتا ہے کہ وہ شر پر تعاون کرتا ہے؟

یقیناً اس عبارت کو مطلق طور پر بیان کرنا جبریہ کا مذہب ہے جو اہل سنت والجماعت کے مخالف ہیں۔ اگر حبشی یہ کہتا کہ اللہ تعالیٰ کفار کو ان کے کفر کی وجہ سے ڈھیل دیتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے کفر میں اور سرکشی میں بھٹکتے رہیں تو یہ صحیح ہوتا۔ مگر اس کا موقف یہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا کہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر کے کفر پر اس کی مدد کرتا ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ اس نے اس شخص کے بارے میں احناف کا مذہب بیان کرتے ہوئے کہا: جو بکری چوری کرے اور پھر اس کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے تو وہ مرتد ہے۔ کیونکہ کسی چیز میں تبرک کا تصور اس کی اجازت اور رضا مندی کے بغیر ناممکن ہے۔ پھر حبشی نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے اپنے شیخ الامیر سے ذکر کیا کہ یہ مردود ہے۔ کیونکہ انسان اپنی تمام تر شہوات (خواہشات) میں اللہ سے مدد طلب کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے خیر اور شر دونوں میں مدد کرنے والا ہے۔ ❷

ایک اور دلیل ہے کہ کفار میں بھی ایسے لوگ ہیں جو حق بات طلب کرتے ہیں اور اس کو ایک طویل مدت تک تلاش بھی کرتے ہیں۔ پھر وہ اسے اسلام میں ہی پاتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ اس کافر کی اس وقت مدد کر رہا تھا جب وہ ایمان تلاش کر رہا تھا؟ لہٰذا یہ مجمل لفظ (اعانة الكافر) قرآن کے صحیح معنی بیان بھی کرتا ہے، اور اس میں جبری خالص معنی بھی پائے جاتے ہیں جس کی طرف حبشی دعوت دیتا ہے۔

---

❶ مقالات الإسلامیین: ۲۹۴.

❷ صریح البیان: ۴۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبریہ کا مذہب:

شہرستانی نے جبر کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا: بندے سے فعل کی حقیقی نفی کرنا اور اس کی اضافت اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا۔ پھر اس نے وضاحت کی کہ اس لحاظ سے جبریہ کی کئی قسمیں ہیں۔ جبریہ خالصہ: ان کے نزدیک نہ ہی تو فعل بندے کا ہے اور نہ ہی اسے اس فعل کی قدرت ہے۔ جبریہ متوسط: ان کے نزدیک بندے کی قدرت تو ثابت ہے۔ لیکن وہ فعل میں غیر مؤثر ہے۔

اس نے کہا: وہ شخص جس نے بندے کے لیے قدرت ثابت کی اور فعل میں اس کو موثر مانا اور اس کا نام کسب رکھا تو وہ جبری نہیں ہے۔ پھر اس نے وضاحت کی کہ مقالات کے اصحاب ابوالحسن اشعری کے دشمن، جبکہ مسئلہ جبر میں جہم بن صفوان کے موافق ہیں۔ جہم خالص جبری ہے۔ اس کے نزدیک انسان اپنے فعل پر مجبور ہے اور افعال اس کی طرف مجازی طور پر منسوب ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے درخت نے پھل دیا اور پانی چل پڑا۔ ❶

اس نے مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا: ابوالحسن اشعری کے مطابق افعال کے وقوع میں طاقت کی کوئی تاثیر نہیں۔ ❷

یہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ درخت اور پانی کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ جبکہ انسان کا ارادہ ہے۔ اسی ارادے کو اللہ تعالیٰ نے خیر کے ارادے اور شر کے ارادے کے درمیان فرق کا ذریعہ بنایا ہے۔ جس نے درخت، پانی اور انسان کے درمیان برابری کا دعویٰ کیا۔ اس نے جبر کی موافقت اور عقل کی مخالفت کی۔

حبشی نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جبریہ انسان سے اس کے اختیار کی نفی کرتے ہیں۔ جب وہ بندے کی طرف افعال کی نسبت کرتے ہیں تو وہ صرف مجازی ہوتی ہے۔ جیسا کہ پانی کی طرف نسبت کر کے کہا جاتا ہے پانی چل پڑا۔ بالوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے: بال لمبے ہوگئے۔ ❸ میرے نزدیک شاید وہ نہیں جانتا کہ اشعری کا آخری عقیدہ یہی ہے اسی سرہندی نے وضاحت کی ہے کہ افعال میں جو چیز مؤثر ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔ مخلوق کی قدرت کی کوئی تاثیر نہیں۔ اس کے باوجود کہ اس نے اشعری مذہب کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ بندے کی قدرت کی کوئی تاثیر نہیں اس نے اسے جبر کے حقیقی دائرہ میں شامل کیا ہے، اور بہت سے کم ہمت لوگوں نے اشعری کے مذہب کو تقدیر کے باب میں دلیل بنایا ہے، اور اسی وجہ سے اس کے مذہب کی طرف مائل ہوئے ہیں۔ ❹

اشاعرہ کے ہاں (کسب العبد) کا مفہوم:

اہل بدعت قرآنی الفاظ کو استعمال تو کرتے ہیں۔ مگر ان کے ایسے خود ساختہ معانی اور مفاہیم بیان کرتے ہیں جو قرآنی مفہوم کے یکسر خلاف ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ الکسب کے معنی المقارنہ ہے۔ یعنی مقدور کا فعل سرانجام دینے کی

---

❶ الملل والنحل: ۱/ ۱۱۰.
❷ الفصل فی الملل و النحل: ۱/ ۱۰۹، ۱۱۵.
❸ اظهار العقيده السنية: ۲۰۲.
❹ مکتوبات الإمام الربانی: ۳۳۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدرت یعنی طاقت کے ساتھ مل جانا مگر اس کا اس فعل میں مؤثر نہ ہونا۔

یہ باطل تفسیر ہے کیونکہ جب تک انسان فعل کا فاعل نہ ہو، اور فعل سرانجام دینے میں اس کی طاقت مؤثر نہ ہو۔ اس کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا کہ وہ اس فعل کا سبب ہے اور یہ فعل اسی کا ہی کسب ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ کیونکہ اس لحاظ سے انسان سے فعل منفی اور اس کے ثابت شدہ کسب میں فرق کرنا ممکن نہیں۔ یہ بات بنیادی طور پر معلوم شدہ ہے جس نے عدل والا کام کیا وہ عادل ہے اور جس نے ظلم والا کام کیا وہ ظالم ہے۔ جس نے جھوٹا فعل سرانجام دیا وہ کاذب یعنی جھوٹا ہے۔ جب انسان اپنے جھوٹ ظلم اور عدل کا فاعل نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہے۔ تو پھر لازم ہوگا کہ اس کو جھوٹ اور ظلم کے ساتھ متصف کیا جائے۔

القاموس المحیط میں ہے کہ: الکسب کی لغوی تعریف طلب اور جمع ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ نیکی اور برائی دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ (البقرة: ٢٦٧)

"اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لیے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو۔"

اور فرمایا:

﴿وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ۝﴾ (البقرة: ٧٩)

"ان کے ہاتھوں کی کمائی کو ہلاکت اور افسوس ہے۔"

اشاعرہ نے (کسب) کی جو تعریف مقارنہ سے کی ہے یہ جدید تفسیر ہے۔ جس کی پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی، اور کسب کا جو مفہوم اشعری نے بیان کیا ہے اس کا سمجھنا ممکن نہیں۔ کیونکہ اس نے فعل کے سرانجام دینے میں بندے کی قدرت اور طاقت کو مؤثر نہیں جانا ہے۔ پھر اس کے مطابق کسب کے کیا معنی ہیں؟ اگر وہ مؤثر نہیں تو اس کا فائدہ کیا ہے؟ پھر اس قدرت میں جو مؤثر نہیں، اور قدرت کے نہ ہونے میں کسی قسم کا کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ یوں یہ تو اس (سراب) چمک کی طرح ہے جس کو پیاسا پانی سمجھتا ہے۔ لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اشاعرہ کس طرح اشعری کے کسب کی تعریف کرتے ہیں:

لہٰذا تو دیکھے گا کہ مرتضیٰ زبیدی مسئلہ کسب کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے۔ یہ ان بڑے مسائل میں سے ہے جن میں متقدمین کے افکار حیرت کا شکار ہو گئے اور متاخرین کی تحقیق بھی نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ سعد تفتازانی نے اپنی کتاب (شرح العقائد) میں کہا اہل سنت کے کبار لوگ اس کے معنی کی تحقیق سے عاجز آ گئے جبکہ اشاعرہ متوسط جبریہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ❶ پھر تو دیکھے گا کہ رازی اشعری کے ہاں کسب کی تعریف جدید طریقے سے کرتا ہے۔اس نے کہا اسم بلا مسمیٰ ہے۔ ❷ ابن عذبہ نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا: بہت مشکل اور دقیق۔ اے قاری! تو دیکھ رہا ہے کہ ان کی حیرت اور شک کا کیا حال ہے اور جو کچھ ان کے دِلوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بھی بڑا ہے۔

محمد بن درویش الحوت نے کہا: اشعری کا کسب اس قدر نا قابل فہم ہے کہ ضرب المثال بن گیا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں بات اشعری کے کسب سے بھی زیادہ مخفی ہے۔ ❸

جوینی شکوک اور حیرت میں مبتلا ہو کر جو اشعری کے کسب سے پیدا ہوئی۔ کہتا ہے اس حیرت کے سمندر سے فقط اسم یا محض لقب کی بنیاد پر چھٹکارا نہیں۔ جب تک اس کے معنی حاصل نہ ہوں۔ ❹

یہ کسب جبریہ کے مذہب سے فقط لفظی اختلاف ہے۔ جبکہ معانی میں اس کے ساتھ متفق ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نظریہ کسب اسباب کے اِرد گرد گھومتا ہے کہ افعال میں بندے کی قدرت کی تاثیر کا عمل دخل نہیں۔ اسی لیے اشاعرہ اس کو خود ہی نہیں سمجھ سکے۔ وہ دوسروں کو کیا سمجھائیں گے؟ اسی لیے وہ بندوں کے افعال کو افعال نہیں کہتے بلکہ کسب کہتے ہیں۔ جب ان سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ فعل اور کسب میں کیا فرق ہے تو وہ اس کو بیان کرنے سے قاصر رہتے ہیں، اور حیرت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے وہ افعال اختیاری اور افعال اضطراری میں فرق بھی نہیں کر پاتے۔

رازی اور اشاعرہ کا فہم اشعری کے نظریہ کسب کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اسی لیے اس نے کہا: انسان مجبور ہے۔ لیکن با اختیار ہونے کی شکل ❺ میں، اس قول کی حبشی نے بہت تعریف کی ہے اور اسے افضل ترین قول اور انصاف کے قریب تر بتایا ہے۔ ❻ رازی اور ایجی نے کہا: جبر والا قول حق ہے۔ ❼ اے قاری! تو غور کر اشاعرہ کا مذہب جہمیہ کے مذہب سے کتنا موافق ہے۔ جہمیہ کی بڑی بڑی گمراہیوں میں سے اللہ کی صفات کی تعطیل یعنی انکار اور جبر کا عقیدہ ہے۔

غزالی اور مذہب جبریہ:

غزالی نے اپنی بات کا اختتام اس پر کیا کہ انسان اپنے تمام افعال اور اپنی مشیت میں مجبور ہے۔ وہ افعال کے اختیار میں مجبور ہے۔ وہ ارادہ کا محل ہے جس میں افعالِ جبر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ❽ پھر اس نے افعال کو اس گڑیا (پتلی) کے

❶ اتحاف السادة المتقين: ٢/ ١٦٩.

❷ الروضة البهيئة فيما بين الأشاعرة والماتريدية: ٤٢.

❸ رسائل فی بيان عقائد اهل السنة والجماعة: ٦٠.

❹ العقيدة النظامية: ٣٢.

❺ معالم اصول الدين: ١٠٧۔ شرح المقاصد لتفتازانی: ٤/ ٢٦٤.

❻ اظهار العقيدة السنية: ١٩٦.

❼ المطالب العالية: ٨/ ١٩۔ المواقف للإيجی: ٣٢٤.

❽ احياء علوم الدين: ٤/ ٥٠٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افعال کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس کو انسان دیکھتا ہے کہ وہ حرکت کر رہی ہے اور وہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ یہ اپنے آپ حرکت کر رہی ہیں۔ ❶ حالانکہ اس کو حرکت دینے والا مکڑی کے جالے کی طرح ایک دھاگا ہے جو آسمان سے لٹکایا گیا ہے۔ مگر عوام اس کو دیکھنے سے عاجز ہے۔ اسے خاص لوگ دیکھتے ہیں جنہیں اہل کشف کہا جاتا ہے۔

اسی لیے غزالی نے تمام وجودی چیزوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے افعال کے ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ اکثر اپنی عبارات میں کہتا ہے کہ جو بھی موجود ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے افعال کے سوا کچھ نہیں۔ اسے وہ اپنی کتابوں میں بار بار دہراتا ہے۔ ❷

اس نے کہا: انسان اور اس کے افعال دونوں مخلوق ہیں۔ بس وہ اطاعت یا نافرمانی کا محل ہے اور وہ ان دونوں کو سرانجام دینے والا نہیں ہے۔ کہا: تو اور تیرے افعال اللہ کی عطا ہے۔ کیونکہ تو افعال کا محل ہے اس لیے اس نے تیری تعریف کی ہے۔ پس وہی ہے جو عطا کرتا ہے اور وہی جو تعریف کرتا ہے۔ لہٰذا یہ دونوں ایک ہیں اور اسی کے ذمہ ہے۔ ایسا سبب جو دوسرے فعل کی طرف پھیر دے۔ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے افعال کا محل اور مقام ہے۔ ❸

اس نے مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا: لوگ کہتے ہیں اے آدمی! تو نے حرکت کی، تو نے تیر پھینکا، تو نے لکھا۔ لیکن غیب سے آواز آتی ہے جب تم نے تیر پھینکا تو حقیقت میں تم نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔ ❹

یہ آیت کریمہ تو نبی ﷺ کا معجزہ بیان کر رہی ہے کہ جب آپ نے مشرکوں کی طرف دور سے مٹی کی مٹھی پھینکی اور وہ ان تک پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے پھینکنے کو ثابت کر دیا۔ جب یہ کہا: (اِذْ رَمَيْتَ) کہ آپ نے پھینکا لیکن آپ سے پہنچانے کی نفی کر دی، اور کہا: (وَمَا رَمَيْتَ) آپ نے نہیں پھینکا۔

جس طرح کا استدلال ان لوگوں نے کیا ہے تو پھر یہ فقط الرمی یعنی پھینکنے پر نہیں ہوگا۔ بلکہ زنا چوری اور بندوں کے تمام افعال پر ہوگا۔ تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ تو نے زنا نہیں کیا تو نے چوری نہیں کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کی؟ ❺ اور تو نے نہیں کھایا اور نے نہیں پیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے پیا۔

اس لیے جب خوارج نے عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا اور وہ ان کے ساتھ بات کر رہے تھے تو انہوں نے آپ پر پتھر پھینکے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم مجھ پر پتھر کیوں پھینک رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا: جب ہم نے پتھر پھینکے تو ہم نے نہیں

❶ الإحياء: ٤/ ٩٧.
❷ ایضاً: ١/ ٣٣٠.
❸ الاحياء: ٤/ ٨٩.
❹ الإحياء: ٤/ ٦.
❺ یہ تاکید ہے کہ صوفیاء بھی اشعری کے جبر کو ہی اپنائے ہوئے ہیں۔ یہ مقام شہود کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رویت اس کے افعال کے دوران جو اس کی مخلوق میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ مذہب اشعری صوفیاء کی مذمت نہیں کر سکتا اور جبر کے متعلق ان کے انحراف اور غلو کو منع نہیں کر سکتا کیونکہ صوفیاء نے جبر والا عقیدہ اشعری سے ہی لیا ہے اور بندے کے افعال میں اس کی مرضی اور طاقت موثر نہ ہونے کا موقف اشعری سے ان لوگوں نے اخذ کیا ہے۔ وہ بڑے اطمینان سے جبر کا عقیدہ بیان کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھینکا۔ بلکہ اللہ نے پھینکا ہے۔ آپ نے کہا کہ: تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اگر اللہ نے پھینکا ہوتا تو مجھے ضرور لگتا۔ مگر یہ تم نے پھینکا ہے جو مجھے نہیں لگ سکا۔

یہ اقوال جہمیہ کے مذہب کے عین مطابق ہیں جو جہم بن صفوان کے پیروکار ہیں۔ جس کا عقیدہ یہ تھا کہ انسان اپنے افعال میں مجبور ہے، اور ان افعال کو حقیقت میں اللہ کے علاوہ کوئی سرانجام نہیں دیتا۔ جبکہ بندوں کی طرف یہ افعال مجازی طور پر منسوب ہوتے ہیں۔ یہ عین ایجی اور تفتازانی کا قول ہے۔ ❶

یہ بھی کہا گیا ہے اشعری کا کسب کا قول چھپا ہوا جبر ہے۔ جو کلمہ (کسب) میں چھپا ہوا ہے اور اس میں حال ہے۔ اسی لیے بہت سے عقلاء نے کہا کہ: اشاعرہ کے نزدیک کسب کا مفہوم مضطرب ہے جو لفظی طور پر تو ایسے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جبر کے علاوہ کوئی چیز ہے جبکہ حقیقت میں عین جبر ہے۔

اسی لیے کہا گیا: کہ جو کچھ یہ کہا جا رہا ہے اس میں ایسی کوئی حقیقت نہیں جو انسانی فہم اور شعور کے قریب ہو۔ یہ اشعری کا کسب اور حبشی کا حال اور نظام کی مفاہمت ہے۔ ❷

ڈاکٹر عاطف عراقی نے کہا: اشاعرہ کی آراء تناقض، تذبذب، حیرانگی اور تضاد کے سوا کچھ نہیں۔ اگرچہ انہوں نے اس کی حقیقت بیان کرنے کے لیے اپنی تمام تر کوششیں صرف کی ہیں کہ وہ (کسب) کے بارے میں اپنی آراء کو ایسے پیش کرتے ہیں کہ ہمارے ذہنوں میں یہ بات پیدا ہوگئی ہے کہ یہ کوئی انتہائی مبہم اور دقیق چیز ہے۔ لیکن تذبذب اور تناقض سے باریک بینی کو کب تعبیر کیا جا سکتا ہے؟ ❸

نظریہ کسب میں تبدیلی:

اشعری کی تعریف کسب پر کبار اشاعرہ نے اعتراضات کیے ہیں، اور اس کو تبدیل کیا ہے۔ باقلانی نے (کسب) کا مفہوم اپنے شیخ اشعری سے مختلف بیان کیا ہے۔ اس نے اس کی تعریف کرتے ہوئے انسان کی اختیاری حرکت اور ایسی حرکت کے درمیان فرق کیا ہے جو فالج کی وجہ سے انسان کے جسم میں پیدا ہو۔ اسی طرح اپنے اختیار سے چلنے اور کسی کو کھینچ کر لانے میں فرق کیا ہے۔ ❹ گویا کہ اس نے افعال میں بندے کی قدرت کی تاثیر کا اعتبار کیا ہے۔ بخلاف اس شخص کے جس پر فالج کا حملہ ہوا ہے اور اب اس کا جسم ارتعاش یعنی فالج کی وجہ سے حرکت کرتا ہے۔ اس نے ایسا اس لیے کیا ہے تاکہ اس سوراخ کو بند کیا جائے جس میں سے اشعری پر جبر کا الزام آ رہا ہے۔ ❺

---

❶ المواقف: ۳۲۔ شرح المقاصد: ٤/ ۲۸۲.

❷ اس نے افعال العباد کو اللہ تعالیٰ کے افعال کہا اور اسے کسب کا نام دیا اور بندوں کے افعال نہیں کہا۔ کیونکہ فعل ان کے ہاں مخلوق ہے اور اللہ کے علاوہ کوئی خالق نہیں ہے۔

❸ تجدید فی المذاهب الفلسفیه والکلامیة: ۳۸.

❹ التمهید: ۳٤۷۔ الفصل فی الملل والنحل: ۱/ ۱۲۷.

❺ القضاء والقدر: ۳/ ۳۵۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوینی نے مذہب اشعری کی تعریف کسب میں تبدیلی کرتے ہوئے افعال میں بندے کی قدرت کی تاثیر کو تسلیم کیا ہے۔ اگرچہ اشعری اس کی نفی کرتا تھا۔ اس نے یہاں تک کہا کہ قدرت اور استطاعت کی تاثیر کی نفی کو عقل اور حس دونوں ہی تسلیم نہیں کرتیں، اور کہا: افعال سے بندے کی طاقت کی تاثیر کی نفی کرنا دراصل اس کی طاقت اور قدرت کی ہی نفی کرنا ہے۔ اس نے مزید کہا: یہ عقیدہ اختیار کرنا کہ افعال میں بندے کی قدرت کا کوئی اثر نہیں۔ یہ شریعت کے احکام اور مطالبات کو پس پشت ڈالنا اور رسولوں کی تعلیمات کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ [1] پھر اس نے کہا: بندے کی نسبت اس کی قدرت کی طرف کرنا حقیقت میں ہے نہ کہ فعل کو سرانجام دینے اور پیدا کرنے میں ہے۔ [2]

پھر کہا اس نے دعویٰ کیا ہے کہ: ''جو شخص اس ہدایت یافتہ منہج کی موافقت نہیں کرتا کہ انسان قدرت کا کوئی اثر اس کے مقدور میں نہیں'' اور اس نے ان لوگوں کا جواب دیا جو اللہ تعالیٰ کے اس قول کو دلیل بناتے ہیں۔ ﴿لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ﴾ (الانبیاء: ۲۳) تو کہا یہ کلمہ حق ہے۔ لیکن اس سے باطل مراد لیا گیا ہے اور اس نے مزید کہا کہ افعال میں بندے کی قدرت کی تاثیر کی نفی کرنا احکام کو باطل قرار دینا ہے، اور جو کچھ نبی لے کر آئے ہیں اس کا انکار کرنا ہے۔ [3]

جوینی نے طاقت کی تاثیر کے مسئلہ میں اشعری مذہب کا خبط واضح کیا ہے۔ انہوں نے کہا: میرے نزدیک اس مسئلہ میں ابوالحسن کا مذہب خبط کا شکار ہے۔ اس کا مذہب ہر لحاظ سے ساقط ہے۔ [4]

آج کے اشاعرہ نے باقلانی اور جوینی کے ایسے بہترین اور جرأت مندانہ مؤقف کو ترک کر دیا ہے، جنھوں نے اشعری کے موقف سے رجوع کر لیا جو کہ جہمی لبادہ اوڑھے ہوئے ہے۔ [5] ہاں یہ ہے کہ جوینی کو ان لوگوں نے بے وقوف متعصب اور معتزلہ کے مذہب کی طرف مرتد قرار دیا ہے۔ بعض لوگوں نے اس کلام کی جوینی کی طرف نسبت کا انکار کیا ہے۔ لیکن مرتضیٰ زبیدی نے تاکید کی ہے کہ اس کا یہ کلام (رسالہ النظامیہ) میں موجود ہے جو اس کی آخری تصنیفات [6] میں سے ہے انہوں نے یہ بھی ذکر کیا۔ صفی الدین قشاشی نے ایک کتاب لکھی جس میں اس کی موافقت کی ہے۔ اسی لیے رازی اپنی کتاب (الاربعین) میں اشعری کی مخالفت پر مجبور ہو گیا اور اس نے افعال میں انسان کی قدرت اور طاقت کے مؤثر ہونے کا اثبات کیا۔ [7]

---

[1] الملل والنحل: ۱۲۵ ـ ۱۲۸.

[2] العقيدة النظامية: ۳۱ ـ ۳۲.

[3] العقيده النظامية.

[4] البرهان فی اصول الفقه: ۱۹۵ ـ ۱۹۶.

[5] کوثری نے بھی نظریہ الکسب پر طعن کیا ہے اور اس پر شدید اعتراض کیا ہے۔

[6] اتحاف السادة المتقين: ۲/ ۹.

[7] الأربعين فی اصول الدين: ٦٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبشی اور مجوسیت کی تہمت:

حبشی آج بھی اس پر قائم ہے جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ افعال میں انسانی قدرت اور مشیت مؤثر ہے تو وہ مجوسی ہے۔ اس کی بنیاد جبری مذہب ہے۔ یہ ایسی تہمت ہے جو اس شخص پر بھی ہے جو معتزلہ سے یہ کہتا ہے کہ انسان اپنے فعل کا خالق ہے، اور اللہ تعالیٰ شر کو پیدا نہیں کرتا۔ اس کے باوجود ابن حجر ہیتمی نے ذکر کیا جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے فعل کو پیدا نہیں کرتا تو اسے کافر نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ یہ قول معتزلہ کے مثل ہے۔ ❶

ہم یہ نہیں کہتے ہمارا کہنا یہ ہے: بندے کی قدرت فعل کی خالق تو نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق جو اس نے جاری کی اپنے مقدور کے اندر مؤثر ہے۔ اس کی صراحت جوینی اور باقلانی نے بھی عین اسی قول کے مطابق کی ہے۔

اگر ہم ایسا کہنے سے مجوسی ہیں تو یہ دو اشعری معروف امام (جوینی اور باقلانی) بھی مجوسی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اس مسئلہ میں ابوالحسن اشعری کے طریقہ کو چھوڑ دیا ہے اور انہوں نے بندے کے لیے قدرت اور مشیت حقیقی طور پر ثابت کی ہے۔ مجازی طور پر نہیں۔

زبیدی اشعری کے (کسب) کا قصہ ذکر کرتا ہے:

شیخ السنوسی نے (کسب) کے قائلین پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: جب ان سے کہا جاتا ہے وہ کون سی تاثیر ہے جس کی تم نے نفی کی ہے۔ حالانکہ تم نے اس کا نام قدرت رکھا ہے؟ تو ان کے پاس کوئی تسلی بخش جواب نہیں ہوتا وہ اس چکی کی طرح آواز نکالنا شروع کر دیتے ہیں جس میں پیسنے کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی، اور ایسی باتیں کرتے ہیں جو قابل فہم نہیں ہوتی ہیں۔ اس کے باوجود کہ شیخ (اشعری) نے وضاحت کی ہے کہ وہ وصفِ عبد کو قدرت نہیں کہتا۔ مگر مجازی طور پر حالانکہ بے شمار سلف وصالحین نے اپنی کتب میں اس کا نام قدرت رکھا ہے، اور اہل سنت والجماعت کے سلف وصالحین کے ہاں اس کا نام (الکسب) نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: یہ ایسی قدرت ہے جس کی تاثیر نہیں۔ انہوں نے بندے کے لیے قدرت جبریہ کے قول سے بچتے ہوئے ثابت کی ہے، انہوں نے کہا: اس کی تاثیر نہیں یہ قدریہ کے قول سے بچتے ہوئے کہا ہے۔ یہ عبارت افراط اور تفریط سے بچتے ہوئے معتدل ہے، اور بہترین ہے۔ جب اس کو معیار تحقیق پر پرکھا گیا اور اس کے صاحب سے ہر قسم کا مطالبہ کیا گیا تو اس نے ایسی چیز کی طرف رہنمائی کی کہ اس کے صاحب کے لیے کوئی معانی نہیں اور نہ اس کا کوئی مفہوم ہے۔

میں نے بعض لوگوں سے بات کی جن کا دعویٰ ہے کہ اس نے اس کے ردّ میں کتاب لکھی ہے تو اس نے مجھے کہا: مجھے اس آدمی کے کلام سے انتہائی حیرت ہوتی ہے جب میں یہ کہنے لگتا ہوں کہ: وہ محض قدری ہے۔ کیونکہ اس کے کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے تو پھر میری رائے میں جبری محض ظاہر ہوتا ہے...... مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ شخص کیا ہے......؟ اسی طرح کا

❶ الإعلام بقواطع الإسلام: ۲۲۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلام عارف کا ہے۔ اس نے کہا: جب میں نے اس کا یہ قول سنا کہ انسان کی قدرت کی ہی تاثیر ہے تو مجھے یہ قدریہ کے مذہب کے قریب لگا اور جب یہ سنا کہ یہ ایک ہی قدرت ہے اور اس میں انسان کی قدرت قطعاً مؤثر نہیں بلکہ حق کی قدرت اپنے محل میں ظاہر ہوتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ جبریہ کے مذہب کے قریب ہے۔ کیا جو شخص بھی اس کو جانتا ہے اس کی تحقیق کی انتہاء یہی ہوگی۔ ❶

اسی طرح اشاعرہ بھی مضطرب ہیں اور ان کے قدم کسی جگہ پر مضبوط نہیں، وہ حیران و پریشان ہیں کہ اپنے شیخ کے مؤقف کا دفاع کیسے کریں؟ لہٰذا انہوں نے اسی کی تقلید کو اپنایا اور اس کی مخالفت نہیں کی مگر بہت ہی کم۔ انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ بندے کی قدرت کی کوئی تاثیر نہیں۔ حالانکہ یہ قول اہل سنت والجماعت کی واضح مخالفت اور جہمیہ کی واضح موافقت پر مبنی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سچ کہا کہ: اہل کلام عقائد میں تقلید سے منع کرتے ہیں، حالانکہ خود عقائد میں سب سے پہلے تقلید کرنے والے ہیں۔

افعال العباد کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ:

اہل سنت معتزلہ کی مخالفت کرتے ہیں، اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق ہے، اور اس کے سوا کوئی خالق نہیں ہے، اور مخلوق کی طاقت میں نہیں ہے کہ فعل کو خلق کر سکیں۔ لیکن جب یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے فعل کا خالق ہے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اس کو ان افعال سے متصف کیا جائے یا ان کے احکام اس کی طرف لوٹائے جائیں۔ ان کے احکام انسان کی طرف لوٹائے جائیں گے جس نے اس کام کو سرانجام دیا ہے اور اس کو قائم کیا ہے۔ یہ فعل اس کا شمار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ افعال العباد کا حقیقی خالق ہے جبکہ بندے اس کے حقیقی فاعل ہیں اور ان دونوں امور میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے، اور اس میں ایسا بھی کچھ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کی صفات کے منافی ہو۔

جو شخص اس مسئلہ میں اللہ کے فعل جو اس کے ساتھ قائم ہیں اور ان مفعولات جو کہ اس سے منفصل ہیں کے درمیان فرق نہیں کرتا تو اس پر دو مخالفات لازم آتی ہیں:

اوّل: یا تو وہ اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کے افعال کے ساتھ متصف کرے تو اس میں ظلم اور جھوٹ ہے، اور اس باب میں یہی اشاعرہ کی گمراہی کی بنیاد ہے۔ انہوں نے کہا: فعل ہی مفعول ہے اور خلق ہی مخلوق ہے۔ ان لوگوں نے ان افعال جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہیں اور وہ جو اس سے الگ ہیں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ جب یہ لوگ بندوں کے افعال کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ عقیدہ رکھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا مفعول ہے۔

انہوں نے کہا: یہ اس کا فعل ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک فعل ہی مفعول ہے۔ جب ان سے سوال کیا گیا: کیا یہ

❶ اتحاف السادة المتقين: ٢/ ١٧١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندے کا بھی فعل ہے؟ تو یہ جواب دینے سے ہچکچانے لگے اور انہوں نے ایسی تفریق بیان کی جس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ: فعل تو فعل اللہ ہے اور کسب بندے کا ہے اور یہ لوگ اس بنیادی حقیقت سے بے خبر ہیں کہ فعل فاعل کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔ جھوٹ جھوٹے کے ساتھ اور عدل عادل کے ساتھ قائم ہے۔ ان سے وہی کہا جائے گا جو معتزلہ سے کہا گیا کہ کلام جس کے ساتھ قائم ہو وہ متکلم ہے۔ اگر کلام مخلوق ہوتا تو اس محل میں مخلوق ہوتا جس میں وہ ہے۔ کاش! وہ اس بات پر غور کرتے کہ ان کا یہ کلام قدر (تقدیر) اور (افعال العباد) بندوں کے افعال میں بھی ثابت ہوتا ہے۔

دوم: یا پھر وہ اس سے اس چیز کی نفی کریں جو اس نے اپنے نفس کے لیے ثابت کی ہے اور وہ ہر چیز کی تخلیق ہے جو اس نے کی ہے۔ یہ دونوں امر عظیم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے کسی چیز کے ساتھ متصف نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اس کی صفات اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں۔ یہ مؤقف اہل سنت کے بنیادی عقائد میں شامل ہے کہ وہ خالق اور مخلوق کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ ❶

اشاعرہ اور معتزلہ کے درمیان مسئلہ قضا وقدر میں فرق:

معتزلہ اور اشاعرہ، ارادہ اور محبت کے معانی میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں کرتے۔ بلکہ اشاعرہ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے محبت بھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کفر کو چاہتا ہے اور اس سے محبت بھی کرتا ہے، اور اس سے راضی بھی ہوتا ہے اور کہا: ارادہ، رضا مندی، اور محبت ہم معنی ہیں۔ ❷

سبکی نے ارادہ اور محبت کے ایک ہونے کا قول جمہور اشاعرہ سے نقل کیا ہے۔ مگر اس نے خود اس کے خلاف مؤقف اپنایا ہے جو کہ عام اشاعرہ کے خلاف ہے، اس نے کہا۔ رضا، ارادہ کے علاوہ ہے۔ ❸ یہی مؤقف محمد بن درویش الحوت کا ہے۔ ❹

معتزلہ کے نزدیک (ارادۃ) فقط دینیہ ہے۔ جبکہ اشاعرہ کے نزدیک فقط کونیہ ہے۔ اسی لیے معتزلہ نے اللہ تعالیٰ سے کفر، معصیت اور بری اشیاء کے ارادے کی نفی کر دی۔ کیونکہ وہ ان چیزوں کو پسند نہیں کرتا۔

جبکہ اشاعرہ نے کہا: زمین میں جو بھی کفر اور شر واقع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کا ارادہ بھی کرتا ہے اور اس کو پسند بھی کرتا ہے۔ اسی طرح ان دونوں گروہوں میں سے ہر ایک نے آدھی حقیقت کو لیا اور آدھی کو چھوڑ دیا تاکہ وہ دوسرے حصے سے معارض رہے۔ ان دلائل کی بنیاد پر جو دوسرے فریق نے اپنائے ہیں۔ اگر یہ دونوں فریق ایک دوسرے کی حق بات پر غور کرتے تو اکٹھے ہو جاتے اور کبھی اختلاف نہ کرتے مگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے کتاب

❶ منهاج السنة النبوية، نقلاً عن كتاب (قضية الخير والشر): ٣٠١.
❷ الأصول والضوابط للنووى: ٢٤ـ طبقات السبكى: ٣/ ٣٨٥.
❸ طبقات السبكى: ١٠/ ٢٩٥، ٣/ ٣٨٥ـ محقق.
❹ رسال فى بيان عقائد اهل السنة والجماعة: ٦٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا کچھ حصہ لیا اور باقی کو بھلا دیا۔

اگر یہ کہنا جائز ہوتا کہ ازلی قضا انسان کو معصیت (نافرمانی) والے افعال پر مجبور کرتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلائل کو کیوں ردّ کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا تھا:

﴿لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا﴾ (الانعام: ۱۴۸)

''اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہی ہمارے آباؤ اجداد۔''

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَo﴾ (الانعام: ۱۴۸)

''کہہ کیا تمھارے پاس کوئی علم ہے کہ تم اسے ہمارے لیے نکالو، تم تو گمان کے سوا کسی چیز کی پیروی نہیں کر رہے اور تم اس کے سوا کچھ نہیں کہ اٹکل دوڑاتے ہو۔''

پھر ان کو ایک زبردست دلیل سے روکا:

﴿قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَo﴾ (الانعام: ۱۴۹)

''کہہ دے پھر کامل دلیل تو اللہ ہی کی ہے، سو اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ضرور ہدایت دے دیتا۔''

یعنی اگر اللہ چاہتا تو تم لوگوں کو نیکی کرنے پر مجبور کرتا اور تمہیں نیکی اور برائی کرنے میں اختیار نہ دیتا۔ کیونکہ بندے پر جبر:

(۱)...... ثواب اور سزا کا تصور ختم کر دیتا ہے۔

(۲)...... انبیاء کے آنے کا مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ یعنی پھر انبیاء کیوں آئے اور انہوں نے لوگوں کو دین کی دعوت کیوں دی، اور کیوں ڈرایا جبکہ ہر چیز مقدور ہے اور بندہ محض مجبور ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ﴾ (التوبة: ۱۱۵)

''اور اللہ کبھی ایسا نہیں کہ کسی قوم کو اس کے بعد گمراہ کر دے کہ انھیں ہدایت دے چکا ہو، یہاں تک کہ ان کے لیے وہ چیزیں واضح کر دے جن سے وہ بچیں۔''

اور فرمایا:

﴿وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى﴾ (فصلت: ۱۷)

''اور جو ثمود تھے تو ہم نے انھیں سیدھا راستہ دکھایا مگر انھوں نے ہدایت کے مقابلہ میں اندھا رہنے کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پسند کیا۔“

یہ گمراہی فسق، فجور، ظلم و زیادتی اور غرور و تکبر کا نتیجہ تھی:

﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ﴾ (الصف : ٥)

”اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اور فرمایا:

﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾ (غافر : ٣٥)

”اسی طرح اللہ ہر متکبر، سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔“

اور فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الصف : ٧)

”اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اور فرمایا:

﴿وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (ابراهيم : ٢٧)

”اور اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے۔“

ان کا سابقہ کفر اور ظلم ان کے دِلوں پر مہر لگ جانے کا سبب ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ اس کے واقع ہونے سے پہلے کیا۔ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو بنانے سے پہلے ازل سے جانتا تھا۔ یہ لوگ اس طرف مائل ہوں گے اور یہ ان پر لکھ دیا۔ کسی چیز کا فقط علم ہونا اس کے وجود میں مؤثر نہیں ہے۔

قضاء (تقدیر) دینی اور کونی میں فرق:

ان دونوں قضاؤں (دینی اور کونی) کے درمیان فرق کرنا واجب ہے:

ا۔ قضاء کونی قدری:

یہ ضرور وقوع پذیر ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیت اور اس کی بادشاہت میں کسی حکمت اور عافیت کے تحت نافذ ہوتی ہے اور اس پر انسان کا محاسبہ نہیں ہے۔

۲۔ قضاء دینی تکلیفی شرعی:

یہ انسان کے ارادہ اور اختیار پر مبنی ہوتی ہے۔ یہ شرعی لحاظ سے اوامر اور نواہی کے متعلق ہے۔ یہ ثواب اور عقاب (سزا) کی علت ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قضاء کونی اور قضاء دینی کے درمیان فرق نہ کرنے کی وجہ سے لازم آئے گا:

(۱)...... یا تو یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کفر، نافرمانی، گناہ، فسق اور سرکشی کو پسند کرتا ہے۔ کیونکہ یہ اس کی قضاء اور تقدیر ہے۔ یہ بات ہم نہیں بھول سکتے کہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے نزدیک صفت محبت، صفت ارادہ کے تحت شامل ہے۔ اس لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ﴾ (البقرۃ: ۲۰۵) کی تفسیر میں کہا: یہ اس کے ساتھ خاص ہے جس سے فساد واقع نہ ہو۔ یہ واضح طور پر باطل ہے۔

(۲)...... یا یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بندوں پر مقدر ہی نہیں کیا اور نہ ہی بندوں پر اس کا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ وہ اس کو پسند نہیں کرتا۔ اس کے بارے میں ہر گروہ کا خیال الگ الگ ہے۔

- معتزلہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کفر، فسوق اور نافرمانی کو پسند نہیں کرتا۔ اس نے نہ ہی تو اس کا فیصلہ کیا اور نہ ہی وہ اس کو چاہتا ہے۔
- اشاعرہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے نافرمانی، کفر اور سرکشی کا فیصلہ بھی کیا۔ وہ اسے پسند بھی کرتا ہے اور اس سے راضی بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ کائنات میں کوئی چیز وقوع پذیر نہیں ہو سکتی مگر جو وہ چاہے۔ اس غلطی کا سبب اللہ تعالیٰ کی محبت اور مشیت میں فرق نہ کرنا ہے یا پھر ان دونوں قضاؤں (دینی، کونی) کے درمیان فرق نہ سمجھنا ہے۔ کیونکہ محبت فقط دینی قضا کو ہی لازم ہے۔ ❶
- معتزلہ نے غلطی کی جب انہوں نے اپنی گفتگو کا دارومدار فقط قضاء دینی کو بنایا اور قضاء کونی کی تاثیر کو باطل قرار دیا، اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عام مشیت کو بھول گئے۔
- اشاعرہ نے بھی غلطی کی کہ انہوں نے افعال العباد کو فقط قضاء کونی کے متعلق سمجھا، اور انسان کی قدرت کی تاثیر کی اس کے فعل سے نفی کر دی۔

بعض صفات کو بعض میں داخل کرنا انحراف کا سبب ہے:

اشاعرہ کے ہاں بنیادی غلطی ارادہ اور مشیت عامہ کو ایک سمجھنا اور برابر خیال کرنا ہے۔ کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کی مشیت کے تابع نہ ہو۔ ❷

باقلانی (اشاعرہ کا امام) نے محبت، رضا مندی اور غضب کے ایک ہی معانی مراد لیے جو ارادہ کی طرف لوٹتے ہیں۔ اس نے کہا: اللہ کی رضا، غضب اور ناراضگی درحقیقت اس کا وہ ارادہ اور قصد ہے جس کے بارے میں اسے علم ہے کہ اس کو نافذ کرنا ہے کہ یہ اس کو فائدہ دے گا یا پھر نقصان دے گا جس کا علم اور خبر پہلے سے معلوم ہے کہ وہ نقصان دے گا۔'' ❸

---

❶ قضیة الخیر والشر: ۱۲۶ ـ ۱۲۵.

❷ الإبانة: ۵۵. ❸ الإنصاف: ۶۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے نزدیک ارادہ، مشیت، اختیار اور ازلی صفات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یقیناً وہ فرعون کے جادوگروں سے راضی تھا۔ جب وہ فرعون کے فرمانبردار اور جادو کو رواج دینے والے تھے، اور وہ عمر فاروق سے بھی اس وقت راضی تھا۔ جب وہ قبل از اسلام بتوں کی پوجا کرتے تھے۔'' ❶

بغدادی نے بعض اشاعرہ کا قول نقل کیا: اللہ تعالیٰ تمام حوادث کو وقوع پذیر کرنے کا ارادہ کرتا ہے وہ خیر کے ہوں یا شر کے ہوں۔ لیکن وہ اس قول کی تفصیل میں نہیں جاتے کہ اللہ تعالیٰ کفر اور معاصی (گناہ) کا ارادہ کرتا ہے۔ ان میں سے بعض کا کہنا ہے کہ اس نے کفر اور معاصی (گناہوں) کا ارادہ بندے کے کسب کے طور پر کیا۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ اس نے کفر اور معاصی کا ارادہ مطلق طور پر کیا۔ اس نے اس قول کی نسبت اشعری کی طرف کی ہے۔ اگر یہ تفریق کسی چیز پر دلالت کرتی ہے تو وہ یہ ہے کہ اشاعرہ اس قول (کہ اللہ تعالیٰ قبیح چیزوں کا ارادہ کرتا ہے) کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

دِلوں پر مُہر:

دِلوں پر پردہ اور مہر کے بارے میں جتنی بھی آیات ہیں ان میں سے کسی بھی آیت کریمہ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ مُہر ان کے دِلوں پر شروع سے لگائی گئی۔ بلکہ یہ ان کے افعال کے سبب لگی ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے اور کافروں کے دِلوں پر مُہر لگا دیتا ہے۔ وہ ظالموں اور جابروں کے دِلوں پر رکاوٹیں ڈال دیتا ہے۔

کسی بھی صورت میں ہمارے لیے کہنا جائز نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو ایمان کی طرف بلایا لیکن پہلے سے ہی ان کے دِلوں پر مُہر لگائی گئی تھی اور ان کو حق قبول کرنے سے منع کر دیا گیا تھا، اور اللہ تعالیٰ ان کے اور ہدایت کے درمیان بغیر کسی ایسے سبب کے حائل ہو گیا جو ان لوگوں کا اپنا پیدا کردہ ہے۔ یہ (عقیدہ) تو لوگوں کے دِلوں میں اللہ تعالیٰ کے متعلق شک پیدا کر دے گا۔ جب یہودیوں نے کہا تھا: ﴿قُلُوْبُنَا غُلْفٌ﴾ ہمارے دل پردوں میں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ﴾ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب ان پر مہریں لگا دی ہے۔ وہ ان لوگوں کو اپنی نشانیوں سے پھیر دیتا ہے جو زمین میں بغیر حق کے تکبر اور غرور کرتے ہیں۔

ارادہ اور مشیت:

وہ غلطی جس میں اشاعرہ واقع ہوئے:

(۱)...... انہوں نے ارادہ اور خلق کے درمیان ربط کا دعویٰ کیا۔

(۲)...... انہوں نے ارادہ اور علم کو ایک قرار دیا۔

(۳)...... انہوں نے ارادہ اور محبت کو ایک چیز بنا ڈالا۔

---

❶ التمهيد: ٤٨ـ الإنصاف: ٦٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے ہاں محبت ارادہ کے تحت داخل ہے۔ انہوں نے صفت محبت کی تاویل ارادہ سے کی ہے۔ یہ ان کا کھلا تضاد ہے۔ یقیناً صفت محبت جس کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات سے خارج کیا ہے۔ وہ اس ارادہ سے الگ نہیں ہے۔ جس کے ساتھ انسان متصف ہے۔

ان پچھلے دو مراحل سے یہ بات واضح ہے کہ یقیناً کفر، گناہ اور شرور اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کا خالق ہے، وہ اسے پسند کرتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے اور اس کی بادشاہت میں کوئی ایسی چیز وقوع پذیر نہیں ہو سکتی جو اس کو ناپسند ہو اور یہ کہ یہ اس کی مخلوقات میں سے ایک ہے۔ تمام مخلوقات اس کی مراد ہیں۔ یہ واضح ترین غلطی ہے۔ کیونکہ محبت اور رضا مندی ارادہ کو لازم نہیں۔ ان لوگوں نے گمان کیا ہے کہ شاید تمام مخلوقات اس کی محبوب اور اس کی مراد ہیں۔ یعنی اللہ ان کو چاہتا ہے۔ یہ موقف شریعت اور عقل کے مخالف ہے۔ مریض بعض دفعہ دواء لینا چاہتا ہے۔ حالانکہ وہ اسے سخت ناپسند ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کفر کا ارادہ درحقیقت ارادہ کونیہ کے تحت کرتا ہے مگر یہ ارادہ دینی نہیں ہے وہ کبھی بھی کفر، نافرمانی، گناہ اور فسق و فجور کو پسند نہیں کرتا۔

معتزلہ کا خیال ہے کہ ارادہ امر کو لازم ہے۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ [1] کیونکہ کبھی ان میں سے ایک پایا جاتا ہے اور دوسرا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو ایمان لانے کا حکم دیا ہے مگر کافر ایمان نہیں لاتے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے اللہ کے ارادے کے بغیر کفر کیا اور اس کی بادشاہت اور اس کے قہر (غلبہ) سے باہر ہو کر کفر کیا۔

ارادہ کی دو اقسام میں فرق کرنا واجب ہے:

پہلی قسم: یہ ارادہ دینیہ شرعیہ ہے جو اپنی مراد کے وقوع کو لازم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کا تعلق ایسی ذمہ داری سے ہوتا ہے جو انسانی اختیار پر مبنی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرة: ١٨٥)

''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔''

اور فرمایا:

﴿وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ﴾ (النساء: ٢٧)

''اللہ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے۔''

یہ وہ ارادہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کو لازم ہے اور انسان کے افعال کو کرنے یا نہ کرنے میں مؤثر نہیں ہے۔ یہ ثواب اور عقاب سے متعلق ہے کبھی بندہ توبہ کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا۔

معتزلہ نے اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو فقط اسی ارادہ پر محدود کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: جس چیز کا اللہ ارادہ کرتا ہے وہ

[1] المغني في أبواب التوحيد والعدل: ٦/ ٥١ ـ ٥٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لازم ہے کہ اس کو محبوب ہو، اور اس کی طرف سے اس کا حکم دیا گیا ہو۔ ان کے قول کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں جو بھی گناہ اور نافرمانی وقوع پذیر ہو رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے نہیں ہو رہی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہ ہی تو اس کا حکم دیتا ہے اور نہ ہی اس کو پسند کرتا ہے۔ یہ تو فقط انسان کے ارادہ سے وقوع پذیر ہوا ہے۔

دوسری قسم: ارادہ کونیہ قدریہ: یہ عام مشیت ہے جو تمام کائنات پر محیط ہے۔ یہی وہ ارادہ ہے جو عام مسلمان اپنے اس قول (جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہیں چاہا نہیں ہوا) سے مراد لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات سے چاہا اور وہ خیر اور شر کے افعال سرانجام دیتے ہیں۔

جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت اور اس کے ارادے سے باہر نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ﴾ (الانعام: ١٢٥)

''تو وہ شخص جسے اللہ چاہتا ہے کہ اسے ہدایت دے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کہ اسے گمراہ کرے اس کا سینہ تنگ، نہایت گھٹا ہوا کر دیتا ہے، گویا وہ مشکل سے آسمان میں چڑھ رہا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (فاطر: ٨)

''پس بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔''

ہمیں یہ بات نظر انداز نہیں کرنی چاہیے کہ یہ ﴿جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (السجدۃ: ١٧) ''یہ اس کا بدلہ ہے جو وہ عمل کرتے تھے۔''

یہ ارادہ کی وہ قسم ہے جس پر اشاعرہ نے اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو محدود کر دیا۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے چاہے وہ کفر ہو۔ فسق ہو یا شر ہو۔ جب یہ مخلوق ہے تو لازمی ہے اللہ تعالیٰ جس کو تخلیق کرے وہ اسے محبوب ہو۔ ان کے نزدیک محبت ارادہ کے معانی میں ہی ہے۔

اگر ہم معتزلہ اور اشاعرہ کے موقف پر غور کریں تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دونوں گروہوں میں سے ہر ایک نے ارادہ کو ایک جہت سے تو دیکھا مگر دوسری جہت کو نظر انداز کر دیا اور اس نے گمان کیا کہ جو جہت وہ مراد لے رہا ہے وہ ارادہ کا عام معنی ہے۔

ہر فریق کے پاس دلائل ہیں جن کی بنیاد پر وہ اپنی مراد لی گئی جہت پر دلیل پکڑتا ہے۔ لیکن وہ ان دلائل کی بنیاد پر دوسری جہت کو باطل قرار نہیں دے سکتا۔ ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی مراد لی گئی جہت سے خاموش ہے۔ ان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہر ایک نے کچھ حصہ لیا اور کچھ بھلا دیا جس کی اس کو نصیحت کی گئی تھی۔

ہر ایک نے اپنے مذہب کے مطابق ارادہ کا ایک معنیٰ مراد لے لیا اور دوسرے فریق کے معانی کو باطل قرار دینے کی کوشش میں لگ گئے۔ حالانکہ ان میں سے ہر ایک اپنے باب میں صحیح ہے اور اس سے دوسرے فریق کے مراد لیے گئے معانی باطل نہیں ہوتے۔

حکمت اور تعلیل (سبب):

اشاعرہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے افعال علت سے خالی ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا جائز نہ ہوگا کہ یہ کسی حکمت کے تحت وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اشاعرہ کے ہاں اس غلط مفہوم کا سبب، حکمت اور تعلیل کے متعلق ان کا غلط مؤقف ہے۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے افعال کا حکمت سے ربط تسلیم نہیں کیا ہے۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے اللہ تعالیٰ کے علیم اور حکیم ہونے کا انکار نہیں کیا۔ ان لوگوں نے حکمت کی تفسیر ارادہ سے کی ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اپنے افعال حکمت کے لیے نہیں بلکہ اپنے ارادہ کے تحت وقوع پذیر کرتا ہے۔ کیونکہ حکمت کے تحت افعال درحقیقت غرض (حاجت)، تعلیل اور نقص ہے جس سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔

زبیدی نے کہا: اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی بھی چیز غرض (حاجت) کی بنیاد پر وقوع پذیر نہیں کرتا۔ ❶ یہ لوگ لفظ (غرض) فقط لوگوں کے دِلوں میں وہم اور شک ڈالنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کا فعل کسی حکمت کی بناء پر ہوتا ہے۔ یعنی حاجت کے سبب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ حاجت سے پاک ہے۔

ان کے نزدیک کوئی مانع نہیں کہ ان میں سے کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو بغیر علت اور بغیر سبب کے پیدا فرمایا۔ ❷ اس نفی کے ذریعے انہوں نے ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو بغیر کسی حکمت اور مقصد کے پیدا فرمایا۔ اس نے پیدا تو کیا مگر اس کی کوئی غایت اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ اشاعرہ سے قبل یہ مذہب جہمیہ کا ہے۔ جنہوں نے حکمت کی نفی کی ہے۔

ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے افعال کو حکمت سے الگ کر ڈالا، اور جن آیات میں (لام) حکمت ذکر ہے اس کو انہوں نے لام تعلیل (حکمت) کی بجائے (لام العاقبة) ''انجام بنا ڈالا۔'' جیسا کہ:

(۱)...... ﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملك : ۲)

''وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا، تاکہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے۔''

(۲)...... ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِo﴾ (الذاریات : ۵٦)

---

❶ اتحاف السادة المتقین: ۲/ ۱۹۹.

❷ تمهید الأوائل: ۱۵۔ غایة المرام: ۲۲٤۔ الإرشاد للجوینی: ۲٦۸۔ نهایة الإقدام: ۲۹۷۔ محصل الأفكار المتقدمین: ۱۰۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

(۳)...... ﴿ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا﴾ (الکھف : ۱۲)

''پھر ہم نے انھیں اٹھایا، تاکہ ہم معلوم کریں دونوں گروہوں میں سے کون وہ مدت زیادہ یاد رکھنے والا ہے جو وہ ٹھہرے۔''

لام عاقبت صفت نقص ہے۔ یہ اس شخص کے حق میں استعمال ہوتا ہے جو اپنے انجام اور نتیجہ سے بے پرواہ ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا﴾ (القصص : ۸)

''تو فرعون کے گھر والوں نے اسے اٹھا لیا، تاکہ آخر ان کے لیے دشمن ہو اور غم کا باعث ہو۔''

اگر فرعون جانتا کہ اس کی ہلاکت اسی بچے کے ہاتھوں ہوگی جس کو وہ اُٹھا رہے ہیں تو وہ اس کو اُٹھانے سے پہلے ہی قتل کر دیتا۔ لام عاقبت اللہ تعالیٰ کو صفات نقص سے پاک قرار نہیں دیتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے قبیح ترین امور ثابت کرتا ہے۔ جس سے یہ بھاگنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پھر حکیم کبھی بھی حکمت سے خالی فعل سرانجام نہیں دیتا۔ یہ بہت بڑا نقص ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال کو حکمت سے خالی تصور کیا جائے۔ جو شخص اس بات پر راضی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال حکمت سے خالی ہیں۔ تو وہ شخص فاسد فطرت اور غلط رائے رکھنے والا ہے اور یہ معتزلہ کے بہت قریب ہے جو یہ کہتے ہیں: وہ حکیم ہے لیکن بغیر حکمت کے۔ اسی لیے علامہ سفارینی نے کہا:

''ہمارا رب اپنے اختیار سے تخلیق کرتا ہے جو بغیر حاجت اور بغیر اضطرار کے ہے۔ لیکن وہ مخلوق کو بیکار پیدا نہیں کرتا۔ جیسا کہ دلیل میں ذکر ہے۔ لہٰذا تم اسی کی اتباع کرو۔''

جس طرح اللہ تعالیٰ کسی بھی فعل کو اپنی قدرت سے وقوع پذیر کرتا ہے کیونکہ قدرت اس کی صفت ہے تو اسی طرح وہ افعال کو حکمت کی بناء پر سرانجام دیتا ہے۔ کیونکہ حکمت اس کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور یہ اس کے غیر کی صفت نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ حکمت اور تعلیل (سبب) نقص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ (المؤمنون : ۱۱۵)

''تو کیا تم نے گمان کر لیا کہ ہم نے تمھیں بے مقصد ہی پیدا کیا ہے اور یہ کہ بے شک تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے؟''

اور فرمایا:

﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى﴾ (القیامۃ : ۳۶)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''کیا انسان گمان کرتا ہے کہ اسے بغیر پوچھے ہی چھوڑ دیا جائے گا؟''

یہ عقیدہ رکھنا مکمل طور پر غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر حکمت کے تخلیق کرتا ہے۔

جو لوگ تعلیل کی نفی کرتے ہیں ان کے کلام میں کسی نہ کسی طرح تعلیل کا اثبات پایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ایسی بنیادی حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں ہے۔ حبشی نے ذکر کیا ہے کہ بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں، اور ان پر بندوں کو سزا حکمت کی وجہ سے دی جائے گی جس کو اس نے ترجیح دی ہے۔ یہ تعلیل کا واضح طور پر ذکر ہے۔

اس سے پہلے رازی نے کہا تھا: شریعت کے غالب احکام معلوم مصلحتوں کی بناء پر علت پر مبنی ہیں۔ اس نے ایسے دلائل ذکر کیے جو علت کی موجودگی کا فائدہ دیتے ہیں اور پھر اس نے اپنی عادت کے مطابق اس کے خلاف دوسرے دلائل ترجیح کے لیے ذکر کیے ہیں۔ [1]

تفتازانی نے کہا: حق بات یہ ہے کہ بعض افعال کی تعلیل خصوصاً شرعی احکام کی ظاہری مصلحت اور حکمت سے مربوط ہے............ اسی لیے قیاس ایک چھوٹی سی جماعت کے علاوہ سب کے نزدیک حجت ہے جن کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور اس کو عام سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام افعال کسی غرض (حاجت) کی بناء پر ہیں۔ یہ بحث کا محل ہے۔ [2]

صوفیاء تعلیل ثابت کرتے ہیں:

جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی تخلیقِ خلق میں حکمت کا انکار کیا اور علت کی نفی کی تو یہ خلق کے لیے ایک ایسی تعلیل لے کر آئے جو اس تعلیل سے کہیں قبیح ترین ہے جس کو یہ قبیح سمجھ رہے تھے۔ صوفیاء کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات نبی ﷺ کے لیے تخلیق کی ہیں۔ جیسا کہ محمد صیادی رفاعی نے کہا: جان لو مخلوقات کو پیدا کرنے کا سبب محمد ﷺ ہیں۔ [3]

اس نے ایک شعر کہا: اگر تو نہ ہوتا تو یہ کائنات نہ ہوتی۔ تیرے سبب کے علاوہ سب کچھ مجہول ہے۔

واسطی نے (ترياق المحبين) میں کہا:

''یہ وہ ذات ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بنایا۔ یہ وہ ہیں جن کی فضیلت کے لیے کتب نازل ہوئی ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو کائنات تخلیق نہ ہوتی اور لوگوں کے لیے قربانی اور قربت کے اعمال نہ ہوتے۔''

اگر نبی کریم ﷺ کی شخصیت ہمارے وجود کا پہلا مقصد اور غایت ہے اور یقیناً تو جانتا ہے کہ نبی ﷺ فوت ہو گئے ہیں تو ان کی وفات کے بعد ہمارے وجود کی قیمت اور غایت کیا ہے؟ اور ان لوگوں کی قیمت کیا ہے جو آپ کی ولادت سے پہلے ہی فوت ہو گئے؟

---

1. المحصول فی علم أصول الفقه: ٥/ ١١٤.
2. شرح المقاصد: ٤/ ٣٠٢ ـ ٣٠٣.
3. ديوان الفيض المددی: ٣٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو کوئی حکمت اور مطلوب غایت کی بناء پر فعل سرانجام دے اس کی تعریف کی جاتی ہے، اور وہ اس شخص کی نسبت کامل ترین ہے جو فقط ارادے کی بنیاد پر عمل کرے اور اس میں کوئی حکمت نہ ہو۔ اس میں شک نہیں ہے کہ حکمت اور ارادہ الگ الگ چیزیں ہیں۔ اگر حکمت اور ارادہ ایک چیز ہے تو پھر ہر وہ چیز جس کا ارادہ کیا گیا وہ حکمت والی ہونا چاہیے تھی اور یہ بات عقل سلیم کے خلاف ہے۔ کیونکہ ارادہ محمود (اچھا) بھی ہوتا ہے اور مذموم (ناپسندیدہ) بھی ہوتا ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ محبت اور رضا مشیت کو لازم نہیں۔ مریض دوا لینا چاہتا ہے مگر وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔ اس موقع پر دونوں ارادوں کے درمیان فقط کرنا واجب ہے۔

(۱)...... ارادہ دینیہ: یہ ارادہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کو لازم ہے۔

(۲)...... ارادہ کونیہ: جو محبت اور رضا کو لازم نہیں ہے۔

کوئی فعل جو حکمت سے خالی ہو وہ عبث (بیکار) کہلاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ عبث فعل کے حدوث سے پاک ہے۔ اس صورت میں کسی بھی منع کرنے والے کے لیے جائز ہوگا کہ وہ ایسے مقصد اور ایسی غایت کا ارادہ کرنے سے روک دے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی اس کے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے سے منع کرنے والا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ایک غایت کے لیے تخلیق کیا ہے اور وہ ہے خالص اس کی عبادت۔ جیسا کہ اس نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ٥﴾ (الذاریات: ٥٦)

''میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔''

اگر ہم تمہارے قول کے مطابق اس (لام) کو عاقبت کا لام شمار کریں تو اس آیت کریمہ کے کوئی معانی باقی نہیں رہتے۔ کیونکہ تمام جنوں اور انسانوں کی عاقبت بہترین نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے مختلف آیات میں یہ حقیقت واضح کردی کہ اکثر لوگ:

(۱)......(فَاسِقُوْنَ) فاسق ہیں۔

(۲)......(لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ) حق کو ناپسند کرتے ہیں۔

(۳)......(عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ) ہماری آیات سے غافل ہیں۔

اس پر مزید یہ کہ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔ لہٰذا آخرت کی کامیابی تمام جنوں اور انسانوں کے لیے کہاں ہے؟

ہاں اگر اس آیت کریمہ میں موجود لام کو (لام تعلیل) کہا جائے تو معانی درست ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو پیدا کیا کہ وہ ان کو شرعاً اپنی عبادت کا حکم دے۔ ایسی صورت میں اگر اکثر مخلوق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی کرے تو وہ اس مذکورہ مقصد کے متضاد نہ ہوگا۔ جو شخص بھی قرآنی آیات پر غور کرے گا تو اس کے لیے اشاعرہ کا مؤقف باطل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی تائید معجزات کے ذریعے کیوں کی؟ کیا یہ ان کی تصدیق اور مدد کے لیے نہ تھا؟ معجزہ کے نزول کی یہی علت (سبب) ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک آیت کریمہ میں لفظ (کي) ذکر کیا ہے ﴿كَيۡ لَا يَكُونَ دُولَةَۢ بَيۡنَ ٱلۡأَغۡنِيَآءِ مِنكُمۡ﴾ (الحشر: ۷) ''تاکہ فقط تمہارے دولت مندوں کے تصرف میں نہ رہے۔'' یہ آیت کریمہ مال فیٔ کی علت کو بیان کرنے میں واضح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک آیت کریمہ میں لفظ (لعل) استعمال کیا۔ یہ تعلیل (سبب) میں صریح اور واضح ہے۔ فرمایا:

﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ قُرۡءَٰنًا عَرَبِيّٗا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُونَ﴾ (یوسف: ۲)

''یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل فرمایا تاکہ تم سمجھ سکو۔''

اور فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُمۡ وَٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ﴾

(البقرة: ۲۱)

''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم بچ جاؤ۔''

ان لوگوں کے نزدیک جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلّف بنائے۔ ❶ اسی لیے ماتریدیہ اشاعرہ کی مخالفت پر مجبور ہوگئے۔ انہوں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کے افعال کا حکمت سے خالی ہونا ممکن نہیں ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے کہ فرمانبردار کو سزا اور گناہگار کو ثواب دے:

جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے افعال کو حکمت اور علت سے خالی قرار دیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے شر، ظلم اور حق سے اعراض کا فتویٰ دیا۔ بیجوری نے کہا: ''اطاعت ثواب کو لازم نہیں ہے اور معصیت (نافرمانی) سزا کو مستلزم نہیں۔ یہ فقط دو علامتیں ہیں جو اس شخص کے لیے ثواب پر دلالت کرتی ہیں جو اطاعت کرے اور اس کے لیے سزا پر دلیل ہیں جو نافرمانی اختیار کرے۔ حتیٰ کہ اگر اس کے برعکس بھی ہو تو جائز ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کہے: جس نے میری اطاعت کی میں اس کو عذاب دوں گا اور جو میری نافرمانی کرے میں اسے ثواب عطا کروں گا۔ تو یہ اس کا بہترین فیصلہ ہے۔'' ❷

---

❶ الإرشاد: ۲۰۳۔ المواقف للإیجی: ۳۳۰۔ الإقتصاد فی الإعتقاد: ۱۵۰۔ احیاء: ۱/۱۱۲.

❷ شرح جوهرة التوحيد: ۱۰۸.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے صریح مخالف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ٥ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ٥﴾ (القلم: ٣٥ ـ ٣٦)

''تو کیا ہم فرماں برداروں کو جرم کرنے والوں کی طرح کر دیں گے؟ کیا ہے تمھیں، تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟''

اور فرمایا:

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ٥﴾ (الجاثیه: ٢١)

''یا وہ لوگ جنھوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا، انہوں نے گمان کر لیا ہے کہ ہم انھیں ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے؟ ان کا جینا اور ان کا مرنا برابر ہوگا؟ برا ہے جو وہ فیصلہ کر رہے ہیں۔''

ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے عدل کا مفہوم اپنی طرف سے بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے افعال کو حکمت سے خالی کر دیا اور کسی فعل کے برا یا اچھا ہونے کا خودساختہ مطلب بیان کیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ کوئی کام کرتا ہے اور اس کے قبیح ہونے کی وجہ سے ہمیں سزا دیتا ہے تو اس کا یہ فیصلہ قبیح نہ ہوگا بلکہ اگر وہ انبیاء کو جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ڈال دے اور کفار کو ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل کر دے تو یہ بہترین فعل ہوگا۔

حبشی نے کہا: یہ عقلاً جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ مطیع اور فرمانبردار کو جس نے کبھی نافرمانی نہیں کی سزا دے۔ ❶ میں نہیں جانتا کہ کون سی عقل اس کو جائز قرار دیتی ہے؟

مرتضیٰ زبیدی نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے کہ فرمانبرداوں، بچوں، پاگلوں بلکہ انبیاء کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈال دے اور کفار، نافرمانوں اور سرکشوں کو ثواب دے اور انہیں جنت میں داخل کر دے لیکن وہ ایسا نہیں کرتا۔ ❷

غزالی نے کہا: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مکلّف بنایا ہے اور وہ اس کی اطاعت کریں تو اس پر ثواب عطا کرنا واجب نہیں ہے۔ بلکہ اگر وہ چاہے تو ان کو ثواب عطا کرے اور چاہے تو عذاب دے۔ اسے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ تمام مومنوں کو عذاب میں مبتلا کر دے اور تمام کفار کو بخش دے۔ ❸

سبکی کے نزدیک اگر اللہ تعالیٰ تمام فرمانبرداروں کو عذاب دے اور تمام نافرمانوں کو بخش دے تو جائز ہے۔ اس نے یہ شعر کہے۔ ❹

---

❶ الدليل القويم: ١٤.
❷ اتحاف السادة المتقين: ٢/ ٩.
❸ الإقتصاد فى الإعتقاد: ١٥٥.
❹ طبقات السبكى: ٣/ ٣٨٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر اللہ تعالیٰ مطیع اور فرمانبردار کو سزا دے تو یہ کوئی ظلم وزیادتی نہ ہوگی۔ اگر وہ ان سے عذاب ہٹا دے اور کہے کہ میں ان کو ثواب عطا کروں گا تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر فضل ہوگا۔ یہ ہمارے امام اشعری کا قول ہے اور نعمان سے بھی منقول ہے۔

انہوں نے اس مفہوم کی علت یہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی بادشاہت میں تصرف کا مکمل اختیار ہے اور اس سے اس کے افعال کے متعلق پوچھا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ اس کا ارادہ مطلق اور اس کی قدرت عام ہے۔ جیسا کہ اس کے لیے جائز ہے کہ وہ بچوں کو آخرت میں بغیر کسی گناہ اور جرم کے سزا دے۔ اگر وہ ایسا کرے تو یہ اس کی طرف سے عین عدل اور حکمت ہے۔ کیونکہ ملکیت اسی کی ہے اور مشیت بھی اسی کی ہے۔ اس کی ملکیت میں وہی ہوسکتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔ اگر وہ تمام فرمانبرداروں کو سزا دے اور تمام گناہگاروں کو بخش دے تو وہ ظالم نہ ہوگا۔

گویا کہ یہ لوگ کہنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے کہ وہ فعل شر سرانجام دے مگر وہ شر نہ ہوگا۔

جب تم اس کو جائز کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ مطیع اور فرمانبردار کو سزا دے اور گناہگاروں کو ثواب دے (تو بتاؤ کس لیے؟ کیوں؟) لیکن وہ ایسا نہیں کرتا پھر تو تم یہ بھی کہو کہ جائز ہے کہ وہ ظلم کرے مگر وہ ایسا نہیں کرتا۔

اس موقف کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ردّ کر دیتا ہے:

﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾ (یونس: ۲٦)

''جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لیے خوبی اور مزید ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے نیکی کرنے والے کو اس کی نیکی سے کہیں بہترین بدلہ۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ کا وعدہ کیا اور تم اے حواس باختہ لوگو! نیکی کا بدلہ برائی، سزا اور عقاب سے دینا چاہتے ہو اور اس کی دلیل یہ دیتے ہو کہ ملکیت اس کی ہے لہٰذا وہ جیسے چاہے کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب بندہ میری طرف ایک بالشت آتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر چہ وہ چل کر آئے تو میں دوڑ کر آتا ہوں۔'' تمہارے فلسفہ کے کے مطابق جو اللہ کی طرف دوڑ کر آئے تو اللہ اس سے دور ہو جائے اور اسے سزا دے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى﴾ (النجم: ۳۱)

''تا کہ وہ ان لوگوں کو جنھوں نے برائی کی، اس کا بدلہ دے جو انہوں نے کیا اور ان لوگوں کو جنھوں نے بھلائی کی، بھلائی کے ساتھ بدلہ دے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا:

﴿وَ مَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلۡمًا وَّ لَا هَضۡمًاo﴾ (طٰهٰ: ۱۱۲)

''اور جو شخص اچھی قسم کے اعمال کرے اور وہ مومن ہو تو وہ نہ کسی بے انصافی سے ڈرے گا اور نہ حق تلفی سے۔''

تمہارے نزدیک جائز ہے کہ جو نیکی کرے اسے سزا دی جائے اور جو برائی کرے اس کا بدلہ ثواب کی شکل میں دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ فقط اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ وہ اس کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے۔'' [1] اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں مگر جسے وہ خود اپنے اوپر واجب قرار دے۔

ان لوگوں پر لازم تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فعل کو حکمت اور عدل سے مربوط کرتے جسے انہوں نے اس کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت سے مربوط کیا۔ ان کو چاہیے کہ کلمہ (لو) (اگر ایسے ہوتا) کو چھوڑ دیں جو شیطانی افعال کو جنم دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کلمہ (لو) شیطانی عمل کو پیدا کرتا ہے۔'' ان کو ایسے فرضی سوالات اور خود ساختہ باتوں سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کرنا چاہیے جو حدیثِ قدسی کی شکل میں ہے: ''میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف ظلم چھوڑنے سے کی ہے جبکہ فعل سے عاجز آنے کے ساتھ اپنی تعریف نہیں کی ہے۔

فخر الرازی نے بڑی عجیب بات کی ہے۔ جب اس نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کی۔

﴿اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ وَ اِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُo﴾ (المائدة: ۱۸)

''اگر تو انھیں عذاب دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو بے شک تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

اس نے ایک فرضی سوال ذکر کرتے ہوئے کہا: عیسیٰ علیہ السلام کے لیے کیسے جائز ہے کہ وہ کہیں: (ان تغفر لهم) ''کہ اگر تو ان کو بخش دے۔'' حالانکہ اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی نہیں بخشیں گے؟ پھر کہا ہمارے مذہب کے مطابق جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کو جنت میں داخل کرے اور زاہدوں و عابدوں کو جہنم میں پھینک دے۔ پھر کہا: اس کا یہ قول:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ﴾ (النساء: ٤٨)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کرنے کو نہ بخشے گا۔''

ہم کہتے ہیں:

''ہمارے نزدیک اس کا بخش دینا جائز ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری: ۷۳۷۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحسین (اچھا) اور قبیح (برا) اور عقلا بین:

ان لوگوں کا یہ کہنا کہ (اچھا اور برا) شریعت کے ذریعے ہوگا، یہ قول غلط ہے شریعت اس کی موافقت نہیں کرتی۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

اللہ تعالیٰ کسی چیز کو حلال کرتا ہے۔ پھر کسی اپنی حکمت کی وجہ سے اسے حرام کر دیتا ہے تو یہ اپنے حرام ہونے سے پہلے قبیح نہ تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بعض چیزیں بطور سزا حرام کر دیں۔ حالانکہ وہ حرام نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَهُمۡ﴾ (النساء: ١٦٠)

''تو جو لوگ یہودی بن گئے، ان کے بڑے ظلم ہی کی وجہ سے ہم نے ان پر کئی پاکیزہ چیزیں حرام کر دیں، جو ان کے لیے حلال کی گئی تھیں۔''

لہٰذا لازمی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہر حرام کردہ چیز اپنی ذات کے لحاظ سے بھی حرام ہو۔

مطلق طور پر اشیاء کو برا یا اچھا کہنے کی نفی امت کے سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اکثر گروہ اس کے اثبات پر متفق ہیں۔ جیسا کہ حنفیہ کا قول ہے جو انہوں نے اپنے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے۔ بلکہ اصحاب شافعی رحمہ اللہ میں سے ابو علی بن ابی ہریرہ الفقیہ القاضی (ت ۳۴۵ھ) نے بھی یہی کہا ہے۔ اسی طرح ابو بکر القفال الشاشی الکبیر (ت ۳۶۵ھ) ابو نصر سجزی (ت ۴۴۴ھ) جو کہ محدثین میں سے ہیں، اور ابو القاسم زنجانی (ت ۴۷۱ھ) کا بھی یہی خیال ہے۔

ان لوگوں نے ذکر کیا ہے (حسن اور قبیح) کی نفی وہ بدعت ہے جو ابو الحسن اشعری کے زمانہ سے اس وقت شروع ہوئی جب اس نے معتزلہ سے مناظرہ کرتے ہوئے عقل کی بنیاد پر (حسن اور قبیح) کی نفی کے مؤقف کو باطل قرار دیا۔ لیکن ایک وقت آیا کہ وہ اور اس کے متبعین معتزلہ کے اس نفی والے قول کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی ضرورت محسوس کی۔ ان کے لیے بہتر تھا کہ وہ اس کو بعض قیود کے ساتھ ثابت کرتے لیکن وہ ایسا نہ کرتے کہ معتزلہ کی مطلق تحسین کو مطلق نفی سے ردّ کرتے۔ معتزلہ نے حق کے ذریعے باطل کو ثابت کیا اور اشاعرہ نے باطل کے ساتھ حق کی نفی کر دی۔

- ❀ اللہ تعالیٰ نے بعض اشیاء کو حرام اور بعض کو حلال قرار دیا اور بعض اشیاء سے ہم انسانوں پر رحمت کرتے ہوئے خاموشی اختیار کی مگر اس نے بھول کر ایسا نہیں کیا۔
- ❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حالات میں ہمیں اپنے دل سے فتویٰ لینے کا حکم دیا جب گمراہ لوگ ہمارے لیے فتویٰ جاری کریں۔
- ❀ شراب حرمت کا حکم اترنے سے پہلے بھی اچھی چیز نہ تھی۔ یہ قبیح اور نقصان دہ تھی اگرچہ شریعت شروع میں اس پر خاموش رہی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ اعمال بعض دفعہ ظاہری طور پر (حسین) (اچھے) ہوں گے مگر باطنی طور پر (قبیح) (برے) ہوں گے۔ جیسا کہ منافقین کے اعمال ہیں۔

❀ اس پر بہت سی خرابیاں وقوع پذیر ہوں گی جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

اشعریہ کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے کہ وہ مطیع، فرمانبرداروں، بچوں، پاگلوں بلکہ انبیاء کو ہمیشہ کے لیے آگ میں داخل کر دے، اور گناہ گاروں، کافروں، نافرمانوں اور سرکشوں کو ہمیشہ کے لیے جنت میں بھیج دے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتا۔ [1] اور جائز ہوگا کہ وہ ظلم، شرک اور فحاشی کا حکم دے۔ کیونکہ اطاعت میں کوئی ایسے معانی نہیں پائے جاتے جو ثواب کے مناسب ہوں اور نافرمانی میں کوئی ایسے معانی نہیں جو سزا کے موافق ہوں۔ اس سے شریعت کے بتائے ہوئے تمام مفاسد، مصالح، نیکی، برائی کا انکار لازم آئے گا اور اسی طرح شریعت میں احکام اور علتوں کے درمیان ربط اور مناسبات کا انکار بھی لازمی ہوگا۔

اسی طرح تو دیکھے گا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور قضا وقدر کے بارے میں ان لوگوں کی خود ساختہ تنزیہات (پاک کرنا) مسلمانوں کے لیے دین میں تشویش اور شبہات کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس سے سنت کی نصرت و براہین کو تقویت حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے تنازع، تفریق، گمراہی اور ایسا فساد جنم لے رہا ہے جو مسلمانوں کے خون بہانے کا سبب بن رہا ہے۔ اگر کوئی کافر جو اسلام قبول کرنا چاہتا ہو اس کے بارے میں جان لے تو وہ اسلام سے ایسے دور بھاگے گا جیسے شیر کو دیکھ کر بھاگا جاتا ہے۔

یہ ایسے شکوک وشبہات ہیں کہ دشمنانِ اسلام ان کو اسلامی عقیدہ پر طعن وتشنیع اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

گویا کہ ایک شخص یہ کہہ رہا ہے۔ تم دعویٰ کرتے ہو کہ تمہارا رب کوئی بھی کام حکمت کی بنیاد پر نہیں کرتا۔ کیونکہ حکمت علت ہے اور علت اللہ تعالیٰ کے لیے تمہارے دعویٰ کے مطابق نقص ہے، اور یہ کہ اس کے لیے جائز ہے کہ وہ مطیع اور فرمانبردار کو سزا سے دوچار کر دے اور نافرمان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل کر دے، اور بندوں پر ایسا حکم نافذ کرے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ اگر یہ دین کی بنیادی معلومات ہیں تو میں اسلام میں داخل نہ ہوں گا۔

علم کلام کا کس قدر برا اثر ہے جو اسلام اور مسلمانوں پر پڑ رہا ہے۔

حکمت اور تعلیل کی نفی کے برے اثرات:

تعلیل کی نفی سے کوئی افعال کے اسباب کی نفی وجود میں آئی ان لوگوں نے آگ سے جلانے اور پانی سے سیراب کرنے کی خاصیت کی نفی کر دی۔ اشعری نے کہا: روٹی بھوک نہیں مٹاتی، پانی سیراب نہیں کرتا اور آگ جلاتی

[1] اتحاف السادة المتقين: ٢/٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ ❶ اور کہا: ''یہ کہنا کہ اسباب اپنے مسببات میں مؤثر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے قول کا پیش خیمہ ہے جو شریک افعال میں مؤثر ہے۔ جبکہ مؤثر تو اکیلا اللہ ہے۔ ❷ زبیدی نے ذکر کیا ہے: ''اللہ تعالیٰ اس وقت سیرابی پیدا کرتا ہے جب کوئی پانی پیتا ہے اور اس وقت بھوک مٹانا پیدا کرتا ہے۔ جب کوئی روٹی کھاتا ہے۔ جس نے اس کے علاوہ عقیدہ رکھا اس نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا ڈالا۔'' ❸

ابن حزم رحمہ اللہ نے ان لوگوں پر سخت ردّ کرتے ہوئے کہا: اشعریہ نے مجمل طور پر طبائع (فطرت) کا انکار کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا آگ میں گرمائش اور برف میں ٹھنڈک نہیں ہے اور یہ کہ کائنات میں طبعی قوت نہیں ہے۔

ان کا کہنا ہے: ''شراب میں نشہ اور منی میں بچہ پیدا کرنے کی خاصیت نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ انسان کی منی سے وہ اونٹ پیدا کر دیتا اور گدھے کی منی سے انسان بنا دیتا اور دھنیا کے بیج سے کھجور پیدا کرتا۔'' ہمارے نزدیک ان کے اس خود ساختہ فلسفہ کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ❹

یقیناً تکوینی اسباب اللہ تعالیٰ کے تکوینی اوامر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مختلف اشیاء کے ساتھ جمع کیا اور ان میں اثر و رسوخ کی خاصیت رکھی۔ ❺

انہوں نے گمان کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض و غایت ہوتی تو وہ ابتداء میں ہی اس کا سبب بنانے سے پہلے اس کا قصد کرتا۔ یہ غلط گمان ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ مسببات کو اسباب سے اور غایات کو اس کے وسائل سے اور نتائج کو ان کے مقدمات کے ساتھ مربوط کرے۔ تاکہ پختگی کی ایک ایسی قسم جو ایسی سنتوں اور قوانین کو ایجاد کرے جن میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل نہ ہو۔

تاثیر کا انکار کرنے سے وحدۃ الوجود کا دروازہ کھلا حتیٰ کہ غزالی نے کہا: ''حقیقی فاعل اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں اور وجود میں اللہ تعالیٰ اور اس کے افعال کے سوا کچھ نہیں ہے۔''

قرآن مجید نے اسباب کو ثابت کیا ہے:

ہم ان اسباب کو اسی طرح ثابت کرتے ہیں جس طرح کہ قرآن مجید نے ان کو ثابت کیا مگر ہم ان کو خالق نہیں

❶ سبکی نے یہ قول ذکر کیا ہے۔ الطبقات: ۸/ ۲۲۷۔ مقالات ابو الحسن اشعری: ۲۸۲.

❷ تحفہ المرید للباجوری، ص: ۹۸ ۔ ۹۹۔ طبع دارالکتب العلمیہ.

❸ اتحاف السادۃ المتقین: ۸/ ۵۰۸.

❹ الفصل فی الملل والنحل: ۵/ ۱٤.

❺ لیکن حبشی اس کے خلاف ہے۔ وہ اسباب اور مسببات کو اس وقت ثابت کرتا ہے جب وسیلہ کے متعلق بات کرتا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یہ وسیلہ واسطہ ہے اور واسطہ سے فقط سببیت مراد لی جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسببات کو اسباب کے ساتھ مربوط کیا ہے یہ اس کی سنت ہے۔ دیکھئے: المقالات السنیہ: ٤۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَٰتِ﴾ (الاعراف : ٥٧)

''پھر اس سے پانی اتارتے ہیں، پھر اس کے ساتھ ہر قسم کے کچھ پھل پیدا کرتے ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ (فاطر : ٩)

''پھر ہم اس کے ساتھ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتے ہیں۔''

ہم اس (اللہ تعالیٰ) کے لیے وہ سب کچھ ثابت کرتے ہیں جو اس نے اپنے نفس کے لیے خود ثابت کیا ہے، اور فطرت وعقل اس کے اوامر کی تخلیق میں جس حکمت کی گواہی دیتے ہیں اس کو ثابت سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو تخلیق کرتا ہے اور اس کا حکم دیتا ہے تو اس میں اس کی حکمت بالغہ موجود ہوتی ہے۔ مگر یہ حکمت مخلوق کی حکمت سے مماثل یا مشابہ نہیں ہے۔ بلکہ خالق اور مخلوق کی حکمت میں الگ الگ ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی صفات وافعال اور مخلوق کی صفات وافعال میں کوئی مماثلت نہیں ہے۔

ہمارا اللہ تعالیٰ کے افعال میں حکمت کو ثابت کرنا معتزلہ کے طریقہ سے بھی الگ ہے جو اللہ تعالیٰ پر واجب قرار دیتے ہیں اور اس کے بندوں کے افعال پر قیاس کی وجہ سے حرام کہہ دیتے ہیں۔ ان کے اس فاسد قیاس نے ان کو مجوسیوں کی مشابہت کی طرف دھکیل دیا۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کے لیے شر کو تخلیق کرنا حرام ہے جبکہ جبریوں نے مشرکین کے اس قول کی مشابہت کی:

﴿لَوْ شَآءَ اللَّهُ مَآ أَشْرَكْنَا وَلَآ ءَابَآؤُنَا﴾ (الانعام : ١٤٨)

''اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہی ہمارے آباؤ اجداد۔''

نجاست لگے شخص کی نماز:

عورتوں کے بارے میں حبشی کا فتویٰ مشہور ہوا کہ اگر کسی عورت کے ہاتھ پر اس کے بچے کا پیشاب پیمپر تبدیل کرنے کے دوران لگ گیا تو اس نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔ [1] اس سے اس کی تمام شاگرد خواتین پیمپر تبدیل کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں پر دستانے پہننے پر مجبور ہو گئیں۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس شخص کے بارے میں اس کا فتویٰ انتہائی نرم ہے جو نجاست لگے ہونے کے باوجود نماز پڑھے۔ اس نے اس شخص کی نماز کو جائز کہا جو نجاست لگے ہونے کے باوجود نماز پڑھے چاہے یہ کتے کا پیشاب اور گندگی ہی کیوں نہ ہو؟ چاہے یہ نجاست نمازی کے بدن پر لگی ہو یا کپڑوں پر ہو۔ اس نے اپنے فتویٰ کی دلیل (یوسف الزیات)

[1] یہ فتویٰ ریکارڈ شدہ ہے۔ کیسٹ خالد کنعان: ۴۲۹۔ پہلی سائیڈ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے فتویٰ کو بنایا ہے جو مندرجہ ذیل سوال کے جواب میں ذکر کیا گیا ہے۔

سوال: علمائے مالکیہ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو نجاست لگے ہونے کے باوجود جان بوجھ کر نماز ادا کرے؟

جواب: اس نجاست سے طہارت کے بارے میں مالکیہ کے تین اقوال ہیں:

اوّل: واجب ہے۔

دوم: سنت ہے۔

سوم: مستحب ہے۔

اور مذہب میں سنت کا قول زیادہ قوی ہے۔ جمہور مالکیہ کا یہی موقف ہے۔ جس نے نجاست کے ساتھ نماز پڑھی اس کی نماز صحیح ہے۔ چاہے نجاست ہلکی (پیشاب) ہو یا مغلظ (پاخانہ) ہو۔ مذہب میں یہی قول راجح ہے۔

اگر کوئی شافعی رحمہ اللہ کا مقلد ہو تو وہ مالکیہ کے سنت والے قول کو اپنا لے کہ نماز کی صحت کے لیے نجاست کا ازالہ سنت ہے۔ کیونکہ دو مذہبوں کے درمیان عبادت کے باب میں مشترکہ مؤقف قابل اعتماد ہے۔ نمازی کو اگر کتے کا لعاب، پیشاب یا گندگی وغیرہ لگی ہو تو اس کی نماز جائز ہے۔ اس کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اس ہاتھ کو دھوئے بغیر کھانا کھائے جس پر کتے کا لعاب لگا ہو۔ کیونکہ اللہ کا دین آسان اور اس میں تنگی نہیں ہے۔ ❶

حبشی نے اس فتویٰ کو نقل کرنے کے بعد اس پر تعلیق لگاتے ہوئے کہا: یہ جواب ان حروف کے ساتھ ختم ہوا اور یہ انتہائی بہترین جواب ہے۔ ❷ اس طرح تو حبشی نے اپنے فتویٰ کے ذریعے ظلم سے کام لیا کہ اس نے بچے کے پیشاب کو کتے کے پیشاب اور کتے کی نجاست سے بھی زیادہ نجس بنا ڈالا۔

اس نے نماز کے دوران تو پیشاب کی نجاست لگنے کو حلال اور نماز کے باہر حرام قرار دیا۔

بلکہ حبشی نے ایک مقام پر سوئے ہوئے شخص کے منہ سے نکلنے والے پانی کو بھی نجس قرار دے دیا۔ ❸ اس کے نزدیک منہ سے نکلنے والے پانی کا حکم پیشاب جیسا ہے۔

البتہ حبشی کے منہ سے نکلنے والا پانی عطر کی طرح پاک اور خوشبو دار ہے۔ اس کے شاگرد (نبیل الشریف) نے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے شیخ کو مندیل (چھوٹا رومال، ٹشو پیپر) دیا کرتے تھے۔ کیونکہ اس کو بلغم کثرت سے آتی تھی وہ اس میں اپنی بلغم تھوکتا رہتا اور پھر اپنے شاگردوں کو دے دیا کرتا تھا، وہ اسے اپنے ہاتھوں پر لگایا کرتے تھے جس سے پورا کمرہ

❶ اگر حبشی کے نزدیک یہ اس لیے قابل قبول ہے کہ دین آسان ہے تو اسے چاہیے اکٹھی تین طلاقوں کو ایک تصور کرے۔ کیونکہ اس میں آسانی بھی ہے اور خود رسول اللہ ﷺ نے ایک شمار کیا ہے یہ سنت ہے، اور جس نے سنت سے منہ موڑا اس کا رسول اللہ ﷺ سے کوئی تعلق نہیں۔

❷ بغية الطالب: ۹۹ ـ ۱۰۰۔ یہ نفیس فتویٰ اس کے شاگرد سیّد اسامہ نے نقل کیا ہے۔ الكفاية: ۲۷.

❸ بغية الطالب: ۱۲۱ ـ ۱۲۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوشبو سے مہک اُٹھتا تھا اور حبشی جس شاگرد کو رومال واپس پکڑایا کرتا تھا اس کے ہاتھوں سے کئی دن تک خوشبو آتی رہتی تھی۔ ❶

یہ فتویٰ جسے حبشی نے نفیس کہا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے خلاف ہے: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ (المدثر: ٤) ''اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے۔'' اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے مخالف ہے: ''پاکیزگی کے بغیر نماز نہیں ہے۔'' یہ حبشی کی فقہ ہے جو اندھی تقلید ہے۔ یہ مذاہب کے درمیان خودساختہ ہم آہنگی اور شاذ فتاویٰ کو ترجیح دینا ہے۔

بلکہ یہ فتویٰ ابن کرام کے موافق ہے جو کہ (کرامیہ) کا سربراہ ہے۔ ابومنصور بغدادی نے فقہ میں اس کی حماقتوں کو ذکر کرتے ہوئے نقل کیا کہ اس نے کہا: ''اگر تمام کپڑے ناپاک ہوں تو پھر بھی نماز صحیح ہے۔'' ❷

جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے جبکہ نبی ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ آپ جوتا صاف نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران ہی جوتا اتار دیا۔ اگر اس معاملہ میں آسانی ہوتی تو آپ اپنے آپ کو نماز میں حرکت کرنے سے باز رکھتے۔ ہوسکتا ہے یہ گندگی سے بھی کم نجاست ہو (مگر آپ نے جوتا اُتار دیا)۔

کیا یہ کھلا تضاد نہیں کہ اس نے کہا: ''پیشاب سے بچنا، اور اس سے پاک رہنا یہ اجماع کی رو سے واجب ہے۔'' اور یہ مقام نبوت کے قطعاً لائق نہیں کہ آپ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچیں اور یہ آپ کے جسم اطہر پر لگے۔ جبکہ وہ معلم کائنات ہیں اور اپنی امت کو احکام شریعت سکھلانے والے ہیں۔ ❸ پھر وہ پیشاب کی نجاست کو جائز قرار دے رہا ہے۔ اسی طرح گندگی میں بھی نماز کو جائز کہہ رہا ہے؟

اس کے تناقضات میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے انسان کے بدن کے ذریعے مسجد کو نجس کرنے کو گناہ شمار کیا ہے۔ اگرچہ ظاہر چیز سے ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ تھوک وغیرہ۔ ❹

الشریف نے کہا: (یہ حرام ہے)۔ یعنی مسجد میں تھوک اور بلغم وغیرہ داخل کرنا تو حرام ہے، لیکن پیشاب، پاخانہ، گندگی داخل کرنا اور اس میں نماز ادا کرنا صحیح ہے۔ یہ تضاد اس وقت کھل کر سامنے آجاتا ہے جب اس کے شاگرد اپنے شیخ کے فتویٰ کا دفاع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیا مسجد رسول اللہ ﷺ میں کتے نہیں آتے جاتے تھے؟

حبشی کے نزدیک پانی سے استنجاء پسندیدہ نہیں:

حبشی کے نزدیک استنجاء کے لیے ہاتھ استعمال کرنا مکرو ہے اسے وہ قبیح خیال کرتا ہے اور یہ فعل اس کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ ❺ اسی طرح اس کے نزدیک پانی سے استنجاء کرنا بھی مکروہ ہے۔

❶ مجالس الہدیٰ (کیسٹ) نمبر: ۲۸۔

❷ الفرق بين الفرق: ۲۱۲.

❸ صريح البيان: ۲۸۲ ـ ۲۸۷.

❹ بغية الطالب: ٤٣٩.

❺ کیسٹ (خالد کنعان) ۳۷۰، پھلی سائیڈ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ کہتا ہے: بعض لوگ استنجاء کرتے وقت پاخانہ وغیرہ اپنے ہاتھ اور پانی سے صاف کرتے ہیں اور شرم گاہ کو پانی سے دھوتے ہیں یہ قبیح فعل ہے۔ ❶ ابن تین سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ اس کا انکار کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پانی سے استنجاء کرتے تھے جب کہ عز بن عبدالسلام نے اپنے فتاویٰ میں نص ذکر کی ہے کہ پانی سے استنجاء کرنا ڈھیلوں سے استنجاء کرنے سے افضل ہے۔ ❷

یہ جس کو قبیح فعل کہہ رہا ہے وہ خود رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے نکلتے جبکہ میں اور ایک غلام پانی کا برتن اور ایک برچھی لے کر جاتے اور آپ پانی سے استنجاء کرتے۔ ❸

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ میں نبی ﷺ کے پاس کسی برتن میں پانی لاتا جس سے آپ استنجاء کیا کرتے تھے...... اور ان سے ہی مرفوعاً روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ اہل قبا کے بارے میں نازل ہوئی۔

﴿فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا﴾ (التوبة : ١٠٨)

''اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔''

پھر کہا یہ لوگ پانی کے ساتھ استنجاء کرتے تھے اسی لیے ان کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ❹

اس بنیاد پر اور جو سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تھا کہ تمھارے نبی نے تمھیں ہر چیز کی تعلیم دی ہے حتی کہ قضائے حاجت کی بھی۔ ہم کہتے ہیں حبشی اپنے متبعین کو قضائے حاجت کی تعلیم بھی اچھے طریقہ سے نہیں دے سکا۔

اس نے یہ بھی فتویٰ دیا کہ: اگر استنجاء وضو سے پہلے کر لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ جبکہ استنجاء کو مؤخر کرنا صحیح ہے۔ ❺ اور شاید تو یہ سوال پوچھ لے۔ کون سی چیز صحیح ہے؟ کیا استنجاء وضو کے بعد صحیح ہے یا پھر وضو صحیح طور پر استنجاء کے ساتھ باقی ہے۔

اگر بدن پر گندگی کے اثرات باقی ہونے کے باوجود وضو صحیح ہے تو پھر نماز بھی صحیح ہے تو دیکھیں کون سی بات زیادہ بری اور قبیح ہے جوتے پر نجاست کا لگا ہونا کہ جبریل علیہ السلام نے آکر بتایا اور آپ نے اسے اتار دیا یا پھر نمازی کے بدن پر ہونا؟

---

❶ بغية الطالب : ٦٨.

❷ فتاوىٰ العز بن عبدالسلام : ٢١٥.

❸ متفق عليه.

❹ ابوداؤد، ترمذی، بیہقی، ابن ماجہ، اس کی سند میں دو علتیں ہیں۔ یونس بن حارث اور ابراہیم بن ابی میمونہ جیسا کہ الجموع میں اس کی وضاحت ہے۔ ۹۹/۲۔ حافظ نے تلخیص میں ۸/۱۴ میں فتح الباری میں مذکورہ موقف کے خلاف وضاحت کی ہے ۱۹۵/۷۔ بہرحال مختلف شواہد کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے جیسا کہ مسند احمد میں عویم بن ساعدہ الانصاری سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ مسجد قباء تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے طہارت کے متعلق تم لوگوں کی تعریف کی ہے۔ ۳/۳۲۲، الارواء: ۱/۸۵.

❺ بغية الطالب : ٨٦، طبع حديد : ٩٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ فتویٰ امت کے بعض علماء سے مروی ہے، لیکن ہم نے اسے یہاں پر حبشی کا تضاد بیان کرنے کے لیے ذکر کیا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اگر ماں کے ہاتھ پر بچے کا پیشاب لگ جائے تو اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔ یہ فتویٰ اس کی اپنی آواز میں ریکارڈ شدہ ہے۔ کیا بچے کا پیشاب کتے کے پیشاب اور گندگی سے بھی زیادہ نجس ہے؟ اور یہ شخص گندگی کے اثرات بدن پر چھوڑنے کا فتویٰ کس طرح دے رہا ہے جو بچے کے پیشاب کو ہاتھ پر فقط لگ جانے کے حرام ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے؟

حبشی کے نزدیک ننگے بدن نماز پڑھنا جائز ہے:

حبشی کا دعویٰ ہے کہ ایسے حمام میں داخل ہونا جائز ہے جس میں دوسروں کے سامنے ستر سے کپڑا ہٹایا جائے، بس وہ اپنی نظر کی حفاظت کرے، اور فقط دو شرم گاہوں کے علاوہ کسی پر انکار نہیں۔ اور کہا جو شخص نیکر میں نماز ادا کرے اس پر انکار نہ کیا جائے۔ یعنی حبشی یہ کہہ رہا ہے جو شخص اپنی دونوں شرم گاہوں کو فقط ڈھانپ کر نماز ادا کرے چاہے اس کا بقیہ بدن پورے کا پورا ہی ننگا ہو اس کی نماز صحیح ہے۔ ❶ اس کے باوجود کہ اس کا فتویٰ ہے کہ ران ستر میں داخل ہے۔ یہ فتویٰ (بغیۃ الطالب) جدید ایڈیشن میں صفحہ نمبر ۳۶۹ پر موجود ہے جب کہ اس نے اپنی کتاب (صریح البیان) میں کہا۔ ران ستر میں داخل نہیں ہے۔ ❷

اے فقہائے اسلام! ہمیں ایسے شخص کی نماز کے بارے میں فتویٰ دیجیے جس کے بدن پر نجاست لگی ہوئی ہو، اس کے بدن پر کتے کا پیشاب، گندگی ہو۔ اور وہ فقط نیکر میں نماز پڑھ رہا ہو؟

حقیقت یہ ہے کہ حبشی کا مناقشہ اس فرعی ثانوی مسئلہ میں اس کی توحید کی مخالفت کی نسبت نہیں ہے لیکن اس کا مناقشہ اس کے منحرف مسلک میں اس انحراف کے سبب ہے جس کی بناء پر وہ مسائل کے حل کی کوشش کر رہا ہے۔

اس نے مرداوی سے نقل کیا ہے ❸ کہ امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ فقط دونوں شرمگاہیں ستر میں داخل ہیں۔ یہ اس کا مکروفریب اور تلبیس ہے کہ اس نے امام احمد کے مذہب کے متعلق مرداوی کے قول سے جان بوجھ کر چشم پوشی کی۔ مرداوی نے کہا: مذہب میں صحیح بات یہ ہے کہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک ستر کا حصہ ہے۔ اور جمہور اصحابِ مذہب کا یہی موقف ہے۔ ❹

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ احباش کی بیان کردہ نصوص کو قبول کرنے میں احتیاط برتنی چاہیے کیونکہ بہت سے تجربات سے ہمارے لیے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ یہ لوگ نصوص کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں اور پھر جو ٹکڑا اپنے مطلب کا ہوتا ہے وہ لے لیتے ہیں اور دوسرا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اس کو چھپا لیتے ہیں جس سے ان کی علمی خیانت واضح ہے۔

❶ بغية الطالب: ١٣٩، طبع جديد.

❷ صريح البيان: ١٥٦، طبع جديد: ٢٩١.

❸ الانصاف للمرداوی: ٤٤٩/١.

❹ الانصاف للمرداوی: ٤٤٩/١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر اس نے امام نووی [1] سے نقل کیا کہ داؤد، محمد اور عطاء نے کہا: مرد کا ستر فقط دو شرمگاہیں ہیں۔ [2]

حبشی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ یہ قول کہ ران ستر میں داخل نہیں، مالک رحمہ اللہ کا ہے یہ ان لوگوں کی مالکی فقہاء کے اقوال کے ساتھ کھلواڑ کی پرانی سازش ہے کہ بعض اقوال کی نسبت امام مالک رحمہ اللہ کی طرف کر دیتے ہیں۔

حق بات یہ ہے اور میرا نہیں خیال کہ حبشی کو اس کا علم نہ ہو وہ کہ ران ستر میں داخل ہے اور یہ جمہور کا قول ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے شافعیہ سے پانچ وجوہات ذکر کی ہیں جن کے تحت ثابت کیا گیا ہے کہ (ران پردے میں داخل ہے)۔ نووی رحمہ اللہ نے یہ بھی ذکر کیا کہ مالک رحمہ اللہ کا مذہب شافعیہ اور جمہور علماء کا ہی ہے کہ ران ستر میں داخل ہے۔ [3] مسائل کو زیر بحث لانے اور پیش کرنے میں اہل حق کا یہ طریقہ نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ران کو ستر میں داخل سمجھتے تھے:

جمہور علماء کا یہ موقف ہے اور ان کے ہاں یہ قاعدہ متفق علیہ ہے کہ جب قول اور عمل میں تعارض واقع ہو جائے تو قول کو عمل پر مقدم کیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی رانوں کو ڈھانپ کر رکھو کیونکہ رانیں ستر میں داخل ہیں، بخاری رحمہ اللہ نے اسے اپنی کتاب تاریخ میں ذکر کیا: ۱/۱۳، مسند احمد: ۵/۲۹۰۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ سند ہمارے ہاں عالی اور متصل ہے۔ [4]

البتہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف فرما تھے اور آپ کی پنڈلیوں یا رانوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا تو اس میں واضح ہے کہ راوی کو شک ہوا کہ آپ نے پنڈلیوں سے کپڑا ہٹایا ہوا تھا یا پھر رانوں سے؟ اسی لیے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا اس حدیث سے استدلال لینے میں نظر ہے کیونکہ راوی کو شک ہے۔ [5]

حبشی کو اس شک کا مکمل ادراک تھا کہ یہ عبارت (أو ساقیه) (یا پنڈلیاں) اس کے استدلال کو باطل قرار دے رہی تھی تو اس نے اس کو حدیث سے ساقط کر دیا اور اس کا ذکر نہیں کیا۔ پھر ایک عیاری بھائی نے ایک پمفلٹ نکالا جس کا عنوان رکھا ((عبداللہ الحبشی اور فواحش کی طرف دعوت) مؤلف نے اس میں حبشی کی اس تحریف کا پردہ یہ کہہ کر چاک کیا: حبشی نے حدیث شریف سے (أو ساقیه یا آپ کی پنڈلیاں) حذف کر دیا ہے تا کہ وہ اپنے جھوٹے موقف کو ثابت کر سکے۔ یہ وہ معاملہ تھا جس نے حبشی کو یہ الفاظ اپنی کتاب کے آخری ایڈیشن میں لکھنے پر مجبور کر دیا، اس کے بارے میں احباش کا دعویٰ ہے کہ پہلا ایڈیشن ہے۔ [6]

انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ہے ''پھر آپ کی ران سے کپڑا ہٹ گیا''۔ اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ

---

[1] المجموع: ۳/۱٦۹۔
[2] صريح البيان: ۲۹۲۔
[3] المجموع: ۳/۱٦۸۔
[4] موافقة الخبر الخبر فی تخريج احاديث المختصر: ۲/۱۲۰۔
[5] حوالہ سابقہ: ۲/۱۲۱۔
[6] صريح البيان: ۱۵٦، کتاب کا مقارنہ کریں۔ طبع جدید دیکھیں: ۲۹۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں اس میں لفظ ازار کے اعراب میں اختلاف ہے کہ اس پر (رفع۔پیش) یا پھر (نصب۔زبر) ہے۔مشہور دوسرا ہے اور اسماعیلی نے پہلے کو ترجیح دی ہے۔ ❶ (یعنی ہوا کی وجہ سے کپڑا خود بخود ہٹ گیا۔)

میں کہتا ہوں: مسلم کی روایت میں ہے اور امام احمد نے مسند احمد میں بھی یہی لفظ ذکر کیے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ران سے کپڑا ہٹ گیا۔ ❷

یہ حدیث بالکل صحیح اور قابل اعتماد ہے جو پہلی روایت میں پیدا شدہ اشکال کو دور کر رہی ہے۔ کیونکہ حدیث، حدیث کی تشریح کرتی ہے لیکن حبشی نے اس طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔ اس نے تجاہل عارفانہ سے کام لیا کیونکہ اہل کلام کا یہی طریقہ ہے کہ وہ علم ہونے کے باوجود باطل چیز پر بحث اور جھگڑا کرتے رہتے ہیں۔

یہ حدیث اس معاملہ میں واضح ہے کہ ہوا چلنے کی وجہ سے آپ کا ازار خود بخود ہٹ گیا تھا۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ازار ران سے ہٹ جانا دلیل نہیں ہے کہ انسان اپنی ران کو دوسروں کے سامنے کھول دے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام غسل کر رہے تھے اور ان کا ستر لوگوں کے سامنے کھل گیا تھا۔

اس معاملہ میں امام مالک کی روایت کردہ حدیث اہم ہے ''کہ جس نے نماز پڑھی اور اس کی ران کھلی تھی تو اس پر نماز دہرانا واجب نہیں۔''

اس روایت سے بھی فقط یہ پتہ چلتا ہے کہ نماز کے دوران اگر کسی وجہ سے کسی کی ران کھل گئی تو اس کی نماز صحیح ہے مگر اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا نماز میں جان بوجھ کر اپنی ران کھلی رکھنا چاہیے۔

یہاں پر ایک غلطی کا ازالہ لازمی ہے بعض لوگ کہتے ہیں جیسا کہ کسی ضرورت کی وجہ سے قبرستان میں نماز پڑھنا صحیح ہے تو کسی ضرورت کی وجہ سے ران کھلی رکھ کر نماز پڑھنا بھی صحیح ہے۔

ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ ضرورت کون سی ہے؟

اس میں جو عذر سمجھ آتا ہے وہ فقط وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کو لاحق ہوا کہ آپ کی ران بغیر قصد کے کھل گئی اگر اسی طرح نماز میں بھی نہ چاہتے ہوئے ران کھل جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کی نماز کا حکم وہی ہوگا جو رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا کیونکہ آپ سے بغیر قصد اور ارادہ کے ران کھلی تھی۔

اس کے علاوہ ایسا کوئی عذر ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ حبشی نے یہ موقف نہیں اپنایا کہ جو شخص مجبوری اور ضرورت کے تحت اس طرح نماز پڑھے اس کی نماز صحیح ہے بلکہ اس کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے اور وہ اس کے جواز کا عقیدہ رکھتا ہے۔

اور کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت ہے کہ آپ کے اقوال اور افعال میں شک پیدا کیا جائے اور آپ پر اعتراضات کا دروازہ کھولا جائے، کہ یہ کہا جائے کہ تمھارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ران کو کھولنے سے منع کیا ہے اور اسے ستر میں شمار کیا ہے

❶ موافقة الخبر: ٢/١٢٠۔ ❷ مسلم: ١٣٦٥، المسند: ٣/١٠٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر جان بوجھ کر اپنی ران سے کپڑا ہٹا دیا ہے؟

اس مسئلہ میں اہم بات یہ ہے کہ حبشی نیکر میں نماز پڑھنا کو جائز کہتا ہے، جب کہ نبی ﷺ کی ران جس وقت کھل گئی تھی آپ اس وقت گھوڑے پر سوار تھے کبھی بھی نماز میں آپ کی ران کا کھلنا ثابت نہیں ہے، کسی ایک صحابی سے بھی نماز میں یہ فعل مذکور نہیں ہے۔ پھر یہ ہے کہ نماز کے دوران ستر اور نماز کے علاوہ ستر میں واضح فرق ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ نماز میں کندھوں کو ڈھاپنا واجب ہے جب کہ نماز کے علاوہ ایسا نہیں ہے۔

حبشی اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا ہے جو فقط داخلی لباس یعنی نیکر پہنے ہوئے ہو اور نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں داخل ہو تو کیا ہم اس کے اس فعل پر انکار کریں یا پھر مسئلہ اختلافی ہونے کی وجہ سے خاموش رہیں؟ یا پھر اس سے پوچھیں کہ کیا تو اس طرح نماز ادا کرنا جائز خیال کرتا ہے؟ حبشی کہتا ہے اگر وہ اعتقاد رکھتا ہے نیکر میں نماز پڑھنا صحیح ہے تو اس کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔

اگر ایسا ہی ہے تو کیا خیال ہے کہ مسجد میں اکثر نمازی اسی حالت میں ہوں کہ سو یا دو سو نمازی فقط نیکریں پہن کر نماز پڑھ رہے ہوں۔

اور کیسا منظر ہوگا جب مسجد ابی حیدر میں تدریس کے حلقہ (مجلس) میں تمام لوگ نیکر پہن کر بیٹھے ہوں؟

کیا یہ فطرتی حالت ہے کہ کہا جائے کہ ان لوگوں پر کوئی اعتراض نہیں؟

کیا اختلاف عدم انکار کے لیے دلیل ہے؟ ❶

حبشی کا کہنا ہے کہ جو شخص اپنی ران کھلی رکھے اس پر انکار (ممنوع) ہے، اور کہا: جو ایسے شخص کا انکار کرے وہ (جاہل) ہے اور اس کی دلیل متفق علیہ قاعدہ ہے کہ: مختلف فیہ (جن مسائل میں اختلاف ہے) کا انکار جائز نہیں بلکہ متفق علیہ مسائل پر انکار کیا جاتا ہے۔ ❷

یہ اتفاق اگر جواز کے لیے بطور حجت استعمال کیا جائے تو یہ قابل قبول نہیں ہے۔ اس لیے شاطبی رحمہ اللہ نے کہا: معاملہ ضرورت سے زیادہ بڑھ گیا حتی کہ چند مسائل میں اختلاف مباح ہونے کے دلائل میں شمار کر لیا گیا اور مسئلہ کے اہل علم کے درمیان اختلافی ہونے کی وجہ سے فعل کے جواز میں اعتماد اصل وقت سے موخر ہو گیا...... یہ کہا جاتا ہے کہ تو کیوں منع کر رہا ہے جب کہ مسئلہ اختلافی ہے؟ اس اختلاف کو جواز (جائز ہونا) میں فقط اس لیے دلیل بنایا جاتا ہے کہ اس میں اختلاف ہے۔ نہ کہ مباح کے عقیدہ کے صحیح ہونے پر اور نہ ہی تقلید کے لیے کہ جس کی تقلید کا امکان ممانعت کہنے والے سے زیادہ ہو۔ یہ شریعت میں واضح غلطی ہے کہ اس چیز کو قابل اعتماد بنا ڈالا جو حقیقت میں قابل اعتبار نہیں اور اس کو دلیل

---

❶ اس کی مزید تفصیل تقلید کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

❷ صريح البيان: ۲۹۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنا ڈالا جو اصل میں دلیل نہیں ہے۔ ❶

حافظ نے وہ موقف نقل کیا ہے جو ابن النحاس نے بعض لوگوں سے بیان کیا ہے: حرام وہ ہے جس کے حرام ہونے پر اتفاق ہے، اور جس میں اختلاف ہے وہ حرام نہیں ہے۔ پھر کہا: یہ اس قول سے بھی بڑا ہے جس کی بناء پر ہر اس چیز کی حلت (حلال) کا قول لازم آتا ہے جس کے حرام ہونے میں اختلاف ہے، اگر چہ اس اختلاف کی بنیاد بے وقعت اور بیکار ہی کیوں نہ ہو؟ ❷

سخاوی رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو یہ کہے: جس مسئلہ کے ترک کرنے پر اتفاق نہ ہو اس پر انکار واجب نہیں ہے۔ تو انہوں نے محققین اہل علم سے ان کے چار استثناء ذکر کیے ہیں۔

اول: ...... جو شخص اس کو حرام کہے جیسے مطلقہ رجعیہ (وہ طلاق جس میں رجوع ہو سکتا ہو) سے ہمبستری نہ کرنا اور نبیذ پینے والا چاہے اس میں نشہ نہ ہو اور نبیذ پیئے کو حرام کہے اگر چہ اس سے نشر نہ ہو۔

دوم: ...... حاکم: یقیناً وہ اپنے اجتہاد کے مطابق فیصلہ کرے گا، اسی لیے شافعی رحمہ اللہ نے کہا: نبیذ پینے والے کو حد لگائے اگر چہ وہ اس کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھے اور اس کی شہادت قبول کرے۔

سوم: ...... جب اختلاف بے وقعت ہو اس طرح کہ اس کے مثل سے ہی اس کے حکم کو ختم کر دیا جائے۔

چہارم: ...... خاوند اپنی بیوی کو اس کام سے منع کر دے جس کو حرام سمجھتا ہے۔ اگر چہ بیوی اسے حلال سمجھتی ہو جیسا کہ کوئی مسلم عورت نبیذ پیئے اور اسی طرح کوئی ذمی عورت شراب پیئے۔ ❸

غلو اور وسوسہ:

حبشی نے کہا اگر کوئی شخص نماز میں غلطی کرے اس نے لفظ (اکبر) کو (اکبار) پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی، کیونکہ اس لفظ کے معانی (طبل) ہیں۔ اگر چہ وہ اس کے معانی سے جاہل ہی کیوں نہ ہو؟ ❹ اس نے نمازی کی نماز فاسد ہونے کا حکم لگایا اگر چہ اس کو یہ علم نہ ہو کہ یہ غلطی نماز کو فاسد کر دیتی ہے۔

اس نے نماز کے باطل ہونے کے فتویٰ میں اس قدر سختی کی کہ اگر نماز میں تھوڑی سی آواز بھی نکلی تو نماز باطل ہو جائے گی اگر چہ یہ آواز ایک حرف اور دو حروف پر ہی مشتمل کیوں نہ ہو اور اس کا کوئی معانی نہ ہو مثلاً (آ) (آوٴ) وغیرہ۔ مگر سبکی نے اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے کہ گلا صاف کرنے یا کھانسنے کی آواز سے نماز باطل نہ ہو گی اگر چہ ایک یا دو حرف پر مشتمل ہی کیوں نہ ہو۔ ❺

---

❶ الموافقات: ٤/١٤١.
❷ فتح الباری: ١٠/٣٥.
❸ الفتاویٰ الحدیثیہ: ١٢٦.
❹ بغیة الطالب: ١١١.
❺ طبقات السبکی: ١٠/٢٣٨.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مگر اس کے مقابل اس نے اپنے فتویٰ میں سستی کی انتہاء کرتے ہوئے کہا۔ اگر کوئی نماز میں نذر ماننے کے لیے کلام کرے تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی مثلاً وہ یہ کہے: ''میں نے نذر مانی کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جمعرات کا روزہ رکھوں گا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔'' ❶ یہ فتویٰ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے خلاف ہے۔ ''ہمیں قرآن کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ نماز میں بات چیت کرنے سے منع کر دیا گیا۔ ❷ اور رسول اللہ ﷺ نے معاویہ بن حکم سے فرمایا تھا۔ نماز میں لوگوں کے کلام میں کچھ بھی جائز نہیں یہ (نماز) تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تکبیر اور قرآن کی قرأت کا نام ہے۔ ❸

اس کے شاگرد نبیل الشریف نے ذکر کیا ہے: ''اگر کوئی شخص مغرب کے بعد اگلے دن کا روزہ رکھنے کی نیت کرے پھر وہ ہر گھڑی گزرنے کے بعد کہتا ہے میں کل روزہ رکھوں گا۔ میں کل روزہ رکھوں گا۔ تو علماء نے کہا ان الفاظ کو دہرانے سے اسے ثواب ملے گا، اسی طرح اگر کوئی شخص وضو کرتا ہے اور چہرہ دھونے کے بعد کہتا ہے میں وضو کر رہا ہوں، میں وضو کر رہا ہوں، میں وضو کر رہا ہوں۔ اس کو نیت کا اظہار کہتے ہیں تو اس کے لیے ثواب ہے۔ اسی طرح نماز کا بھی معاملہ ہے، فقہاء نے کہا: اگر کسی شخص نے کہا میں ظہر کی نماز پڑھنے لگا ہوں۔ (اللہ اکبر) اور نماز میں داخل ہو گیا اور نماز کے دوران یہ کہتا رہا۔ میں ظہر کی نماز پڑھ رہا ہوں، میں ظہر کی نماز پڑھ رہا ہوں، میں ظہر کی نماز پڑھ رہا ہوں تو اس استحکام نیت پر اسے ثواب ملے گا۔'' ❹

لیکن زبیدی نے ابن ہمام سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بعض علماء سے یہ صراحت نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ سے نماز شروع کرتے وقت ایسے الفاظ (کہ میں فلاں نماز پڑھنے لگا ہوں) قطعاً کسی بھی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہیں حتی کہ کسی ضعیف حدیث میں بھی ایسا منقول نہیں ہے۔

پھر کہا: نماز کے شروع میں ایسے الفاظ صحابہ کرام اور تابعین سے بھی ثابت نہیں ہیں .... یہ بدعت ہے۔ ❺ اسی طرح امام سرہندی فاروقی نقشبندی (مجدد الف ثانی) نے اسے بدعت شمار کیا اور نماز کو فاسد کرنے کا سبب بتایا ہے۔ ❻

حربی کفار سے سود لینے کے جواز کا فتویٰ:

حبشی نے حربی کفار سے سود لینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور اس کی دلیل معروف حنفی امام محمد بن حسن شیبانی کا فتویٰ کو بنایا ہے اور یہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی قول ہے۔

حبشی سے سوال ہوا کہ لبنان میں سود لینا کیسا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ امام محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک دار حرب

❶ بغية الطالب : ١٠٥ اور موازنہ کریں، صفحہ: ١٠٦، ١٠٧.

❷ الطبرانی : ٣/٧٦٥.
❸ مسلم : ٥٣٧.

❹ مجالس الهدى : ١٥١/٢٧.
❺ اتحاف السادة : ٣/٣٥.

❻ مكتوبات الامام سرهندی : ١٦٠.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ان کے نزدیک دارحرب ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ کفر کے اُحکام مشتہر ہو جائیں۔اس سے کہا گیا۔ پھر کیا یہاں سود جائز ہوگا؟ تو اس نے جواب دیا کہ ان کے ہاں (یعنی محمد بن حسن شیبانی) جائز ہے، لبنان یا دیگر کسی بھی ایسے ملک میں سود لینا جائز ہے جہاں کفر کے احکام مشتہر ہو جائیں۔ ❶

یہ اس کا جواب ہے۔لیکن حربی کافر اور غیر حربی کافر کے درمیان کیسے فرق کرنا ممکن ہے؟ اور کیا آج ذمی کافر کا وجود ہے؟

کیا حبشی نے عیسائیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا؟

اس نے یہ کہتے ہوئے جواب دیا: آج کے دور میں دنیا میں ذمیوں کا کوئی وجود نہیں، یہ تو خلفائے راشدین، اموی، عباسی اور عثمانی دور حکومت میں تھے۔ ❷ آج کے دور میں اگر ذمیوں کا وجود نہیں ہے تو پھر سود کے لیے آج آیت حرمت بھی نہیں لوٹے گی۔ پھر یہ بھی ہے کہ اگر آج ذمی نہیں تو پھر ہم پر واجب ہے کہ ہم ان کا نام (حربی کفار) رکھیں۔

اگر حبشی لبنان کے عیسائیوں اور دیگر پر حربی کفار کے احکام لاگو کر رہا ہے تو یہ پھر سود کے معاملہ میں ایسا نہ ہوگا، کیونکہ حربی کفار کے متعلقہ احکام فقط سود کے ساتھ خاص نہیں کہ ان سے فقط سود لیا جائے بلکہ ان کے اموال کو لوٹنا، ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا اور ان کو مسلمانوں کی ملکیت میں رکھنا بھی شامل ہوگا، پھر ان کے اموال لوٹ لیے جائیں اور ان کی عورتوں کو قیدی بنایا جائے یعنی میری مراد یہ ہے کہ ان کو مال غنیمت سمجھا جائے۔

کیا حربی کفار کی چاپلوسی اور ان کے ہاں اعتدال اور میانہ روی کا اظہار جائز ہے؟ ہاں یہ اس کے فتویٰ کی انتہاء ہے، اس کا ایک اور فتویٰ ہے جس میں اس نے عیسائیوں اور یہودیوں کے اموال لوٹنے، اسباب چھیننے اور کوئی بھی ایسا طریقہ اختیار کرنے کو جائز کہا جس سے ان کے اموال چھینے جائیں۔

تنبیہ:...... ہم اس طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ اس کے دونوں فتوؤں کا موازنہ کیا جائے ایک میں عیسائیوں کے خلاف اعلان جنگ کیا جارہا ہے اور دوسرے میں اہل کتاب کے متعلق منافقانہ موقف اختیار کیا جارہا ہے۔ آج ان کو حربی کافر کی بجائے عزت دارشہری کا لقب دیا جارہا ہے۔ احباش عیسائیوں کی چوری کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں ہم اعتدال پسند ہیں۔

حبشی سے سوال کیا گیا کہ کیا ہم محمد بن حسن کے فتویٰ پر اعتماد کر سکتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: ہاں یقیناً وہ امام اور مجتہد ہیں۔ پھر یہ فقط محمد بن حسن سے ہی منقول نہیں بلکہ یہ ان سے پہلے ایک امام عطاء بن ابی رباح کا بھی موقف ہے۔ یہ وہ امام ہے جس نے صحابہ کرام سے علم حاصل کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے: ''مسلم اور کافر حربی کے درمیان کوئی سود نہیں۔''

حبشی نے کچھ مدت کے بعد اس سے رجوع کرتے ہوئے کہا: ''بہتر یہ ہے کہ اپنا مال بنک میں نہ رکھو اور اللہ تعالیٰ پر

❶ کیسٹ خالد کنعان: ١٦٩.

❷ کیسٹ: ٢٠/٣، پہلی سائیڈ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توکل کرتے ہوئے گھر میں رکھو، اگر اللہ تعالیٰ نے اس مال کا ضیاع لکھ دیا ہے تو یہ ضائع ہو کر رہے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت چاہے گا تو وہ محفوظ رہے گا لیکن اگر تیرا توکل اتنا مضبوط نہ ہو تو پھر اپنے پیسے بنک میں رکھ دو لیکن وہ بنک کفار کا ہو اور اس پر فائدہ حاصل کرو اگر تو فائدہ لینا چاہے اور تجھے بنک سے فائدہ ہو تو یہ تیرے لیے جائز ہے۔ [1] حبشی کا کلام ختم ہوا۔ اس طرح یہ مسئلہ حبشی کے نزدیک حرام سے حلال کی طرف فقط استفادہ کی بنیاد پر منتقل ہو جائے گا۔ سود کو حلال کرنے والوں نے ایسے ہی اس کا نام (فائدہ اٹھانا) رکھا ہے۔

اس فتویٰ کا تعاقب:

یہ فتویٰ درحقیقت ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے، انہوں نے ایک ایسی حدیث سے استدلال کیا ہے جو موضوع اور من گھڑت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''مسلم اور حربی کافر کے درمیان کوئی سود نہیں۔'' امام اوزاعی اور دیگر آئمہ نے اس کی سخت مخالفت کی ہے۔

شافعی رحمہ اللہ نے کہا: ابو یوسف کہتے ہیں کہ یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کیونکہ بعض مشائخ نے ہمیں مکحول سے ایسا بیان کیا وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''حربی کافر اور (میرے خیال میں کہا) اہل اسلام کے درمیان کوئی سود نہیں۔''

شافعی رحمہ اللہ نے کہا: ''یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور اس میں اس کی کوئی دلیل نہیں۔'' [2]

شافعی رحمہ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں سود کی حرمت واضح ہو جانے کے بعد اور اس کی حرمت کا حکم نازل ہونے کے بعد اس حدیث کو دلیل بنانا قطعاً جائز نہیں ہے۔

ابو یوسف رحمہ اللہ نے عین انصاف سے کام لیتے ہوئے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مخالفت اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کی موافقت کی ہے، انہوں نے کہا: ''اوزاعی کی بات ہی حق ہے۔ یہ حلال نہیں اور ناجائز ہے۔'' [3]

ابو یوسف رحمہ اللہ کا رجوع بھی اس بات کی دلیل ہے کہ مکحول کی بیان کردہ روایت ثابت نہیں ہے۔ اگر یہ روایت ثابت ہوتی تو ان کے لیے قطعاً جائز نہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قول سے اوزاعی کے قول کی طرف رجوع کرتے، لیکن حبشی نے سرخسی سے نقل کیا کہ ثقہ کا مرسل روایت بیان کرنا قابل قبول ہے۔

یہ قول جمہور آئمہ اہل حدیث کے خلاف ہے۔ اور ان میں سب سے پہلے امام نووی اور امام مسلم رحمہما اللہ ہیں۔ مطلق طور پر مرسل کو قبول کرنا صحیح نہیں ہے۔ جمہور کا موقف یہ ہے کہ ایسی مرسل روایات حجت نہیں اور نہ ہی اس کے ذریعے قطعی

---

[1] کیسٹ ۳، پہلی سائیڈ کا شروع۔

[2] نصب الرایة للزیلعی: ٤/٤٤، جوینی نے کہا ابوحنیفہ حدیث کا بہت کم علم رکھتے تھے۔ مغیث الخلق: ٣٥.

[3] الام للشافعی: ٣٥٨/٨، ٣٥٩.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور ثابت شدہ روایات کی مخالفت کی جا سکتی ہے خصوصاً جب اس کے ذریعے کوئی قرآن مجید کے قطعی اور ثابت شدہ حکم باطل کرنا چاہے۔ ❶

حق بات یہ ہے کہ مکحول تدلیس کرتے تھے جیسا کہ ذہبی رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے۔ ❷ حافظ نے (التقریب) میں کہا: وہ عائشہ رضی اللہ عنہا، عبادۃ رضی اللہ عنہ اور کبار صحابہ کرام سے تدلیس کرتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کے نام ذکر کیے ہیں جن سے مکحول روایت کرتے ہیں مگر انہوں نے ان سے سنا نہیں ہے جیسا کہ انس، ابوامامہ اور واثلہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ❸

رہی یہ بات کہ عطاء رحمہ اللہ نے صحابہ کرام سے علم حاصل کیا ہے تو یہ بات بھی فائدہ مند نہیں۔ صحابہ کرام میں کوئی نہیں ہے جس سے ایسا فتویٰ ثابت ہو، اور ان کا صحابہ کرام سے علم حاصل کرنا ان کے معصوم یعنی غلطی سے پاک ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ متعہ کا فتویٰ دیا کرتے تھے حتی کہ انھیں عمر رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم ان احکامات میں میری اطاعت کرو جن میں تمھارے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں اور اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو تم میری اطاعت نہ کرنا۔'' کوئی امت کے عظیم لوگوں میں سے کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو اس کی بات کو قرآن و سنت پر پیش کیا جائے گا۔

احباش کا اپنے شیخ کو بتدریج متساہل (سست) بنانا:

حبشی سے سوال کیا گیا کہ لبنان میں بعض فرانسیسی بنکوں میں غیر مسلم ملازم نہیں ہیں، اس کے تمام ذمہ داران مسلمان ہیں تو کیا یہ شرط ہے کہ ملازم کافر ہونا چاہیے؟ تو اس نے جواب دیا: ملازم کا کافر ہونا ضروری ہے۔ اس سے پھر سوال کیا گیا کہ یہ تو بہت مشکل ہے۔ فرانسیسی بنک کے تمام ملازمین مسلمان ہیں۔ تو اس نے جواب دیا: مل جائے گا، مل جائے گا تم تلاش کرو، بیروت میں بنک کا مدیر (منیجر) بھی کافر مل جاتا ہے۔

پھر اس نے کثرت سوال کے پیش نظر مزید سہولت پیدا کرتے ہوئے کہا: بنک میں مسلمان ملازمین کا ہونا غیر موثر ہے یعنی کوئی مسئلہ نہیں۔ شرط یہ ہے کہ وہ ذمہ دار جس سے آپ لین دین کا معاہدہ کریں وہ کافر ہونا چاہیے۔ یعنی اہم بات یہ ہے کہ آپ کا سودی معاملہ کافر کے ساتھ طے پانا چاہیے۔

❶ امام نووی رحمہ اللہ نے (التقریب) میں اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اور اکثر حفاظ حدیث اور محققینِ حدیث کی طرف اسے منسوب کیا ہے اور یہ امام مسلم کا قول بھی ہے جیسا کہ صحیح میں موجود ہے: ۱/۳۰، بعض نے ان مراسیل کو چند شروط کے ساتھ قبول کیا ہے جیسا کہ شافعی رحمہ اللہ۔ حافظ نے (النکت) میں اسرافینی سے نقل کیا ہے کہ جب تابعی کہے (قال رسول اللہ) تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس کے ذریعے ترجیح بھی نہیں دی جائے گی چہ جائیکہ اسے دلیل بنایا جائے۔ النکت: ۲/ ٥٤٥.

❷ تعريف اهل التقديس: ١١٢. الثقات لابن حبان: ٥/ ٤٤٧.

❸ (تهذيب التهذيب: ١٠/ ٢٩٢)، التدليس في الحديث للدميني: ٣٥٢-٣٥٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبشی سے سوال کیا گیا: کیا یہ جائز ہے کہ کسی مسلمان بنک ملازم کو اپنا وکیل مقرر کر کے کہا جائے: میں تجھے کسی بھی عیسائی بنک ملازم کے ساتھ بنک میں اکاونٹ کھولنے کے لیے اپنا وکیل مقرر کرتا ہوں؟ تو اس نے جواب دیا۔ یہ جائز ہے۔ اس کا ایک شاگرد کھڑا ہوا اور اس نے اپنے شیخ کے قول پر اضافہ کرتے ہوئے کہا: اگر کوشش کے باوجود آپ کو کوئی عیسائی ملازم نہ ملے تو کیا آپ کسی مسلمان بنک ملازم کو بیروت میں اپنا وکیل مقرر کریں گے کہ وہ آپ کا اکاونٹ کسی عیسائی ملازم کے ساتھ مل کر کھولے؟ تو حبشی نے اس کی موافقت کی۔

پھر حبشی نے سوال کرنے والے سے کہا: اگر تو نے ایسا کیا تو تو نے دو عظیم المرتبت اماموں کے مذہب پر عمل کیا تیرے لیے کوئی حرج نہیں ہے۔

یہودیوں کا اخلاق:

یہ نہ ہی تو اسلامی اخلاق ہے اور نہ اخلاق نبوی ﷺ ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے بلکہ یہ تو یہودیوں کا طریقہ ہے۔ ❶ وہ کہتے ہیں: ''اپنے بھائی کو سود کے بدلے قرضہ نہ دو بلکہ دوسروں کو دو، اپنے بھائی کو سود پر قرضہ قطعاً نہ دو تا کہ تیرا رب جو کہ تیرا معبود ہے، وہ تجھے ہر اس احسان کا بدلہ دے جو تو بھائی کے ساتھ کرے اور تجھے اس سرزمین کا وارث بنا دے جہاں تو موجود ہے۔''

دیکھو یہ شخص اسلامی اور نبوی اخلاق سے کس قدر دور ہے؟

اللہ تعالیٰ کے متعلق حیلہ سازی:

پھر حبشی نے سائل کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ جب اسے یہ کہا جائے کہ یہ مال جو تو کافر کو دے گا کیا وہ اس سے فائدہ نہ اٹھائے گا اور وہ دوسرے مسلمانوں سے اس مال کی بناء پر سود وصول نہ کرے گا؟

تو حبشی نے اسے حیلہ سازی سکھلاتے ہوئے کہا: تو یہ کہنا کہ مجھے اس بات کا یقینی علم نہیں کہ بنک میرا مال لوگوں کو بطور قرض دے گا، بلکہ یہ جائز ہے کہ بنک میرا مال تجارت کے لیے رکھے یا اس سے کوئی سامان تجارت خریدے، مجھے اس کا قطعی علم نہیں ہے۔ بس مجھے تو یہ علم ہے کہ میں نے اپنا مال بنک میں رکھا ہے اور میں اس سے فقط وہ فائدہ لے رہا ہوں جو اس نے میرے لیے ماہانہ، سہ ماہی یا سالانہ مقرر کر دیا ہے۔ یہ فتویٰ باقاعدہ ریکارڈ شدہ ہے۔

آخری تعاقب:

حبشی نے سود کے حلال ہونے کا جو فتویٰ دیا ہے، یہ تین مراحل پر مشتمل ہے۔

۱۔ اس ملک میں سود حلال ہے جس میں کفر کے احکام ظاہر اور منتشر ہوں۔

۲۔ اس بنک سے سود لینا جائز ہے جس کا بانی عیسائی ہو اگرچہ وہ بنک اسلامی ملک میں ہی کیوں نہ ہو بشرطیکہ معاہدہ

❶ الثنية: ۲۳/۱۹، ۱/۱۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسائی ملازم کے ساتھ طے پائے۔

۳۔ کافر کی نیابت کرتے ہوئے مسلمان بنک ملازم سے سودی معاملہ طے کرنا جائز ہے۔

ایک کلمہ جو اس نے ذکر کیا:

حبشی کا دعویٰ ہے کہ ہم لوگ کہتے ہیں: جو شخص رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا۔ [1] یہ تہمت ہے کوئی عقلمند انسان ایسی بات نہیں کرتا۔ جو شخص اذان کے الفاظ میں ایسا اضافہ کرے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے عہد مبارک میں نہ تھا تو وہ بدعتی ہے۔ اس کے بارے میں ہم یہ ایمان نہیں رکھتے کہ وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا۔ مگر سود جسے حبشی جائز قرار دے رہا ہے۔ یہ ایسا گناہ ہے جس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ جیسے انسان اپنی ماں کے ساتھ زنا کر رہا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سود کے بہتر درجے ہیں سب سے کم ایسے ہے جیسے انسان اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔ ایک روایت میں ہے: ''جیسے انسان اپنی ماں کے ساتھ لیٹے (زنا کرے)۔'' [2] لہٰذا حبشی ایسی معصیت (نافرمانی) کو رواج دے رہا ہے جو زنا سے بھی زیادہ بری ہے۔

پھر اس کا ایک انتہائی قریبی (نزار حلبی) کھڑا ہوا جس نے اپنے ایک خطبہ میں علمائے سوء اور گمراہ آئمہ سے لوگوں کو بچنے کی تلقین کی۔ وہ جو بغیر علم کے فتویٰ دیتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام اور اس کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دے رہے ہیں۔ یہ لبنان میں موقع غنیمت جانتے ہوئے اپنی سوچ کو پروان چڑھا رہے ہیں پھر کہا: ابن سیرین نے کہا: ''یہ دین کا علم ہے، پس دیکھو تم کس سے اپنا دین لے رہے ہو؟'' اس نے مزید کہا: تیرے لیے جائز نہیں کہ تو ایک غلط فتویٰ سنے اور اسے فوراً قبول کر لے اور یہ کہے کہ یہ تو فلاں کا فتویٰ ہے۔ میرا اس سے کیا واسطہ ہے؟ اگرچہ وہ تجھے سود کے حلال ہونے کا فتویٰ ہی کیوں نہ دے؟ اگر ایسا ہے تو ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ﴾ (البقرة: ٢٧٦)

''اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔''

﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ [3] (البقرة: ٢٧٥)

''حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔''

لیکن وہ اپنے شیخ کے بارے میں کیا کہے گا جس نے سود کو حلال کہا اور اسے خرید و فروخت یعنی تجارت کی طرح قرار دیا۔ کیا وہ اس کی تاویلات کرے گا؟

---

[1] كراس الدر المفيد فى دروس الفقه والتوحيد: ٦، كيست حبشى، (كنعان الدبوسى).

[2] الأوسط للبطرانى، یہ حدیث اپنے شواہد کی بناء پر حسن ہے دیکھیے السلسلة الاحاديث الصحيحة: ٤/٤٨٨.

[3] کیسٹ: ۳/۳۱۰، پہلی سائیڈ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کافر کا مال ہتھیانے کے لیے جوا کھیلنا جائز ہے:

حبشی نے ایک مسلمان کو کافر کا مال لوٹنے کے لیے جوا کھیلنے کی اجازت دی ہے اور یہ فتویٰ اس نے ابن عابدین کی تقلید میں دیا ہے۔ ❶

اس نے کہا: اسی طرح اگر وہ ان کو مردار بیچے، یا ان سے جوا کھیلے اور ان کا مال حاصل کر لے تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک یہ مال پاک اور طیب ہے۔ اس نے اپنے قول کی دلیل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فعل کو بنایا ہے جو انہوں نے کفار مکہ کے ساتھ بطور شرط طے کیا تھا جس دن یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

﴿الٓمٓ ○ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ○ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ○﴾

(روم: ۱-۳)

''الٓمٓ۔ رومی مغلوب ہو گئے۔ سب سے قریب زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آئیں گے۔''

اس قصہ کی روایات قول صحابی سے زیادہ کچھ نہیں ہے: ''یہ شرط لگانے کی حرمت کا حکم آنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔'' ❷

اس نے شرط لگانے کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا اگرچہ شروع میں اس نے اس کو حرام کہا۔

اس نے کہا مسلم کی طرف سے کافر کے حق میں یہ جائز ہے۔ اس نے اپنی بات کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو بنایا ہے جو انہوں نے رکانہ رضی اللہ عنہ سے بکریوں کے معاملہ میں بطور شرط طے کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ رضی اللہ عنہ کی شرط کو قبول کیا۔ پھر رکانہ رضی اللہ عنہ کی بکریاں ان کو واپس کر دیں۔

چوری کے بارے میں اس کا فتویٰ:

اس سے سوال کیا گیا۔ ایسے لوگ جن کے پاس مزرعہ (زرعی فارم) ہو اور ان کے پڑوسی غیر مسلم ہیں۔ کیا ان کی کھیتی اور گائے چرانا جائز ہے؟ اس نے سائل کے لیے چوری کو جائز قرار دیا بشرطیکہ فتنے کا ڈر نہ ہو۔ ❸

اس کے بہانوں اور حیلہ سازیوں کی ایک شکل یہ ہے۔ اس سے سوال کیا گیا: جس نے حرام مال سے نفع حاصل کیا پھر اس کا لباس خریدا، اب اس نے شریعت کا علم حاصل کیا تو اس لباس کا کیا کرے؟

اس نے جواب دیا: جس کے ہاتھ میں حرام مال ہے۔ اگرچہ وہ چوری کا ہے یا کسی بھی اور ذرائع سے ہے۔ وہ کسی ایسی جگہ پر آیا جہاں سامان بیچا جا رہا ہے۔ یا کسی کے دروازے اور دوکان پر آیا اور اس سے پوچھا: یہ سامان تم مجھے کتنے کا

---

❶ صريح البيان: ١٣٣.

❷ البغوی: ٦/٢٦٠، زادالمسير: ٦/٧٦، الطبری: ٢٠/١٤.

❸ کیسٹ: ٢، دوسری سائیڈ: ٧٠٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیچتے ہو؟ اس نے کہا: اتنے کا اس نے کہا: میں اس سامان کو اس مال کے بدلے میں خریدتا ہوں۔ اس نے کہا: یہ لو میں نے تم کو بیچ دیا۔ پھر اس کے بعد اس نے اس حرام مال سے اس کو قیمت ادا کی تو یہ چیز اس کی ملکیت میں داخل ہو گی۔ اگر یہ کپڑا ہے تو اس کے لیے اس کو پہننا جائز ہے اور اگر گاڑی ہے اس کو استعمال کرنا جائز ہے۔ ❶

یہ اس کے چند فتاویٰ ہیں جو اس نے سود، جوا، شرط اور چوری وغیرہ کے متعلق دیئے ہیں اور ان کو جائز کہا ہے یہ ایک نا قابل فراموش حقیقت ہے کہ دنیا اس وقت ان برائیوں یعنی سود خوری، قمار بازی، اور سٹہ بازی کی وجہ سے پاگل ہو چکی ہے۔ کیا یہ تقویٰ، اللہ کا خوف اور اتباع سنت ہے جو ان لوگوں نے اپنے شیخ کی سیرت بیان کرتے ہوئے ذکر کی ہے کہ وہ سنت پر عمل کرنے میں شدید حریص اور اہل بدعت کے سخت خلاف ہے؟

یہ وہ فتاویٰ جات ہیں جن پر احباش عمل کرتے ہیں۔ درحقیقت وہ اعتدال پسندی اور مذہبی ہم آہنگی کے نام پر کفار کا قرب تلاش کر رہے ہیں۔ یہ کھلا تناقض ہے۔ یاد رہے احباش کی چوریاں بہت زیادہ ہیں۔

جب ان سے سوال کیا جاتا ہے۔ تم کیسے چوری کرتے ہو حالانکہ تمھارا یہ دعویٰ ہے کہ تم لوگ حق پر ہو؟

یہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اسے چوری نہ کہو۔ یہ تو حلال طریقے سے ان کا مال لوٹنا ہے اور یہ چوری قطعاً نہیں ہے۔

جب ان سے کہا جاتا ہے تم ان لوگوں کی تعریف کیسے کرتے ہو جن کو تم حربی کافر کہتے ہو؟

تو یہ جواب دیتے ہیں: جنگ دھوکے کا نام ہے۔

عنقریب ان کو پتہ چل جائے گا کہ حقیقی طور پر کون دھوکے میں رہا؟

زکوۃ کے بارے میں حبشی کا فتویٰ:

حبشی کا خیال ہے کہ آج کل استعمال ہونے والی کرنسی نوٹ، ریال، ڈالر اور ورقی کرنسی پر کوئی زکوۃ نہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ﴾ (التوبة: ٣٤) ''اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ بنا کر رکھتے ہیں۔'' میں داخل نہیں ہے۔

اور کہا اس کرنسی پر زکوۃ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک بھی نہیں ہے جب کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے کیونکہ یہ کرنسی سونا چاندی کی طرح ہی ہے۔ ❷

پھر اس نے اپنی بات کی تائید میں مزید کہا: سونا اور چاندی کے علاوہ دیگر قیمتی معدنیات پر کوئی زکوۃ نہیں کیونکہ

❶ كيسٹ: ٦، پهلی سائیڈ: ١/١١٠٠. (احباش نے دعویٰ کیا ہے کہ میں نے یہ فتویٰ خود گھڑا ہے حبشی نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ میں نے اس موضوع پر ایک کیسٹ تیار کی ہے جس میں اس کا چوری کے متعلق یہ موقف ذکر کیا گیا ہے اور یہ اس کی آواز میں ہے۔

❷ بغية الطالب: ١٦٠، ٢٠٧.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے ان دو کے علاوہ کسی چیز کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ❶

پھر اس نے ایسے لوگوں پر جو ان چیزوں میں زکوۃ کے قائل نہیں اعتراض کرنے سے منع کر دیا۔ اس نے کہا: اگر کوئی معترض ان دو اماموں پر اعتراض کرے تو اسے کہا جائے گا کہ تیرے لیے ان پر اعتراض کرنا صحیح نہیں کیونکہ ان دونوں کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں جو وعید ذکر کی ہے وہ فقط سونا اور چاندی پر زکوۃ نہ دینے والوں کے لیے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (التوبة: ٣٤)

''اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، تو انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دے۔''

تم ان دو اماموں پر کیسے اعتراض کر سکتے ہو جب کہ ان کی بات کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے؟ کسی حنفی کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان دونوں اماموں کے مذہب پر کوئی اعتراض کرے۔ ❷

حلال وحرام میں حبشی کا منہج:

اس فتویٰ کا رد کرنے سے پہلے ہم اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ حبشی لوگوں کو تقلید محض کی دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ کسی بھی معتبر امام کا فتویٰ لے لیا جائے اور ایسی صورت میں دلائل کی طرف توجہ کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ دیگر ایسے آئمہ کرام موجود ہیں جن کا فتویٰ اس کے اس فتویٰ کے خلاف ہے اور انہوں نے ایسے دلائل ذکر کیے ہیں جو اس کے ذکر کردہ دلائل کے خلاف ہیں۔ حبشی کو اس بات کی کوئی فکر نہیں کہ حق بات کو پہچانا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کون سا مجتہد صحیح بات کر رہا ہے اور کون سا مجتہد غلطی کر رہا ہے؟ اور یہ کہ حق بات کو اپنایا جائے یعنی جس کی تائید دلیل کر رہی ہو اسی کو ہی لیا جائے۔ لیکن اس کا دل جدھر مائل ہوتا ہے وہ اس کو اپنا لیتا ہے۔

پھر اس کا یہ موقف اسلام کے اہم رکن زکوۃ کے ساتھ کھلواڑ سے کم نہیں، نقدی پہلے سونے اور چاندی کے ساتھ خاص تھی اس کے علاوہ کسی چیز کو نقدی نہیں سمجھا جاتا تھا اس لیے بعض آئمہ نے یہ موقف اپنایا کہ زکوۃ سونے اور چاندی کے ساتھ خاص ہے لیکن آج کے دور میں سونا اور چاندی کی جگہ پر کرنسی نوٹ جاری کر دیئے گئے ہیں جو درحقیقت اپنے عمل میں حقیقی لحاظ سے سونے اور چاندی کی طرح ہی ہیں جب کہ شکل میں مختلف ہیں۔

آج اس فتویٰ کو عام کرنا دین میں نصیحت نہیں بلکہ ملاوٹ اور دھوکہ ہے اور لوگوں کو ایسے مذہب کے ذریعے گمراہ کرنا ہے جس میں ایسا نرم اور آسان فتویٰ پیش کیا جا رہا ہے جو لوگوں کی خواہشات کے عین مطابق ہے۔

❶ بغية الطالب: ١٦٩. ❷ صريح البيان: ١٢٨، بغية الطالب: ١٦٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ معاملہ صرف اس دور میں پیش آیا ہے خاص طور پر پہلی عالمی جنگ کے بعد اکثر ممالک نے سونا اور چاندی میں لین دین کو ممنوع قرار دے دیا اور اس کو کرنسی کے بدلے میں ایک رسید کے طور پر خزانے میں جمع کر دیا جبکہ امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ کے دور میں معاملہ اس سے بالکل مختلف تھا یقیناً اس وقت سونا اور چاندی ممنوع نہیں تھے جب کہ آج یہ دنیا کے مرکزی بینکوں میں ایک خزانے کے طور پر رکھ دیئے گئے ہیں اور کرنسی ان کے نائب کی حیثیت سے دنیا میں استعمال ہو رہی ہے گویا کہ آج کا کرنسی نوٹ سونا اور چاندی کی جگہ پر استعمال ہو رہا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ ان اوراق یعنی کرنسی نوٹ کے بدلے میں جتنا سونا اور چاندی چاہیں خرید سکتے ہیں۔

یقیناً نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے مال کی زکوۃ دی۔'' آج کے کرنسی نوٹ پر لفظ مال کا اطلاق بغیر کسی قید کے ہوتا ہے آج جو اس کا مالک ہے لوگوں کے ہاں وہی مالدار تصور کیا جاتا ہے اور جو اس کا مالک نہیں وہ فقیر کہلاتا ہے جس کے پاس اس کی کچھ مقدار ہو تو اس کے لیے کافی ہے۔

تمام مذاہب کے فقہاء مندرجہ ذیل باتوں پر متفق ہیں:

☆ جو چیز بھی درہم اور دینار کے قائم مقام ہوگی اس کے تمام احکام بھی وہی ہوں گے۔

☆ اور ان کی دلیل قیاس ہے، کیا وہ قیاس جس پر تمام فقہا متفق ہیں وہ صحیح ہے یا باطل ہے؟

☆ نبی اکرم ﷺ نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنایا تو آپ نے فرمایا ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مالوں میں سے زکوۃ کی ادائیگی فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء پر لوٹائی جائے گی یہ فقیروں کا حق ہے جبکہ یہ باطل فتویٰ فقیروں کو ان کے حق سے جو اہل ثروت کے ہاں ان کا ہے محروم کر رہا ہے۔

☆ جو شخص لاکھوں روپے کرنسی کا مالک ہے لیکن اس کے پاس سونا اور چاندی نہیں تو وہ کس جانب شمار کیا جائے گا کیا اس کا شمار فقیروں میں ہوگا یا پھر مال داروں میں ہوگا؟

☆ وقت کے جمہور فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ کرنسی نوٹوں پر زکوۃ ہوگی سوائے احناف کے جن کے نزدیک دو قیمتی دھاتوں یعنی سونا اور چاندی پر ہی زکوہ ہوگی۔ [1]

☆ آج یہی کرنسی نوٹ چیزوں کی قیمت بن چکے ہیں جو کہ سونے اور چاندی کے قائم مقام ہے اور یہ نوٹ رکھنے والا ان سے ایسے ہی فائدہ اٹھا رہا ہے جیسے سونے اور چاندی سے اٹھایا جاتا ہے۔

☆ ان کرنسی نوٹوں کی اصل بنیاد سونا اور چاندی ہی ہے اگر مرکزی بینکوں سے اس کو نکال لیا جائے تو کرنسی نوٹوں کی وقعت سوائے کاغذوں کے کچھ نہ ہوگی۔

---

[1] الفقہ الاسلامی وأدلتہ: ۲/۷۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجمع فقہی مکہ مکرمہ میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ آج کا کرنسی نوٹ ہر لحاظ سے سونا اور چاندی کے قائم ہے۔

آج کل ہر ملک کی الگ الگ کرنسی ہے اور ہر کرنسی ایک الگ جنس شمار کی جاتی ہے۔ یہ ہرگز جائز نہیں کہ قطری ریال تھوڑے دے کر زیادہ لیے جائیں، یہ حلال نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ سود ہے، اسی طرح میرے لیے جائز نہیں کہ میں قطری ریالات کا سعودی ریالات کے ساتھ تبادلہ کروں مگر یہ کہ قبضہ اسی مجلس میں ہی مکمل ہو۔ جب کرنسی ایک ہو تو لین دین میں برابری شرط ہے۔ اور اگر کرنسی مختلف ہو تو اس میں تبادلہ جائز ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ اسی مجلس میں کرنسی قبضہ میں لی جائے۔ کیونکہ حالیہ کرنسی ہر لحاظ سے سونے اور چاندی کا کردار ادا کر رہی ہے پیسے کا نہیں۔ جب یہ کہا جاتا ہے (فلاں مال دار ہے) تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے پاس سونا چاندی تو بہت بڑی مقدار میں ہے اور وہ بہت زیادہ کرنسی کا مالک ہے۔

اگر چور چوری کرتا ہے تو وہ کرنسی بھی چراتا ہے، بیوی کا مہر بھی کرنسی کی شکل میں ہوتا ہے۔ ان کرنسی نوٹوں کے ذریعے بیوی کا جسم اپنے لیے حلال کیا جاتا ہے۔ اگر اس کرنسی کو نقود شمار نہ کیا جائے تو بیوی کیسے حلال ہو جاتی ہے؟

اسلامی بنک جب نظام مضاربہ کا معاملہ کرتے ہیں تو حالیہ کرنسی نوٹوں پر ہی اعتماد کرتے ہیں۔

آج جب ہم ادھار بیع (خرید و فروخت) کرتے ہیں تو رأس المال جو کہ بیع سلم (ادھار خرید فروخت میں) ہو وہ بھی یہی کرنسی ہے۔ [1]

☆ یہ قول کہ کرنسی میں زکوٰۃ نہیں درحقیقت ایک اسلامی رکن (زکوٰۃ) کا خاتمہ اور اس کو معطل کرنا ہے۔ کیونکہ یہ آج مال کی سب سے بڑی قسم ہے۔

جو اس میں زکوٰۃ کا قائل نہیں وہ دو حال سے خالی نہیں۔

۱۔ یا تو وہ غلطی کرنے والا مجتہد ہے جو امت اسلامیہ کے جمہور آئمہ کی مخالفت کر رہا ہے اور یہ قول شاذ ہے۔

۲۔ یا پھر فسادی ہے جو شاذ فتاویٰ جات کے ذریعے امت میں شر پھیلا رہا ہے تاکہ وہ لوگوں کو دین سے گمراہ کرے اور ان کو فتنہ میں ڈال دے۔

اگر وہ ایسا مجتہد ہے جو غلطی پر ہے تو ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت کا سوال کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ وہ اس کو اس کا اجر نصیب فرمائے کیوں کہ وہ تاویل کرنے والا مجتہد ہے۔

اور اگر وہ فتنہ باز ہے تو ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں وہ اس کے مکر و فریب کو اسی پر لوٹا دے اور اسے مسلمانوں کے درمیان ذلیل و رسوا کر دے۔

یہاں یہ اشارہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ جس کو ادا کرنے پر احباش مجبور ہیں اور ان کے پاس

---

[1] مجلة الفقه الاسلامی: ٢/٤٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی راہ فرار نہیں وہ اس کو بھی اللہ تعالیٰ پر حیلوں اور بہانوں کے ذریعے رد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص اپنے کسی بھائی کو جو مستحقِ زکوٰۃ ہے اپنا مال دیتا ہے پھر اسے کہتا ہے مجھے یہ مال ہبہ کر دو۔ یا اکثر مال بطور ہدیہ واپس کر دو۔

یہ مذہب اس شخص کا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی قدر اس طرح نہیں کی جس طرح کرنے کا حق ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفات سننا، دیکھنا اور سینوں کے راز معلوم ہونا پر صحیح ایمان نہیں لایا۔

حبشی کے بعض فتاویٰ جات:

حبشی سے اس آدمی کے ذبیحہ کے بارے میں پوچھا گیا جو نماز نہیں پڑھتا تو اس نے کہا: اس کو کھا لیا جائے۔ پھر پوچھا گیا اگر اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہ کیا جائے؟ تو اس نے کہا: ہاں کھا لیا جائے۔ [1]

شراب پینے کے متعلق اس کا فتویٰ:

بعض فقہاء کے نزدیک کسی بھی حالت میں شراب کے ذریعے علاج کرنا جائز نہیں ہے۔ بعض کے نزدیک اگر کسی شخص کے گلے میں کھانا اٹک گیا ہو تو مجبوراً شراب کا ایک گھونٹ اس کے لیے جائز ہے۔ یعنی نوالہ آگے لے جانے کے لیے شراب کا ایک گھونٹ پی سکتا ہے۔ بعض کے نزدیک اگر کوئی اور دوا نہ مل رہی ہو تو شراب کے ذریعے علاج صحیح ہے۔ [2]

اس فتویٰ کو حبشی عوام الناس کے سامنے پوری شد و مد سے پیش کر رہا ہے حالانکہ اس سے یہ مخفی نہیں کہ لوگ اپنے شیخ کے فتویٰ پر بہت جلد اعتماد کر لیتے ہیں اور رخصت کو بڑی سرعت سے قبول کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یقیناً یہ شخص تدلیس سے کام لے رہا ہے، علماء نے یہ نہیں کہا: کہ لقمہ اٹک جائے اور پانی نہ ہو تو شراب کا گھونٹ پی لو بلکہ اس کو مشروط کیا ہے، کہ اگر کھانا گلے میں اٹک جائے اور جان جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے اور شراب کے علاوہ کوئی اور چیز میسر نہ ہو تو ایسی صورت میں شراب کا گھونٹ پی کر لقمہ آگے لے جائے۔ یہ مجبوری اور شدید ضرورت کے پیش نظر ہے۔

یہ ممکن نہیں کہ جس شخص کو حکمت سے نوازا گیا ہو وہ لوگوں سے اس انداز سے گفتگو کرے کہ ان کے لیے شر کے دروازے کھول دے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ اس شخص نے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے تحت نصیحت نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمھاری دوا کسی حرام چیز میں نہیں رکھی ہے۔'' لیکن اس شخص نے لوگوں کو شاذ فتاویٰ پر لگا دیا ہے۔

احباش نے فقط اس بنیاد پر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں کہا کہ وہ جہنم کے فنا ہو جانے کے قائل تھے کہ انہوں نے علماء کے دو اقوال حکایتاً نقل کر دیے تھے حالانکہ انہوں نے اپنی بہت سی کتابوں میں اس بات کی وضاحت کی کہ جہنم کے فنا ہو جانے کا قول جہمیہ کی بدعت ہے جو کہ سلف صالحین کی مخالفت پر مبنی ہے۔

[1] كيسٹ حبشي: ٣/٦١٦.

[2] كيسٹ: ٧، عداد: ٤٠٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبشی کیا کہے گا کہ اگر ہم اس پر الزام دیں کہ وہ لقمہ آگے لے جانے کے لیے شراب کو جائز قرار دیتا ہے؟ ایک مسلمان کے پاس کھانا کھاتے وقت شراب کیسے موجود ہو سکتی ہے کہ وہ لقمہ آگے لے جانے کے لیے اس کو استعمال کرے اور کیا خیال ہے کہ اگر بار بار اس کا لقمہ اٹک جائے تو وہ ہر دفعہ ایک گلاس بھر کر پیتا رہے؟

قمار بازی (لاٹری) اور شرط لگانے کے متعلق حبشی کا فتویٰ:

شروع شروع میں حبشی نے لاٹری حرام قرار دی مگر صرف اور صرف مال داروں کے لیے جب کہ فقیروں کے لیے جائز کہا۔

پھر قمار بازی کو حلال کہنے کا مرحلہ بتدریج شروع ہوا، یعنی محتاج فقیر کے لیے جائز ہے کہ وہ قمار بازی سے مال حاصل کرے اور فائدہ اٹھائے، جس قدر اس کو ضرورت ہو خود رکھ لے اور باقی محتاجوں میں تقسیم کر دے۔ یہ مال اس کے ہاں ضائع شدہ مال کے قائم مقام ہے، اور کہا ایسا مال مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنا صحیح ہے۔ ❶

درحقیقت یہ لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ جان بوجھ کر مال کو ضائع کرنے کے مترادف ہے اور اس فتویٰ کے ذریعے ان لوگوں کی مدد کی گئی ہے جو لوگوں کا مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں، لوگ اس لاٹری کے ذریعے اپنے آپ کو زبردست منافع کے دھوکہ میں رکھتے ہیں بلکہ وہ لاٹری خریدنے کے لیے بھاری قرضہ بھی لیتے ہیں اور اس کے باوجود عام طور پر انھیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لیے ضائع شدہ مال اور جان بوجھ کر مال کو ضائع کرنے میں فرق کیا جائے۔

قمار بازی اور سٹہ بازی کا جواز:

اس نے دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قمار بازی (شرط لگانے) کو ابوبکر صدیق اور کفار مکہ کے درمیان اس لیے جائز قرار دیا تھا کیونکہ مکہ دارِ کفر تھا۔ ❷

اس نے دعویٰ کیا کہ یہ ایک مسلمان کی طرف سے کافر کے حق میں جائز ہے۔ اور اس نے بطور دلیل نبی کریم ﷺ کا عمل پیش کیا کہ آپ نے رکانہ رضی اللہ عنہ سے بکریوں پر (شرط) لگائی تھی۔ ❸ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے رکانہ سے اسے قبول کیا تھا پھر ان کی بکریاں واپس کر دی تھیں اور کیا رکانہ رضی اللہ عنہ اس وقت کافر تھے؟

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شرط لگانے سے دلیل پکڑنا جو انھوں نے رومیوں کی فتح کے سلسلہ میں کفار سے لگائی تھی تو یہ قول صحابی ہے: اور یہ شرط لگانے کی حرمت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ❹

❶ صريح البيان : ١٣٦.

❷ صريح البيان : ٢٦٥.

❸ صريح البيان : ١٣٤، ٢٦٥.

❹ تفسير البغوى : ٦/ ٢٦٠، زاد الميسر : ٦/ ٧٠، الطبرى : ١٤/ ٢٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی اس وضاحت کے باوجود کہ نبی ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قمار بازی کی اجازت دی تھی اس نے قمار بازی کے فعل کو ایسی عبارت پر ختم کیا ہے جو شک اور تضاد کو ظاہر کر رہی ہے۔ اس نے کہا: ہم خود اپنے لیے اور دوسروں کے لیے اس پر عمل کو پسند نہیں کرتے ہم تو وہ بات نقل کر رہے ہیں جو ہم سے پہلے آئمہ نے کہی ہے کیونکہ آج کے اس دور میں بہت سے لوگ سودی لین دین میں ملوث ہو چکے ہیں حالاں کہ اس کی حرمت متفق علیہ ہے............ہم ان کو کہتے ہیں بعض شر بعض سے ہلکے ہوتے ہیں۔ ❶

ایک سوال جو خود بخود پیدا ہوتا ہے...... جب رسول اللہ ﷺ نے اس کی واضح طور پر ہر ایک کے لیے اجازت دی ہے تو پھر وہ اس کو ناپسند کیوں کر رہا ہے؟ وہ اس فعل کو ناپسند کیوں کر رہا ہے جسے اس امت کے سب سے نیک انسان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیا ہے؟

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سود جس کے حرام ہونے پر اتفاق ہے مگر حبشی نے سود کھانے والوں کے لیے بہت سے چور دروازے کھولے ہیں۔

قوم کو بے وقوف بنایا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی:

پھر حبشی قمار بازی کے جواز کے متعلق بات کرتے ہوئے کہتا ہے کافر کے ساتھ قمار بازی جائز ہے بشرطیکہ فائدہ اور مال مسلمان کے حصہ میں آنے کی غالب امید ہو اور ہر حال میں کافر ہی خسارہ میں رہے یہ عام لوگوں کو بے وقوف بنانے والے بات ہے۔

اگر ایک دفعہ مسلمان کو فائدہ ہو تو دوسری دفعہ وہ نقصان بھی اٹھا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن اس کے مال کے متعلق پوچھے گا تو نے یہ مال کہاں سے کمایا اور کن کاموں پر خرچ کیا؟ وہ اللہ تعالیٰ سے کہے گا۔ مجھے حبشی نے فتویٰ دیا تھا کہ میں اسے کافر کے ساتھ جوابازی کے ذریعے کماؤں مگر میں نے اسے کافر پر ہی خرچ کر دیا جب وہ جوئے میں میرے اوپر غالب آ گیا۔

اللہ تعالیٰ پر حیلہ سازی کو جائز قرار دینے میں حبشی کا طریقہ واردات:

اسلام کے اہم بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول (سد الذرائع ......حرام کے ذرائع کو روکنا) ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ فقط حرام سے ہی نہ بچیں بلکہ حرام کی طرف لے جانے والے تمام ذرائع سے بھی دور رہیں تاکہ فساد اور بگاڑ کو ہر ممکن حد تک روکا جا سکے، مگر بعض حیلہ ساز اپنی حیلہ سازیوں کو سرانجام دینے کے لیے ان کا انکار کرتے ہیں شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے مکر و فریب کے ذریعے عالم الغیب و الشهادة (اللہ تعالیٰ) کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

---

❶ صريح البيان: ٢٦٦، طبع حديد: ٢٦٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے:

☆ ابن بطال نے رسول اللہ کے اس فرمان ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے'' کی تشریح میں کہا اس حدیث کی بنیاد پر سدالذرائع اور حیلوں کے بطلان پر دلیل پکڑنا......مضبوط ترین دلائل میں سے ایک دلیل ہے۔ ❶

☆ اہل علم کے ہاں یہ اصول مسلم اور مقرر ہے کہ ہر وہ حیلہ جو حق کو باطل کرنے یا باطل حق ثابت کرنے کو کی طرف لے جائے وہ حرام ہے جیسا کہ حافظ نے اس کی وضاحت کی ہے۔خرید وفروخت اور معاملات میں اعتبار مقاصد اور معانی کا ہے نہ کہ الفاظ اور عبارتوں کا۔

☆ حافظ نے ذکر کیا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک حیلوں پر عمل کرنا مکروہ ہے اور ان کے مذہب کے محققین علماء نے وضاحت کی ہے یہ مکروہ تحریمی ہے اور ایسا کرنے والا گناہ گار ہوگا۔اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے: ''ہر انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی'' جس نے لین دین کے معاہدہ سے سود کا ارادہ کیا تو وہ سود میں واقع ہوگیا اور اسے اس گناہ سے خرید وفروخت کی کیفیت اور صورت نہیں نکال سکتی۔

جس نے نکاحِ حلالہ کا ارادہ کیا وہ حلالہ کرنے والا ہی ہے اور اس فعل کی وجہ سے وہ لعنت جیسی وعید کا حقدار بن گیا۔ اس وعید سے اسے نکاح کی کیفیت یا صورت نکال نہیں سکتی جس بھی چیز سے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام یا حرام کردہ چیز کو حلال کرنے کا ارادہ کیا گیا وہ گناہ کے علاوہ کچھ نہیں۔

گناہ کے حصول میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں کہ انسان کسی ایسے حرام فعل کی حیلہ سازی کرے جو فعل اسی کے لیے ہو یا پھر کسی اور کے لیے ہو بشرطیکہ اسے اس کا ذریعہ بنایا جائے۔نفسی حنفی نے اپنی کتاب (الکافی) میں محمد بن حسن سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا: اللہ کے احکام سے حیلوں اور بہانوں کے ذریعے راہ فرار اختیار کرنا اور ان کو باطل کرنا مومنوں کا طریقہ کار نہیں ہے۔ ❷

دین میں حیلہ سازی کے متعلق اہل علم کا موقف:

☆ ابن بطہ نے کہا ایسے شخص کو ہرگز (مفتی یا فقیہ) نہ کہا جائے جو حیلہ سازی کے ذریعے فتویٰ دیتا ہو کیونکہ اہل علم کے نزدیک فتویٰ حق کی تعلیم اور اس پر دلالت کرتا ہے،جس شخص نے اللہ کے دین میں حیلہ سازی اور مکروفریب سکھلایا اور اس ذات کو دھوکہ دینے کی کوشش سکھلائی جو آنکھوں کی خیانت اور سینوں کے راز بھی جانتا ہے اور اس نے باطل کو حق کی صورت میں ظاہر کرنے کی سعی کی تو اس کو قطعاً مفتی نہیں کہا جاسکتا......اہل ایمان اور علماء سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں حیلہ سازی جائز نہیں ہے......اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ﴾ (البقرة: ٢٣٥)

❶ فتح الباری: ٣٢٦/١٢.
❷ ابطال الحیل: ٤٢_٤٥.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اور جان لو کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو تمھارے دلوں میں ہے۔ پس اس سے ڈرو۔''

اور فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران : ٢٩)

''کہہ دے اگر تم اسے چھپاؤ جو تمھارے سینوں میں ہے، یا اسے ظاہر کرو اللہ اسے جان لے گا۔''

اور فرمایا:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ﴾ (ق : ١٦)

''اور بلا شبہ یقیناً ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم ان چیزوں کو جانتے ہیں جن کا وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے۔''

☆ ابن بطہ نے کہا: شریعت اسلام میں حیلہ سازی کی بنیاد دھوکہ، فراڈ اور نفاق ہے، اور نفاق اللہ تعالیٰ کے ہاں واضح کفر سے بھی زیادہ بڑا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ٥ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ٥﴾ (البقرة : ٨، ٩)

''اور لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، حالانکہ وہ ہرگز مومن نہیں۔ اللہ سے دھوکا بازی کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اپنی جانوں کے سوا کسی کو دھوکا نہیں دے رہے اور وہ شعور نہیں رکھتے۔''

☆ انہوں نے مزید کہا: کیا تو نہیں دیکھتا کہ منافقین نے ظاہری طور پر اسلام اور اسلامی احکام کو قبول کرنے کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور انہوں نے اپنے نفسوں پر دین کو ماننا بطور حیلہ سازی اختیار کیا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ، اللہ کے رسول ﷺ اور اللہ کے مومن بندوں کو دھوکہ دے سکیں۔ ان کی یہ حیلہ سازی اپنے خون اور مال بچانے کے لیے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی ظاہری حالت کے پیش نظر وہ عطا کیا جو انہوں نے چاہا لیکن باطنی طور پر ان کا جو دعویٰ تھا اس بنیاد پر ان کو جھٹلا دیا۔

☆ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین میں رخصتیں اتاری ہیں جن پر حاجت اور ضرورت کے وقت عمل ہو سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ روزوں کی فرضیت ذکر کر کے فارغ ہوئے تو فرمایا:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرة : ١٨٥)

''اور جو بیمار ہو یا کسی سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرنا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ﴾ (النساء : ١٠١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ نماز کچھ کم کرلو۔''

منافقوں کی چالبازیاں اور اللہ تعالیٰ کا بدلہ:

ان حیلوں کے ذریعے واجبات کو باطل قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ حیلہ سازیاں حبشی کے پیروکاروں کے ہاں واجبات میں سستی کا باعث بن گئیں چاہے یہ کسی سبب کی بنیاد پر ہوں یا بغیر سبب کے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ﴾ (النساء: ١٤٢)

''بے شک منافق لوگ اللہ سے دھوکا بازی کر رہے ہیں، حالانکہ وہ انھیں دھوکا دینے والا ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دھوکہ بازی جہنم میں لے جانے والی ہے۔'' ❶

اس امت میں حیلہ سازی کی تاریخ:

حنفیہ کے ہاں حیلہ سازی دیگر مذاہب کی نسبت زیادہ ہے۔ ذہبی نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: حنفی اگر حیلہ سازیوں سے محفوظ ہیں تو خیر پر ہیں۔ جیسا کہ سود کے متعلق حیلہ سازی، زکوٰۃ کو باطل قرار دینا، نماز میں ٹھونگے مارنا، اور ایسے مسائل پر عمل کرنا جو صریحاً سنت کے خلاف ہیں۔ ❷

☆ اللہ تعالیٰ پر حیلہ سازی یہود کا قدیم مسلک ہے۔

☆ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف غفلت اور جہالت کی نسبت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں احباش کا برا اعتقاد (تنزیہ...... پاک کرنا) ان کو حیلہ سازیوں کی طرف لے گیا حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھی حیلہ کرنے سے باز نہیں آئے۔

جو شخص لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر حیلہ سازی کی تعلیم دے رہا ہے درحقیقت وہ ان کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں عبث کام (بیکار) اور مکر و فریب سکھلا رہا ہے۔ یہ یہودیوں کا طریقہ کار ہے جو امت مغضوب علیھم ہے اور امتِ غضب کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے اپنے درمیان حیلہ سازی کو رائج کیا یہ رسول کریم ﷺ کی سنت ہرگز نہیں ہے۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی شکلوں کو مسخ کر دیا اور انھیں بندر بنا ڈالا کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی شریعت کو مسخ کیا۔

لہٰذا مجھے اس بات کی فکر نہیں کہ میں یہ ثابت کروں کہ حبشی اصل میں یہودی ہے جس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے دعویٰ کیا ہے۔ سر دست میرے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن میں اس دعویٰ کی دلیل ضرور پیش کر سکتا ہوں کہ حبشی یہودیوں کے مسلک اور ان کے طریقہ کار پر کاربند ہے جو کہ اس سے قبل حیلہ سازی کرنے میں مشہور ہیں اسی لیے ان کو مسخ جیسی عبرتناک سزا کا سامنا کرنا پڑا۔ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے ڈرایا ہے۔

❶ بخاری: ٣/٢٤. ❷ زغل العلم للذهبی: ٣٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا: ''ان امور کا ارتکاب نہ کرو جن کا یہودیوں نے کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ اشیاء کو ادنیٰ سے حیلہ سازی کے ذریعے حلال کر لیا۔'' ❶

چند حیلہ سازیوں کے نمونے پیش خدمت ہیں جن میں حرام کو حلال سے بدلنے کی کوشش کی گئی ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں جیسا ٹیکس چور اپنی حکومتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

الکحل کے حکم کے متعلق حبشی کا فتویٰ:

حبشی کے نزدیک الکحل (سپرٹ) کا استعمال شوگر اور داغنے کے علاج کے لیے حرام ہے مگر اس نے ہر اس شخص کو حیلہ سکھلایا جو اسے علاج یا زخم کے لیے استعمال کرنا چاہیے جس کی وجہ سے یہ جائز ہوگا۔ وہ دوکاندار سے کہے مجھے یہ شیشی یعنی فقط بوتل اتنے داموں میں بیچ دو۔ یہ قیمت الکحل کی نہیں ہوگی جو اس کے اندر ہے بلکہ یہ قیمت فقط بوتل کی ہوگی جب یہ اسے بغیر قیمت کے حاصل کرے گا تو پیسہ جو وہ ادا کر رہا ہے فقط بوتل کی قیمت ہوگی، اس الکحل کی نہ ہوگی جو اس کے اندر ہے۔ اس طرح وہ اس کو حاصل کر سکتا ہے۔ پھر کہا: یہ ایک ایسا حیلہ ہے جس کے ذریعے حرام سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ❷ حبشی نے یہ بیان کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ جس کے لیے یہ حیلہ اختیار کیا جا رہا ہے اس پر کوئی چھوٹی اور بڑی چیز مخفی نہیں ہے۔ اس حیلہ کے ذریعے دراصل حرام کو حلال کیا گیا ہے، حرام سے چھٹکارا نہیں پایا گیا۔ حبشی کے ہاں اس شرعی حیلہ سازی کی دلیل اس کے شاگرد (نبیل الشریف) نے اپنی کتاب (مجالس الھدیٰ) (۲۱/ب/۲۴۴) میں ذکر کی ہے۔ اس نے کہا: شرعی حیلہ سازی کرنا جائز ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ایک صحابی کے ہاں سے ایک کھجور کھائی جو آپ کو بہت پسند آئی۔ آپ نے فرمایا: کیا مدینہ کی تمام کھجوریں اسی طرح کی ہیں؟ تو صحابی نے عرض کیا: ہم یہ ایک صاع، دو صاع کے بدلے میں لیتے ہیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو بلکہ پہلے تمام کھجوروں کو دراہم کے عوض بیچو اور پھر ان سے عمدہ کھجوریں خریدو۔ ❸ پھر اس کے بعد حبشی نے کہا: یہاں رسول اللہ ﷺ نے شرعی حیلہ سکھلایا۔

اس استدلال پر تعجب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو چار مقامات پر ذکر کیا ہے کتاب البیوع، کتاب الوکالہ، کتاب المغازی اور کتاب الاعتصام، مگر انہوں نے اسے کتاب الحیل میں ذکر نہیں کیا۔ یہ وہ باب ہے جس میں امام موصوف نے حیلہ سازی کا رد کیا ہے۔ اسے امام مسلم نے المساقاۃ میں ذکر کیا ہے اور اسے باب الحیل میں درج نہیں کیا۔ اگر اس حدیث کی بنیاد پر حیلہ جائز ہے تو پھر حافظ ابن حجر وغیرہ نے اس سے حیلہ سازی کی دلیل کیوں نہیں پکڑی ہے؟

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ۲/۲۵۷، ابطال الحیل، اس کی سند حسن ہے۔

❷ بغیة الطالب: ۲۵۷، ۲۳۰ طبع حدید.

❸ بخاری، کتاب البیوع کتاب المغازی، کتاب الوکالہ، کتاب الاعتصام، مسلم: ۱۵۹۳، النسائی: ۷/۲۷۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے حیلہ سازی کو منفی رویہ شمار کیا ہے؟ درحقیقت تمھاری سوچ اور فکر میں خلل ہے۔

اس حبشی کی حیلہ سازیوں میں سے ایک یہ بھی ہے اس نے کہا کرایہ دار کے لیے حرام ہے کہ وہ مالک مکان سے مکان خالی کرنے کے عوض کچھ مال وصول کرے مگر اسے حیلہ سکھلاتے ہوئے کہا کہ وہ اس حیلہ کو استعمال کر کے مال حاصل کرسکتا ہے تاکہ حرام سے بچ سکے۔ اسے کہے میں نے تمھیں یہ اپنا میز فروخت کیا، وہ مکان خالی کرنے کے عوض جو رقم لینا چاہتا ہے اسے یہ اتنے میں بیچ دے۔ یہ میز کی قیمت ہوگی نہ کہ مکان خالی کرنے کا عوض۔ اگر وہ اس حیلہ سازی سے مال حاصل کرے تو جائز ہے۔ [1]

اللہ کی قسم! اگر کرایہ دار مالک مکان سے مکان خالی کرنے کے عوض کچھ مال وصول کر لیتا تو وہ اللہ تعالیٰ پر حیلہ سازی کرنے سے کہیں کم گناہ کا ارتکاب کرتا۔

اس کی حیلہ سازی کی ایک اور مثال:

اس کا فتویٰ ہے کہ غیر اسلامی یعنی کفریہ کتابیں خریدنا حرام ہے چاہے کوئی ان کا مطالعہ کر کے باطل ادیان کا رد کرنا چاہتا ہو لیکن اگر وہ ان کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو خریدنے کے بغیر حاصل کرے یعنی وہ دوکاندار سے یہ کہے کہ میں یہ پیسے آپ کو مفت میں دے رہا ہوں اور تم مجھے فلاں کتاب مفت میں دے دو یہ اس کو پیسے دے دے اور دوکاندار اس کو کتاب دے تو یہ صحیح ہوگا۔

کیا کوئی بھی عقلمند شخص جو اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایمان رکھتا ہو ایسا کرسکتا ہے اسے پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز بھی جانتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں جو بے کار اور عبث عقیدہ اپنا رکھا ہے اس نے انھیں اس قسم کا فتویٰ دینے کی جرات دی ہے گویا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فقط آوازوں کو تو سنتا ہے مگر اعتقاد اور نیت کو نہیں جانتا ہے۔

اس کی حیلہ سازیوں کی ایک اور مثال:

حبشی کا فتویٰ ہے کہ انشورنس کمپنیوں سے انشورنس کا پیسہ لینا حرام ہے مگر یہ لوگ حیلہ سازی کرتے ہوئے ان کمپنیوں سے کمایا ہوا مال اپنے عزیز و اقارب کی طرف بھیجتے ہیں پھر ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ مال ہمیں ہدیہ کردو اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے پاس یہ مال ہدیہ کا ہے اللہ تعالیٰ پر حیلہ سازی کرتے ہوئے ان کا یہی مال ہدیہ کی شکل میں ان کے پاس پہنچ جاتا ہے۔

حبشی کی مشہور حیلہ سازیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نماز جمعہ سے پہلے کچا تھوم اور پیاز حیلہ سازی کے ذریعے کھایا جاسکتا ہے تاکہ جمعہ سے پیچھے رہنے کے گناہ سے بچا جاسکے یہ فتویٰ اس نے اس وقت دیا جب بیروت کی ایک یونیورسٹی

[1] الدار المفید: ۱۱۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے چند طلبہ نے شکایت کی کہ ان پر جمعہ کی نماز اور اسی طرح درس و دروس میں حاضر ہونا یونیورسٹی کی طرف سے لازمی قرار دیا گیا ہے پھر یہی حیلہ سازی اس کے پیروکاروں نے ان ممالک میں استعمال کی جسے وہ اپنے ہاں کفار کا ملک کہتے ہیں جیسا کہ وہابیوں کے ملک وغیرہ۔

اس کی فتویٰ سازی کی ایک اور مثال:

اس کے شاگرد کے ہاتھ سے لکھا ہوا حبشی کا فتویٰ ہے جس میں حیلہ سازی کے ذریعے زکوٰۃ ادا کرنے سے بچنے کا طریقہ بتایا گیا ہے اس طرح کہ جب سال پورا ہونے لگے تو اس مال کو کسی تصرف میں لایا جائے اور زکوٰۃ ادا نہ کی جائے اس نے کہا یہ حرام نہیں ہے بلکہ فقط مکروہ ہے [1] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مھلب سے نقل کیا ہے کہ جس نے اسلام کے فرائض میں سے کسی چیز کو حیلہ سازی کے ذریعے کم کر دیا تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا، وہ گناہگار ہے اور زکوٰۃ کبھی بھی حیلہ سازی سے ساقط نہیں ہوتی۔ [2]

حبشی اپنے شاگردوں کو چوری کا عقیدہ سکھاتے ہوئے

اس کی حیلہ سازیوں کی ایک مثال:

حبشی سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے حرام کام کر کے فائدہ اٹھایا، اس سے لباس خریدا اور بعد میں اسے شریعت کا علم ہوا تو وہ اس لباس کا کیا کرے؟

اس نے جواب دیا اگر اس کے ہاتھ میں حرام کا مال ہے چاہے وہ چوری یا کسی اور طریقہ سے کمایا گیا ہو پھر وہ کسی ایسی دکان پر آیا جہاں پر سامان بکتا ہے (شاید دوکاندار بھی حبشی کے مذہب پر ہو) اس نے دوکاندار سے کہا یہ سامان تو مجھے کتنے کا بیچتا ہے اس نے کہا اتنے کا، اس نے کہا میں تم سے یہ سامان اس مال کے بدلے میں خریدتا ہوں دکان دار نے کہا یہ مال یہ سامان لے لو میں نے تمھیں بیچ دیا پھر اس نے اس حرام مال سے اس کی قیمت اسے ادا کر دی تو یہ مال اس کی ملکیت میں داخل ہوگا اگر وہ کپڑا ہے تو اسے پہن سکتا ہے اور اگر وہ گاڑی ہے تو اسے استعمال کر سکتا ہے۔ [3]

یہ دین کے نام پر چوری کی تعلیم دی جا رہی ہے اس کے بہت سے پیروکار اسی طرح چوری کرتے ہیں پھر وہ چوری شدہ مال لے کر دوکاندار کے پاس آتے ہیں شاید وہ دوکاندار بھی حبشی ہی ہوتا ہے پھر وہ دوکاندار اس سے طلب کرتا ہے کہ اسے وہ چیز بیچ دے جو اس کی ملکیت نہیں دراصل یہ حبشی چور چوری شدہ مال بیچ رہا ہے اس طریقے سے یہ لوگ اپنے لیے گاڑیوں کی چوری جائز سمجھتے ہیں ڈنمارک اور جرمنی میں یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

---

❶ کراس غازی الشریف: ٢٤.

❷ فتح الباری: ١٢/٣٣١-٣٣٣.

❸ کیسٹ: ٦، پھلی سائیڈ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی حیلہ سازیوں کی ایک اور مثال دو مذاہب کے درمیان خودساختہ ہم آہنگی پیدا کرنا ہے ❶ اگر اس شخص کی خواہش کسی مسئلہ کے حرام ہونے کی طرف مائل ہو اور شافعی رحمہ اللہ نے اسے حلال کہا ہو جب کہ امام مالک رحمہ اللہ نے اس پر حرام کا فتویٰ دیا ہو تو یہ شافعی رحمہ اللہ کو چھوڑ کر مالک رحمہ اللہ کے قول کو اپنا لیتا ہے حالاں کہ عام حالات میں یہ شافعی رحمہ اللہ کی تقلید کرتا ہے اگر اس کی سوچ کے مطابق کوئی مسئلہ جائز ہو لیکن اسے امام احمد نے حرام کر رکھا ہو یہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس معاملہ میں وہ کسی دلیل کی کوئی پیروی نہیں کرتا۔

یہ رویہ یقیناً طلب حق کے لیے اپنے ذہن کو صاف کرنے اور دلیل کی پیروی کرنے کے متضاد ہے یہ تو فقط اپنی خواہشات کی غلامی ہے۔

حافظ نے اس طرح رخصتیں تلاش کرنے والے شخص کے لیے کہا: ایسے شخص کو فاسق قرار دیا جائے اور محمد الرملی نے کہا ایسا شخص گناہ گار ہے تاج سبکی نے کہا ایسے شخص کو رخصت کی پیروی سے بھی روک دینا چاہیے۔ ❷

خودساختہ مذہبی ہم آہنگی:

حیلہ سازی کے معنی دھوکہ اور فراڈ کے ذریعے جائز امر کا اظہار کرنا جس کی بنا پر حرام کام تک پہنچنا مقصود ہو اے حبشی! آج تمھاری حیلہ سازی سے محبت کسی بھی شخص کے فقیہ، عالم اور اس کی وسعت علمی کی دلیل بن گئی ہے۔

اس سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو کسی مہنگی ترین چیز کو کہے کہ یہ چوری ہے تو اس نے جواب دیا: اگر تو اس نے اس چیز کو مہنگی ترین ہونے کی وجہ سے تشبیہ کے طور پر کہا ہے تو ارتداد ہے اور اگر وہ اس کی قیمت مہنگی نہ ہونے کے باوجود بھی اسے چوری کہتا ہے اور یہ فقط اپنی نفسانی خواہش کے پیش نظر کہہ رہا ہے تو یہ کفر ہے۔ ❸

یہ وہ لوگ ہیں جو لا الہ الا اللہ کہنے والوں پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور اپنے علاوہ دیگر تمام دینی جماعتوں کی تکفیر کرتے ہیں۔

☆ حبشی سے اس آدمی کے بارے میں سوال ہوا جو کہتا ہے ((حل عن ربی)) ''میرے رب سے دور رہو'' تو اس نے کہا: کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو؟ لوگوں نے کہا: ہاں تو اس نے کہا: اس کے علاوہ کوئی اور معنی تو مراد نہیں ہیں؟ اگر اس کے علاوہ کوئی اور معانی مراد نہیں ہیں تو ہم اس کی تکفیر نہیں کریں گے مگر وہ ایسا کہنے سے فاسق اور گنہگار ہوگا اگر اس کلام سے مراد یہ ہے اللہ سے دور رہو۔ یعنی اللہ کے لیے مکان ہے اور وہ انسان سے طلب کر رہا ہے کہ اللہ کے مقام (مکان) سے دور رہو تو وہ کافر ہو جائے گا۔'' ❹

اور اس نے اس آدمی پر حکم لگانے میں سستی کا مظاہرہ کیا جو کہے ((یلعن ربك)) (وہ تیرے رب پر لعنت کرتا

---

❶ بغية الطالب: ٩٩.
❷ جمع الجوامع: ٢/٤٠٠.
❸ کیسٹ: ٦/٩٩٥، دوسری سائیڈ.
❹ کیسٹ نمبر: ١٠، دوسری سائیڈ: ١٨٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے) اس نے کہا: ایسا کہنے والے سے تفصیل طلب کی جائے گی اگر اس سے مراد سیرت ہے یعنی وہ تیری سیرت پر لعنت بھیج رہا ہے تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا۔

☆ حبشی سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا، جو اپنی بیوی سے کہے کہ ''تم مجھے اللہ تعالیٰ سے بھی پیاری ہو۔'' یا کہا: ''میں تیری پوجا کرتا ہوں۔'' تو اس نے کہا: اگر عبادت سے مراد اللہ تعالیٰ کے لیے خاص عبادت ہے تو پھر ہی کافر مراد لیا جائے گا۔ ❶

دیکھو یہ شخص اس آدمی کے لیے کیسے کیسے عذر تلاش کر رہا ہے جو اسلام کو واضح طور پر گالی دے، اللہ تعالیٰ سے زیادہ بیوی سے محبت کرے مگر ان علماء کے لیے کوئی عذر تلاش نہیں کیا جن پر اس نے کفر کا فتویٰ لگایا۔

اگر یہ ان علماء سے تفصیل طلب کرتا اور اور ان کا مقصد معلوم کرتا تو یہ دین کو گالی دینے والے کے لیے عذر خواہی سے کہیں بہتر ہوتا۔ اگر یہ ان علماء کے لیے حسن ظن رکھتا تو یہ عمل اس آدمی کے لیے حسن ظن رکھنے سے کہیں بہتر تھا جو دین اسلام کو سرعام گالی دیتا ہے اور اپنی بیوی کو اللہ تعالیٰ پر فضیلت دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے: ''اللہ تعالیٰ آسمانوں پر ہے، تو حبشی اس کا مقصد پوچھے بغیر کہتا ہے۔ تو نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا ہے۔''

سگریٹ نوشی کے جواز کا حبشی فتویٰ:

نبیل الشریف سے سگریٹ نوشی کا حکم پوچھا گیا تو اس نے کہا: علماء نے اس کی تفصیل بیان کی ہے انہوں نے کہا ہے: اگر کسی کو علم ہے کہ یہ اس کے لیے نقصان دہ ہے تو اس کے لیے حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو نقصان پہنچانے سے منع کیا ہے۔ اور اگر کسی کو نقصان نہیں پہنچاتی تو اس کے لیے مکروہ ہے کیونکہ یہ ایسے نفسوں کو ضائع کرنے کا سبب ہے جن کو خیر کے کاموں میں استعمال ہونا چاہیے۔

اس طرح یہ لوگ مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں، انہوں نے اعتراف کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کرے جو اس کے لیے نقصان دہ ہو تو کیا سگریٹ نوش کو جو اپنی خواہشات کا غلام بنا ہوا ہے اس حال پر چھوڑا جائے کہ وہ وضاحت کرے کہ سگریٹ نوشی اس کے لیے نقصان دہ ہے یا نہیں ہے؟ باوجود اس کے تمام اطباء، ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ سگریٹ نوشی ہر ایک کے لیے نقصان دہ ہے اور اس معاملہ میں کسی کو استثناء حاصل نہیں ہے؟ کیا کوئی منصف اس بات میں جھگڑا کر سکتا ہے کہ یہ مضر صحت ہے کہ نہیں حتی کہ سگریٹ نوشوں سے بھی؟

اے قاری! کیا تو نے کوئی حبشی شیخ ایسا بھی دیکھا ہے جو لوگوں کے سامنے تمباکو نوشی کرے، اس کے دانت تمباکو نوشی کی وجہ سے زرد ہو گئے ہوں، اس کی انگلیوں پر نشان پڑ گئے ہوں۔ کیا کبھی وہ منبر پر سگریٹ کی ڈبیا ہاتھ میں پکڑ کر چڑھا ہو تا کہ لوگوں کو نصیحت کرے اور لوگوں کو دین کی پیروی اور ہر اس چیز سے دور رہنے کی تلقین کرے جو اس کے لیے دین

❶ الصراط المستقيم: ١٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دنیا کے لحاظ سے نقصان دہ ہو۔ پھر وہ منبر سے نیچے اترے اور سگریٹ سلگا لے اور لوگ اپنے مشائخ کی سگریٹ نوشی کے دھواں سے پریشان ہوئے ہوں؟

☆ ہمارے رب نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانی خبر دی ہے۔ فرمایا:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ (الاعراف: ۱۵۷)

''اوران کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا اوران پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔''

سگریٹ کو ہرگز ہرگز طیبات (پاک اشیا) کی لسٹ میں شامل نہیں کیا جا سکتا جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت کریمہ میں کیا ہے۔

☆ اگر احباش سگریٹ نوشی کی اجازت دیتے ہیں تو میں انھیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سگریٹ نوشی کا آغاز (بسم اللہ) سے کریں اور آخر میں (الحمدللہ) کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں طیبات (پاک چیزیں) سے انھیں رزق دیا ہے۔

حبشی کی واضح طور پر اقوال رسول ﷺ کی مخالفت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص انگارے پر بیٹھ جائے اور اس کے کپڑے جل جائیں اور وہ (آگ) اس کی جلد بھی جلا ڈالے تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے وہ قبر پر بیٹھے۔

حبشی نے کہا: یہاں بیٹھنے سے مراد پیشاب اور پاخانہ کے لیے بیٹھنا ہے اگر وہ کسی اور غرض سے بیٹھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ❶ یہ رائے باطل ہے اسے امام نووی رحمہ اللہ نے باطل قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا: یہاں جلوس سے مراد جمہور کے نزدیک قبر پر بیٹھنا ہے۔

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کے قول ''بیٹھنے سے مراد قضائے حاجت کے لیے بیٹھنا ہے'' کے متعلق کہا: کہ یہ تاویل ضعیف یا پھر باطل ہے۔ اسے حافظ نے فتح الباری میں نقل کیا ہے۔ ❷

اور انہوں نے مزید کہا: ❸ جب قبر پر بیٹھنا ہی جائز نہیں ہے تو پیشاب، پاخانہ تو قطعاً جائز نہیں ہے۔

یہ حدیث کہ جو شخص کسی قبر پر پیشاب یا پاخانہ کرنے کے لیے بیٹھا تو وہ ایسے ہی ہے جیسے انگارہ پر بیٹھا ہے۔ حافظ نے کہا اس کی سند ضعیف ہے۔ پھر کہا: جمہور کے موقف کی تائید مسند احمد کی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو عمرو بن حزم انصاری نے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''قبروں پر نہ بیٹھو۔'' ان سے مروی ایک روایت میں ہے کہ میں ایک قبر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: صاحب قبر کو تکلیف نہ دو۔ اس کی سند صحیح ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قبر پر بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے جو حقیقی طور پر بیٹھنے کے معانی پر مشتمل ہے۔

---

❶ بغية الطالب: ۳۲۵.

❷ فتح الباری: ۲۲٤/۳، المغنی للمقدسی: ۵۰۸/۲.　❸ المهذب: ۱۳۹/۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ انہوں نے کہا: ابن حزم نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: ''کہ تم میں سے کوئی ایک آگ کے انگارے پر بیٹھے اور وہ اس کے بدن اور کپڑوں کو جلا دے تو وہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔'' سے استدلال کیا ہے کہ قضائے حاجت کے لیے کپڑے سمیت نہیں بیٹھا جاتا۔ لہٰذا یہاں حقیقی طور پر بیٹھنا ہی مراد ہے۔ ابن بطال نے کہا: حبشی کی تاویل صحیح نہیں کیونکہ قبر پر پاخانہ وغیرہ مکروہ کام سے بھی زیادہ برا ہے، اس لیے اس سے مراد حقیقی طور پر بیٹھنا ہے جو عرف میں متعارف ہے۔ ❶

ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''انسان بعض دفعہ ایسی بات کرتا ہے جسے وہ غلط تصور نہیں کرتا مگر وہ اس کی وجہ سے جہنم میں ستر سال کی مسافت تک داخل ہو جاتا ہے۔''

حبشی نے کہا: یہ تو کفار کے رہنے کی جگہ ہے اس میں گناہ گار مسلمان داخل نہ ہونگے۔ ❷ اس کے قول کے مطابق یہ وعید صرف کفار کے لیے ہے مسلمانوں کے لیے نہیں۔ یہ باطل ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسی سزا سے مسلمانوں کو کیوں ڈرا رہے ہیں جس میں وہ گرفتار نہیں ہو سکتے؟ اور یہ وعید کافر کے لیے کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ فقط زبان کی وجہ سے جہنم میں گر جائے جب کہ وہ بُری بات سے باز نہ آئے حالانکہ اس نے تو شہادتین کا اقرار ہی نہیں کیا ہے؟

اصل میں نصوص کے مقاصد اور مطالب کو تبدیل کرنا اہل کلام کا طریقہ ہے۔

حبشی نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی کہ ''جب صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اس کو پسند نہیں کرتے۔'' اس نے کہا: اس حدیث میں کھڑا ہونے کی کراہیت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس کی تاویل یہ ہے کہ آپ کو خوف تھا کہ کہیں ان پر کھڑا ہونا فرض نہ ہو جائے جوان کے لیے مشقت کا باعث ہوگا اور آپ امت کے لیے آسانی کو پسند فرماتے تھے۔ ❸

مخارجِ حروف میں حبشی کا فتویٰ:

حبشی نے (سین اور صاد) کو تشدید کے ساتھ پڑھنے کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ یہ دونوں سیٹی والے حروف میں شامل ہیں۔ پھر اس نے سیٹی والے خاص طریقے کے مطابق ان کا مخرج سکھلایا ہے حتی کہ یہ دونوں سیٹی کی آواز پر ساکن اور مشدد بن گئے۔ اور اس طرح ان میں دو شد پڑھی جانے لگیں جبکہ ان میں ایک زائد تنوین پیدا ہوگئی جو فتحہ، ضمہ، کسرہ (زبر، پیش اور زیر) کے علاوہ ہے اور یہ تنوین شد ہے۔

لوگ اس نئے، شاذ و وسوسہ والے طرز عمل سے انتہائی پریشان ہو گئے حتی کہ یہ کہا گیا اگر کسی نے چڑیوں کا چہچہانا اور بلبل کا گنگنانا سننا ہو تو مسجد برج ابی حیدر بیروت میں نماز پڑھ لے جسے حبشیوں نے مسجد ضرار کے طور پر بنایا ہے۔

---

❶ فتح الباری: ۳/۲۲٤،۲۲۵.

❷ بغیة الطالب: ۲٦.

❸ صریح البیان: ۱٦۵، ۳۱٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حبشی نے لوگوں پر نیت کے الفاظ کے بارے میں انتہائی سختی سے کام لیا ہے حتیٰ کہ اس کے متبعین نماز میں بھی شدت کے ساتھ اس پر عمل کرتے ہیں اور نماز سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں، اسی طرح نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کہنے کی کیفیت میں انتہائی سختی کی حتیٰ کہ اس نے کہا: (والتشدیدات ......سخت ادائیگیاں) چودہ ہیں۔ اگر کسی نے ایک سختی بھی چھوڑ دی تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ سب سے زیادہ جس حرف کے مخرج کا خیال رکھ کر ادا کیا جائے وہ (صاد) ہے۔ یہ اس لیے کہ اس کے اور اس کے مابعد والی چیزوں کے درمیان قرأت کو قطع کرنے کی نیت سے فاصلہ نہ کیا جائے۔ (الترتیب) یعنی حروف کو ان کی ترتیب کے مطابق لایا جائے اور سب سے زیادہ (صاد) کے مخرج کا خیال رکھا جائے۔ [1]

اس طرح ان لوگوں نے نمازیوں کو نماز میں تدبر اور خشوع خضوع سے مشغول کر دیا ہے خصوصاً جب ان کے شیخ نے یہ فتویٰ دیا کہ سری نمازوں میں ہر نمازی پر لازم ہے کہ وہ اتنی آواز سے تلاوت کرے جو اسے خود سنائی دے۔ اس حالت میں دائیں، بائیں آگے اور پیچھے والے سب ایک دوسرے کی آواز سنتے ہیں۔

حبشی نے نمازیوں کو قرآن مجید کی تلاوت سننے اور نماز میں خشوع وخضوع سے محروم کر کے دوسرے کام میں لگا دیا۔ اسی لیے اس کے متبعین میں سے بہت سارے لوگوں نے شکایت کی کہ وہ نماز کے شروع میں ہی وسوسوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور بہت سارے لوگوں کو نماز بار بار شروع کرنا پڑتی ہے تاکہ نیت کے الفاظ اور تکبیرۃ الاحرام موافق ہوں۔ بعض لوگوں کے ساتھ یہ بھی ہوا اس موافقت کو قائم کرتے کرتے نماز کا وقت ہی چلا گیا۔

شعرانی نے شیخ فتوحی حنبلی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: وسوسہ پیدا کرنے والوں نے اپنے آپ کو نیت کے خودساختہ الفاظ میں تھکا دیا ہے، اور اپنے آپ کو نیت کے خودساختہ الفاظ کے ساتھ مشغول کر لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے یہ الفاظ قطعاً ثابت نہیں ہیں۔ آپ تو فقط دل سے ہی نیت کرتے تھے اور صحابہ کرام سے بھی دل سے نیت ہی ثابت ہے۔ شیطان نے اس گروہ کو گمراہ کر رکھا ہے۔ یہ لوگ نیت کے الفاظ اور مخارج کے ساتھ تو مشغول ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ سے دور ہو گئے جو نماز کی روح اور اصل ہے۔

شعرانی نے مزید کہا: اگر نبی ﷺ اس گروہ پر اطلاع پائیں تو ان پر شدید ناراض ہوں گے، اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو دیکھیں تو ان کو کوڑے ماریں گے اور اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کوئی ان کو دیکھے تو ان کو بدعتی شمار کریں گے اور ان کو ناپسند کریں گے۔ [2]

زبیدی نے اس نیت کے خودساختہ الفاظ کا انکار کیا ہے اور کہا یہ بدعت فقط عوام میں نہیں بلکہ ان لوگوں کے ہاں بھی پائی جاتی ہے جو علم کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں، اگر کوئی سلف صالحین کی سیرت کا مطالعہ کرے تو اسے پتہ چلے گا کہ وہ اس طرح کے معاملات میں نرمی کرتے تھے (مگر ان سے یہ ثابت نہیں) اور سلف صالحین کی اتباع میں ہی خیر

---

[1] صريح البيان: ١٢٣.

[2] لطائف المنن والاخلاق: ٥٦١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بھلائی ہے۔ ❶

حبشی نے اپنے فتاویٰ میں لوگوں کو طہارت اور نماز میں تکلف کرنے سے منع کیا اور اسے وسوسہ کی ایک قسم قرار دیا ہے۔

اس نے کہا: تعمق (گہرائی) اور تکلف کا ایک ہی معنی ہے جس کا مطلب طہارت، نماز اور اس طرح دوسری عبادات میں شدت اختیار کرنا ہے۔ علماء کا کہنا ہے کہ وسوسہ کا شکار لوگ شیطان کے چیلے ہیں جن پر وہ ہنستا ہے اور ان سے مذاق کرتا ہے۔ ❷

یہ بات تو حبشی نے کہہ دی مگر اس کی طرف اس نے کوئی توجہ نہ دی اور نہ ہی اپنے شاگردوں کو سمجھایا کہ اس نے بھی اپنی تعلیمات کے ذریعے شیطان کو ہنسایا ہے کیونکہ تلاوت اور نماز عبادات کی ہی اقسام ہیں۔ اس کے متبعین تلاوت کے دوران ایسے ہی وسوسوں کا شکار کثرت سے ہوتے ہیں۔ تو دیکھے گا کہ ان میں سے کوئی تکبیرۃ الاحرام بار بار دھراتا ہے تکبیر کہنے میں ایک طویل مشقت سے گزرتا ہے اور اپنے آپ کو تھکا دیتا ہے پھر ہم یہ کیوں نہ کہیں کہ شیطان حبشی کے متبعین کو دیکھ کر ہنستا رہتا ہے؟

قبلہ کی سمت غلط ہونے کا فتویٰ:

حبشی کا مذہب اور اس کے ماننے والے مغرب میں قبلہ کی سمت کے مسئلہ پر ایک بہت بڑا فتنہ ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ امریکا اور کینڈا میں مسلمان قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے۔ حتیٰ کہ احباش کی مساجد عام مسلمانوں سے جو وہاں موجود میں الگ ہیں انہوں نے اپنی مساجد وہاں معروف قبلہ کی سمت نوے (۹۰) درجہ زاویہ سے ہٹ کر بنائی ہیں۔ اس کے باوجود کہ انہوں نے لبنان میں ایسا نہیں کیا مگر وہاں اپنی مساجد نوے کے زاویہ سے قدرے دائیں سمت بنائی ہیں اور یہ دوسرے مسلمانوں سے جھگڑا کرتے ہیں کہ ان کی مساجد کی سمت صحیح نہیں ہے۔

یہ لوگ امریکا اور کینڈا میں اس بات پر زور دیتے تھے کہ زمین چوکور ہے گول نہیں پھر انہوں نے اس قول سے رجوع کرتے ہوئے کہا کہ نہیں زمین انڈے کی طرح بیضوی شکل ہے اور اب مجھے پتہ چلا ہے کہ انہوں نے کہا: زمین آدھے مالٹے کی شکل کی ہے۔ یعنی اس کا نچلا حصہ گول اور اوپر والا چوکور ہے۔ ❸

جب ان سے کوئی کہتا ہے۔ کیا زمین گول نہیں ہے؟ تو کہتے ہیں۔ یہ موضوع طویل نشست کا محتاج ہے۔ جب ان کے پاس ایسی تصاویر لائی جاتی ہیں جن سے زمین کے گول ہونے کا پتہ چلتا ہے تو کہتے ہیں۔ یہ کفار کا عمل ہے یعنی ان کی بتائی ہوئی باتیں ہیں اور ہم کفار کی اخبار کو قابل اعتماد نہیں سمجھتے۔

---

❶ اتحاف السادة المتقين: ۳/۳۲۳.

❷ بغية الطالب: ۱۰۰.　❸ اتحاف السادة المتقين: ۳/۳۴۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن کیا یہ اپنے شیخ کوثری کی بات پر دھیان نہیں دیتے جس نے بڑی شدت سے دعویٰ کیا کہ عقل اور نقل دونوں متفق ہیں کہ زمین گول ہے؟ ❶

اگر احباش کے ہاں کفار کی خبریں قابل اعتماد نہیں ہیں تو میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک انگریز جاسوس (ہمضر) کی ان باتوں پر کیسے یقین کر لیا جو اس نے محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے بارے میں مشہور کی ہیں کہ وہ انگریزوں کے لیے کام کرتے تھے؟ وہ عقائد کے باب میں ایک ثقہ مسلمان کی روایت (خبر واحد) قبول نہیں کرتے اگرچہ یہ روایت بخاری اور مسلم میں ہی کیوں نہ ہو تو پھر انہوں نے ایک کافر کی خبر واحد پر کیسے اعتماد کر لیا؟

ٹیلی ویژن پر مقابلہ اور احباش کی شکست:

ان کے وسوسہ نے غیر مسلموں کو ان پر ہنسنے اور ان کی جگ ہنسائی کا موقع فراہم کیا ہے جس کی بناء پر وہ کہتے ہیں کہ دیکھو مسلمان ترقی کی دوڑ میں کس قدر پیچھے ہیں آج ترقی یافتہ دور میں ان میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اس بات پر جھگڑ رہے ہیں کہ زمین گول نہیں ہے۔

ایک پروگرام میں جو (ایم، تی، فی) چینل پر پیش کیا گیا جس کا عنوان تھا۔ (خمسة علی سبعة) میں عدنان طرابلسی اور اس کے ساتھی عبدالقادر فاکھانی کو زبردست شکست اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔

اس پروگرام میں مندرجہ ذیل امور سامنے آئے:

☆ انہوں نے وضاحت کی کہ کبھی بھی ہم نے اسلامی حکومت قائم کرنے کا مطالبہ نہ کیا ہے اور نہ ہی کریں گے۔

☆ ان کی جمعیت کی طرف سے ایسا کوئی قرار نامہ طے نہیں پایا کہ دینِ اسلام تمام ثقافتی اور اجتماعی امور کی بنیاد ہوگا۔ انہوں نے کہا: جس نے یہ دعویٰ کیا ہے غلط کیا ہے۔ ان کی جمعیت نے ایسی کسی قرارداد پر دستخط نہیں کیے ہیں۔

☆ ایک غیر مسلم عورت ان کے دفتر میں کام کرتی ہے اور وہ ہماری جمعیت کے معتدل ہونے کی گواہی دیتی ہے اور وہ رضا کارانہ خدمت کرتی ہے اور جمعیت کے نوجوانوں کے اعتدال اور میانہ روی کی بھی گواہ ہے اور وہ اپنے دین پر قائم ہے۔

☆ وہ بہت سی ایسی بے پردہ عورتوں کو جانتے ہیں جو پردہ کرنے والیوں سے کہیں افضل ہیں۔

☆ تمام عیسائیوں اور علمانیوں (لبرلز) کے لیے جمعیت کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں یعنی دوسری اسلامی جماعتوں کی نسبت یہ ان کے لیے پناہ گاہ ہے۔

ان دونوں سے سوال ہوا کہ لوگ کہتے ہیں کہ تمھارا دعویٰ ہے کہ زمین گول نہیں۔ تو بتائیے آپ کے نزدیک زمین گول ہے یا چوکور ہے؟

---

❶ مقالات الکوثری: ۳۸۲، تفسیر بیضاوی: ۱/۳۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاکھانی نے کہا: اس کا جواب دینے کے لیے ایک مستقل علمی مجلس اور بہت سی کتب کی ضرورت ہے۔ سائل حیران ہوا اور اس نے کہا: مجھے یہ توقع نہیں تھی کہ آپ اس طرح جواب دیں گے بلکہ میں تو سوچ رہا تھا کہ آپ فوراً کہیں گے کہ زمین گول ہے۔

اس نے دوبارہ سوال کیا: زمین گول ہے؟ فاکھانی نے کہا: کہا جاتا ہے کہ گول ہے۔ سائل نے یہ کہہ کر فاکھانی کو گھیرا کہ تم بچوں کو کیا پڑھاتے ہو؟ یعنی زمین کے بارے میں۔ تو اس نے کہا: گیند کے مشابہ ہے۔

اسی طرح اشاعرہ ہر معاملہ میں قابو آجاتے ہیں اور کوئی بھی مسئلہ ذکر کرنے کے بعد اپنے آپ کو خودساختہ اہل سنت والجماعت کے روپ میں پیش کرتے ہیں۔

☆ ابومنصور بغدادی نے کہا: ایمان کے اصولوں میں ایک یہ بھی ہے کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو بچھایا ہے اسی لیے اس کا نام (بچھونا) رکھا۔ یہ عقیدہ فلاسفہ اور نجومیوں کے خلاف ہے جو کہتے ہیں کہ زمین گول ہے اور بچھی ہوئی نہیں ہے۔ [1]

احباش کا مسلمانوں کے ساتھ قبلہ کی سمت کا جھگڑا اس بنیاد پر ہے کہ وہ زمین کو گول نہیں مانتے بلکہ بچھی ہوئی (چوکور) مانتے ہیں۔

امریکا سے حبشی کا رد:

امریکہ سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جو حبشی کا رد کرتی ہے اور ان کے اس استدلال کو فاسد قرار دیتی ہے جس کی وجہ سے یہ پریشانی پیدا ہوئی اور کفار کو مسلمانوں پر ہنسنے اور ان سے مذاق کرنے کا موقع ملا، اس میں ہے کہ عنقریب ان لوگوں میں ایسا شخص بھی پیدا ہو جائے گا جو ابتدائی جغرافیائی معلومات کی مخالفت کرے گا۔ اس کتاب کا نام: THE HABASHIS AND THE ISSUE OF QIBLAH

صاحب کتاب نے صفحہ نمبر ۳ پر ذکر کیا ہے کہ حبشی کے پیروکاروں کو مونٹریال، اوکلاھوما، تامپا اور فلوریڈا سے نکال دیا گیا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ قبلہ کی سمت شمال مشرق سے جنوب مشرق کی طرف تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

جب بھی ان سے اس مسئلہ پر بات ہو تو زمین کا پورا ماڈل جو گیند کی شکل میں ہے سامنے دکھایا جائے اور ورقہ پر فقط تصویر بنا کر بات نہ کی جائے کیونکہ یہ اپنی بحث کی بنیاد اس بات پر رکھتے ہیں کہ زمین ایک بچھونے (چوکور) کی شکل میں ہے۔ مسئلہ کی حقیقت اس وقت کھل کر سامنے آتی ہے جب ان کے سامنے زمین کا ماڈل رکھا جائے۔

اس مسئلہ کے حل کے لیے ان لوگوں نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اس سے مساجد میں فتنہ، لوگوں میں عدم برداشت

---

[1] اصول الدین: ١٢٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور پریشانی کا معاملہ دیکھنے کو ملا ہے۔ جس بھی سرزمین سے انھیں نکالا گیا انہوں نے وہاں یہ مسئلہ پیدا کیا ہے۔

اس شخص سے اپنا دین مت سیکھو:

اس کے بعد کہ میں حبشی کی بات ہی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: جس شخص کے پاس دین کے علم کی مہارت نہ ہو اس سے دین نہیں سیکھنا چاہیے اس کی دلیل ابن سیرین رحمہ اللہ کا قول ہے: ''یہ علم دین ہے دیکھو تم کس سے اپنا دین لے رہے ہو۔'' ❶

تو میں ان لوگوں سے مخاطب ہونا چاہتا ہوں جو اس شخص کے دھوکہ میں آ چکے ہیں: ''تم بھی دیکھو کہ تم کس سے اپنا دین سیکھ رہے ہو۔'' ''خبردار رہو، اس سے جس کو تمھارے دشمنوں نے تمھارے درمیان بھیجا ہے تا کہ وہ تم کو تمھارے دین سے گمراہ کرے۔ اور اس مقولہ سے دھوکے میں نہ آؤ جس کو حبشی کے متبعین اکثر دہراتے رہتے ہیں۔ ''جس کا کوئی شیخ (پیر) نہ ہو اس کا شیخ (پیر) شیطان ہوتا ہے درحقیقت وہ یہ بات کہہ کر اپنے مشائخ (پیروں) کے مریدوں کی تعداد بڑھانا چاہتے ہیں۔ بدترین شکل تو یہ ہے کہ جب یہ شیخ خود ہی شیطان ہو تو پھر یہ سب سے بڑا اور خوفناک شیطان ہوگا۔

نبی ﷺ نے ہمیں گمراہ آئمہ و مبلغین سے ڈراتے ہوئے فرمایا: میں اپنے بعد جس چیز سے تمھارے متعلق سب سے زیادہ خوف زدہ ہوں وہ گمراہ آئمہ ہیں۔ ❷ ان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: یہ دعاۃ (دین کی دعوت دینے والے) جہنم کے دروازے پر کھڑے ہیں جس نے ان کی بات کو مان لیا اس کو جہنم میں دھکیل دیں گے۔'' اور فرمایا: ''یہ لوگوں کو غلط راستے کی ہدایت دیں گے۔'' ❸

عورت کے متعلق فتاویٰ جات:

☆ حبشی عورت کو گھر سے نکلنے کی مطلق اجازت دیتا ہے اگرچہ شوہر کی اجازت نہ ہو۔

☆ اس پر کھانا پکانا، کپڑے دھونا، بچے کو دودھ پلانا لازم نہیں مگر یہ کہ وہ اپنی مرضی سے ایسا کرے اس کے خاوند پر لازم ہے کہ ایک خادم کا بندوبست کرے جو یہ سارے کام کرے۔

☆ اس کے لیے جائز ہے کہ وہ زیب و زینت اختیار کر کے اور خوشبو لگا کر گھر سے نکلے۔

☆ مرد کے لیے جائز ہے کہ وہ پہلی نظر عورت کو دیکھے چاہے یہ دیکھنا طویل ہی کیوں نہ ہو۔

☆ اس کے لیے جائز ہے کہ وہ تنگ سے تنگ پتلون اور چست پاجامہ پہنے حتی کہ باریک اور شفاف داخلی پتلون ہی کیوں نہ ہو۔

☆ اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی پنڈلیاں کھول کر رکھے ان کو ڈھانپنا لازم نہیں۔

---

❶ بغية الطالب: ٢٦٤.

❷ مسند احمد: ٥/١٤٥، الدارمی: ١/٧٠، اس کی سند صحیح ہے۔

❸ بخاری: ٧٠٧٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ اس کے لیے اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط جائز ہے۔ اس نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ جس اختلاط سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے مردوں کے جسموں کے ساتھ نہ لگے۔ (یعنی مباشرت ایسی نہ ہو کہ جسم سے جسم لگ رہا ہو)

☆ اس کے لیے جائز ہے اجنبی مردوں سے بات کرے اگرچہ اس کی حاجت نہ ہو۔

☆ آدمی کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی محرم عورتوں کا سارا جسم دیکھے ماسوائے اس حصہ کے جو ناف سے نیچے اور گھٹنوں سے اوپر ہے۔

☆ عورت پر حرام ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھے رانوں میں جماع زنا ہوتا ہے۔ زنا تو وہ ہے جس پر رجم یا کوڑوں کی حد قائم ہوتی ہے۔

یہ حبشی کے عورت کے متعلق فتاویٰ جات ہیں ہم ان کی تفصیل ذیل میں بیان کر رہے ہیں۔

اجنبی عورت کو دیکھنا:

حبشی کہتا ہے: رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تیرے لیے پہلی نظر معاف ہے جب کہ دوسری معاف نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے اگر کسی شخص کی نظر کسی عورت کے چہرے پر پڑے اور یہ نظر لذت لینے کی نیت سے نہ ہو تو وہ جس قدر بھی طویل ہو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر وہ اسے دیکھتا ہی رہے تو حرام نہیں۔ ❶

اس حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ اگر کوئی مرد کسی عورت کو بغیر شہوت کے بار بار یا مسلسل دیکھتا ہے تو وہ حرام ہے۔ ❷ پھر اس نے امام نووی کی اس ترجیح کو غلطی پر مبنی بتایا جس میں انہوں نے اجنبی عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنا مطلق طور پر حرام قرار دیا ہے۔ ❸

حبشی کا رد:

عورت کو دیکھنا شہوت کے اسباب میں داخل اور اس کو تحریک دینے کے مترادف ہے۔ اسی لیے نظریں جھکا کے رکھنا شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور یہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾ (النور: ٣٠)

''مومن مردوں سے کہہ دے اپنی کچھ نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔''

اس آیت کریمہ میں ہے کہ مومن نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں گویا کہ نظریں نیچی رکھنا شرم گاہ کی حفاظت کا سبب ہے۔ اور یہ کہ جو شخص اپنی نظروں کو نیچا نہ رکھے وہ اپنی شرم گاہ کی حفاظت بھی نہیں کر سکتا۔ عز بن عبدالسلام نے کہا: اجنبیہ عورت (یعنی غیر محرم) کو دیکھنا زنا کے وسائل میں سے ہے۔ ❹

---

❶ بغية الطالب: ٢٢٤، ٢٨٠ طبع جديد.
❷ حواله سابقه: ٢٨٧. ٣٦٦ طبع جديد.
❸ بغية الطالب: ٢٨٨.
❹ القواعد الكبرى: ١٠٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلسل نظر کے متعلق امام نووی کا کلام:

نووی رحمہ اللہ نے کہا: صحابی کا یہ کہنا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے (عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے مجھے نظر ہٹا لینے کا حکم دیا۔ اچانک نظر کا مطلب غیر محرم عورت پر بغیر ارادہ کے نظر پڑ جانا ہے۔ اسی لیے پہلی دفعہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہے مرد پر واجب ہے کہ وہ فوراً ہی اپنی نظر ہٹا لے۔ اگر اس نے اپنی نظر فوراً ہٹالی تو اس پر کوئی گناہ نہیں لیکن اگر وہ بار بار یا مسلسل دیکھتا رہا تو اس حدیث کی بنیاد پر وہ گناہ گار ہوگا۔

نبی کریم ﷺ نے غیر محرم عورت کو دیکھنے سے منع کیا اگر چہ یہ تھوڑی دیر ہی کیوں نہ ہو۔ جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے اجنبی عورت پر اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اپنی نظر فوراً ہٹا لو۔ ❶ مذکورہ آیت کریمہ اور اس حدیث میں حبشی کے دعویٰ کا رد واضح طور پر موجود ہے جس میں اس نے کہا کہ اس پر اجماع ہے اجنبی عورت کو بغیر شہوت کے دیکھنا جائز ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت کسی دوسری عورت کے اوصاف اپنے خاوند کے سامنے اس طرح بیان نہ کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ بخاری کے لفظ یہ ہیں: ''کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ننگے بدن (ایک کپڑے میں) جمع نہ ہو اور پھر وہ اپنے خاوند کے سامنے اس کی تعریف کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔'' ❷ جب نبی ﷺ کسی اجنبی عورت (کے بدن) کے اوصاف بیان کرنے سے منع کر رہے ہیں تو اجنبی عورت کو دیکھنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

شیخ جیلانی نے بوڑھی اور نوجوان عورت میں فرق کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''نوجوان لڑکی کی طرف نہ دیکھے مگر یہ کہ کوئی عذر اور مجبوری ہو جیسا کہ عورت کی گواہی لینا یا پھر علاج کی غرض سے دیکھنا۔ اور بوڑھی عورت کی طرف دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ فتنے کا ڈر نہ ہو۔'' ❸

ان کے نزدیک فتنے کے وسائل کو دور کرنے کا اعتبار ہے۔

اگر شروع میں نظر شہوت کے ساتھ نہ بھی پڑے تو بعد میں شہوت کے ساتھ پڑے گی کیونکہ نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ حبشی کے اس فتویٰ کے ذریعے تیر پکڑ کر ابلیس کو اس کے چلانے میں مکمل مدد کی گئی ہے۔ اس فتویٰ سے پتہ چلتا ہے حبشی (سد الذرائع ...... وسائل کو بھی روکنا) کے قاعدہ سے قطعاً واقف نہیں ہے جبکہ شر اور برائی کے دروازے کو بند کرنے کا اسے کچھ پتہ نہیں ہے۔

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو حج کے موقع پر اپنے پیچھے سوار کیا۔ بنی خثعم قبیلہ کی ایک لڑکی رسول اللہ ﷺ سے کوئی مسئلہ پوچھنے آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی گردن دوسری طرف

❶ مسلم: ٢١٥٩، ابوداؤد: ٢١٤٨.

❷ بخاري: ٥٢٤٠. ❸ الغنية لطالبي الحق.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موڑ دی تا کہ وہ اسے نہ دیکھ سکیں۔ آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ نے اپنے چچا زاد کی گردن دوسری طرف موڑ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ وہ بھی نوجوان ہے اور یہ بھی نوجوان ہے میں ان دونوں کے متعلق شیطان سے امن میں نہیں رہ سکتا۔'' ❶ یہ حفاظتی تدبیر شیطان کے راستے کو روک دیتی ہے۔ لیکن آج شیطان بعض ایسے لوگوں کے فتویٰ سے خوش ہے جو زیادتی کرنے والے اور شیطانی راستوں کو اپنے باطل فتووں کے ذریعے کھولنے والے ہیں۔

محرم خواتین کا کتنا جسم دیکھا جا سکتا ہے:

حبشی کے نزدیک عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ غیر محرم اشخاص کی موجودگی میں اپنے جسم کا بعض حصہ کھول دے۔ اور آدمی کے لیے جائز ہے کہ وہ غیر محرم عورت کے بدن کا وہ حصہ دیکھے جس کو دیکھنا اس کے لیے حلال نہیں بشرطیکہ شہوت سے نہ ہو۔ ❷

میں نے حبشی کا یہ کلام اس کی کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں تلاش کیا مگر مجھے نہیں مل سکا مجھے یقین ہے کہ یہ حذف کر دیا گیا ہے۔

اس کے نزدیک محرم عورتوں کے پورے جسم کو مطلق طور پر دیکھنا ما سوائے جو حصہ ناف سے نیچے اور گھٹنوں سے اوپر ہے جائز ہے بشرطیکہ بغیر شہوت کے ہو اور جس نے یہ کہا کہ پردہ کا مقام اس سے زیادہ ہے یعنی ناف اور گھٹنوں کے مابین سے تو یہ قول ضعیف ہے۔ ❸

میں نے اس کا یہ کلام بھی کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ مجھے یقین ہے کہ اسے بھی حذف کر دیا گیا ہے۔

اس کے نزدیک وہ بچہ اور بچی جو ابھی سنِ تمیز کو نہ پہنچے ہوں ان کے پورے جسم کو دیکھنا جائز ہے ماسوائے بچی کی شرمگاہ کے، اس کی والدہ کے علاوہ بچی کی شرمگاہ کو دیکھنا حرام ہے۔ پھر کہا: بعض نے والدہ کے علاوہ بھی اس کی اجازت دی ہے۔ ❹

عورت کا خوشبو لگا کر نکلنا:

حبشی نے کہا: جان لو کہ عورت کا زیب و زینت اختیار کر کے اور خوشبو لگا کر نکلنا جب کہ ستر ڈھانپا ہوا ہو مکروہ تنزیہی ہے جبکہ حرام نہیں ہے، یہ اس وقت حرام ہو گا جب وہ مردوں کو دعوت نظارہ دے اور گناہ کی طرف مائل کرے۔ لیکن اگر وہ زیب و زینت (میک اپ) اختیار کر کے اور خوشبو لگا کر نکلے بشرطیکہ اس نے اپنے بدن کا اتنا حصہ چھپایا ہوا ہو جو اس پر چھپانا واجب ہے اور وہ مردوں کو دعوت نظارہ نہ دے رہی ہو تو یہ فقط مکروہ تنزیہی ہے یعنی وہ گناہ گار نہیں ہے۔ ❺

---

❶ ترمذی: ۸۸۵، ابوداؤد: ۱۷۳۵۔ ❷ بغية الطالب: ۲۸۸۔
❸ بغية الطالب: ۲۹۰۔ ❹ حوالہ سابقہ: ۲۹۰۔ ❺ بغية الطالب: ۳۵۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر کہا: جس نے حدیث سے یہ سمجھا ہے کہ عورت خوشبو لگا کر نہ نکلے تو یہ اس کا فقط وہم ہے۔ ❶

میں کہتا ہوں: کیا شیخ عبدالباسط فاخوری کو حرام ❷ کہنے کا وہم ہو گیا ہے کہ اس نے عورت کا خوشبو لگا کر نکلنا یا زیب و زینت اختیار کر کے گھر سے نکلنا حرام قرار دیا ہے۔ ❸

اور اس نے کہا: وہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اور اگر اجازت سے نکلے تو زیب و زینت اختیار نہ کرے ورنہ اس پر فرشتے لعنت کریں گے یہاں تک کہ گھر واپس لوٹ آئے۔ ❹

کیا شیخ خالد بغداوی نقشبندی کو بھی وہم ہوا اس نے کہا: عورتوں کا گھر سے اس حال میں نکلنا کہ انہوں نے ملکے، باریک، تنگ اور نقش و نگار والے کپڑے پہن رکھے ہوں یا خوشبو لگا رکھی ہو حرام ہے۔ جو لوگ ان کو ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں وہ اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں یہ ان عورتوں کے ساتھ ہی جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ ❺

اے حبشی نقشبندی! کیا تجھے علم ہے کہ خالد نقشبندی نے کیا کیا ہے؟

حبشی نے کہا: اگر عورت کا یہ مقصد ہو کہ مرد اس کی خوشبو پائیں تو وہ زانیہ کے مشابہ ہے۔ ❻ یہ حبشی کی رسول اللہ ﷺ کے اس عورت کے متعلق بیان کردہ وصف میں کچھ تبدیلی ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول ''آدمی اور کفر کے درمیان نماز کا چھوڑ دینا ہے۔'' میں تبدیلی کر چکا ہے۔ اس نے کہا: یعنی وہ کفر کے قریب ہے۔ گویا کہ حبشی اس عورت کا وصف بیان کرنے میں رسول اللہ ﷺ سے بھی زیادہ محتاط ہے۔

اگر حبشی کا یہ اعتقاد نہ ہوتا کہ جو کچھ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے وہ اس کی مستحق نہیں تو وہ کبھی بھی اس کی نفی نہ کرتا۔ اس کے قول سے شریعت کا قصد ختم ہو جاتا ہے جو اس نے سد الذرائع کی شکل میں بیان کیا ہے۔

اور کیا عورت کا نیک نیتی سے خوشبو لگانا مردوں کو فتنہ میں واقع ہونے سے بچا سکتا ہے؟

حبشیوں کے قول کی بنیاد پر عورت خوشبو میں لت پت ہو کر نکل سکتی ہے۔ تو معاملہ عورت کے ارادہ سے مقید ہے جس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے: ''کہ وہ مرد اس کی خوشبو پائیں۔'' یہ سنن دارمی میں (۲۵۴۸) موجود ہے۔

---

❶ حواله سابقه: ٢١٦.

❷ الكفاية لذوى العناية: ١٥١ تحقيق اسامه السيد (الحبشى)

❸ حبشی کے شاگرد (اسامہ سید) نے (الفاخوری) کی کتاب کی تحقیق کی ہے اس نے اپنی طرف سے فاخوری کے کلام میں یہ لفظ داخل کر دیے (کہ لوگ اس (عورت) کی خوشبو پائیں) تاکہ اس تحریم کے حکم کو مقید کر دے اور علت یہ ہو کہ وہ مردوں کو دعوت نظارہ دے۔ حالانکہ اس کو حاشیہ میں لکھنا چاہیے تھا۔ لیکن یہ کون جانتا ہے؟ کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں انہوں نے قوسین بھی ختم کر دیے۔ یہ ان لوگوں کی تحریف کا نمونہ ہے جو بتدریج انہوں نے کیا ہے پہلے قوسین کے ساتھ عبارت داخل کی پھر قوسین بھی ختم کر دیے۔

❹ الكفاية لذوى العناية: ١٧٣.

❺ الايمان و الاسلام: ١٧.

❻ بغية الطالب: ٣٥١، طبع جديد: ٤٤٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جو عورت خوشبو لگا کر پھر باہر نکلی اور اس کی خوشبو مردوں تک پہنچی تو وہ زانیہ ہے اور ہر (دیکھنے والی) آنکھ زانیہ ہے۔“ ابو عاصم نے کہا اس حدیث کو ہمارے بعض اصحاب نے مرفوع بیان کیا ہے۔ ❶

یہ تاکید ہے کہ یہاں (لام) تعلیل کا نہیں بلکہ عاقبت کا ہے، اور یہ اصولی قاعدہ ہے کہ دو نصوص کو کسی بھی وجہ سے عمل میں لانا ان کو مہمل کرنے سے بہتر ہے۔ اگر ہم یہاں (لام) کو تعلیل کا مانیں تو دارمی کی روایت باطل تصور ہو گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو خوشبو لگا کر مسجد جانے سے بھی منع کیا ہے آپ نے فرمایا: ”جس عورت نے خوشبو لگائی وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں حاضر نہ ہو۔“ ❷

ابن دقیق العید نے کہا: عورت کو خوشبو لگا کر نکلنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے اس میں مردوں کی شہوت بھڑکانے کا عنصر ہے۔ ❸ پھر انہوں نے صراحت کی کہ فقہاء نے مسجد جانے والی عورت پر شرط رکھی ہے کہ وہ خوشبو استعمال نہ کرے۔

کیا ابن دقیق العید حبشی کے ہاں وہی ہے؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت انھیں ملی جس سے خوشبو آ رہی تھی۔ انہوں نے پوچھا: اے امۃ الجبار کہاں جا رہی ہو؟ کیا تو مسجد سے تو نہیں آ رہی؟ اس نے کہا: ہاں۔ انہوں نے پوچھا کیا تو نے اسی لیے خوشبو لگائی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی جو مسجد جانے کے لیے خوشبو لگاتی ہے حتی کہ وہ غسل جنابت کی طرح غسل کرے۔ ❹

ایک روایت میں ہے: ”جب عورت مسجد جانے کے لیے نکلے تو خوشبو ختم کرنے کے لیے ایسے غسل کرے جیسے وہ جنابت کا غسل کرتی ہے۔“ ❺

اے بھائی: کیا تو دیکھ رہا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کیسے اس کے قصد اور ارادہ کے بارے میں سوال کیا کہ کیا تو نے مسجد جانے کے لیے خوشبو لگائی ہے؟ تو اس نے اعتراف کیا کہ ہاں اس کا ارادہ مسجد جانے کا ہی تھا۔ ایک روایت جو کہ سنن بیہقی میں (۱۳۳/۳) میں ہے کہ انہوں نے اس سے قسم لی تو عورت نے تین دفعہ قسم اٹھائی کہ اس نے فقط مسجد جانے کے ارادہ سے ہی خوشبو لگائی تھی۔ اس کے باوجود انہوں نے اسے کہا کہ گھر جاؤ اور جنابت کی طرح غسل کر کے اس کو ختم کرو۔ اس کی قسم اٹھانے کے بعد بھی انہوں نے اسے مسجد جانے کی اجازت نہیں دی۔

---

❶ سنن دارمی: ۲۷۹/۲.

❷ مسلم: ٤٤٤.

❸ احکام الاحکام: ۱۹۹/۱.

❹ ابوداؤد: ٤١٧٤، ابن ماجہ: ٤٠٠٢۔ اس کی سند ضعیف ہے لیکن بیہقی نے اسے ایک اور سند سے نقل کیا ہے۔ صحیح مشکاۃ المصابیح: ۳۳٤/۱، السلسلہ الصحیحۃ: ۲۸/۳.

❺ النسائی: ۲۸۳/۲، بیہقی: ۱۳۳۱۳، الصحیحۃ: ۱۰۳۱.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اے کج روی اختیار کرنے والو! اس سے بڑھ کر اور واضح دلیل کیا ہو سکتی ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو تو تمھاری اس باطل تفریق کا پتہ نہیں چلا جو تمہیں سمجھ آ گئی ہے۔ انہوں نے تو مسجد کا بقیہ راستہ بھی اسے مکمل کرنے کی اجازت نہیں دی حالانکہ اس نے اپنے ارادہ اور قصد کی صفائی بھی ان پر واضح کر دی۔ صحابہ کرام کی عورتوں سے ایسا کچھ بھی ثابت نہیں ہے کہ وہ خوشبو لگا کر نکلتی تھیں۔ جس نے ایسا دعویٰ کیا یقیناً وہ کذاب (جھوٹا) اور افتراء باز ہے۔

مسجد جانے کے لیے خوشبو لگانے سے بہترین مقصد اور کون سا ہوتا ہے؟ اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت کو مسجد جانے کے لیے غسل جنابت کی طرح غسل کرنے کا حکم دیا ہے پھر تمھارا کیا خیال ہے کہ اگر عورت کسی اور مقصد کے لیے خوشبو لگا کر باہر نکلے؟ اس سب کے باوجود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو وہی حکم دیا جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ وہ غسل جنابت کی طرح غسل کرے۔

ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کا خوشبو لگا کر نکلنا کبیرہ گناہ ہے:

ابن حجر ہیتمی نے عورت کے خوشبو لگا کر نکلنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ((الزواجر عن اقتراف الکبائر)) میں ۲۷۹ نمبر پر جس گناہ کا تذکرہ کیا ہے وہ درج ذیل ہے: ''عورت کا اپنے گھر سے خوشبو لگا کر اور زیب و زینت اختیار کر کے نکلنا چاہے وہ شوہر کی اجازت سے ہی کیوں نہ ہو۔'' ❶ ذہبی رحمہ اللہ نے کہا: ''وہ افعال جن کی بناء پر عورت پر لعنت برستی ہے...... (غیر محرم کے سامنے) اپنی زینت کا اظہار کرنا اور کستوری اور عنبر جیسی خوشبو لگا کر گھر سے نکلنا۔'' ❷

خوشبو لگانے کے متعلق حبشی کا شبہ:

حبشی نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کو دلیل بنایا ہے: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے مکہ کے لیے) روانہ ہوئے۔ جب احرام باندھنے کا وقت آیا تو اپنی پیشانیوں پر خوشبو کا لیپ لگایا، جب پسینہ آتا تو وہ خوشبو بہہ کر ہمارے چہرے پہ آ جاتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھتے مگر منع نہیں فرماتے تھے۔ ❸ پھر کہا: جو لوگ عورت کو مطلق طور پر خوشبو لگا کر نکلنے سے منع کرتے ہیں وہ اس حدیث کو کہاں لے جائیں گے؟ ❹

اس شبہ کا تعاقب:

ہم اس حدیث کا جواب مندرجہ نکات میں دے سکتے ہیں۔

اول: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: عورت کو گھر سے نکلتے وقت پردہ کرنے کا حکم ہے۔ اگر اسے ایسی خوشبو لگانے کی

---

❶ الزواجر: ۱/۷۱.

❷ الکبائر: ۱۰۲، نمبر: ۲۸.

❸ ابوداؤد: ۱۸۳۰، کتاب الحج.

❹ صریح البیان: ۱۸۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجازت دی جائے جس کی خوشبو پھیلتی ہے تو اس میں زیادہ فتنہ ہے۔ ❶ اگر یہ روایت ثابت ہو۔ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ ❷ تو اس حدیث اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جمع یہ ہے کہ وہ جب گھر سے نکلنے لگے تو خوشبو کا اثر دھو ڈالے کیونکہ منع کا تعلق خاص خروج (گھر سے نکلنے سے ہے) واللہ اعلم۔ ❸

دوم: دلوں میں ٹیڑھا پن رکھنے والے متشابہ روایات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور ان سے چمٹے رہتے ہیں جبکہ محکم و واضح روایات کو ترک کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو خوشبو لگا کر گھر سے نکلنے سے منع کیا ہے۔ اور اسے حرام قرار دیا ہے۔ یہ حرمت روز روشن کی طرح واضح اور صریح ہے لیکن حبشی اس سے اعراض برتتے ہوئے متشابہ روایت پیش کر رہا ہے۔ یہ ان لوگوں میں شامل ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ﴾

(آل عمران : ۷)

”پھر جن لوگوں کے دلوں میں تو کجی ہے وہ اس میں سے ان کی پیروی کرتے ہیں جو کئی معنوں میں ملتی جلتی ہیں، فتنے کی تلاش کے لیے اور ان کی اصل مراد کی تلاش کے لیے، حالانکہ ان کی اصل مراد نہیں جانتا۔“

سوم: صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کے لیے بیان کردہ نہی سے کہ (عورتیں خوشبو لگا کر مسجد نہ آئیں) یہی سمجھا کہ اس سے مراد عورتوں کو روکنا ہے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام عورتوں کو خوشبو لگا کر مسجد آنے سے روکا کرتے تھے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

لیکن اے حبشی! تو اس شخص کو روکتا ہے جو عورتوں کو اس کام سے روکتا ہے کیا خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت کے لیے تیرا دفاع ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے روکنے کے موافق ہے؟ ہرگز نہیں تیرا یہ رویہ اس راستے کے مکمل خلاف ہے جس پر سلف صالحین کاربند تھے۔ اللہ تیری حقیقت کو لوگوں پر جلد واضح کرے۔

صحابہ کرام کی بیویوں میں سے کسی ایک نے بھی یہ مفہوم نہیں سمجھا جو حبشی اور اس جیسے موجودہ زمانہ کے فقہاء نے سمجھا ہے۔ صحابہ کرام کی خواتین میں سے کوئی ایک بھی اس طرح گھر سے نہ نکلتی تھی جس طرح حبشی کی شاگرد خواتین میک اپ، زیب وزینت، تنگ لباس، رزق برق عبایہ اور خوشبو سے معطر نکلتی ہیں۔ ہم ان کو دیکھ کر یہ قطعاً نہیں کہہ سکتے کہ ان کا حجاب، ستر، لباس اور زیب و زینت صحابہ کرام کی خواتین والی ہے بلکہ یہ واضح طور پر ان کی مخالفت ہے چاہے یہ لوگ تسلیم کریں یا نہ کریں بلکہ یہ خواہ مخواہ بحث مباحثہ اور جھگڑا کرتے ہیں۔

---

❶ ہم حبشی کو فتنہ باز کیوں نہ کہیں کہ اس کے فتویٰ سے بہت زیادہ فتنہ پھیلا کہ (عورت خوشبو لگا کر گھر سے نکل سکتی ہے)۔

❷ یعنی ان کا قول کہ میں احرام کے وقت اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی تھی اور منیٰ میں بھی خوشبو لگائی۔

❸ فتح الباری: ۱۰/ ۳۷۸.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چہارم: رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات حج کے دوران بھی مردوں کے ساتھ اختلاط سے بچا کرتی تھیں بلکہ طواف بھی مردوں سے پیچھے رہ کر کرتی تھیں۔ بخاری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے (۱۶۱۸) عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں کی موجودگی میں پیچھے رہ کر طواف کرتی تھیں اوران کے ساتھ اختلاط سے بچا کرتی تھیں۔

نووی رحمہ اللہ نے عورت کے گھر سے باہر نکلنے کی شروط میں ذکر کیا ہے کہ خوشبو نہ لگائے ❶ مگر یہ کہ وہ حج کے سفر میں ہو۔اس میں خوشبو لگانا مردوں اور عورتوں کے لیے برابر ہے۔

پنجم: اس حدیث کا تعلق محرم کے خوشبو لگانے سے ہے یہ بات معروف ہے کہ اگر احرام والا خوشبو لگائے تو اس کا احرام فاسد ہو جاتا ہے۔اس موضوع پر خوشبو لگانے پر اتفاق کو دوسری جگہ خوشبو لگانے پر اتفاق سے تعبیر کرنا کھلا تناقض ہے۔صحیح بات یہ ہے کہ یہ کوئی ایسی چیز تھی جس میں خوشبو کا اثر تھا خالص خوشبو نہیں تھی اور نہ ہی ایسی خوشبو تھی جس سے تیز خوشبو آتی ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔اس کی خوشبو انتہائی ہلکی تھی اور یہ اس قسم کی تھی جو مندرجہ ذیل حدیث میں ذکر ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو مگر اس کی خوشبو مخفی ہو۔ ❷

غزالی نے یہ حدیث ذکر کی جس پر زبیدی نے تعلیق لگاتے ہوئے سعد سے ذکر کیا: ''میرے خیال میں علماء نے اس قول کہ (عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ ہو خوشبو نہ ہو) کو خروج کے ساتھ خاص کیا ہے جب کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے جس طرح کی چاہے خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔'' ❸

کچھ خوشبو ایسی بھی ہے کہ وہ عورتیں گھر سے نکلتے وقت استعمال کرتی ہیں جس کی خوشبو نہیں ہوتی فقط رنگ ہوتا ہے یہ عام خوشبو سے الگ ہے۔

حبشی دو مشاکل کا شکار ہے:

حبشی یا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو دلیل بناتے ہوئے ایسی خوشبو کو عورتوں کے لیے جائز قرار دے جس کا استعمال ان کے لیے حرام ہے۔ایسی صورت میں یہ نبی ﷺ کی نہی کی واضح مخالفت ہے اور معتبر ائمہ دین کے مقابلہ میں شاذ مسلک ہے۔

یا پھر حبشی یہ قول کہنے پر مجبور ہے کہ یہ ایسی خوشبو تھی جو ہلکی تھی اور ایسی تھی جو احرام سے پہلے مُحرم لگاتا ہے اور یہ عام خوشبو سے مستثنیٰ ہے اور یہ بھی ہے کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر سے باہر لگانا ثابت بھی ہو تو یہ اس خوشبو میں داخل نہیں جو محرم (احرام والے) کے لیے منع ہے۔اور یہ بھی ہے کہ یہ اس خوشبو سے الگ ہے جسے لگا کر عورت کو گھر سے نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔

---

❶ مسلم مع الشرح: ٤/٤٠٦.

❷ ترمذی: ٢٧٨٧، نسائی: ٤٧٣٥، صحیح مشکاۃ: ٤٤٤٣.　❸ اتحاف السادۃ المتقین: ٣/٢٥٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ششم: اگر یہ کہا جائے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ خوشبو احرام سے قبل رکھی تھی تو پھر یہ موقف اس کو اس قول سے کس قدر دور کر دے گا؟ پھر نہی کا کوئی معانی باقی نہیں رہتا ہے۔ کیونکہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا خود احرام سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگایا کرتی تھیں۔ پھر یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ آپ ان کو ایسی خوشبو سے منع کریں جو وہ خود احرام سے پہلے آپ کے سر پہ رکھا کرتی تھیں؟

اگر حبشی کے ساتھ ہمارا اختلاف فقط اسی بات پر یا اسی طرح کے دوسرے فقہی اختلافات میں ہوتا تو پھر معاملہ اس کے اور ہمارے درمیان اس تنبیہ کے ذریعے آسان ہے کہ اس کے فتاویٰ میں عوام الناس کو دھوکہ دیا جا رہا ہے اور ان کے لیے شرعی احکام سے فرار کے ایسے راستے نکالے جا رہے ہیں جو ان کی نفسیاتی خواہشات کے عین مطابق ہیں اور جو وہ حرام کاموں کے لیے تلاش کر رہے ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ جو ہمارا اختلاف اس نوعیت کا ہے جس سے آنکھیں بند نہیں کی جا سکتی ہیں وہ اس کا غیر اللہ سے استغاثہ (مدد طلب کرنا) اور استعاذہ (پناہ طلب کرنا) کے جواز کا فتویٰ ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ پر حیلہ سازی اور اس کی صفات میں تحریف (تبدیلی) ہے............الخ۔

میاں بیوی کے درمیان اختلاف:

☆ اس کا یہ فتویٰ کہ عورت کے لیے گھر سے نکلنا جائز ہے چاہے وہ خاوند کی مرضی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

اس نے فتویٰ دیا ہے کہ عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ خاوند کی مرضی کے خلاف گھر سے نکلے جبکہ وہ اس کو طلب علم کے لیے باہر جانے کی اجازت نہ دے رہا ہو بلکہ اس نے عورت کو اجازت دی ہے کہ وہ جس وقت چاہے خاوند کی اجازت کے بغیر دینی علم حاصل کرنے اور مشائخ سے فتویٰ طلب کرنے کے لیے سفر بھی کر سکتی ہے۔ اس نے کہا: ''وہ اس کی رضامندی کے بغیر نکل سکتی ہے۔'' [1] ''عبدالباسط فاخوری نے حبشی کی مخالفت کی ہے۔'' [2] حبشی اس فتویٰ کے ذریعے عورت کو خاوند کی نافرمانی پر ابھار رہا ہے اور اپنے خاوند کے ساتھ بدتمیزی کا درس دے رہا ہے۔

اس فتویٰ میں دعوت ہے کہ خانگی زندگی میں شیخ کا حق ولایت خاوند کے حقِ ولایت سے کہیں زیادہ ہے۔ اس فتویٰ کے ذریعے اس نے میاں بیوی کے مابین شر کا دروازہ کھول دیا ہے گویا کہ شیخ کی زیارت خاوند کی اطاعت کا پیش خیمہ ہے۔

اس موقع پر ہم مشائخ، علماء اور قضاۃ (ججوں) سے ایک سوال کرتے ہیں کہ ان کا کیا فیصلہ ہوگا جب ایک عورت اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر طلب علم کے مزعومہ دعویٰ کی بنیاد پر طلاق لے لے؟ کیا وہ حبشی کے اس فتویٰ کی بنیاد پر اس

---

[1] بغية الطالب: ٢٠٢، ٢٦٨، ٣٤٠، طبع جديد: ٣٤٢، الدرالمفيد: ١٤٣.

[2] الكفاية لذوى العناية: ١٧٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت کو طلاق لینے کی اجازت دیں گے اور خاوند کی نافرمانی کا فیصلہ صادر کریں گے۔ کیا وہ اس عورت کے لیے خاوند کی نافرمانی کو جائز کہیں گے۔ کیا وہ خاوند کے کلمہ کو پست اور شیخ کے کلمہ کو بلند کریں گے؟

بچے کو دودھ پلانا، کھانا پکانا اور کپڑے دھونا، بیوی کی ذمہ داری نہیں:

حبشی کے نزدیک بچوں کی تربیت عورت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ بچوں کی نگہداشت باپ کے ذمہ ہے۔ رہا بچوں کو دودھ پلانا تو یہ بھی اس پر واجب نہیں مگر یہ کہ وہ اپنی مرضی سے ایسا کرے اور اس کا یہ حق کہ وہ بچوں کو دودھ پلانے کے عوض مالی معاوضہ خاوند سے طلب کرے، اگر بیوی دودھ پلانے کے لیے راضی نہ ہو تو پھر مرد کسی اور عورت کو دودھ پلانے کے لیے تیار کرے اور اسے مالی معاوضہ ادا کرے۔

عورت پر یہ بھی فرض نہیں ہے کہ وہ بچوں کے لیے کھانا پکائے اور کھلائے یا ان کے کپڑے دھوئے یہ ایسا بوجھ ہے جس کو برداشت کرنا بچوں کے باپ کے ذمہ ہے ماں کے ذمہ نہیں ہے۔ ❶

دیکھیے ہمارے قضاۃ (جج حضرات) اس شخص کے بارے میں کیا فیصلہ صادر کرتے ہیں جو اپنی بیوی کو اس لیے طلاق دینا چاہتا ہو کہ وہ اس کی مرضی کے بغیر دین کا علم سیکھنے کے لیے گھر سے نکلے اور اپنے بچوں کو دودھ نہ پلائے، ان کے لیے کھانا نہ پکائے، اور نہ ہی ان کی تربیت کرے، کیا وہ اس کو طلاق دینے کا کہیں گے یا اس کو طلاق دینے سے روک دیں گے؟

عورت کا زیب و زینت اختیار کر کے گھر سے نکلنا:

حبشی نے عورت کے لیے جائز قرار دیا ہے کہ وہ زیب و زینت اختیار کر کے گھر سے نکل سکتی ہے، اس نے قرطبی کے قول کو دلیل بنایا ہے کہ اگر مردوں کو دعوت نظارہ دینا مقصد نہ ہو تو عورت زیب و زینت اختیار کر کے گھر سے نکل سکتی ہے۔ کیونکہ اس نے تو فقط اپنے آپ کو خوش کیا ہے۔ ❷ اور اس نے کہا: ❸ ''عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ زیب و زینت اختیار کر کے مردوں کے سامنے آئے (منگنی کے لیے) اگر یہ کہا جائے: اگر نکاح کرنا مقصد ہو تو وہ منگنی کرنے والے کے سامنے زیب و زینت کا اظہار کر کے آسکتی ہے۔ بہوتی نے کشاف القناع ❹ میں کہا: ''اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے رخساروں پر سرخی وغیرہ لگائے اور زیب و زینت اختیار کرے۔'' ❺

حبشی اس طرح ان خاص نصوص کو جو منگیتر کے بارے میں ہیں مطلق طور پر بیان کر رہا ہے اور جو نصوص عام ہیں جن میں عورت کو زیب و زینت اختیار کر کے اور خوشبو لگا کر گھر سے نکلنے سے منع کیا گیا ہے نظر انداز کر رہا ہے۔

---

❶ الدار المفيد: ١٤٤.

❷ صريح البيان: ١٨٢.

❸ مواهب الجليل: ٣/٤٠٥.

❹ كشاف القناع: ١/٨٢.

❺ صريح البيان: ١٨٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے کہا: چاروں مذاہب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو وہ عدت کے دوران زیب و زینت ترک کر دے اور گھر میں رہے اگر ہم اس حکم کو عدت گزارنے والی اور عدت نہ گزارنے والی کے لیے عام کر دیں اور ہر حالت میں اس پر میک اپ حرام کر دیں تو پھر عدت والی کے ساتھ خاص کرنے کا کوئی مقصد باقی نہیں رہتا۔ لہٰذا عورت کو زیب و زینت کے ساتھ گھر سے نکلنے سے منع کرنا شریعت سازی ہے اور تمام اصولیوں کے نزدیک شریعت سازی کفر ہے یا پھر کبیرہ گناہ ہے۔ ❶

فتویٰ کا تعاقب:

عورت اگر گھر میں بھی ہو اور عدت کے ایام گزار رہی ہو تو اس کے لیے گھر میں بھی زیب و زینت اختیار کرنا جائز نہیں ہے جب کہ عام حالات میں گھر کے اندر اپنے خاوند کے لیے زیب و زینت اختیار کرنا یقیناً جائز ہے۔ جب عورت گھر میں ہو اور عدت بھی نہ گزار رہی ہو تو اس پر زیب و زینت اختیار کرنا حرام نہیں ہے۔ حرمت کا یہ حکم گھر سے نکلنے پر ہو گا۔ پھر جو لوگ اس پر متفق ہوئے ہیں کہ وہ زیب و زینت اختیار کر کے گھر سے نہ نکلے، اس کا سبب عدت گزارنا ہے اور افسوس کا اظہار کرنا ہے تو پھر زیب و زینت اور خروج دونوں ممنوع ہوں گے اس کے بعد کہ زیب و زینت ممنوع تھا جب کہ خروج نہیں۔

ایک جنس کا دوسری جنس سے مشابہت اختیار کرنا:

حبشی نے اپنے فتویٰ میں اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ مرد عورتوں کی مشابہت اختیار نہ کریں اور عورتیں مردوں کی مشابہت اختیار نہ کریں۔ اور اس مسئلہ میں اس نے کتاب و سنت کے دلائل بھی ذکر کیے۔ لیکن کیا اس نے اپنی شاگردوں کو نہیں دیکھا کہ وہ کس قدر تنگ شلواریں اور چست پاجامے پہنتی ہیں؟ وہ حجاب بھی کرتی ہیں اور انتہائی تنگ پتلونیں بھی پہنتی ہیں کیا یہ مردوں کے ساتھ مشابہت نہیں ہے؟

حبشی نے فتویٰ دیا ہے کہ حجاب جلد اور بالوں کے رنگ کو چھپانے کے لیے ہے۔ ❷ اس بناء پر عورت کے لیے جائز ہے کہ آج کے اس دور میں وہ ایسا تنگ لباس پہنے جو اس کے جسم سے چمٹا ہوا ہو جیسا کہ تنگ شلوار، پنٹ اور چست پاجامہ وغیرہ۔ آج حبشیوں کی عورتیں اسی بناء پر تنگ شلوار پہنتی ہیں۔ اسی لیے نزار حلبی نے فتویٰ دیا ہے عورتوں کے لیے تنگ شلوار پہننا جائز ہے۔ اس نے کہا: ہاں ہماری عورتیں تنگ شلوار پہنتی ہے، جینز زیب تن کرتی ہیں اور خوشبو لگا کر نکلتی ہیں تو ہم پردہ اور فیشن کو جمع کر رہے ہیں۔ ❸ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ احباش کی عورتیں مکمل زیب و زینت اختیار کر کے، تنگ شلواریں اور جینز پہن کر نکلتی ہیں اور اس قدر خوشبو استعمال کرتی ہیں کہ راستے کے دوسرے کنارے تک خوشبو پھیل جاتی ہے۔

---

❶ صريح البيان: ١٨٦.   ❷ بغية الطالب: ١٠٤.   ❸ جريدة المسلمون: ٤٠٧، سن: ١٩٩٢ء.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبشی کے اس فتویٰ سے واضح ہے کہ وہ عورتوں کو ترغیب دے رہا ہے کہ وہ تنگ و باریک لباس پہن کر اور نیم عریاں ہو کر گھر سے نکلیں اور یہ کہ خوشبو لگا کر مردوں کو اپنی طرف مائل کریں اور خود مردوں کی طرف مائل ہوں۔

عورت کے لباس کی شروط تنگ اور باریک نہ ہو:

حبشیوں کو عورت کے لباس کے متعلق شروط یاد نہیں کہ وہ تنگ اور باریک نہ ہو اس طرح کہ ان کے جسم کی بناوٹ یا تو ظاہر ہو اور یا پھر جسم آئے۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبطی چادر عطا فرمائی جو ان کو دحیہ کلبی نے ہدیہ کی تھی۔ میں نے وہ اپنی بیوی کو پہنا دی۔ آپ نے مجھ سے پوچھا تم نے وہ چادر کیوں نہیں پہنی؟ میں نے عرض کیا: میں نے اپنی بیوی کو پہنا دی ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کو کہو اس کے نیچے (غلالہ) شمیض پہنے مجھے خطرہ ہے کہ اس سے اس کے جسم کے اعضا نمایاں ہونگے۔ ❶

عبداللہ بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قباطی چادریں عطا کیں۔ پھر کہا: اپنی بیویوں کو نہ پہنانا، ایک آدمی نے عرض کیا۔ امیر المومنین! میں نے یہ چادر اپنی بیوی کو پہنائی ہے اور وہ گھر میں ادھر ادھر چلتی ہے مجھے نہیں لگتا کہ وہ اس کے جسم پر تنگ ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر تنگ نہیں بھی تو جسم کے اعضاء کو واضح کر رہی ہوگی۔ ❷

یہ عین وہی بات ہے جو اسماء رضی اللہ عنہا نے کی جسے ہشام بن عروہ نے نقل کیا ہے۔ ❸ اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔ انہوں نے اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے اسماء مجھے عورتوں کا یہ فعل انتہائی قبیح محسوس ہوتا ہے کہ کوئی عورت ایسا کپڑا پہنے جو اس کے جسم کے اعضاء کو واضح کر رہا ہو۔ ❹

پنڈلیاں کھولنا:

حبشی کی شاگرد خواتین پنڈلیاں کھول کر رکھتی ہیں کیونکہ حبشی نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور یہ اس عورت کا مذاق اڑاتی ہیں جو اپنا کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر رکھے۔ اسے وہ انتہاء پسندی اور بنیاد پرستی سے تعبیر کرتی ہیں۔ جب ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ہم اپنے شیخ کے فتوے پر عمل کرتی ہیں کیونکہ انہوں نے یہ فتویٰ دے رکھا ہے۔ افسوس ہے کہ حبشی خواتین اپنے شیخ کے فتوے سے تو آگاہ ہیں مگر جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے قطعاً غافل ہیں۔

آپ نے فرمایا: جس نے اپنا ازار لٹکایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: عورتیں اس معاملہ میں کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: وہ اپنا کپڑا ایک بالشت لٹکا کر رکھیں۔

❶ مسند احمد: ٥/٢٠٥، سنن بیهقی: ٢/٢٣٤.

❷ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اسے بیہقی نے روایت کیا ہے: ۲/۲۳۴، کیا یہ مرسل ہے لیکن اس کے رواۃ ثقات ہیں۔ اسے مسلم البطین نے بھی نقل کیا ہے۔

❸ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اسے ابن سعد نے نقل کیا ہے: ۸/۱۴۸، اس کی سند المنذر تک صحیح ہے۔ (حجاب المراة: ٥٧)

❹ ابو نعیم الحلیة: ٢/٤٣، البیهقی: ٤/٣٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اس طرح تو ان کے قدم ظاہر ہونگے۔ ❶ آپ نے فرمایا: وہ ایک ہاتھ لٹکا کر رکھیں اور اس سے زیادہ نہ کریں۔ ❷

ایک روایت میں ہے: ''جب ازار کا ذکر ہوا تو انہوں نے پوچھا: عورت کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک بالشت لٹکائے، انہوں نے عرض کیا: پھر بھی اس کا جسم کھلے گا۔ (قدم وغیرہ) آپ نے فرمایا: ایک ہاتھ لٹکا لے اور اس سے زیادہ نہ کرے۔'' ❸

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت نے پوچھا: ''اگر میں اپنی چادر کو لمبا کرتی ہوں اور ناپاک جگہ سے گزرتی ہوں تو پھر؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: بعد والی (پاک زمین) اسے پاک کر دے گی۔'' ❹

عورتوں سے سوال ہے کہ ان کے نزدیک کسی کی بات محبوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یا پھر ان علمائے سوء (برے علماء) کی؟

میرے ایک جاننے والے نے بتایا کہ حبشی کی شاگرد خواتین ایک لڑکی کے پاس آئیں جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی وہ اسے مکمل کپڑے پہننے سے منع کر رہی تھیں، اسے زیب و زینت اختیار کر کے اور خوشبو لگا کر گھر سے نکلنے کی ترغیب دے رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ وہ مختصر کپڑے پہن کر نکلے پھر انہوں نے اس کے خاوند کو بھی مطمئن کرنے کی پوری کوشش کی اور کہا کہ یہ ہمارے شیخ کا فتویٰ ہے بلکہ وہ ایسی عورتوں پر بہت خوش ہوتے ہیں۔

ان لوگوں کی اخلاقی پستی کا یہ عالم ہے کہ فاکھانی نے عیسائیوں کے ساتھ ایک ملاقات میں کہا کہ وہ ایسی بہت سی بے پردہ عورتوں کو جانتا ہے جو پردہ کرنے والی اور چادروں میں لپٹ کر رہنے والیوں سے کہیں بہتر ہیں۔ یہ فقط اس لیے کہا کہ ان کے سامنے حبشی ملت اعتدال پسند ثابت ہو سکے۔

ران بازی (رانوں میں جماع) کا زنا:

اس قسم کے فتاویٰ جات نے بہت سے لوگوں کو عظیم فساد میں مبتلا کر دیا ہے۔ حبشی کی شاگرد خواتین فتنہ کو ہوا دیتی ہیں اور مکمل زیب وزینت اختیار کر کے باہر نکلتی ہیں۔ اس کے ماننے والے ان خواتین کو بڑے شوق سے دیکھتے ہیں۔ اس طرز عمل نے ان کے نزدیک بہت سے گناہوں کا ارتکاب آسان کر دیا ہے جیسا کہ عورت سے ران بازی (رانوں میں

---

❶ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری: ۱۰/۲۵۹ میں کہا: مردوں کے لباس کی دو شکلیں ہیں۔ ۱۔ نصف پنڈلی تک یہ مستحب ہے۔ ۲۔ ٹخنوں سے اوپر تک جائز۔ عورتوں کے لباس کی بھی دو شکلیں ہیں: ۱۔ مردوں کے لباس سے ایک بالشت نیچے یہ جائز ہے۔ ۲۔ مردوں کے لباس سے ایک ہاتھ نیچے یہ مستحب ہے۔

❷ ترمذی: ۱۷۳۱، نسائی: ۸/۲۰۹، ابوداؤد: ۱۱۹، ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

❸ الموطا للمالك: ۲/۹۱۵، ابوداؤد: ٤١١٧، نسائی: ۸/۲۰۹، یہ صحیح حدیث ہے۔

❹ الموطا لمالک: البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ لیکن یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کے شواہد موجود ہیں۔ دیکھیے مشکاة المصابیح: ٥٠٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جماع) کرنا۔اس سستی کا سبب دو امور ہیں۔

۱۔ ران بازی کو صغیرہ گناہوں میں شمار کرنا۔

۲۔ اسے زنا سے تعبیر نہ کرنا کیونکہ زنا تو وہ ہے جس پر کوڑوں یا رجم کرنے کی سزا مقرر ہے اس کے علاوہ جو بھی ایسا فعل ہے جس پر حد نہیں ہے تو وہ زنا نہیں کہلاتا ہے۔

یاد رہے اگر کسی جرم کی حد نہ ہو تو اس فعل کے ارتکاب پر ایک اور سزا مقرر ہے جس کو تعزیر کہتے ہیں۔تعزیر سے مراد وہ سزا ہے جو شریعت میں مقرر (محدود) نہ ہو۔ ❶

علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرد اور عورت کو لایا گیا جو ایک لحاف میں لیٹے ہوئے تھے تو آپ نے ان پر تعزیری طور پر سزا نافذ کر دی۔

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ران میں جماع سے بھی کہیں کم تر چیز کو زنا سے تعبیر کیا ہے۔آپ نے فرمایا: ''آنکھ بھی زنا کرتی ہے اور اس کا زنا دیکھنا ہے اور منہ بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا بوسہ لینا ہے۔'' ❷ آپ نے ران بازی سے بھی کم تر گناہ کو زنا سے تعبیر کیا ہے حالانکہ اس پر کوئی حد مقرر نہیں ہے۔درحقیقت زنا کے درجات میں اگر عورت کو فقط دیکھنا ہی زنا قرار دیا گیا ہے تو ران بازی تو اپنے آپ زنا کہلائے گی جو کہ فقط نظر سے دیکھنے سے کہیں بڑا جرم ہے۔ یہ بات بھی معلوم ہے اگر چور چوتھائی دینار سے کم چوری کرے تو اس پر حد قائم نہیں ہوتی مگر اس کے باوجود اسے چور کہا گیا ہے۔اور اس فعل پر چوری کا اطلاق ہوا ہے۔

حبشی نے عورت سے مصافحہ کے مسئلہ پر تحریریوں کا رد کرتے ہوئے مندرجہ ذیل حدیث سے دلیل لی ہے۔''ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے۔'' اس نے کہا: پکڑنے سے مراد عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینا ہے۔ ❸ حبشی نے خود اس فعل کو جو زنا سے کہیں کم ہے زنا شمار کیا ہے۔

اس کے شاگرد (نبیل الشریف) نے کہا: تحریریوں نے اپنے ایک پمفلٹ میں دعویٰ کیا ہے کہ زنا کے لیے چل کر جانا زنا میں شامل نہیں، اور بچے کے ساتھ بدفعلی کرنا زنا نہیں بلکہ زنا سے مراد عضو تناسل کو داخل کرنا ہے۔اس نے کہا: یہ بات کر کے انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ان لوگوں کے خلاف جس نے مندرجہ ذیل حدیث کو دلیل بنایا: آپ نے فرمایا: ہاتھ بھی زنا کرتا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں بھی زنا کرتا ہے اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے۔لیکن جب اس سے کسی سائل نے سوال کیا کہ وہ اس حدیث کی تشریح کرے۔''ہر آنکھ زنا کرتی ہے۔'' تو وہ جواب دینے میں سخت الجھن

❶ حد: ایسی سزا جو شریعت نے مقرر کر رکھی ہے جب کہ تعزیر جرم کی نوعیت سے قاضی (جج) مقرر کرتا ہے۔

❷ بخاری: ٦٦١٢، ٦٦٤٣.

❸ صريح البيان: ٢٧٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا شکار ہو گیا۔ ❶

۲۔ ہم لوگ نبی ﷺ سے زیادہ نہ ہی تو فصیح اللسان ہیں اور نہ ہی کسی چیز کا وصف بیان کرنے میں آپ سے زیادہ دقیق تعبیر کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان سے زیادہ خوف الٰہی رکھنے والے ہیں۔ لہٰذا ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم ان کے کلام کو تبدیل کریں یا اس وصف کی نفی کریں جس کو آپ نے ثابت کیا ہے یا اس فعل کو نیکی سمجھیں جس کو آپ نے نیکی نہیں سمجھا۔ آپ نے تو ران بازی سے کم تر چیز کو زنا سے تعبیر کیا ہے۔ عین اسی وقت ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کے متعلق، علماء پر لعن طعن کرنے، ان پر کفر کا فتویٰ لگانے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی کرنے میں حبشیوں کے ہاں خوف الٰہی اور تقویٰ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس طرح حبشی کے فتویٰ کی بنیاد پر سمندروں کے کناروں پر بے حیائی، بے پردگی اور عریانی پھیلی کیونکہ وہ اسے صغیرہ گناہوں میں شمار کرتا ہے جیسا کہ حبشی کے ایک شاگرد (ناجی نیتش) نے جو کہ سوئمنگ پول چلاتا ہے نے طرابلس میں فتویٰ دیا ہے۔

بلکہ مجھے ان بہت سے لوگوں نے بتایا جو پہلے حبشی کے پیروکار تھے کہ اس کے نزدیک ننگی جنسی فلمیں دیکھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اس لیے کہ وہ تو فقط ایک تصویر ہے۔

ڈنمارک میں مجھے بعض بھائیوں نے بتایا ہے کہ حبشی کے پیروکار کافر ممالک میں عورتوں کے ساتھ سیر کرتے ہیں اور زنا کا ارتکاب بھی کرتے ہیں اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ (کافر عورتوں کے دین پر غالب آنے کے لیے) ایسا کرنا جائز ہے۔ ان کا یہ دعویٰ شیطانی ہے۔ یہ فقط نفسیاتی خواہشات، شہوت اور شیطان کی طرف سے دھوکہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ﴾ (محمد: ۲۵)

''شیطان نے ان کے لیے (ان کا عمل) مزین کر دیا اور ان کے لیے مہلت لمبی بتائی۔''

حبشی چہرہ کھلا رکھنے کا دفاع کرتے ہوئے۔ کیوں؟

اس نے کہا: بعض لوگوں پر معاملہ خلط ملط ہو گیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کریمہ کی بناء پر

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾ (النور: ۳۱)

''اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں کے لیے۔''

عورتوں پر زینت کا اظہار خاوند اور محرم مردوں کے علاوہ حرام قرار دیا ہے۔ ان کو وہم ہو گیا ہے زینت سے مراد ظاہری زینت ہے جو لباس اور زیور کی شکل میں ہے انہوں نے آیت کریمہ کو اس کے محل اور مکان سے خارج کر دیا ہے جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ یہاں زینت سے مراد جسم کی باطنی زینت ہے اور وہ بعض علماء کے نزدیک چہرہ، ہاتھ اور پاؤں

❶ مجالس الهدى، كيسٹ: ۲۵، ب/۱۰۲۳، نمبر: ۲۹، دوسری سائیڈ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ ہے۔بخلاف اس زینت کے جو اس آیت کریمہ میں مستثنیٰ ہے۔﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ ’’مگر جو اپنے آپ ظاہر ہو‘‘ اس نے کہا: آزاد عورت کو چہرہ اور دیگر اعضاء کھلا رکھنے کی اجازت اللہ تعالیٰ نے دی ہے کیونکہ تخلیق کے اعتبار سے یہ اس کی ضرورت ہے۔ ❶

یاد رکھو! جب حبشی چہرہ کھلا رکھنے کا دفاع کرتا ہے تو وہ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز کا بھی دفاع کرتا ہے اور وہ ہے عورت کا زیب و زینت اختیار کرنے کے ساتھ خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا اور اپنے پاؤں کھلے رکھنا۔ اور تعلیم کے حصول کے لیے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا، گالوں پر سرخی لگا کر چہرہ کھلا رکھنا حتی کہ حبشی کی شاگرد لڑکیوں کا فتنہ دوسری بے پردہ خواتین سے کہیں زیادہ پھیل چکا ہے۔

جن لوگوں نے عورت کا چہرہ کھلا رکھنا جائز کہا تو انہوں نے اس کی چند شروط بیان کی ہیں۔

ا۔ عورت چہرے کا میک اپ نہ کرے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے چہرہ کھلا رکھنا واجب نہیں کہا بلکہ انھوں نے اس آیت کریمہ کے عموم کے تحت چہرے اور ہاتھوں کو داخل کیا بشرطیکہ عورت نے میک اپ اور پاؤڈر وغیرہ نہ لگایا ہو۔ ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾ ترجمہ: ’’اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں‘‘ اگر عورت نے پاؤڈر وغیرہ لگایا ہو تو ان کے نزدیک بھی چہرے کا پردہ واجب ہے۔ ❷

۲۔ یہ کہ عورت کا چہرہ فتنے کا باعث نہ ہو، ابن عابدین نے (الدر المختار) میں کہا: ’’نوجوان لڑکی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے اپنا چہرہ کھلا رکھے اس لیے نہیں کہ وہ پردہ ہے بلکہ اس لیے کہ فتنے کا خوف ہے۔‘‘ ❸

اور یہ قول مالکیہ میں سے ابو البرکات الدردیر کا ہے۔ ❹

قرطبی نے ابن خویز منداد سے نقل کیا ہے جو کہ مالکیہ کے بہت بڑے شیخ ہیں کہ اگر عورت خوبصورت ہو اور اس کے چہرہ کھلا رکھنے سے فتنے کا ڈر ہو تو اس پر چہرہ ڈھانپنا واجب ہے۔ ❺

غیر محرم عورت سے مصافحہ:

حبشی نے کہا: اگر کوئی آدمی کسی غیر محرم عورت سے مصافحہ کرے تو جائز ہے بشرطیکہ درمیان میں کوئی حائل (رکاوٹ) ہو۔ اس نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو دلیل بنایا ہے وہ کہتی ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ آپ نے ہم سے عہد لیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمیں نوحہ خوانی سے منع فرمایا۔ ایک عورت نے اپنا ہاتھ

---

❶ صريح البيان: ١٨٦.
❷ حجاب المرأة المسلمة: ٤٢.
❸ حاشيه ردالمحتار.
❹ الشرح الصغير على أقرب المسالك الى مذهب الامام مالك: ٢٨٩/١.
❺ تفسير القرطبی: ٢٨٩/١.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پیچھے کر لیا اور کہا کہ فلاں عورت نے (نوحہ کرنے میں) میری مدد کی تھی۔ حبشی نے کہا: صحیح یہ ہے کہ اس کا جواب اس طرح دیا جائے کہ بیعت کسی حائل چیز کے ذریعے ہوئی تھی۔ ابو داؤد نے (المراسیل) میں شعبی رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بیعت لیتے تو ایک قطری چادر لاتے اور اس پر ہاتھ رکھتے اور کہتے: ''میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔'' اسے عبدالرزاق نے ابراہیم نخعی کے واسطہ سے مرسل نقل کیا ہے۔'' ❶

اس طریقہ سے ان لوگوں نے بتدریج مصافحہ کو جائز قرار دے دیا حالانکہ اس سے پہلے وہ ان کے ہاں حرام تھا۔ یہ باطل طریقہ ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ جس نے اپنا ہاتھ عورت کے ہاتھ میں دیا یا اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ مصافحہ ہی کہلائے گا۔ جسے کسی مرد نے اگر دستانے پہن رکھے ہوں اور وہ کسی مرد سے ہاتھ ملائے تو اسے مصافحہ ہی کہا جائے گا۔ جیسے کسی آدمی کی شرمگاہ کو کسی حائل چیز کے ساتھ بھی چھونا جائز نہیں۔ اسی طرح اجنبی عورت کے ساتھ مصافحہ کسی حائل کے ساتھ بھی جائز نہیں ہے۔ ان دونوں میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ہے۔

حبشی کو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کی کوئی پروا نہیں۔ انہوں نے کہا: ''نہیں اللہ کی قسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نے بیعت کے وقت بھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔'' ❷ بلکہ حبشی نے اس واضح اور صریح حدیث کو ایسی روایت سے رد کر دیا جو ام عطیہ سے مروی ہے اور جس کی بناء پر میت پر نوحہ خوانی کے جائز ہونے کے مسئلہ میں بہت زیادہ اختلاف وجود میں آیا۔ اس میں ہے کہ آپ نے یہ اجازت خاص طور پر ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو ہی دی تھی۔ مالکیہ نے اس حدیث کی بناء پر کہا: نوحہ خوانی مطلق طور پر جائز ہے۔ ❸

اس سب کے باوجود ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔

حافظ نے کہا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس عورت نے پردہ کے پیچھے سے اپنا ہاتھ بڑھایا مگر مصافحہ واقع نہیں ہوا۔

یہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے فقیر ہونے کی دلیل ہے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے متعلق کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا اس حدیث کی بنیاد پر ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی بات کو رد کرنے کا اشارہ کیا کرتی تھیں۔ ❹

عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت سے فرمایا: میں نے کلام کے ذریعے تیری بیعت لے لی۔ حافظ نے کہا: یعنی یہ فقط کلام کے ذریعے تھا۔ مصافحہ کے ذریعے بیعت نہ تھی جیسا کہ مردوں سے بیعت لیتے وقت مصافحہ کیا جاتا ہے یہ ہاتھ کا بڑھانا مصافحہ کے بغیر تھا۔ ❺

اس کی تائید امیمہ بنت رقیقہ کی حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ میرا سو عورتوں سے کلام کرنا ایک عورت سے کلام کی طرح ہی ہے۔ ❻

---

❶ صریح البیان: ١٤٤. ❷ البخاری: ٤٨٩١. ❸ فتح الباری: ٦٣٩/٨.
❹ حوالہ سابقہ: ٦٣٦/٨. ❺ حوالہ سابقہ:
❻ اس کی سند صحیح ہے۔ ابن حبان: ١٤، ترمذی: ١٥٩٧، نسائی: ١٤٩/٧، ابن ماجہ: ٢٨٧٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا مراسیل ابوداؤد سے مقابلہ ہرگز صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مراسیل ہیں جو حجت نہیں۔ ❶ چہ جائیکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کو رد کیا جائے جو بخاری میں ہے۔ یہ انحراف کسی پکے مومن اور مخلص آدمی سے متوقع نہیں جو لوگوں کو نصیحت کرنا چاہتا ہو اور برائی کے راستوں کو روکنا چاہتا ہو خصوصاً جب رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے متعلق شدید وعید ثابت ہے جو غیر محرم عورت کو چھوئے (ہاتھ لگائے) جیسا کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث میں ہے: ''کسی آدمی کے سر میں لوہے کا سُوا (کیل) ٹھونک دیا جائے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی غیر محرم عورت کو ہاتھ لگائے۔'' ❷

حدیث ام عطیہ کے متعلق حبشی کا تناقض:

حبشی نے تحریریوں کا رد کرتے ہوئے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے متعلق دوسرا موقف اپنایا ہے۔ اس نے وضاحت کی ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں بیعت کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرتی تھیں اور ہاتھ مس نہیں کرتی تھیں۔ یہ تاویل (ان دونوں ثابت شدہ احادیث میں توفیق ہے) یعنی ایک روایت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی اور دوسری حدیث ((انی لا اصافح النساء))۔ (میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا)۔ ابن منظور نے کہا: بیعت کا مطلب معاہدہ کرنا ہے پھر کہا: بیعت کی شروط میں یہ شامل نہیں کہ جسم کے ساتھ جسم یعنی (ہاتھ کے ساتھ ہاتھ) ملے۔

پھر اس نے تحریریوں کے خلاف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو دلیل بنایا ہے کہ جس میں ہے: ''رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے بیعت کے وقت مس نہیں ہوا۔ یہ دلیل ان کے جھوٹ پر ہے۔'' ❸

مرد وزن کا اختلاط:

حبشی کے نزدیک مرد وزن کا اختلاط جائز ہے مگر یہ کہ عورتوں کے جسم کے ساتھ مردوں کا جسم لگ رہا ہو۔ پھر اس نے اس فقاہت کی انتہا یہ کہتے ہوئے کی کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور علماء کے کلام سے یہ واضح ہے کہ مرد وزن کا اختلاط جائز ہے۔ بشرطیکہ خلوت اور ایک دوسرے کے ساتھ جسم کا ملنا نہ ہو اگر ایسا ہو تو یہ حرام ہے۔ ❹

اگر حبشی کے ہاں معاملہ اسی طرح ہی ہے تو پھر وہ اس وقت تضاد کا شکار کیوں ہوا جب اس کے ایک مدرس نے اس سے سوال کیا کہ اگر کوئی استاد پچاس عورتوں کو پڑھا رہا ہے اور درمیان میں کوئی پردہ نہیں تو کیا یہ جائز ہے؟

حبشی نے جواب دیا پردے کا ہونا مطلوب ہے اور یہ اصل ہے اس کو درمیان میں پردہ لٹکانا چاہیے تا کہ فتنہ پیدا نہ ہو ❺ کیا اسے اپنی کتاب میں ذکر کردہ دلائل بھول گئے ہیں؟ جب اس نے اپنے مدرس کو اختلاط سے منع کر دیا۔

---

❶ یہ امام نووی کا مذہب (التقریب) میں ہے اور انہوں نے اسے اکثر آئمہ حدیث محققین کی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ امام مسلم کا قول بھی ہے: ۱/۳۰، بعض نے اسے چند شروط سے قبول کیا ہے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ۔

❷ السلسلة الصحيحة: ۲۲۶، اظہار العقیدہ السنیہ کی تخریج کرنے والے نے اسے صحیح کہا ہے۔

❸ الغارة الايمانية فى رد مفاسد التحريرية: ۲۳، ۲۴.

❹ صريح البيان: ۱۷۹.   ❺ الدر المفيد فى دروس الفقه و التوحيد: ۱۹۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم یہاں یہ بات کرنا چاہیں گے کہ حبشی مرد و زن کے اختلاط سے جسم کا ایک دوسرے سے ملنا مراد لیتا ہے اور اس سے منع کرتا ہے تو اس کو علم ہونا چاہیے کہ اس سے پہلے تعارف، ایک دوسرے کی طرف جھکاؤ، ایک دوسرے کو پسند کرنا، وعدہ معاہدہ کرنا اور مراسم بڑھانا وجود میں آتا ہے اس کے بعد مرد و زن کا جسم آپس میں ملنے کا مرحلہ ہے۔

اور ہم یہ بھی کہنا چاہیں گے کہ جس کو حبشی اختلاط کہہ رہا ہے وہ درحقیقت مباشرت ہے جو زنا کے باب میں شامل ہے نہ کہ مرد و زن کے اختلاط میں۔

لہٰذا ہم اختلاط کے تمام مراحل سے لوگوں کو تنبیہ کرتے ہیں اور یہ سد ذرائع کے طور پر ہے جب کہ حبشی کے نزدیک سد ذرائع کی کوئی حقیقت نہیں درحقیقت اس نے الشیخ فیصل مولوی پر رد کرتے ہوئے فتویٰ دیا کہ انہوں نے کہا کسی عورت کے ساتھ بیٹھنا جائز نہیں اگرچہ اسلام کی دعوت کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔

پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ حبشی کے نزدیک فقط مرد و زن کا اختلاط ہی جائز نہیں بلکہ ان کا آپس میں بات کرنا اگرچہ اس کی کوئی حاجت اور ضرورت نہ ہو، عورت کا زیب و زینت اختیار کر کے باہر نکلنا، خوشبو لگا کر میک اپ کر کے چہرے پر سرخی وغیرہ لگا کر مردوں میں آنا، تنگ اور باریک لباس پہن کر جو کہ گھٹنوں تک ہوتی کہ اس سے اوپر کا حصہ بھی کچھ ننگا ہو تو حرج نہیں، اسی طرح عورت کا تنگ شلوار چست پاجامہ، باریک اور تنگ پینٹ پہننا اور مردوں کا اس کی طرف مسلسل دیکھنا جائز ہے یہ اس کے نزدیک صغیرہ گناہ ہے اس لیے آپ دیکھیں گے کہ حبشی خواتین ایسا لباس پہن کر مردوں کے ساتھ علمی مجالس میں بیٹھتی ہیں پھر اس کے بعد جو خرابیاں جنم لیتی ہیں وہ بے شمار ہیں جیسا کہ رانوں میں جماع کو زنا شمار نہ کرنا اور اسی طرح کئی حرام امور کو جائز کہنا اور فقط کلی کرنے اور وضو کرنے سے ان گناہوں کے معاف ہونے کا فتویٰ دینا یہ سب حبشی کا کارنامہ ہے۔

پھر اس اختلاط کے جائز ہونے کے خود ساختہ دلائل اور ایسی مجالس کے جائز ہونے کی بات کرنا ایسی ایسی خرابیوں کو جنم دے رہا ہے جو حبشی طلبہ اور طالبات میں دیکھی جا سکتی ہے ان کا اخلاق اور سلوک اس خود ساختہ معیار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حبشی کی شاگرد خواتین پردے کی قائل نہیں ہیں جب ان سے پردے کے بارے میں کہا جاتا ہے تو وہ کہتی ہیں عقیدہ ٹھیک ہونا کافی ہے اگرچہ عورت زیب و زینت اختیار کر کے ہی باہر کیوں نہ نکلے۔ [1]

ہر غیرت مند انسان اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ مرد و زن کا اختلاط اور اس کے دفاع کے دلائل لوگوں کو سستی اور بے دینی کا شکار بنا رہے ہیں، گھر سے باہر اس اختلاط کو جائز کہنا، عورت کے زیب و زینت اختیار کر کے باہر آنے کو صحیح کہنا انتہائی برا مفہوم ہے ان لوگوں نے شریعت کے مقاصد کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی ان کے اس موقف نے فساد اور سستی کو

---

[1] سب جانتے ہیں کہ حبشیوں کی توحید کیا ہے وہ غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور قبر پرستی کرتے ہیں۔ درگاہوں اور مزاروں کی چوکھٹوں کو بوسہ دیتے ہیں اور مُردوں سے مدد مانگتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ کر دیا ہے۔

حبشی کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے یہ دلیل ہے کہ حبشی کو شرعی حکمت کی اہمیت کا احساس نہیں عام لوگوں میں ایسی باتیں پھیلانا قطعاً جائز نہیں ہے ہم اختلاط کو اس لیے حرام کہتے ہیں کہ اس کا انجام بہت برا ہے اگر چہ اس کو بعض لوگ حرام نہ بھی کہیں تو یہ حرام ہی ہے کیونکہ یہ زنا اور فساد کا ذریعہ ہے اور اہل علم کے ہاں یہ قاعدہ مشہور ہے کہ جو چیز حرام کے لیے وسیلہ ہو تو وہ بھی حرام ہے۔

حبشی اور اس کے پیروکاروں کے نزدیک اختلاط سے منع کرنا تنگ نظری ہے حبشی کا ایک مشہور پیروکار جمیل صقر اس وقت انتہائی غضب ناک ہوا جب ایک دینی مجلس جو عماد نخال کے گھر میں منعقد تھی اور عماد کی بیوی کی بہن نے مردوزن کے اختلاط پر مشتمل اس علمی مجلس میں آنے سے انکار کر دیا تھا اس شخص نے دھمکی دی کہ اگر وہ خاتون مجلس میں نہ آئی اور باورچی خانے میں ہی رہی تو وہ مجلس چھوڑ کر چلا جائے گا۔

مردوزن کے اختلاط کے ناجائز ہونے کے چند دلائل:

یقیناً قرآن مجید، رسول اللہ ﷺ کے فرامین اور سلف صالحین کے اقوال میں بہت سے ایسے دلائل موجود ہیں جن میں مردوزن کے اختلاط سے منع کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ﴾ (الاحزاب: ۵۳)

''اور جب تم ان سے کوئی سامان مانگو تو ان سے پردے کے پیچھے سے مانگو۔''

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عورت کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ مردوں کو نہ دیکھے اور نہ ہی مرد اس کو دیکھیں۔

نبی کریم ﷺ نے عید کے دن مردوں کو خطبہ ارشاد فرمایا پھر آپ عورتوں کے پاس تشریف لائے اور انھیں صدقہ کا حکم دیا۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا حدیث میں ان الفاظ سے پھر آپ عورتوں کے پاس آئے سے پتہ چلتا ہے عورتیں مردوں سے الگ تھیں اور مردوزن کا اختلاط نہ تھا۔

ایک دفعہ عورتوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ آپ مردوں کو تو وعظ و نصیحت کرتے رہتے ہیں ہمارے لیے بھی وعظ و نصیحت کا کوئی دن مقرر فرمائیں یہ واضح دلیل ہے کہ تب مردوزن کا اختلاط بالکل بھی نہیں تھا۔

مالک بن ربیعہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ مسجد سے نکل رہے تھے اور آپ نے مردوں اور عورتوں کا اختلاط دیکھا: اے عورتو! پیچھے رہو تمھیں یہ حق نہیں کہ راستے کے درمیان میں چلو راستے کے کناروں پر چلا کرو اس کے بعد عورتیں دیوار کے ساتھ لگ کر چلا کرتی تھیں حتی کہ بعض دفعہ ان کے کپڑے دیوار کے ساتھ اٹک جایا کرتے تھے اور اس کی تفسیر آپ ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے: ''عورتوں کے لیے راستہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درمیان میں چلنا جائز نہیں۔'' ❶

یہ روایت اس شخص کا رد ہے جو اختلاط سے مردوزن کے جسم کا آپس میں ملنا مراد لیتا ہے کیونکہ اگر یہ مراد لیا جائے تو پھر اس حدیث پر عمل باطل ہو جائے گا اور جسموں کا آپس میں ملنا اور ٹکرانا اسی صورت میں ہو گا کہ عورتیں راستے کے درمیان میں چلیں۔

اگر مردوزن کا اختلاط جائز ہوتا تو نماز میں بھی جائز ہوتا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی بہترین صف پہلی ہے اور بدترین آخری ہے اور عورتوں کی بہترین صف آخری ہے اور بدترین پہلی ہے۔'' ❷ اس کے باوجود اسلام نے ترغیب دی ہے کہ عورت اپنے گھر میں نماز پڑھے اور اس کی گھر میں نماز کو مسجد میں نماز کے بالمقابل افضل قرار دیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ مسجد اور گھر کے راستے میں بھی مردوزن کے اختلاط کو جائز نہیں سمجھتے تھے اور اس کی اجازت نہیں دیتے تھے اس لیے جب آپ نماز پڑھا کر فارغ ہوتے تو آپ اپنی جگہ پر تشریف فرما رہتے تھے اور تمام صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ بیٹھے رہتے حتی کہ عورتیں اپنے گھروں کو چلی جاتی تھیں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تھے تو عورتیں کھڑی ہو جاتیں اور رسول اللہ ﷺ خود اپنی جگہ پر ٹھہرے رہتے اور بعد میں کھڑے ہوتے تھے۔

امام زہری فرماتے ہیں اس سے جو بات ہمیں سمجھ آتی ہے واللہ اعلم کہ آپ کا ٹھہرنا اس لیے تھا کہ مردوں کے اٹھنے سے پہلے پہلے عورتیں نماز پڑھ کے گھروں کو چلیں جائیں۔ ❸

اس لیے ابن قدامہ نے کہا اگر امام کے ساتھ مرد اور خواتین نماز پڑھ رہے ہوں تو مستحب یہ ہے کہ امام اور اس کے ساتھ تمام لوگ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں اور عورتیں فوراً گھروں کو چلیں جائیں یعنی سلام کے فوراً بعد اٹھ جائیں کیونکہ اگر وہ سب ایک ہی وقت میں اٹھیں گے تو یہ مردوزن کے اختلاط کا سبب ہو گا۔ ❹ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مردوں کو عورتوں کے دروازے سے داخل ہونے سے منع کرتے تھے۔ ❺

عورتوں کے ساتھ بات کرنا اگرچہ وہ بغیر ضرورت کے ہی کیوں نہ ہو؟

حبشی نے دو لونڈیوں کے ترنم والی حدیث کو دلیل بناتے ہوئے کہا کہ لڑکی کی مترنم آواز کو سننا جائز ہے اگرچہ وہ لونڈی نہ ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سننے سے منع نہیں کیا تھا بلکہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انکار

❶ ابوداؤد: ٥٢٧٢، البانی رحمہ اللہ۔
❷ مسلم: ٤٤٠۔
❸ بخاری: ٨٧٠۔
❹ المغنی ابن قدامہ: ١/ ٥٦٠۔
❺ ابوداؤد: ٤٠٦٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا تو آپ نے ان کو منع کر دیا پھر حبشی نے کہا: اس حدیث میں دلیل ہے کہ عورتوں کے ساتھ بات کرنا جائز ہے اگر چہ اس کی ضرورت نہ ہو اور یہ فضول کاموں میں داخل نہیں۔ ❶

لیکن اگر بغیر ضرورت کے عورتوں سے بات کرنا جائز ہے تو مرد کس لیے ان سے بات کرے گا کیا موسم کا حال پوچھے گا؟ یقیناً یہ چیز مخالف جنس کی طرف مائل ہونے اور غلط تعلق استوار ہونے جانے کا ذریعہ ہے۔

کوئی بھی غیرت مند انسان اس بات کو پسند نہیں کرے گا کہ اس کی بیٹی، بہن یا بیوی سے کوئی غیر محرم بغیر ضرورت کے بات کرے تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ شخص جس کو (سلطان) کا لقب دیا گیا ہے، وہ مخالف جنس کے ساتھ اس طرح کے رویے کو فروغ دے رہا ہے اسے اس بات پر کس نے مجبور کیا ہے اور وہ اپنے متبعین کو چاہے وہ مرد ہو یا عورت ایسی نصیحت کیوں کر رہا ہے کہ عورتوں سے بغیر ضرورت کے بات کرنا شریعت کے منافی نہیں آخر اس کا سبب کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے یہ ایسا فرقہ ہے جو اپنے پیروکاروں سے مادی وسائل کا حصول چاہتا ہے چاہے یہ مال ہو یا اس کے علاوہ کچھ اور تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بعض نوجوان ایسے گروہ اور ایسی جماعتوں کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں جس میں مرد و زن کا اختلاط اور عورتوں کا مردوں کے ساتھ تعلق قائم کرنا آسان ہو آپ دیکھ سکتے ہیں حبشی عورتیں ٹی وی چینل (نداء الایمان) پر گانے گاتی ہوئی نظر آتی ہیں اور کئی طریقوں سے مردوں کے جذبات بھڑکاتی ہیں۔

اس بات میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کہ دین کے نام پر یہ جنسی بے راہ روی و بے حیائی اور مرد و زن کا اختلاط کمزور ایمان افراد کو غلط رستے پر ڈالنے کے مترادف ہے اور ان کے جذبات اور شہوات کو شیطانی طریقہ کے مطابق استعمال کرنے کی بھرپور کوشش ہے۔

ان لوگوں کی دلیل اپنے شیخ السلطان کا فتویٰ ہے جو کہ خادمِ علم شبہات ہے بعض لوگ اپنے شیخ کے فتویٰ کو بطور ڈھال استعمال کرتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ بروز قیامت والے ان سے اس بارے میں کوئی سوال نہیں ہوگا۔

ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے جاہل ہے:

﴿وَ لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ﴾ (العنکبوت: ۱۲)

''اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ماننے والوں میں سے پہلا میں بنوں۔''

﴿لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ﴾ (النمل: ۲۵)

''تا کہ وہ قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے اٹھائیں اور کچھ بوجھ ان کے بھی جنھیں وہ علم کے بغیر گمراہ کرتے ہیں۔ سن لو! برا ہے جو بوجھ وہ اٹھا رہے ہیں۔''

---

❶ صریح البیان: ۱۹۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلافی مسائل میں انکار:

حبشی کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ اختلافی مسائل کو زیر بحث لاتا ہے اور اس میں سے مرجوح اور شاذ قول کو اپناتا ہے پھر اپنے مخالفین کا ردیہ کہتے ہوئے کرتا ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اس میں انکار کی گنجائش نہیں۔

اس سے اس پر لازم آتا ہے:

کہ کسی حنفی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی شافعی پر بسم اللہ کے چھوڑ دینے میں اختلاف کرے اسی طرح کسی شافعی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی حنفی پر نبیذ پینے پر اعتراض کرے جو کہ نشہ آور نہ ہو اسی طرح بغیر ولی کے نکاح کے مسئلہ میں وہ اختلاف نہ کرے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حنفی کو حق ہے کہ وہ شافعی پر اور شافعی کو حق ہے کہ وہ حنفی پر انکار کرے۔

کیا یہ جائز ہے کہ بغیر ولی کے نکاح کے مسئلہ کا انکار نہ کیا جائے کیونکہ وہ اختلافی مسئلہ ہے تو پھر ایسا نکاح حنفی کے نزدیک جائز ہوگا جب کہ شافعی کے نزدیک یہ زنا ہوگا یا پھر یہ ہے کہ اس کا پکا اور حتمی جواب دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کے واضح طور پر خلاف ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں اور آپ نے فرمایا جس عورت نے بھی اپنا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرے اور کوئی عورت خود اپنا نکاح نہ کرے جس عورت نے اپنا نکاح خود کیا وہ زانیہ ہے۔

یہ معاملہ ایسی قوم کے ساتھ کیسے چلے گا جو کبھی دوسروں سے کہتے ہیں: ''دلیل کے ہوتے ہوئے اجتہاد نہیں ہوسکتا، اور جب اثر آجائے تو غور وفکر کی ضرورت نہیں۔'' ❶

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر: ٧)

''اور رسول تمھیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے تمھیں روک دے تو رک جاؤ۔''

امت ایسے کیسے ٹھیک ہوسکتی ہے کہ ''جو تم کو ابوحنیفہ دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔ چاہے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو؟''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب: ٣٦)

''اور کبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا

❶ كتاب الشيخ فضل الهى ظهر.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کر دیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے سو یقیناً وہ گمراہ ہو گیا، واضح گمراہ ہونا۔''

امت کا حال کیسے ہو جائے گا اگر یہ کہا جائے کہ جو شافعی کہیں اس سے اختلاف کی کسی کو کوئی گنجائش نہیں اور جو کوئی ابوحنیفہ اور شافعی کی مخالفت کرے تو وہ دور کی گمراہی میں چلا گیا۔ ایسی امت کی اللہ تعالیٰ مدد نہیں کرے گا جو قوم ایسے عقائد اور نظریات کی حامل ہو اس کے لیے اللہ کی مدد کیسے اترے گی؟

ان حالات میں ہم کفار کو دین اسلام قبول کرنے کی دعوت کیسے دے سکتے ہیں جب کہ یہ لوگ ہم سے اندھی تقلید کا مطالبہ کر رہے ہیں اور مشائخ کے اقوال کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے بھی بڑھ کر قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾ (الشوریٰ: ۱۰)

''اور وہ چیز جس میں تم نے اختلاف کیا، کوئی بھی چیز ہو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔''

یہ لوگ کہتے ہیں: جس مسئلہ میں تم اختلاف کرو تو اس کا حکم اپنے اپنے مذہب کے مطابق ہے ایسی حالت میں ایک چیز شافعی کے ہاں حرام اور ابوحنیفہ کے ہاں حلال ہوگی۔ احمد کے ہاں مستحب ہوگی اور مالک کے ہاں مکروہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (النساء: ۵۹)

''پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یومِ آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف رجوع ایمان کی شروط میں سے شرط قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم میں سے کوئی ایک برائی دیکھے تو اسے روک دے۔'' یہ نہیں فرمایا: کہ اس شخص کا انکار نہ کرو جو حرام کو حلال سمجھے۔ اسی طرح اس شخص کا حکم ہے جو کسی مسئلہ میں آپ کی سچی تعلیمات کو تبدیل کرے۔

جو کوئی بھی ثابت شدہ نص (دلیل) کی خلاف ورزی کرے تو اس کا انکار کیا جائے گا اس کا مقام و مرتبہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو کیونکہ وہ صحابہ کرام کی فضیلت و مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔ جب کبار صحابہ کرام سے کوئی غلطی سرزد ہوئی تو دیگر صحابہ کرام نے ان پر انکار کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتبار نص کی بنیاد پر انکار کا ہے، لوگوں کے مذاہب کی بنیاد پر نہیں:

یہ قول کہ ''اختلافی مسائل میں انکار نہیں'' درحقیقت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو معطل کرنے کے مترادف ہے۔

اگر ہم اس قاعدہ کو تسلیم کر لیں تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والا پردہ خفا میں رہے گا اور بہت سے مسائل میں اس کی رائے کو دلیل بنا لیا جائے گا۔ اس پر انکار نہ کرنا اس کی کتاب و سنت کی مخالفت کو واضح نہ کرے گا۔

صحیح ترین قاعدہ: جس نے بھی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی اس کا انکار کیا جائے چاہے وہ مسئلہ اختلافی ہو یا نہ ہو اور انکار کے نتائج پر بھی غور کی ضرورت ہے۔

منکر یعنی برائی کا انکار نہ کرنا اس شخص پر جو اس حکم کو منکر سمجھتا ہے درحقیقت

۱۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ختم کرنا ہے۔

۲۔ یہ حق کو ضائع کرنا ہے اور حق کو متعدد ماننے کا عقیدہ ہے اس طرح حرام اور حلال مختلف مذاہب کی بنیاد پر ایک ہی چیز میں جمع ہو جائے گا جو شخص اسے حلال سمجھتا ہے اس کے نزدیک حلال اور جو اس کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اس کے مطابق وہ حرام ہوگا جس نے ایک ہزار سال پہلے اجتہاد میں غلطی کی اس کی غلطی پر تنبیہ کرنا واجب ہے۔

اس طرح مسائل کا کوحل کرنا جائز نہیں کیوں کہ یہ بیکار کوشش ہے جو شریعت اسلامیہ کو معطل اور بے فائدہ بنانے کے مترادف ہے اور ائمہ اکرام پر اعتراضات اور ان کی کوششوں کو بے وقعت کرنے کے برابر ہے، یہ پرفریب نعرہ ہے جو اصلاح کے نام پر لگایا جا رہا ہے۔

کیا امت کی ایسی حالت دیکھ کر کوئی کافر اسلام میں داخل ہونے کے بارے میں سوچ سکتا ہے؟ یا پھر وہ اس سے متنفر ہوگا کیونکہ جہاں اندھی تقلید کی دعوت اور ہر جھگڑا کرنے والے کو مصیب یعنی حق تک پہنچنے والا کہا جا رہا ہے۔

اس مسئلہ میں غلط فہمی کے اسباب:

اس مسئلہ میں غلط فہمی کا سبب دو مختلف مناہج ہیں:

اول: اشعریوں کی بہت بڑی تعداد یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ ہر مجتہد مصیب یعنی حق تک پہنچنے والا ہے شعرانی اس موقف کا شدت سے دفاع کرتا ہے اور حافظ ابن عساکر نے ابوالحسن اشعری سے اسے نقل کیا ہے۔ [1] یہ قاعدہ فاسد اور باطل ہے

---

[1] میزان الکبریٰ: ۳۲۔۳۵، اس کے ضمن میں کتاب: (علماء المسلمین و جھلۃ الوھابیین) (تبین کذب المفتری جو ابوالحسن اشعری کی طرف منسوب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور نبی ﷺ کا قول اس کے خلاف ہے جب کوئی حاکم اجتہاد کرتا ہے اور حق بات تک پہنچ جاتا ہے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور اگر کوئی اجتہاد کرے اور غلطی کر بیٹھے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

دوم: ایسا یہ دعویٰ کرنے والا عقیدہ رکھتا ہے کہ اختلافی مسائل درحقیقت اجتہادی مسائل ہیں جیسا کے ان لوگوں کے ایسے بڑے گروہ کا خیال ہے جو علم میں تحقیق نہیں رکھتے۔ ❶ ان کے نزدیک ہر اختلافی مسئلہ اجتہادی مسئلہ ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ اختلافی مسائل دو اقسام پر مشتمل ہیں۔

اختلافی مسائل جو اجتہادی نہیں، یہ وہ مسائل ہیں جن میں علماء کے درمیان اختلاف تو پایا جاتا ہے لیکن اس مسئلہ میں صریح دلیل موجود ہوتی ہے جو کسی ایک قول کو صحیح قرار دیتی ہے۔

وہ اختلافی مسائل جو اجتہادی ہیں یہ وہ مسائل ہیں جن میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اور کوئی ایسی دلیل یا نص نہیں ملتی جو ان اقوال اور آراء میں سے کسی ایک کو صحیح قرار دے۔

یاد رکھو! بروز قیامت ایسے شخص کے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا جس نے فقط اس بنیاد پر نص اور دلیل کو چھوڑ دیا کہ وہ اس کے کسی بڑے کی رائے کے خلاف ہے۔

سنت کا فوت ہونا اور کبار صحابہ کرام پر انکار:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا آپ کے والد گرامی حج تمتع سے منع کرتے ہیں تو انہوں نے کہا تمھارا کیا خیال ہے اگر کسی کام سے میرا باپ منع کرے اور رسول اللہ ﷺ نے کیا ہو تو کیا میرے باپ کا حکم زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے یا پھر رسول اللہ ﷺ کا حکم زیادہ حق رکھتا ہے؟ ❷

اور عمار رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کا انکار کیا جب انہوں نے پانی نہ ملنے کی صورت میں جنبی کو تیمّم کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع کیا۔ ❸

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چور کا پاؤں کاٹنے کا حکم دیا جس کا پہلا ہاتھ چوری کی وجہ سے کٹا ہوا تھا تو ان کو بتایا گیا کہ آپ کا یہ حکم سنت کے خلاف ہے تو انہوں نے اپنی بات سے رجوع کر لیا جب ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ سنت ہاتھ کاٹنا ہے۔

ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس کا دوسرا ہاتھ کاٹوں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ ❹

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے دنیا کا مال فقط قریبی رشتہ داروں کے لیے ہے اور بیوی اپنے خاوند کی دیت کے مال میں وارث نہ ہوگی۔ ان کو ضحاک بن سفیان نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے خط بھیجا جس میں تھا کہ اشیم ضبابی

---

❶ اعلام الموقعین: ۳/ ۳۰۰.
❷ جامع ترمذی: ۸۲۳.
❸ صحیح مسلم کتاب الحیض، باب التیمم: ۳۶۸.
❹ السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب السرقۃ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بیوی کو اس کے خاوند کی دیت کے مال سے وارث بناؤ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بات سے رجوع کر لیا۔ ❶

امام شافعی رحمہ اللہ نے اس پر تعلیق لگاتے ہوئے فرمایا: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو فیصلہ کیا اس سے ضحاک رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنیاد پر رجوع کر لیا حتی کہ انہوں نے خود ہی اپنے حکم کی مخالفت کی۔ ❷

امام خطابی نے فرمایا: جب ان کے پاس سنت کا علم پہنچ گیا تو انہوں نے اپنی رائے ترک کر دی۔ ❸

عمر فاروق کا مجنونہ کو رجم کرنے کے حکم سے رجوع:

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنونہ کو لایا گیا جس نے زنا کیا تھا۔ آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ وہاں سے علی رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو انہوں نے فرمایا: اے امیر المومنین کیا آپ کو علم نہیں کہ اس سے تو قلم اٹھا لیا گیا ہے۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''تین لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے۔ مجنون حتی کہ ٹھیک ہو جائے، سویا ہوا حتی کہ جاگ جائے بچہ حتی کہ بالغ ہو جائے۔'' عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ تو انہوں نے کہا: ''پھر آپ اس کو کیوں رجم کر رہے ہیں؟ اس کو چھوڑ دیں۔ تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور اللہ اکبر کہا۔'' ❹

عمر فاروق رضی اللہ عنہ انگلیوں کی دیت میں فرق کیا کرتے تھے۔ انہوں نے انگوٹھے کی دیت میں پندرہ شہادت کی انگلی کے لیے دس۔ درمیانی انگلی کے لیے دس۔ اس کی ساتھ والی انگلی کے لیے نو اور سب سے چھوٹی کے لیے چھ اونٹ مقرر کیے۔ پھر آل حزم کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ان کے سامنے آیا جس میں تمام انگلیوں کی دیت برابر ذکر کی گئی تھی تو انہوں نے اپنی بات سے رجوع کر لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حدیث کو لے لیا اور اپنی پہلی بات کو چھوڑ دیا۔ ❺

عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع کرنے کا موقف رکھتے تھے لیکن علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کا انکار کیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ بیت اللہ کی کثرتِ زیارت کی غرض سے ایسا کہتے تھے۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو کہا: ((لبیك عمرة و حجة)) اور کہا: میں کسی کے قول کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو نہیں چھور سکتا۔ ❻

احمد کی روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں لوگوں کو منع کر رہا ہوں اور آپ ایسا کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا: میں کسی کے قول کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔

---

❶ المصنف کتاب الحدود: ۸۳۱٤، سنن دارقطنی، کتاب الحدود: ۳۸۸، ۲۱۲/۳، المحلیٰ لابن حزم: ٤۰۲/۱۳.

❷ الرسالة الحجة فی ثبوت خبرالواحد: ٤۲۸.

❸ معالم السنن، المختصر مع سنن ابی داؤد: ۱۹۱/٤.

❹ ابوداؤد: ٤۳۸۸.

❺ فتح الباری: ۲۲٦/۱۲.

❻ بخاری، کتاب الحج: ٤۲۱/۳، (۱۰٦۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روم کے شہر سے جنگ اور سنت کا علم ہونے پر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رجوع:

رومیوں اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین معاہدہ تھا جب معاہدہ کی مدت پوری ہوگئی۔آپ ان کی طرف ایک لشکر کی شکل میں گئے حتی کہ ان سے لڑائی کی۔ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہوکر آیا اور کہا: (اللہ اکبر) یہ عمرو بن عبسہ تھے۔معاہدہ پورا کرو اور عہد شکنی نہ کرو۔معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف قاصد بھیج کر پوچھا عہد شکنی کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: کہ جب کسی شخص اور کسی قوم کے درمیان معاہدہ ہو تو جب تک اس کی مدت پوری نہ ہو اس معاہدہ کو نہ ہی توڑے اور نہ ہی کوئی نیا عہد و پیماں کرے اور جب مدت پوری ہو تو برابری کی بنیاد پر معاہدہ توڑے۔یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے۔

نہ ہی تو کسی حاکم کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی کا حکم توڑے اور نہ ہی کسی عالم اور مفتی کے لیے جائز ہے کہ وہ اس طرح کے مسائل میں لوگوں کو اپنی اتباع کا حکم دے۔اس لیے جب منصور نے امام مالک رحمہ اللہ سے مشورہ کیا کہ لوگوں کو اس طرح کے مسائل میں موطا امام مالک پر عمل کا پابند بنا دیا جائے تو انہوں نے اسے منع کر دیا۔

تم یہ نہ کہو کہ شافعی کیسے غلطی کر سکتے ہیں؟ (ابو حنیفہ کیسے غلطی کر سکتے ہیں) بلکہ یہ کہو کہ ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہم سے غلطی ہوئی حالانکہ وہ مجتہد صحابہ کرام میں شامل ہیں۔

یہ ابن عباس ہیں جن سے متعہ کا منسوخ ہونا پردہ خفا میں رہا۔

یہ عمر فاروق ہیں جن کو جنبی کے تیمّم کا مسئلہ معلوم نہ ہوا۔

یہ ابن مسعود ہیں جن کو یہ علم نہ ہو سکا کہ رکوع میں تطبیق (دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے اندر رکھنا) منسوخ ہو چکا ہے۔

یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو میاں بیوی کو ایک ہی برتن سے غسل کرنے سے منع کرتے تھے کیا اس بھول میں صحابہ کرام کی تقلید جائز ہے؟

رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔محمد بن نصر المروزی نے کہا: اس سنت پر پوری دنیا کے علماء متفق ہیں سوائے اہل کوفہ کے۔ [1]

بعض حنفیہ نے تو یہاں تک کہہ دیا: اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔بعض متاخرین مغربی لوگوں نے کہا یہ بدعت ہے۔ [2]

جب ہم اس مسئلہ کو سنت کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت، رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔

بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت

---

[1] فتح الباری: ۲/۲۱۹، فقہ السنۃ: ۱/۱۴۳.

[2] حوالہ سابقہ: ۲/۲۲۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رفع یدین کیا کرتے تھے اور (سمع اللہ لمن حمدہ) کہتے ہے۔ ❶

نماز میں داخل ہوتے وقت تکبیر کا تعین:

نبی ﷺ نے فرمایا: جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو (اللہ اکبر کہہ)۔ اور فرمایا: ''تم میں سے کسی شخص کی نماز قبول نہ ہوگی حتی کہ وہ اس طرح وضو کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے پھر وہ اللہ اکبر کہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے۔'' طبرانی کے الفاظ یہ ہیں: پھر کہے اللہ اکبر۔ ❷

اسی پر عمل ہے جیسا کہ ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے اہل علم صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد، اسحاق کا بھی یہی قول ہے کہ نماز تکبیر سے شروع ہوتی ہے اور آدمی نماز میں تکبیر کے علاوہ داخل نہیں ہو سکتا۔

امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا: اگر کوئی شخص نماز شروع کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ذکر کرے مگر تکبیر نہ کہے تو یہ جائز نہیں ہے۔ ❸

مگر اس سب کے باوجود یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ حنفیہ کے نزدیک نماز ہر اس لفظ سے شروع کی جا سکتی ہے جس سے تعظیم مقصود ہو۔ ❹ بلکہ ابوحنیفہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا: اگر کسی نے فارسی زبان سے نماز شروع کی اور فارسی میں نماز پڑھی اگرچہ وہ بہترین عربی جانتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔ ❺

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: نماز کی چابی طہارت ہے اور اس کا شروع تکبیر اور اختتام سلام ہے۔ ❻

امام شافعی، مالک اور احمد رحمہم اللہ نے کہا: نماز سے سلام کے ذریعے خروج فرض ہے۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ فرض نہیں بلکہ ان کے نزدیک ہر اس قول اور فعل کے ذریعے نماز ختم کرنا جائز ہے جو نماز کے منافی ہو جیسا کہ ہوا خارج کر دینا، اس کو انہوں نے سلام پر قیاس کیا ہے۔ ❼

ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: جب صحیح حدیث ثابت ہو جائے تو وہ میرا مذہب ہے۔ ❽

---

❶ بخاری: ۷۳٦، ۲/۲۱۹.

❷ سنن نسائی: ۲/۲۲٦، فتح الباری: ۲/۲۱۷.

❸ جامع ترمذی: ۲/۳۵،۳٦.

❹ فتح الباری: ۲/۲۱۷.

❺ المبسوط: ۱/۳٦،۳۷، فتح القدیر: ۱/۲۸٤.

❻ مسند احمد: ۲/۲۱۸، ابوداؤد: ۱۰۰٦، حافظ نے کہا: اس کی سند بہترین ہے۔ فتح الباری: ۲/۳۲۲.

❼ المجموع: ۳/٤۲٤، انہوں نے ایک ضعیف حدیث سے استدلال کیا ہے۔ معالم السنن: ۱/۱۷۵.

❽ حاشیہ ابن عابدین: ۱/٦۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مالک رحمہ اللہ نے کہا: میں ایک انسان ہوں غلطی بھی کرتا ہوں اور صحیح بات بھی کہتا ہوں۔ میری رائے کو دیکھو جو اس میں کتاب وسنت کے موافق ہو اسے لے لو اور جو کتاب وسنت کے موافق نہ ہو اسے چھوڑ دو۔ ❶

احمد رحمہ اللہ نے کہا: جس نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو رد کیا وہ تباہی کے کنارے پر پہنچ گیا۔ ❷

حافظ ابن حجر نے بخاری رحمہ اللہ کے کلام پر تعلیق ذکر کرتے ہوئے کہا ❸: اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا حکم واضح ہو جائے تو پھر کسی کے لیے جائز نہیں کہ اس کی مخالفت کرے یا اس حکم کی مخالفت کے لیے حیلے بہانے تلاش کرے بلکہ ہر اختلاف میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو اصل اور بنیاد بنائے اور اس کے برعکس نہ کرے۔ جیسا کہ بعض مقلدین کا وطیرہ ہے۔ ❹

عینی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث ''میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے'' کی تشریح میں کہا:

ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ وہ ایک برتن سے میاں اور بیوی کو غسل کرنے سے منع کرتے تھے، تو میں کہتا ہوں کہ مذکورہ حدیث ان تک نہیں پہنچی جبکہ سنت ہر اختلاف کا فیصلہ کرنے والی ہے۔ ❺

شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اگر کسی مسئلہ پر سنت دلالت کرے تو کسی کے لیے جائز نہیں وہ اس کے خلاف کسی اور کے قول کو دلیل بنائے۔ ❻

نووی رحمہ اللہ نے کہا: ''ہمارے اصحاب نے مسئلہ تثویب (اقامت) اور مرض کی وجہ سے احرام کھولنے میں اس قاعدہ پر عمل کیا ہے۔ ہمارے متقدمین (قدیم) علماء کی ایک پوری جماعت کا یہ رویہ تھا کہ وہ جب کسی مسئلہ میں امام شافعی کا مذہب حدیث کے خلاف دیکھتے تو حدیث پر عمل کرتے اور وہ یہ کہتے ہوئے فتویٰ دیتے کہ شافعی کا مذہب وہی ہے جو حدیث کے موافق ہو۔'' ❼

ابوحنیفہ رحمہ اللہ سمندر سے حاصل شدہ خزانہ میں کچھ حصہ بھی فرض نہیں سمجھتے تھے جب کہ ابو یوسف رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں دلیل کی بنیاد ان کی پر مخالفت کی ہے۔ انہوں نے کہا: میرے نزدیک اس صورت میں پانچواں حصہ ہے اور بقیہ چار

---

❶ جامع بیان العلم و فضله، باب معرفة اصول العلم.

❷ مناقب احمد: ٢٣٥.

❸ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ معلوم ہو جائے تو کسی کے لیے جائز نہیں وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ پر کسی کو مقدم کرے۔

❹ فتح الباری: ١٣/٣٤١.

❺ عمدة القاری: ٣/١٩٦.

❻ الرسالة: ٣٣٠.

❼ المجموع شرح المهذب: ١/١٠٨.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حصے اس کے لیے ہیں جو اس کو نکالے۔ اس مسئلہ میں عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی موافقت بھی کی ہے۔ ہم نے اس اثر کی اتباع کی ہے اور ہم اس کے خلاف نہیں جا سکتے۔ ❶

ابو یوسف کا مسئلہ مزارعت اور معاملہ میں ابوحنیفہ کی رائے کو ترک کرنا:

ابوحنیفہ زمین اور کھجوروں کے باغ میں مزارعت اور معاملت کو مکروہ خیال کرتے تھے جب کہ ابو یوسف رحمہ اللہ نے ان دونوں معاملات کو جائز قرار دیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین میں خود یہ معاملہ کیا ہے۔ ابو یوسف نے کہا: اس معاملہ میں یہ بہترین رہنمائی ہے جس کی ہم اتباع کرتے ہیں کیونکہ یہ احادیث خیبر کی زمین کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں یہ ہمارے نزدیک ان روایات کی نسبت انتہائی قابل اعتماد ہیں جو اس کے خلاف ہیں۔ ❷

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عورت کے قتل میں ابو یوسف کا ابوحنیفہ کی رائے کو ترک کرنا:

ابوحنیفہ ایسی عورت کا قتل جائز نہیں سمجھتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے بلکہ وہ کہتے تھے اسے اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا کیونکہ وہ کافر ہو چکی ہے۔

ابو یوسف نے کہا: جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی، آپ کو جھٹلایا، آپ پر عیب لگایا یا پھر آپ کی تنقیص کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس کی بیوی کو طلاق بائن ہو گئی۔ اگر وہ توبہ کر لے تو بہتر ورنہ اسے قتل کر دیا جائے، یہی حکم ایسی عورت کا بھی ہے جب کہ ابوحنیفہ نے کہا: عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا۔ ❸

امام کا آمین کہنا۔ محمد رحمہ اللہ نے ابوحنیفہ کی رائے کو ترک کیا:

ابوحنیفہ کی رائے یہ تھی کہ امام خود آمین نہ کہے بلکہ فقط مقتدی آمین کہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ امام اور مقتدی دونوں آمین کہیں۔ انہوں نے اس حدیث کو دلیل بنایا: ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ ❹

حج میں جانور ذبح کرنے سے پہلے سر منڈانا، امام محمد نے ابوحنیفہ کی رائے کو ترک کر دی:

ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا خیال تھا کہ اگر حج تمتع یا حج قران کرنے والا سر منڈوانے سے پہلے جانور ذبح کر دے تو اس پر دم ہے۔ ❺ محمد بن حسن شیبانی نے اس کی مخالفت کی اور اس حدیث کو دلیل بنایا۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے جانور ذبح کر دیا، تو آپ نے فرمایا: کنکریاں مارو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس لیے امام محمد

---

❶ الخراج: ٧٠.
❷ الخراج: ٨٨، ٨٩.
❸ الخراج: ١٨٢.
❹ عون المعبود: ٣/١٤٤.
❺ بطور کفارہ بکری ذبح کر کے فقرائے مکہ پر تقسیم کرنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: ہمارے خیال میں ایسا کرنے والے پر کوئی حرج نہیں۔ ❶

ولی کے بغیر نکاح، امام محمد رحمہ اللہ نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مخالف کی:

امام محمد رحمہ اللہ نے کہا: ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں ہے۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: اگر وہ لڑکی کفو (برابری) کی بنیاد پر اور حق مہر میں کمی نہ کرتے ہوئے نکاح کرے تو ولی کے بغیر اس کا نکاح جائز ہے۔ ❷

رکوع کے وقت رفع الیدین امام بلخی رحمہ اللہ نے ابوحنیفہ کی رائے ترک کی:

لکنوی نے کہا: ہم اپنے زمانہ کے ان جاہل لوگوں کی شکایت اللہ تعالیٰ سے ہی کر سکتے ہیں جو کسی بھی ایک مسئلہ میں دلیل کی بنیاد پر اپنے امام کی تقلید ترک کرنے والے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں اور اسے اس امام کے مقلدین کی صف سے خارج کر دیتے ہیں، ان لوگوں پر تعجب نہیں کیونکہ وہ تو عوام الناس (عام لوگ) ہیں تعجب تو ان لوگوں پر ہے جو علماء کے مشابہ ہیں جبکہ وہ جانوروں کی چال چلتے ہیں۔ ❸

ابن عابدین نے کہا: ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دونوں شاگردوں نے دوتہائی مسائل میں اپنے استاد (امام) کی مخالفت کی ہے۔ ❹

اسی طرح تو دیکھے گا کہ ان صاحبِ علم وفضل آئمہ کا یہی طریقہ کار ہے کہ وہ حق کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ وہ پہلے اختلاف کو دلیل کے ذریعے ختم کرتے ہیں اپنے امام ابوحنیفہ کے قول کو چھوڑ کر بہت سے مسائل میں امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال کو اپنا لیتے ہیں جیسا کہ کافر سے سود لینے کے مسئلہ میں گزر چکا ہے کہ ابو یوسف نے ابوحنیفہ اور اوزاعی کی مخالفت کی ہے۔

وہ حق کی طرف مائل ہوتے تھے جو کہ ان کے نزدیک ابوحنیفہ سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا تھا حالانکہ ان کو ابوحنیفہ نے تعلیم دی تھی۔

ان کی حالت آج کے علمائے سوء (برے علماء) سے یکسر مختلف تھی جو آج لوگوں کو ایسے اصلاح پسند علماء سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو حق کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ یہ عام لوگوں کو دھوکہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ (اصلاح پسند) علماء آئمہ پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور دین کی تعلیمات کو بے وقعت کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو مجتہد جبکہ آئمہ کی کوششوں کو بے کار ثابت کر رہے ہیں...... اس کے علاوہ بھی بہت سے جھوٹے الزامات لگاتے ہیں۔

---

❶ مؤطا محمد الشيباني: ٢٢٩، ٢٣٠.

❷ بدائع الصنائع: ٢/٢٤٧، مؤطا محمد الشباني: ٢٤٤.

❸ الفوائد البهية فى تراجم الحنيفه: ٩٨، ٩٩.

❹ الحاشية لابن عابدين: ١/٦٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس تفصیل کے بعد کہ اختلافی مسائل میں حق کو دلیل بناتے ہوئے اہل حق نے کبار علماء کا انکار کیا ہے تو ہم تقلید اور اجتہاد کے اوپر چند گزارشات پیش کرنا چاہیں گے۔

مسئلہ اجتہاد وتقلید

کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقلد تھے:

حبشی نے کہا نبی ﷺ کے بہت سے صحابہ کرام مقلد تھے اور وہ خود براہ راست قرآن و حدیث سے احکام اخذ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور یہ کہ صحابہ کرام میں مجتہد فقط چھ لوگ تھے اور یہ بات نبی ﷺ بھی جانتے تھے کہ ان کے اکثر صحابہ کرام قرآن وسنت سے احکام اخذ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے تھے۔ ❶

دہلوی نے اس قول کو جھٹلایا ہے اور کہا کہ صحابہ کرام اور تابعین میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس نے ہر مسئلہ میں مکمل طور پر کسی دوسرے کی تقلید کی اجازت دی ہو۔ صحابہ اور تابعین کے ہاں تقلید شخصی متعارف ہی نہ تھی یہ چوتھی صدی ہجری میں متعارف ہوئی ہے۔ ❷

زبیدی نے کہا مقلدین نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مخالفت کی:

﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ٧)

''جو رسول اللہ ﷺ تمھیں دیں لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔''

اس طرح ان لوگوں نے اس اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مخالفت کی ہے۔ ﴿فاتبعوني﴾ (آل عمران) ''میری پیروی کرو''۔ اور ان مقلدین نے اپنے امام کے قول کی بھی مخالفت کی ہے کہ انہوں نے کہا: ((جب تمھیں حدیث مل جائے تو اسے لے لو اور میری بات کو دیوار پر دے مارو۔'' ❸

یہ ان لوگوں کی قسمت ہے کہ یہ تقلید کا دفاع کرتے ہیں جب کہ مذاہب کے آئمہ کا کلام تقلید کے سخت خلاف ہے۔ انہوں نے وصیت کر رکھی ہے کہ دین وہاں سے حاصل کرو جہاں سے احمد اور شافعی نے حاصل کیا ہے۔ آئمہ کرام درحقیقت صحابہ کرام کے منہج کی حقیقی مثال ہیں۔ اگر صحابہ کرام تقلید کو مشرع سمجھتے ہوتے تو پھر کبھی بھی امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ اس سے نہ ڈراتے۔

اگر تقلید صحابہ کرام کا عقیدہ ہوتا تو اس سے کبھی بھی امام شافعی رحمہ اللہ منع نہ کرتے۔

اہم ترین سوال:

کیا صحابہ کرام نے اپنے علماء کی تقلید ہر چیز میں کی ہے۔ عقائد اور احکام میں یا پھر فقط احکام میں ہی تقلید کی

❶ کیسٹ (٣) ٧٤٤، صریح البیان: ٥٧.

❷ حجة الله البالغة: ١/١٥٢ـ١٥٥.

❸ اتحاف السادة المتقين: ٣/٤٣٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور عقائد میں نہیں کی؟

اگر ان کا جواب یہ ہے کہ فقط احکام میں تو ان سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے۔

اور اگر کہیں کہ عقائد اور احکام دونوں میں تو پھر ہم ان کے سامنے اشاعرہ کا قولِ توقف ذکر کریں گے جو انہوں نے عقائد میں تقلید کرنے والے شخص کے ایمان کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ ابومنصور بغدادی نے کہا: جس نے یہ کہا کہ ارکانِ دین تقلید کے ذریعے معلوم ہوتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والا ہے وہ اس کا فرمانبردار نہیں بلکہ کافر ہے۔

ان میں سے بعض نے کہا: کسی بھی شخص پر مومن کا لفظ استعمال نہیں کیا جا سکتا حتی کہ وہ حدوثِ عالم اور صانع کائنات کی توحید کے ذریعے حق نہ پہچانے۔

یہ قول اشعری نے اختیار کیا ہے۔ اس کے نزدیک تقلید کے ذریعے عقیدہ بنانے والا مشرک اور کافر تو نہیں البتہ اس کو مطلق طور پر مومن کہنا صحیح نہیں ہے۔ ❶ انہوں نے حدوث عالم اور توحید صانع کے متعلق بات نہیں کی۔

یہ لوگ زبردست تضاد کا شکار ہیں انہوں نے عقائد میں تقلید کو مطلق طور پر حرام کہا ہے حتی کہ عوام الناس کے لیے بھی اصول دین وعقائد میں ان کے نزدیک تقلید حرام ہے جب کہ اس کے بالمقابل احکام میں اسے جائز کہا۔ حتی کہ یہ ایسے مسائل میں بھی تقلید کا دعویٰ کرتے ہیں جو شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک حرام اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک حلال ہیں پھر اس قول کا اختتام اس پر کرتے ہیں کہ جو چاہے شافعی کی تقلید کرے اور جو چاہے مالک کی تقلید کرے۔ اس بات پر ان کا مسئلہ ختم ہو جاتا ہے۔

حبشی کا قول صحابہ کرام کی توہین ہے کیونکہ یہ اس بات پر متفق ہے کہ مقلد جاہل ہوتا ہے اور وہ اہل علم میں سے نہیں ہے۔ سیوطی نے کہا: مقلد کو عالم نہیں کہا جا سکتا۔ ❷

اس توہین کی تاکید ان شروط سے ہوتی ہے جو حبشی نے ایک مجتہد کے لیے ذکر کی ہیں۔

۱۔ وہ اپنے آپ میں فقیہ ہو۔

۲۔ پختہ اور قوی علم رکھتا ہو۔

۳۔ انتہائی ذہین ہو۔

۴۔ احکام اخذ کرنے کی معرفت میں اس کا ذہن قوی ترین ہو۔ ❸

کیا صحابہ کرام میں ایسے اوصاف رکھنے والا چھ افراد کے علاوہ کوئی نہ تھا؟

---

❶ اصول الدین: ۲۵۴، ۲۵۵.

❷ اسے السندی نے نقل کیا ہے۔ حاشیہ ابن ماجہ: ۱/ ۷، اور اس کا اقرار کیا ہے۔

❸ کسیٹ: ۱۹۳، پہلی سائیڈ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم حبشیوں سے سوال کرتے ہیں: اگر ہم تمہارے شیخ کو مقلد کہیں تو تمہیں کیسا لگے گا؟

ہمیں بتائیے اے حبشیو! کیا تمہارا شیخ فقیہ ہے، پختہ علم رکھتا ہے۔ انتہائی ذہین فطین ہے؟ اگر تم کہو ہاں تو گویا تم نے ان کو صحابہ کرام پر فضیلت دے دی۔ اور اگر تم کہو نہیں (جو کہ تم کبھی نہ کہو گے) تو تم نے اپنے سلطان پر اعتراض کر دیا اور اسے کند ذہن بنا ڈالا۔

کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ اسے مقلدین صحابہ کرام کی صف میں شامل کرو یا تم اسے ان صحابہ کرام سے برتر کہنا چاہتے ہو جو کہ مقلد تھے کیونکہ تم اسے (سلطان العلماء) کہتے ہو اسی لیے تو تم نے اسے سلطان کا لقب دے رکھا ہے۔

حق بات یہ ہے کہ جو کوئی بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کا مطالعہ کرے تو اسے پتہ چلے گا کہ جب ان کے سامنے سنت واضح ہو جاتی تھی تو وہ اسے کسی بھی امتی کے قول کی بناء پر ہرگز نہیں چھوڑتے تھے۔ وہ سنت پر عمل کرنے میں بہت زیادہ حریص تھے۔ وہ اس آیت کریمہ کی عملی تصویر تھے۔

﴿فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا﴾ (النساء: ۵۹)

''پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔''

اس کی بہت سی مثالیں گزر چکی ہیں۔ صحابہ کرام ابن عباس، ابن مسعود، ابن عمر اور دیگر صحابہ کرام سے رجوع فقط اس لیے کرتے تھے کہ وہ ان سے علم میں زیادہ تھے نہ کہ اس لیے کہ وہ اصحاب المذاہب تھے۔

بخاری رحمہ اللہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئمہ مباح امور میں اہل علم سے مشورہ کرتے تھے کہ آسانی والے ہر معاملے پر عمل کیا جائے۔ جب ان کے سامنے کتاب و سنت واضح ہو جاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کو چھوڑ کر کسی اور طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ ❶

ذرا بتائیے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کتنے لوگ ہیں جنھوں نے یہ صراحت کی ہو کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مقلدین کی نماز ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مقلدین کے پیچھے نہیں ہوتی؟ اور ان میں سے کتنے ہیں جنھوں نے لوگوں کے لیے الگ الگ قاضی مقرر کیے کہ کچھ قاضی مسعودی ہوں اور کچھ قاضی عباسی ہوں جیسا کہ بعد کے لوگوں نے ایک طویل مدت تک اسے اپنائے رکھا حتی کہ، ایک ہی بستی میں چار آئمہ اور چار قاضی ہوا کرتے تھے۔ یہاں تو یہ حال رہا کہ قاضی، مفتی اور امام مالکی، اسی طرح قاضی، مفتی اور امام حنفی، اس طرح قاضی، مفتی اور امام شافعی۔ اس طرح قاضی، مفتی اور امام حنبلی۔ ان لوگوں نے عوام الناس پر ان چار آئمہ کے علاوہ کسی کی تقلید حرام قرار دی ہے۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ابن حجر ہیتمی نے کہا: ہمارے بعض آئمہ کے نزدیک آئمہ اربعہ کے علاوہ کسی کی تقلید جائز نہیں۔

دارمی نے روایت کی ہے کہ اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا: عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے ماتحتوں کو خط لکھا: کتاب اللہ کے مقابلہ میں کسی کی رائے کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کوئی رائے نہیں۔ جو طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رائج کیا ہے اس کے مقابلہ میں کسی کی رائے کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ ❶

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا منہج آج کے مقلدین والا ہے تو بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تو نصرت اور مدد کی جبکہ ہم ذلیل وخوار ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد ہم سے دور کیوں ہوگئی؟

درحقیقت ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے دین پر غیرت کو ہر چیز پر ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی۔

صحیح بات یہ ہے کہ تقلید کی بدعت پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے بلکہ صحیح ترین بات یہ ہے کہ مذاہب کی تقلید چوتھی صدی ہجری میں متعارف ہوئی جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذمت بیان فرمائی ہے۔ ❷

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں کا انکار کیا جو ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے قول کی بنا پر سنت کی مخالفت کر رہے تھے، انہوں نے کہا: قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہو جائے میں تمھیں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا اور تم کہتے ہو ابوبکر و عمر نے فرمایا۔ ❸

اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما آج کے لوگوں کا مذہبی تعصب اور اندھی تقلید دیکھتے تو کیا کہتے اگر وہ کرخی کا یہ قول سنتے تو کیا فرماتے کہ ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے موقف کے مخالف ہو وہ یا تو منسوخ ہوگی یا اس کی تاویل کی جائے گی، اسی طرح ایسی حدیث بھی منسوخ سمجھی جائے گی یا اس کی تاویل کی جائے گی۔ ❹

احمد رحمہ اللہ نے کہا: مجھے اس قوم پر تعجب ہے جو سند اور اس کی صحت کو جاننے کے باوجود سفیان رحمہ اللہ کی رائے کو اپناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

(النور: ٦٣)

''سو لازم ہے کہ وہ لوگ ڈریں جو اس کا حکم ماننے سے پیچھے رہتے ہیں کہ انھیں کوئی فتنہ آ پہنچے، یا انھیں دردناک عذاب آ پہنچے۔''

کیا تو جانتا ہے کہ فتنہ کیا ہے؟ فتنہ شرک ہے۔ شاید کہ وہ آپ کے بعض اقوال کو رد کرے اور اس کے دل میں ٹیڑھا

---

❶ فتح الاربعين: ٢٢١.

❷ الانصاف للدهلوى.

❸ جامع بيان العلم: ١٩٦/٢، الفقيه والمتفقه: ١٤٥/١.

❹ الأصل للكرخى: ١٥٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پن پیدا ہو جو اسے ہلاک کر ڈالے گا۔ ❶

اس امت کے صدیق، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے اس حکم کی اطاعت کرو جس میں، میں تمھارے بارے میں اللہ کی اطاعت کروں اور اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں ہے۔ ❷

اس سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حق کی پیروی کی کوشش کرتے اور حق کی تلاش میں رہتے تھے۔ اور ان کے نزدیک عمرو اور زید کی رائے کی کوئی حیثیت نہیں تھی وہ لوگوں کی عقلوں پر حملہ آور نہیں ہوتے تھے اور ان پر کوئی قید نہیں لگاتے تھے اور ان کو ایسے نہیں چلاتے تھے جیسے گدھے کو چلایا جاتا ہے۔

مسئلہ تقلید:

اس امت کے علماء، آئمہ، فقہا کی فضیلت اور جو خیر اور بھلائی انہوں نے اپنے بعد چھوڑی ہے اس کا اعتراف واجب ہے جیسا کہ ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ ہیں۔ امت ان کی علمی خدمات اور اصلاح کی کوششوں کا اعتراف کرتی ہے۔ اور لوگ ان سے محبت کرتے ہیں چاہے ان کو دیکھا یا نہیں دیکھا ہے۔

یقیناً اندھی تقلید سے ڈرانے والا ائمہ کی فضیلت اور ان کی خدمت کا قطعاً انکار نہیں کر رہا، بلکہ وہ تو لوگوں کو اسی راستہ کی طرف بلانے کی کوشش کر رہا ہے جس کی طرف خود ان آئمہ رفقاء نے بلایا ہے اس چیز کی طرف لوگوں کو بلانے کی کوشش ہے جس کی طرف انہوں نے کو بلایا اور اس بات سے روکنا ہے جس سے انہوں نے خود روکا ہے۔ آئمہ نے خود اپنی اندھی تقلید سے منع کیا ہے جسے آج ہم تعصب کے نام سے جانتے ہیں۔ اسلام تو اسے ختم کرنے کے لیے آیا ہے۔

کوئی طالب علم ان آئمہ کے اقوال اور اجتہادات سے لاتعلق نہیں ہو سکتا جو اس کے لیے کتاب وسنت کی نصوص کو سمجھنے میں معاون ہیں لیکن ان اقوال اور اجتہادات کو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مقدم کرنا اور لوگوں کے اختلاف کے حل کے لیے ان کو اصل اور بنیاد بنانا اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصل نہ ماننا قطعاً درست نہیں ہے۔

ہم ان کی تعظیم کے قائل ہونے کے باوجود جانتے ہیں کہ وہ انسان تھے اور غلطی سے محفوظ اور معصوم نہیں تھے۔ ان کی طاقت اور ہمت محدود تھی۔ علم لوگوں کا احاطہ کرتا ہے جب کہ لوگ علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

ہمارا ایمان ہے کہ انہوں نے اپنے علم کے مطابق اپنے بعد میں آنے والے لوگوں کو علم کے ایسے مرحلہ میں پہنچا دیا کہ وہ اس قابل ہوئے کہ وہ بھی علم کے اگلے مرحلہ میں اپنا حصہ ڈال سکیں اور اسی طرح ان کے بعد میں آنے والے علم کے اگلے مرحلہ میں اپنا حصہ شامل کر سکیں۔

بعد میں آنے والے تمام لوگ ہر علم اور ہر فن میں پہلے لوگوں کے علم کے محتاج ہیں۔ ان کا عمل اس درخت کا پھل

---

❶ الابانة عن شريعة الفرقة الناجيه لابن بطة: ١/ ٢٦٠.

❷ السيرة ابن اسحاق، اس کی سند صحیح ہے، البداية و النهاية: ٥/ ٢٤٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جو ان سے پہلے سلف صالحین نے لگایا تھا۔ اس لیے پہلے لوگوں کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

لیکن اہل تقلید ان مراحل تک پہنچنے کی بجائے آئمہ کے مرحلہ پر ہی اکتفا کر کے بیٹھ گئے۔

اندھی تقلید کی دعوت دینے والے بعض افراد نے لوگوں کو فقط تعصب اور جمود کی طرف بلایا ہے جبکہ اجتہاد کا دروازہ کلی طور پر بند کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے تقلید چھوڑنے والوں کو دین چھوڑنے والوں سے تشبیہ دی ہے۔ یہ دین میں ایسی بدعت ہے جس نے دین اسلام کی عمارت کو گرا دیا ہے اور دین اسلام کی تعلیمات کو بے وقعت کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے غیب پر حکم لگایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اب اس امت میں کوئی مجتہد پیدا نہیں کرے گا، شاید اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو غیب پر مطلع کر دیا ہے کہ اب وہ کوئی مجتہد پیدا نہ کرے گا۔

یہ صحیح ہے کہ عوام الناس کسی بھی مذہب کے پیچھے چلیں اور یہ فقط اس لیے ہے کہ وہ طلب علم سے عاجز اور ان پڑھ ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب کے قول کے لیے تعصب نہ کریں جب کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ راجح قول دوسرے امام کا ہے، کیونکہ راجح اقوال و آراء آئمہ کے درمیان منقسم ہیں کسی ایک مذہب کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ کسی مسئلہ میں شافعی کا قول راجح ہوگا اور کبھی ابوحنیفہ کا، کبھی حق مالک کے ساتھ ہوگا اور کبھی حق احمد رحمہم اللہ کے ساتھ ہوگا۔

مقصد یہ ہے کہ عوام الناس کے لیے کسی مذہب یا پھر کسی عالم جس پر انھیں اعتماد ہے کی تقلید حرام نہیں مگر شرط یہ ہے کہ جب انھیں یہ علم ہو جائے کہ حق اس کے مخالف مذہب یا کسی دوسرے عالم کی تائید کر رہا ہے تو اپنے مذہب یا اپنے عالم کو چھوڑ کر اس کی پیروی کرنی چاہیے۔

اگر کوئی امام احمد رحمہ اللہ کی تقلید کرتا ہے اور کسی مسئلہ میں اسے پتہ چل جائے کہ امام موصوف کا قول مرجوح ہے اور راجح اور صحیح ترین قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے تو وہ اس مسئلہ میں احمد رحمہ اللہ کے قول کو چھوڑ کر شافعی رحمہ اللہ کے قول کو اپنا لے جبکہ وہ بقیہ مسائل میں احمد رحمہ اللہ کے قول کو اپنائے رکھے تو اس کی گنجائش موجود ہے۔

اگر لوگ اس بات کے لیے مستعد اور تیار رہیں کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو آئمہ کے اقوال پر ترجیح دیں گے تو تب ان کے لیے تقلید نقصان دہ نہ ہوگی جب تک ان کے لیے حق واضح نہ ہو جائے اور اپنے امام کی غلطی کا پتہ نہ چل جائے۔ مقلدین کا حال ان پہلے لوگوں کی طرح نہیں ہونا چاہیے۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا﴾

(البقرة : ١٧٠)

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔“

یہی وہ منہج ہے جس کی تمام مذاہب کے آئمہ نے وصیت کی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عبدالبر کہتے ہیں۔عوام الناس کے لیے ضروری ہے کہ وہ پیش آمدہ مسائل میں اپنے علماء کی تقلید کریں کیونکہ وہ خود فہم اور شعور نہیں رکھتے۔علماء اس پر متفق ہیں کہ عوام الناس اپنے علماء کی تقلید کریں۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۷)

''پس ذکر والوں سے پوچھ لو، اگر تم نہیں جانتے ہو۔''

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: امت کے جمہور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اجتہاد مجمل طور پر جائز ہے اور تقلید بھی مجمل طور پر جائز ہے۔ وہ اجتہاد کو ہر ایک پر لازم قرار نہیں دیتے اور ہر ایک کے لیے تقلید حرام نہیں کہتے۔اسی طرح نہ ہی ہر ایک پر تقلید واجب کرتے ہیں اور نہ ہی ہر ایک کے لیے اجتہاد کو حرام کہتے ہیں۔ جو شخص اجتہاد پر قادر ہے اس کے لیے اجتہاد جائز ہے اور جو اجتہاد سے قاصر ہے اس کے لیے تقلید جائز ہے۔ ❶

اس بناء پر ہم اس شخص کی نفی کرتے ہیں جو دعویٰ کرتا ہے کہ ہم تقلید کو مطلق طور پر حرام کہتے ہیں۔ہم جس تقلید کو حرام کہتے ہیں وہ اندھی تقلید ہے جس کے ذریعے صاحب مذہب کو معصوم خیال کیا جاتا ہے اور اس سے غلطی کا صادر ہونا ناجائز مان لیا جاتا ہے۔اس کے باوجود کہ ہم تقلید کے دروازہ کو مطلق طور پر بند نہیں کرتے مگر کچھ لوگ ہمارے بارے میں لوگوں کو بھڑکاتے ہیں کہ ہم آئمہ اربعہ پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور ان کے اقوال و مذاہب کی مخالفت کرتے ہیں۔

آئمہ اربعہ نے تقلید جاری نہیں کی:

امت تقلید کے ایسے فساد میں واقع ہو چکی ہے جس نے انھیں فکری جمود میں دھکیل دیا ہے جبکہ غیر مسلموں نے ہمارے اسلاف کی تحقیق اور علم سے فائدہ اٹھا کر دنیا میں خوب ترقی کی ہے۔

لیکن مسلمانوں نے مذاہب کی طرف انتساب کو سب سے بڑا مسئلہ بنا کر امت کو گروہ بندی کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔حتیٰ کہ ان مذاہب کی جغرافیائی حدیں قائم ہوگئیں جو مغرب میں ہیں وہ یقیناً مالکی ہیں، جو برصغیر ہند وغیرہ میں ہیں وہ حنفی ہیں۔

عالم اسلام کی جو سیاہ ترین صورت کھل ہو کر سامنے آئی ہے اسے الشیخ محمد ابوزہرہ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا: امام ابن تیمیہ کا زمانہ فکری گروہ بندی کا ہے۔ ہر ایک کا الگ امام تھا جس کی وہ فقہ اور عقائد میں تقلید کرتا تھا۔ ہر شہر میں چار قاضی تھے۔وہ اپنے اپنے مذہب اور اپنے اپنے امام کے قول کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔ ❷ اگر اللہ تعالیٰ امام شافعی رحمہ اللہ کو دوبارہ زندہ کرتا اور وہ دیکھتے کہ ان کے نام پر لوگوں نے کیا کچھ ایجاد کر رکھا ہے اور کس قدر تعصب کا مظاہرہ کیا ہے تو وہ اپنی طرف منسوب لوگوں سے لاتعلقی کا اعلان کر دیتے۔

---

❶ مجموع الفتاوىٰ: ۲۰۲/۲۰.	❷ تاریخ المذاهب الاسلامیہ: ٦٤٢، ابوزهره.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعصب اور تقلید کا مطلب:

ابوعبداللہ بن خویز منداد مالکی نے کہا: تقلید کی اصطلاحی تعریف: ایسے قول کی پیروی کرنا جس کے قائل کے پاس اس کی دلیل نہ ہو۔ اس کا یہ فعل شریعت ممنوع ہے۔ ❶

تعصب سے مراد: حق واضح ہو جانے کے بعد بھی اسے قبول نہ کرنا، دلیل کو نہ ماننا اور اس کے مقابلہ میں اپنی خواہش کے مطابق کسی کی رائے کی طرف مائل ہو جانا اگرچہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہو۔ یہ انحراف اور ٹیڑھی راہ اختیار کرنا ہے۔ اس کا اصل مطلب آنکھوں پر پردہ ڈال لینا اور نہ دیکھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں لوگوں کا امتحان لیا جب وہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے نکلیں۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اس امتحان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا: اللہ کی قسم وہ دنیا و آخرت میں تمھارے نبی کی زوجہ ہیں مگر ان کے ذریعے اللہ نے تمھارا امتحان لیا ہے کہ تم علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرتے ہو یا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کی کرتے ہو۔ ❷

تو پھر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے ذریعے لوگوں کا امتحان کیوں نہ لے گا؟

ان کبار آئمہ و علماء نے بہت سے مسائل میں اجتہاد کیا، وہ حق بات تک بھی پہنچے اور ان سے غلطیاں بھی ہوئی ہیں۔ وہ اپنی غلطی پر بھی اجر کے مستحق ہیں۔ شافعی اپنے اجتہاد پر ثواب کے مستحق ہیں اگرچہ وہ غلطی ہی کیوں نہ کریں۔ لیکن وہ مقلد جس کے لیے واضح ہو جائے، اسے اپنے امام کی غلطی کا پتہ چل جائے اور پھر بھی حق کی پیروی نہ کرے تو گناہ گار ہے۔

اگر تقلید واجب ہے تو آئمہ نے اس سے منع کیوں کیا؟

جب کوئی شخص تقلید کے خلاف بات کرتا ہے تو مقلدین عوام الناس سے کہتے ہیں یہ لوگوں کو اجتہاد کی دعوت دیتا ہے۔ مقلدین کہتے ہیں: تو مقلد ہے کہ مجتہد؟ کیوں کہ اگر تو تقلید کا انکار کرتا تو تیرے اوپر اجتہاد کرنا لازم ہے۔

اس طرح انہوں نے لوگوں کو دو طبقوں میں تقسیم کر دیا ہے، جبکہ درمیانے درجے کو بھول گئے ہیں اور وہ ہے (طالب علم) جو کہ نہ تو مطلق جاہل ہوتا ہے اور نہ ہی مجتہد ہے۔

شافعی رحمہ اللہ نے اپنے متبعین کو تقلید سے ڈرا کر اپنی برأت (لاتعلقی) کا اعلان کر دیا ہے جیسا کہ مزنی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: جب تم میری کتابوں میں کوئی بھی بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف دیکھو تو سنت کو اپنا لو اور میری بات کو چھوڑ دو۔ ❸

اور فرمایا: میں نے جو کچھ بھی کہا اس کے خلاف اگر تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ملے تو یاد رکھو۔

---

❶ جامع بیان العلم : ۲/ ۱۳۲، ابن عبدالبر.

❷ بخاری : ۷۱۰۰.

❸ سیراعلام : ۱۰/ ۳۴-۷۸، مناقب للبیھقی : ۱/ ۴۷۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی حدیث اس کا حق رکھتی ہے کہ اسے لے لو اور میری تقلید نہ کرو۔ ❶ اور فرمایا: مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس کے لیے سنت رسول ﷺ واضح ہو جائے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسے کسی کے قول کی وجہ سے ترک کرے۔ ❷ کیا شافعی رحمہ اللہ کے مقلدین ان کی تعلیمات سے محروم ہیں؟

زبیدی نے ذکر کیا ہے کہ مقلدین اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔

﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر: ۷)

''اور رسول تمھیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے تمھیں روک دے تو رک جاؤ۔''

اور اس فرمان کی بھی ((فاتبعونی)) صرف اور صرف میری اطاعت کرو، ان مقلدین نے اپنے امام کے قول کی بھی مخالفت کی ہے انہوں نے کہا جب تمھیں صحیح حدیث مل جائے تو اس کو لے لو اور میری بات کو دیوار پر دے مارو۔

عز بن عبدالسلام کی مذہبی تعصب پر ناراضگی:

انہوں نے کہا انتہائی تعجب کی بات ہے کہ مقلدین فقہاء اپنے ضعیف ترین مذہب پر پکتے رہتے ہیں جب کہ ان کے پاس اس کے دفاع کی کوئی دلیل نہیں ہوتی مگر اس کے باوجود اپنے مذہب کی تقلید کرتے ہیں اور ان اقوال کو ترک کر دیتے ہیں جن کی تائید کتاب وسنت اور قیاسِ صحیح سے ہوتی ہے یہ لوگ حق چھوڑ کر اپنے امام کی تقلید پر جمے رہتے ہیں۔ بلکہ وہ کتاب وسنت کے ظاہری دلائل کو رد کرنے کے لیے حیلہ سازی سے کام لیتے ہیں اور ایسی تاویلات کرتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا وہ یہ رویہ فقط اندھی تقلید کی بنیاد پر اپناتے ہیں۔

انہوں نے مزید کہا میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے اپنے امام کے مذہب سے رجوع کیا ہو بلکہ وہ یہ جاننے کے باوجود کہ اس کے امام کا مذہب کمزور ترین ہے اس پر ڈٹے رہتے ہیں جب وہ اپنے امام کے مذہب کا دفاع کرنے سے عاجز آ جاتے ہیں تو کہتے ہیں شاید اس مسئلہ میں میرے امام کے پاس بھی کوئی دلیل تھی جس کا مجھے پتہ نہیں چل سکا، سبحان اللہ! اندھی تقلید نے ان کو کس قدر اندھا کر رکھا ہے یہ حالت کیوں ہے؟ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حق کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے وہ حق جہاں بھی ہو اور جس کی زبان پر بھی ظاہر ہو، ایسے لوگ سلف صالحین کے ان مناظروں کے بارے میں کیوں نہیں جانتے کہ جب ان کے مخالف کی زبان پر بھی حق ظاہر ہو جاتا تھا تو اس کی پیروی کر لیتے تھے؟ ❸ ان کا کلام ختم ہوا۔

---

❶ المجموع: ۱/۱۰۸، سیر اعلام: ۱۰/۳۳۔

❷ اتحاف السادة المتقین: ۳/۴۳۷۔

❸ قواعد الاحکام: ۲/۱۳۵، ۱۳۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رازی اندھی تقلید کا شکوہ کرتے ہوئے:

رازی نے تفسیر کبیر میں اپنے شیخ سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: میں نے مقلد فقہاء کی ایک جماعت کو دیکھا اور میں نے ان پر کتاب اللہ کی بہت سی آیات پڑھی ہیں جو ان کے مذہب کے خلاف تھی مگر انہوں نے ان آیات کو قبول نہیں کیا اور نہ ہی ان کی طرف کوئی توجہ کی بلکہ وہ سب مجھے تعجب سے دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے ان آیات کے ظاہر پر کیسے عمل ہوسکتا ہے جب کہ ہمارے علماء کا فتویٰ ان آیات کے خلاف ہے؟ پھر کہا اگر تو غور کرے تو تجھے پتہ چلے گا کہ یہ بیماری اکثر اہل دنیا کی رگوں میں سرایت کر چکی ہے۔

رازی نے کہا: اکثر مفسرین نے کہا ہے لفظ ارباب سے مراد یہ نہیں ہے کہ لوگوں نے اپنے بڑوں کو رب بنا لیا تھا بلکہ انہوں نے امر اور نہی میں ان کی ہر لحاظ سے اطاعت کی ہے۔ ❶

اندھی تقلید اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ کسی بھی امام کے مقلدین اپنے امام کے کلام کو اپنے درمیان اس طرح پڑھتے ہیں جس طرح کتاب اللہ کو پڑھا جاتا ہے اور ان میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے امام کے کلام کو سمجھتے بھی نہیں ہیں بلکہ بعض دفعہ ان کے شیخ کی عبارات فہم وشعور سے کوسوں دور ہوتی ہیں مگر وہ تعظیماً اس کو پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ کا کلام ہماری عقل اور ہماری اہلیت سے زیادہ ہے بلکہ اگر ان کا شیخ کسی عالم پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے تو یہ بھی اندھی تقلید میں اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔

اشعری کے نزدیک عقائد میں تقلید کرنا کفر ہے اور ماتریدی حنفی علماء نے اس کی مخالفت کی ہے اور کہا عقائد میں تقلید کرنے والے کو مطلق طور پر کافر نہیں کہا جا سکتا لیکن جب ہم علمی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے دونوں فریق عقائد اور احکام میں تقلید کرتے ہیں۔

وہ حالات جن میں تقلید جائز ہے:

ہم قدیم علماء کی کوششوں سے کیسے فائدہ اٹھا کر ترقی کر سکتے ہیں:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قدیم علماء نے مسائل کی تحقیق اور ان کو جمع کرنے میں بہترین کوششیں صرف کی ہیں اور انہوں نے ہمارے لیے اپنی کوششوں اور اپنی تحقیق کا خلاصہ ذکر کیا ہے ہمارے لیے فقط اتنا ہے کہ ہم ان کے اجتہادات کو دیکھیں اور ان کے دلائل کا آپس میں موازنہ کریں اور دلیل کی بنیاد پر صحیح ترین قول کو ترجیح دیں اس سلسلہ میں یہ واضح ترین غلطی ہوگی کہ ہم ان کی بات کو فیصلہ کن سمجھیں کہ ان کے کسی حکم پر کوئی اعتراض نہ کر سکیں، ان کے موقف کو بحث کے قابل نہ سمجھیں اور ان کے فیصلے کی تجدید نہ کر سکیں۔

آج جس قدر احادیث کو جمع کرنا، ان کی پرکھ اور صحت وضعف کا معیار دیکھنا آسان ہے پہلے کبھی نہ تھا، ہمیں یہ

❶ تفسیر الرازی: ٤/ ٤٣١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات نہیں بھولنی چاہیے کہ حدیث کی صحت وضعف کے ساتھ فقہی احکام مرتبط (جڑے) ہوتے ہیں جیسا کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ (مسلم اور کافر کے درمیان کوئی سود نہیں) اور اس کی بنا پر انہوں نے حربی کافر سے سود لینا جائز قرار دیا شاید وہ اس بات کو پہچان نہیں سکے کہ یہ روایت غیر صحیح ہے اور ثابت نہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ اگر ان کو پتہ چل جاتا کہ یہ حدیث صحیح نہیں تو وہ کبھی اس کو دلیل نہ بناتے۔ ان کا قول ہے کہ ہم آج کوئی بات کہتے ہیں اور کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں۔ یعنی جب اس قول کا غلط ہونا ثابت ہو جائے۔

ہم جانتے ہیں کہ کلمہ (شافعیہ) کا مطلب: وہ لوگ جو شافعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ شافعی رحمہ اللہ خود کس مذہب کی طرف منسوب ہیں، شافعی رحمہ اللہ حنفی تھے، مالکی تھے یا حنبلی تھے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو جس مذہب کی طرف منسوب کیا وہ فقط یہ ہے: ''جب صحیح حدیث ثابت ہو جائے تو یہی میرا مذہب ہے۔''

میں خاص طور پر ان لوگوں سے مخاطب ہوں جنھوں نے علم حاصل کیا پھر انہوں نے علم پر تقلید کو فضیلت دی جیسا کہ البوطی وغیرہ جو پوری صراحت کے ساتھ مذاہب کی تقلید کی طرف بلاتا ہے اگرچہ اس میں کتاب وسنت کی واضح مخالفت ہی کیوں نہ ہو؟

ان لوگوں نے تقلید کو واجب جب کہ اجتہاد کو حرام قرار دیا۔ سیوطی نے ایسے لوگوں کے رد میں ایک کتاب لکھی جو اجتہاد کو حرام قرار دیتے ہیں۔ کتاب کا نام ((الرد علی من أخلد الی الأرض وجهل أن الاجتهاد فی کل عصر))

یہ بات معلوم ہے کہ بہت سے علماء شافعی مذہب کے طریق پر چلے، انہوں نے اپنی آراء کا اظہار کیا اور اپنی ترجیحات بیان کیں، وہ مذہب شافعی میں قابل اعتماد بن گئے اس طرح شافعیہ کا قول شافعی رحمہ اللہ کے قول سے خلط ملط ہو گیا یہی حال دوسرے مذاہب کا بھی ہے۔

غیر مسلموں کے سامنے بُرا نمونہ:

عام مسلمان جو بُرا نمونہ دیکھتے ہیں:

۱۔ درویشی، صوفیت، مساجد میں صوفیوں کا رقص اور عیسائیوں کے بابوں (پوپ) کی طرح مشائخ کا عوام الناس پر اثر انداز ہونا اور اپنی رائے مسلط کرنا۔

۲۔ اسی طرح تعصب اور فقہ میں مذہبی جمود جس نے علم کے وسائل کے سامنے ایک بند باندھ دیا ہے۔ حتی کہ شیخ محمد عبدہ کو شکوہ ہے کہ شیخ ازہر علیش نے شیخ سنوسی پر برچھی سے حملہ کرنے کی کوشش کی اگر آخر الذکر قاہرہ سے بھاگ نہ جاتا کیونکہ اس نے مالکی مذہب کو کتاب وسنت کے ساتھ براہ راست مرتبط کرنے کی کوشش کی تھی۔ [1]

۳۔ علم کلام اور علم جدل جو عقائد میں بھی ریاضیات کے طریقے سے بحث کرتا ہے۔ اس سبب ان لوگوں کا دین سے منہ

[1] الاسلام و النصرانیة مع العلم للشیخ محمد عبده (۱۰۳۔۱۰۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موڑ کر وضعی نظاموں کے ساتھ تعلق قائم کرنا ہے اسی طرح اپنے نظریات کی بنیاد مغرب سے درآمد فلسفے پر رکھنا ہے جیسا کہ رأس مالی نظام یا مشرق میں کہ شیوعی نظام یا اشتراکی نظام وغیرہ۔ ان لوگوں نے اسلام کو اصل اور صحیح صورت میں نہیں پہچانا، انہوں نے اسلام کو شرک و بدعت کے ساتھ ملایا اور اسی مغلوبہ کو اسلام سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ ان لوگوں کے اعراض کی مسئولیت ان مبتدع لوگوں کے کندھوں پر ہے جنھوں نے دین کو لوگوں کی نظروں میں حقیر بنا دیا اور وہ اس سے انتہائی نفرت کرنے لگے، اگر ہم نے اس غبار کو نہ جھاڑا تو ہماری یہ ردی حالت کبھی تبدیل نہیں ہو سکتی۔

راجز نے کہا:

کبار آئمہ اور علماء کا یہ قول ہے کہ ہمارے اقوال پر دلیلِ مقبول کے بغیر عمل نہ کیا جائے اس میں حدیث پر عمل کرنے کی دلیل ہے اور یہ بات قدیم اور جدید علماء میں معروف ہے۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ جو کہ امام ہیں نے کہا: کسی ایسے انسان کے لیے جائز نہیں جو مسلمان ہو کہ وہ میری بات کو لے حتی کہ اسے کتاب اللہ اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرے اور دار ہجرت کے امام، امام مالک رحمہ اللہ، حجرہ شریف کی طرف اشارہ کر کے کہا کرتے تھے۔ ہر ایک کا کلام قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر میری بات کو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مخالف دیکھو تو اسے دیوار پر دے مارو۔ جو بھی میرا فرمان حدیث کے خلاف ہو۔

احمد نے ان کے لیے کہا: وہ بات نہ لکھو جو میں کہتا ہوں بلکہ اصل اصول سے دین طلب کرو۔ ان چاروں آئمہ کو دیکھو انہوں نے کیا تعلیم دی ہے؟ ان کی بات کو مان لو اسی میں ہی فائدہ ہے۔ ان کی بات ہر متعصب کے لیے قلع قمع ہے اور انصاف پسند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو کافی سمجھتے ہیں۔

مذہب کی اندھی تقلید اور تعصب کے چند نمونے:

ایک حنفی مقلد نے کہا: حنفی کے لیے جائز ہے کہ شافعی عورت سے شادی کرے جب کہ کسی شافعی کے لیے جائز نہیں کہ وہ حنفی عورت سے شادی کرے۔ ❶

ایک شافعی نے کہا: شافعی کے لیے جائز ہے کہ وہ حنفی ہو جائے اور کسی حنفی کے لیے جائز نہیں کہ وہ شافعی ہو۔ ❷

سیوطی نے کہا: جس نے شافعی مسلک کے مطابق نماز پڑھی تو اسے اس کے صحیح ہونے کا یقین ہو گا اور جس نے مخالف مذہب کے مطابق نماز پڑھی تو اس کے صحیح ہونے میں اختلاف ہو گا۔ ❸

اسی لیے علائی نے کہا: میں نے ان مذاہب کے پیروکاروں میں تعصب کی انتہاء دیکھی ہے حتی کہ ایک دوسرے کے

---

❶ البحرالرائق: ۴۶/۲، الفتاویٰ البزازیة حاشیه فتاویٰ هندیة: ۱۱۲/۴.

❷ جزیل المواهب فی اختلاف المذاهب: ۱۴.

❸ جزیل المواهب فی اختلاف المذاهب: ۱۴. مخطوط.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیچھے نماز پڑھنے سے بھی منع کرتے ہیں۔ ❶

ابن ہمام نے ابی یسر بزدوی سے نقل کیا ہے اس نے کہا: کسی حنفی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی شافعی کے پیچھے نماز پڑھے۔ بعض لوگوں نے اس شرط کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے کہ وہ اپنے دین میں شک کرنے والا نہ ہو جیسے کہ وہ کہے: ''میں ان شاء اللہ مومن ہوں۔'' ❷

نووی نے اسفرايني سے نقل کیا ہے کہ کسی شافعی کے لیے جائز نہیں کہ وہ حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھے کیونکہ حنفیوں کے ہاں وضو اور طہارت کی شروط مکمل نہیں ہیں اور ہمیں تعجب ہے کہ نووی رحمہ اللہ نے بھی اس قول کی تائید کی ہے۔ ❸

بعض مقلدین منبروں پر ایک دوسرے پر لعنت بھیجا کرتے تھے یعنی مخالف مذہب کے اوپر طعن و تشنیع کی جاتی تھی۔ ❹

اس تعصب کی بنیاد پر شہر اصفہان میں حنفیوں اور شافعیوں کے درمیان خونریز لڑائیاں ہوئیں جن میں ایک دوسرے کا مال لوٹا گیا اور گھروں کو اجاڑ دیا گیا۔ ❺

جب کوئی شافعی متعصب حنبلیوں کے درمیان میں سے گزرتا تو اس پر اس قدر تشدد کرتے کہ وہ مرنے کے قریب پہنچ جاتا۔ ❻

تحائف، عطیات، بخشش اور عہدے اس کو دے جاتے جو حنفی مذہب پر ہوتا اس لیے بہت سے شافعی حضرات حنفی مذہب اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ❼

محمد بن موسیٰ جو کہ دمشق کا حنفی قاضی تھا (متوفی ٥٠٦) کہتا ہے: اگر میرے بس میں ہوتا تو میں شافعیوں سے جزیہ لیتا۔ ❽

کتاب مراقی الفلاح میں کنویں کے نجس پانی کے متعلق ہے کہ اگر اس کا پانی بدبودار ہو جائے تو کتوں کو پلا دیا جائے یا مویشیوں کے لیے چارہ اگانے میں استعمال کیا جائے یا پھر کسی شافعی کو بیچ دیا جائے۔ ❾

عیسی علیہ السلام اور مذہب حنفی:

حصکفی نے کہا: خلاصہ یہ ہے کہ ابوحنیفہ نعمان قرآن مجید کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے زمانہ سے لے کر آج تک حکومت ان کے اصحاب کو عطا کر رکھی ہے حتی کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے مذہب کے مطابق حکومت کریں گے۔ ❿

❶ نقد الطالب: ١١٨.
❷ فتح القدير: ٣١١/١، ٣١٢.
❸ المجموع: ٢٥٨/١، ١٤٨/٤.
❹ سیراعلام النبلاء: ٨/١٩.
❺ معجم البلدان: ٢٧٣/١.
❻ الكامل، ابن اثير: ٣٠٨/٨.
❼ الدرالكامنة: ٤٣٩/٤.
❽ ميزان الاعتدال: ٥٢/٤.
❾ مراقی الفلاح: ٢٢-٢٢.
❿ الدرالمختار شرح تنوير الأبصار: ٥٥/١، ٥٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرہندی نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔ انہوں نے خبر دی ہے کہ وہ قطب المدار کے پیچھے شافعی مسلک کے مطابق نماز پڑھتے ہیں کیونکہ اس کا مذہب شافعی ہے مگر جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے تو وہ ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق چلیں گے۔ ❶

اللہ تعالیٰ شافعی مذہب اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے:

سبکی نے کہا: جو کہ (متعصبین کا رہنما ہے): ابومظفر نے کہا: جب میرے دماغ میں شافعی کی تقلید کے متعلق شکوک و شبہات پیدا ہوئے تو میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ جو کہہ رہا ہے: اے ابوالمظفر ہماری طرف لوٹ آؤ۔ تو مجھے یہ تنبیہ ہوئی اور میں جان گیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے شافعی مذہب کی طرف لوٹنے کا حکم دے رہے ہیں لہٰذا میں شافعی مذہب کی طرف لوٹ آیا۔ ❷

کیا کوئی مسلمان اس بات کی تصدیق کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا حکم دے گا۔ گویا کہ مخالف مذہب کی تقلید اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب ہے؟

خضر مذہب شافعی کے مطابق نماز ادا کریں گے:

سرہندی نے دعویٰ کیا ہے کہ خضر علیہ السلام نے اس کو بتایا ہے کہ ولایت کا کمال مذہب شافعی کی موافقت میں اور نبوت کے کمالات حنفی مذہب کے مطابق ہیں۔ ❸ اس کے باوجود کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے شرعی پابندیوں سے آزاد کر دیا، وہ قطب مدار کے پیچھے شافعی مذہب کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں۔

لیکن شعرانی کے نزدیک وہ حنفی ہے اور ابوحنیفہ کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں۔

شعرانی کے پاس سرہندی کے علاوہ ایک کشف ہے کیونکہ اس نے اپنی کتاب معارج الالباب میں لکھا ہے کہ ان کے بعض شیوخ نے ذکر کیا ہے، خضر فجر کی نماز کے بعد ابوحنیفہ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے جب ابوحنیفہ فوت ہو گئے تو خضر نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ ابوحنیفہ کی روح کو واپس لوٹا دے تاکہ خضر شریعت کا پورا علم حاصل کر سکے لہٰذا وہ اس کے بعد ابوحنیفہ کی قبر پر حاضر ہوتے تھے اور ان سے شریعت کا علم حاصل کرتے تھے جب کہ ابوحنیفہ قبر میں ہی تھے۔ ❹

مذہب تبدیل کرنے والے کی سزا:

ان مذاہب کے مقلدین نے ایک مذہب چھوڑ کر دوسرے کو اختیار کرنا حرام قرار دیا ہے حتی کہ ان میں سے بعض نے کہا مذہب تبدیل کرنے والے کو تعزیری سزا دی جائے گی لیکن اس کے باوجود بعض لوگوں نے مذہب تبدیل کیا۔

ملک عمر بن علی بن رسول پہلے حنفی تھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد اس نے شافعی مذہب اختیار کر لیا وہ کہتا ہے

❶ مکتوبات الامام الربانی: ۳۰۵، نمبر ۲۸۲.
❷ طبقات السبکی: ۳۳۸/۵.
❸ حوالہ سابقہ.
❹ معارج الالباب: ٤٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر شافعی مذہب اختیار کرلو لہٰذا اس نے اپنا مذہب تبدیل کرتے ہوئے شافعی مذہب اختیار کرلیا۔

محمد کاشغری نحوی المتوفی ۷۰۵ نے جو خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہوچکی ہے اور لوگ جنت میں داخل ہورہے ہیں وہ کہتا ہے: میں ایک گروہ کے ساتھ پل صراط سے گزرا تو مجھے ایک شخص نے پکڑ کر کھینچا اور کہا شافعی کے پیروکار ابوحنیفہ کے پیروکاروں سے پہلے جنت میں جائیں گے اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ میں پہلے لوگوں کے ساتھ جنت میں چلا جاؤں یہ خواب ان کے شافعی مذہب کو اختیار کرنے کا سبب بن گیا۔

قاضی شمس الدین جو کہ ابن زہرہ کے نام سے معروف ہیں المتوفی ۸۳۰ھ ان کے والد شافعی تھے پھر ایک خواب کی بنیاد پر انہوں نے حنبلی مسلک اختیار کرلیا انہوں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جو یہ کہہ رہے تھے کہ خالد کے ہاں ایک حنبلی بچہ پیدا ہوگا تو اس نے شافعی مسلک کو خیر باد کہا اور حنبلی کتابیں پڑھنا شروع کردیں۔

ابراہیم بن محمد بن محمود برہان جو الناجی کے لقب سے مشہور ہے اس لقب کی وجہ ان کا حنبلی مذہب سے نجات حاصل کرکے شافعی بننا ہے بکر بن ابی زید نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اصول وعقائد میں حنبلی مسلک کو نہ چھوڑا تو وہ کبھی نجات نہیں پاسکتا ہم اللہ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں اور اس غیر صحیح منہج سے اس کی پناہ میں آتے۔ ❶

محمد بن حمد بن خلف ابوبکر حنبلی تھے پھر انہوں نے حنفی مذہب اختیار کرلیا پھر شافعی مذہب کی طرف منتقل ہوگئے لوگوں نے ان کا نام (حنفش) رکھ دیا جو کہ ان تین مذاہب کا مختصر نام ہے کہ وہ پہلے حنبلی مذہب پر تھے پھر حنفی ہوئے پھر شافعی مذہب اختیار کرلیا۔

احناف کو بخش دیا گیا ہے:

ہمدانی نے ایک دعویٰ کردری کا دعویٰ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ کو آواز دے کر کہا کہ ہم نے آپ کو بھی بخش دیا ہے اور جو قیامت تک آپ کے مذہب پر چلے گا اس کو بھی بخش دیا ہے۔ ❷

کون سا مذہب افضل ہے؟

جوینی نے حنفی مذہب پر خوب طعن وتشنیع کی ہے اور ایک کتاب (مغیث الخلق) کے نام سے لکھی جس میں اس نے لوگوں پر شافعی مذہب کو اختیار کرنا واجب قرار دیا ہے اور اس کے علاوہ جتنے مذاہب ہیں ان سب کو پس پشت ڈالنے کا حکم دیا ہے۔

اس کتاب میں اس نے کہا جو ساری زندگی نبیذ کی دلدل میں پھنسا رہا، بغیر دباغت (رنگے ہوئے) کتے کی کھال پہنی، نماز اللہ اکبر کی بجائے ترکی ہندی کلام سے شروع کی، قرآن مجید کا ترجمہ (مدھامتان) پر مختصر کردیا اور پھر رکوع چھوڑ

❶ النظائر: ١٤٠. ❷ مناقب ابی حنیفه: ٢/٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا، کوے کی طرح ٹھونگے مارے (دو سجدوں) میں قعود نہ کیا، تشہد نہ پڑھے، نماز ختم کرنے کے لیے بجائے سلام کے ہوا خارج کر دے یا نماز کے دوران ہی وضو لوٹائے، جوینی نے مزید کہا ہر صاحب دین اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ وہ نماز نہیں ہے جسے سکھلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے مزید کہا: ابوحنیفہ کہتے ہیں یہ نماز کی کم سے کم واجب مقدار ہے اور یہ وہ نماز ہے جس کے لیے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا: اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ آداب اور سنتیں ہیں کوثری نے اس میں چار چاند لگائے، اس نے حنفی مذہب کا دفاع کرتے ہوئے ایک کتاب لکھی جس کا نام ((إحقاق الحق بابطال الباطل فی مغیث الخلق)) رکھا اس میں اس نے جوینی کا رد کیا ہے یہ مذہبی تعصب کا نتیجہ ہے۔

تقلید کے سبب ملکِ ایران کا ہاتھوں سے نکل جانا:

اس مذہبی تعصب اور اندھی تقلید کا نتیجہ ہے کہ ایران سنی مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا جب ایران کے حکمران (خرابندہ) نے تنگ آ کر شیعہ مسلک اختیار کیا اور عوام کو بھی شیعہ مسلک اختیار کرنے کا حکم دیا اور اس کا بنیادی سبب مسئلہ طلاق تھا کیونکہ چاروں مذاہب کے مقلدین نے طلاق کے مسئلہ میں انتہائی شدت پسندی کا مظاہرہ کیا، شیعہ عالم ابن مطہر الحلی نے موقع غنیمت جانتے ہوئے حکمران کے سامنے جعفری مذہب کی نرمی اور تقلیدی مذاہب کے جمود کو ذکر کیا جس کی بنا پر ایران سنی ریاست سے شیعہ ریاست میں تبدیل ہو گیا۔

قرآن وحدیث کو چھوڑ کر مختلف کتب کی عبارات اور حاشیہ جات سے استدلال:

آپ کو ان مذاہب میں ایسی کئی کتابیں بھی ملیں گی کہ آپ ان کے کئی صفحات پڑھ ڈالیں مگر اس میں نہ کوئی آیت کریمہ ہو گی اور نہ ہی کسی حدیث سے استدلال ہو گا مثال کے طور پر حبشی کی کتاب ''بغیۃ الطالب'' کے صفحہ نمبر ۸۳ تا ۱۰۰ کا مطالعہ کریں تو اس میں نہ ہی تو آپ کو کوئی آیت کریمہ نظر آئے گی اور نہ ہی کوئی حدیث، یہ کتاب مختلف کتب کے متون پر حواشی اور حواشی پر متون نقل کر کے بھر دی گئی ہے۔

اس میں مولف نے شرنبلالی، کردی، شرقاوی اور شبراملیسی کا کلام رملی کے رد میں اور میھی کا کلام کا نقل کیا لیکن اس نے کوئی دلیل ذکر نہیں کی کہ ان لوگوں نے کس دلیل پر اعتماد کیا ہے۔ جب کہ اس نے جلد نمبر اور صفحہ نمبر بھی ذکر نہیں کیا۔

اصول مذہب، اصول دین سے زیادہ اہم:

ابوزید دبوسی نے کہا: ہمارے اصحاب کے نزدیک اصل یہ ہے کہ اگر خبر آحاد نفس اصول کے خلاف واقع ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے شرمگاہ کو چھونے سے وضو واجب قرار دیا ہے تو ہمارے اصحاب اس حدیث کو نہیں مانتے کیونکہ یہ اصول کے مخالف ہے۔ [1]

[1] تاسیس النظر: ۱٤۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرخی نے (الاصول) میں کہا: ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے قول کے مخالف ہو اسے منسوخ سمجھا جائے گا یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا اور بہتر یہ ہے کہ اس کی تاویل کی جائے گی۔ ❶ اس طرح کرخی اور دبوسی کا قول اپنے مذہب کے لیے عار کی علامت بن گیا کیونکہ اس نے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی نصوص کو حنفی مذہب کے اصول کے تابع بنانے کی کوشش کی ہے۔ گویا کہ ان کے نزدیک اختلاف کی صورت میں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف رجوع کی بجائے مذہب کے اصول و قواعد کی طرف رجوع کیا جائے۔

ہدایہ کے مؤلف نے کہا: ۱/۴۶۲، جب کہ وہ نماز جنازہ میں امام کے کھڑا ہونے کے بارے میں منقول حدیث کی تشریح کر رہے تھے۔ مرد ہو یا عورت نماز جنازہ پڑھانے والا سینے کے سامنے کھڑا ہو کیوں کہ دل سینے میں ہوتا ہے اور اس میں ایمان کا نور ہے تو قیام اس کے سامنے ہونا چاہیے، یہ شفاعت کی طرف اشارہ ہے۔

حیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہ موقف اس نے انس رضی اللہ عنہ کی واضح حدیث ذکر کرنے کے بعد اپنایا جس میں صاف طور پر بتایا گیا ہے سنت یہ ہے کہ امام مرد کے سر کے برابر جبکہ عورت کے درمیان کے برابر کھڑا ہو۔

((شرح العناية على الهداية)) کے مؤلف نے کہا جو کہ حنفی عالم ہیں (۱/ ۲۲۵) اور یہ فتح القدیر کا حاشیہ ہے ''عورتوں کا مساجد میں حاضر ہونا متاخرین کے اجماع سے متروک ہے۔'' فتح القدیر کے مؤلف نے بھی اسی طرح کی بات کہی ہے جو کہ صحیح حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی عورتوں کو مسجد آنے سے نہ روکو۔ ❷

اس سے قبل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے نے کہا تھا: ''میں اپنی عورتوں کو مسجد نہ جانے دوں گا۔'' تو ان کے والد نے فرمایا: میں تمھیں کہہ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یعنی ان کو نہ روکو۔'' اور تو مجھے ایسی بات کہہ رہا ہے، اللہ کی قسم میں تم سے کبھی بات نہ کروں گا۔ انہوں نے اس سے کوئی بات نہ کی حتی کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

فقہاء کی اخلاقی پستی:

فقہاء کی اخلاقی پستی کی چند صورتیں یہ ہیں: جباوی اور شرنبلالی جو کہ متاخرین فقہا میں سے ہیں دونوں نے کہا: نماز کی امامت کا حق دار یا تو سلطان ہے یا اس کا نائب ہے۔ پھر جس کا اخلاق اچھا ہو۔ جو خوبصورت چہرے والا ہو، زیادہ خوش رہنے والا ہو، جس کی آواز خوبصورت ہو، جس کی بیوی خوبصورت ہو، جو مال زیادہ رکھتا ہو، جس کے کپڑے خوبصورت اور صاف ہوں، جس کا سر بڑا ہو اور جس کا عضو تناسل چھوٹا ہو۔ ❸

فقہی فاسد الفاظ:

ہم حبشی کے کلام میں فقہی منہج کا فساد اور اس کے برے اثرات واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں۔ اس نے کہا: اور منی کا نکلنا، یعنی اس کا حشفہ (عضو تناسل کا اگلا حصہ) اور اس کا کنواری کی شرمگاہ کے ظاہری حصہ تک پہنچنا۔ یا بیوہ عورت کی

❶ الاصل للكرخي: ١٥٢. ❷ بخاري: ٩٠٠، مسلم: ٤٤٢. ❸ رفيق الأسفار: ٤٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرمگاہ سے جو حصہ ظاہر ہوتا ہے۔ اس تک پہنچنا جب کہ وہ اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھے۔

منی کی علامت جس سے اسے پہچانا جائے وہ قوت سے باہر آنا ہے یا اس کے نکلتے ہوئے لذت کا حاصل ہونا ہے یا وہ کھجور کے گودے کی طرح یا گوندھے ہوئے آٹے کی طرح ہوگی یا خشک ہو جانے پر خشک انڈے کی سفیدی کی طرح ہوگی اور یہ عورتوں اور مردوں کے درمیان مشترک ہے۔

جماع سے مراد مرد کے عضو تناسل کا اگلا حصہ عورت کی اندام نہانی یا دبر میں داخل ہونا یا کسی جانور اور مردہ کی شرمگاہ میں داخل ہونا ہے مردہ کے ساتھ جماع کرنے میں غسل واجب نہیں ہے۔

نفاس سے مراد وہ خون ہے جو بچے کی ولادت کے بعد آتا ہے چاہے کلی بھر کر ہو یعنی تھوک جتنا ہی کیوں نہ ہو۔ [1]

اس طرح ان لوگوں نے حیاء کا لبادہ اتار دیا اور شرم کا ادنیٰ درجہ بھی ان کے ہاں دیکھنے کو نہیں ملتا اس حیا کی کمی کا موازنہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے کر کے دیکھو جب ان سے ایک عورت نے پوچھا کہ وہ حیض سے کیسے طہارت حاصل کرے؟ تو آپ نے فرمایا: سبحان اللہ طہارت حاصل کرو۔

باجوری کے نزدیک غسل کے اسباب:

باجوری نے ذکر کیا ہے [2] غسل کے اسباب میں سے منی کا خارج ہونا چاہے وہ عام طریقے سے ہو یا اس سے ہٹ کر ہو اگر کوئی شخص کہیں سے گر پڑا اور اس کی کمر ٹوٹ گئی اور اس کی منی خارج ہوئی تو اس پر غسل واجب ہے۔

پھر کہا اگر اس نے اپنے عضو تناسل کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور ایک حصہ ایک بیوی کی شرمگاہ میں داخل کیا اور دوسرا دوسری کی شرمگاہ میں داخل کیا تو اس پر غسل واجب ہوگا مگر اس کی بیویوں پر نہیں۔

اور کہا اگر کسی شخص کے دو عضو تناسل ہوئے اور وہ کسی سے بھی جنبی ہو گیا اس طرح اگر کسی نے عورت کی شرمگاہ میں اپنا عضو تناسل ڈالا ان دونوں پر غسل واجب ہوگا؟ شرمگاہ سے مراد اگلی یا پچھلی دونوں شرمگاہیں ہیں اگرچہ اس کی اپنی ہی شرمگاہ کیوں نہ ہو یعنی اگر کوئی شخص اپنی شرمگاہ میں اپنا عضو تناسل داخل کرے تو اس پر غسل واجب ہے اور اگر اس نے اپنا عضو تناسل کسی اور کے عضو تناسل میں داخل کیا تو اس پر غسل واجب ہے۔

کعبہ اولیاء اللہ کی زیارت کرتا ہے:

ابن عابدین نے کہا: البحر میں ایسے کئی فتاویٰ جات ہیں (جن کے مطابق) اگر کعبہ اپنی جگہ سے اٹھا لیا جائے اور وہ اولیاء اللہ کی زیارت کو چلا جائے تو ایسی حالت میں کعبہ شریف کی جگہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ [3]

---

[1] الدليل القويم: ٧٠.

[2] حاشية الباجوری علی ابن القاسم: ١/٧٢.

[3] حاشية ابن عابدين: ١/٣٠٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ دعویٰ گمراہ مشائخ کا مشہور کردہ ہے ان لوگوں نے دعویٰ کر رکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ شیخ رفاعی کی بستی ام عبیدہ میں ان کی زیارت کے لیے آئے اور کعبہ شریف بھی ان کے ساتھ تھا۔ ❶

انہوں نے یہ بھی دعویٰ کر رکھا ہے کہ کعبہ ابن عربی کی زیارت کو آیا جبکہ حجر اسود بھی اس کے ساتھ تھا، پھر کعبہ نے اس کے اردگرد طواف کیا پھر اس کے سامنے زانوائے تلمذ (شاگردی اختیار کی) تہہ کیا اور اس سے اعلیٰ مقام تک پہنچنے کی درخواست کی تو اس نے اس کو بلند مقام بھی عطا کر دیا اور اس کے لیے اشعار بھی پڑھے اور کعبہ نے ابن عربی کی شان میں قصیدہ کہا❷ اور یہ کہ کعبہ ابراہیم متبولی اور شیخ ابوبکر العردوک کا بھی طواف کیا کرتا تھا۔ ❸

جب یہ گمراہ کن منہج امت کے سر چڑھ دوڑا تو امت کا سلوک، اخلاق اور منہج تبدیل ہو گیا، عقل کا استعمال بند کر دیا گیا اور ہم بقیہ امتوں سے بہت پیچھے رہ گئے جبکہ وہ ہم سے بہت آگے نکل گئے اس کے باوجود ہم سوال کرتے ہیں کہ ہم کیوں ترقی پذیر ہیں اور ہمارے مخالف کیوں ترقی یافتہ ہے؟

اسی طرح اس اندھی تقلید نے امت کو ذلت کے گڑھوں میں پھینک دیا حالانکہ مسلمانوں پر لازم تھا کہ وہ علم کے ذریعے ترقی پاتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادله: ١١)

''اللہ ان لوگوں کو درجوں میں بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور جنھیں علم دیا گیا۔''

لوگوں نے مذاہب کے آئمہ کو اندھی تقلید کا ذریعہ بنایا ہے، وہ ہر چیز میں ان کی تقلید کرتے ہیں سوائے اس قول کے جو انہوں نے کہا کہ (میری تقلید نہ کرو)۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر حبشی کی تہمتیں:

حبشی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف بہت سے جھوٹ اور خود ساختہ باتیں منسوب کی ہیں جن میں شاید اس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتابوں کا کوئی صحیح حوالہ ذکر نہیں کیا اور ہم اس انتظار میں ہیں کہ وہ حوالہ جات ذکر کرے کیونکہ بعض دفعہ اس نے نصوص کو اس طرح پیش کیا ہے کہ ان کا مطلب ہی بدل دیا ہے یا پھر ان کو سیاق وسباق سے کاٹ کر نصوص کے چوروں کی طرح پیش کیا ہے۔

حبشی اور اس کے متبعین کی گواہی ناقابل قبول ہے جس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے: ''کسی خائن مرد اور کسی خائن عورت اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے حسد وبغض رکھنے والے کی گواہی قابل قبول نہیں۔'' ❹

❶ ارشاد المسلمین: ٨٤، روضة الناظرین: ٥٩، احیاء علوم الدین: ١/٢٦٩.

❷ جامع کرامات الاولیاء: ١/٢٠.

❸ حوالہ سابقہ: ١/٢٤٥، ٢٥٧.

❹ ابوداؤد، ابن ماجہ، اس کی سند مضبوط ہے۔ التلخیص: ٤/١٩٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبشی میں یہ دونوں بُری صفات پائی جاتی ہیں کہ اس نے خیانت علمی سے بھی کام لیا ہے اور مذہبی تعصب کی بناء پر وہ حسد وبغض میں بھی مبتلا ہے۔

یہی زبانیں جو طعن و تشنیع کر رہی ہیں، ظالم لوگوں کی مدح سرائی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں اور اپنے تئیں انھیں اسلام میں داخل سمجھتی ہیں۔

جو ان ظالم لوگوں کی مدح سرائی کرے تو اس کی گواہی ان (کبار علما) کے بارے میں ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔

یہ وہ زبانیں ہیں جو صحابہ کرام میں سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر بھی طعن و تشنیع سے باز نہیں آئیں جبکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اہل سنت کے نزدیک معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہرگز افضل نہیں ہیں۔

یہ لوگ نہیں جانتے کہ وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر طعن و تشنیع کر کے دراصل اپنے اوپر ہی طعن و تشنیع کے نشتر برسا رہے ہیں اور اپنی ہی جرح کر رہے ہیں اور اپنا نقصان خود کر رہے ہیں۔

جب ابن معین نے شافعی رحمہ اللہ کو کہا: ''یہ ثقہ (بااعتماد) نہیں'' تو ذہبی رحمہ اللہ نے کہا: ابن معین نے یہ بات کر کے خود اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا ہے، شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں ان کے اس کلام کی طرف کوئی بھی متوجہ نہیں ہوا۔ اور نہ ہی بقیہ چند لوگوں کے متعلق ان کی توثیق کی طرف لوگ متوجہ ہوئے ہیں۔

حبشی کی افتراء بازی کی چند مثالیں:

اس نے کہا: ابن تیمیہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق سے تشبیہ دیتے تھے باوجود اس کے کہ اس نے سبکی سے نقل کیا ہے کہ ان کے کلام سے اللہ تعالیٰ اور مخلوق کی تشبیہ ثابت ہوتی ہے۔ ❶ یہ بات معلوم ہے کہ گمراہ لوگوں کا طریقہ صفات کے بارے میں یہ ہے کہ وہ تنزیہ (تاویل) کا راستہ اپناتے ہیں اور تاویل کے بغیر صفات کو ماننا ان لوگوں کے نزدیک تشبیہ ہے۔ کیا ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تشبیہ کی وضاحت کی ہے یا پھر وہ بات کہی جس کا تقاضا حبشی کر رہا ہے؟

اس طرح اہل بدعت نے علمی امانت کو ضائع کیا ہے۔

اس نے لکھا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مقام ومرتبہ نہیں ہے۔ ❷ اس کے جھوٹ کو ثابت کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کسی کتاب کا حوالہ ذکر نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ نے حبشی کے جھوٹ کو واضح کر دیا ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام مخلوقات میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام مرتبہ زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش سے بڑھ کر کسی کی سفارش نہیں ہے۔ ❸

---

❶ المقالات السنية: ١٥.

❷ حوالہ سابقہ: ١٦: ٧٦.

❸ قاعدہ جلية في التوسل والوسيلة: ٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبشی نے دعویٰ کیا ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ کچھ کائنات غیر اللہ کی مخلوق ہے۔ ❶

اور یہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا صاف جھوٹ ہے سلف صالحین نے کہا ہے: اللہ تعالیٰ نازل ہوتا ہے اور عرش اس سے خالی نہیں ہوتا۔ ❷ اس کے باوجود کے قاضی ابو یعلی نے سلف کے تین اقوال ذکر کیے ہیں اول: یہ نزول حرکت اور منتقل ہونے کے ساتھ ہوتا ہے یہ قول عبداللہ بن حامد، حرب کرمانی، دارمی، ابن راہویہ اور سعید بن منصور کا ہے دوم: یہ نزول حرکت اور منتقل ہونے کے بغیر ہے یہ قول ابوالحسن تمیمی کا ہے سوم: عرش کبھی اس سے خالی نہیں ہوتا یہ قول ابن بطہ وغیرہ کا ہے۔

ابن تیمیہ نے دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مختلف چیزوں کا مرکب ہے اور اس کی ذات مختلف جزئیات کا مجموعہ ہے۔ ❸

اور یہ کہ وہ عرش کے بقدر ہی ہے نہ اس سے چھوٹا ہے نہ اس سے بڑا ہے اور یہ کہا کہ ابن تیمیہ اور اس کے متبعین ان لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے دعا کرتے ہیں۔ ❹

اور یہ کہا کہ ان کے نزدیک انبیاء اور صالحین کی زیارت کرنا بدعت ہے بلکہ امت کے اجماع کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ ❺ اور یہ کہ انہوں نے امت کے اجماع کو توڑا ہے اور یہ کہا ہے کہ جہنم فنا ہو جائے گی۔ ❻

مگر ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ اس نے ابن تیمیہ کی کتابوں کا حوالہ کیوں نہیں دیا؟ کیونکہ ابن تیمیہ کی کتابوں میں ایسی کوئی چیز نہیں پائی جاتی جس کا اس نے دعویٰ کیا ہے۔

حبشی کے شاگرد (نزار حلبی) نے کہا کہ آٹھویں صدی ہجری میں ابن تیمیہ شدت پسندی کے موجد ہیں اس نے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے کیونکہ ان کے مذاہب مختلف ہیں۔ ❼ لیکن حبشی کا شاگرد ابن تیمیہ کی کتابوں کا حوالہ دینا بھول گیا ہے۔

ابن ہیتمی کا تعصب:

اس سے پہلے احمد مکی ہیتمی نے ابن تیمیہ پر الزامات لگائے اور دعویٰ کیا ہے کہ وہ ایسا بندہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ آلوسی رحمہ اللہ نے ((جلاء العينين في محاكمة الاحمدين)) کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے ہیتمی اور دیگر اہل علم کے اقوال کا موازنہ کیا پھر انہوں نے اپنی کتاب کا اختتام ان الفاظ پر کیا اے قاری! جو کچھ پیچھے گزر چکا ہے اس سے واضح ہے کہ ابن حجر ہیتمی نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف بہت سے ایسے اقوال منسوب کر دیے ہیں جن کی نہ ہی تو کوئی بنیاد ہے اور نہ ہی ان کو کسی سند سے نقل کیا گیا ہے۔ ❽

---

❶ الدليل القويم: ١٦٠.
❷ مقالات السنة: ٢٤.
❸ حواله سابقه: ٧٦.
❹ حواله سابقه: ٧٦.
❺ حواله سابقه: ٧٣.
❻ حواله سابقه: ٥٧.
❼ مجلة منار الهدىٰ: ٥/٢٩.
❽ جلاء العينين: ٥٢٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اس کا تعصب اس وقت مزید واضح ہو جاتا ہے جب اس نے شیخ الاسلام کے بارے میں دعویٰ کیا کہ انہوں نے عظائم کا ارتکاب کیا ہے۔

اے قاری! شاید تو سوال کرے کہ یہ عظائم کیا ہیں؟ ہیتمی نے کہا ابن تیمیہ نے اللہ کے حق میں غلط بات کی ہے اور اس کی طرف عظائم کو منسوب کیا ہے یعنی اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ، پاؤں اور آنکھ ثابت کی اور اسی طرح انتہائی قبیح اور شنیع باتیں کی ہیں۔ ❶

اے قاری! اگر تو انصاف سے کام لے تو تجھے پتہ چل جائے گا کہ جن چیزوں کو ہیتمی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے عزائم اور قبیح وشنیع عقائد کہہ رہا ہے وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی پیدا کردہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ صفات خود بیان کی ہیں اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ان کا اثبات کیا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو کہا تھا:

﴿مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ (ص : ٧٥)

”تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا؟“

اور نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تورات اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔“ اور آپ نے دجال کے متعلق فرمایا: ”کہ وہ بھینگا ہے۔ جب کہ تمھارا رب بھینگا نہیں ہے۔“ اور فرمایا: ”جہنم کہتی رہے گی کیا اور بھی مجرم ہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھ دے گا تو کہے گی بس بس۔“

ہیتمی اور باقلانی فرعون کے ایمان کی ترجیح نقل کرتے ہوئے:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف شدید موقف کے باوجود اہل کفر کے بارے میں اس کا موقف انتہائی نرم ہے ہیتمی نے ابن عربی کو فرعون کے ایمان کے عقیدہ پر ہلکی سی ڈانٹ ڈپٹ کی۔ ❷ اس نے کہا: اگر چہ ہمیں ابن عربی کی جلالت وعظمت کا اعتراف ہے لیکن اس کا فرعون کے ایمان کا قول مردود ہے حالانکہ اس کو چاہیے تھا کہ وہ اس کا سخت طریقے سے رد کرتا۔

جیسے شاعر نے کہا: جسے تو پسند کرتا ہے اس کا پیتل بھی سونا ہے اور جو تجھے پسند نہیں اس کا سونا بھی پیتل ہے۔

یہ قول درحقیقت صوفیوں کے شنیع افعال میں سے ایک ہے جو انہوں نے زندیق آئمہ سے حاصل کیا ہے جیسا کہ ابن عربی، شیطان نے ان کے لیے اس کو مزین کر دیا ہے حتی کہ انہوں نے فرعون کے ایمان کا دعویٰ کر دیا۔

بلکہ زبیدی نے ابن حجر مکی ہیتمی سے نقل کیا ہے کہ آیت کے ظاہر سے فرعون کے ایمان کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس نے باقلانی سے نقل کیا کہ جس نے فرعون کے ایمان کا موقف اپنایا اس کی دلیل بہت مضبوط ہے۔

---

❶ حاشيه ابن حجر الجهتمي على شرح الايضاح : ٤٨٩، نقلاً عن المقالات السنية، ص : ٩٤.

❷ اتحاف السادة المتقين : ٢/٢٤٢.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

زبیدی اور قاری ابن عربی کے قول (فرعون کا ایمان) کا اثبات کرتے ہوئے:

مرتضیٰ زبیدی نے کہا جن لوگوں نے فرعون کے ایمان کا موقف اپنایا ان میں سے شیخ محی الدین ابن عربی ہے جیسا کہ اس نے اپنی کتاب فتوحات اور فصوص الحکم میں ذکر کیا ہے ان کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے یہ قول اسی کا ہی ہے اور اس میں کوئی ملاوٹ نہیں اس نے عبدالوہاب شعرانی کا رد کیا ہے جو یہ کہتا ہے کہ یہ قول ابن عربی کا نہیں بلکہ اس کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

اس نے کہا: جن لوگوں نے شیخ محی الدین پر رد کیا ہے ان میں ابن مقری جو کہ کتاب (الارشاد) کے مؤلف ہیں حافظ ابن حجر اور ان کے شاگرد بقاعی اور متاخرین میں سے ملا علی قاری حنفی اور ہر وہ شخص جو ابن عربی کو زندیق منافق اور وحدۃ الوجود والوں کا امام کہتا ہے۔ ❶

اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "فر العون من القول بایمان فرعون" رکھا اور اس نے "الفقہ الاکبر" کی شرح میں کہا اس میں ابن عربی اور اس کے متبعین جیسا کہ جلال دوانی وغیرہ کا رد ہے میں نے اس کی تحقیق پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ ❷ اس نے علامہ ابن نورالدین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک ضخیم کتاب ابن عربی کے رد میں لکھی ہے۔ ❸

سرہندی نقشبندی نے اس بات کا اعتراف کیا ہے ابن عربی وہ پہلا شخص ہے جس نے توحیدِ وجودی کا نعرہ لگایا ہے اس نے مسئلہ وحدت الوجود ایک مستقل باب اور مستقل فصل میں بیان کیا ہے اس نے کہا خاتم نبوت نے بعض علوم اور معارف خاتم ولایت سے سیکھے ہیں۔ وہ خاتم ولایت سے خود کو مراد لے رہا ہے۔

یعنی محمد ﷺ نے بعض علوم ابن عربی سے سیکھے ہیں۔ ❹

وحدت الوجود کے متعلق جن لوگوں نے ابن عربی کی تائید کی ہے وہ فصوص الحکم کے شارحین جنیدی، کازرونی، قیصری، جامی، علی مہایمی، جلال دوانی اور عبداللہ رومی ہے، کازرونی نے ایک کتاب فارسی زبان میں لکھی ہے۔ جس کا نام "الجانب الغربی" رکھا ہے۔ اس نے اس کتاب میں ان لوگوں کا رد کیا ہے، جنھوں نے ابن عربی پر اس مسئلہ میں اعتراض کیا ہے۔ ❺

بعض صوفیاء نے اس یہودی سے جو ایمان لے آیا کہا کہ وہ فرعون کے ایمان کے مسئلہ میں ان کی موافقت کرے تو

---

❶ الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود: ٣٧.

❷ الفقه الاکبر: ٢٥، الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود: ٣٢.

❸ الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود: ٣٧.

❹ مکتوبات الامام الربانی: ٢٨٧.

❺ اتحاف السادۃ المتقین: ٢/٢٤٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے چیختے ہوئے کہا میں اس کو اس وقت کافر سمجھتا تھا جب یہودی تھا اب تو میں ایمان لے آیا ہوں میں اس کے ایمان کی کیسے گواہی دے سکتا ہوں؟

رسول اللہ ﷺ نے اس امت کے سرکشوں، ظالموں اور جابر لوگوں کو فرعون سے تشبیہ دی ہے۔ جب ابوجہل مر گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کی لاش کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ اس امت کا فرعون ہے۔ تو سوچنے کی بات ہے اگر فرعون مومن ہے تو رسول اللہ نے ابوجہل کو ایک مومن کے ساتھ کیسے تشبیہ دے دی؟

اگر ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرعون کے ایمان کے قائل ہوتے تو ہمیں پوری توقع ہے کہ ہیتمی ان کے اس قول کو کفر قرار دیتا کیونکہ قرآن اور سنت فرعون کے کفر پر گواہ ہیں اور جو کوئی اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (قاعدہ یہ ہے کہ) جو کسی کافر کو کافر نہ سمجھے تو وہ خود بھی کافر ہے لیکن اس نے ابن عربی کے لیے تعصب کا مظاہرہ کیا اور اس پر کوئی ایسا فتویٰ نہیں لگایا کیونکہ وہ اس کے اولیاء میں سے ہے ہم اس اندھے تعصب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

یاد رکھیں ہیتمی ان گمراہ صوفیوں میں سے ہے جن کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ کا نور ازل سے ہے اور ان کا یہ بھی دعویٰ ہے جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنا چاہا تو اپنے نور سے کچھ حصہ لے کر کہا: ''محمد بن جا۔'' تو آپ بن گئے اس نے حبشی سے بھی نبی ﷺ کے بارے میں یہی عقیدہ نقل کیا ہے ❶ لیکن اس نے کہا کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ قدیم ہے واجب نہیں اور یاد رہے حبشیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ کہنا کفر ہے کہ محمد ﷺ نور سے پیدا ہوئے۔ ❷

وہ ان لوگوں کے لیے بھی اندھے تعصب کا مظاہرہ کرتا ہے جن کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے والدین کو زندہ کیا ان دونوں نے اسلام قبول کیا ❸ اور پھر فوت ہو گئے اس کے لیے اس نے ایسی احادیث پر اعتماد کیا ہے جو انتہائی ضعیف اور صحیح ترین احادیث کے بالکل خلاف ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی والدہ کی مغفرت کی دعا کی درخواست کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے قبول نہیں کیا۔'' ❹ اور آپ نے ایک شخص سے کہا تھا: تیرا اور میرا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔ ❺

اس کا یہ موقف ابن عربی جو کہ وحدت الوجود کا قائل ہے کی تائید کا نمونہ ہے اور نبی کریم ﷺ کے ذات گرامی کے بارے میں غلو کا مظاہرہ ہے حتی کہ آپ کو ازلی نور کہہ دیا ہے، اس شخص نے ان لوگوں کی بھی موافقت کی ہے جن کا موقف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کے متعلق کفر کا عقیدہ رکھنا نبی کریم ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی ہے یہ تمام کی تمام باتیں ان گمراہ صوفیوں کی ہیں جن کی جرح اور تعدیل محدثین اور فقہاء کے نزدیک قابل قبول نہیں اور ان کی جرح عدول

---

❶ الدليل القديم: ١٧٩.
❷ منار الهدىٰ: ٢٥/٣٤.
❸ الزواجر: ٣٣/١.
❹ مسلم: ٩٧٦.
❺ مسلم: ٢٠٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''قابل اعتماد'' کی تعدیل ''با اعتماد قرار دینا'' پر مقدم نہیں جیسا کہ ابن تیمیہ، ابن حجر،عسقلانی، ذہبی، امام مزی، ابن کثیر، زملکانی اور سیوطی رحمہم اللہ۔

ابن عربی کے بارے میں حبشی کا موقف ظلم پر دلیل ہے:

اس افتراء بازی اور غلط بیانی کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے میں یہ چاہتا ہوں کہ ہر قاری کی توجہ اس جانب مبذول کرائی جائے کہ حبشی اور اس کی جماعت ان لوگوں کی تکفیر کرتے ہیں اور ان پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں جو کسی بھی طور پر اس کے مستحق نہیں جیسا کہ ابن تیمیہ وغیرہ جبکہ یہ لوگ ایسے افراد کا دفاع کرتے ہیں جن پر ان کے ہم عصر علماء نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے جیسا کہ ابن عربی جس پر اس کے ہم عصر عالم عز بن عبدالسلام جنھیں ''سلطان العلماء'' کہا جاتا ہے نے زندیق ہونے کا فتویٰ لگایا جب ان سے ابن دقیق العید نے پوچھا تو انہوں نے جواباً کہا: ابن عربی برا شیخ اور انتہائی جھوٹا ہے۔

جو کائنات کے قدیم ہونے کا قائل ہے اور شرمگاہ کو حرام نہیں سمجھتا۔ ❶

ابن حجر ہیتمی نے اعتراف کیا ہے کہ وہ فرعون کے ایمان کا قائل تھا۔ ❷

اس متعصب ہیتمی نے کہا: اگرچہ ہم اس کی جلالت اور عظمت کے قائل ہیں مگر معصومیت فقط انبیاء کی خصوصیت ہے۔

حیرت ہے کہ ابن عربی فرعون کے ایمان کا قائل ہونے کے باوجود ان لوگوں کے نزدیک صاحب جلالت اور صاحب عظمت ہے۔

اس متعصب انسان کی طرف سے یہ کیسا احترام ہے جو ابن عربی کی کتاب سے ایسی بات نقل کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ احباش دجل وفریب سے کام لینے والے ہیں وہ اس بات کی نفی کرتے ہیں کہ ابن عربی نے یہ کتب لکھی ہیں۔

پھر دیکھیے اس نے اپنے عربی سے کیا نقل کیا ہے؟

﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ﴾ ''پس آج ہم تجھے تیرے (خالی) بدن کے ساتھ بچالیں گے'' کی تشریح میں اس نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی روح قبض کرنے سے پہلے اسے خوشخبری دی ﴿لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً﴾ یعنی کہ نجات اس کے لیے علامت ہے جب اس نے وہ کہا جو تو نے کہا یہ اس کے لیے نجات ہوگا جیسے تیرے لیے نجات ہے، تب عذاب کا تعلق تیرے ظاہر سے ہے یقیناً میں نے مخلوق کو عذاب سے تیری نجات دکھائی ہے، غرق کی ابتداء عذاب تھی جب کہ موت خالص شہادت والی ہے اور یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ کوئی بھی انسان اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

---

❶ سیراعلام النبلاء: ۲۳/۴۸، ۴۹.

❷ الزواجر: ۱/۳۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے مزید کہا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ﴾ ''پس انھیں پینے کے لیے آگ پر لے آئے گا'' میں کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ (فرعون) ان کے ساتھ آگ میں داخل ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ﴾ یعنی آل فرعون کو آگ میں داخل کرو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ فرعون کو داخل کرو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے کہ وہ مجبور انسان کا ایمان قبول نہ کرے اور فرعون کی مجبوری سے بڑی مجبوری کس کی ہوسکتی ہے جو غرق ہو رہا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾ (النمل: ٦٢)

''یا وہ جو لاچار کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں حالت اضطرار یعنی مجبوری کی حالت کو دعا کی قبولیت اور مصیبت کو دور کرنے کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور پانی میں غرق ہونے سے بڑا عذاب اور کوئی نہیں ہے اس کا کلام ختم ہوا۔

حافظ ابن حجر اور ابن حیان نحوی نے اس پر وحدت الوجود کے قول اور حلاج کے لیے تعصب کا الزام لگایا ہے۔ ❶

سخاوی نے بھی اس پر وحدت الوجود کا الزام لگایا ہے اور کہا کہ یہ ان جملہ اتحادیوں میں سے ہے جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان وحدت الوجود کی بات کی ہے جیسا کہ حلاج اور ابن فارس وغیرہ اس نے ابن قطلو بغا اور ابن الغرس کو ابن عربی سے اختلاف کی وجہ سخت ڈانٹ پلائی اگرچہ وہ ابن قطلو بغا سے اچھے عقیدے والا معروف ہے۔ ❷

نبہانی نے کہا کہ وہ کہا کرتا تھا اولیاء اللہ اعلیٰ مقام کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں وہ کسی بھی چیز کو کہتے ہیں (کُنْ) یعنی ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ ❸

سرہندی نے کہا وہ کہتا ہے کاملین کی روحیں مشائخ سے قدیم تر ہیں اور خلفا کی ترتیب ان کی عمروں کے حساب سے ہے اور اس نے اعتراف کیا کہ اس کے اکثر کشف اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ہیں اور ان کی پیروی صرف بیمار عقیدے والا ہی کرسکتا ہے۔ ❹

ابن مقری نے ابن عربی کے بارے میں کہا جو اس کی تکفیر نہ کرے درحقیقت وہ ایسے ہے جیسے اس نے یہود ونصاریٰ کی تکفیر نہیں کی۔ ❺

اسے ابن حجر مکی نے بھی نقل کیا ہے فقط اتنا ہے کہ اس نے اس پر تعلیق لگاتے ہوئے کہا یہ اس کی طرف سے ابن عربی

❶ لسان الميزان: ٣٨٤/٢، تفسير بحرالمحيط: ٤٤٩/٣.
❷ الضوء اللامع: ١٨٦/٦، ٢٢٠/٩.
❸ جامع كرامات الاولياء: ٣٢/١.
❹ مكتوبات الامام الرباني: ٢٦٤، ٢٧٧.
❺ الزواجر: ٣٧٩/٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ابن فارض پر اعتراض ہے۔

پھر اس نے دلیل کا مطالبہ کیا ہے جس سے ابن عربی کا کفر واضح ہو لیکن شاید وہ جان بوجھ کر ان عبارتوں سے چشم پوشی کر رہا ہے جو اس کی کتاب الفتوحات اور الفصوص میں ہیں جو واضح کفر ہے لیکن عین اسی وقت یہ شخص ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر کفر کا فتویٰ لگا تا ہے اور ان کے کفر کو ثابت کرنے کے لیے دلیل کا قطعاً مطالبہ نہیں کرتا اس لیے بہتر یہی ہے کہ اس کو متعصبین کے گروہ میں شامل کیا جائے جن کی جرح اور تعدیل کا کوئی اعتبار نہیں۔

متعصبین کو خاموش کرانے والی دلیل:

یہ ایسا جواب ہے جو ابن عربی کے متعصبین کی زبانوں کو بند کر دے گا اگر ان لوگوں کا کہنا یہ ہے جو ابن تیمیہ کی تکفیر نہ کرے تو وہ کافر ہے تو تم ان سے یہ کہو کہ یہ کبار آئمہ ہیں جنھوں نے ابن عربی پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر، ابن عبدالسلام ابن المقریٔ، سراج الدین بلقینی اور ابی حیان وغیرہ۔ ❶

ان کے علاوہ ابی بکر محمد بن صالح جو کہ ابن خیاط کے نام سے مشہور ہیں اور قاضی شہاب الدین احمد بن ابی بکر علی الناشری یہ دونوں بزرگ وہ ہیں جن کی اقتداء یمن کے علماء کرتے ہیں۔ ❷

اب یا تو تم ان لوگوں کی موافقت کرو کہ جو ابن عربی کو کافر نہ سمجھے وہ خود کافر ہو جائے گا یا پھر تم یہ کہو کہ وہ کافر نہیں ہو گا تو اس صورت میں وہ لوگ کافر ہو جائیں گے جنھوں نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے جیسا کہ ابن عبدالسلام، ابن مقری اور ابن حجر وغیرہ۔

اے قاری! تو دیکھے گا کہ اہل بدعت ابن تیمیہ کے بارے میں جو موقف اپناتے ہیں وہ ابن عربی کے بارے میں موقف سے کہیں مختلف ہے وہ ابن تیمیہ پر بغیر کسی قید و شرط کے اور دلیل طلب کرنے کے کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں اور ابن عربی سے مطلق طور پر چشم پوشی کرتے ہیں حالانکہ اس کے ہم عصر علماء نے اسے زندیق کہا اور اس کی کتابوں سے اس کا زندیق ہونا واضح ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ سبکی اپنی کتاب طبقات شافعیہ میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر طعن و تشنیع کرتا ہے لیکن ابن عربی کے بارے میں کسی قسم کی کوئی تنبیہ بھی نہیں کرتا، کم از کم اسے ابن عربی کی کتاب الفصوص اور فتوحات مکیہ پر تنبیہ کرنا چاہیے تھی کیونکہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ان کتب میں ایسا کفر بیان کیا گیا ہے جو یہود و نصاریٰ کے کفر سے بھی کہیں بڑا ہے۔ سیر اعلام النبلاء کے محقق نے نقل کیا ہے کہ سبکی نے ذہبی پر اس انداز سے اعتراضات کیے ہیں جن سے عدم برداشت، حسد و بغض اور بے انصافی کا ثبوت ملتا ہے اور اختلافی مسائل میں ایسے قول کی معرفت سے تجاہل عارفانہ کا اشارہ ملتا ہے جو ایک

❶ الاعلام بقواطع الاسلام هيتمى: ٧٧.

❷ الردعلى القائلين لوحدة الوجود: ١٣٥، ١٣٨، ١٣٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کن قول ہے۔ ❶

متعصب لوگ کہتے ہیں کہ ابن عربی کے قول میں جھوٹ ملا کر پیش کیا گیا ہے درحقیقت اپنے آئمہ کی اندھی تقلید میں ایسا کہتے ہیں انہوں نے نہ ہی تو تحقیق کی ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اصل کتاب یا مخطوطہ کی طرف رجوع بھی نہیں کیا ہوتا۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے لیے بدرالدین عینی کی تعریف:

بدرالدین عینی نے تتار کے مقابلے میں ابن تیمیہ کے موقف اور ان کی جرات اور بہادری کی تعریف کی ہے ❷ کہ وہ لوگوں کو تتار کے خلاف جہاد کرنے کی ترغیب دیتے رہے حتی کہ ان کو شکست دے دی اسی لیے عینی ان کی عظمت کا اقرار کرتے تھے اور ان کو رحمہ اللہ لکھتے تھے۔ ❸

عینی نے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ بازار جاتے لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے اہل دمشق نے سلطان سے ان کی شکایت کی کیونکہ انہوں نے وہ پتھر اکھاڑ دیا تھا جس کے متعلق لوگوں نے یہ عقیدہ بنا رکھا تھا کہ نبی اکرم ﷺ اس پر بیٹھے ہیں، لوگ اس پتھر کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے پاس جا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کلہاڑا پکڑا اور اس پتھر کو توڑ دیا جب اس بات کا علم سلطان کو ہوا تو اس نے بھی یہ کام کرنے پر ان کی تعریف کی ابن تیمیہ رحمہ اللہ برائی کو اپنے ہاتھ سے مٹایا کرتے تھے انہوں نے اس تختہ کو بھی الٹ پلٹ کر دیا جس پر بیٹھ کر لوگ شطرنج کھیلتے تھے وہ شراب خانوں کے پاس سے گزرتے اور شراب کے مٹکے توڑ دیا کرتے تھے اور فحاشی کو بزور قوت روکتے تھے۔ ❹

عینی نے ابن تیمیہ کا وہ مشہور مناظرہ ذکر کیا ہے جو انہوں نے رفاعی دجالوں سے کیا تھا ان لوگوں نے ابن تیمیہ سے کہا کہ ہمارے ساتھ آپ آگ میں داخل ہوں اور ان کا دعویٰ تھا کہ وہ اصحاب کرامات ہیں لہٰذا آگ انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان کا یہ چیلنج قبول کیا بشرطیکہ وہ گرم پانی سے غسل کریں، انہوں نے ثابت کیا کہ یہ شعبدہ باز اپنے جسم پر مختلف قسم کے تیل اور کیمیکل لگاتے ہیں جن سے آگ ان کو نہیں جلاتی جب کہ عوام الناس سمجھ بیٹھتے ہیں کہ یہ ولایت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں ان گمراہ لوگوں کے سردار نے ابن تیمیہ کے سامنے اعتراف کیا کہ ان کی کرامتیں شریعت جاننے والوں کے سامنے ظاہر نہیں ہوتیں صرف تتاریوں کے سامنے ظاہر ہوتی ہیں۔ ❺

---

❶ سیراعلام النبلاء: ۱۸/ ۴۷۱.

❷ عقدالجمان: ۴/ ۳۰.

❸ حوالہ سابقہ: ۴/ ۲۲۴.

❹ حوالہ سابقہ: ۴/ ۳۷۵، العقود الدرية: ۲۸۸، البداية والنهاية: ۱۴/ ۱۱.

❺ عقد الجمان: ۴۷۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عینی نے اس بات کی وضاحت کی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف شدت سے شکایات اس وقت ہوئی جب وہ ابن عربی کے خلاف بہت زیادہ کلام کرنے لگے حتی کہ انھیں قید کر دیا گیا اور یہ سب کچھ منبجی کے اشارے سے ہوا ❶ جو کہ ابن عربی کی بہت تعظیم کرتا تھا۔ یہ ابن تیمیہ کے بارے میں عینی کا موقف ہے بتاؤ تم اس کے متعلق کیا کہو گے؟

اس کلام سے واضح ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے جیل جانے کا سبب کیا ہے؟ اس حکومتی چالبازی کے پیچھے ایسا متعصب شیخ تھا جو ابن عربی کے مذہب کی تائید کرتا تھا ان لوگوں نے اسے حلاج اور ابن عربی کے تعصب میں استعمال کیا۔

وہ لوگ جنھوں نے ابن تیمیہ کی تعریف کی:

بہت سے معتبر آئمہ دین نے گواہی دی ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ راہ حق پر گامزن تھے اور حق گوئی کی قوت ان میں بہت زیادہ تھی، انہوں نے اپنے علم، اجتہاد اور وسعت معلومات کے تحت سنت کا دفاع کیا انہوں نے سلف صالحین کے منہج کو اپنایا حتی کہ لوگوں نے کہا: ''سنت ابن تیمیہ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔'' ان لوگوں میں سے چند کا ذکر درج ذیل ہے۔

الشیخ محمد ابن ناصر الدین دمشقی شافعی (۸۴۲) نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''الرد الوافر علی من زعم بان من سمی ابن تیمیة (شیخ الاسلام) کافر'' اس کتاب میں انہوں نے سینکڑوں علماء اور محدثین کی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں تعریف اور توثیق ذکر کی ہے حافظ ابن حجر، عینی، بلقینی اور تفھنی نے اس کی تقریظ لکھی ہے۔ ❷

حافظ ابن حجر کی تقریظ کی عبارت:

''للرد الوافر'' جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا

سخاوی نے اپنی کتاب ''الجواہر والدرر'' میں حافظ ابن حجر کے حالات ذکر کرتے ہوئے کہا جب کہ وہ حافظ ابن حجر کی تقریظات ذکر کر رہے تھے۔

اور ان میں سے ایک وہ ہے جو انہوں نے ''الرد الوافر علی من زعم ابن تیمیه (شیخ الاسلام) کافر'' جو کہ شام کے حافظ ابن ناصر الدین کی کتاب ہے کے بارے میں لکھا

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ میں نے اس بہترین اور نفع بخش کتاب کو دیکھا ہے، یہ اپنے مقصد پر انتہائی جامع ترین کتاب ہے اور اپنے مولف امام کی وسعت علمی کی دلیل ہے کہ جنھوں نے اسے علوم نافع سے ترتیب دیا جس کی بناء پر علماء کے درمیان ان کی عظمت اور شرف و بزرگی میں اضافہ ہوا۔

تقی الدین (ابن تیمیہ) کی شہرت اور امامت اظہر من الشمس ہے، ان کے زمانہ میں ہی انھیں جو ''شیخ الاسلام'' کا لقب ملا تھا وہ آج تک قائم و دائم ہے اور تعصب سے پاک لوگوں کی زبانوں پر معروف ہے، ان شاء اللہ یہ مستقبل میں بھی

---

❶ حواله سابقه: ٤/٤٦٠، ٤٦١.

❷ الشهادة الزكية فى ثناء الآئمة على ابن تيميه: ٧٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہی رہے گا جیسے ماضی میں تھا اور اس کا انکار کوئی نہیں کرتا سوائے اس کے جو ان کے علم سے ناواقف ہے اور انصاف کی بجائے ظلم سے کام لیتا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے نفسوں اور ہماری زبانوں کے شر سے محفوظ فرمائے اگر اس شخص کی امامت پر کوئی اور دلیل نہ بھی ہوتی تو وہ دلیل ہی کافی تھی جس کی طرف حافظ علم الدین برزالی نے اپنی تاریخ میں اشارہ کیا ہے کہ جس قدر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے جنازے میں لوگ شریک تھے اس قدر کسی کے جنازہ میں بھی شریک نہ تھے پھر انہوں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے جنازے کا ذکر کیا کہ ان کے جنازہ میں لاکھوں لوگ شریک ہوئے تھے اگر دمشق میں اس کی مثال دیکھنا ہو جو بغداد میں منظر تھا تو یہ جنازہ تھا بلکہ اس میں زیادہ لوگ شامل تھے کوئی شخص بھی ان کے جنازہ سے پیچھے نہیں رہا۔

اہل بغداد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی امامت کے قائل تھے اور بغداد کا امیر امام موصوف کی حد درجہ عزت و احترام کرتا تھا بخلاف ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کہ جب وہ فوت ہوئے تو امیر شہر موجود نہیں تھا جبکہ شہر میں اکثر فقہاء ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے بغض رکھتے تھے اور وہ ایک قلعہ میں قید کی حالت میں فوت ہوئے مگر اس کے باوجود ان کے جنازہ سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا اور ان کے لیے رحم کی دعا کی سوائے تین لوگوں کے جو عوام الناس سے خوف کھاتے تھے۔

ان کے جنازے میں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا شریک ہونا ان کی امامت کی دلیل ہے یہ کسی حکومت کی وجہ سے جمع نہیں ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔''

علماء کی ایک بہت بڑی جماعت نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اصول وفروع میں اختلاف کیا اور ان کے بعض خیالات کا انکار کیا اس بناء پر قاہرہ اور دمشق میں کئی علمی مجالس کا انعقاد ہوا لیکن کسی ایک نے بھی ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر زندیق ہونے کا فتویٰ نہیں لگایا اور ان سے انتہائی تعصب ہونے کے باوجود بھی ان کے خون بہانے کا مطالبہ نہیں کیا حالانکہ وہ لوگ حکومتی عہدوں پر تھے اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے انتہائی تعصب رکھتے تھے حتی کہ انھیں پہلے قاہرہ میں اور پھر اسکندریہ میں قید کر دیا گیا اس کے باوجود یہ سب کے سب ان کی وسعت علمی زہد وتقویٰ، شجاعت، بہادری، سخاوت اور خوف الٰہی کے معترف تھے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسلام کی نصرت کے لیے بہت کوشش کی، وہ خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیا کرتے تھے تو پھر اس شخص کا انکار کیوں نہ کیا جائے جو ان پر کفر کا فتویٰ لگائے؟ حتی کہ بعض لوگوں نے اس کو کافر کہا جو ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہے، یہ صرف نام کی حد تک نہیں ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ شیخ الاسلام تھے اور جن مسائل کی بنیاد پر علماء سے اختلاف ہوا وہ خواہش پرستی کی بنیاد پر نہیں تھا اور نہ ہی وہ دلیل واضح ہو جانے کے بعد اپنی بات پر اڑنے والے تھے۔

ان کی کتابیں اس شخص کا بہترین رد اور اس سے لاتعلقی پر دلیل ہیں جو تجسیم کا قائل ہے اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ وہ بھی ایک انسان ہے جن سے صحیح یا غلط بات صادر ہونا بشری تقاضہ ہے ان کی وہ باتیں جو صحیح ہیں جو کہ اکثر ہیں ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے استفادہ کیا جائے اوران کے لیے دعا کی جائے اور جہاں ان سے غلطی ہوگئی ہے اس میں وہ معذور ہیں کیونکہ ان کے ہم عصر آئمہ نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ اجتہاد کے اسباب ان کی ذات کے لیے جمع ہو گئے تھے یہاں تک وہ ان لوگوں کی طرف سے تکلیف میں رہے جو ان کی طرف فساد منسوب کرنے اوران کو تکلیف دینے کے ذمہ دار ہیں۔ جیسا کہ کمال الدین زملکانی نے اس بات کی گواہی دی ہے اسی طرح شیخ صدرالدین ابن وکیل کا بیان ہے۔

تعجب ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اہل بدعت، روافض، اہل حلول اوراہل اتحاد کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار تھے اس باب میں ان کی تصانیف بہت زیادہ اور مشہور ہیں اوران کے فتاویٰ جات بے شمار ہیں لیکن ان لوگوں کی آنکھیں اور کان اس وقت کتنے ٹھنڈے ہوتے ہیں جب یہ ان پر کفر کا فتویٰ سنتے ہیں اوران کے دل کو کیسا سرور اور راحت ملتی ہے جب کوئی اہل علم ان پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے؟ جو شخص علم اور عقل سلیم رکھتا ہو تو اس پر واجب ہے وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں رائے دینے سے پہلے ان کی تصانیف کو پڑھے جو کہ مشہور ہیں یا ان لوگوں سے معلومات لے جو با اعتماد اور ثقہ ہیں، وہ نصیحت کی غرض سے غلطیوں کی نشاندہی کرے اور جہاں ان کی بات صحیح ہے اس کا اعتراف کرے اوران کے مقام و مرتبہ اور فضیلت کا لحاظ رکھے جیسا کہ دوسرے علماء کے متعلق یہ رویہ اپنایا جاتا ہے۔

اگر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دیگر فضائل و مناقب نہ بھی ہوں تو یہی کافی ہے کہ ان کے شاگرد رشید الشیخ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ ہیں جن کی تصانیف انتہائی فائدہ بخش اور اعلیٰ ہیں جن کی دوست اور مخالف سب تعریف کرتے فقط یہ ان کی قدر و منزلت کے لیے کافی ہے، جب کہ علوم میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی فوقیت کی گواہی دی گئی ہے منطق اور مفہوم میں اپنے ہم عصر شافعی علماء پر انتہائی فوقیت رکھتے ہیں چہ جائے کہ صرف علمائے حنابلہ میں اعلیٰ مقام حاصل کیا ہو۔

اس کے باوجود جو ان پر کفر کا فتویٰ لگائے یا اس پر جو انھیں شیخ الاسلام کہے تو اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جائے گی اور نہ ہی اس پر کوئی اعتماد کیا جائے گا بلکہ واجب ہے کہ اس شخص کو گمراہی کے راستے سے ہٹا کر صحیح راستے پر چلایا جائے اللہ تعالیٰ حق بات کہتا ہے اور وہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ [1]

حافظ ابن حجر کا کلام ختم ہوا۔

حافظ ابن حجر نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف کی ہے اوران کو رحمہ اللہ کہا ہے انہوں نے کہا: ہمارے شیوخ کے شیخ حافظ مزی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا کہ انہوں نے احادیث و آثار یاد کیے اور تفسیر میں بھی ان کا مقام و مرتبہ بلند ہے، فقہ میں جو انہوں نے فتوے دیے وہ بلند مرتبہ ہیں، علم حدیث میں وہ صاحب رائے ہیں...... اور وہ اپنے ہم عصر علماء پر امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ [2]

---

[1] مخطوطه موجودة في مكتبة طو بقبو تركيا، نمبر: ٢٩٩١.

[2] الدرالكامنة: ١/١٥٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ کی بیان کردہ نص سے علم حاصل کرو:

”حافظ نے نص بیان کی ہے“ احباش کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے یہاں پر حافظ کے موقف کی مخالفت کی حالانکہ ان کا نعرہ ہے کہ حافظ کی بیان کردہ نص سے علم حاصل کرو؟

حافظ ابن حجر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اقوال سے دلیل پکڑتے ہیں اور حدیث شریف میں ان کی نقد کو تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ یہ حدیث ”کان اللہ ولا مکان“ ❶ بلکہ انہوں نے ابن تیمیہ کو (حافظ) کا لقب دیا ہے انہوں نے یہ حدیث ذکر کی ❷ ”فقر میرا فخر ہے اور میں اس کے ذریعے فخر کرتا ہوں۔“ پھر کہا اس حدیث کے متعلق ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال ہوا تو انہوں نے کہا یہ جھوٹ ہے کتب احادیث میں ایسی کوئی بات نہیں پائی جاتی۔

ابن عابدین حنفی نے ان کو (حافظ) کہا ہے۔ ❸

ملا علی قاری ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ کا دفاع کرتے تھے اور کہتے تھے جس آدمی نے بھی کتاب (مدارج السالکین) پڑھی ہے اس پر ہے کہ یہ دونوں حضرات اہل سنت والجماعت کے اکابرین میں سے تھے اور اس امت کے اولیا میں شامل ہیں۔ ❹

تمہارے شیخ محمد رمضان البوطی نے جہاں بھی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ذکر کیا تو ان کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ کہا۔

حافظ عمر بن علی بزار نے ایک کتاب ”الاعلام العلیة فی مناقب ابن تیمیه“ لکھی جس میں اس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فضائل ومناقب اور علماء کے ہاں ان کی قدر و منزلت کا ذکر کیا ہے۔

محمد بن عبدالبر سبکی نے کہا: ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کوئی جاہل یا نفسانی خواہشوں کا غلام ہی بغض رکھ سکتا ہے کیونکہ اس کی خواہشات نے اسے حق کے اظہار سے منع کر دیا ہے۔ ❺

ابن زملکانی کو ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ہمدردی رکھنے کے جرم میں تکالیف سے دوچار کیا گیا اور یہ سب منبجی کے کہنے پر ہوا۔ ❻ جو کہ ابن عربی کے عقیدہ وحدۃ الوجود کا حامی تھا۔ اس عقیدے سے انکار پر ابن زملکانی مصائب سے دوچار ہوئے۔ ❼

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مخالفین کو چاہیے تھا کہ وہ ان کے اس جرات مندانہ موقف کی تعریف کرتے۔ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ وحدۃ الوجود کے قائلین کے مخالف ہیں۔ لیکن ان کے دشمن انصاف اور عدل نہیں جانتے۔

ابن سید الناس نے بھی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف کی ہے۔

شیخ الشافعیہ تاج الدین فزاری نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف کی ہے۔ ❽

❶ فتح الباری: ٢٨٩/٦.
❷ التلخیص الحبیر: ١٠٩/٣.
❸ ردالمحتار علی الدرالمختار: ٢٥٧/٦.
❹ مرقاة المفاتیح: ٢٥٢،٢٥١/٨.
❺ الرد الوافر: ٩٥.
❻ البدایة والنهایة: ٥٠/١٤.
❼ الدارالکامنة: ١٤٧/١.
❽ البدایة و النهایة: ٣٠٣/١٣.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابن دقیق العید جب ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے پاس آئے تو کہا: میں نہیں سمجھتا آپ جیسا کوئی اب پیدا ہو۔ یہ بات ابن کثیر اور ابن رجب نے ذکر کی ہے۔ ❶

ابن کثیر نے منصفانہ بات کی ہے۔ انہوں نے ان کا عقیدہ و عمل واضح کیا اور ان کے بارے میں حاسدین کے حسد کا ذکر کیا ہے۔

الحوت نے اپنی کتاب ''رسالہ السبکیۃ'' میں دعویٰ کیا ہے کہ ارموی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے مناظرہ کیا اور انھیں خاموش کرا دیا لیکن ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو جھوٹ قرار دیا اور اس بات کی تاکید کی کہ اُرموی سمندر میں ٹانگیں مار رہا ہے۔ ❷ جب ان لوگوں نے ابن تیمیہ کی کتاب ''رسالۃ الحمویۃ'' پر مناقشہ کے لیے ایک مجلس قائم کی تو انہوں نے ان سب کو خاموش کرا دیا ❸ انھوں نے ان لوگوں کے لیے ''عقیدۃ الواسطیۃ'' کتاب لکھی اور ان کو تین سال کی مہلت دی کہ وہ اس کا مراجعہ کریں اور ثابت کریں کہ اس میں کونسی بات قرآن وسنت کے خلاف ہے۔

شرف الدین مقدسی ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر فخر کیا کرتے تھے اور ان سے خوش ہوتے تھے۔ ❹

اور ابن منجا تنوخی۔

اور شیخ احمد ولی اللہ دہلوی جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب ''التفھیمات الالھیۃ'' میں وضاحت کی ہے۔

شیخ محمد انور شاہ کشمیری جو کہ ''فیض الباری'' کے مؤلف ہیں وہ ان کو عام طور پر حافظ ❺ اور شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ ❻

شیخ حزامین واسطی جنھوں نے کہا: اللہ کی قسم، پھر اللہ کی قسم! آسمان کی چھت کے نیچے علم وعمل، اخلاق وکرم، جود وسخا، اتباع واطاعت کے لحاظ سے اور اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑا جائے تو اس کے خلاف قیام کے اعتبار سے تمھارے شیخ ابن تیمیہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا گیا۔ ❼

شیخ شہاب الدین اذرعی نے ان کی بعض کرامتوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ بات حافظ ابن حجر نے کہی ہے۔ ❽

اور ابن طولون حنفی۔ ❾

ابن عبدالھادی۔ انہوں نے ایک کتاب ''العقود الدریۃ فی مناقب ابن تیمیہ'' کے نام سے لکھی ہے جس میں انہوں نے سبکی کا رد کیا ہے اور اس کا حدیث میں ضعیف ہونا ثابت کیا ہے اور یہ کہ اس نے ''شدالرحال'' والی حدیث میں

---

❶ البداية والنهاية: ١٤/٢٧، الذيل على طبقات الحنابلة: ٢/٣٩٢.

❷ البداية النهاية: ١٤/٣٦.

❸ البداية النهاية: ١٤/٤.

❹ حواله سابقه: ١٤/٣٤١.

❺ حواله سابقه: ١٤/٣٤١.

❻ اكفار الملحدين: ٢٣، ٤٦، ١١٣.

❼ البداية والنهاية: ١٤/١٣٧.

❽ الدارالكامنة: ١/١٦٠.

❾ القلائد الجوهرية: ٢/٥٨٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مقابلے میں ضعیف ترین اور موضوع روایات سے استدلال کیا ہے۔

حافظ علائی نے ان کی تعریف حد درجہ کی ہے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ ان کے نفع مند اور بہترین علوم سے ہم کو فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما اور دنیا و آخرت میں ہمیں اس سے مستفید فرما۔ ❶

حافظ عبدالرحمان ابن رجب نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بہت تعریف کی اور فرمایا: وہ امام فقیہ، مجتہد، مفسر، زاہد تقی الدین ابوالعباس شیخ الاسلام، معروف عالم ہیں اور ان کی شہرت ان کے ذکر کی محتاج نہیں ہے...... وہ قرآن مجید کے فہم میں یگانہ روزگار تھے اور ایمان کی معرفت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ❷

اور حافظ عراقی

اور عمر بن سعد اللہ بن نجیح

اور اپنے زمانہ کے حافظ ابوالحجاج المزی

اور ابوبکر الرجبی

اور فضل اللہ عمری

اور شیخ قاسم بن قطلو بغا حنفی

شیخ الاسلام عمر بن رسلان بلقینی جو کہ اپنے زمانہ کے مجتہد تھے۔

حنفیہ کے امام بدرالدین ''محمود بن احمد'' العینی کا کہنا ہے کہ: جس نے کہا ابن تیمیہ کافر ہے تو درحقیقت وہ خود کافر ہے۔ اور جس نے ان کو زندیق کہا وہ خود زندیق ہے۔ ایسا کیوں ہے کہ ان کی تصانیف پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اور ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو گمراہی اور خلاف شریعت ہو۔ ❸

اور حافظ سخاوی جو حدیث کو ترجیح دینے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر اعتماد کرتے ہیں۔ کہا: ابن تیمیہ کے حفظ و علم کی گواہی دوست اور مخالف سب دیتے ہیں پھر ان مسائل میں ان کی بات پر اعتماد کیوں نہ کیا جائے جب کہ ان کے متعلق شمس الدین ذہبی نے کہا ہے: میں نے حفظ متون اور اسناد کی نسبت کے میدان میں ان سے بڑھ کر کوئی حافظ نہیں دیکھا گویا کہ سنت ان کی آنکھوں کے سامنے ہے اور بہترین عبارت ان کی زبان کے دونوں کناروں پر ہے اور آنکھیں کھلی ہیں۔

اور علامہ فتح الدین ابن سید الناس جو کہ ''السیرۃ النبویۃ'' کے مصنف ہیں نے کہا: گویا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو تمام سنن اور آثار زبانی یاد ہیں، پھر سخاوی نے اس کو نقل کرنے کے بعد کہا: ان کی طرف ایسے مسائل منسوب کیے گئے ہیں جن کا

---

❶ الدارالكامنة: ١/١٥٩.

❷ الذيل على طبقات الحنابلة: ٢/٣٨٧-٣٩٢.

❸ الردالوافر: ٢٤٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انکار کیا گیا ہے اور وہ اہل علم کے ہاں مقرر ہیں۔ خوش بخت وہ ہے جو ان کی اور ہماری غلطیوں سے درگزر کرے۔ ❶

سخاوی کی کتاب ''المقاصد الحسنہ'' حدیث کی صحت اور ضعف کے متعلق ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اقوال سے بھری پڑی ہے۔ چند احادیث کا حوالہ درج ذیل ہے۔ حدیث نمبر (۴۵، ۱۷، ۲۲۹، ۲۳۳، ۳۸۴، ۶۰۹، ۸۳۸، ۸۵۶، ۸۸۳، ۱۴، ۷۱۴، ۱۳۵۶ اور ۱۱۲۶) وہ ہمیشہ اپنی کتاب میں حدیث کا صحت اور ضعف بیان کرنے کے لیے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اقوال ذکر کرتے ہیں مثلاً ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم کا اتفاق ہے یہ حدیث جھوٹی اور بناوٹی ہے۔ ❷

زبیدی کے نزدیک ابن تیمیہ کی تعظیم:

زبیدی ہمیشہ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ کی تعظیم کرتا ہے۔ جیسا کہ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ ابن قیم کی مغفرت فرمائے (۱/ ۳۹)۔ اس نے ابن قیم رحمہ اللہ کے اقوال سے بکثرت دلیل پکڑی ہیں۔ دیکھیے: (۱/ ۶۷، ۱۳۲، ۴۰۶، ۴۱۳، ۴۲۰) اور (۲/ ۲۷۰)، اسی طرح ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اقوال کو بھی دلیل بناتے ہیں: (۱/ ۷۰، ۱۷۶) وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف کرتے ہیں۔ ان کو (حافظ) کے لقب سے یاد کیا ہے۔ (۱/ ۴۰۰، ۲/ ۱۰۶) اور ان کو امام کہا: (۱/ ۱۷۰)، بلکہ کئی مقامات پر ان کو شیخ الاسلام لکھا ہے۔ (۴/ ۵۳۷ اور ۳/ ۴۸۲)۔

ہمارا سوال ہے کہ احباش ان پر کیا فتویٰ لگائیں گے جو کہ العلاء بخاری کے اس قول کو دلیل بناتے ہیں کہ ''جس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو شیخ الاسلام کہا تو وہ کافر ہے۔'' ❸ کیا یہ لوگ زبیدی پر بھی کفر کا فتویٰ لگائیں گے؟

اگر علاء بخاری کی تکفیر حجت اور دلیل ہے تو پھر اس کی ابن عربی کی تکفیر میں بھی موافقت کرو جیسا کہ کتاب ''براۃ الاشعریین'' کے مولف نے ذکر کیا ہے (۲/ ۶۵، ۶۶) اور ابن طولون نے (القلائد الجوھریۃ: ۲/ ۵۳۸) میں نقل کیا ہے اور اس نے اس کے رد میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ''فاضحۃ الملحدین''۔

مذکور علاء، امام نووی رحمہ اللہ پر بھی طعن کرتا اور ان کی کتابوں کو دیکھنا حرام قرار دیتا تھا۔ اگر اس کی شہادت تمھارے نزدیک معتبر ہے تو نووی اور ابن عربی کے بارے میں بھی اس کی گواہی قبول کرو۔

زبیدی اور حافظ عراقی حدیث کی صحت اور ضعف میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بات کا اعتبار کرتے تھے جیسا کہ (شرح الاحیاء: ۱/ ۴۴۹) میں ہے۔ اس نے اس حدیث کہ ''قوم کا شیخ اپنی قوم میں ایسے ہی جسے اپنی امت میں نبی ہے۔'' کے بارے میں کہا کہ عراقی نے کہا: اس حدیث کے متعلق تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: اس حدیث کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں۔

---

❶ الفتاویٰ الحدیثیہ، شرح حدیث ''کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین''.

❷ الدار المنتشرۃ فی الأحادیث المشتھرۃ، ص: ۳۰۰، ۲۰۴، تحقیق صباغ طبع الوراق، الریاض.

❸ یہ دلیل جمیل حلیم نے کتاب ''براۃ الاشعریین من عقائد المخالفین'' سے نقل کی ہے۔ ۲/ ۶۵. کہ جس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو شیخ الاسلام کہا وہ کافر ہے۔ شیخ ناصر الدین دمشقی نے العلاء البخاری کے رد میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ((الرد الوافر علی من زعم أن ابن تیمیہ کافر)) رکھا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے اس کی کتاب ''الاتحاف'' کو اول تا آخر پڑھا ہے۔ میں یہ جان چکا ہوں کہ زبیدی نرم اخلاق کا مالک اور اہل علم کی تعظیم کرنے والا تھا، اگرچہ بعض مسائل میں وہ ان کا مخالف تھا۔

سیوطی، ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق زملکانی کی تعریف نقل کرتے ہوئے:

سیوطی نے ان کی تعریف کرتے ہوئے کہا: ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''شیخ الاسلام اور مجتہد''۔ تقی الدین اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ، جو کہ علامہ شمس الدین ابن قیم ہیں۔ ❶

انہوں نے زملکانی سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا: ہمارے شیخ، امام، حافظ، مجتہد، زاہد، عابد، قدوۃ الامۃ، علامۃ الامۃ، وارث الانبیاء، آخر المجتہدین، علمائے دین میں سے ایک، برکۃ الاسلام، حجۃ الاعلام، متکلمین کی دلیل، قاطع بدعت، صاحب علم وفن، محیی السنۃ، ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا، وہ اپنے مخالفین کے لیے حجت تھے۔ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ نے ان کا نام بلند کیا اور ان کے ذریعے اپنے دین کے ارکان کو مضبوط کیا۔

پھر انہوں نے چند اشعار کہے۔

ان کی تعریف کرنے والے ان کے بارے میں کیا کہیں گے؟ ان کی صفات بے شمار ہیں۔

وہ ہمارے درمیان حجۃ اللہ ہیں، اور وہ ہمارے درمیان ایک عجوبہ ہیں

وہ مخلوق میں اللہ کی نشانی ہیں جس کا نور فجر کے نور کی طرح واضح ہے

سیوطی نے کہا: میں نے یہ کلام علامہ، یگانہ روزگار اور اپنے وقت کے بے مثل عالم الشیخ کمال الدین زملکانی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے۔

وہ کہا کرتے تھے پانچ سو سالوں میں ان جیسا حافظ دیکھنے کو نہیں ملا ہے۔ ❷

وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے لیے دعا کیا کرتے تھے، ❸ ان کے شاگرد رشید ابن قیم رحمہ اللہ کے اقوال سے دلیل پکڑتے تھے اور ان کو علامہ شمس الدین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ❹

برزالی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف نقل کرتے ہوئے۔

سیوطی نے کہا: مجھے علم الدین برزالی سے یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا: ہمارے امام، شیخ، علامہ، قدوہ، حافظ، زاہد، عابد، امام الآئمۃ، حبر الامۃ، ادیان والفرق کے مفتی، ہدایت کی علامت، ترجمان القرآن، حسن زمان، عمدۃ الحفاظ،

---

❶ صون المنطق: ۲۰۱، الحاوی للفتاوی: (۱/۱۲۳، ۲۲۱)، (۲/۱۳۶، ۳۴۱)

❷ الاشباه و النظائر النحوية: ۳/۶۸۱، اعيان العصر لصفرى: ۱/۷۱، الذيل: ۲/۳۹۲.

❸ صون المنطق: ۲۰۱.

❹ حواله سابقه: ۲۰۱، الحاوی للفتاوی: ۱/۱۲۳، ۲۲۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معانی اور الفاظ کے ماہر، شریعت اور فنون کے ماہر، ناصر السنۃ، قاطع البدعۃ تقی الدین ابن تیمیہ الحرانی نے کہا: اللہ تعالیٰ ان کی برکت کو قائم و دائم رکھے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ ❶

کن لوگوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو (شیخ الاسلام) کہا:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو (شیخ الاسلام) کہنے کا جو حق ہے وہ: اے قاری! ان حفاظ جیسا کہ سیوطی، ابن رجب اور شعرانی سے سوال کرو کہ انہوں نے ان کو یہ لقب کیوں دیا؟

سیوطی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں کہا: شیخ الاسلام، حافظ، فقیہ، مجتہد، مفسر، شیخ الاسلام زاہدوں کے امام اپنے زمانہ کے یگانہ روزگار۔ ❷

زبیدی سے پوچھو جو کہ (تاج العروس) اور (اتحاف السادۃ) کے مؤلف ہیں کہ اس نے اپنی کتاب اتحاف السادۃ میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو شیخ الاسلام کیوں کہا؟ اس نے ان کی تعریف کی اور ان کے اقوال سے اپنی کتاب (اتحاف) میں کئی مقامات پر دلیل پکڑی ہے۔ اس کے بعد کہ ان کو شیخ الاسلام کہا ہے۔ پھر انہوں نے اصول قرآن کے متعلق ان کا کلام نقل کرتے ہوئے اپنی بات کو ان الفاظ پر ختم کیا ہے۔ ''یہ خلاصہ ہے جو کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام پر مشتمل ہے اور یہ انتہائی بہترین بحث ہے۔'' ❸

بلکہ تاج الدین سبکی سے پوچھو جو اس بات پر فخر کرتا تھا کہ ابوالحجاج مزی کسی کو اپنے ہاتھ سے (شیخ الاسلام) نہیں لکھتے تھے سوائے دو لوگوں کے۔ ۱۔ تقی الدین سبکی جو ان کا والد ہے۔ ۲۔ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ۔ ❹

حافظ علائی نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مزی کسی کے لیے لفظ (شیخ الاسلام) استعمال نہیں کرتے تھے سوائے تقی الدین سبکی کے اور تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے۔ ❺

شیخ ملا علی قاری حنفی ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد ابن قیم کا بہت زیادہ دفاع کرتے تھے جیسا کہ (شرح الشمائل) میں ہے۔ انہوں نے دونوں کو شیخ الاسلام اور اس امت کے اولیاء میں شمار کیا۔

شعرانی (عبدالوہاب)، ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو (شیخ الاسلام) کہتے تھے۔ ❻

شیخ شمس الدین محمد بن صفی الدین حنفی نے کہا: اگر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو (شیخ الاسلام) نہیں کہا جا سکتا تو پھر کون شیخ الاسلام ہے؟ یہی بات قاضی القضاۃ ابن حریری حنفی نے بھی کہی جن کو اس انصاف پسندی کے سبب تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ ❼

---

❶ الاشباہ و النظائر: ۳/ ۶۸۱۔ ۶۸۳.
❷ طبقات الحفاظ: ۵۱۶، ترجمہ نمبر: ۱۱۴۴.
❸ اتحاف السادۃ المتقین: ۴/ ۵۳۷.
❹ طبقات الشافعیۃ: ۱۰/ ۱۹۵، الذیل: ۲/ ۳۸۷.
❺ نقد الطالب لزغل المناصب: ۵۴، للعلائی.
❻ لطائف المنن و الاخلاق: ۵۵۶.
❼ الدرر الکامنۃ: ۱/ ۱۴۷، البدایۃ والنہایۃ: ۱۴/ ۱۴۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن طولون نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو (متقی، شیخ الاسلام کہا) اور اس بات گواہی دی کہ وہ اپنے زمانہ کی علامت ہیں۔ ❶

ان لوگوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان کی تعریف کی ہے، اس میں حبشی کا رد ہے جو کہتا ہے کہ یہ تعریف پہلے پہل تھی۔

اور محمد انور کشمیری حنفی جو کہ (فیض الباری شرح صحیح بخاری) کے مؤلف ہیں، جن کی بہت زیادہ تعریف کوثری ابوغدہ نے کی ہے۔ ❷

ذہبی، ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو شیخ الاسلام کہتے ہیں:

شاید ذہبی کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف نہ کی گئی ہو اور ان کو (شیخ الاسلام) کے لقب سے یاد نہ کیا گیا ہو۔ ❸

انہوں نے اپنی کتاب (دول الاسلام) میں کہا: ذوالقعدہ کے مہینے میں شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ الحرانی قلعہ میں فوت ہو گئے، ان کی عمر ستاسٹھ سال اور چند ماہ تھی۔ ان کے ماننے والوں کی تعداد ساٹھ ہزار سے اوپر تھی۔ ان کے بعد ان کے علم و فضل والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ ❹

تم حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے کلام کو باطل قرار دیتے ہو جو سبیعی کے اختلاط کو ثابت کرتے ہیں اور اس پر ذہبی کے قول کو ترجیح دیتے ہو جس نے اس کے اختلاط کی نفی کی ہے۔ مگر تمھیں کیا ہو گیا تم ان کی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں تعریف سے جاہل ہو اور جو انہوں نے ان کو (شیخ الاسلام) کا کہا اس سے چشم پوشی کرتے ہو؟

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں رفاعیہ کا موقف:

اگر چہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے رفاعیہ پر شدید اعتراضات اور تنقید کی ہے لیکن ان کے بہت سے کبار علماء نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف کی ہے اور کسی ایک کے دل میں بھی یہ خیال نہیں آیا کہ ان پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے۔

صیادی محمد ابوالھدیٰ اگر چہ ان پر سخت کلام کرتا ہے لیکن اس نے بھی ان کے لیے دعا کی ہے اس نے کہا ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان پر رحم فرمائے اور ان کو معاف فرمائے ❺ یہی بات وتری نے بھی کی ہے۔ ❻

شیخ صالح المنیعی رفاعی نے ابن تیمیہ کو (العالم المبارک) لکھا ہے حالانکہ وہ ان کے مخالفین میں سے ہے یہ دلیل ہے کہ ابن تیمیہ کافر نہیں تھے اس کے باوجود کہ حبشی رفاعی سلسلے میں تعلق رکھتا ہے لیکن اپنے ہی مذہب کے کبار علماء کی ابن تیمیہ کے بارے میں تعریف کی طرف توجہ نہیں دیتا اگر ہم حبشی کے نزدیک اس لیے گمراہ ہیں کہ ہم ابن تیمیہ پر کفر کا فتویٰ

---

❶ القلائد الجواھریة: ۲/۴۵۲، ۴۵۸۔
❷ اکفار الملحدین: ۱۱۳، طبع مجلس علم کراچی، التصریح: ۱۲۔
❸ سیراعلام النبلاء: ۷/۳۷۳، ۱۱/۳۵۰۔
❹ دول الاسلام: ۲۳۷۔
❺ قلادۃ الجواھر للصیادی: ۲۰۸۔
❻ روضة الناظرین: ۱۴۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں لگاتے تو وہ اپنے کبار آئمہ پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتا جنھوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف کی ہے؟ وہ شعرانی پر بھی کفر کا فتویٰ لگائے جس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو شیخ الاسلام لکھا ہے پھر وہ سلسلہ رفاعیہ کے ان بزرگوں پر بھی کفر کا فتویٰ لگائے جنھوں نے ان کی تعریف کی ہے ان سب پر فتویٰ لگانے کے بعد ہی وہ ہم پر کوئی فتویٰ لگائے۔

میں نہیں سمجھتا کہ مذکورہ علماء پر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے حالات مخفی ہیں اور صرف حبشی ہی ان سے آگاہ ہے اس کے متبعین لوگوں کی تکفیر کرنے میں مشہور ہیں حتی کہ ان کے لیے ضرب المثل بیان کی گئی (فرقة المكفره) [1]

فیصلہ کن جواب:

اگر حبشی ابن عربی کے متعلق عبدالوہاب شعرانی کی تعریف کو دلیل بناتا ہے اور اسے کفر سے بری قرار دیتا ہے [2] تو پھر وہ ابن تیمیہ کے متعلق اس کی تعریف کو قبول کیوں نہیں کرتا کہ اس نے ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کا لقب دیا ہے؟ [3]

ایک فرق یہ بھی واضح ہے کہ اکثر وہ لوگ جنھوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف کی وہ ابن عربی کے کفر پر متفق ہیں اور اس کی کتب پڑھنے سے ڈراتے ہیں۔

درحقیقت حبشی ان لوگوں کی گواہی کو اہمیت ہی نہیں دیتا وہ شعرانی کی گواہی قبول کرتا ہے لیکن ابن تیمیہ کے بارے میں شعرانی کی گواہی قبول کرنے کے لیے بھی تیار نہیں؟ یہ ایسا الزامی جواب ہے جس کا جواب اس پر اور اس کے متبعین پر قرض ہے۔

جب کبار علماء نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو کافر قرار نہیں دیا بلکہ ان کی تعریف کی، ان کی عظمت کا اقرار کیا اور ان کے بارے میں انصاف سے کام لیا تو ہمارے پاس کیا اختیار ہے کہ ہم ان سب کی شہادت کو رد کر دیں اور ان کے مقابلہ میں حبشی کی گواہی کو قبول کر لیں جو یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ جبرائیل کے ہیں اللہ تعالیٰ کے نہیں اور یہ کہ قرآن خالص عربی کلام نہیں ہے اور یہ کہ عورت زیب و زینت اختیار کر کے اور خوشبو میں معطر ہو کر گھر سے نکل سکتی ہے؟ اس نے سود کو جائز قرار دیا، زکوٰۃ کے نظام کو ختم کرنے کی کوشش کی اور نجس کپڑوں میں نماز پڑھنے کو جائز کہا، اللہ تعالیٰ کی ذات پر حیلہ سازی کے جواز کا فتویٰ دیا، فوت شدگان سے مدد مانگنے کو جائز قرار دیا، جھوٹ کو جائز کہا باطنیہ اور قرامطہ سے مدد طلب کی تو سوال یہ ہے کہ کبار آئمہ اور عدول کے مقابلے میں اس شخص کی گواہی کیسے قبول کی جا سکتی ہے؟

ہاں علائی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی گمراہی کا فتویٰ دیا ہے یہ شاید اس کے تعصب کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے [4] اس کے تعصب کی مثال اس کا یہ قول ہے کہ اہلسنت والجماعت کے رؤساء ماتریدی اور اشعری ہیں ان کی

---

1. الموسوعة الحركيه للفتحي: ٢٥٩.
2. الدليل القويم: ١٥٢.
3. لطائف المنن والاخلاق: ٥٥٦.
4. اس نے ان کی تعریف اور مدح سرائی بھی کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخالفت کرنے والا گمراہ اور بدعتی ہے۔ ❶

یہ اس کا عجیب وغریب دعویٰ ہے کیونکہ ان فریقین ایک دوسرے پر اعتراض کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ ماتریدیہ نے بعض مسائل میں اشاعرہ کو گمراہ قرار دیا ہے بلکہ خلق ایمان کے مسئلے میں ان کی تکفیر کی ہے۔

یہ الگ الگ مذاہب ہیں ایک مذہب نہیں ہے بلکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو گمراہ قرار دیتا ہے دونوں ہی رائے کو نص پر مقدم کرتے ہیں اس لیے ان کے اقوال اور آراء مختلف ہیں۔

یہ معاملہ ہی سبکی، حصنی اور ہیتمی کا ہے یہ عقیدہ میں اشاعرہ میں جو اپنے مذہب کا دفاع کرتے ہیں اسماء اللہ اور اس کی صفات کی تاویل کرتے ہیں اور صفات ثابت کرنے والے پر طرح طرح کے فتوے لگاتے ہیں۔

یہ انصاف نہیں ہے کہ جھگڑے کے ایک فریق کو ہی منصف بنا لیا جائے، اور ان لوگوں کی فیصلہ سازی کو قبول کیا جائے جو ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے عقائد میں جھگڑا کرتے ہیں وہ درحقیقت ایسے جدید مذہب پر ہیں جس کا نام مذہب اشعری ہے یا مذہب ماتریدی ہے یہ ایسا مذہب ہے جس کو خود اشعری بھی نہیں جانتا جس نے اعتزال سے توبہ کر لی تھی اس لیے لوگ امام احمد بن حنبل کے عقائد کی طرف متوجہ ہوئے اور ان لوگوں کا اپنے مذہب کی طرف منسوب ہونا ہی مخالف کے اوپر طعن وتشنیع کرنے کے لیے کافی ہے جیسا کہ تو نے علائی کو دیکھا ہے۔

اس لیے ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے مخالف سے پوچھا جب کہ انہوں نے آپ کے لیے مجلسِ تحقیق منعقد کی تھی کہ ہمارے درمیان منصف کون ہوگا؟ تو انہوں نے کہا ہم ہی منصف ہوں گے تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہنے لگے تم میرے مدمقابل جھگڑے کے ایک فریق ہو تم کیسے میرے اور اپنے درمیان منصف بن سکتے ہو؟

ایک دوسرے کی جرح بیان کرنے میں علماء کے مابین قاعدہ:

الوسی نے کہا: اگر تو یہ کہے کہ کچھ علماء نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر جرح کی ہے اگرچہ وہ بہت تھوڑے ہیں تو اس سلسلے میں معروف قاعدہ ہے اور اس پر اعتماد بھی ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے تو اس کا کیا بہترین جواب ہے تاکہ صحیح بات واضح ہو جائے؟

جواب:...... علامہ ابن عابدین نے اپنی کتاب (سل الحسام) ❷ میں درالمختار کے حاشیہ لکھتے ہوئے کہا کہ یہ قاعدہ کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کا عدول ہونا مشہور نہ ہو یا ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کے متعلق معلوم ہو کہ ان پر جرح کسی عداوت اور جہالت کی وجہ سے نہیں کی گئی۔

حافظ باجی نے کہا ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ اگر لوگ کسی کی تعریف اور توثیق کریں جبکہ اس پر جرح کرنے والے نادر ہوں اور کوئی ایسا قرینہ دلالت کرے کہ ان کی جرح کی وجہ مذہبی تعصب یا اس کے علاوہ ایسا ہی کوئی سبب ہے تو

❶ نقد الطالب لزغل المناصب: ٣٦۔
❷ شاید اس نے سبکی سے نقل کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم اس کی جرح کی طرف قطعاً متوجہ نہیں ہوں گے اور اس کے عدول ہونے کو ہی قبول کریں گے، اگر ہم نے یہ دروازہ کھول دیا کہ مطلق طور پر جرح کو قبول کر لیا جائے تو کوئی ایک امام بھی اس سے محفوظ نہیں ہوگا کیونکہ ایسا کوئی امام نہیں جس پر طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا ہو طعن کرنے والوں نے ہر ایک پر طعن کیا اور ان کی وجہ سے ہلاک ہونے والے ہلاک ہو گئے۔

مالک بن دینار سے روایت ہے علماء اور قراء کی ہر معاملے میں بات قبول کی جائے گی مگر یہ کہ بعض کا اعتراض بعض کے اوپر قبول نہ ہوگا۔ ❶

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے علماء سے علم حاصل کرو مگر ان کے آپس کے اعتراضات پر توجہ نہ دو اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ لوگ باڑے میں سانڈ کے غیرت کھانے سے بھی زیادہ غیرت کھاتے ہیں۔ ❷

انہوں نے مزید کہا: جرح میں جس چیز کا بنیادی طور پر خیال رکھا جائے وہ عقیدہ ہے کیونکہ بعض دفعہ اگر جرح کرنے والے اور جس پر جرح کی جا رہی ہے کے عقائد میں فرق ہے تو اس وجہ سے بھی اس پر جرح کر دی جاتی ہے اس کی طرف رافعی نے بھی اشارہ کیا ہے اس نے کہا کسی کا تزکیہ کرنے والوں کو مذہب کی عصبیت اور دشمنی سے پاک ہونا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کسی عادل کی جرح کر دیں یا پھر کسی فاسق کا تزکیہ کر دیں بہت سے آئمہ سے یہ غلطی واقع ہوئی انہوں نے اپنے اعتقاد کی بنیاد پر بعض لوگوں پر جرح کر دی حالانکہ کہ یہ واضح غلطی ہے، جس کی جرح کی گئی ہے وہ حق پر ہے۔

ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی اور ابو نعیم الاصفہانی نے کہا ہم عصر علماء کا ایک دوسرے پر اعتراض نا قابل قبول ہے خاص طور پر جب یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ مذہبی تعصب یا عداوت کی بنیاد پر ہے کیوں کہ غلطی سے پاک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور میں نہیں جانتا کہ کسی بھی زمانے کے لوگ اس سے محفوظ رہے ہوں۔

انہوں نے فضیل کے ترجمہ میں کہا جب ان پہلے کبار علماء پر رافضیوں اور خوارج نے اعتراضات کیے ہیں جیسا کہ فضیل بن عیاض پر بھی اعتراضات کیے گئے تو پھر لوگوں کی زبانوں سے کون محفوظ رہ سکتا ہے؟ جب کسی شخص کی امامت اور فضیلت ثابت ہو اس کے بارے میں کیے گئے اعتراضات کی کوئی اہمیت نہیں علماء پر کیا گیا کلام عدل و انصاف اور خوف خدا کا تقاضا کرتا ہے۔ ❸

قنوجی نے اپنی کتاب ''ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل'' میں کہا تقلید اور مذہبی تعصب نے عداوت اور دشمنی کو جنم دیا ہے اور اس سے بہت کم لوگ محفوظ رہے ہیں وہی محفوظ رہا جس کو اللہ نے محفوظ رکھا۔ ❹

---

❶ طبقات السبکی، محقق: ۲/۹، غیر محقق: ۱/۱۸۸.

❷ اتحاف السادۃ المتقین: ۶/۳۶۲.

❸ سیر اعلام: ۸/۴۴۸.

❹ میزان الاعتدال: ۱/۱۱۱، سیر: ۵/۳۹۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبل نے کہا: جس شخص کا عادل ہونا ثابت ہو جائے اس پر کی گئی جرح قبول نہیں کی جائے گی مگر یہ کہ اس جرح کے علاوہ کوئی اور احتمال باقی نہ ہو۔ ❶

ابن جریر طبری نے کہا: اگر ہر ایک کے بارے میں وہ بات تسلیم کر لی جائے جو اس کی طرف منسوب کی گئی ہے اور لوگوں کے دعووں کی تصدیق کر دی جائے اور اس بنیاد پر کسی کی عدالت اور شہادت ساقط ہو جائے تو دنیا کے اکثر محدثین سے ہاتھ دھونا پڑے گا کیونکہ شاید ایسا کوئی محدث نہیں جس کی طرف اس کی قوم نے ایسی باتیں منسوب نہ کی ہوں اگر کسی کا عادل ہونا ثابت ہو تو اس پر جرح قبول نہیں کی جائے گی اور نہ ہی کسی کا عادل ہونا فقط ظن کی بنیاد پر ساقط ہو سکتا ہے۔ ❷

ان قواعد کا ذکر کرنے کے بعد اہم ابن تیمیہ کے چند مخالفین کا ذکر کرتے ہیں۔

مذہبی گروہ بندی اور تعصب کا دور:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا زمانہ فکری گروہ بندی، گمراہ صوفیاء اور اشعری کے تعصب کا دور ہے ہر کوئی فقہ اور عقیدہ میں اپنے امام کی اتباع کرتا تھا ہر شہر میں چار قاضی تھے ہر مذہب کا الگ قاضی اور ہر مذہب کا اپنا امام تھا۔ ❸

امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء کے مقدمے میں کہا: بلاد شام میں مذہبی تعصب، جھگڑا اور گمراہ کن عقائد عروج پر تھے حکمران اکثر اوقات ان معاملات میں دخل انداز ہوتے اور ایک گروہ کی دوسرے کے مقابلے میں مدد کیا کرتے تھے اس سے پہلے ایوبیوں نے اشعری عقیدہ کو خوب نشر کیا اور کہا کہ اس عقیدہ کی اتباع کرنا واجب ہے صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ متعصب اشعری تھا جیسا کہ اس کے حالات زندگی سے واضح ہے اسی لیے مصر اور شام میں اشاعرہ کی قوت بہت زیادہ بڑھ گئی۔ ❹

یہ وہ اسباب ہیں جن سے پتہ چلتا ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مقدمہ ان کے مخالفین کے ہاتھ میں ہے اور مذہبی تعصب اور ہم عصر علماء کا حسد ان پر اس طرح کے رکیک حملوں کا باعث ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں حصنی کا موقف:

حبشی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں حصنی کے موقف کو دلیل بنایا ہے جو ان کا شدید دشمن تھا۔

اس موقف کے باطل ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ کبار علماء نے حصنی کے تعصب کی گواہی دی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر، ابن قاضی شہبہ، مقریزی اور سخاوی کہتے ہیں کہ وہ انتہائی متعصب آدمی تھا ❺ اور تعصب انسان کو اندھا کر دیتا ہے اور ظلم کا سبب ہے۔

---

❶ تهذيب التهذيب: ٢٧٣/٧.
❷ هدى السارى: ٤٢٨.
❸ تاريخ المذاهب الاسلاميه: ٦٤٢.
❹ سيراعلام: ١٣/١.
❺ الضوء اللامع: ٨٣/٦، طبقات الشافعيه: ٩٤/٤، انباء الغمر بأنباء العمر: ١١٠/٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصنی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو کافر قرار دیتا تھا اور اہل دمشق نے اس کی بہت اہانت کی ہے اور اسے انتہائی کم تر جانا ہے۔ ❶

ہم دیکھتے ہیں کہ امام سخاوی نے امام مقریزی سے یہ بات نقل کی ہے کہ حصنی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں انتہائی تعصب اور غلو کا شکار تھا بلکہ وہ تمام حنابلہ سے تعصب رکھتا تھا انہوں نے کہا مقریزی نے اپنی کتاب عقود میں ذکر کیا ہے کہ حصنی اشاعرہ کے لیے شدید تعصب کا مظاہرہ کرتا تھا، وہ حنابلہ سے انتہائی متنفر اور ان کے مذہب سے حد سے زیادہ منحرف تھا وہ ابن تیمیہ کو فحش گالیاں دیا کرتا تھا، اس نے ابن تیمیہ کو کافر قرار دیا بلکہ اس نے اس کی وضاحت (الجوامع والجامع) میں کی ہے جہاں سے اس کے متبعین نے اس کا یہ فتویٰ لیا ہے اور موجودہ زمانے کے لوگوں کی عادت کے مطابق کہ جس کی چاہو تقلید کرو کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو اپنایا ہے یہ سب کے سب لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے، جو فساد کرنے والوں اور اصلاح کرنے والوں کو خوب جانتا ہے موصوف اسی عقیدے پر رہا حتی کہ فوت ہو گیا اللہ اس کو معاف فرمائے۔

سخاوی نے ذکر کیا ہے کہ شیخ ابراہیم طرابلسی حصنی کے پاس آئے اور کہا: شاید تو حصنی ہے؟ پھر اس کے مشائخ کے بارے میں پوچھا تو اس نے ان کا نام لیا۔ تو انہوں نے اسے کہا: جن مشائخ کا نام تو لے رہا ہے یہ ابن تیمیہ کے غلام ہیں یا ان کے شاگردوں کے بھی غلام ہیں۔ پھر کہا: تجھے کیا ہے تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر طعن و تشنیع کرتا ہے؟ حصنی کو راہ فرار نہ ملی اس نے اپنے جوتے اٹھائے اور بھاگ گیا اور ان کو جواب دینے کی جرأت نہ کی۔ ❷ سخاوی کا قول ختم ہوا۔

حصنی کا یہ موقف تعصب پر مبنی اور شاذ ہے خصوصاً جب اہل علم سے ایسی کوئی بات منقول نہیں ہے۔ اسی لیے مقریزی اور سخاوی نے اسے ڈانٹ پلائی ہے۔

حبشی نے حصنی کا کلام نقل کرتے ہوئے کہا کہ اسے ایک شخص نے بتایا کہ اس نے ابن تیمیہ کی قبر کھودی تو ان کے سینے پر سانپ دیکھا یہ منظر انتہائی خوفناک تھا۔ ❸

یہ بات ایک مجہول انسان سے اس تک پہنچی ہے۔ (شاید یہ صوفیاء کا کشف ہے) اگر ایسا ہے تو یہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کرامت ہے کہ وہ سانپ اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے تاکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو ان جیسے حاسدوں اور دشمنوں سے بچائے جو ان کی قبر کھودنے سے بھی باز نہیں آئے۔ جو کسی کی قبر بلاوجہ کھودے وہ لعنت کا مستحق ہے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کھودنے والے مرد اور عورت دونوں پر لعنت فرمائی۔ ❹

جو شخص (حصنی) کی اس کتاب پر غور کرے تو اسے علم ہو گا کہ اس میں بہت سی خرافات ہیں۔ جیسا کہ کئی مواقع پر

---

❶ الردالوافر: ٢٦١، البدر الطالع: ١/٢٨، الضوء اللامع: ١/٥.

❷ الضوء اللامع للسخاوي: ١/١٤٥، البدر الطالع للشوكاني: ١/٣٠.

❸ دفع شبه من شبه و تمرد: ٨٨.

❹ سنن البيهقي: ٨/٢٧٠، الصحيحة: ٢١٤٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ براہ راست بات کرنا اوران کی قبر کے پاس ان سے استغاثہ (مدد طلب کرنا) کرنا۔حصنی در حقیقت حبشی کے منہج پر ہے۔

ابن عربی کے بارے میں ابوحیان کا موقف:

حبشی نے نقل کیا ہے کہ سبکی نے ابوحیان سے جو کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ہم عصر ہے ذکر کیا ہے کہ اس نے جب سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا رسالہ (العرشیہ) پڑھا ہے تب سے اس پر لعنت کررہا ہے حتی کہ وہ فوت ہوگیا کیونکہ اس میں واضح کفر موجود ہے۔ ❶ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ اس رسالہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے لیے عرش پر جگہ خالی کی اور آپ کو اپنے ساتھ بٹھایا۔

جرح مبہم ہے۔کس نے یہ کہا ہے کہ ان پر لعنت بھیجی جائے؟ اس رسالہ کو منظر عام پر لایا جائے تاکہ ہم اس کو دیکھ سکیں یا پھر تم فقط مقلد کے مقلد ہی ہو حتی کہ لعنت بھیجنے میں بھی تقلید کررہے ہو؟

یہ مجہول رسالہ کہاں ہے؟ کبار آئمہ اس کے بارے میں کیوں کچھ نہیں جانتے؟ سبکی کو تو اس کی شدید طلب اور حاجت ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں اس کا موقف ثابت ہو سکے،اس نے اس طرح کی بات کیوں نقل نہیں کی؟ اوران کے ہم عصر علماء نے اس پر کلام کیوں نہیں کیا تاکہ وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا انحراف ثابت کر سکتے؟

پھر ناقدین علماء نے اس کو ذکر کیوں نہ کیا؟ اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف اور مدح سرائی کی جیسا کہ سیوطی،مزی، ذہبی،ابن حجر عسقلانی،ابن رجب،ابن دقیق العید،حافظ بزار،بدرالدین عینی اور ملاعلی قاری۔

ان جملہ حفاظ اور ناقدین کے مقابلہ میں اس لغو اور بے کار اشعری کی گواہی کو مقدم کرنا پاگل پن کے سوا کچھ نہیں ہے۔

صوفیاء کا دعویٰ ہے کہ عرش رسول اللہ ﷺ سے بھرا ہے:

اگر اس کلام کو نقل کرنے والا (بشرطیکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ثابت ہو) تمھارے نزدیک لعنت کا مستحق ہے تو پھر سیوطی ❷ کے کلام پر غور کرو جو اس نے ابوعباس طنجی سے نقل کیا ہے جو تمہارے شیخ احمد رفاعی کا شاگرد ہے۔اس میں ہے کہ اس کو شیخ عبدالرحیم نے کہا: تم بیت المقدس میں جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کی معرفت حاصل کرو،اس نے کہا: میں نے اپنا پاؤں رکھا تو دیکھا کہ آسمان، زمین، کرسی اور عرش رسول اللہ ﷺ سے بھرپور ہے اور مزید کہا: عرش رسول اللہ ﷺ سے بھرپور ہے اور آپ کا جز نہیں ہے۔

کیا ابن فورک اور خطیب بھی اس لعنت کے مستحق ہیں؟

اگر ابن تیمیہ رحمہ اللہ فقط اس کو روایت کرنے کی بنیاد پر لعنت کے مستحق ہیں تو خطیب نے اپنی تاریخ میں اس کو روایت کیا ہے جس سے تم نے شافعی کی ابوحنیفہ کی قبر سے تبرک لینے والے روایت نقل کی ہے اور اس پر تمہارا اعتماد بھی ہے،

❶ الدلیل القویم: ۳۹. ❷ الحاوی للفتاویٰ: ۲/۲۶۰، ۲۶۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ تمھارا واضح تعصب ہے کیونکہ خطیب نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ وہ کرسی جس پر اللہ تعالیٰ ہے اس میں چار انگلی کی جگہ خالی ہے اور اس کی ایسی آواز ہے جیسے نئے پالان کی آواز ہوتی ہے۔ خطیب نے کہا ابوبکر مروزی نے کہا کہ مجھے ابوعلی حسین بن شبیب نے کہا کہ مجھے ابوبکر بن عابد نے کہا: جب ہم بغداد میں تھے تو انہوں نے ہمیں یہ حدیث بیان کی جسے ہم نے ابھی حمزہ کے طریق سے نقل کیا، اسے ابوبکر بن سلم نے اپنے ہاتھ سے لکھا اور ہم سب نے اسے سنا۔

ابوبکر بن سلم نے کہا: عرش پر جو جگہ خالی ہے وہ محمد ﷺ کے لیے ہے تا کہ وہ اس پر بیٹھ سکیں۔ ابوبکر صیدلانی نے کہا جس نے اس کو رد کیا تو گویا وہ ابوبکر مروزی اور ابی بکر بن سلم پر طعن کر رہا ہے۔ ❶

کیا تم خطیب بغدادی کو مذکورہ روایت نقل کرنے کی وجہ سے لعنت کا مستحق قرار دو گے جس نے اس پر کوئی تعاقب بھی نہیں کیا بلکہ ایسی بات نقل کی کہ جو اس کی صحت میں طعن کرے تو وہ زجر و توبیخ کا مستحق ہے؟

اور کیا تم ابن فورک پر لعنت کرو گے جس نے وہ جھوٹی روایت نقل کی جس کی بنیاد پر تم ابن تیمیہ پر تہمت لگاتے ہو اور وہ روایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو بھر دیا حتی کہ اس کی ایسی آواز ہے جیسا کہ نئے پالان کی ہوتی ہے اور پھر راوی حدیث نے اشارہ کر کے بتایا کہ اس طرح ایک کو دوسرے پر، حماد نے اپنی دائیں پنڈلی بائیں گھٹنے پر رکھی۔

پھر حسب عادت اس نے اس کی تاویل پیش کرنے کی کوشش کی جیسا کہ وہ باطل روایات اور ان کی تاویلات پیش کرتا رہتا ہے اس نے کہا شاید بھرنے سے مراد عظمت اور رفعت ہے۔ ❷

مختصر یہ ہے کہ الرسالہ العرشیہ جو اس وقت میرے سامنے ہے اس میں ایسی کوئی عبارت نہیں جس کا یہ لوگ دعویٰ کر رہے ہیں ہاں یہ ہوسکتا ہے ان کے خودساختہ دعووں کے پیش نظر ان کا کوئی اور رسالہ ہو جو اس مشہور و معروف اور دستیاب رسالے کے علاوہ ہو یا پھر اس میں سے اس کو حذف کر دیا گیا ہو۔ وغیرہ وغیرہ یہ لوگ ایسے دعوے کر رہے ہیں جن کی کوئی بنیاد نہیں اگر یہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ہمیں وہ مخطوطہ پیش کریں جس میں یہ بات موجود ہے۔

ان لوگوں پر تعجب ہے اپنے مخالفین کی کتابوں کے بارے میں تو ان کا دعویٰ یہ ہے کہ (اس سے فلاں فلاں کفر والا مواد نکال دیا گیا ہے) جب کہ اپنے احباب کی کتابوں کے بارے میں جو کہ وحدت الوجود کے قائل ہیں جیسا کہ ابن عربی وغیرہ کہتے ہیں کہ (ان میں فلاں فلاں چیز داخل کر دی گئی ہے) پس ان لوگوں کا تعصب ملاحظہ کیجیے کہ یہ کس قدر نفسانی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے وضاحت کی ابی حیان اور ابن تیمیہ کے درمیان اشکال نحو کے متعلق ہے ان دونوں کے درمیان جھگڑا نحو کے مسئلہ میں کچھ اس طرح ہے کہ بعض مسائل میں ابن تیمیہ نے سیبویہ کی غلطی بیان کی تو ابوحیان نے ان کی مخالفت کی تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا سیبویہ کوئی معصوم نبی نہیں تھا۔

---

❶ تاریخ بغداد: ۸/۵۲.　❷ مشکل الحدیث و بیانه: ۳٤۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن حجر [1] نے کہا: ابوحیان نے یہ بات نا قابل معافی جرم تصور کیا اوراس کی قطع تعلقی کا یہی سبب ہے۔

سچ کا امتحان:

اگر حبشی کے نزدیک ابوحیان کی گواہی اس قدر معتبر ہے تو اسے چاہیے کہ ابن عربی کے بارے میں بھی اس کی گواہی قبول کرے انہوں نے کہا کہ وہ حلولی اور فاجر انسان ہے جو وحدت الوجود کا نظریہ رکھتا ہے۔

ابوحیان نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ (المائدة: ١٧)

''بلا شبہ یقیناً وہ لوگ کافر ہوگئے جنھوں نے کہا کہ بے شک اللہ مسیح ہی تو ہے، جو مریم کا بیٹا ہے۔''

کے بارے میں فرمایا: عیسائیوں کے بعض عقائد ان نام نہاد لوگوں نے اپنا لیے ہیں اور ان کے ذریعے اسلام میں داخل ہوگئے ہیں یہ اپنی نسبت صوفیاء کی طرف کرتے ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ خوبصورت شکلوں میں حلول کرجاتا ہے۔

ان کے اس الحاد اور وحدة الوجود کے قول کو جن لوگوں نے اپنایا ہے ان میں حلاج، شوزی، ابن عربی جو دمشق میں مقیم تھا، ابن فارض اور ملعون عفیف تلمسانی ہے اس نے کہا میں نے یہ نام فقط دین میں نصیحت اور تنبیہ کے لیے ذکر کیے ہیں کہ لوگ ان سے بچ سکیں۔ [2]

سوال یہ ہے کہ حبشی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں ابوحیان کے موقف کو قبول کرتا ہے تو ابن عربی کے بارے میں اس کے موقف کو قبول کیوں نہیں کرتا؟ یہ درحقیقت نفسانی خواہشات کی پیروی اور ظلم ہے۔

اے قاری! ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تکفیر کرنے والوں کے منہ تو اس طریقہ سے بند کروا سکتا ہے۔

اگر یہ تجھے کہیں کہ ابوحیان نے ابن تیمیہ پر لعنت کی ہے [3] تو تم کہو ابوحیان نے ابن عربی پر بھی لعنت کی ہے تو کیا تم ان دونوں کے بارے میں اس کی لعنت کو قبول کرتے ہو؟

دوسری بات یہ ہے کہ کبار اہل علم نے ابن تیمیہ کی تعریف کی ہے ایسی صورت میں ابن حبان کی لعنت کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ وہ معتبر اور مشہور آئمہ کی صف میں شامل نہیں کہ اس کی بات ابن حجر، مزی، ذہبی، حافظ ابن عبدالہادی اور ابن رجب سے بھی زیادہ موثر ہو۔

ابن طولون نے ابن عربی کے کفر پر اجماع نقل کیا ہے:

ابن طولون نے دعویٰ کیا ہے کہ اکثر فقہاء اور تمام محدثین یہ عقیدہ رکھتے ہیں ابن عربی ملحد، وحدت الوجود کا قائل اور مبتدع تھا اس نے کہا: میں نے شیخ السوسی سے سنا ہے کہ اس نے اس کو بعض متاخرین کی طرف منسوب کیا ہے جن کی تعداد

---

[1] الدار الكامنة: ١/١٥٢، ١٥٣.

[2] تفسير البحر المحيط: ٣/٤٤٩.

[3] کیا ہر لعنت کرنے والا اپنی لعنت میں سچا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پانچ سو کے قریب ہے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں قاضی القضاۃ تاج دین عبدالوہاب بن بنت الاعز المصری، علامہ شہاب الدین احمد بن حمدان الحرانی، اپنے زمانہ کے علامہ تقی الدین ابن تیمیہ، علامہ کمال الدین جعفر الادفوی، حافظ ابن کثیر اور اپنے زمانہ کے علم و عمل کے لحاظ سے بے مثل علاء الدین بخاری، قاضی القضاۃ ابو زرعہ عراقی، قاضی القضاۃ بدرالدین عینی، شیخ الاسلام شمس الدین بلاطنسی، علامہ محمد بن امام کاملیہ صوفی، حافظ العصر شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی، الفقیہ تقی الدین ابن صلاح، قاضی القضاۃ ابن دقیق العید، بدرالدین ابن جماعہ اور شیخ الاسلام تقی الدین سبکی، بتائیں اب تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ ❶

پھر ابن عربی کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش ناکام ہے کیونکہ اس کا وحدت الوجود کا قول بالکل واضح ہے اور اس سے بہت سے لوگوں نے وحدت الوجود کا عقیدہ سیکھا ہے جیسا کہ قونوی خاص طور پر عبدالحق ابن سبعین جس پر ابوحیان، ذہبی اور ابن حجر نے سخت کلام کیا ہے اس طرح بدرالدین عینی جنھوں نے ابن تیمیہ کے موقف جو کہ اس کے خلاف ہے کی تعریف کی ہے اور اسی طرح بہت سے لوگ اور ہیں جو وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ ❷

ابن سبعین نے ابن عربی سے علم حاصل کیا اور اس کی تعلیمات سے بہت متاثر ہوا یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ کتاب (الفصوص) اسی کی ہی تحریر کردہ ہے خاص طور پر جب ابن سبعین نے اس کتاب کی شرح بھی لکھی ہے۔ ❸

تقی الدین سبکی کا موقف:

ذہبی نے ابن تیمیہ پر کلام کرنے کی وجہ سے سبکی کو ڈانٹ پلائی ہے انہوں نے ایک رسالہ لکھا جس میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف کی ہے۔

ابن حجر نے کہا: ذہبی نے سبکی کو خط لکھا جس میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر کلام کرنے کی وجہ سے اس کو ڈانٹ پلائی جس کا جواب سبکی نے اس طرح لکھا:

میرے سید اور شیخ کا ابن تیمیہ کے بارے میں قول: تو غلام ان کی قدر و منزلت کا معترف ہے، ان کے علم کا سمندر ہونے، نقلی و عقلی علوم میں ان کی وسیع معلومات، ان کی ذہانت، ان کے اجتہاد اور علمی دنیا میں ان کے اہم ترین مقام کا قدردان ہے۔ ان کی قدر و منزلت یعنی ابن تیمیہ کی میرے دل میں اس سے بھی کہیں زیادہ ہے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات میں زہد و تقویٰ، نصرت، دین حق کی مدد اور ترویج، بغیر کسی لالچ کے دین کا قیام، منہج سلف صالحین پر چلنا، ان کے طریقے سے علم حاصل کرنا اور اس زمانے میں غریب (اجنبی) بن جانا جمع کر دیا تھا۔ سبکی کا کلام ختم ہوا جسے حافظ ابن حجر اور ابن رجب نے ذکر کیا ہے۔ ❹

---

❶ القلائد الجوهرية في تاريخ الصالحية: ٥٣٨/٢، ٥٣٩.

❷ عقد الجمان للعيني: ٨٦/٢، النجوم الزاهرة للاتابكي: ٢٣٢/٧.

❸ مخطوط بمكتبة برلين: ٢٨٤٩.

❹ الدرا الكامنة: ١٥٩/١، الذيل: ١٢/٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں سبکی الاب (تقی الدین...... باپ) کا یہ موقف ہے کہ وہ ان کے لیے دعا کر رہے ہیں اور انھیں رحمہ اللہ کہہ رہے ہیں باوجود اس کے کہ وہ عقیدہ میں ان سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن وہ انھیں تقی الدین کہہ کر ذکر کر رہے ہیں۔ ❶

سبکی (الابن...... بیٹا) کی فضولیات:

سبکی اپنے والد کے طریقہ پر نہیں چلا وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر طعن وتشنیع کرتا اور ان کو انتہائی برے الفاظ سے یاد کرتا تھا حتی کہ سخاوی نے اس کے اس قول (کہ کیا حنابلہ نے کبھی سر اٹھایا ہے) کی بنیاد پر اس پر انتہائی متعصب ہونے کی گواہی دی ہے۔

سخاوی نے کہا: یہ عجیب وغیرب اور انتہائی تعصب ہے۔ اس لیے ہمارے زمانہ کے قاضی اور شیخ مذہب العز کنانی نے کہا: اللہ کی قسم! اسی طرح معطلہ نے بھی کبھی سر نہیں اٹھایا۔ حتی کہ اس نے تاج الدین کے متعلق کہا: وہ ایسا آدمی ہے جو:

۱۔ قلیل الادب ہے۔

۲۔ بے انصاف ہے۔

۳۔ اہل سنت کے مقام ومرتبہ سے جاہل ہے۔ (انتہی) ❷

اللہ تعالیٰ نے سبکی کے ساتھ وہی معاملہ کیا جس کا وہ مستحق تھا۔ شعرانی نے (الأجوبہ المرضیہ) میں کہا: لوگوں نے سبکی کے کفر، شراب نوشی، زنا کاری اور گناہوں کی گواہی دی ہے وہ رات کو کمر بند اور مختصر لباس پہنتا تھا اور دن کو اتار دیتا تھا۔ ❸

ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: قاضی القضاۃ سبکی کے لیے ایک مجلس لگائی گئی جس میں اس کے متعلق ایسی باتیں کی گئیں کہ کان ان کو سننے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ❹

اللہ کی قسم! ہم نہیں چاہتے کہ یہ سب کچھ سچ ثابت ہو اور ہم اس کی تصدیق کی جلدی بھی نہیں کریں گے لیکن شاید اللہ تعالیٰ نے اس کو ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر ظلم کرنے کے نتیجہ میں رسوا کر دیا ہے۔

ہم ایسے آدمی سے انصاف کی توقع کیسے رکھ سکتے ہیں جو اپنے مخالف پر فقط اس لیے لعن طعن کرتا ہے کہ وہ اس کے مذہب پر نہیں ہے؟ حتی کہ اس نے ذہبی پر بھی کلام کرنے سے خوف محسوس نہیں کیا اور ان کا کوئی ادب نہیں کیا۔ سوچیے یہ کون ہیں؟ ایسا ناقد جو صاحب بصیرت ہے جس کی کتب اس کے علم وفضل، حسن سیرت، انصاف اور حسن عقیدہ کی گواہ ہیں۔ ہمیشہ اہل علم بلکہ ان کے مخالف اہل بدعت بھی ان کی احادیث پر بیان کردہ حکم کو نقل کرتے ہیں جو انہوں نے حاکم

---

❶ شفاء السقام: ۱۳۹، ۱۴۵، ۱۴۸، ۱۵۰.

❷ الاعلان باالتوبیخ لمن ذم التاریخ: ۹۴.

❸ قلادة الجواهر: ۲۰۶، جلاء العینین: ۲۴، ۲۵، الاعلام للزركلی: ۴/۱۸۴.

❹ البداية والنهاية: ۱۴/۳۱۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی مستدرک میں موجود احادیث پر صحت اور ضعف کے حساب سے لگائے ہیں۔

جب تاج سبکی کا معاملہ اس حد تک پہنچ چکا ہے تو پھر اسے کون روک سکتا ہے کہ وہ اپنے مشائخ پر لعن طعن اور اس کی تشہیر سے باز رہے؟ کیا لعن طعن پر یہ جرات اور حوصلہ اسی قابل ہے جس کا ذکر سخاوی نے کنانی سے کیا ہے کہ سبکی وہ آدمی ہے جو بے ادب، بے انصاف اور اہل سنت والجماعت کے رتبہ سے جاہل ہے۔ ❶

اسی لیے میں کہتا ہوں کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر طعن وتشنیع کرنے والے متعصب لوگوں کی سیرت اور اخلاق کا مطالعہ کرو اور پھر ان کا موازنہ ان کبار علماء اور عادل لوگوں سے کرو جنھوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف کی ہے اور انھیں حقیقی طور پر جانتے ہیں۔

سبکی کی ابن تیمیہ کے لیے مغفرت کی دعا معاصرین کے حسد کو واضح کرتی ہے:

اگرچہ سبکی کبیر ابن تیمیہ پر کثرت سے طعن کرتا ہے لیکن بعض مقامات پر ان کے لیے دعا بھی کرتا ہے جیسے کہ اس نے اپنی کتاب طبقات میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ابن تیمیہ کی مغفرت فرمائے اور ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ نصیب فرمائے، ❷ انھیں وہ الشیخ تقی الدین کہتا ہے ❸ اور یہ بات معلوم ہے کہ تقی الدین ابن تیمیہ کا لقب ہے ان کا نام نہیں۔

اسی طرح امام ذہبی ابن تیمیہ کو رحمہ اللہ لکھتے تھے اور جہاں بھی ان کا ذکر کرتے ❹ تو ان کے لیے دعا کرتے تھے خاص طور پر ان کی موت کے بعد، اسی طرح وتری ❺ صیادی ❻ اور امام اذرعی نے بھی ان کی تعریف کی ہے جیسا کہ حافظ نے ذکر کیا ہے ❼ اسی طرح بدرالدین عینی نے بھی ان کو رحمہ اللہ لکھا ہے۔ ❽

طبقات میں ابن تیمیہ کے لیے سبکی کی دعا الرسائل السبکیہ کے مؤلف کی نفی کو باطل قرار دیتی ہے جس میں اس نے دعویٰ کیا ہے کہ سبکی نے ان کے لیے مغفرت کی دعا نہیں کی۔

تعصب اور غلو کی علامات:

تاج الدین سبکی کے تعصب کی ایک مثال اس کا یہ قول ہے جو اس نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے جب کہ وہ اس کے حالات زندگی لکھ رہا تھا:

''جان لو مباحثہ ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں میں نے بعض فضلاء کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس وقت دنیا میں جو بھی مباحثہ سننے کو ملتا ہے وہ یا تو ان کا اپنا ہے یا ان کے کلام اور تقریرات سے لیا گیا ہے

❶ الاعلان بالتوبیخ: ۹۴.
❷ طبقات السبکی: ۱۰/۱۴۹.
❸ حوالہ سابقہ: ۱۰/۱۶۷.
❹ المعجم المختص: ۲۵.
❺ روضة الناظرين: ۱۴۱.
❻ قلادة الجواهر: ۲۰۸.
❼ الدرر الکامنة: ۱/۱۶۰.
❽ عقد الجمان: ۴/۳۲۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔“ ❶

ان کی دعائیں ساتوں آسمانوں کو چیر کے گزر جاتی تھیں اور ان کی برکات پوری دنیا میں موجود ہیں اور انھیں آسمان کی خبریں بھی تھیں۔ ❷

میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں ان کی صفات اس سے بھی کہیں زیادہ ہیں جو باتیں میں نے یہاں کی ہیں میرا غالب گمان یہ ہے کہ میں انصاف نہیں کر سکا حتی کہ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جب ان کی روح قبض کی تو انھیں سیدھا جنت عدن کی طرف لے گئے جو ان جیسے متقی اور نیک لوگوں کے لیے بنائی گئی ہے اور جس نے بھی ان سے عداوت کی اللہ کے عذاب نے فوراً اسے پکڑ لیا۔ ❸

وہ مصر تشریف لے گئے اور وہ یہ کہا کرتے تھے مصر کے علاوہ مجھے کہیں بھی موت نہیں آ سکتی گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس آیت کریمہ

﴿وَ مَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَکۡسِبُ غَدًا وَ مَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ﴾ (لقمان: ٣٤)

”وہ کل کیا کمائی کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے۔“

سے مستثنیٰ قرار دے دیا تھا یہ سبکی کے علاوہ ہر ایک پر صادق آتی ہے۔ ❹

اس نے دعویٰ کیا ہے کہ ایک آدمی نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ میرے لیے جنت کے تمام دروازے کھول دیے گئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: داخل ہو جاؤ، تو میں نے قسم اٹھا کر کہا: تیری عزت کی قسم! میں اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گا جب تک ہر وہ شخص داخل نہ ہو جو میرے اوپر درود پڑھتا ہے۔ ❺ اس نے برہان الدین قیراطی سے اپنے باپ کا مرثیہ نقل کیا جس نے کہا: ❻

تیری قبر مغفرت گاہ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی حاضری کا مکان بن گئی تجھے جنت کے بالا خانوں میں جگہ ملی اور تجھے نیکی کا نیک بدلہ حاصل ہوا تجھے جنت میں سلامتی کے ساتھ خوش آمدید کہا گیا اور اللہ کی طرف سے جنت کے تحفے عطا ہوئے تیرے آنے سے جنت اور اس کے فرشتے بھی خوش ہوئے اور جنت کے داروغہ رضوان کو بھی خوشی حاصل ہوئی جنت کی حوریں تیرے دیدار کی مشتاق ہیں اور تیرا ایسے خیر مقدم کیا جیسے بچے کسی کا استقبال کرتے ہیں تیرا پہلا مسکن دنیا تھی

❶ طبقات الشافعیه: ١٠/٢٦٦.
❷ اے غالی انسان! تو نے اپنے باپ کی کمر توڑ دی۔
❸ طبقات الشافعیه: ١٠/١٤٢.
❹ طبقات السبکی: ١٠/٢١٠.
❺ طبقات السبکی: ١٠/٣١٧.
❻ طبقات السبکی: ١٠/٣٣١.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اوراب اعلیٰ جنات تیرے رہنے کی جگہ ہے۔

اس طرح ان لوگوں نے اس کی قبر کو مکانِ مغفرت بنایا ہے اور اسے اللہ کا نائب ثابت کیا اور کہا کہ وہ جنت میں جہاں چاہتا ہے آتا جاتا ہے اس طرح یہ بیٹا باپ کے بارے میں دعویٰ کر رہا ہے۔

اس کا باپ غسل خانہ میں بھی قرآن مجید کی جہری تلاوت کرتا تھا اور جب اسے کوئی حاجت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کو براہ راست خط لکھتا تھا اور اپنے گھر کی چھت پر ایک لکڑی سے لٹکا دیتا تھا۔ ❶

وہ قاضی القضاۃ کا منصب حاصل کرنے کے لیے بہت کوشش کرتا تھا ❷ جب کہ بہت سے قضاۃ کی اس عہدے سے دور رہنے میں فضیلت شمار کی جاتی تھی اور وہ مؤذنین کو اذان سے پہلے اور بعد میں بہت سی چیزوں کے اضافے کا حکم دیتا تھا۔ ❸

لوگ اسے ناپسند کرتے تھے اور اس سے انتقام لیتے تھے۔ ❹ یہ انتہائی متعصب مزاج و متعصب منہج والا تھا وہ اپنے مخالفین پر زندیق کا فتویٰ لگانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا تھا اس کا قول ہیتمی نے نقل کیا ہے کہ غزالی سے حاسد اور زندیق ہی حسد کر سکتا ہے ❺ اور اس کے نزدیک نقد کرنا اس کی شان کو کم کرنا ہے۔

اے منصف بھائی! غزالی پر بہت سے لوگوں نے نقد کی ہے جن میں سے اہم لوگ مندرجہ ذیل ہیں ابن جوزی، ابن صلاح، قاضی ابوبکر ابن العربي جو کہ اس کا ہمعصر تھا مازری اور ابوبکر طرطوشی۔

ابن جوزی نے کہا: ابوحامد غزالی نے صوفیاء کے طریقے پر کتاب لکھی جسے باطل احادیث سے بھر دیا اور وہ ان کا باطل ہونا نہیں جانتا تھا: اس نے علم مکاشفہ پر بات کی اور قانون فقہ کی تمام پابندیاں توڑ ڈالیں۔

اس نے کہا: ستارے چاند اور سورج جن کو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا تھا وہ نور کے پردے تھے جن کے پیچھے اللہ تعالیٰ ہے اور وہ یہ معروف ستارے نہ تھے یہ عین باطنیوں کا کلام ہے اور یہ کہ صوفیاء حالت بیداری میں فرشتوں اور نبیوں کی روحوں کو بھی دیکھتے ہیں، ان کی آوازیں سنتے ہیں اور ان سے علم حاصل کرتے ہیں پھر ان صورتوں کا مشاہدہ اس حال کو پہنچ جاتا ہے جسے لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ ❻

غزالی نے تصوف کے راستے پر چلنے والے کو نصیحت کی ہے کہ وہ اپنی عقل کو قرآن مجید پر غور کرنے میں صرف نہ کرے نہ ہی قرآن مجید کی تفسیر سمجھنے کی کوشش کرے اور نہ ہی کتب حدیث پڑھا کرے، اس نے اپنی کتاب میزان عمل میں کہا کہ ایک دفعہ قرآن مجید پڑھنے کی کوشش کی تو اس کے صوفی شیخ نے یہ کہہ کر منع کر دیا: (تو دنیا سے مکمل طور پر اپنا تعلق

---

❶ حوالہ سابقہ: ۱۰/۲۰۵.
❷ البداية والنهاية: ۱٤/۲۰٤.
❸ حوالہ سابقہ: ۱٤/۱۹٤.
❹ حوالہ سابقہ: ۱٤/۲۰٦.
❺ الزواجر: ۲/۳۷۹.
❻ تلبیس ابلیس: ۱٦٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ختم کر لے) گویا کہ اس نے تلاوت قرآن کو دنیا کا مشغلہ قرار دے دیا۔

علم حدیث کا حصول درحقیقت دنیا کی طرف جھکنا ہے:

علم حدیث حاصل کرنے کے متعلق دارانی کے واسطے سے اس کا قول نقل کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص حدیث کا علم سیکھے یا شادی کرے یا حصول معاش کے لیے کہیں سفر کرے تو وہ دنیا کی طرف جھک گیا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک زہد یہ ہے کہ تو ہر اس چیز سے دور ہو جائے جو تجھے اللہ تعالیٰ سے مشغول کر دے۔ ❶

ابن جوزی نے اس پر تعلیق لگاتے ہوئے کہا یہ بات میرے لیے انتہائی عجیب ہے کہ ایسا کلام کسی فقیہ سے صادر ہو۔ اس کلام کا قبیح ہونا کسی سے مخفی نہیں یہ تو شریعت کی بساط لپیٹنے کے مترادف ہے کیونکہ شریعت نے تلاوت قرآن اور طلب علم پر لوگوں کو ابھارا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے۔ ❷ کیا ابن جوزی کی اس نقد پر زندیقیت کہا جائے گا یا اس کو کیا نام دیا جائے؟

دراصل متعصب لوگ جس کے ساتھ محبت رکھتے ہیں اس پر نقد (اعتراض) کو طعن و تشنیع شمار کرتے ہیں اور انصاف سے کام نہیں لیتے یہ اسے حسن ظن اور دین پر غیرت کھانے کے اعتبار سے قبول نہیں کرتے اور یہ نہیں سوچتے کہ اس تنقید کے پیچھے دین کی حفاظت ہے جب بھی یہ لوگ تنقید سنتے ہیں تو فوراً نقد کرنے والے کی نصیحت بلکہ اس کی نیت کو مشکوک کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اس کوشش کا اصل مقصد دین کا قیام ہے۔

سبکی کا ابن تیمیہ کی ہجو کرنا اور اس کا رد:

حبشی نے سبکی کے بعض اشعار کو دلیل بنایا ہے جس میں وہ یہ کہتا ہے:

ابن تیمیہ نے ابن مطہر (شیعہ) کا رد کیا ہے لیکن انہوں نے حق اور باطل کو ملا کر گدلا کر دیا ہے وہ بیکار بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ جہاں بھی ہو اور پھر یہ مشرق مغرب میں پھیل جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں حوادث کے قائل ہیں جن کی کوئی ابتدا نہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اسی طرح طلاق کے مسئلے میں اور زیارت (قبور) کے مسئلے میں ان کے موقف کو رد کیا گیا ہے۔

یافعی نے سبکی کا جواب دیا ہے:

آپ کا کلام سننے کے بعد اے قاضی القضاۃ تقی الدین تم خبردار ہو میری مراد ابوالحسن سبکی ہے ایسی بات کر رہا ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں یہ بات اس نے اس وقت کی جب وقت کے امام نے رافضیوں کے گروہ اور ان کے ہم نواؤں کا خوب رد کیا۔ میری مراد ابن تیمیہ ہے جو کہ اس امت میں علم کا سمندر ہے اور اہل علم نے ان کے علم کی گواہی دی ہے انہوں نے ایسا خوبصورت رد کیا ہے کہ تعریف کرنے والوں نے یہ کہا کہ انہوں نے سارے اشکال دور کر دیے لیکن اس تعریف

❶ الاحیاء: ٦١ (٢/٢٤، ٢٣٧).

❷ تلبیس ابلیس: ٣٢٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد بھی سبکی نے ان کی مخالفت کی ہے اور ایسے اشعار کہے ہیں جو بے وقعت ہیں۔

حافظ ابن حجر کی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف اور ان کو شیخ الاسلام کہنا:

حافظ ابن حجر کی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف کی سب سے بڑی دلیل وہ تقریظ ہے جو انہوں نے کتاب ''الرد الوافر علی من زعم ان ابن تیمیہ کافر'' کے مقدمہ میں لکھی یہ کتاب ابن ناصر الدین دمشقی کی ہے جیسا کہ سخاوی نے اسے اپنی کتاب ''الجواہر والدرر فی ترجمۃ حافظ ابن حجر'' میں ذکر کیا ہے۔

انہوں نے کہا: سخاوی نے اپنی کتاب ''الجواھر والدرر فی ترجمۃ حافظ ابن حجر'' میں کہا جس میں تقریظات کو پیش کیا گیا ہے کہ اس سلسلہ میں انہوں نے ''الرد الوافر............'' لکھی۔

اور ان میں سے وہ ہے جو انہوں نے ''الرد الوافر علی من زعم ابن تیمیہ'' شیخ الاسلام کافر'' جو کہ شام کے حافظ ابن ناصر الدین کی کتاب ہے کے بارے میں لکھا۔

الحمدلله و سلام علی عباده الذین اصطفی میں نے اس بہترین اور نفع بخش کتاب کو دیکھا ہے اور یہ اپنے مقصد پر انتہائی جامع ترین ہے یہ اپنے مؤلف امام کی وسعت علمی کی دلیل ہے کہ جنھوں نے اسے علوم نافعہ سے ترتیب دیا جس کی بنیاد پر علماء کے درمیان ان کی عظمت اور شرف و بزرگی میں اضافہ ہوا۔

تقی الدین کی شہرت اور امامت اظہر من الشمس ہے اور ان کے زمانے میں ہی انھیں جو (شیخ الاسلام) کا لقب ملا تھا وہ آج تک قائم و دائم ہے اور تعصب سے پاک لوگوں کی زبانوں پر معروف ہے اور ان شاء اللہ یہ مستقبل میں بھی ایسے ہی رہے گا جیسے ماضی میں تھا اور اس کا انکار کوئی نہیں کرتا سوائے اس کے جو ان کے علم سے ناواقف ہے اور انصاف کی بجائے ظلم سے کام لیتا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے نفسوں اور ہماری زبانوں کے شر سے محفوظ فرمائے اگر اس شخص کی امامت پر کوئی دلیل نہ ہوتی تو وہ دلیل ہی کافی تھی جس کی طرف حافظ علم الدین برزالی نے اپنی تاریخ میں اشارہ کیا ہے کہ جس قدر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے جنازے میں لوگ شریک تھے اس قدر کسی کے جنازہ میں بھی شریک نہ تھے پھر انہوں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے جنازے کا ذکر کیا کہ اس میں لاکھوں لوگ شریک ہوئے تھے اس قدر کسی کے جنازہ میں بھی شریک نہ تھے اگر دمشق کے جنازہ کی مثال دیکھنا ہو تو بغداد کا جنازہ ہے مگر اس میں اس سے کہیں زیادہ لوگ تھے بہر حال کوئی شخص بھی ان کے جنازہ سے پیچھے نہیں رہا۔

اہل بغداد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی امامت کے قائل تھے اور بغداد کا امیر امام موصوف کی حد درجہ عزت و احترام کرتا تھا بخلاف ابن تیمیہ کے جب وہ فوت ہوئے تو امیر شہر موجود نہیں تھا اور شہر میں اکثر فقہاء ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے بغض رکھتے تھے اور آپ قلعہ میں قید کی حالت میں فوت ہوئے مگر اس کے باوجود ان کے جنازہ سے بھی پیچھے نہ رہا اور ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے رحم کی دعا کی سوائے تین لوگوں کی جو عوام الناس سے خوف کھاتے تھے۔

ان کے جنازے میں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا شریک ہونا ان کی امامت کی دلیل ہے یہ کسی حکومت کی وجہ سے جمع نہیں ہوئے تھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔''

علماء کی ایک بہت بڑی جماعت نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اصول اور فروع میں اختلاف کیا اور ان کے بعض خیالات کا انکار کیا اس سبب سے قاہرہ اور دمشق میں کئی علمی مجالس کا انعقاد ہوا لیکن کسی ایک نے بھی ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر زندیق ہونے کا فتویٰ نہیں لگایا اور ان سے انتہائی تعصب ہونے کے باوجود بھی ان کے خون بہانے کا مطالبہ نہیں کیا حالانکہ وہ لوگ حکومتی عہدوں پر تھے اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے انتہائی تعصب رکھتے تھے حتی کہ انھیں پہلے قاہرہ میں اور پھر اسکندریہ میں قید کر دیا گیا اس سب کے باوجود یہ سب لوگ ان کی وسعت علمی زہد وتقویٰ، شجاعت اور بہادری، سخاوت اور خوف الٰہی کے معترف تھے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسلام کی نصرت کے لیے بہت کوشش کی، وہ خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیا کرتے تھے تو پھر اس شخص کا انکار کیوں نہ کیا جائے جو ان پر کفر کا فتویٰ لگائے؟ بلکہ بعض لوگوں نے اس کو بھی کافر کہا جو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو شیخ الاسلام کہے یہ صرف نام کی حد تک نہیں ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ شیخ الاسلام ہیں بعض مسائل میں علماء سے ان کا اختلاف خواہش پرستی کی بنیاد پر نہیں تھا اور نہ ہی وہ دلیل واضح ہو جانے کے بعد اپنی بات پر اڑ جانے والے تھے۔

ان کی کتابیں اس شخص کا بہترین رد اور اس سے لاتعلقی پر دلیل ہیں جو تجسیم کا قائل ہے اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ وہ بھی ایک انسان ہیں جن سے صحیح یا غلط بات صادر ہونا بشری تقاضہ ہے ان کی وہ باتیں جو صحیح ہیں جو کہ اکثر ہیں ان سے استفادہ کیا جائے اور ان کے لیے دعا کی جائے اور جس میں ان سے غلطی ہو گئی ہے اس میں وہ معذور ہیں کیونکہ ان کے ہم عصر آئمہ نے اس بات کی گواہی دی ہے اجتہاد کے اسباب ان کی ذات میں جمع ہو گئے تھے یہاں تک کہ وہ ان لوگوں سے بہت تکلیف میں رہے جو ان کی طرف شر وفساد منسوب کرتے اور ان کو تکلیف سے دوچار کرتے۔ جیسا کہ کمال الدین زملکانی نے اس بات کی گواہی دی ہے اسی طرح شیخ صدر الدین ابن وکیل ہے جن کے ساتھ ان کا مناظرہ ثابت ہے۔

تعجب ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اہل بدعت، روافض، اہل حلول اور اہل اتحاد کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار تھے اس باب میں ان کی تصانیف بہت زیادہ اور مشہور ہیں اور ان کے فتاویٰ جات بے شمار ہیں لیکن ان لوگوں کی آنکھیں اور کان اس وقت کس قدر ٹھنڈے ہوتے ہیں جب ان پر کفر کا فتویٰ سنتے ہیں اور ان کے دل کو کیسا سرور اور راحت ملتی ہے جب کوئی اہل علم ان پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے۔ جو شخص علم رکھتا ہے اس پر واجب ہے بشرطیکہ اس کے پاس عقل سلیم ہے تو وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں رائے دینے سے پہلے ان کی تصانیف کو پڑھے جو کہ مشہور ہیں یا ان لوگوں سے معلومات لے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

با اعتماد اور ثقہ ہیں اور وہ نصیحت کی غرض سے غلطیوں کی نشاندہی کرے اور جہاں ان کی بات صحیح ہے اس کا اعتراف کرے اور ان کے مقام و مرتبہ اور فضیلت کا لحاظ رکھے جیسا کہ دوسرے علماء کے متعلق یہ رویہ اپنایا جاتا ہے۔

اگر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دیگر فضائل و مناقب نہ بھی ہوں تو یہی کافی ہے کہ ان کے شاگرد رشید الشیخ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ ہیں جن کی تصانیف انتہائی فائدہ بخش اور اعلیٰ ہیں جن کی تعریف دوست اور دشمن کرتے ہیں۔ یہی ان کی قدر و منزلت کے لیے کافی ہوتا جب کہ علوم میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی فوقیت کی گواہی دی گئی ہے، منطق اور مفہوم میں وہ اپنے ہم عصر شافعی علماء پر بھی انتہائی فوقیت رکھتے ہیں چہ جائے کہ ان کو صرف علمائے حنابلہ بھر پر اعلیٰ مقام حاصل ہو۔

جو ان تمام چیزوں کے باوجود ان پر کفر کا فتویٰ لگائے یا اس پر جو انھیں شیخ الاسلام کہے تو اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جائے گی اور نہ ہی اس پر کوئی اعتماد کیا جائے گا بلکہ واجب ہے کہ اس شخص کو گمراہی کے راستے سے ہٹا کر صحیح راستے پر چلایا جائے اللہ تعالیٰ حق بات کہتا ہے اور وہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔ حسبنا الله ونعم الوكيل۔

حافظ ابن حجر کا کلام ختم ہوا۔ یہ کلام انتہائی نفیس ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اقوال کو دلیل بنانا:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی طرف سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ان کے اور ان کے شاگرد ابن قیم کے اقوال سے دلیل پکڑتے تھے اور وہ ان کو (علامۃ) اور (حافظ) کہتے تھے۔ انہوں نے حدیث میں ان الفاظ کی زیادتی ((کان الله و لا مکان)) میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بات کو دلیل بنایا ہے کہ ((لا اصل له)) اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر نے جو بات لکھی وہ اس طرح ہے۔ [1]

تنبیہ:...... بعض کتب میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے ((کان اللہ و لا مکان)) اور اس میں یہ ہے کہ ((وھو الان علی ما علیه کان)) تو الفاظ کی یہ زیادتی کسی بھی حدیث کی کتاب میں نہیں ہے۔ اس پر علامہ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تنبیہ فرمائی ہے اور ان کی بات درست ہے ((وھو الان .... الخ)) کے الفاظ ثابت نہیں۔ [2]

یہ روایت احباش کے ہاں قابل اعتبار ہے اور وہ اس کی بنیاد پر بہت سی آیات اور احادیث کو رد کرتے رہتے ہیں۔

یہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ہاں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مقام و مرتبہ کی دلیل ہے۔ یہ بات ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد کہی ہے تو کیا ان کے آخری ایام کا حال ان پر مخفی ہے۔ جیسا کہ تم دعویٰ کرتے ہو؟

انہوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مقام و مرتبہ کے پیش نظر ان کو حافظ کہا اور انہوں نے احادیث کے درجہ کو واضح کرنے کے لیے ان کے حکم پر اعتماد کیا جیسا کہ ان کی کتاب "التلخيص الجير" میں واضح ہے ۳/ ۱۰۹ .

---

[1] الفتح: ۲۸۹/۶.

[2] فتح الباری: ۲۸۹/۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرتضی زبیدی نے بھی حافظ عراقی سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی احادیث پر حکم کو نقل کیا ہے۔ ❶ مثلاً یہ حدیث کہ ''اپنے قبلہ کا شیخ امت کے نبی کی طرح ہوتا ہے۔'' عراقی نے کہا: اس حدیث کے بارے میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: ((لا اصل له)) اس کی کوئی بنیاد نہیں۔

حافظ نے کہا: میں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں حافظ صلاح الدین علائی کے الفاظ پڑھے ہیں جس میں تھا: اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے بہترین علوم سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ہمارے لیے دنیا و آخرت میں نفع بخش بنائے۔ وہ شیخ، امام، عالم ربانی، علم کا سمندر، قطب نورانی، امام الائمہ، برکت امت، متکلمین کی دلیل، قاطع بدعت، تقی الدین، سیف المناظرین، ترجمان القرآن، عجوبہ زمانہ، فرید العصر، تقی الدین، امام المسلمین، حجۃ اللہ علی العالمین، بقیۃ السلف، نمونہ سلف، فرق و ادیان کے مفتی ہدایت کی علامت، الفاظ و معانی کے ماہر، ماہر فنون، ابوالعباس ابن تیمیہ۔ ❷

حافظ نے یہ نہیں کہا: یہ تعریف ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے عقائد خراب ہونے سے پہلے کی ہے جیسا کہ بعض جھوٹے لوگوں کا دعویٰ ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں امام ذہبی کا موقف:

خودساختہ ذہبی نصیحت کی حقیقت:

ان لوگوں نے ایک خودساختہ نصیحت تیار کی جسے (النصیحۃ الذھبیۃ) کا نام دیا ہے، اور اس کی نسبت امام ذہبی رحمہ اللہ کی طرف کی ہے کہ انھوں نے یہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے لیے لکھی ہے جو ایک رسالہ کی شکل میں ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ:

یہ ان سے منقول ہی نہیں ہے۔

ذہبی کی تالیفات ذکر کرنے والوں نے اس کا کہیں ذکر نہیں کیا

یہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مخالف نے لکھی جس کا نام قاضی شہبہ ہے جیسا کہ اس کے ناشر مقدسی نے دعویٰ کیا ہے اور اس پر کوثری کی تعلیقات ہیں درحقیقت یہ اشعری سازش ہے۔

یہ ان خیالات کے بھی خلاف ہے جو ذہبی رحمہ اللہ نے آخر میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے حق میں لکھے ہیں۔

ذہبی رحمہ اللہ کی جس کتاب میں بھی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں کچھ لکھا گیا وہ ثبوت ہے کہ یہ جہمی نصیحت ہے ذہبی نصیحت ہرگز نہیں۔ جسے اس کا صاحب ذہبی نصیحت کہہ رہا ہے۔

موت سے قبل امام ذہبی کے چند اقوال:

جو شخص امام ذہبی کی وفات کے بعد ان کے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں کلام سے مطلع ہو تو اسے پتہ چلے گا کہ یہ رسالہ صاف جھوٹ ہے۔

❶ شرح الاحیاء: ۱/۴۴۹. ❷ الدار الکامنۃ: ۱۵۹، ۱۶۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ذہبی کی کوئی کتاب ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف سے خالی نہیں ہے خصوصاً ان کی موت کے بعد۔ جب بھی ذہبی نے ان کا ذکر کیا تو کہا (شیخنا) ہمارے شیخ اور کبھی کہا (شیخ الاسلام) [1] اس کی مثال درج ذیل ہے۔

انہوں نے اپنی کتاب (دول الاسلام) میں کہا: ماہ ذوالقعدہ میں قلعہ میں شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ ستاسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوگئے، ان کے شاگردوں اور ماننے والوں کی تعداد ساٹھ ہزار کے قریب ہے۔

ان کے بعد ان کے علم وفضل کے قریب بھی کوئی نہیں پہنچا۔ [2]

انہوں نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان کے متعلق کہا: وہ علم کا سمندر تھے اور انتہائی ذہین تھے، وہ زاہدوں میں شامل اور انتہائی بہادر انسان تھے، دوست اور دشمن سب ان کی تعریف کرتے تھے۔ ان کی تصانیف پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کو آزمائش سے دوچار ہونا پڑا، ان کو قلعہ میں قید کر دیا گیا، وہ قاہرہ، اسکندریہ اور مصر کے قلعہ میں دو دو دفعہ قید ہوئے۔ وہ اسی قید تنہائی میں ہی فوت ہوئے۔ ان کے جنازہ میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔ انھیں ان کے فتاویٰ جات کی وجہ سے آزمائش سے گزرنا پڑا ان کے فتاویٰ جات علم کا خزانہ ہیں میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا ہے۔ [3]

انہوں نے زبردست دلائل کے ذریعے سنت کو واضح کیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے مخالفین کی اذیتوں اور سختیوں کو برداشت کیا۔ انھیں سنت کی نصرت میں خوفزدہ کیا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت کو بلند کیا اور اہل تقویٰ کے دل ان کی محبت پر جمع ہوگئے۔ [4] اور وہ ان کے لیے دعا کرتے ہیں۔ ان کے مخالفین ناکام ہوگئے۔ ان کے ذریعے ملک شام بلکہ اسلام زندہ ہوا۔ مجھ جیسے شخص کے بیان کرنے سے ان کی شان کہیں بلند ہے۔ اگر رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان مجھ سے قسم لی جائے تو میں حلفاً کہوں گا میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ [5]

انہوں نے اپنی کتاب (المعجم المختص) میں کہا اللہ کی قسم! میری آنکھوں نے ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ہی خود انہوں نے اپنے جیسا کسی کو پایا۔ [6]

حافظ ابن رجب ذہبی سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ وہ دینی علوم میں علم کا ایک سمندر تھے وہ انتہائی ذہین، انتہائی فطین، بے انتہا خوبیوں کے مالک، انتہائی بہادر اور سخی جو کہ کھانے، پینے، پہننے اور جماع کی خواہشات سے بے رغبت تھے درحقیقت یہ رویہ علم کو نشر کرنے، اس کی تدوین اور اس پر عمل کرنے کی وجہ سے تھا...... امام ذہبی نے

---

1. سیر اعلام النبلاء: ۷/۳۷۳، ۱۱۶/۳۵۰، ۱۲/۱۵۶، ۱۶۱.
2. دول الاسلام للذہبی: ۲۳۷.
3. تذکرۃ الحفاظ: ۴/۱۴۹۷.
4. اہل کلام نے ان سے بغض کیا جیسا کہ ابوحنیفہ نے ان لوگوں کے متعلق کہا تھا۔ ان کے پاس تقویٰ نام کی کوئی چیز نہیں۔ سیر ۶/۳۹۹.
5. الذیل علی طبقات الحنابلہ: ۲/۳۹۰.
6. المعجم المختص: ۳۲۵، تحقیق محمد حبیب الهیلة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن سید الناس سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی محبت اور ان کا قول نقل کیا ہے انہوں نے کہا: اگر وہ تفسیر پہ بولنا شروع کریں تو وہ اس میں مینار ہدایت ہیں، اگر وہ فقہ میں فتویٰ دیں تو اس کے مقصد تک پہنچ جائیں، اگر وہ حدیث پہ کلام کریں تو وہ اس کے حافظ ہیں اور وہ اپنے ہمعصر لوگوں میں سب سے بلند مقام رکھتے ہیں میری آنکھوں نے آج تک ان جیسا نہیں دیکھا اور نہ ہی خود انہوں نے اپنے جیسا کسی کو دیکھا ہے۔ ❶

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں امام ذہبی رحمہ اللہ کے یہ خیالات ان لوگوں کی خود ساختہ "النصيحة الذهبية" کے برعکس ہے۔

ذہبی رحمہ اللہ نے کہا: انھیں کئی دفعہ جیل بھیجا گیا تا کہ وہ اپنے مخالفین کے خلاف لکھنا اور بولنا بند کر دیں لیکن انہوں نے اس معاملہ میں کسی قسم کی لچک نہیں دکھائی حتی کہ وہ دمشق میں ایک قلعہ کے اندر قید کی حالت میں فوت ہو گئے ان کی نماز جنازہ میں بے شمار لوگ شریک ہوئے اللہ تعالیٰ انھیں بخش دے اور ان پر رحم فرمائے۔ آمین ❷

یہ نص اس لیے ذکر کی گئی ہے کہ حبشی کے شاگردوں نے خود ساختہ کلام بنا کر امام ذہبی کی طرف منسوب کر دیا ہے جس میں یہ بھی ہے کہ "ابن تیمیہ اپنی رائے کو حرف آخر سمجھتے تھے۔" اور بعض امور پر بڑی جرات کا مظاہرہ کرتے تھے درحقیقت یہ عبارت ابن تیمیہ کے متعلق نہیں ہے بلکہ ابن قیم کے حالات میں ذکر کی گئی۔ لیکن اصل کتاب میں یہ عبارت الفاظ کے اختلاف سے ہے جس کو دیکھنا ضروری ہے کتاب المعجم کے اصلی نسخہ میں جو عبارت موجود ہے اس میں "جرئ على الأمور" کی بجائے "جرى عليه الأمور" ہے لیکن "الدرر الکامنۃ" میں اول الذکر عبارت ہے اسی طرح اصلی نسخہ یعنی مخطوطہ میں لفظ (معجب) ثابت ہونے پر کلام ہے۔

ہائے افسوس اس جھوٹ اور کتاب کی نصوص کو بدلنے پر اگر کوئی شخص میری بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہو تو دار عالم الکتب کے مالک سے پوچھ سکتا ہے کہ کس طرح کمال الحوت نے کتاب کی عبارت میں تبدیلی کی جو اسے الشیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے طباعت کے لیے ارسال کی تھی جس پر دار عالم کے صاحب نے ناراضگی کا اظہار کیا اور اسے اپنے مکتبہ سے نکال دیا اور یہ کہ احباش نے کتاب "تحفۃ الانام" کے ساتھ کیا سلوک کیا جو کہ شیخ عبدالباسط فاخوری کی تالیف ہے ان لوگوں نے اس کتاب سے چھ کے قریب صفحات غائب کر دیئے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے علم و فضل کا اقرار کیا اور اس کو بیان کیا بخلاف ان لوگوں کے جو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف جھوٹی عبارات منسوب کر رہے ہیں اور خاص طور پر یہ خود ساختہ نصیحت جس کا نام انہوں نے النصیحہ الذھبیہ رکھا ہے جو کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کی ان تمام تصنیفات کے برعکس ہے جو اس وقت ہمارے سامنے ہیں۔

انہوں نے اپنی کتاب "زغل العلم" میں کہا اللہ کی قسم میری آنکھوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے بڑھ کر وسیع علم

❶ الذيل: ٢/ ٣٩٠.
❷ المعجم المختص: ٢٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھنے والا اور ذہین شخص نہیں دیکھا۔

وہ کھانے، پینے، پہننے اور خواہشات کو پورا کرنے میں زاہد تھے، انہوں نے حق اور جہاد فی سبیل اللہ کے قیام میں ہر ممکن کوشش کی...... یہی وجہ تھی کہ لوگ ان سے ناراض ہو گئے، ان کی طرف جھوٹ منسوب کیے، ان کو جھٹلایا اور محض تکبر و غرور اور اپنے مشائخ کی اندھی عقیدت کی بنیاد پر ان پر کفر کا فتویٰ لگایا ہم اللہ تعالیٰ سے معافی کا سوال کرتے ہیں۔ ان پر ایسے لوگوں نے اعتراض اٹھائے اور ان کو تکالیف سے دوچار کیا جو علم تقویٰ، خوف الٰہی اور زہد کے اعتبار سے ان سے کہیں کم تھے یہ لوگ اپنے دوستوں اور اپنے ساتھیوں کے گناہوں اور غلطیوں سے چشم پوشی سے کام لیتے تھے۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے تقویٰ اور ان کی جلالت کی وجہ سے مسلط نہیں کیا بلکہ یہ ان کے گناہوں کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حیلہ سازی کو ان سے اور ان کے متبعین سے دور کیا اور ان لوگوں پر وہی فیصلہ نازل کیا جس کے وہ مستحق تھے۔ [1]

یہ ذہبی کی گواہی ہے جو اس کی کتابوں میں موجود ہے ان میں سے کچھ کتابیں انھوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی زندگی میں اور کچھ کتابیں ان کے بعد تحریر کی ہیں تم لوگ کس طرح ابو حیان نحوی لغوی کو ذہبی پر فضیلت دیتے ہو جو کہ ایک محدث ہیں اور جرح و تعدیل کے ماہر ہیں؟ کیا ابو حیان جرح اور تعدیل اور رواۃ پر حکم لگانے میں امام ذہبی پر مقدم ہے اور کیا وہ ان سب لوگوں پر مقدم ہے جو علماء اور حفاظ ہیں جنھوں نے ابن تیمیہ کی تعریف کی ہے جیسا کہ بزار اور مزی وغیرہ؟

حبشی کا ایک اور جھوٹا دعویٰ:

حبشی نے ابو حنیفہ اور طحاوی کے بارے میں جو جھوٹ سے کام لیا ہے (جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے) اس پر مزید ایک جھوٹ کا اضافہ ہے کہ حبشی نے ایک جملہ بولا ''جو کچھ ان کے ساتھ ہوا وہ اس کے مستحق تھے'' اور کہا ''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اس پر ان کے تقویٰ اور جلالت کی وجہ سے مسلط نہیں کیا بلکہ اس کے گناہوں کی وجہ سے کیا۔'' یہ انتہائی بری بات ہے اس نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ دونوں جملے واضح طور پر ذہبی رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر بطور طعن بولے ہیں یہ صاف جھوٹ اور حقائق کو بدلنے کی ناکام کوشش ہے کیونکہ جہاں سے عبارت پیش کی گئی ہے وہ مقام ابن تیمیہ کی مدح میں ہے نہ کہ ان کی توہین میں ہے اور وہ ان کی توہین کے لیے کیسے ہو سکتا ہے جب کہ ذہبی ان کے بارے میں کہتے ہیں اللہ کی قسم! میری آنکھوں نے ابن تیمیہ جیسا وسیع علم رکھنے والا اور ذہین ترین آدمی نہیں دیکھا ہے اور وہ کہتے ہیں ان کی آزمائش کے لیے ایسے لوگ کھڑے ہوئے جو کسی بھی لحاظ سے ان سے زیادہ صاحب علم اور صاحب تقویٰ و زہد نہ تھے۔

دیکھو! ذہبی رحمہ اللہ کے صریح ترین کلام کو جو دوسری نصوص میں موجود ہے اور انہوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد لکھا ہے۔ نظر انداز کر کے مذکورہ عبارت انتہائی غلط انداز سے پیش کی گئی ہے۔ اس شخص نے ظلم و زیادتی سے کام لیتے ہوئے ذہبی رحمہ اللہ کی واضح ترین عبارت کو چھپا کر ایک مبہم کلام کو اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق پیش کیا۔

[1] زغل العلم: ۳۸، تحقیق محمد بن ناصر العجمی طبع الصحوة الکویت.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ پہلی عبارت جو پیش کی گئی ہے: ''ان کے ساتھ وہی ہوا جس کے وہ مستحق ہیں۔'' اس سے مراد ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دشمن ہیں جب کہ حاکم وقت تبدیل ہو گیا۔ پہلے حکمران نے ان لوگوں کا کہنا مان کر ان کو جیل بھیجا۔ جب نیا حکمران آیا تو اس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے فتویٰ طلب کیا کہ وہ ان علماء کے قتل کا فتویٰ جاری کریں جنھوں نے سابق حکمران کو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی قید کا مشورہ دیا تھا۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے مجھے تکلیف دی میں نے اسے معاف کر دیا اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی تو وہ خود ان سے انتقام لے گا۔ اگر تو نے ان کو قتل کر دیا تو ان کے بعد ایسے لوگ بھی نہ ملیں گے۔ ❶

سبکی آزمائش میں مبتلا کیا گیا حتی کہ لوگوں نے اس کے خلاف کفر، شراب نوشی کو حلال قرار دینے اور اس کے علاوہ انحرافات کی گواہی دی ہے۔ ❷

حصنی اہل شام کے انتقام کا نشانہ بنا اور انہوں نے اسے ذلیل کیا۔ سخاوی نے مقریزی کا حصنی کو سخت سست کہنا نقل کیا ہے کیونکہ اس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں فحش گوئی اور مبالغہ آمیزی سے کام لیا۔ اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابن قاضی شبہ سے ایسی عبارت نقل کی ہے۔

جہاں تک دوسری عبارت کا تعلق ہے ''بلکہ ان کے گناہوں کے پیش نظر......'' تو اس میں حبشی نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اور شیطانی قوتوں سے مدد لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ ذہبی رحمہ اللہ کی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مذمت پر مبنی عبارت ہے مگر:

یہ صاف جھوٹ ہے:

ذہبی رحمہ اللہ نے مالک رحمہ اللہ کے متعلق نقل کیا ہے...... جب ان کی آزمائش ہوئی اور وہ اس میں ثابت قدم رہے...... یہ بہترین آزمائش کا ثمر ہے کہ انسان کا مقام و مرتبہ مومنوں کے ہاں بلند کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ بہرحال ہمارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور وہ بہت سی چیزوں سے درگزر کرتا ہے۔ ❸

اس عبارت سے ان کا مقصد واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ دوسروں کی طعن و تشنیع اور ان کے حسد و بغض کی وجہ سے اہل علم و فضل کے گناہوں کو معاف کرتا ہے جیسا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ۔ وہ ان کو اس طرح آزماتا ہے:

۱۔ ذہبی جرح و تعدیل اور رواۃ پر حکم لگانے والے ماہر کبار علماء میں شامل ہیں۔

۲۔ وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جن کا حدیث پر حکم قبول کیا جاتا ہے اور حبشی اس کا معترف ہے، اس نے حاکم کی تصحیح

---

❶ العقود الدریة: ١٩٥.

❷ الاعلام للزركلي: ١٨٤/٤، قلادة الجواهر: ٢٠٦، جلاء العينين: ٢٤، ٢٥، البداية والنهاية: ٣١٦/١٤.

❸ سیر اعلام النبلاء: ٨١/٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث کا حکم اس شرط پر قبول کیا ہے کہ ذہبی اس کی موافقت کریں۔

۳۔ ذہبی ابن تیمیہ کے ہم عصر ہیں اور ان کے حالات کی تفصیل انھیں اچھی طرح معلوم ہے تو پھر ہم ذہبی کی گواہی کو چھوڑ کر حبشی کی گواہی کو کیوں قبول کریں جو ان پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے؟

۴۔ ذہبی رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد جو کتب تالیف کی ہیں ان میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی خوب تعریف کی ہے جیسا کہ ''المعجم المختص''اور''دول الاسلام''وغیرہ اور انہوں نے ان کتابوں میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر کوئی ایک نقد کی بھی ذکر نہیں کی جو اس خودساختہ ''النصیحة''میں شامل ہے یہ اس کے جھوٹا ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

حبشی کی شہادت کا اعتبار نہیں:

ذہبی نے ذکر کیا ہے کہ بے شمار زبانیں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف پر متفق ہیں سوائے ان لوگوں کے جن کی گواہی کا کوئی اعتبار نہیں۔ لوگ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں دو اقسام میں تقسیم ہیں:

۱۔ جو ان پر عظائم (عقیدہ کے مسائل) کا الزام لگاتے ہیں۔

۲۔ جو ان کی تعریف وتوصیف میں مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہیں۔

یہ قاعدہ ہر اس عالم کے بارے میں ہے جو اپنے علم میں ماہر اور اپنے ہم عصروں پر واضح فوقیت رکھتا ہو اور کتاب و سنت کی ترویج واشاعت کے لیے کوشاں ہو جو لوگ تو اس سے علم میں کم ہوتے ہیں وہ اس کی شان گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ ان کی وجہ سے ایک کے بعد ایک آزمائش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ آخر کار اس کا معاملہ بلند ہوتا ہے اور اس کا حکم برتری حاصل کر لیتا ہے۔ یہ آزمائش دوسرے لوگوں کے ہاں اس کی تصدیق کا باعث بن جاتی ہیں اور اس کو ایسا علمی مقام ومرتبہ حاصل ہوتا ہے جو کسی اور کو نہیں ہوتا۔

یہی حال ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ہے جو وقت کے امام ہیں۔ ان کی موت کے بعد لوگوں کو ان کی قدر معلوم ہوئی اور زبانیں ان کی مدح سرائی پر متفق ہو گئیں مگر وہ جس کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ [1]

کتانی نے کہا: ابن تیمیہ رحمہ اللہ وہ انسان ہیں جن کے بارے میں لوگ اختلاط ذہنی کا شکار ہو گئے کچھ نے تو ان کو کافر قرار دیا اور کچھ لوگوں نے ان کو معصوم کہہ دیا۔ اس معاملہ میں ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول عین انصاف پر مبنی ہے۔ انہوں نے کہا: ''وہ ان کبار علماء میں شامل ہیں جن سے غلطی بھی ہوئی اور انہوں نے صحیح بات بھی کی مگر ان کی غلطیاں صحیح موقف کی نسبت فقط اتنی ہیں جیسے کسی سمندر میں ایک سیاہ نقطہ ہو اور ان لوگوں کی غلطیاں بھی اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی ہوئی ہیں جیسا کہ الصحیح میں ہے۔ [2]

[1] البدر الطالع: ۱/ ۶۵.
[2] فہرس الفہارس للکتانی: ۱/ ۲۰۱، ۲۰۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن شاکر کتبی نے ان کے بارے میں (فوات الوفیات) میں کہا: ابن تیمیہ رحمہ اللہ آئمہ نقد اور علمائے اثر میں شامل ہیں، وہ عبادت گزار اور روزہ دار تھے۔ انہوں نے فقہ اور اس کی باریک بینوں کی طرف توجہ کی۔ البتہ اصول دین میں، معتزلہ، خوارج، روافض اور اہل بدعت کے اقوال اور منہج پر ان کو خوب دسترس حاصل تھی اس کے باوجود وہ ایسے صاحب کرم تھے کہ وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی بہادر اور نڈر تھے۔

پھر انہوں نے ذہبی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا...... وہ کثرت سے حق بیان کرنے والے اور برائی سے روکنے والے تھے۔ وہ دین کی نصرت کے لیے آگے بڑھنے والے اور کسی قسم کی سستی نہ کرنے والے تھے۔ [1]

ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر (مشبہہ) ہونے کا الزام:

حبشی نے دعویٰ کیا ہے کہ ابن تیمیہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق سے تشبیہ دیتا تھا جب کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس پر دلیل قائم کی ہے کہ تشبیہ اور تجسیم کا عقیدہ لوگوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ [2] یہ اہل کلام کی عادت ہے کہ وہ اپنے مخالف کی طرف وہ بات منسوب کرتے ہیں جو اس نے کہی نہیں ہوتی۔ یہ عین معتزلہ کا طریقہ واردات ہے جیسے انہوں نے اشاعرہ کو رؤیت باری تعالیٰ (دیدار الٰہی) اور سات صفات کے اثبات کے مسئلہ میں عقیدہ تجسیم کا الزام دیا ہے۔

بوطی سبکی کا جھوٹ واضح کرتے ہوئے اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے تجسیم کی تہمت کی نفی کرتے ہوئے:

شیخ محمد سعید رمضان البوطی نے کہا: ہمیں تعجب ہے کہ غالی قسم کے لوگ ابن تیمیہ کی تکفیر کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ وہ تجسیم کے قائل تھے میں نے بہت تلاش کیا اور ابن تیمیہ کی کتابوں کو دیکھا تاکہ کوئی ایسی عبارت دیکھ سکوں جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ تجسیم کے قائل تھے مگر مجھے ایسی کوئی بات نہیں مل سکی، سبکی نے جو تجسیم کی نسبت ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف ہے یہ ان کے کلام میں ہرگز موجود نہیں، الحمدللہ۔ یہ سبکی کا ابن تیمیہ پر ظلم، زیادتی، تہمت اور سراسر جھوٹ ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فقط اتنی بات کی ہے جو ان کے فتاویٰ میں موجود ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے جیسے اس نے فرمایا وہ عرش پر مستوی ہے جیسے اس نے فرمایا اور اس کی آنکھیں جیسے اس نے فرمایا۔''

بوطی نے مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا: ''میں نے ابوالحسن اشعری کا آخری کلام پڑھا ہے جو اس کی کتاب ''الابانہ'' میں موجود ہے، اس نے کہا: ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے جیسے اس نے فرمایا اور وہ عرش پر مستوی ہے جیسے اس نے فرمایا پھر ہم اپنے دلوں میں اس وہم کو بڑا کیوں خیال کریں جس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے اور ہم اس میں لڑائی کی آگ کیوں روشن کریں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر ہمارا حساب وکتاب ضرور کرے گا۔ [3] ان کا بہترین کلام ختم ہوا۔

---

1. فوات الوفيات: ۱/۵، ۷۴۔۸۰.
2. الدار الكامنة: ۱/۱۵۵.
3. تدوة اتجاهات، الفكر الاسلامى المعاصر: ۲۶۴، ۲۶۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن حبشی لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتا ہے جیسا کہ اس نے اپنے وطن ہرار میں بھڑکائی، اس نے ابن تیمیہ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور اس پر اجماع کا دعویٰ کیا درحقیقت یہ اجماع ان متعصب لوگوں کا ہے۔

شیخ ابراہیم کورانی نے اپنی کتاب ''افاضۃ العلام'' میں اس پر تعاقب کرتے ہوئے ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ کا دفاع کیا ہے جن پر تجسیم کی تہمت لگائی گئی انہوں نے کہا:

''یہ واضح ہو چکا ہے ان دونوں کی طرف نہ ہی تو تجسیم اور جہت کی نسبت ثابت ہے اور نہ ہی ان سے عقیدہ تجسیم ثابت بلکہ انہوں نے کئی مواقع پر اس کی نفی کی ہے جیسا کہ آلوسی نے کورانی کے کلام سے دلیل لیتے ہوئے ابن تیمیہ سے تشبیہ اور تجسیم سے لاتعلقی اور نفی ثابت کی ہے [1] انہوں نے ان سے تجسیم اور تشبیہ کی نفی ان الفاظ کے ساتھ کی ہے اللہ کی پناہ کہ وہ مجسمہ میں شامل ہوں بلکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ اس عقیدہ کی نفی کرنے والے تھے۔ [2]

ان پر تجسیم کی تہمت دراصل کلامیہ کے اس قاعدہ سے اخذ کی گئی ہے کہ اجسام متماثل ہوتے ہیں، اسی بناء پر وہ لوگ اس چیز سے بھی دور بھاگے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کیا ہے۔ یہ قاعدہ درحقیقت اجسام کی حقیقت سے جہالت کا نتیجہ ہے یقیناً اجسام مختلف ہیں ہوا بھی جسم ہے لیکن پانی کی طرح نہیں، جانوروں کے بھی جسم ہیں لیکن وہ لوہے کی طرح نہیں۔ جب مخلوقات کے اجسام لفظ میں متفق اور حقیقت میں مختلف ہیں اور یہ سب مخلوق ہیں تو خالق اور مخلوق میں مشابہت کیسے ہوسکتی ہے؟ اس وضاحت کے ساتھ کہ ہم اللہ تعالیٰ پر جسم کا اطلاق نہیں کرتے یہ ایسی بدعت ہے جس کی نہ ہی تو ہم نفی کرتے ہیں اور نہ ہی اثبات کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت اسی طرح ہی بیان کی جاسکتی ہے جس طرح اس نے اپنے لیے خود کی ہے۔

مچھر کے پر کے اوپر استقرار کا جھوٹ:

لوگوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف ایک عبارت منسوب کی ہے جو حقیقت میں ان کی نہیں ہے بلکہ عثمان بن سعید دارمی کی ہے جو انہوں نے اپنی ''کتاب الرد علی بشر المریسی'' صفحہ نمبر ۸۵ پر نقل کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں ''اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مچھر کے پر کے اوپر استقرار کرسکتا تھا اور یہ اس کی قدرت اور ربوبیت کی بناء پر قائم رہتا چہ جائے کہ عرش ہو کیونکہ وہ زمین و آسمانوں سے کہیں بڑا ہے۔ [3]

لہٰذا یہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر بہت بڑا جھوٹ ہے زیادہ سے زیادہ یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے اگر یہ ان کا کلام نہیں ہے تو انہوں نے دارمی سے نقل کیوں کیا ہے؟

جواب:...... اس کا جواب یہ ہے کہ دارمی کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش کا محتاج نہیں بلکہ اس سے بے پرواہ ہے

---

[1] جلاء العینین: ٥٦٩.

[2] حوالہ سابقہ: ٣٤٠.

[3] بیان تلبیس الجھمیۃ: ٥٦٧/١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور مچھر کے پر کے برابر بھی اسے اس کی ضرورت نہیں اور اس کی تاکید اس بات سے ہوتی ہے جو انہوں نے مجموع الفتاوی: ۲/ ۸۸ میں ذکر کی ہے انہوں نے کہا: جب مسلمان اس آدمی کو کافر سمجھتے ہیں جو یہ کہے کہ آسمان اللہ تعالیٰ پر سایہ کیے ہوئے ہیں یا اس پر ہر طرف سے جھکا ہوا ہے کیونکہ اس قول میں اللہ تعالیٰ کا مخلوقات کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر جو شخص یہ کہے کہ وہ اپنے استوا میں عرش کا محتاج ہے اور عرش اسے اٹھائے ہوئے ہے تو وہ بھی کافر ہے۔

ابن بطوطہ کا جھوٹا قصہ:

حبشی اور اس کے ساتھی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں ابن بطوطہ کے روایت کردہ ایک جھوٹے قصے کو دلیل بناتے ہیں جبکہ یہ قصہ ابن بطوطہ کی طرف بھی جھوٹا منسوب کیا گیا ہے جیسا کہ عنقریب اس کی وضاحت تو پڑھ لے گا۔

ان لوگوں نے ذکر کیا ہے [1] کہ ابن بطوطہ دمشق کی ایک اموی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے دیکھا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ برسرِ منبر خطبہ دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر میرے اس نازل ہونے کی طرح نزول فرماتا ہے یہ کہہ کر وہ منبر کی نیچے والی سیڑھی پر آئے۔ [2]

جواب:...... اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سفر نامہ [3] تاریخ کی معتبر کتابوں میں موجود نہیں اور نہ ہی اس کا مؤلف معروف اہل علم میں شامل ہے یہ صوفی عوام کا مشہور کردہ ہے اس کے سفر میں جو چیز غالب دکھائی دیتی ہے وہ درگاہوں اور درباروں کی زیارت کرنا، اولیاء کی قبروں سے تبرک حاصل کرنا اور ان کی دہلیزوں کو چومنا شامل ہے۔ شیخ حسن السائح نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے انہوں الشیخ خالد بن عیسیٰ کی کتاب "تاج المفرق فی تحلیة علماء المشرق" کے مقدمہ میں اس کی وضاحت کی ہے وہ بعض دفعہ اپنے سفر نامہ میں اس شہر کے علماء کا تذکرہ بھی کرتا ہے جس میں وہ حاضر تو ہوا اگرچہ وہاں کے علماء کے ساتھ اس کی ملاقات نہ ہوئی ہو مثال کے طور پر جب وہ تونس گیا تو اس نے معروف اہل علم ابن الغماز کا تذکرہ کیا حالانکہ ان سے اس کی ملاقات ثابت نہیں۔

اس میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا اس سفر نامے کی تفصیل ابن بطوطہ نے خود نہیں لکھی بلکہ یہ ابو عبداللہ بن جزی نے ابن بطوطہ سے نقل کیا ہے اور البلفیقی نے اس پر جھوٹ کی تہمت ثابت کی ہے [4] خلاصہ یہ ہے کہ اس سفر نامے کی تفصیل ابن بطوطہ نے نہیں لکھی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ابن بطوطہ کے سفر نامہ کے محقق (ڈاکٹر علی المنتصر الکتانی) نے اس افتراء بازی کا پردہ فاش کرتے ہوئے کہا کہ یہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر صاف جھوٹ ہے کیونکہ ابن بطوطہ کی آمد سے کئی مہینے پہلے ہی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو

---

[1] منار الهدى: ۱۵/ ۵۰.

[2] رحلة ابن بطوطة، يا تحفة النظار في غرائب الأمصار: ۱۱۰.

[3] یعنی ابن بطوطہ کا سفر نامہ۔

[4] الدرالكامنة: ۳/ ۴۸۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دمشق کے قلعہ میں قید کر دیا گیا تھا تمام مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان کو ۶ شعبان ۷۲۶ ہجری کو دمشق کے قلعہ میں قید کیا گیا اور وہیں پر ان کی وفات ہوئی جب کہ مذکورہ کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰۲ پر مصنف نے لکھا ہے کہ وہ نو رمضان کو دمشق پہنچا ہے اور یہی بات حافظ ابن کثیر، حافظ ابن رجب اور ابن عبدالہادی نے ذکر کی ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ چھ شعبان ۷۲۶ ہجری کو قید کیے گئے اور قید میں ہی ان کی وفات ہوگئی۔ ❶

اور یہ بات بھی معلوم ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ زبردست واعظ تھے اور وہ کرسی پر بیٹھ کر درس دیتے تھے اور ان کے دور میں اموی مسجد کے خطیب قاضی القضاۃ القزوینی تھے۔

اگر ابن بطوطہ کا دعویٰ سچ ہوتا تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ہم عصر علماء ان کا انکار کرتے اور ان کی شکایت سلطان سے کرتے اور ان کے اس قول کا رد اپنی کتابوں میں کرتے کیونکہ ان کے مخالفین کی تعداد زیادہ تھی مگر کسی ایک سے بھی ایسی کوئی بات نقل نہیں کی گئی ہے۔

اہم بات یہ ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے حدیث نزول کی شرح میں ایک مستقل بھاری بھرکم کتاب تالیف کی ہے لیکن انہوں نے کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں کیا جس کا دعوی ابن بطوطہ کر رہا ہے بلکہ اس میں انہوں نے سختی سے اس بات کا رد کیا ہے اور ثابت کیا ہے اللہ تعالیٰ کا نزول انسان کے نزول کی طرح نہیں ہے۔

مشبہ کے بارے میں ابن تیمیہ کی رائے:

تعجب کی بات یہ ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف ایسا کلام اس وقت میں منسوب کیا جا رہا ہے جب وہ ایسا کہنے والے پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں انہوں نے ''مجموع الفتاویٰ'' میں کہا: جس نے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ کا علم میرے علم کی طرح ہے یا اس کی قدرت میری قدرت کی طرح ہے یا اس کا عرش پر مستوی ہونا میرے استوا کی طرح ہے یا اس کا نازل ہونا میرے نازل ہونے کی طرح ہے یا اس کا آنا میرے آنے کی طرح ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دے دی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی ایسی باتوں سے بہت بلند ہے جس نے ایسا کہا وہ گمراہ خبیث بلکہ کافر ہے۔ ❷

اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا اس کا نزول اور استویٰ ہمارے نزول اور استویٰ کی طرح نہیں ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اپنی کتاب سے دلیل ان جھوٹی روایات اور خود ساختہ باتوں سے کہیں زیادہ قوی ہے۔

یہ لوگ جب اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف پھیلائے ہوئے عیسائیوں کے جھوٹ پر بات کرتے ہیں تو ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے بارے میں بغیر دلیل کے بات نہ کریں لیکن خود عیسائیوں کا طریقہ استعمال کرتے ہوئے بغیر تحقیق اور بغیر سوچے سمجھے باتیں پھیلا دیتے ہیں۔

---

❶ طبقات الحنابلة: ٢/٤٠٥، البداية والنهاية: ١٤/١٢٣، العقود الدرية: ٣٢٩.

❷ مجموع الفتاوىٰ: ١١/٤٨٢، القدرية: ٢٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شدید تعجب کی بات ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تو اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دے سختی سے کافر ہونے کا حکم صادر کرتے ہیں جب کہ ان کے مقابلے میں ابن حجر ہیتمی نے وضاحت کی کہ ہمارے نزدیک مشہور یہ ہے کہ ہم مشبہ کی تکفیر نہیں کرتے مگر یہ کہ وہ ایسا عقیدہ رکھیں جو حدوث کو لازم ہو [1] یعنی یہ عقیدہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حادث ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک سب سے پہلے تجسیم کا قائل کون ہے؟

لفظ جسم کے متعلق ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: لفظ جسم کو ثابت کرنا یا اس کی نفی کو ثابت کرنا ایسی بدعت ہے جس کی کتاب وسنت میں کوئی اصل نہیں سلف صالحین میں سے کسی نے ایسی بات نہیں کی اہلسنت والجماعت اس لفظ کو نفی یا اثبات کسی طرح بھی استعمال نہیں کرتے جیسا کہ وہ لفظ (جہت) اور لفظ التحیز (گھیرے میں لینا) بھی نفی یا اثبات کے لحاظ سے ہرگز استعمال نہیں کرتے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان تمام صفات کو ثابت کیا ہے جو کتاب وسنت میں مذکور ہیں لیکن انہوں نے مخلوقات سے ان کی تشبیہ کو رد کیا ہے اور اس کی نفی کی ہے انہوں نے مزید کہا اس لفظ کا اطلاق اہل کلام نے کیا ہے جیسا کہ ہشام بن حکم رافضی اور ہشام جوالیقی یہ پہلا شخص ہے جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے۔ [2]

پھر انہوں نے لفظ (الجسم) کے بارے میں متکلمین کا اختلاف ذکر کیا ہے اور کہا کہ ان کے ہاں لفظ جسم کا مفہوم لغویوں کے مفہوم سے الگ ہے۔

پھر فرمایا: اس طرح کے جتنے بھی نئے الفاظ ہیں ان کے بارے میں ان الفاظ کو استعمال کرنے والے سے تفصیل طلب کی جائے گی اور اس کی مراد پوچھی جائے گی اگر وہ اس کا صحیح معنی مراد لے رہا ہے تو اس کی بات کو قبول کیا جائے گا لیکن ساتھ ساتھ اس کو تنبیہ کی جائے گی کہ ان الفاظ کا استعمال ترک کر دے اور اگر وہ اس سے ان صفات کی نفی مراد لے رہا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کیا ہے جیسا کہ صفت علو، استوا اور نزول وغیرہ تو اس کے معنی بھی باطل ہیں اور لفظ بھی باطل ہے۔ [3]

اس کے باوجود کئی بار اشاعرہ نے اللہ تعالیٰ کے لیے صفت جسم کا ذکر کرنا خاص شرطوں کے ساتھ جائز قرار دیا ہے ابوجعفر سمنانی نے جو کہ اشاعرہ کے کبار علماء اور ان کے رؤساء میں شامل ہے [3] کہا اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ جسم استعمال کیا فقط اس لیے کیونکہ وہ اپنی ذات میں جسم کی صفات کا حامل ہے تو اس نے معنی کے لحاظ سے صحیح بات کی جب کہ الفاظ استعمال کرنے میں غلطی کر دی۔ [4]

---

[1] الاعلام بقواطع الاسلام: ٦٨.

[2] درء التعارض: ٢/٢٨٨، ٢٨٩، مجموع الفتاویٰ: ١٧/٢١.

[3] بيان تلبيس الجهمية: ٩.

[3] فتح الباری: ١/٧٠.

[4] سیر اعلام النبلاء: ١٧/٦٥١، ٦٥٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ وہ لفظ ہے جس کا استعمال اشاعرہ کے بعض کبار علماء نے کیا ہے لیکن ابن تیمیہ رحمہ اللہ مطلق طور پر اس کا انکار کرتے ہیں لہٰذا یہ دعویٰ کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے جسم کے قائل تھے جیسا کہ ان جھوٹے لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے؟

بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ ابن تیمیہ جسم کے قائل تھے تو انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ کا جسم انسان کے جسم کی طرح ہے یا اس کا ہاتھ انسان کے ہاتھ کی طرح ہے یا اس کی آنکھیں انسان کی آنکھ کی طرح ہیں جیسا کہ مشبہ اور مجسمہ کا دعویٰ ہے چہ جائے کہ انہوں نے کوئی ایسی بات کہی ہو، کیا یہ لوگ ان کی کتابوں سے ایسی عبارت دکھا سکتے ہیں جس کا جھوٹا دعویٰ کر رہے ہیں؟

لہٰذا تم لوگوں سے دو مطالبے ہیں:

۱۔ تم دلیل سے ثابت کرو کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جسم کی صراحت کی ہے۔

۲۔ فرض کر لیتے ہیں کہ تمھارے کہنے کے مطابق تجسیم کے قائل تھے تو پھر تم ثابت کرو کہ انہوں نے یہ کہا ہو کہ اللہ کا جسم میرے جسم کی طرح ہے۔

شافعیہ کے نزدیک تجسیم کا حکم:

ابن حجر مکی ہیتمی نے کہا: مشہور قول مذہب میں ہے کہ مجسمہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ جیسا کہ متاخرین کی ایک جماعت نے کہا: مجسمہ کی تکفیر نہ ہوگی لیکن (المجموع) میں ان پر کفر کا اطلاق کیا گیا ہے۔ ❶

انہوں نے کہا: پہلا فتویٰ ''کہ وہ کافر نہیں'' ان لوگوں پر محمول کیا جائے گا جو کہتے ہیں اس کا جسم ہے مگر مخلوقات کے جسم کی طرح نہیں ہے۔ اور دوسرا فتویٰ ''کہ وہ کافر ہیں'' ان لوگوں پر محمول کیا جائے گا جو کہتے ہیں اس کا جسم ہے اور وہ مخلوقات کی طرح ہے کیونکہ پہلے میں جو نقص لازم ہے اسے وہ لازم قرار نہیں دیتے اور مذہب کا لازم مذہب نہیں ہوتا۔ ❷

آخر میں کہا: صحیح بات یہی ہے کہ ہم جہت کے قائلین اور مجسمہ کی تکفیر نہیں کرتے ❸ مگر یہ کہ لازم الحدوث کے عقیدے کا اظہار کریں۔

عز بن عبدالسلام رحمہ اللہ نے وضاحت کی کہ جہت کا عقیدہ رکھنے والا غلطی پر ہے مگر یہ غلطی قابل معافی ہے کیونکہ یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ نہ ہی تو متحرک ہے نہ ہی ساکن ہے نہ ہی کائنات سے منفصل ہے اور نہ ہی متصل ہے نہ ہی اس میں داخل ہے اور نہ ہی خارج ہے اور نہ ہی کوئی اپنی خلقت کے لحاظ سے اس کی حقیقت کو پا سکتا ہے اور نہ ہی مشکل دلائل کو سامنے

---

❶ الاعلام بقواطع الاسلام: ۳۸، ۵۰.

❷ الزواجر: ۳۵۸/۲.

❸ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں جہت کے قائل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھے بغیر اس کی حقیقت سمجھ سکتا ہے۔ ❶ پھر کہا اگر یہ کہا جائے اس اختلاف سے یہ لازم آتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک جہت میں ہے اور یہ جہت حادث ہے تو ہم کہیں گے مذہب کا لازم لازم نہیں کیونکہ مجسمہ پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ وہ ایک جہت میں ہے اور یہ کہ وہ قدیم ہے، ازل سے ہے اور ہاں محدث نہیں ہے، یہ بات جائز نہ ہوگا کہ مذہب کی طرف کسی کو منسوب کیا جائے جو اس کے خلاف کی وضاحت کر رہا ہے اگرچہ اس کے قول سے یہ لازم آتا ہو۔ ❷

الاسنوی نے کہا مشہور یہی ہے کہ ہم مجسمہ کی تکفیر نہیں کرتے جیسا کہ (الروضة) اور (الشرح) میں شہادات کے باب میں وضاحت موجود ہے۔ ❸

ابو حامد غزالی نے بھی یہی بات کہی ہے۔ ❹

جلال دوانی نے اپنی کتاب "شرح علی العقائد العضدية" کے صفحہ نمبر ۵۳۲ پہ کہا: "ان میں سے کچھ لوگوں نے بلاکیف کے پردے میں پناہ لی ہے انھوں نے کہا اس کا جسم ہے مگر اجسام کی طرح نہیں اس کا احاطہ ہے مگر عام احاطہ کی طرح نہیں ہے اور اس کی طرف تحیز کی نسبت عام اقسام کے تحیز (احاطے) کی طرح نہیں ہے۔ اس طرح وہ تمام خاصیات میں عام اجسام سے بالکل مختلف ہے تو فقط لفظ جسم باقی رہتا ہے ایسے لوگوں کی ہم تکفیر نہیں کرتے بخلاف ان لوگوں کے جو اس کو جسم کے ساتھ تشبیہ دیتے۔

العضد الايجي نے کہا ❺ اللہ تعالیٰ جسم نہیں ہے یہ بعض جاہل کرامیہ کا قول ہے جو یہ کہتے ہیں کہ وہ جسم ہے یعنی موجود ہے بعض لوگوں نے کہا وہ جسم ہے یعنی اپنے نفس سے قائم ہے ایسے لوگوں کے ساتھ ہمارا اختلاف صرف لفظ کی حد تک ہے۔

کیا امام احمد بن حنبل نے ایسے شخص کو کافر کہا جو یہ کہے جسم ہے لیکن اجسام کی طرح نہیں۔

جس نے کہا: اللہ جسم ہے لیکن اجسام کی طرح نہیں تو اس نے کفر کیا:

یہ وہ عبارت ہے جسے احباش امام شافعی اور امام احمد کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

انھوں نے اپنی بات کی دلیل زرکشی کی کتاب (تشنیف المسامع: ۴/۶۸۴) میں موجود عبارت کو بنایا ہے۔

زرکشی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ بات کو نقل کرنے اور لکھنے میں بہت زیادہ وہم کا شکار ہو جاتا ہے یعنی اس کو کثرت سے وہم لاحق ہوتا تھا تو ممکن ہے کہ امام احمد سے بات نقل کرنے میں اسے وہم ہو گیا ہو اور اس کا خط بھی انتہائی

❶ قواعد الاحکام الکبریٰ: ۱۷۰، الحاوی للفتاوی: ۲/۱۳۳، الحمدللہ عز بن عبدالسلام نے اقرار کیا کہ اہل کلام کا طریقہ آسان نہیں اور نہ ہی سمجھ آنے والا ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کی ایک دلیل ہے کہ اہل کلام کا عقیدہ باطل ہے۔

❷ قواعد الاحکام الکبریٰ: ۱۷۲.

❸ الاعلام بقواطع الاسلام هيتمي: ۲۵، ۳۸۔۵۰.

❹ فيصل التفرقة بن الاسلام وازندقة: ۱۲۹، ۱۴۸.

❺ المواقف: ۲۷۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کمزور تھا اور اس کی تالیفات میں بہت زیادہ غلطیاں ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ مولف اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے درمیان پانچ صدیوں کا انقطاع ہے مولف کی وفات ۷۹۴ھ میں ہوئی جب کہ احمد بن حنبل ۲۴۱ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

زرکشی احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا کلام کہاں سے نقل کر رہا ہے کیا ان کی کتابوں سے پیش کر رہا ہے؟ تو اس کا جواب ہے کہ نہیں کیونکہ یہ کلام ان کی کتابوں میں موجود نہیں، فقط ایک ہی طریقہ باقی رہ جاتا ہے کہ اس نے خواب دیکھا اور خرافاتی صوفیاء کے ہاں صحیح سند کے مقابلے میں خواب قابلِ اعتبار مصدر ہیں۔

اسی طرح ان لوگوں نے امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف تجسیم کے کفر کا قول منسوب کیا ہے اور ان کا دعویٰ ہے کہ سیوطی نے ان سے یہ کلام نقل کیا ہے جیسا کہ کتاب ''الاشباہ والنظائر'' میں صفحہ نمبر ۴۸۸ پر ہے لیکن جب اس کتاب کی طرف رجوع کیا گیا تو عبارت اس طرح ہے شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی جب کہ مجسم کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ لفظ ''استثنیٰ'' الف مقصورہ کے ساتھ لکھا گیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ جان بوجھ کر ایسا کیا گیا ہے یا نہیں؟ اگر یہ الف مقصورہ کے ساتھ بھی ہو تو پھر بھی ان کے نزدیک آدھی دلیل ثابت ہوگی اور بقیہ آدھی بات ان لوگوں کو امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب سے ثابت کرنا ہوگی۔

اگر سیوطی امام شافعی کے ہمعصر ہوتے تو انھیں یہ حق پہنچتا تھا کہ وہ ان سے نقل کرتے ہیں لیکن ان کے اور امام صاحب کے درمیان کئی صدیوں کا انقطاع ہے کیا امام شافعی قبر سے نکل کر سیوطی سے مخاطب ہوئے یا پھر سیوطی نے یہ بات ان کی کتابوں سے لی ہے یا پھر ان کے اس قول میں لفظ ''استثنیٰ'' سے واضح ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا کلام اس سے پہلے لفظ ''اہل قبلہ'' پر ختم ہوگیا؟

اگر ہم اس معاملہ میں اختلاف کریں تو ہمیں حق پہنچتا ہے کہ ہم آپ لوگوں سے سوال کریں کہ سیوطی کے کلام کا مصدر ذکر کرو تاکہ ہمارے اور تمھارے درمیان اس معاملہ میں اختلاف اور اشکال ختم ہو۔

ممکن ہے کہ بعض لوگ یہ سوال کریں کہ تم مجسمہ پر تکفیر کا حکم لگانے میں ان کا دفاع کیوں کر رہے ہو؟

تو ہم کہیں گے کہ ہم اس شخص سے اللہ کی طرف سے لاتعلقی کا اعلان کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو مخلوقات سے تشبیہ دے جب کہ ہم کسی مشبہ اور کسی ممثل کی تائید نہیں کرتے لیکن شافعیہ کا واضح کلام ہے جس میں انہوں نے وضاحت کی ہے کہ ہم مجسمہ کی تکفیر نہیں کرتے مگر یہ کہ وہ اس اعتقاد کے لوازم پہ یقین رکھیں لہٰذا تم اس شخص پر کیا حکم لگاتے ہو جو یہ کہے کہ اللہ کا جسم ہے لیکن دیگر اجسام کی طرح نہیں؟

کیا تمھارے نزدیک اس کی تکفیر کی جائے گی یا نہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذہبی نے حنابلہ سے تجسیم کی نفی کی ہے:

حبشی نے کہا: یہ حنابلہ ہیں جو ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اس لیے محبت کرتے ہیں کہ وہ تجسیم کا عقیدہ رکھتا ہے ابن تیمیہ سے پہلے بھی اور ان کے بعد بھی ان کے مشائخ کے ہاں تجسیم کا عقیدہ پایا جاتا ہے بعض لوگوں نے ان کو شیخ الاسلام کا لقب دیا ہے اور اہل سنت کے بعض علماء بھی اس سے دھوکا کھا گئے ہیں اور انہوں نے بھی ان کو شیخ الاسلام کہہ دیا ہے یہ شخص اس لقب کا کیسے حقدار بن گیا؟ ❶

امام ذہبی نے اس تہمت کا رد کیا ہے انہوں نے کہا بعض جاہل قسم کے لوگ حنابلہ پر اعتراض کرتے ہیں اور ان پر تجسیم کی تہمت لگاتے ہیں اور ان پر یہ عقیدہ لازم قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ اس سے لاتعلق اور بری ہیں شاید شاذ و نادر کسی نے ایسا کہا ہو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے۔ ❷ ذہبی کی یہ بات بالکل سچ ہے یقیناً معتزلہ اور معطلہ ہر اس شخص کو تجسیم کا الزام دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو ثابت کرے اور تاویل میں ان کی مخالفت کرے یعنی اس سے ان کے نزدیک تجسیم اور تشبیہ لازم آتی ہے۔ ❸

مذکورہ شاذ و نادر کی ایک مثال ابو یعلی کی کتاب ''ابطال التاویل'' ہے جس پر ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے سخت گرفت کی ہے کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب میں انتہائی ضعیف اور جھوٹی روایات اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق ایسی چیزیں نقل کی ہیں جو کسی بھی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے لائق نہیں۔ یہ ان کے انصاف پسند ہونے کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں ان نصوص کو ثابت کرتے ہیں جو کتاب اللہ سے ہیں یا صحیح سنت سے ثابت ہیں۔ ❹

بہت سے مصنفین نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر تجسیم کی تہمت درحقیقت ان کے حق میں جھوٹی گواہی ہے اور یہ بات ان کے فتاویٰ سے بھی واضح ہے، دیکھیں ان کا فتاویٰ جلد نمبر ۱۱، صفحہ نمبر ۴۸۲ جس میں انہوں نے ایسے لوگوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے جو اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔

اس لیے ہم ان لوگوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ حنابلہ کی کسی معتبر کتاب سے دکھائیں جس میں یہ ہو کہ اللہ کا ہاتھ میرے ہاتھ کی طرح ہے اور اس کا سننا میرے سننے کی طرح ہے اور اس کا استوا میرے استوا کی طرح ہے...... وغیرہ۔

درحقیقت ان تہمتوں اور الزامات کا مقصد عوام الناس کے لیے اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات کا سیدھا اور صاف راستہ قبیح بنانا اور ان کو تاویل کا راستہ اپنانے کی ترغیب دینا ہے۔

اس معاملے میں وہ معتزلہ کی سیاست استعمال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنے والے کو کافر قرار دیتے ہیں۔

---

❶ کیسٹ: ١٢ (١)، ٣٠٠-٣٤٥.
❷ زغل العلم: ٣٩.
❸ مجموعة الرسائل الكبرى: ١/٤١٨.
❹ الدرء: ٥/٢٣٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس طرح تم ہم پر ظلم کرتے ہو وہ لوگ تم پر ظلم کرتے ہیں:

کورانی نے ''شرح عقیدہ القشاشی'' میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار کے مسئلہ میں کہا: معتزلہ نے اہلسنت (اشاعرہ) کو کافر قرار دیا ہے کیونکہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار کے قائل ہیں یہ گمان کرتے ہوئے کہ اس سے تجسیم کا عقیدہ لازم آتا ہے یہ ان کا فاسد گمان ہے کیونکہ اہلسنت والجماعت اللہ کے دیدار کو بغیر کیفیت کے ثابت کرتے ہیں لیکن اشاعرہ خود اسی ظلم کو دہراتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ صفت استوا ثابت کرنا تجسیم کو لازم ہے کیونکہ ان کے نزدیک مستوی ہونے کے لیے جسم کا ہونا لازم ہے اور ان کے نزدیک اسی کو دیکھا جا سکتا ہے جس کا جسم ہو اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ وہ عقائد میں تقلید کر رہے ہیں۔

لفظ (الحد) (حد بندی):

نبیل الشریف نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے جس کی بنیاد ان کا یہ قول ہے ''کہ تمام مسلمانوں اور کافروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہے اور انہوں نے اسے (آسمانوں میں محدود) سمجھا ہے۔'' [1]

لہٰذا اس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر کفر کا فتویٰ لگایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ایک جہت میں محدود سمجھا ہے درحقیقت یہ جہالت اور ظلم ہے کیونکہ لفظ ''الحد'' خود ایک وصف ہے گویا کہ ان کا یہ قول ''حدوہ'' کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے اس وصف کو ثابت کیا ہے۔

حالانکہ اسے چاہیے تھا کہ وہ اس بات کا اعتراف کرتا کے اہل منطق اور اہل کلام لفظ ''الحد'' کی تعریف میں بہت زیادہ اختلاف رکھتے ہیں اور اس لفظ کی کوئی ایک تعریف نہیں ہے بلکہ اس کی تعریفات بہت زیادہ ہیں:

فقہاء، اصولیوں اور نحویوں کے نزدیک اس کی تعریف یہ ہے وہ جو کسی چیز کو دوسری تمام چیزوں سے الگ کر دے۔

اہل کلام کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے جس کے ذریعے کوئی مقصود وصف ذکر کا مستحق قرار پائے۔

اہلِ منطق کے نزدیک ایسا قول جو کسی چیز کی ماہیت پر دلالت کرتا ہو اور مطلق بولا جاتا ہو اور کسی چیز کی انتہا مراد ہو۔ [2]

یہ لوگ اسی لیے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: ''کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو کئی حصوں میں تقسیم کیا ہے۔'' کے بارے میں وسوسہ کا شکار ہو گئے کیونکہ یہ ان کے نزدیک تحدید اور اجزاء میں واضح اور صریح ہے زبیدی نے اس حدیث پر توربشتی کی تعلیق ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت لا متناہی ہے اور وہ تقسیم نہیں ہوتی اور نبی ﷺ سے ایسی کوئی بات وارد نہیں کہ جو عدد اور تحدید پر دلیل ہو۔'' [3]

---

1. کسیٹ: ١٥، مجالس الهدیٰ، سائیڈ (ب): ٦٥.
2. معيار العلم للغزالي: ٢٣٤، البحر المحيط للزركشي: ١/٢٩، الكافية في الجدل (١).
3. اتحاف السادة المتقين: ١٠/٥٥٧، ٥٥٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوالقاسم تیمی نے کہا: اہل حقائق لفظ ''الحد'' کی تعریف میں اختلاف کرتے ہیں اور ان سے مختلف عبارات منقول ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز کی ''الحد'' ایسا موضوع ہے جو اسے دوسروں سے ہر طرح سے الگ کرے۔ ❶

اگر لفظ ''الحد'' کے معنی مختلف ہیں تو کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان میں سے کوئی ایک معنی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرے مگر یہ کہ وہ وضاحت کرے کہ جو معنی انہوں نے مراد لیا ہے وہی وہ بیان کر رہا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لفظ ''الحد'' کی تعریف کرتے ہوئے کہا: ''الحد'' سے مراد وہ چیز ہے جو کسی کو صفت اور قدر کے لحاظ سے دوسروں سے بالکل الگ کر دے ❷ اور اس حد کے سبب میں جہمیہ کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں اس کی کوئی حد نہیں اور اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ وہ مخلوقات سے نہ ہی تو الگ ہے اور نہ ہی اس کائنات کے اوپر بلند ہے کیونکہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کو ایک جہت میں محدود کر دیتی ہے۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ اہل کتاب اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے اور اسے ان لوگوں کی تقلید نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ہمارے پاس ایسے بے شمار قرآنی دلائل ہیں جن سے یہ واضح ہے کہ وہ آسمانوں کے اوپر ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے ❸ کہ اہلسنت والجماعت نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے مگر انہوں نے اس کی کوئی حد بیان نہیں کی انہوں نے ابن وضاح کے قول کو دلیل بنایا ہے ''کہ میں نے یوسف بن عدی سے اللہ تعالیٰ کے نزول کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا ہاں میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کی کوئی حد بیان نہیں کرتا اور میں نے ابن معین سے سوال کیا تو انہوں نے کہا میں اس کا اقرار کرتا ہوں اور اس کی کوئی حد بیان نہیں کرتا۔

یہ لوگ غزالی کی قدرت رب کے بارے میں بیان کردہ (حد بندی) سے جاہل ہیں:

لیکن اشاعرہ نے غزالی پر کوئی حکم کیوں نہیں لگایا جب اس نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی تحدید بیان کی۔ اس نے کہا: ''ایسا امکان نہیں کہ وہ پہلے سے زیادہ افضل ہو؟'' ❹ کیا اس قول میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی حد بندی نہیں یا اللہ تعالیٰ کی عجز اور کمزوری کا اظہار نہیں؟ جیسا کہ بیجوری نے ''جوہرۃ التوحید'' ❺ کی شرح میں اس بات کا اعتراف کیا ہے، اس سے یہ واضح ہے کہ ان لوگوں کا ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر اعتراض اور کلام دینی غیرت یا انکار منکر کے لیے نہیں بلکہ مذہبی تعصب اور کسی کی تعریف یا مذمت کرنے میں اندھی تقلید کی بنیاد پر ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو کیا ایسے شخص کے متعلق خاموشی اختیار کی جاتی جو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر طعن کر رہا ہے اگرچہ وہ اشعری ہو؟

---

❶ سیر اعلام: ۸٦/۲۰.
❷ نقص التاسیس: ٤٤۲/۱.
❸ الفتاویٰ: ٥٦/٥.
❹ الاملاء فی اشکلات الاحیاء: ۱۳/٥.
❺ تحفة المرید شرح جوهرة التوحید: ٤٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اشاعرہ تو وہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں صفت بیان کی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی حد بندی بیان کرتے ہیں ان کا کہنا ہے اللہ تعالیٰ ظلم کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، اس قول کی بنیاد پر ابن حزم نے اشاعرہ پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی حد بندی کا الزام لگایا ہے۔ ❶

عبداللہ ابن مبارک اور لفظ ''الحد'' کے بارے میں ان کا موقف:

عبداللہ بن مبارک کا ایک قول امام بیہقی نے اسماء وصفات میں نقل کیا ہے علی بن حسن سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے پوچھا ہم اپنے رب کو کیسے پہچانیں؟ انہوں نے فرمایا: وہ ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے تو میں نے کہا جہمیہ بھی تو یہی کہتے ہیں، انہوں نے کہا: ''کہ ہم جہمیہ کی طرح نہیں کہتے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ وہ وہی ہے میں نے کہا یعنی حد بندی کے ساتھ تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم حد بندی کی ساتھ۔ ❷

اے قاری! تو غور کر کہ احباش کس طرح جھوٹ بولتے ہیں کہ انہوں نے کہا سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ سے حد بندی کی نفی کی ہے۔ ❸

غور کرو کہ بیہقی رحمہ اللہ کا اس حد کے بارے میں کیا موقف ہے جس کا ذکر ابن مبارک نے کیا ہے۔ انہوں نے کہا: عبداللہ بن مبارک نے سماع کی حد بندی مراد لی ہے یعنی یہ بات بالکل سچی اور پکی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر مستوی ہے اور وہ اپنے عرش پر ہے جیسے اس نے خبر دی ہے اور انہوں نے اس سے جہمیہ کی تردید مراد لی ہے جو یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر جگہ پر ہے اور اس کی حکایت اس کی مراد پر دلیل ہے۔

انہوں نے اس طرح بغیر کسی تکفیر اور بغیر گمراہی کے دعویٰ کرنے کے وضاحت کی ہے حالانکہ ابن مبارک نے اس لفظ سے اپنا مقصد اور مراد واضح نہیں کی جب کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لفظ حد سے اپنی مراد واضح کرتے ہوئے کہا: ہر متکلم کے نزدیک لفظ حد کی مراد دو چیزوں پر ہے۔ (۱) اس سے کسی چیز کی فی نفسہ حقیقت مراد ہے۔ (۲) کسی چیز کا وجود عینی یا وجود ذہنی مراد ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے بغیر کسی حد بندی کے یا ایسی صفت کے ساتھ جس کو کوئی بیان نہیں کر سکتا، انہوں نے اس کے بعد یہ قول بیان کیا کہ نظریں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں نہ ہی تو حد بندی کے ذریعے اور نہ ہی انتہا کے ذریعے۔

---

❶ الفصل فی الملل والنحل: ٤/٢١٣.

❷ الاسماء و الصفات: ٢/١٦٩، السنة: ١/١٧٥، الرد علی الجهمية: ١٦٢، الرد علی بشر المريسی: ٣٥، ذہبی رحمہ اللہ نے کہا یہ ابن مبارک سے ثابت ہے مگر کوثری نے اس کی تین علتیں بیان کی ہیں۔ اول حسینی بن صاح علی بن حسن سے روایت کر رہا ہے جیسا کہ بیہقی کے ہاں ہے۔ یہ قوی نہیں۔ دوم: ابن شقیق پر ارجاء کا الزام ہے۔ سوم: ابن مبارک سے روایات مختلف ہیں۔ لیکن کوثری کی ان تمام ذکر کردہ علتوں کا جواب دیا گیا ہے اور ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

❸ منار الهدیٰ: ١٤/٤٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کا مقصد یہ ہے کہ حد بندی کی عینی وجود کے ساتھ تفسیر یہ ہے کہ جو چیز آنکھوں کے احاطے اور ادراک میں آ جائے یا پھر ذہنی وجود کے ذریعے وہ چیز جو ذہن اور عقل کی حد بندی مشاہدہ یا تصور میں آ جائے یہ دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے بارے میں ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ کی کوئی ایسی صفت بھی نہیں جسے ''الحد'' کہا جا سکے بلکہ یہ لفظ ''الحد'' اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی تعبیر ہے جو اس کو اس کی صفات اختصاصِ کمال، عرش پر بلند ہونے اور اپنی مخلوق سے الگ اور بلند ہونے کے ساتھ دوسروں سے الگ کر سکے ❶ لفظ حد بندی کے یہی معنی فقہاء، منطقیوں اور اصولیوں کے نزدیک ہیں۔ ❷

تو کیا ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دشمن ان کی تکفیر پر بضد رہیں گے فقط ایک ایسے لفظ کی بنیاد پر جس کے بارے میں انہوں نے صراحت بیان کر دی کہ وہ اس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ اور مخلوقات کی صفات میں فرق بیان کرنا چاہتے ہیں جب کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی انتہا کا ادراک نہیں یا پھر یہ لوگ بیہقی کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھیں گے؟

ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس شخص کو مذاق کرتے ہوئے کہتے ہیں جس کو یہ وہم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جس کا نام (الحد) ہے انہوں نے کہا: یہ کلام جس شخص نے ذکر کیا ہے یہ اس وقت مانا جاتا جب یہ لوگ کہتے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کا نام حد بندی ہے جیسا کہ ان لوگوں کا رد کرنے والا وہ شخص وہم کر رہا ہے تو ایسی بات کسی ایک نے بھی نہیں کی ہے اور نہ ہی کوئی عقلمند یہ بات کر سکتا ہے یہ ایسا کلام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کوئی ایسی صفت ہے جس کو اس ان الفاظ سے بیان کیا جائے جیسا کہ اس کی دوسری صفات سے اسے متصف کیا جاتا ہے جیسا کہ ہاتھ، علم، حد بندی صفت معین ہے جسے کہا جاتا ہے الحد بلکہ یہ ایسی صفت ہے جس کے ذریعے اسے دوسروں سے اس کی صفت اور قدرت کے لحاظ سے ممتاز کیا جاتا ہے جیسا کہ یہ بات محددات میں کسی حد میں معروف ہے جیسے کہا جاتا ہے انسان کی حد بندی اور فلاں چیز کی حد بندی یہ صفات اس کو دوسروں سے الگ کرتی ہیں۔ ❸

دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان پر لازم ہے کہ وہ اس لفظ کے بارے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے موقف کی وضاحت کریں انہوں نے اپنی کتابوں میں کئی مقامات پر اس کی تشریح کی ہے انہوں نے کہا یہ ایسا لفظ ہے کہ سلف صالحین نے اس کو استعمال نہیں کیا لیکن جب اس کا اطلاق ہوتا ہے تو اس کے دو معنی مراد ہوتے ہیں۔

اول: اللہ تعالیٰ کا علم کے ذریعے احاطہ کرنا اس میں کوئی شک نہیں کہ ان معنوں میں اس حد بندی کی اللہ تعالیٰ سے نفی کی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ احاطہ میں آنے والا نہیں سلف صالحین نے حد بندی کی جو نفی کی ہے جیسا کہ سفیان ثوری حماد بن زید تو وہ انہی معنوں پر مشتمل ہوگی۔

دوم: اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات سے بالکل الگ، ان سے جدا اور ان سے انتہائی بلند ہے تو یہ وہ معنی ہے جو سلف صالحین نے

---

❶ بيان تلبيس الجهمية: ٢/١٦٣.

❷ الحدود في ثلاث رسائل: ٩.

❸ بيان تلبيس الجهمية: ١/٤٤٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کیے جیسا کہ ابن مبارک وغیرہ۔

اگر لفظ ''الحد'' حد بندی سے مراد یہ ہو کہ مخلوقات اللہ تعالیٰ کا احاطہ کر سکتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس سے کہیں اعلیٰ اور بلند ہے بلکہ اس کی کرسی زمین وآسمانوں کو اپنے احاطے میں لیے ہوئے اوران سے کہیں وسیع ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ﴾ (الزمر: ٦٩)

''حالانکہ زمین ساری قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔''

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جو کچھ ان میں ہے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے کسی ایک کے ہاتھ میں رائی کا دانہ ہو۔

اگر اس سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات سے بالکل الگ اور بلند ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسے ہی ہے جیسے آئمہ اہل سنت نے بھی کہا وہ ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے اور مخلوقات سے بالکل جدا ہے۔ [1]

اور جس نے یہ کہا کہ وہ احاطہ شدہ ہے یعنی مخلوقات اس کا احاطہ کر سکتی ہیں اور اس کو گھیر سکتی ہیں تو اس نے غلطی کی اور جس نے یہ کہا کہ وہ اپنی مخلوقات سے بالکل جدا ہے اور ان پر بلند ہے تو اس نے بالکل صحیح کہا جس کا کہنا یہ ہے کہ اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور اس کی مراد یہ ہے کہ مخلوقات اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں تو اس نے صحیح بات کی۔

اور جس کی مراد یہ تھی کہ وہ اپنی مخلوقات سے جدا نہیں ہے بلکہ نہ ہی تو وہ مخلوقات میں داخل ہے اور نہ ہی خارج ہے تو اس نے بھی غلطی کی، اور کہا: یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت بھی تھا جب اس نے زمین وآسمان کو پیدا نہیں کیا تھا اس نے انھیں بعد میں پیدا کیا اگر وہ کہے کہ وہ ان میں داخل ہو گیا تو یہ حلول (داخل ہونا) باطل ہے اور اگر وہ یہ کہے کہ یہ دونوں مخلوقات اس میں داخل ہو گئیں تو یہ انتہائی باطل بات ہے اور اگر یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے جدا ہے نہ ہی تو اللہ تعالیٰ ان میں داخل ہے اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ میں داخل ہیں تو یہ اہل توحید اور اہلسنت کا قول ہے۔

اس وضاحت سے تمھیں پتہ چل گیا ہوگا کہ یہ لوگ آئمہ کرام کا مجمل کلام بیان کرتے ہیں اور اس کو چھپا لیتے ہیں جس سے اس کی تفسیر اور وضاحت معلوم ہو سکے۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

مختصر یہ ہے کہ یہ الفاظ یعنی ''حد بندی، جہت، تحیز'' عوام الناس کے لیے سمجھنا مشکل ہے یہ ایسے مجمل الفاظ ہیں جو ان کے لیے مسئلہ کو متشابہ بنا دیتے ہیں اہل بدعت کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ ایسی اصطلاحات اور ایسے غیر معروف الفاظ استعمال کر کے عوام الناس پر اپنے علم کا رعب جمانا اور اہل سنت والجماعت کے منہج کو مشکوک بنانا چاہتے ہیں عام آدمی ان کے باطل نظریہ کو تسلیم کر لیتا ہے اور ان کے مخالفین پر کفر کا فتویٰ لگانے اور ان سے عداوت ودشمنی رکھنے میں ان

[1] الرسالة التدمرية: ٤٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اندھی تقلید کرنے لگ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ امام احمد پر رحم فرمائے جنھوں نے متکلمین کے بارے میں کہا: ❶ یہ لوگ متشابہ کلام سے بات کر کے جاہل عوام کو دھوکہ دیتے ہیں اور ان پر معاملہ مشکوک کر دیتے ہیں ہم ایسے گمراہ لوگوں کے فتنہ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(جہت) کا قول:

اسی طرح ان لوگوں کا دعویٰ ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جہت کا لفظ استعمال کیا ہے جب کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا واضح کلام ان لوگوں کے دعویٰ کی تکذیب کر رہا ہے کیونکہ وہ اپنی کتابوں میں بار بار یہ کہتے ہیں یہ لفظ ان جملہ الفاظ میں سے ہے جو بدعتی لوگ استعمال کرتے ہیں جب کہ سلف صالحین اور آئمہ کرام نے اس لفظ کو بطور نفی یا اثبات استعمال نہیں کیا ہے۔

بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس لفظ کا اثبات شیخ عبدالقادر جیلانی نے کیا ہے جن کے سلسلہ کی طرف حبشی اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے۔ جیلانی نے کہا: ''وہ جہت علو (بلندی) میں ہے، عرش پر مستوی ہے، کائنات کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور مستوی علی العرش ہونے کا مطلب اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات کے ساتھ عرش پر ہونا ہے بیٹھنے اور مس کرنے کے معنوں میں نہیں ہے اور اس سے مراد اس کا مقام مرتبہ بلند ہونا بھی نہیں ہے جیسا کہ اشاعرہ نے کہا ہے بلکہ یہ کہا جائے گا وہ آسمانوں کے اوپر عرش پر مستوی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰهٰ: ٥)

''وہ بے حد رحم والا عرش پر بلند ہوا۔''

(رحمان عرش پر مستوی ہے) ❷ کیا تم لوگوں کے پاس اتنی ہمت ہے کہ اپنے سلسلہ قادریہ کے اس شیخ کی تکفیر کر سکو کہ جس نے اس چیز کا واضح اعلان کیا جس کو تم کفر کہتے ہو؟

غزالی ❸ ابن عبدالسلام ❹ اور ابن حجر ہیتمی ❺ کے نزدیک اس شخص کو کافر نہیں کہا جا سکتا جو جہت کا قائل ہو اگر تو تم اس بات پر راضی ہو تو بہتر ورنہ تمھیں مندرجہ ذیل شیوخ کی تکفیر کرنا پڑے گی عبدالقادر جیلانی، عز بن عبدالسلام اور ابن حجر ہیتمی۔

---

❶ الرد علی الجهمية: ٦، فتح الباری: ١٣/٤٩٣.

❷ الغنية: ٥٦.

❸ فيصل التفرقة بين الاسلام و الزندقة: ١٢٩، ١٤٨.

❹ قواعد الاحكام: ١٧٠_١٨٢، الحادی: ٢/١٣٣.

❺ الزواجر: ٢/٣٥١، ٣٧٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک (جہت) کا مفہوم:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک (جہت) ایک نیا لفظ ہے جس کا استعمال سلف نے نہ ہی تو بطور نفی کیا ہے اور نہ ہی بطور اثبات اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہے نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ صحابہ کرام سے کہ انہوں نے یہ کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی سمت میں گھرا ہوا ہے یا وہ جسم یا وہ جوہر ہے وغیرہ وغیرہ یہ تمام الفاظ نئے اور خود ساختہ ہیں۔

ان کو استعمال کرنے والے بعض دفعہ صحیح معنوں میں استعمال کرتے ہیں اگر وہ صحیح معانی مراد لیں جو کتاب وسنت کے مطابق ہوں تو یہ ان سے قبول کیے جائیں گے اور بعض دفعہ فاسد معانی مراد لیتے ہیں تو یہ ان پر ہی لوٹا دیئے جائیں گے۔

پھر کہا: لفظ جہت کے مطلق طور پر استعمال کرنے میں لوگوں کے تین اقوال ہیں ایک گروہ مکمل طور پر اس کی نفی کرتا ہے ایک گروہ مکمل طور پر اس کو ثابت کرتا ہے اور ایک گروہ اس کی تفصیل بیان کرتا ہے کہ لفظ جہت بعض دفعہ موجود کے لیے بولا جاتا ہے، اور بعض دفع اس کے ذریعے معدوم مراد لیا جاتا ہے۔

یہ بات معلوم ہے خالق اور مخلوق کے علاوہ کوئی موجود نہیں اگر جہت سے مراد اللہ تعالیٰ کے علاوہ موجود امر ہو تو وہ اللہ کی مخلوق ہے کیونکہ کسی مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نہ ہی تو احاطہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کو گھیرا جا سکتا ہے اور اگر جہت سے مراد امر عدم ہو...... جو کہ کائنات سے اوپر ہے...... تو وہاں اللہ وحدہٗ لاشریک کے علاوہ کوئی نہیں۔ [1]

کبھی جہت سے مراد اللہ کے علاوہ موجود چیز ہوتی ہے تو یہ مخلوق ہوگی جیسا کہ جہت سے مراد عین عرش یا آسمان ہوں اور کبھی اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا موجود نہ ہونا ہے جیسا کہ جہت سے کائنات کا اوپر مراد لینا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ کسی نص میں لفظ جہت اثبات یا نفی کے طور پر استعمال نہیں ہوا۔

اگر کہنے والا یہ کہے کہ ''وہ ایک جہت میں ہے'' تو اس سے پوچھا جائے گا تیری مراد کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی جہت میں ہے جو اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے یا اسے اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے مثال کے طور پر وہ آسمانوں کے گھیرے میں ہے؟ اسے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات میں داخل نہیں ہے یا پھر اس سے تیری مراد کائنات سے اوپر ہونا ہے کہ جہاں کچھ بھی نہیں ہے، تو کائنات سے اوپر کوئی مخلوق نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب سے اوپر ہے۔

اگر تیری مراد وجودی جہت ہے اور تو نے اللہ تعالیٰ کو مخلوقات میں محصور کر دیا ہے تو یہ باطل ہے۔

اور اگر تو نے جہت عدم مراد لی ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی مخلوقات کے اوپر ان سے بالکل الگ ہے تو یہ حق ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسے ہے جیسے تم میں سے کسی کے ہاتھ میں رائی کا دانہ ہے۔'' لہٰذا جو چیز اس قدر چھوٹی اور حقیر ہو وہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ کیسے کر سکتی ہے؟

---

[1] منهاج السنة : ١/٢١٦.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت میں نہیں ہے اس سے پوچھا جائے گا اس سے تیری مراد کیا ہے؟ اگر اس کی مراد یہ ہو کہ آسمانوں کے اوپر کوئی ایسا رب نہیں جس کی عبادت کی جائے، عرش پر کوئی معبود نہیں، ہمارے نبی ﷺ معراج کی رات اللہ تعالیٰ کے پاس اوپر نہیں گئے، دعا میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ نہ اٹھائے جائیں اور دل اس کی طرف متوجہ نہ ہوں تو یہ شخص فرعونی، تعطیل کرنے والا اور رب العالمین کا منکر ہے۔

اسی بنیاد پر اہل حلول اور اہل اتحاد دعویٰ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لحاظ سے ہر جگہ موجود ہے اور مخلوقات کا وجود درحقیقت خالق کا وجود ہی ہے۔ ❶

اسی لیے اہل تعطیل کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ عقائد میں تو معطلہ ہیں اور تصوف میں حلولی اور اتحادی ہیں ان کی یہ تعطیل اللہ تعالیٰ کو چھوڑنے کا سبب ہے ❷ مگر جب انہوں نے تصوف میں اسے ڈھونڈا تو ہر جگہ پا لیا۔

لفظ (حرکت):

جہاں تک لفظ حرکت کا تعلق ہے تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسا کوئی عقیدہ نہیں رکھتے، یہ حبشی کا جھوٹ اور افتراء بازی ہے جس نے یہ دعویٰ کیا ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کی طرف حرکت کی نسبت کرتے تھے۔ ❸

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے الفاظ یہ ہیں: ''بعض اہلسنت اور اہل حدیث گروہوں ❹ کا یہ کہنا ہے کہ حرکت زندگی کے لوازمات میں سے ہے، ہر زندہ متحرک ہوتا ہے جیسا کہ حرب کرمانی، عثمان بن سعید دارمی وغیرہ جب کہ بعض نے اس کی نفی کی ہے جیسا کہ نعیم بن حماد، خزاعی، بخاری اور ابن خزیمہ۔ انہوں نے مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا: ''بعض اہل سنت اور اہل حدیث نے اس معاملے میں بطور نفی یا اثبات کچھ بھی نہیں کہا ہے۔'' ❺

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان دونوں طریقوں میں سے کسی ایک کی ترجیح ذکر نہیں کی انہوں نے صرف اختلاف ذکر کیا ہے اور یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ایسے بدعتی الفاظ سے بچنا چاہیے تو کیا ایسا کہنے سے ان کے لیے حرکت کا عقیدہ لازم ہوتا ہے؟

ہم آپ کے لیے حبشی کے کلام سے ایک مثال پیش کرتے ہیں اس سے شراب پینے کا حکم پوچھا گیا تو اس نے کہا:

---

❶ صوفیوں نے اشعری کے اس عقیدہ کو اپنایا ہے، کسی بھی چیز کا وجود اس ذات کا عین ہے اور اس پر زائد نہیں اور ان لوگوں نے اس قول پر وحدہ الوجود کی بنیاد رکھی ہے۔ ان میں سب سے اہم نام ابن عربی، ابن فارض، قونوی اور ابن سبعین ہیں۔ عبدالغنی نابلسی نے اپنی کتاب ((ایضاح المقصود من معنی وحدة الوجود)) کو اشعری کے قول سے شروع کیا ہے پھر اس نے ابن عربی اور ابن فارض کی وحدۃ الوجود کے مسئلہ میں موافقت کی ہے اور ان کو ہدایت کے امام شمار کیا ہے اور کہا: اصل عقیدہ وحدۃ الوجود کا ہے اور یہ کہ یہ قیامت تک جاری رہے گا اور جو اس کا انکار کرے وہ جاہل ہے۔ ٣٠١ ـ ٣٠٦.

❷ منهاج السنة: ٢/٢٥٢.

❸ الدليل القويم: ٤٠.

❹ حوالہ سابقہ: ٤٠، یہ حبشی کے الفاظ بھی ہیں۔

❺ درء تعارض العقل والفضل: ٢/٧، مجموع الفتاوىٰ: ٥/٥٧٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض فقہاء کے نزدیک کسی بھی صورت میں شراب سے علاج کرنا جائز نہیں ہے جب کہ بعض کے نزدیک بطور علاج جائز ہے جیسا کہ اگر کسی کے گلے میں لقمہ اٹک گیا ہو تو اسے شراب کا ایک گھونٹ پلانا جائز ہے بعض فقہاء کا یہ کہنا ہے اگر کوئی اور دوا میسر نہ ہو تو شراب سے علاج کرنا جائز ہے۔ ❶ حبشی کے قاعدہ کی بنیاد پر ہمارے لیے جائز ہے کہ ہم یہ حکم لگائیں کہ شراب پینا اور اس کے ذریعے علاج کو ترجیح دیتا تھا۔

اس مسئلہ میں تم نے مکروفریب سے کام لیا ہے اس میں ارسطو کی تعلیمات کی آمیزش ہے جو تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی فعلی صفات کے انکار کی طرف لے گئی ہے گویا کہ اس کے افعال کا اثبات حرکات کا اثبات ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مشیت اور قدرت سے کلام نہیں کرتا، وہ آسمانوں پر مستوی نہیں، وہ رات کے آخری پہر میں نزول نہیں کرتا اور وہ جب چاہتا ہے نہیں آتا، درحقیقت تم نے اپنے شیخ ارسطو کی خوشنودی اور اس کی بات کو تسلیم کرنے کے لیے جو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ ہی تو نازل ہوتا ہے نہ ہی عرش پر مستوی ہے اور نہ ہی آتا ہے، ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ ❷

تم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ﴾ ''میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔'' کے معنی اور اپنے شیخ کا مذہب بدل ڈالا ہے تم نے دعویٰ کیا ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات اس وقت کہی جب انہوں نے سورج کو حرکت کرتے ہوئے دیکھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ تمام مخلوقات حرکت کرتی ہیں۔ لیکن کیا ان کو یہ علم نہیں تھا کہ سورج ایک جسم ہے اور تمام اجسام مخلوق ہیں تو وہ اس کے جسم ہونے کی وجہ سے اس کے مخلوق ہونے پر دلیل پکڑتے؟

تم اس بات سے جاہل کیوں ہو کہ لفظ ﴿الْاٰفِلِیْنَ﴾ کے معنی غائب ہونے والی چیزیں ہیں اور اس آیت کا حرکت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کیونکہ چلنے والے اور حرکت کرنے والے کو ﴿الْاٰفِلِیْنَ﴾ نہیں کہتے۔

اسی لیے عز بن عبدالسلام نے اس استدلال پر نقد کی ہے اور یہ ذکر کیا ہے کہ اس میں زبردست اشکال ہے۔ ❸

لفظ حرکت اور اس طرح کے دیگر بدعتی الفاظ کے بارے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ لفظِ حرکت اور اس طرح کے دیگر الفاظ کے متعلق یہ موقف رکھتے ہیں کہ یہ ایسے الفاظ ہیں جن کے بارے میں سلف صالحین نے بطور نفی یا اثبات کچھ بھی ذکر نہیں کیا ہے انہوں نے کہا سلف صالحین قرآن وحدیث کے الفاظ کو استعمال کیا کرتے تھے اور ان کے ہی مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے افعال کا اثبات یا نفی کیا کرتے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی نفی یا اثبات کے بارے میں ایسے بدعتی الفاظ استعمال نہیں کرتے تھے...... کیونکہ ایسے بدعتی الفاظ کا کوئی ضابطہ اور قانون نہیں، ہر قوم ان الفاظ سے ایسے معنی مراد لیتی ہے جو ان لوگوں نے نہیں لیے جیسا کہ لفظ جسم، جہت اور تحیز وغیرہ بخلاف ان الفاظ کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیے یہ بدعتی الفاظ درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

❶ کیسٹ: ۷، عدد: ۴۰۰۔

❷ الطبیعة لارسطو ترجمه اسحاق بن حنین: ۲/۲۳۳۔

❸ فوائد فی مشکل القرآن: ۱۱۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت سی تعلیمات کو جھٹلانے کا باعث ہیں اور کتاب وسنت کے مخالف ہیں ایسے الفاظ استعمال کرنے والے سے تفصیل پوچھی جائے گی۔ ❶

انہوں نے مزید کہا: ''یہ تمام عبارات اور جملے متشابہ ہیں جو حق اور باطل دونوں پر مشتمل ہیں ان کی نفی میں صحیح اور باطل دونوں کی نفی شامل ہے اور ان کے اثبات میں صحیح اور باطل دونوں کا اثبات شامل ہے اللہ تعالیٰ کی نصوص کے خلاف ان دونوں کے اطلاق کو منافی قرار دیا جائے گا کیونکہ نصوص الٰہی ایسا فرقان ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا ہے......'' اسی لیے سلف صالحین نہ ہی تو ایسے لفظ کو مطلق طور پر لیتے تھے اور نہ ہی اس کی نفی کرتے تھے بلکہ وہ اس کے بارے میں استفسار اور تفصیل طلب کرتے تھے بخلاف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے کلام کے کیونکہ اسے ہر حال میں قبول ہی کرنا ہے اگرچہ ان کے معنی سمجھ نہ آ رہے ہوں۔ ❷

انہوں نے کہا: جو یہ کہتا ہے کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے یا کسی اور کام کے لیے فارغ ہوتا ہے تو یہ سب کا سب قطعی طور پر باطل ہے اللہ تعالیٰ کو ان چیزوں سے پاک سمجھنا واجب ہے۔ ❸

پھر کہا: معتزلہ جب اللہ تعالیٰ کو اعراض، حدود، جہات، جسم اور احاطہ بندی جیسی صفات سے پاک کرتے ہیں تو ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کو ان صفات سے پاک کرنا نہیں ہوتا جن سے اس کو پاک سمجھنا واجب ہے بلکہ وہ اس مضمون کے تحت اللہ تعالیٰ سے ان کمال صفات کی نفی کر دیتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت قرار دیا ہے۔

لہٰذا جب انہوں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ اعراض سے پاک ہے'' اس عبارت میں بظاہر ایسی کوئی چیز نہیں جس کا انکار کیا جائے کیونکہ لوگ اس سے یہی سمجھیں گے کہ اللہ تعالیٰ اعراض وفساد وغیرہ سے پاک ہے جو بنی آدم کو درپیش رہتے ہیں جیسا کہ مرض وغیرہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے پاک ہے لیکن ان لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ اس کے پاس کوئی علم نہیں، قدرت نہیں، زندگی اور ایسا کلام نہیں جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہو اور نہ ہی وہ دوسری صفات کا حامل ہے جن کو یہ لوگ اپنے تئیں اعراض سمجھتے ہیں۔

جب انہوں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ جہات حدود اور حد بندی سے پاک ہے'' تو عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوقات گھیر نہیں سکتیں اور نہ ہی اس کا احاطہ کر سکتیں ہے یہ معنی بالکل صحیح ہے لیکن ان کا مقصد یہ ہے اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر نہیں ہے اور نہ ہی عرش پر کوئی معبود ہے، نہ ہی محمد ﷺ معراج کی رات اس کے پاس اوپر گئے ہیں، نہ ہی اس کی طرف سے کوئی چیز نازل ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی طرف چڑھتی ہے۔

---

❶ مجموع فتاوی: ٥/٤٣٢.

❷ درء تعارض العقل والنقل: ١/٧٥.
❸ مجموع فتاوی: ٥/٤٨٥، ٤٥٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب وہ یہ کہتے ہیں ''کہ اس کا جسم نہیں'' تو عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ نہ ہی تو مخلوقات کی جنس میں سے اور نہ ہی مخلوق کی طرح اس کا جسم ہے یہ معنی تو صحیح ہے لیکن ان کا مقصد یہ ہے کہ نہ ہی اسے دیکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی وہ خود کلام کرتا ہے۔

انہوں نے مزید کہا: ''اگر متکلمین نے ان الفاظ کے معانی کی تحدید میں غلطی کی ہے تو یہ فقط ایسی تعبیر نہیں جو کتاب و سنت کے معنی کے خلاف ہو بلکہ ان کی تعبیر لغت عرب کے بھی خلاف ہے جس کے ذریعہ قرآن مجید نے ان کو مخاطب کیا ہے ان لوگوں کی یہ نفی ان صحیح لغوی معانی کی بھی نفی ہوگی جن کو قرآن نے ثابت کیا ہے یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے بارے میں صحیح معنی کی بھی نفی ہوگی، یہ طریقہ باطل ہے ان لوگوں نے قرآن کے معنی کی تعبیر ایسی عبارات کے ساتھ کی ہے جو قرآن میں نہیں بلکہ بعض دفعہ قرآن مجید میں دوسرے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ ❶

معنوی تحریف یہودیوں کا طریقہ ہے:

انہوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اس قول پر اعتراض کیا ہے: ''تورات اور انجیل کے الفاظ نہیں بدلے بلکہ ان کے معنی میں تحریف واقع ہوئی ہے۔'' ❷

درحقیقت یہ اسلوب مدلسین کا ہے جو عوام الناس کے لیے ایسے مسائل کا ذکر کرتے ہیں گویا کہ یہ اصل اسلام کے خلاف ہیں اس مدلس نے عوام الناس سے چھپایا ہے کہ یہ قول درحقیقت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جو کہ ترجمان القرآن ہیں اور اسی طرح وہب بن منبہ کا ہے اور وہ سب سے زیادہ تورات جاننے والے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے بدرالدین زرکشی کا رد کیا ہے۔ ❸

صحیح بخاری میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یحرفون'' کا مطلب زائل کرنا ہے اور کوئی بھی اللہ کی کتاب میں سے کوئی لفظ زائل نہیں کر سکتا لیکن وہ اس میں تحریف (تبدیلی) کرتے ہیں یعنی وہ اس کی ایسی تاویل کرتے ہیں جو ثابت نہیں۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا: ''اہل کتاب کی تحریف یہ ہے کہ انہوں نے معنی کو بدل ڈالا اور اس کا انکار ممکن نہیں یہ ان کے ہاں کثرت سے پایا جاتا ہے۔'' انہوں نے مزید کہا: ''راغب کہتے ہیں تحریف سے مراد تبدیلی ہے اور کلمات کی تبدیلی یہ ہے کہ اس میں دو احتمال ذکر کیے جائیں کہ وہ ان دو احتمالات یا اس سے زیادہ پر محمول کرنا ممکن ہے۔ ❹

نصوص کے معنی کی تحریف میں حبشی کے استاد:

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حبشی اس حقیقت کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے کہ یہودی نصوص کے معنی تبدیل کیا کرتے تھے اور یہ ان سے ثابت ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا: ''کہ اس حقیقت کا انکار ممکن نہیں کہ یہودی نصوص کے معنی کو

---

❶ درء تعارض العقل والنقل: ۱/۳۱۰، ۳۱۱.
❷ المقالات السنية: ۱۵.
❸ فتح الباری: ۱۳/۵۲۳.
❹ فتح الباری: ۱۳/۵۲٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبدیل کرتے ہیں اور یہ ان سے بکثرت ثابت ہے۔‘‘

باطل تاویلات کرنے والے حبشی جیسے لوگ اس حقیقت سے جی چرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نصوص کے معنی تبدیل کرنے میں فلاں شخص یہودیوں کے طریقہ پر چل رہا ہے، اسے نصوص کے ساتھ کھلواڑ کا نام دیا جاتا ہے جیسا کہ استوا کی تاویل استیلاء، غضب کی تاویل سزا اور رضا کی تاویل ثواب سے کی جاتی ہے...... یہ سب کچھ تنزیہ کے نام پہ کیا جاتا ہے، تنزیہ درحقیقت تحریف کا زینہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ﴾ (النمل : ٢٤)

’’کہ شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال کو مزین کر دیا ہے۔‘‘

اور فرمایا:

﴿أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوٓءُ عَمَلِهِ فَرَاٰهُ حَسَنًا﴾ (الفاطر : ٨)

’’کیا وہ شخص کے جس کے لیے اس کے برے اعمال کو مزین کر دیا گیا ہے اور وہ انھیں اچھے خیال کرتا ہے۔‘‘

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ثابت کیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے ترجیح دی ہے انہوں نے کہا: ہمارے شیخ ابن ملقن نے اپنی شرح میں کہا: یہ دو اقوال میں سے ایک ہے جو انہوں نے اس آیت کریمہ کی تشریح میں کہا ہے اور اسے امام بخاری نے اختیار کیا ہے۔ [1]

حافظ ابن حجر نے تحریف کے معنی کی تفسیر میں چند اقوال ذکر کیے ہیں حتی کہ فرمایا تیسرا قول یہ ہے کہ اس میں تھوڑی سی تبدیلی واقع ہوئی ہے اور بقیہ زیادہ تر اپنے حال پہ ہے اسی قول کی تائید الشیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ”الرد الصحیح لمن بدل دین المسیح“ میں کی ہے۔

حافظ ابن حجر نے زرکشی کے اس قول کو رد کرنے کا دعویٰ مردود قرار دیا ہے انہوں نے کہا: ’’اس قول کو باطل قرار دینا صحیح نہیں ہے یہ قول وہب بن منبہ کی طرف منسوب ہے جو کہ تورات کے سب سے بڑے عالم ہیں اور یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے جو ترجمان القرآن ہیں۔ اس کے لائق یہ تھا کہ وہ شروع میں ہی اس کی مخالفت ترک کر دیتا اور مخالفین کے دلائل جو میں نے بیان کیے ہیں کا رد کرنے میں لگ جاتا۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر فنائے جہنم کی تہمت:

کیا ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جہنم کے فنا ہو جانے کی بات کی ہے؟

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مخالفین نے یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ ان کا موقف تھا کہ جہنم تمام جہنمیوں کے ساتھ فنا ہو جائے گی۔

[1] حوالہ سابقہ: ۵۲۳/۱۳.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ان مخالفین میں سے ایک حبشی ہے جس نے کہا: ''ابن تیمیہ نے اپنی کتاب (منہاج السنہ النبویہ) میں دعویٰ کیا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے صرف جہم بن صفوان نے اس کی مخالفت کی ہے اور اسے مسلمانوں نے کافر قرار دیا ہے پھر کہا یعنی ابن تیمیہ نے جہنم کے بارے میں اس کے خلاف بات کی ہے۔ ❶

میں نے حبشی کی کتاب کا مطالعہ کیا ہے لیکن اس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ایسی کوئی عبارت نقل نہیں کی جس سے اس کی تائید ہوتی ہے میں نے اس کو چیلنج دیا ہے کہ وہ کوئی ایک عبارت ذکر کرے ورنہ اس کے بارے میں میرا حکم یہ ہوگا کہ وہ جھوٹا اور افتراء باز ہے۔ میں نے حبشی کی کتاب ''فتح الرحمٰن'' میں یہ عبارت دیکھی کہ اگر شیخ عبدالقادر جیلانی جہنم کی آگ کو پھونک ماریں تو وہ ختم ہو جائے گی میرے نزدیک تو یہ فنائے جہنم کے متعلق ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب قول سے کہیں زیادہ بدترین مؤقف ہے۔

بلکہ تو دیکھے گا اشاعرہ میں سے بعض جیسا کہ ابو منصور بغدادی کا کہنا ہے کہ عقلی طور پر جہنم کا فنا ہونا جائز ہے لیکن یہ بھی کہا کہ نصوص میں ذکر ہے یہ ہمیشہ رہے گی۔ ❷

یہ کہ تم اپنی جہالت کی وجہ سے کسی قوم پر اعتراض کرو:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اصحاب اور ان سے محبت کرنے والے بعض لوگوں نے جن میں الشیخ شعیب الأرناؤوط جو کہ الطحاویہ کے محقق ہیں نے جہنم کے فنا ہونے کے قول کی نسبت ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما اللہ کی طرف کی ہے ❸ جبکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتابوں میں کوئی ایسی بات نہیں جو اس پر دلالت کرے بلکہ ان کی کتابوں میں جہنم کے ہمیشہ رہنے کا ذکر ملتا ہے۔

القاری، ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے تہمت کی نفی کرتے ہوئے:

علامہ قاری ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اس تہمت کی نفی کرتے ہوئے اپنے رسالہ میں جس میں انہوں نے ابن عربی کا رد کیا کہتے ہیں: ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے کہ کفار آخر کار جہنم سے نکال لیے جائیں گے تو یہ ان پر افترا بازی ہے۔ ❹

جنت اور جہنم کے ابدی ہونے کے بارے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اقوال:

انہوں نے کہا: اس امت کے سلف صالحین اور تمام اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ کچھ مخلوقات ایسی ہیں جو کبھی بھی نہ ہی تو فنا ہوں گی اور نہ ہی ختم ہوں گی جیسا کہ جنت جہنم اور عرش، تمام مخلوقات کے فنا ہو جانے کا قول صرف اور صرف اہل کلام اور بعض مبتدعین کا ہے جیسا کہ جہم بن صفوان اور معتزلہ میں سے اس کے ہمنوا وغیرہ، یہ قول باطل ہے

---

❶ اظهار العقيدة: السنة: ١٩١.
❷ اصول الدين: ٢٣٠.
❸ شرح الطحاوية لابن ابى العز: ٤٢٢.
❹ الرد على القائلين لوحدة الوجود: ٨٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ، امت کے سلف صالحین اور ائمہ کے اجماع کے خلاف ہے۔ ❶ اسی لیے سلف صالحین نے اس کا سختی سے انکار کیا ہے کہ جنت اور جہنم فنا ہو جائے گی۔ ❷

انہوں نے کہا جہم جنت اور جہنم کے فنا ہو جانے کا دعویٰ کرتا ہے، اسی طرح ابو ہذیل نے کہا اہل جنت اور اہل جہنم کی تمام حرکات منقطع ہو جائیں گی...... جمہور مسلمانوں نے ان کی مخالفت کی ہے ❸ اہل کلام کا حق سے اعراض ایسا سبب ہے جس نے انھیں فاسد عقائد اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے جیسا کہ جہم بن صفوان اور دیگر لوگوں نے جنت اور جہنم کے فنا ہونے کا عقیدہ بیان کیا ہے۔ ❹

انہوں نے کہا: (تمام اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنت اور جہنم کا کوئی اختتام نہیں یعنی وہ ہمیشہ رہے گی، اہل جنت ہمیشہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور اہل جہنم ہمیشہ عذابوں کا شکار رہیں گے اور اس کا کوئی اختتام نہیں۔ ❺ اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کے مطلق طور پر ہمیشہ رہنے کی خبر دی ہے۔ ❻

وہ تو اس بات کی تائید کر رہے ہیں کہ اس امت کے ائمہ سلف اس پر متفق ہیں کہ جنت اور جہنم ہمیشہ رہے گی جبکہ جہمیہ کے قول کا انکار کر رہے ہیں پھر وہ سلف صالحین کی بات کو چھوڑ کر جہمیہ کی موافقت کیسے کر سکتے ہیں؟

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جہنم کے فنا ہو جانے کا قول جہم بن صفوان جو کہ جہمیہ کے سردار ہیں اور ابو ہذیل جو کہ معتزلہ کے سرخیل ہیں کی طرف منسوب کیا ہے پھر وہ ان دونوں کے قول کو کیسے اپنا سکتے ہیں جب کہ انہوں نے یہ وضاحت کر دی کہ جمہور مسلمین اس عقیدہ کے مخالف ہیں؟

تعجب ہے کہ ابن عبدالہادی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تالیفات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان کی ایک کتاب "قاعدہ فی الرد علی من قال بفناء الجنة والنار" ہے یعنی اس شخص کا رد جو جنت اور جہنم کے فنا ہونے کی بات کرتا ہے۔ ❼

کیا ابن قیم رحمہ اللہ جہنم کے فنا ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے؟

ابن قیم رحمہ اللہ نے قیامت کے دن کے اعتبار سے لوگوں کی منازل کو تین اقسام میں بیان کیا ہے۔

۱۔ امن وسکون والا پاکیزہ گھر۔

۲۔ عذابوں والا خوفناک گھر یہ دونوں کبھی فنا نہ ہونگے۔

۳۔ ان لوگوں کے رہنے کی جگہ جن میں پاک اور خبیث لوگوں کی صفتیں جمع ہوں گی۔

---

❶ مجموع فتاوی: ۳۰۷/۱۸۔
❷ درء تعارض العقل النقل: ۳۴۵/۸۔
❸ الفتاوی: ۶/۸، منہاج: ۱۴۶/۱۔
❹ فتاوی: ۳۰۴/۳، درء تعارض العقل و النقل: ۳۹/۱۔
❺ بیان تلبیس الجهمية: ۱۵۷۔
❻ درء التعارض: ۳۵۸/۲۔
❼ العقود الدرية فی مناقب ابن تيميه: ۶۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کہا یہ ایسی جگہ ہے جو فنا ہو جائے گی یہ نافرمانوں کے رہنے کی جگہ ہے اور جہنم میں کوئی بھی ایسا نافرمان باقی نہیں رہے گا جو توحید پرست ہے جبکہ ان کو ان کے گناہوں کے بقدر سزا مل جائے گی تو ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا پھر دو مقام ہی باقی رہیں گے۔

۱۔ پاک لوگوں کا گھر یعنی جنت

۲۔ اور خبیث لوگوں کا گھر یعنی جہنم۔ ❶

ابن قیم رحمہ اللہ نے جہمیہ کے خلاف ابوزرعہ اور ابوحاتم الرازی کے عقیدہ کو دلیل بنایا ہے انہوں نے ان کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے ان کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ جنت اور جہنم کبھی بھی فنا نہ ہوگی۔ ❷

ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا میں اس مسئلہ میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قول کو اپناتا ہو کہ انہوں نے جنتیوں کے جنت میں جانے اور جہنمیوں کے جہنم میں داخل ہونے کا ذکر کیا اور اس مسئلہ کو بہترین طریقے سے بیان کیا پھر کہا: اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا۔ ❸

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس نے اپنے فرمانبردار بندوں، اس کی رضا مندی چاہنے والوں، اس کی اطاعت اور اس کے حکموں کو اس کی محبت کی خاطر ماننے والوں کے لیے جنت تیار کر رکھی ہے...... جب کہ اپنے نافرمان بندوں اور اسے غصہ دلانے والوں کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے اور یہ دونوں گھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہیں۔ ❹

ابن قیم رحمہ اللہ کے بارے میں اہل تحریف کا موقف:

ان لوگوں نے ابن قیم رحمہ اللہ کی عبارت میں تبدیلی اور اس میں شک کا زہر گھول کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے، لوگوں کے سامنے ان کی ایسی عبارات پیش کی ہیں جو متشابہ ہیں جب کہ ان کی محکم اور صریح باتیں چھپالی ہیں جو ان کی کتب میں موجود ہیں۔

ان کے دلائل دیکھو تا کہ ان لوگوں کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

یہ کہتے ہیں: ❺ ''ابن قیم نے اللہ تعالیٰ پر یہ کہہ کر جھوٹ بولا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین آیات میں خبر دی ہے کہ جنت اور جہنم ہمیشہ نہیں رہے گی۔''

لیکن یہ لوگ اس بات سے جاہل ہیں کہ انہوں نے اس مسئلہ میں مخالفین کے اقوال ذکر کیے ہیں اور اپنی بات کو یہ کہتے ہوئے ختم کیا ہے: ''کہ اس مسئلہ میں فریقین نے ان دلائل پر اپنی بات کا اختتام کیا ہے۔

---

❶ الدایل العیب: ٤٩.
❷ اجتماع الحیوش الاسلامیة: ٢٣٣.
❸ شفاء العلیل: ٢٦٤.
❹ طریق الهجرتین: ١٤٠.
❺ منار الهدیٰ، عدد: ١٣، ص: ٥٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے کہا: اگر یہ کہا جائے کہ اس عظیم ترین مسئلہ میں تمھاری بات کی انتہا کہاں ہوگی؟ تو کہا جائے گا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر ﴿إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ (ہود: ۱۱) ''تیرا رب جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔'' اور اسی پر امیر المومنین علی بن ابی طالب نے بھی انتہا کی انہوں نے کہا جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور جہنمی جہنم میں داخل ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ جو چاہے گا کرے گا اور تمام مخلوقات کی بات کی انتہا بھی اسی پہ ہوتی ہے اور جو کوئی صحیح بات ہم نے ذکر کی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جو غلط بات ذکر کی وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اس سے لاتعلق ہیں۔

تم نے یہ دعویٰ کیسے کر دیا ہے کہ ابن قیم جہنم کے فنا ہونے کا موقف رکھتے تھے؟

پھر یہ لوگ ایک اور تحریف کی طرف مجبور ہوئے انہوں نے کہا: ❶ ''اور انہوں (ابن حجر) نے کہا: متاخرین میں سے بعض لوگوں نے اس ساتویں قول کو اپنایا ہے اور اس کی تائید کی ہے۔'' انہوں نے کہا: متاخرین سے حافظ کی مراد ابن قیم الجوزی ہیں اور ان کی کتاب حادی الارواح پڑھنے والا اس کو جانتا ہے۔ ❷

محرفین کی اس جرات پر تعجب ہے ان کو کیسے پتہ چل گیا کہ ابن قیم رحمہ اللہ یہ عقیدہ رکھتے تھے جب کہ انہوں نے مذکورہ کتاب میں ایسی کوئی بات نہیں لکھی ہے؟ ان لوگوں نے کتاب اللہ کے ساتھ یہی سلوک کیا جن کے دلوں میں مرض ہے انہوں نے متشابہ آیات کی پیروی کی اور محکم اور واضح آیات سے روگردانی کی یہی کچھ یہ لوگ علماء کی عبارات کے ساتھ کرتے ہیں کہ متشابہ عبارات کی پیروی کرتے ہیں اور صریح اور واضح عبارات کو چھوڑ دیتے ہیں۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ ابن ابی العز نے کہا: ''ساتواں: اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا جہنم سے نکال لے گا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے پھر اس میں چند لوگ رہ جائیں گے اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ اسے ایک مقررہ مدت تک فنا کر دے گا۔'' یہ لوگ اس طرح کا زہر گھول کر عوام الناس پر حملہ آور ہوتے ہیں جب کہ طالب علم اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ساتواں سے مراد مختلف اقوال میں سے ساتواں قول ہے درحقیقت وہ اس مسئلہ میں مختلف اقوال ذکر کر رہے تھے۔

دیکھیے! کہ اہل تحریف اللہ تعالیٰ کے کلام میں معنوی کی تعریف کے بعد کس طرح مخلوق کے کلام کو بدل رہے ہیں۔

جہنم کے فنا ہونے کا قائل کون ہے؟

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد نے صراحتاً ایسی بات کی ہے تو پھر بھی ان پر کفر کا فتویٰ لگانا جائز نہیں ہے کیونکہ سلف سے ایسی روایات منقول ہیں جیسا کہ ابو ہریرہ، ابو سعید، عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم۔ یہ روایات امام سیوطی نے اپنی کتاب الدر المنثور میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت ذکر کی ہیں:

﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّكَ﴾ (ہود: ۱۰۷)

''ہمیشہ اس میں رہنے والے، جب تک سارے آسمان اور زمین قائم ہیں مگر جو تیرا رب چاہے۔''

❶ یعنی ابن حجر نے۔ ❷ منار الهدى: ۳۱/۵۳۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ابن منذر نے حسن رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اہل جہنم ریت کے ذرات کے برابر بھی جہنم میں ہوئے تو ایک دن آئے گا کہ انھیں وہاں سے نکال لیا جائے گا۔ ❶

امام شعبی نے کہا: اللہ تعالیٰ آگ کو حکم دے گا کہ ان سب کو بھسم کر دے۔ ابن منذر اور ابوالشیخ نے ابراہیم سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا: کہ قرآن مجید میں جہنم والوں کے لیے اس سے زیادہ امید والی کوئی آیت کریمہ نہیں۔ اور کہا: ''جہنم دونوں جہانوں کے اعتبار سے آباد ہونے میں بھی تیز ترین ہے اور دونوں جہانوں کے لحاظ سے برباد ہونے میں بھی تیز ترین ہے۔'' ❷

اورانہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿إِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ﴾ ''مگر جو تیرا رب چاہے۔'' کی تفسیر میں کہا: ''اللہ تعالیٰ آگ کو حکم دے گا وہ تمام جہنمیوں کو بھسم کر دے گی اور انھیں ختم کر دے گی پھر وہ نئے سرے سے ان کو پیدا کرے گا۔'' ❸

اسحاق بن راہویہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ جہنم میں کوئی باقی نہیں رہے گا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جہنم پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس میں کوئی باقی نہیں رہے گا اور یہ اس وقت ہوگا جب وہ جہنم میں کئی صدیاں گزار چکے ہوں گے۔''

سلف صالحین سے حکایت شدہ یہ نصوص شبہ کا ذریعہ ہیں بعض دفعہ ان کو وہ شخص لے لیتا ہے جو ان کی صحت اور ضعف سے واقف نہیں یہ طریقہ اس شخص کے خلاف ہے جو اپنے قول کی بنیاد اہل کلام کے قواعد پر رکھتا ہے جو اسے فاسد عقائد کی طرف لے جانے کا سبب ہے جیسے جہم بن صفوان۔

یہ بات کیسے کہی جا سکتی ہے جب کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد نے جنت اور جہنم کے دائمی اور ابدی ہونے کا موقف اختیار کیا ہے اور یہ کہ وہ کبھی فنا نہیں ہوگی؟

شعرانی نے محی الدین بن عربی کی طرف فنائے جہنم کے قول کی نسبت کی نفی کی ہے حالانکہ یہ اس کی کتب میں موجود ہے شعرانی نے ''الاجوبة المرضية'' میں کہا: اگر اس قول کی نسبت شیخ محی الدین کی طرف صحیح بھی ہو تو وہ اس میں اکیلے نہیں ہیں ظاہریہ کی ایک جماعت، حنابلہ اور قدریہ کے بعض علماء بھی جہنم کے فنا ہو جانے کے قائل ہیں۔ ❹ لیکن اس کے باوجود ان متعصب لوگوں نے اس کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا اور خاموش رہے اور ان کے معاملہ میں حق چھپایا کیونکہ

---

❶ البانی نے شرح عقیدہ طحاویہ میں اسے ضعیف کہا حسن کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

❷ تفسیر طبری: ۱۲/ ۷۱، الدرالمنثور: ۳/ ۳۵۰.

❸ تفسیر القرطبی: ۱۰/ ۱۰۰.
❹ نقلا عن (جلاء العنین: ۴۲۵).

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وہ اولیاء میں شامل ہیں، ہاں وہ ولی تو ہیں مگر کس کے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الاعراف: ۳۰)

''بے شک انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنا لیا اور سمجھتے ہیں کہ یقیناً وہ ہدایت پانے والے ہیں۔''

﴿فَقَاتِلُوْٓا أَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ﴾ (النساء: ۷۶)

''پس تم شیطان کے دوستوں سے لڑو۔''

اللہ تعالیٰ کی طرف حوادث کی نسبت اشعری کا قول ہے:

حبشی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قول کا انکار کرتے ہوئے کہا: ''اگر تم ہمیں کہو: کہ تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف حوادث کی نسبت کی ہے تو ہم تمھیں کہیں گے کہ ہاں کی ہے اور ہمارا قول ایسا ہے جس پر شریعت اور عقل دونوں دلالت کرتی ہیں۔ ❶

حبشی نے لوگوں سے یہ بات چھپانے کی کوشش کی ہے کہ یہ مسائل تو خود اشعری کے ہی ہیں جس میں اس نے ماتریدیہ کی مخالفت کی ہے جبکہ اشاعرہ ان میں ابن تیمیہ کی موافق ہیں۔

رازی نے اللہ تعالیٰ کی طرف حوادث کی نسبت کی ہے:

حبشی نے اپنے عام متبعین سے یہ بات بھی چھپائی ہے کہ یہ مذہب فقط ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا نہیں بلکہ بہت سے کبار اشاعرہ بھی اس کے قائل ہیں اور انہوں نے مطلق ازلی صفات کے قول پر تنقید کی ہے اور اس نظریہ کی وجہ سے بہت سی مشکلات کا سامنا کیا ہے اسی لیے وہ آپس میں اختلاف کا شکار ہیں اور سخت مضطرب ہیں۔

یہاں تک کہ مذہب اشعری میں ان کے امام رازی نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اکثر عقلاء اللہ تعالیٰ کی طرف حوادث کی نسبت کے قائل ہیں اگرچہ وہ زبان سے اس کا انکار کرتے ہیں۔

رازی نے مزید کہا:

معتزلہ میں سے ابوعلی اور ابوہاشم اور ان کے متبعین نے ارادہ کے حادث ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

ابوحسین بصری اللہ تعالیٰ کے حق میں معلومات کی تجدید کی بنیاد پر تجدید علوم کا قائل ہے۔

فلاسفہ کا کہنا ہے اضافات جو کہ پہلے اور بعد والے ہیں اعیان میں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر حادث کے ساتھ ہوتا ہے رازی نے کہا: یہ اضافی وصف اللہ تعالیٰ کی ذات میں حدث ہے۔ اشاعرہ نسخ کے حکم کو ثابت کرتے ہیں وہ علم

❶ المقالات السنیه: ۱۹۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور قدرت کے لیے متعلقات حادث ثابت کرتے ہیں۔ ❶ انہوں نے اپنے قول کی انتہا اس پر کی (فعلی صفات) کے قیام کا قول جیسا کہ کلام یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اختیار سے ہے اور یہ عقل ونقل کے اعتبار سے صحیح ترین قول ہے حافظ ابن حجر نے کہا: ''یہ سلف سے محفوظ ترین ہے۔'' ❷

انہوں نے ''المطالب العالیہ'' میں کہا کیا یہ بات معقول ہے کہ اللہ تعالیٰ حوادث کا محل ہے؟ انہوں نے کہا...... یعنی اشاعرہ میں سے اس کے ساتھیوں نے...... یہ قول صرف اور صرف کرامیہ کا ہے جب کہ میں یہ کہتا ہوں ''یہ قول اکثر اہل مذاہب کا ہے جہاں تک اشاعرہ کا معاملہ ہے تو وہ اس قول سے فرار ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر یہ قول ان پر لازم ہے پھر انہوں نے کلام نفسی میں اشاعرہ کے عقیدے کو باطل قرار دیا ہے اور کہا یہ قول حق سے بہت دور ہے۔ ❸

اگر اللہ تعالیٰ کی فعلی صفات کے ساتھ حوادث کا قیام ہے تو پھر حبشی پر لازم ہے کہ وہ ابن حجر، رازی اور عام اشاعرہ کی تکفیر کرے کیونکہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے افعال کو حوادث کے قیام سے منسلک کیا ہے اور یہ ایسا قول ہے جس سے راہ فرار نہیں۔

کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر یہ تہمت لگاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے قیام حوادث کی بات کرتے تھے جب کہ وہ اپنے عام متبعین سے اس بات کو چھپاتا ہے کہ صفتِ تکوین اور صفاتِ افعال میں یہ تہمت خود اس پر بھی قائم ہے؟

اس نے دعویٰ کر رکھا ہے کہ اشاعرہ اور ماتریدیہ دونوں ہی اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کی پیروی کرتے ہیں اور کسی کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں میں سے کسی کے عقیدہ کو بھی اپنا لے لیکن جب یہ صفاتِ رب کے بارے میں حدوث کے قول سے اللہ تعالیٰ کے حدوث کو لازم قرار دیتا ہے تو تب اشاعرہ کو اہل سنت والجماعت کی صف سے خارج کر دیتا ہے اور یہ ایسی بات ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

حبشی نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کے اکثر اشاعرہ نے ماتریدیہ کی مخالفت کی ہے جو یہ کہتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی صفات ازلی نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق نہیں ہے ❹ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت سے قائم ہیں ❺ اس سے لازم آتا ہے کہ یہ لوگ اقرار کریں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان اختلاف اصل عقیدہ میں ہے ان میں سے بعض بعض کی تکفیر کرتے ہیں اور بعض بعض کو بدعتی قرار دیتے ہیں۔

---

❶ الاربعین فی اصول الدین: ۱۱۸.

❷ فتح الباری: ۱۳/۴۴۱.

❸ المطالب العالیة: ۲/۱۰۶، ۳/۲۰۴.

❹ اظهار العقیده السنیة: ۳۱.

❺ فتح الباری: ۱۳/۴۴۱، ۴۵۵، ۴۹۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبشی نے حافظ ابن حجر کی فتح الباری جلد نمبر۱۳ صفحہ نمبر ۴۳۹ میں ذکر کردہ اس بات کی تصدیق کی ہے جس میں انہوں نے اشعری کا اختلاف ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ازلی ہیں جب کہ ماتریدیہ کے نزدیک وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حلول حوادث کا قائل تھا ❶ فریقین میں یہ اختلاف آج تک قائم ہے اشاعرہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی فعلی صفات ازلی نہیں بخلاف صفات ذاتیہ کے کہ وہ ازلی ہیں اس کا اعتراف حبشی نے خود بھی کیا ہے۔ ❷

متعلقات اور اضافات:

ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے افعال کی تفسیر متعلقات اور اضافات سے کی ہے جب کہ حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کے افعال ہیں لیکن یہ لفظوں میں مختلف ہیں اور معنوں میں ایک ہیں جیسا کہ انہوں نے (الکسب) کے بارے میں کہا اس میں انہوں نے جہم سے لفظوں میں اختلاف کیا اور معنی میں موافقت کی اسی لیے رازی نے اشاعرہ پر یہ لازم قرار دیا کہ یہ متعلقات اور اضافات جنھیں متکلمین نے ذکر کیا ہے درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حدث کا قول ہی ہے۔ ❸

متعلقات کے بارے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان لوگوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ کتاب وسنت سے اس کی دلیل پیش کر کے متعلقات اور اضافات اللہ کے لیے ثابت کریں اور یہ کہ یہ غیبی امور میں سے ہیں جس کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ان کی یہ افتراء بازی حقیقت میں اُس افتراء سے مشابہ ہے جس میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ تمام معانی اور مفہوم سمجھ لیے جو اللہ تعالیٰ کے دل میں تھے اور پھر اسے اپنے الفاظ میں بیان کر دیا۔

پھر ابن تیمیہ نے ان لوگوں سے مناقشہ کرتے ہوئے کہا یا تو یہ متعلقات وجودی امر ہے یا پھر عدمی۔

اگر عدمی ہے تو پھر کسی چیز کی تجدید نہیں کیونکہ عدم حقیقت میں کچھ نہیں لہٰذا یہ قول غیر معقول ہے۔

اور اگر وجودی ہے تو ان کا قول اصلاً باطل قرار پائے گا پھر ان پر مستقبل کے فعل کے ارادے کا اثبات لازم ہوگا۔ ❹

اللہ تعالیٰ سے قیام حوادث کی نفی قدیم موروثی اعتزالی ذریعہ ہے:

معتزلہ نے اس ذریعہ کو استعمال کرتے ہوئے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی طرف حوادث کی نسبت جائز نہیں نہ ہی اعراض میں اور نہ ہی جواہر میں اس قول کے ذریعے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے صفت علم یا پھر افعال کے قیام کی نفی کی ہے جیسا کہ تخلیق، استواء، زندہ کرنا اور مارنا وغیرہ جب کہ سلف نے اس کا رد کیا ہے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب التوحید کے تحت کہا باب قول اللہ تعالیٰ:

﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ (الرحمن: ۲۹)

''ہر دن وہ ایک (نئی) شان میں ہے۔''

❶ الدلیل القویم: ۷۶.
❷ الدلیل القویم: ۷۵.
❸ الاربعین فی اصول الدین: ۱۱۸.
❹ درء تعارض العقل و النقل التعارض: ۲۳۸/۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ (الطلاق : ۱)

''تو نہیں جانتا شاید اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے۔''

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ : ۱۱)

''اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے افعال میں قیامِ حدث کا انکار مخلوقات کے ازلی ہونے کے قول کا پیش خیمہ ہے جبکہ اس کا اثبات جس میں مخلوقات کے حدث سے مشابہت کا عقیدہ نہ ہو تو یہ شریعت اور عقل کے موافق ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا ہے۔

ازلیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں کہ متفق علیہ ہے کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ تخلیق کائنات سے فارغ ہوا تو اس نے اپنے عرش پر لکھا میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے؟''

حوادث کے معنی کی تفصیل:

ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اس عبارت ''قیام الحوادث بالرب'' کا مفہوم سمجھیں۔

انہوں نے کہا: جس نے یہ کہا: کہ اللہ تعالیٰ حوادث کا محل نہیں ہے۔ تو ہم اسے کہیں گے یہ لفظ مجمل ہے مطلق طور پر اسے قبول نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کی تفسیر کی جائے گی اور مندرجہ ذیل طریقے سے تفصیل بیان ہوگی: اگر اس نفی مجمل سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس حوادث کا محل نہیں یعنی اس کی ذات میں مخلوقات جو کہ حادث ہیں میں سے کوئی چیز داخل نہیں تو یہ نفی بالکل صحیح ہے۔

اور اگر اس نفی سے مراد ان اختیاری صفات کی نفی ہو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیان کی ہیں جیسا کہ کوئی یہ کہے کہ وہ جب چاہتا ہے کلام نہیں کرتا نہ ہی وہ راضی ہوتا ہے اور نہ غصہ میں آتا ہے یا اسی طرح وہ اللہ تعالیٰ کو ان صفات کے ساتھ متصف نہیں کرتا جو اس نے اپنی ذات کے لیے بیان کی ہیں مثلاً نزول، استواء اور آنا جیسے اس کی جلالت اور عظمت کے لائق ہے تو یہ نفی باطل اور اس کے قائل پر مردود ہوگی۔ [1]

اہل کلام مطلق طور پر (لفظ) نفی الحوادث استعمال کرتے ہیں اور اہل سنت والجماعت کا ایک فرد سمجھتا کہ یہ ان صفات کی نفی کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کی جلالت کے لائق نہیں ہیں۔

جب وہ یہ بات تسلیم کر لیتا ہے تو متکلم اس پر اللہ تعالیٰ کی اختیاری اور فعلی صفات کی نفی کو لازم قرار دیتا ہے جب کہ یہ اس کے لیے غیر لازم ہے۔

سُنی سے نفی مجمل کو تسلیم کرایا گیا ہے اور اگر یہ اس سے تفسیر اور تفصیل طلب کرتا تو کبھی بھی اس سے اتفاق نہ کرتا یعنی

[1] مجموع الفتاویٰ: ۶/۲۸۳.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

متکلم اس پر مذکوہ نفی کو لازم نہ کر سکتا۔

مسالہ قدم العالم (کائنات کا قدیم ہونا):

حبشی نے دعویٰ کیا ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کائنات کی مختلف انواع کے قدیم ہونے کے قول کی وجہ سے کافر ہو چکے ہیں، اس نے یہ قول تقی الدین سبکی سے نقل کیا ہے جو کہ ''الدرة المضية'' میں ہے کہ ''ابن تیمیہ نے حادث کو قدیم اور قدیم کو حادث بنا ڈالا'' یعنی انہوں نے مخلوقات کے قدیم ہونے کا اور اللہ تعالیٰ کے ارادے کے حادث ہونے کا دعویٰ کیا پھر کہا: ان کے سوا کسی نے ان دونوں گمراہیوں کو اکٹھا نہیں کیا۔ ❶

میں کہتا ہوں اگر یہ بات صحیح ہوتی تو سبکی ابن تیمیہ کی تعریف ان الفاظ میں نہ کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات میں تقویٰ، زہد، اجتہاد، نصرت حق، دین داری، خوف الٰہی اور مذہب سلف کی اتباع کو جمع کر دیا تھا ❷ یہ بات ابن حجر نے نقل کی ہے۔

جب سبکی ابن تیمیہ کی تعریف ان عظیم اوصاف کے ساتھ کر رہا ہے تو کمال حوت جیسے شخص کے لیے کیسے جائز ہے کہ وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے لیے سبکی رحمہ اللہ کے قول کی نفی کرے؟ ❸ حالانکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ سبکی ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے تعصب رکھتا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے ان کے لیے رحمت مغفرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی دعا کی۔ ❹

خالق کے افعال کو ازلی کہنے والوں پر مخلوق کو ازلی کہنا لازم آتا ہے:

جس نے یہ دعویٰ کیا ہے اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ازلی ہیں اور وہ یہ بات تسلیم نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ کے افعال جیسا کہ تخلیق اور صورتیں بنانا حادث افعال ہیں اس پر مخلوق کے ازلی ہونے کا قول لازم آتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کا فعل بلا اول کے ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ مخلوق کا مفعول بھی بلا اول کے ہو۔

رازی نے (قِدمِ العالم) کے قائلین کی تکفیر سے منع کیا ہے:

مجھے یہ جان کر تعجب ہوا کہ فخر الرازی جو اشعری مذہب پر ہے نے ''شرح اشارات ابن سینا'' میں کہا جو شخص فلاسفہ کے طریقہ کے مطابق اثبات خالق کے ساتھ قِدم العالم کا موقف رکھتا ہو اور یہ کہے کہ یہ کائنات مخلوق ہے جو اللہ کی ذات کا لازم ہے بلکہ وہ اسے مسائل توحید میں شمار ہی نہ کرے بشرطیکہ وہ اس بات پر متفق ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق نہیں تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

پھر کہا: جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ واجب الوجوب ایک ہی ہے تو وہ دو مختلف اقوال میں تقسیم ہیں: ان میں سے کچھ لوگوں کا کہنا ہے اللہ تعالیٰ ازل میں فاعل نہیں تھا پھر وہ ہمیشہ سے فاعل ہوا جب کہ ان میں سے کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ وہ ازل

❶ الدليل القويم: ١٦٠.
❷ الدرر الكامنة: ١/١٥٩، الذيل: ٢/٢٩٣.
❸ التوفيق الرباني: ٦٨، ٧٦.
❹ طبقات السبكي: ١٠/١٤٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہی فاعل تھا اور یہ ''فلاسفہ'' ہیں پھر اس نے چند سطور کے بعد کہا کہ وہ ازل سے فاعل تھا اور یہ فلاسفہ ہیں۔

پھر کہا: اس سے ثابت ہوا کی مسئلہ قِدم اور حدوث کا توحید سے کوئی تعلق نہیں۔

سچائی کا امتحان:

ہماری خواہش تو یہ تھی کہ حبشی ان لوگوں کے خلاف شدید ردعمل کا اظہار کرتا جو حقیقی طور پر قِدم العالم کے قائل ہیں لیکن ہمیں معاملہ الٹ نظر آیا وہ ان کی پردہ پوشی کرتا ہے اور ان کے الفاظ کی تاویل کرتا ہے۔

اس کے باوجود کہ اس نے ذکر کیا کہ امت قِدم العالم کے قائلین کے کفر پر متفق ہے مگر وہ اس بات کا اعتراف نہیں کرنا چاہتا کہ اس عقیدہ کے سب سے بڑے قائل صوفیا ہیں اور ان کا سب سے بڑا سردار ابن عربی ہے جیسا کہ اس کے بارے میں مندرجہ ذیل لوگوں نے وضاحت کی ہے:

۱۔ عز بن عبدالسلام (جو کہ ابن عربی کا ہم عصر تھا)

۲۔ ابوحیان النحوی

۳۔ حافظ ابن حجر

ان سب لوگوں نے وضاحت کی۔ ابن عربی قدم العالم کا قائل تھا۔ [1]

لیکن حبشی قدم العالم کے قول کو غلط طریقے سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتا ہے مگر ابن عربی کے بارے میں عز بن عبدالسلام اور ابوحیان وغیرہ کی شہادت کو چھپا لیتا ہے کہ وہ قدم العالم پر یقین رکھنے والا تھا کیا یہ ظلم اور شدید تعصب نہیں ہے؟

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتب ہمارے سامنے ہیں انہوں نے اپنی کس کتاب میں قدم العالم کا موقف اپنایا ہے؟ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتب کا موازنہ ابن عربی کی کتب سے کیجیے جن کے بارے میں امام ذہبی نے کہا: ''اگر ان (ابن عربی کی) کتابوں میں کفر نہیں ہے تو دنیا میں کہیں بھی کفر موجود نہیں۔'' [2]

اس شخص کا کیا حکم ہے جو نور محمدی کو ازلی کہتا ہے؟

حبشی نے ایک اور حقیقت چھپائی ہے جو اس کے اندھے عقیدت مند نہیں سمجھتے، وہ عین اس وقت جب بعض اشیاء کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ازلیت کا جھوٹا قول ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر رہا ہوتا ہے تو ان سے حقیقت چھپا رہا ہوتا ہے کہ مخلوق کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ازلی ہونے کا قول بہت سے منحرف صوفیا کا بھی ہے جن کے بارے میں وہ فخر سے کہتا ہے کہ وہ ان کے طریقہ اور سلسلہ کا پیروکار جیسے رفاعیہ اور نقشبندیہ۔

---

[1] لسان المیزان: ۲/۳۸٤، سیر: ۲۳/٤۸، تفسیر البحرالمحیط: ۳/٤٤۹.

[2] سیر اعلام: ۲۳/٤۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صیادی اور رواس کی وضاحت کہ نبی ﷺ کا نور ازلی ہے:

صیادی نے ''القلادۃ'' میں رفاعی نماز کا ذکر کیا اور اس کے تحت درود کا ذکر کرتے ہوئے کہا: اے اللہ تو اپنے اس نور پر درود و سلام نازل فرما جو سب سے سبقت لے چکا ہے جسے تو نے اپنے وجود کی رحمت سے ممتاز کیا ہے جو ایسا اول دائرہ ہے جس کے ذریعے تو نے کائنات کو وجود بخشا ہے اور اسے مقام محمود کے ساتھ خاص کیا ہے اور اس کی حیات سے سب کچھ تقسیم کیا ہے وہ تیرا سب سے قدیم راز ہے اور اس جاری جوہر کا پانی ہے جس کے ذریعے تو نے تمام موجودات کو چاہے وہ معدنیات ہوں، حیوانات ہوں یا نباتات ہوں زندہ رکھا ہے۔ ❶

صیادی نے اس کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا کہ ''محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور میں سے ہیں اور اس کے رازوں میں سے ایک راز ہیں۔'' ❷ اور یہ راز اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے ہونے کی طرح سب سے پہلا ہے۔

اسی بات کی صراحت مہدی رواس نے اپنی کتاب ''بوارق الحقائق'' ❸ میں کی ہے کہ نبی ﷺ کا نور ازلی ہے اور آپ کا عمامہ (پگڑی) اللہ کے عرش کے اوپر ہے اس نے کہا: وہ نور ازلی ہے جو کائنات کے وجود میں چاند کی طرح چمک رہا ہے تمام کائنات آپ کے جبہ میں سما گئی ہے اور ان کا عمامہ اللہ کے عرش پر ہے۔

ان لوگوں سے پوچھو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس ازلی وجود کا اعتقاد کیسے رکھا ہے کیا یہ کفر نہیں ہے اور تم رفاعی سلسلہ کے ان دو بڑوں صیادی اور رواس پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے؟

لیکن اس موقع پر ان کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں یہ صیادی اور رواس کی تکفیر پر ہرگز راضی نہیں کیونکہ وہ رفاعی طریقہ کے سربراہ ہیں، یہ ان کے دفاع کے لیے چور راستے تلاش کرتے ہیں یہ ان لوگوں کی تعظیم کر کے ذلت کا احساس تو رکھتے ہیں لیکن ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تکفیر پورے زور شور کے ساتھ اپنے خود ساختہ دعویٰ کی بنیاد پر کرتے ہیں کہ وہ مخلوقات کی ازلیت کے قائل تھے۔ اگر یہ لوگ سچے ہیں تو صیادی اور رواس کے انحراف کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ اگر یہ ایسا نہیں کرتے تو جان لو یہ متعصب لوگ ہیں جن پر ابوحنیفہ کا یہ قول صادق آتا ہے کہ: ''میں نے اہل کلام کو سخت دل پایا ہے یہ لوگ شدت پسندی کا شکار ہیں انھیں کتاب و سنت کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں، ان کو نہ ہی تو اللہ کا خوف ہے اور نہ ہی اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ ❹

صیادی کا دعویٰ ہے کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو کبھی پیدا نہ کرتا اس نے کہا: ''پوری کائنات انہی کے لیے بنائی اور ترتیب دی گئی ہے یہ ایک حدیث کا معنی ہے کہ (اگر تو نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔) ❺ اس

❶ قلادۃ الجواھر: ۲۴۹.

❷ قلادۃ الجواھر: ۲۶۳.

❸ بوارق الحقائق: ۳۳۳.

❹ سیراعلام: ۶/۳۹۹، مفتاح دارالسعادۃ: ۲/۱۳۶.

❺ قلادۃ الجواھر: ۲۵۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں جھٹلایا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاريات : ٥٦)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

صوفیاء کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ ایک مقام تک جا پہنچتے ہیں کہ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی فرق نہیں رہتا دونوں ایک ہی ہو جاتے ہیں اور ان کا کلام ''الفناء باللہ'' (فنا فی اللہ) مشہور ہے اور ان کی کتب میں موجود ہے تو پھر کیا اس حالت میں قدیم اور حادث دونوں ایک جیسے ہوں گے؟

وحدۃ الوجود کے بارے میں مصطفیٰ نجا کا عقیدہ:

جیسا کہ اس کے بارے میں عبدالسلام بن بشیش نے ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا: ''اے اللہ مجھے توحید کے جھنجٹ سے نجات دے کر وحدت کے سمندر میں غوطہ زن کر دے۔'' ❶ اس بدترین عبارت کو اس شخص نے بہترین قرار دیا ہے جسے تم عقیدہ میں اپنا امام سمجھتے ہو اور وہ الشیخ مصطفیٰ نجا ہے۔ ❷ اس نے یہ بات ''کشف الاسرار'' میں کی ہے اس کی تعریف احباش نے بھی کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ یہ اس کے عقیدہ کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ ❸

اے وہ شخص جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رفاعی سلسلہ کا امتیاز وحدۃ الوجود کے قائلین کے خلاف کوشش کرنا ہے تو پھر تو اور تیرے متبعین مصطفیٰ نجا کی تعریف کیوں کر رہے ہیں جس نے ابن بشیش کے کفریہ کلام کو بہترین قرار دیا ہے اس کے نزدیک توحید ایک جھنجٹ جب کہ وحدۃ الوجود عین توحید ہے؟

مصطفیٰ نجا الشاذلی الیشرطی ❹ کے عقیدہ کی مزید چند جھلکیاں ملاحظہ کریں۔

وہ ہمارے نبی ﷺ کے نور کو سب سے پہلے اور قدیم تصور کرتا ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات آپ کے نور سے پیدا کیں اور نبی ﷺ کا نور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے صادر ہوا۔ ❺

اور یہ کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو نہ بناتا اور نہ ہی کوئی چیز عدم سے وجود کی طرف سفر کر سکتی اور اگر آپ کا راز اشیاء میں نہ ہوتا اور آپ کی امداد شامل حال نہ ہوتی تو کسی موجود چیز کی بقا ممکن نہ تھی۔ ❻

---

❶ النفحة العلمية : ١٠.

❷ كشف الاسرار : ٩.

❸ مجله منار الهدىٰ : ٤٧/٤٣.

❹ اليشـــرطية : یہ صوفیوں کا گمراہ فرقہ ہے۔ جس کے عقائد فاسد ہیں۔ ان کے فاسد عقائد کی وجہ سے ان کو عثمانی حکومت نے ملک بدر کر دیا۔ (حلية البشر) میں ہے کہ یہ لوگ شریعت کی مخالفت میں فخر محسوس کرتے تھے اور کہتے تھے گناہ انسان کو رب الارباب تک لے جاتے ہیں۔ یہ فواحش کا ارتکاب کرتے تھے۔ دیکھیے الاعلام للزركلى : ٢٦١/٤.

❺ كشف الاسرار : ١٢٨.

❻ كشف الاسرار : ٧٤، ٧٥.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے اپنی تجلی ڈالتا ہے جیسے اس نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے آگ پر جو کہ مخلوق ہے اپنی تجلی ڈالی۔

دوسروں پر حکم لگانے میں اہل بدعت کا طریقہ کار:

اس نے دعویٰ کیا ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: ''اس میں کوئی مانع نہیں کوئی ایسی اور کائنات ہو جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہ ہو۔'' ❶ مگر اس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کسی کتاب کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ایسا کوئی کلام منقول نہیں یہ صرف حبشی کا خود ساختہ دعویٰ ہے اگر تم پوچھو کہ ان کا یہ کلام تو کہاں سے نقل کر رہا ہے تو کہتا ہے میں ان کی عبارت نقل نہیں کر رہا بلکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قول قِدم النوع سے یہ عقیدہ لازم آتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس سے قبل اس پر تنبیہ کر چکے ہیں کہ اہل کلام کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ اپنے مخالف پر ایسی بات لازم قرار دیتے ہیں جو اس نے کبھی کہی نہیں ہوتی پھر یہ لوگ اس بات کو عوام الناس کے لیے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ وہ گمان کرنے لگ جاتے ہیں کہ یہ فلاں کا کلام ہے جب ان سے دلیل مانگی جاتی ہے کہ یہ عبارت تم نے اپنے مخالف کی کس کتاب سے نقل کی ہے؟ تو کہتے ہیں یہ ہمارے مخالف کے قول سے لازم آتی ہے یہ واضح تحریف ہے مگر ان کے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام میں معنوی تحریف کی ہے جیسا کہ استواء سے مراد استیلاء لیا ہے لہٰذا ان لوگوں کے لیے غیر اللہ کے کلام میں تحریف کرنا کوئی جرم نہیں اور ان کا عقیدہ یہ بھی نہیں کہ لازم المذہب مذہب نہیں ہے۔

قدم العالم کے قول سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی برأت:

حبشی نے کہا: اگر تو کہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ازلیت کا موقف کہاں نقل کیا ہے؟ تو ہم کہیں گے ان کی مراد یہی ہے جیسا کہ یہ مخفی نہیں۔ ❷ حبشی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتب سے ایسی کوئی بات نقل تو نہیں کی لیکن یہ کہا کہ ان کی مراد یہی ہے اگر حبشی کے پاس ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتب سے کوئی ایسی عبارت یا نص ہوتی تو وہ لوگوں کے سامنے ضرور پیش کرتا لیکن ایسا نہیں ہے وہ فقط یہی کہتا ہے ''ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مراد مختلف انواع کا ازلی ہونا ہے جیسا کہ یہ مخفی نہیں۔'' یہ ایسی شیطانی چال ہے۔ جس کا ادراک عام لوگوں کو نہیں ہوسکتا۔

وہ لوگوں کو یہ نہیں بتاتا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی صفات اگرچہ ازلی النوع ہیں مگر بلحاظ افراد حادث ہیں جیسا کہ تخلیق کرنا، کلام کرنا وغیرہ۔

مگر ان ظالموں نے ظلم و جور کا راستہ اختیار کرتے ہوئے اسے ''کائنات کے قدیم النوع'' سے ملا ڈالا اور اسے

---

❶ الدليل القويم: ١٦٠. ❷ الدليل القويم: ٤١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن سینا، فارابی اور ابن رشد الحفید ❶ کے قول کے موافق بنا ڈالا۔ یہ درحقیقت ان کے حنابلہ کے بارے میں بیان کردہ خودساختہ قول کی طرح ہی ہے کہ وہ کاغذ، سیاہی، جلد اور غلاف کے ازلی ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔'' لیکن یہ لوگ بھول گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس تلبیس کو اچھی طرح جانتا ہے۔ ایسے ہتھکنڈوں سے حق کا طالب ان کے مذہب سے دور ہی ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فلاسفہ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے کہ وہ قدم العالم کے قائل ہیں، انہوں نے کئی دفعہ وضاحت کی کہ اللہ تعالیٰ ازل سے خالق اور فاعل ہے اور اس کا ازل سے خالق ہونا اس کے وجود کے لوازم میں سے ہے اور یہ قول کائنات سے کسی چیز کے قدیم ہونے کا نہیں ہے۔ ❷

انہوں نے اس کی تائید کی ہے کہ قدم العالم کا قول دہریوں کا ہے اور یہ ظاہری کفر ہے اور اس کا فساد عقل اور شرع دونوں لحاظ سے واضح ہے کیونکہ کائنات کے قدیم ہونے کے قول کا مطلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھنا ہے۔ ❸ ''یہ باطل ترین بات ہے جس نے یہ اعتقاد رکھا تو وہ جاہل ترین آدمی ہے۔'' ❹ ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ ہے وہ مخلوق اور حادث ہے یہ (مخلوقات) پہلے نہ تھیں بلکہ بعد میں معرض وجود میں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی سب سے پہلے اور ازل سے ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں ہے۔'' ❺

پھر کہا: اور یہ ممکن نہیں کہ اس کا مفعول (مخلوق) ازل سے اس کے ساتھ ہو کیونکہ اگر وہ ازل سے اس کے ساتھ ہو تو وہ پھر وہ مفعول نہیں۔ ایک چیز مفعول بھی ہو اور فاعل سے مقارن (ملی ہوئی) بھی ہو۔ یہ عقلی طور پر ہی صحیح نہیں ہے۔ ❻

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کا دائمی اور ازلی ہونا صحیح نہیں ہے۔

اور انہوں نے کہا: اور اس کے مفعولات (جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا) میں کوئی چیز بھی قدیم نہیں ہے بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی قدیم ہے۔ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور اس کے سوا ہر چیز مخلوق ہے۔ ❼

وہ اس بات کی مکمل وضاحت کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور چیز کے قدیم ہونے کا قول باطل ترین ہے۔

اے لوگو! تم اپنی بات پوری وضاحت کے ساتھ بیان کرو اور بتاؤ کیا ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور چیز کے قدیم ہونے کا دعویٰ کیا ہے یا نہیں؟ اس طرح واضح سوال ان کو مشکل میں ڈال دے گا کیونکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ایسا کوئی کلام ثابت نہیں اور نہ ہی یہ لوگ ایسا کلام پیش کر سکتے ہیں۔

---

❶ اظهار العقيده السنية: ٤١.
❷ مجموع الفتاوىٰ: ١٦/٩٥.
❸ شرح حديث النزول: ١٦٠، ١٧٠.
❹ منهاج السنة: ١/١٠١ـ١٠٤.
❺ درء التعارض: ١/١٢٥.
❻ منهاج السنة: ١/١١٧.
❼ المنهاج: ٨/٢٧٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حوادث کا تسلسل نہ کہ سب سے اول:

یہ لوگ اللہ کے لیے تخلیق ممنوع قرار دے رہے ہیں:

تمھارا مذہب جو تم نے جبشی سے اخذ کیا ہے: وہ یہ ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے لیے ممنوع قرار دیا ہے کہ وہ پانی اور عرش کی تخلیق سے پہلے کوئی اور چیز تخلیق کرسکتا جبکہ عام لوگ اس کی حقیقت سے واقف نہیں۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس وجہ سے تم لوگوں کے انتہائی مخالف تھے کیونکہ تمھارے مذہب سے اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی کا اظہار ہو رہا ہے۔ تمھاری رائے کے مطابق زمین آسمان کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ تخلیق کرنا ممکن نہ تھا۔ کیونکہ تمھارے نزدیک امتناع نا ممکنات میں داخل ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسی لیے تمھاری مخالفت کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر اللہ تعالیٰ ازل سے زندہ، قادر اور ارادہ کرنے والا تھا۔ اور یہ اس کی ذات کے لوازمات میں سے ہے تو اس کے لیے ان صفات کے موجب فعل ممکن تھا۔ اللہ تعالیٰ کو فعل کے ساتھ متصف کرنا اس کی نسبت اکمل ترین ہے کہ اسے فعل سے متصف نہ کیا جائے۔ اس قول سے یہ لازم نہیں آتا کہ مخلوقات میں سے کوئی چیز ازلی طور پر اس کے ساتھ لازم ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات سے پہلے ہے اس سے پہلے کچھ نہیں ہے...... سب سے اول ہے اس سے اول کچھ نہیں اور یہ بات عقلاً بھی تصور نہیں کی جاسکتی کہ وہ کسی چیز کو تخلیق کرنے کے بغیر خالق ہو۔'' اور انہوں نے مزید کہا: ''اگر عقل سے فیصلہ لیا جائے کہ ایک ذات وہ ہے جو اپنی مرضی سے بول سکے اور تصرف کر سکے اور دوسری ذات وہ ہے جو اپنی مرضی سے نہ بول سکے اور نہ ہی تصرف کر سکے تو عقل یہی فیصلہ کرے گی کہ پہلی ذات ہی اکمل اور اعلیٰ ہے۔''[1]

تمھارا یہ کہنا کہ اللہ خالق ہے مگر وہ پہلے خالق نہ تھا مرجوح قول ہے۔ ہم تم سے یہ سوال کرتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کے لیے تخلیق کرنا ممکن تھا جب سے وہ خالق ہے؟ اگر تم کہو کہ ہاں۔ تو پھر تم نے امکان حوادث کی بات کی جس کا کوئی اول نہیں۔ عقلی لحاظ سے امکان حادث اور حدوث فعل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر تم کہو کہ نہیں تو تم ایسے پاگل پن میں واقع ہو جاؤ گے جس کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔

تم نے فقط دو مذاہب کی معلومات ہی حاصل کی ہیں۔ (۱) فلاسفہ کا مذہب (۲) تمھارا اپنا مذہب جس میں خالق پر استدلال حدوث عالم کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ یہ چیز تم کو اللہ تعالیٰ کی صفات کی نفی کی طرف لے گئی کیونکہ تمھارے نزدیک فعل حدث ہے، تمھارا گمان ہے کہ جب فلاسفہ کا مذہب باطل ثابت ہو تو اشاعرہ کا مذہب صحیح ثابت ہوتا ہے۔

ایک تیسرا قول بھی ہے کہ: خالق اور مخلوق کے درمیان فرق۔ خالق اللہ تعالیٰ ہے اور خلق وہ صفت ہے جو اس کے ساتھ قائم ہے اور مخلوق وہ ہے جو پیدا ہوئی اور اس سے الگ ہے۔

[1] مجموع الفتاوی: ۶/ ۲۴۲، درء التعارض: ۴/ ۷۔۱۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی صفت خلق کے بارے میں وہی موقف اپنایا جائے گا جو صفت کلام کے بارے میں اپنایا گیا ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ معنی ہمیشگی کی قسم سے ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو دلیل بنایا ہے۔

﴿اَفَمَنۡ یَّخۡلُقُ کَمَنۡ لَّا یَخۡلُقُ﴾ ''کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اس کی طرح ہے جو پیدا نہیں کرسکتا۔'' لیکن تم لوگوں کو اس بات سے کوئی رغبت نہیں کہ صفت کی قسم اور عین صفت میں بہت فرق ہے اور یہ فقط ''اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں حوادث کے حلول'' کے قول سے راہ فرار ہے جب کہ تم نے یہی بات اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات کے بارے میں کہی ہے۔ تم نے تمام تر فعلی صفات کو معطل کر کے ان کو ازلی صفات بنا ڈالا۔ یہی وہ سبب ہے جس کی بنیاد پر تم لوگ کلام اللہ کو اس کی قدرت اور مشیت کے تحت ماننے سے انکار کرتے ہو اور یہ کہ اس کے تمام افعال اس کی مشیت اور قدرت کے تحت نہیں ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے نوع (قسم) اور عین صفت میں فرق کیا ہے، انہوں نے صفات کو دو اقسام میں بیان کیا ہے۔

۱۔ ذاتی صفات ازلی

۲۔ فعلی صفات غیر ازلی

یہ تقسیم ان سے پہلے اشعری، بیہقی، کرمانی اور حافظ ابن حجر بیان کر چکے ہیں۔

یہ وہ سبب ہے جس نے تم کو اس شخص پر ظلم کے لیے ابھارا ہے، تم نے اس پر فلاسفہ کے موافق ہونے کی تہمت لگائی ہے حالانکہ انہوں نے فلاسفہ کو (قدم العالم) کے اقوال کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے تم نے ان پر جھوٹی گواہی دی ہے جس کا جواب تم کو قیامت کے دن رب العالمین کے حضور دینا ہے۔

صفت ارادہ میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کسی چیز کے ارادہ اور اس کے فعل کے ارادہ میں فرق کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَاۤ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡـًٔا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَهٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ﴾ (یس : ۸۲)

''اس کا حکم تو، جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے، اس کے سوا نہیں ہوتا کہ اسے کہتا ہے ''ہو جا'' تو وہ ہو جاتی ہے۔''

اس آیت کریمہ میں کلمہ ﴿اِذَا﴾ ظرف ہے۔ جو فعل ماضی کو مستقبل کے معانی میں بدل دیتا ہے۔ اس آیت میں مستقبل کے ارادہ کا اثبات ہے جو مراد سے متعلق ہے۔ [1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے اس چیز کا ارادہ کیا اس کے ازل ہونے سے پہلے۔ یہ قدیم ارادہ ہے جب کہ کسی چیز کی تخلیق کے وقت ارادہ کرنا وہ بعد کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ازلی ارادہ سے متصادم نہیں ہے۔

[1] رسالة الصفات الاختيارية، ابن تيميه : ۲/ ۱۳.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے کہا: تم ارادہ، قدرت اور مخلوقات کا حدوث جب کہ وہ پہلے نہ تھیں تسلیم کرتے ہو تو پھر مخلوقات کو ایک خاص وقت میں پیدا کرنا کیا واجب کر رہا ہے؟

یا تو ان کے حدوث کا سبب ہے یا نہیں ہے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ کہا جائے کہ اس کا سبب نہیں ہے۔

یہ سبب ہی حادث کا فعل ہے جس سے متاخرین اشاعرہ راہ فرار اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ قیام حادث کے قول سے بچتے ہوئے یہ ان کے لیے لازم ہے جیسا کہ ان پر رازی نے یہ لازم قرار دیا ہے۔

صفت علم کے بارے میں بھی انہوں نے یہی فرق بیان کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کے وقوع سے پہلے اس کا علم رکھتا ہے لیکن جب وہ اس کو تخلیق کرتا ہے تو علم قدیم کے ساتھ ساتھ اس علم کی تجدید ہوتی ہے کہ یہ ہونے والا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ﴾ (البقرة: ١٤٣)

''اور ہم نے وہ قبلہ جس پر تو تھا، مقرر نہیں کیا تھا مگر اس لیے کہ ہم جان لیں کون اس رسول کی پیروی کرتا ہے، اس سے (جدا کر کے) جو اپنی دونوں ایڑیوں پر پھر جاتا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ﴾ (محمد: ٣١)

''اور ہم ضرور ہی تمھیں آزمائیں گے، یہاں تک کہ تم میں سے جہاد کرنے والوں کو اور صبر کرنے والوں کو جان لیں اور تمھارے حالات جانچ لیں۔''

اور فرمایا:

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ﴾

(العنكبوت: ٣)

''حالانکہ بلاشبہ یقیناً ہم نے ان لوگوں کی آزمائش کی جو ان سے پہلے تھے، سو اللہ ہر صورت ان لوگوں کو جان لے گا جنھوں نے سچ کہا اور ان لوگوں کو بھی ہر صورت جان لے گا جو جھوٹے ہیں۔''

اس بنیاد پر ان کا یہ قول وارد نہ ہوگا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات میں تغیر واقع ہونا لازم آتا ہے کیونکہ تغیر فلاسفہ کے دلائل اور شبہات میں سے ہے جس کی بنیاد پر وہ اللہ تعالیٰ سے علم کی نفی کرتے ہیں۔ کتاب اللہ فلاسفہ اور ان کے متبعین کے اندازوں کے خلاف ہے جنھوں نے علم اور ارادہ کو ایک چیز بنا ڈالا حتی کہ وہ تجدید علم اور تجدید ارادہ کا موقف نہیں رکھتے۔

صفت سماعت اور بصارت معدوم سے متعلق نہیں ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی تخلیق کرتا ہے تو اسے دیکھتا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب اس کے بندے اسے پکارتے ہیں تو وہ ان کی پکار کو سنتا ہے اس کے لیے صفت سمع اور بصر ذاتی بھی ہیں اور فعلی بھی ہیں۔ رؤیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ قُلِ اعۡمَلُوۡا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمۡ﴾ (التوبة: ١٠٥)

''اور کہہ دے تم عمل کرو، پس عنقریب اللہ تمھارا عمل دیکھے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل دو آیات لوگوں کی باتیں سننے کے بعد اتاری ہیں۔

﴿لَقَدۡ سَمِعَ اللّٰہُ قَوۡلَ الَّتِیۡ تُجَادِلُکَ فِیۡ زَوۡجِهَا﴾ (المجادلة: ١)

''یقیناً اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑ رہی تھی۔''

اور

﴿لَقَدۡ سَمِعَ اللّٰہُ قَوۡلَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیۡرٌ﴾ (آل عمران: ١٨١)

''بلاشبہ یقیناً اللہ نے ان لوگوں کی بات سن لی جنھوں نے کہا بے شک اللہ فقیر ہے۔''

یہی وہ موقف ہے جس پر رازی نے (شرح الاشارات) میں اپنی بات ختم کی ہے۔ کہ اس نے ابوالحسین البصری کا قول کہ معلوم کی تغیر کے وقت علم کی تغیر ثابت ہے کے بارے میں کہا کہ یہی قول صحیح ہے۔ [1]

یا تو حدوثِ فعل یا ازلی مفعول:

تمھارا قول کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی صفات ازلی ہیں درحقیقت مفعولات کی ازلیت کا قول ہے کیونکہ جب ہم کہیں گے کہ فعل ازلی ہیں تو مفعول بھی اس طرح ازلی ثابت ہوگا۔ اگر فعل کو وقت کے ساتھ محدد کیا جائے تو مفعول بھی محدد اور غیر ازلی ہوگا۔ یقیناً جس نے یہ دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان اور انسانوں کو ازل سے پیدا کیا تو اس نے درحقیقت مخلوقات کو ازلی کہا۔ لہٰذا تمھارے اس قول سے قدم العالم (کائنات کے قدیم ہونے) کا اشارہ مل رہا ہے۔ رازی نے لوگوں کو اسی لیے تمھاری مخالفت پر ابھارا ہے۔ اس نے کہا جس نے بھی افعال اللہ میں حدوث کے موقف سے راہ فرار اختیار کی وہ دوسرے لفظوں میں اس میں مبتلا ہوگیا۔

لہٰذا ابن تیمیہ رحمہ اللہ تمھارے خودساختہ دعویٰ میں مندرجہ ذیل امور کے لحاظ سے موافق نہیں:

١۔ اللہ تعالیٰ کے فعل تخلیق کے لیے وقت کی تحدید، کیونکہ ایسا کوئی وقت نہیں گزرا جس میں اللہ تعالیٰ خالق نہ ہو، وہ صفت تخلیق سے کبھی بھی معطل نہیں تھا۔

٢۔ تمھارے کہنے کے مطابق وہ اس قول میں بھی تمھارے موافق نہیں کہ اللہ تعالیٰ خالق تو تھا لیکن اس کے لیے تخلیق ممنوع تھی۔

---

[1] شرح الاشارات: ١/ ٧٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣۔ اس کے باوجود ابن تیمیہ رحمہ اللہ کسی بھی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قدیم نہیں مانتے جیسا کہ تم لوگ تقویٰ اور انصاف کو بالائے طاق رکھ کر ان کے بارے میں دعویٰ کرتے ہو۔ انہوں نے کہا: تمام کی تمام مخلوقات حادث ہیں اور کوئی چیز عدم سے پہلے نہیں، ازلی اور قدیم فقط اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قدیم اور ازلی ہونا کسی مخلوق کے ازلی اور قدیم ہونے کا متقاضی نہیں ہے۔ لہٰذا عین مخلوقات جو کہ حادث ہیں ان کا فرق ضروری ہے جو کہ پہلے نہ تھیں کوئی بھی عاقل یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ ان میں سے کوئی چیز ازلی ہے۔ ❶ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے (قدم العالم) کی بات کہاں کہی ہے؟

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے فعلِ تخلیق کی حد بندی کے قائل ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے وہ خالق نہ تھا ان کے پاس فقط یہ روایت بطور دلیل ہے۔ ''اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا پھر اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔'' ان کے نزدیک زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے کوئی تخلیق اور خلق نہ تھی۔ حالانکہ اسی روایت سے واضح ہے کہ پانی اور عرش زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے مخلوقات ہی تھے۔ اور اس روایت میں ایسی بھی کوئی وضاحت نہیں اور نہ ہی اس سے ایسی کوئی بات لازم آتی ہے کہ وہ زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے خالق نہ تھا۔

اہل یمن نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ سے اس کائنات کے بارے میں پوچھا جب کہ سوال جنس مخلوقات کے متعلق نہ تھا، آپ نے ان کو زمین و آسمان کے متعلق بتایا اور فرمایا: اللہ کا عرش پانی پر تھا اور آپ نے ان کو عرش کی تخلیق کی ابتداء کے متعلق کچھ نہیں بتایا کہ جس کے متعلق مذکورہ روایت تاکید کررہی ہے کہ وہ زمین آسمان کی تخلیق سے پہلے بھی مخلوق ہی تھا۔

آپ نے یہ وضاحت بھی کی کہ ''اللہ تعالیٰ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی'' ایک روایت میں (معہ۔ اس کے ساتھ) اور ایک روایت میں (غیرہ...... اس کے علاوہ) کے لفظ ہیں جب کہ مجلس ایک ہی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے ان تین الفاظ میں سے کوئی ایک لفظ کہا جب کہ دیگر دو بالمعنی روایت کیے گئے ہیں۔ اسی لیے بہت سے اہل حدیث اس کو لفظ (القبل ...... پہلے) سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ حمیدی، بغوی اور ابن اثیر وغیرہ۔

لفظ (القبل) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری احادیث میں ثابت شدہ ہے۔

آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل تقدیر لکھ دی جب کہ اس کا عرش پانی پر تھا۔'' ❷ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ تو سب سے پہلے ہے اور تجھ سے پہلے کوئی نہیں۔'' ❸

---

❶ مجموع الفتاویٰ: ١٦/٩٥.

❷ مسلم: ٦٢٤٣.   ❸ مسلم: ٢٧١٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئمہ کلام سے تسلسل آثار کے قائلین: ❶

اسنوی ❷ نے کہا: ''التحصیل جو کہ ارموی کی کتاب ہے اس میں اس نے دو جواب دیے ہیں''...... دوسرا یہ ہے: ''تسلسل کا محال ہونا درحقیقت موثرات اور علل میں تسلسل ہے البتہ آثار میں تسلسل ہم ممتنع نہیں مانتے۔''

اصفہانی نے ''شرح المحصول'' میں کہا: اس پر اعتراض ہے کیونکہ اس سے ایسے حوادث کا جواز لازم آتا ہے جس کا کوئی اول نہیں۔ یہ ہماری رائے میں باطل ہے۔ اسنوی کا کلام اور منقول کلام ختم ہوا۔

علامہ محمد بخیت المطیعی نے (شرح الاسنوی) کے مذکورہ صفحہ پر ارموی کے کلام پر تعلیق نقل کرتے ہوئے کہا: یہ بہترین کلام ہے۔ اصفہانی کے قول پر اعتراض ہے اس کے باطل ہونے سے لازم نہیں آتا کہ اس کی رائے واقعتاً اور حقیقت میں باطل ہے کیونکہ خارج میں موجود آثار میں تسلسل کے منع کی کوئی دلیل نہیں ہے اگرچہ یہ بات مشہور ہے کہ ان میں تسلسل محال ہے۔ اور ایسے حوادث کا لزوم جس کا اول نہ ہو عقیدہ کے لیے نقصان دہ ہے۔ مگر یہ کہ ہم کہیں: کہ ان کا اول نہیں ہے۔ یعنی ان کے وجود کا اول نہیں ہے۔ یہ موقف کسی کا نہیں ہے۔ بلکہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ بھی............ جو تھا اور جو ہوگا...... سب کا سب حادث ہے یعنی یہ پہلے نہ تھا بعد میں وجود میں آیا۔

ارموی اس کو جائز کہنے والا ہے اور اصفہانی باطل قرار دینے والا ہے (اس پر غور کی ضرورت ہے) اسنوی نقل کرنے والا ہے۔ بخیت مطیعی شیخ الازہر ارموی کے قول کی تائید کر رہا ہے۔ اس طرح اثیر الدین الابہری نے اپنی معروف کتاب (تحریر الدلائل فی تقریر المسائل) میں یہی بات کہی ہے۔ اس طرح الشیخ محمد عبدہ اور جلال دوانی بھی اس کے قائل ہیں جیسا کہ عنقریب آپ دیکھ لیں گے۔ مگر اس کے باوجود فسق، گمراہی اور تکفیر کا قول دیکھنے کو نہیں ملا جس کا مظاہرہ ہم حبشی اور اس کے حواریوں سے دیکھ رہے ہیں۔

دوانی نے اس قول کو ترجیح دی کہ حدوث عالم حوادث ہیں جن کا کوئی اول نہیں۔ اس نے کہا: ''جو کچھ ذکر ہوا اس سے تمہارے لیے واضح ہے کائنات کی ابتداء حادث ہونا ممکن ہے، اس لحاظ سے کسی چیز کا شخصی طور پر قدیم ہونا اجزائے عالم میں لازم نہیں بلکہ جنس کے لحاظ سے قدیم ہونا ہے۔

شیخ محمد عبدہ نے (حاشیہ) میں جو کہ (شرح الدوّانی للعقائد الصفدیه) ہے کے صفحہ نمبر ۱۷۹ پر کہا: ''حکماء نے ممکنات کے قدیم ہونے کی نقلی دلیل پیش کی ہے اور یہ ایسی دلیل ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی مذمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ قَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ﴾

(المائدة: ٦٤)

❶ یہ فصل کتاب سے لی گئی ہے۔ (رفع الشبه الغوية عن شيخ الاسلام ابن تيميه)، ص: ۳۸.

❷ شرح منهاج الوصول: ۱۰۳/۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور یہود نے کہا اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے، ان کے ہاتھ باندھے گئے اور ان پر لعنت کی گئی، اس کی وجہ سے جو انھوں نے کہا، بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔''

اگر حدوث عالم کا دعویٰ کیا جائے تو کہا جائے گا کہ حق ازل سے فیض اور سخا سے غیر متناہی وقت تک معطل تھا جس کی کوئی ابتداء نہیں پھر اس نے وجود بخشنا شروع کیا اور یہ بات معلوم ہے اگر فرض کریں کہ وہ ازل سے خالق تھا اور ابد تک ہے تو جو بھی اس نے تخلیق کیا سب کا سب ختم ہونے والا ہے۔ متناہی کی نسبت غیر متناہی کی طرف عجیب ہے۔ یہ واضح ہے۔

کسی وجود کو عطاء کا حق دینا اس لیے کہ اسے تمام موجود سے روکا جائے۔ درحقیقت کچھ بھی نہیں۔ یہ صرف ہاتھ کا دھوکہ ہے کیونکہ عطاء ایسی چیز نہیں ہے جو منع کی جانب میں ذکر کی جائے۔ یہ شناعت مکان ہے...... اس کا جواب یہ ہے یہ تو شناعت سے جان چھڑانا ہے۔ جو ایسے قول پر متوقف نہیں کہ کوئی چیز اجزائے عالم (کائنات) سے پہلے ہے۔ بلکہ اتنا کہنا ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ازل سے خالق ہے اگرچہ اجزائے عالم میں سے ہر جز حادث ہے۔ لہٰذا اس کے عطاء کی کوئی اول نہیں ہے، اور کوئی ایسی رکاوٹ نہیں جو اللہ تعالیٰ کو روک سکے۔ وہ جوادِ برحق ہے جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور کائنات میں کوئی چیز قدیم نہیں ہے بلکہ ہر چیز حادث ہے وہ عدم سے وجود میں آئی ہے اس آیت میں قدیم ہونے کی دلیل نہیں۔ انتھی۔

اس کے قول پر غور کرو ''اس کے اول کی عطا نہیں'' اور اس کا قول ''عالم کائنات کے اجزاء میں سے ہر جز حادث ہے'' اور یہ قول ''وہ ازل سے خالق ہے۔''

استاد مراد شکری نے کہا: تعجب کا مقام ہے اے بھائی! ان میں سے کسی محقق کے دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ قدیم نوع ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قدیم ہے اور نوع ایسی چیز ہے جو محسوس کی جاتی ہے اور اس کا وجود ہے۔

ان سے سوال کرو کیا نوع الحوادث، حوادث سے الگ ہے یا اس کے ساتھ لازم ہے؟ یا پھر وہی ہے۔ اس کے علاوہ ممکن نہیں کہ وہ کوئی چیز ہو جیسا کہ یہ واضح ہے۔

اگر تو وہ وہی ہے...... تو یہ ناممکن ہے پھر اس کے ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ اس کی مثل حادث ہے، اور اگر اس سے لازم ہے تو یہ معلوم ہے کہ قدیم جو کہ زائد الحادث ہے وہ حادث کے برابر ہے۔

قدیم اور حادث کا مرکب حادث ہی ہے اور یہ اس کے نزدیک واضح ہے جو علم کلام کے بارے میں کچھ جانتا ہے۔

اگر وہ کہیں کہ نوع الگ چیز ہے اور حوادث الگ چیز ہے تو ان سے کہو: تم ہمارے لیے لفظ (نوع) اکیلے لفظ کی تشریح کرو تو بہتر یہ ہے کہ تم لوگ ((الاجـــرومية)) کتاب پڑھو اور مضاف ومضاف الیہ کا علم حاصل کرو۔ اور جملہ

---

❶ اثیر الدین ابہری سمرقندی جن کی کتاب (ھدایۃ الحکمۃ) شیخ الاصفہانی جو کہ (محصول) کے شارح ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

((نوع الحوادث)) کا اعراب بیان کرو۔ یہ تمھارے زیادہ لائق ہے۔ ❶

پھر ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے عبارت ❷ نقل کی گئی ہے: ''تم سے کہا جائے گا کیا اس سے تمھاری مراد تمام حوادث ہیں تو پھر لازمی ہے کہ اس سے پہلے بھی کوئی ہو کیونکہ تمام محدود حوادث کے لیے ضروری ہے ان سے پہلے بھی کوئی ہو اور جس سے پہلے بھی کسی کا ہونا ضروری ہے؟

پہلے دوسرے میں کسی قسم کا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ تیسرے کے بارے میں کہا جائے گا۔ تمھاری کیا مراد ہے؟ کیا جنس سے پہلے عدم ہے یا اس سے پہلے اس کا فاعل ہے۔ یعنی ایجاد کرنے اور بنانے والا لازمی ہے یعنی اس سے پہلے کوئی فاعل ہے تو پہلا محل اختلاف ہے۔

استاذ مراد نے کہا: یہ تسلیم شدہ ہے کہ حوادث سے پہلے فاعل کا ہونا ضروری ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے اور یہ تاکید ہے کہ حوادث کا اول نہیں یا یہ تسلسل آثار ہے۔ کوئی عقل منداس عبارت کو نہ سمجھے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ہو جو کہ ازلی ہے۔ اور اس سے پہلے رب العالمین فاعل ہے۔ یہ امر معلوم اور بدیہی ہے ورنہ حوادث کبھی حادثہ کی جمع استعمال نہ ہوتی اور یہ مخلوق ہے اور یہ اپنے افراد کے ساتھ عدم سے وجود میں آتی ہے۔

انہوں نے کہا: اس قائل سے سوال کیا جائے گا جو کہتا ہے کہ حوادث کا اثبات جن کا اول نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے پہلے نام میں مشارکت ہے، اسے کہا جائے گا۔ تو ان حوادث کے بارے میں کیا کہتا ہے جن کا اب کوئی بھی اول نہیں۔ کیا یہ موجود ہیں یا معدوم ہیں؟

یا تو کہے کہ گا موجود کہے گا یا معدوم۔ یا پھر اپنا منہ کھول کر کہے گا۔ ھا، ھا، میں نہیں جانتا۔

شیخ الاسلام نے (درء التعارض: ۳/۵۱) میں کہا: ماضی کے حوادث اپنے وجود کے بعد معدوم ہو گئے۔ وہ آج ایسے ہی معدوم ہیں جیسا کہ مستقبل کے حوادث آج معدوم ہیں۔ نہ وہ موجود ہیں اور نہ ہی یہ موجود ہیں۔ ان دونوں کا وجود، موجودہ وقت کے علاوہ تھا وہ ماضی میں تھے اور وہ مستقبل میں ہونگے۔ ❸

عرش کے قدیم ہونے کے موقف کی تہمت:

یہ حبشی کا ایک اور جھوٹ ہے جو اس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر بولا ہے، اس نے جلال دوانی سے اپنی کتاب (شرح العضدیة) میں نقل کیا ہے اس نے کہا: ''میں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب میں عرش کے قدیم الجنس ہونے کا قول دیکھا ہے۔'' ❹

اے قاری! شاید تو نے عبارت پر غور کیا کہ اس نے لفظ تالیف یعنی کتاب بولا ہے مگر اس کتاب کا نام نہیں لیا۔

---

❶ دفع الشبه الغوية: ٤٥، ٤٦.
❷ درء التعارض: ٩/١٥٣.
❸ دفع الشبه الغوية: ٦٠.
❹ اظهار العقيدة السنية: ٦٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر تمھیں یہ علم نہ ہو کہ جلال دوانی کون ہے تو اس کی کتاب (ایمان فرعون) ❶ دیکھ لو؟ دوانی نے یہ کتاب فرعون کے دفاع میں لکھی ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسے حالت ایمان میں موت آئی ہے ملا علی قاری نے اس کے رد میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ''فرالعون من مدعی ایمان فرعون'' رکھا کیا حبشی کو اس آدمی جو کہ فرعون کے ایمان کا دفاع کر رہا ہے کے علاوہ کوئی شخص نہیں ملا جس کی بات کو وہ دلیل بناتا؟

مفسر آلوسی نے کہا: ''اللہ کی پناہ کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ایسی کوئی کتاب ثابت ہو بلکہ اس کی نسبت ایسے ہی ہے جیسے کتاب ''ایمان فرعون'' کی نسبت جلال دوانی کی طرف ہے اس کو اچھی طرح یاد کر لو پھر اس نے جلال دوانی کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: ''جلال الدین اور اس طرح کے لوگ علم حدیث میں سب سے بڑے جاہل ہیں۔''

اسی طرح آلوسی نے کورانی سے اس کے حاشیہ میں جس کا نام اس نے ''مجلی المعانی علی شرح عقائد الدوانی'' رکھا ہے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف اس کتاب کی نسبت کے متعلق کہا: ''ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کوئی ایسی کتاب مجھے نہیں ملی ہے۔'' ❷

یہی حال ہر اس شخص کا ہے جس سے حبشی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر جرح کی دلیل پکڑی ہے کہ وہ تعصب اور صوفیانہ انحراف سے خالی نہیں جیسا کہ دوانی سبکی ہیتمی اور الحصنی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹھانا:

حبشی نے دعویٰ کیا ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کرسی پر بیٹھا ہے اور اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جگہ چھوڑ رکھی ہے کہ آخرت میں ان کو وہاں بٹھائے اور کہا یہ کتاب ''الرسالہ العرشیہ'' ❸ کے علاوہ ہے۔

لیکن ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ بات اپنی کس کتاب میں کہی ہے؟ ہم نے تو ان کی کتابوں میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ سلف صالحین میں سے کسی نے بات کہی اور دوسروں نے اس کا انکار کیا ہے۔ ❹

ابن تیمیہ اپنی بات میں سچے ہیں بعض سلف نے یہ بات کہی جبکہ ان کے اقوال صحیح سند کے ساتھ ذکر کیے گئے ان میں سے چند یہ ہیں:

مجاہد کی روایت جسے طبری نے اپنی تفسیر میں صحیح قرار دیا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت اسے ذکر کیا:

﴿عَسَىٰٓ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی اسرائیل: ۷۹)

''قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے۔''

---

❶ تحقیق ابن الخطیب، المطبعة المصرية: ١٩٢٤.

❷ جلاء العنين في محاكمة الاحمد بن للالوسی: ۳۴۰، ۳۲۲، ۳۳۳.

❸ کیسٹ: ۱۳/ پہلی سائیڈ: ۹۴.

❹ رسالة الرد على البكرى: ۳۲۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محدثین نے اس قول کی بہت سی اسانید ذکر کی ہیں جیسا کہ خلال وغیرہ ان میں سے بعض صحیح ہیں انہوں نے کہا:
''اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو کرسی پر بٹھائیں گے تاکہ لوگ ان کی قدر و منزلت کو دیکھ سکیں۔'' ❶

اسی لیے حافظ ابن حجر نے کہا: ''ابن جوزی نے کہا: کہا گیا ہے مقام محمود سے مراد ان کو عرش پر بٹھانا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کرسی پر بٹھانا ہے اور یہ دونوں قول علماء کے دو مختلف گروہوں کے ہیں۔ ❷ اور طبری نے سلف کی ایک جماعت سے اس قول کو نقل کیا ہے اور مجاہد کی اس روایت کا جس میں نبی ﷺ کو کرسی پر بٹھانے کا ذکر ہے انکار نہیں کیا ہے۔ ❸

حافظ ابن عبدالبر نے مجاہد کے کلام کو رد کیا ہے اور اسے خلافِ حق قرار دیا ہے اور کہا کہ اہل سنت نے اس کلام کو قبول نہیں کیا ❹ جب کہ بعض نے مجاہد کے قول کی تائید کی ہے جیسا کہ ابوبکر المروزی جس نے اس پر مستقل کتاب لکھی ہے اس میں ہے کہ ابراہیم بن عرفہ سے روایت کیا گیا ہے کہ میں نے ابن معین سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے: اس قول کو علماء نے قبول کیا ہے۔

اہل علم کی ایک جماعت نے اس قول کی تائید بھی کی ہے اور اس کو تسلیم کرنے کا فتویٰ بھی دیا ہے جن میں ابوداود السجستانی، ابراہیم حربی، محمد بن مصعب العابد شیخ بغداد اور بہت سے لوگ شامل ہیں۔ امام احمد نے اس روایت کے بعد کہا: جو اس حدیث کو رد کرے میں اس کا انکار کرتا ہوں وہ میرے نزدیک برا آدمی ہے میں نے اسے ایک جماعت سے سنا ہے اور کوئی محدث اس کا انکار نہیں کرتا اس کا انکار تو جہمیہ نے کیا ہے ابن جریر نے اس قول کی تائید کرتے ہوئے کہا اسلامی فرقوں میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا اور کہا جو بات مجاہد نے کی ہے وہ روایت اور درایت کے لحاظ سے صحیح ہے ❺ اور بھی ذکر کیا کہ اس سے باطل لوازمات لازم نہیں ہوتے۔

یہ ابن العربی کا قول بھی ہے:

ابن العربی نے کہا: پانچواں مسئلہ: اقوال کی تنقیح (نظر ثانی) اور احوال کی تصحیح: ہم اپنی کتاب میں یہ بات کئی مقامات پر ذکر کر آئے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں اور جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس کی تحقیق بھی ہم ذکر کر آئے ہیں اور ہم آپ سے یہ وعدہ بھی لے چکے ہیں انبیاء کے بارے میں وہی کچھ کہا جائے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نہ ہی تو اس میں کوئی کمی کی جائے اور نہ ہی زیادتی کیونکہ ان کی خبریں روایت شدہ ہیں ان کی وہ احادیث جو زیادتی کے ساتھ منقول ہیں وہ دو لوگوں سے ہی مروی ہیں یا تو وہ شخص جو ان کی مقدار سے واقف نہیں یا پھر وہ بدعتی ہے جس کی رائے ان کے وقار اور ان کی نیکی کے بارے میں کسی اہمیت کی حامل نہیں جو ان میں زہر گھولنے کی

❶ السنة للخلال: ٢١٨، العلو للذهبي: ٧٥.
❷ فتح الباري: ٥/٩٥.
❸ تفسير الطبرى جلد: ٨، جزء: ١٥.
❹ التمهيد: ٧/١٥٧.
❺ تفسير طبرى: ٨/١٥/٩٨،٩٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوشش کرتا ہے اور دلائل ونواہی کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ﴾ (یوسف : ۳)

''ہم تجھے سب سے اچھا بیان سناتے ہیں۔''

یعنی وہ مختلف تاویلات سے سچی ترین بات ہے اور یہ بہت زیادہ ہیں جن کو ہم نے (امالی انوار الفجر) میں ذکر کر دیا ہے۔ یہ محمد ﷺ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی نافرمانی کبھی نہیں کی نہ ہی زمانہ جاہلیت میں اور نہ ہی بعد میں، یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور جلال کے پیش نظر ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت ہی بلند مقام عطا کیا ہے تاکہ وہ لوگوں کے حساب کے لیے قیامت کے دن انھیں اپنے ساتھ کرسی پہ بٹھائے اسی لیے عزت کے اسباب اور بہترین وسائل انھیں ہر طرف سے گھیرے میں لیے ہوئے ہیں اور ان کو ایسے ساتھی میسر ہیں جو ان کے اطاعت گزار ہیں وہ تمام عیوب سے پاک ہیں اور ہر قسم کے شک سے بری ہیں......الخ ❶

اگر نبی کریم ﷺ کو کرسی پر بٹھانے کا مسئلہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت بھی ہو جائے تو وہ اس مسئلہ میں اکیلے نہیں بلکہ سلف صالحین میں سے ایک جماعت اس کی قائل ہے جیسا کہ مجاہد وغیرہ۔

دیکھیے ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے آپ کو کرسی پر بٹھانے والی روایت کس قدر باریک بینی کے ساتھ نقل کی ہے انہوں نے کہا: ''اس روایت کو بعض لوگوں نے کئی سندوں سے نقل کیا ہے مگر سب کی سب موضوع ہیں یہ مجاہد اور بعض سلف سے ثابت ہے سلف صالحین اس کو نقل بھی کرتے تھے اور انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا اور اسے قبول کیا ہے۔'' ❷

اور یہ کہا جاتا ہے اس طرح کی باتیں توقیفی ہی ہوتی ہیں لیکن پھر بھی اس بات کا خیال رہنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ سے کیا ثابت ہے اور نبی ﷺ کے علاوہ دوسروں کے کلام سے کیا ثابت ہے چاہے یہ مقبول ہو یا مردود۔ ❸

ابن فورک آپ کو کرسی پر بٹھانے کا اقرار کرتا ہے کیا تم اس کی تکفیر کرو گے؟

ابن فورک نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا اور اس نے اپنی عادت کے مطابق اس کی تاویل پیش کی ہے کہ عرش پر اپنے ساتھ بٹھانے کا مطلب ان کی نصرت اور تعاون ہے اس نے کہا:

اگر یہ کہا جائے کہ جو کچھ مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل : ۷۹)

''قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے۔''

---

❶ احکام القرآن : ۱۵٤۲/۳.

❷ اہل علم نے کہا مجاہد سے اس کی سند کا دارومدار لیث بن ابی سلمہ پر ہے۔

❸ درء التعارض : ۲۳۷/۵.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی تفسیر میں روایت کیا گیا ہے اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ تو کہا جائے گا اس کا احتمال ہے کہ اس سے مراد ان کی مراد نصرت اور تعاون ہو۔ ❶ پھر کہا ہماری تاویل کے مطابق نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے جانے کا انکار نہیں کیونکہ عرش پر بٹھانا نصرت اور تعاون کے معنی کے لائق ہے (۳۹۱) ان کا کلام ختم ہوا ابن فورک نے اس روایت کو ثابت سمجھا ہے لیکن اس کی تاویل کی۔

الخفاجی نے ''شرح الشفا'' میں دارقطنی سے اس حدیث کے بارے میں نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کے لیے مقام محمود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا ان کی عبارت یہ ہے:

نبوت کے بارے میں یہ امام احمد کی روایت ان کی مسند میں احمد مصطفیٰ کے لیے ہے کہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے عرش پر بٹھائے گا اور ہم اس کا انکار نہیں کرتے حدیث کو اس کے اصل الفاظ میں لینا چاہیے اور اس میں ایسی بات داخل نہیں کرنی چاہیے جو اس کو فاسد کر دے تم نہ ہی تو اس بات کا انکار کرو کہ وہ قائم ہے اور نہ ہی اس بات کا انکار کرو کہ وہ ان کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔

یہ تمام اقوال مرجوح ہیں نبی اکرم ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: مقام محمود سے مراد شفاعت کا حق ہے۔ ❷

یہ عجیب لطیفہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کے قائل نہیں اور اس کے معنی کی تاویل استیلا سے کرتے ہیں یہاں انھیں عرش کی غیرت یاد آجاتی ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر بلند ہونا تسلیم نہیں کرتے جیسا کہ مجاہد کا قول بخاری میں ہے۔

رفاعی اور نقشبندی حضرات نبی ﷺ کی قبر کو عرش سے افضل قرار دیتے ہیں۔

رفاعیہ اور نقشبندیہ نبی ﷺ کی قبر کو عرش پر فضیلت دیتے ہیں:

وہ دعوی کرتے ہیں کہ ان کے مشائخ عرش سے بھی بلند ہیں:

اہل بدعت صوفیاء نبی اکرم ﷺ کی قبر کو اللہ تعالیٰ کے عرش، کرسی بلکہ جنت پر بھی فضیلت دیتے جیسا کہ محمد صیادی رفاعی ❸ ان لوگوں نے کہا: ''یقیناً نبی کریم ﷺ کی قبر اللہ تعالیٰ کے عرش اور اس کی کرسی سے بھی افضل ہے۔'' ان دو اقوال میں سے زیادہ گمراہ کن قول کون سا ہے؟ نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھانے والا یا ان کی قبر کو عرش پر فضیلت دینے والا؟

---

❶ مشکل الحدیث و بیانه: ۲۳۹.

❷ مسند احمد: ۴۷۸/۲، ترمذی: ۳۱۳۷.

❸ قلادة الجواهر: ۱۰۴، ضوء الشمس: ۱۷۶/۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر ایک مرغ پال رکھا ہے جس کا نام ''دیک العرش......عرش کا مرغ'' ہے اور ابوالوفا جو کہ کبار رفاعیہ میں سے ہے وہ اپنی جگہ پر بیٹھ کر اس مرغ کو دیکھتا ہے اور لوگوں کو بھی دیکھنے کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ وہ نماز کے وقت عرش سے اذان دیتا ہے۔ ❶

صیادی جو کہ کبار رفاعیہ میں سے ہے نے دعویٰ کیا ہے جب آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا گیا تو وہ صوفی فرشتوں کے فراق میں ستر سال تک روتے رہے۔ یہ فرشتے بغیر داڑھی کے ہیں جو کہ اللہ کے عرش کے اردگرد رقص کرتے ہیں اور جبرائیل رقص کرنے والوں کا سردار جبکہ میکائیل ان کا قوال ہے ❷ وہ یہ کہتے ہیں:

مالک نے ہماری بادشاہت واضح کردی اگر مالک نہ ہوتا تو ہم ہلاک ہو جاتے ہیں۔

نقشبندیوں نے دعویٰ کیا ہے ''جن کے سلسلہ کی طرف انتساب پر حبشی کو فخر ہے۔'' ان کے ولی آسمان کی طرف چڑھتے ہیں بلکہ وہ جب چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عرش پر تشریف لے جاتے ہیں انہوں نے احمد الفاروقی سے اس کا قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ''میں کئی دفعہ بزرگی والے عرش پر گیا ہوں جب بھی میں عرش پر اس قدر بلند ہوا جس قدر عرش اور مرکز زمین کے درمیان فاصلہ ہے تو میں نے وہاں پر امام شاہ نقشبند کا مقام دیکھا۔'' اس نے مزید کہا: جان لو میں نے جب بھی عرش پر بلند ہونے کا ارادہ کیا تو میرے لیے آسانی پیدا ہوئی۔ ❸

میں نے تصوف کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں ان میں اکثر یہ مضمون دیکھنے کو ملا ہے اور ایسے جھوٹے قصے نظر سے گزرے ہیں جس میں یہ لوگ اپنے مشائخ کو عرش پر بلند کرتے ہیں اور ان کی کرامات میں سے عرش پر چڑھنا، لوح محفوظ پر نظر ڈالنا، بدبخت کو نیک بنانا، نیک کو بدبخت بنانا اور کائنات میں تصرف کرنا ذکر کیا گیا ہے۔

(الرسالہ العرشیہ) کا جھوٹ:

حبشی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر جھوٹ بولتے ہوئے کہا ان کا یہ کلام (الرسالہ العرشیہ) میں موجود ہے مذکورہ رسالہ میں ایسی کوئی بات موجود نہیں ہے اسی لیے حبشی اس جھوٹ کو ثابت کرنے کے لیے کوثری جو کہ اس زمانہ کا جہمی ہے ❹ کی تقلید

❶ ترياق المحبين: ٤٢، روضة التناظرين: ٢٧.

❷ قلادة الجواهر: ١٨٥، الفجر المنير: ٨٦.

❸ المواهب اللدنية: ١٨٤، الانوار القدسيه: ١٨٢.

❹ کوثری انتہائی متعصب حنفی ہے۔ وہ ایسی احادیث بیان کرتا ہے جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث ''ابوحنیفہ میری امت کا چراغ ہے'' وہ ابوحنیفہ کے تعصب میں اس قدر غلو کرتا ہے کہ غماری نے اسے (مجنون ابی حنیفہ) کا لقب دیا ہے۔ (٢ ع التفسير ١٨٠) اس نے صحابہ پر بھی طعن وتشنیع کی ہے حتیٰ انس رضی اللہ عنہ پر فساد عقل کی تہمت لگائی ہے اور اس نے بخاری رحمہ اللہ پر طعن کیا ہے اور علماء نے جو ان کو امیر المومنین فی الحدیث کا لقب دیا ہے اس کا انکار کیا ہے اور کہا وہ انتہائی متکبر اور حدیث کے بارے میں انتہائی متساہل تھے اور انھیں کچھ علم نہ تھا اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے دائیں کو بائیں سے نہیں پہچانتے۔ (تانيب الخطيب: ٤٤، ٤٥) وہ یہ بھی دعویٰ کرتا تھا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک فتویٰ کے عوض فقط پانچ درہم لیتے تھے اور حلال کو حرام جبکہ حرام کو حلال بنا کر پیش کرتے تھے۔ ﴿سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ﴾ (الزخرف:۱۹) ''ان کی گواہی ضرور لکھی جائے گی ⇦⇦⇦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر مجبور ہوا اور کہا کہ: مصر سے آخری طبع ہونے والے مذکورہ رسالہ سے اس عبارت کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ❶ ہم اسے چیلنج کرتے ہیں کہ (الرسالہ العرشیہ) ❷ کے مخطوطات سے یہ عبارت ثابت کرے یہ مخطوطات کوثری کے پیدا ہونے سے کئی صدیاں پہلے کے ہیں اور اس میں سے ان کا یہ جھوٹا دعویٰ کبھی بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

حبشی نے کہا: ابن تیمیہ اپنے عام پیروکاروں سے اپنی بعض کتابیں چھپایا کرتے تھے تاکہ ان کو پڑھ کر کوئی ان کی مخالفت میں کھڑا نہ ہو مگر کسی نے ان کی ایک کتاب میں یہ عبارت پڑھی: ''اللہ تعالیٰ کرسی پر بیٹھا ہے اور اس نے نبی اکرم ﷺ کے لیے جگہ چھوڑ رکھی ہے تاکہ قیامت والے دن ان کو وہاں بٹھائے، ان کا ایک شاگرد یہ کتاب لے کر ابوحیان کے پاس گیا جب انہوں نے یہ عبارت پڑھی تو مرتے دم تک ان پر لعنت کرتے رہے۔ ❸

یہ صاف جھوٹ ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ تقیہ کرنے والے کہاں تھے؟ انہوں نے اپنے دشمنوں کے سامنے یہ کہا: ''مجھے میرے دشمن کہاں لے جائیں گے میں جہاں بھی جاؤں میری جنت اور میرا باغ (علم) میرے سینے میں ہے میری قید میری خلوت، میری ملک بدری میری سیاحت اور میری موت میری شہادت ہے۔''

ان کو وقت کے بادشاہ نے طلاق ثلاثہ کا فتویٰ دینے سے منع کیا تو انہوں نے برملا کہا میں اپنا علم چھپا نہیں سکتا وہ کسی ظالم کے ظلم سے دبنے والے نہیں تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔

ان سے بہادری اور شجاعت میں کون بڑھ کر ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ یا ان کا مخالف جو خود اور اس کے متبعین ظالموں کی گود میں پرورش پاتے ہیں؟ جسے وہ اللہ کی طرف بلانے والے دعاۃ کے سامنے بطور خنجر استعمال کرتے ہیں وہ لوگ اسے لے کر آئے اور اس سے اہلسنت والجماعت کے بارے میں ایسا عقیدہ نشر کرنے کی طلب کی جو بدعات خرافات، شرک، مسلمانوں کی تکفیر اور بے دین لوگوں کے دفاع کا عقیدہ ہے جنھوں نے قرآن مجید کو پس پشت ڈال کر انسانوں کے وضع کردہ قوانین کو نافذ کیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مقابلے میں حکام کا دفاع کرنے والے بنا کر پیش کر رہے ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لوگوں سے کب کوئی بات چھپائی ہے؟ انہوں نے اپنے مخالفین کے سامنے اپنی کتاب عقیدہ واسطیہ پیش کی اور انھیں تین سال کی مہلت دی اس میں کوئی ایسی ایک چیز دکھائیں جو کتاب وسنت کے خلاف ہو لیکن وہ

⇦⇦⇦ اور وہ پوچھے جائیں گے۔''
حسام الدین مقدسی جس نے کوثری کی کتب شائع کی ہیں نے اس کے تعصب سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔ علماء نے کوثری کے رد میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ جیسے بیان تلبیس المفتری محمد زاہد الکوثری، للغماری کوثری کی گمراہیاں دیکھنے کے لیے (التنكيل لما عند الكوثري من الأباطيل) کا مطالعہ کریں۔

❶ اظهار العقيدة السنة: ١٥٢، المقالات السنة: ٢٥.

❷ مرکز الملک فیصل میں یہ مخطوطہ موجود ہے۔

❸ اظهار العقيدة السنية: ١٥١، ١٥٢، الدليل القويم: ٣٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ اس کو ثابت نہ کر سکے۔

اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ انہوں نے یہ بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائیں گے تو یہ کوئی ایسا راز نہیں ہے جسے چھپانے کے لیے ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجبور ہوتے کیونکہ نبی ﷺ کو عرش پر بٹھانے کے متعلق بہت سی روایات مختلف کتب میں موجود ہیں یہاں تک کہ خلال، طبری اور سیوطی نے ان دسیوں روایات کو ذکر کیا ہے اور انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی اسرائیل: ۷۹)

''قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے۔''

کی تفسیر بتایا ہے مگر یہ روایات صحت کے درجہ کو نہیں پہنچتیں جیسے ذکر کر دیا گیا ہے یہ بعض تابعین کا قول بھی ہے جیسا کہ امام مجاہد کا ایک قول ہے۔ ❶

بلکہ یہ قول جیلانی کا ہے:

شیخ عبدالقادر نے کہا: اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو قیامت والے دن اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔ ❷ مگر عام اہل سنت نے جیسا کہ امام احمد اور ذہبی نے اس قول کو رد کیا اور اس سے منع کیا ہے کیونکہ اس کی سند نبی کریم ﷺ تک نہیں پہنچتی ہے اور یہ آپ سے صحیح سند سے ثابت نہیں ہے مگر جس نے ان روایات کو صحیح سمجھ کر اس قول کو لے لیا تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی اس کے باوجود بھی اگر ان کو کوئی کافر قرار دیتا ہے تو یہ اس کی شرارت اور شر کے علاوہ کچھ نہیں ہے وہ گمراہ حروری فرقہ کی طرح ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف دھوکہ کی نسبت کو عینی نے باطل قرار دے دیا:

احباش کا دعویٰ ہے جب لوگوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے لیے مجلس مقرر کی تو اس نے حیلہ سازی کرتے ہوئے کہا میں اشعری مذہب رکھتا ہوں میں نے ایسی کوئی بات نہیں دیکھی کہ انہوں نے ایسا کہا ہو انہوں نے تو واضح کیا کہ وہ شافعی رحمہ اللہ کے عقیدے پر ہے اور وہ لوگ ان سے راضی ہو گئے۔ ❸

اگر انہوں نے یہ بات کی ہے کہ وہ امام شافعی رحمہ اللہ کے عقیدے پر ہیں تو اس میں کون سا جھوٹ ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات، تاویل کی نفی اور علم کلام پر اعتراضات میں امام شافعی کے منہج کے بالکل قریب ہیں امام شافعی علم کلام پڑھنے سے روکتے تھے اور اس سے ڈراتے تھے، ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے جب کہ احباش حبشی کو (امام علم الکلام) کا لقب دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات کی تاویل کرتا ہے انہوں نے کہا: ''تاویل بعد والے لوگوں کا جب کہ

---

❶ السنة للخلال: ۲۴۴، ۲۵۰.

❷ الغنية: ۷۱. ❸ عقد الجمان: ۴/ ۴۱.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اثبات سلف یعنی پہلے لوگوں کا مذہب تھا۔''

اگر انہوں نے یہ کہا کہ وہ اشعری عقیدہ پر ہیں تو اس میں کون سا جھوٹ ہے؟ کیونکہ اشعری رحمہ اللہ نے اپنے پہلے عقیدہ سے توبہ کر کے امام احمد حنبل رحمہ اللہ کے عقیدہ کو اپنا لیا تھا اس کی گواہی متقدمین اشاعرہ نے بھی دی ہے جیسا کہ ابن عسا کر نے ''التبیین'' میں اور امام بیہقی اور اسی طرح متاخرین اشاعرہ نے اس کی وضاحت کی، تاج السبکی نے طبقات میں اور زبیدی نے اتحاف میں اس کا ذکر کیا اسی طرح ابن عذبہ اور ان کے علاوہ اور لوگوں نے بھی اس کی گواہی دی جیسا کہ امام ذہبی اور ابن کثیر۔ ❶

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول کہ میں اشعری ہوں وہ تمھارے اس قول سے کہیں بہتر ہے کہ ہم اشاعرہ ہیں تم لوگ اشعری کی مخالفت کرتے ہو اور معتزلہ کی موافقت کرتے ہو وہ تمھاری نسبت اشعری عقیدہ کے زیادہ موافق ہیں اے اشاعرہ! جان لو اشعری حقیقت میں عقیدہ کے لحاظ سے حنبلی المذہب تھا۔

اگر تم اسے غلط اور دھوکہ خیال کرتے ہو تو کیا تم یہ بات ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کے بارے میں کہو گے، کوثری نے ذکر کیا ہے وہ حنابلہ سے کہا کرتے تھے: ''میں حنبلی ہوں اور امام احمد کے مذہب پر ہوں۔'' کوثری نے دعویٰ کیا ہے وہ ان لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لانے کے لیے ایسا کرتے تھے۔ ❷

بہادر ابن تیمیہ رحمہ اللہ:

بدر عینی نے تتاری بادشاہوں کے مقابل ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی شجاعت اور بہادری کا ذکر کیا ہے انہوں نے قازان جو کہ تتاری بادشاہ ہے سے کہا جیسا کہ اس قول ابن کثیر نے شیخ عبداللہ بن قوام البالسی سے ذکر کیا ہے: ''تو دعویٰ کرتا ہے کہ تو مسلم ہے جبکہ مسلمانوں کو قتل کرتا ہے تیرے ماں باپ کافر تھے مگر انہوں نے تیرے جیسا جرم نہیں کیا تو نے ان لوگوں سے معاہدہ کیا مگر ان سے دھوکا کیا اور تم نے بہت سے دعوے کیے مگر کوئی ایک بھی پورا نہیں کیا۔''

وہ کلمہ حق کہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے تھے پھر اس نے کہا: ان لوگوں نے کھانا پیش کیا تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے علاوہ سب نے کھایا ان سے پوچھا گیا آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہے؟ انہوں نے کہا: میں تمھارا کھانا کیسے کھا سکتا ہوں جب کہ یہ لوگوں کی بکریاں چھین کر تیار کیا گیا ہے پھر ملک قازان نے ان سے دعا کی درخواست کی تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: ''اے اللہ اگر یہ تیرا اچھا بندہ ہے اور اس لیے لڑ رہا ہے کہ تیرا کلمہ بلند ہو جائے اور دین پھیل جائے تو اس کی مدد اور تائید فرما اور اسے ملکوں کا اور بندوں کا مالک بنا دے اور اگر یہ شہرت، ریاکاری، طلب دنیا اور اپنا کلمہ بلند کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہے اور اسلام و اہل اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو اسے تباہ و برباد کر دے اور اس کی جڑیں کاٹ دے۔'' اس نے کہا: قازان ان کی دعا پر آمین کہہ رہا تھا اور اپنے ہاتھ بلند کر رہا تھا وہ کہتے ہیں ہم اپنے کپڑے اس

❶ تبیین کذب المفتری: ١٥٠، الاعتقاد للبیهقی: ٩٦. ❷ حواله سابقه: ١١٧، ١١٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوف سے اکٹھے کر رہے تھے ابھی ان کا خون ہمارے کپڑوں پہ گرے گا جب سلطان ان کے قتل کا حکم دے گا۔

وہ کہتے ہیں: ''جب ہم سلطان کے پاس سے واپس آئے تو قاضی نجم الدین ابن صصری نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کہا: قریب تھا کہ آپ ہمیں بھی اور اپنے آپ کو بھی ہلاکت سے دوچار کر دیتے اللہ کی قسم! ہم آپ کے ساتھ نہیں چلیں گے ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: میں خود تمھارے ساتھ نہیں چلنا چاہتا وہ وہیں رک گئے چند لوگ بھی ان کے ساتھ رہے جب کہ ہم چلتے رہے کچھ دیر کے بعد ملک قازان کے وزیر اور امراء ان کے پاس آئے اور ان کی دعا سے برکت حاصل کرتے رہے جب کہ وہ دمشق کی طرف عازم سفر ہوئے جن لوگوں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کیا تھا ان پر تتاریوں کی ایک جماعت نے حملہ کیا اور ان سب کا مال ومتاع چھین لیا۔ ❶

جب انھیں یہ پتہ چلا کہ اہل دمشق ایک چٹان کو مقدس سمجھنے لگے ہیں تو انہوں نے کلہاڑا پکڑا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے ❷ اسی لیے امام ذہبی نے ان کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے تھے۔

تتاریوں کے بارے میں رفاعیہ اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے موقف کا موازنہ:

تتاریوں کے بارے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور رفاعیہ کے موقف میں زمین وآسمان کا فرق ہے انہوں نے تتاریوں کے خلاف لوگوں کو جہاد کے لیے تیار کیا اور مسلمان حکمرانوں کو ترغیب دی کہ وہ ان کے خلاف جہاد کریں اور وہ خود بھی ایک انتہائی مخلص جماعت کے ساتھ ان کے خلاف جہاد کے لیے نکلے اسی لیے ان کو بہادر عالم کہا جاتا ہے۔

ان کے مقابلے میں رفاعیہ جو کہ حبشی کے سلف ہیں کا موقف خیانت اور دھوکہ پر مبنی ہے وہ ان کے بارے میں تردد کا اظہار کرتے رہے اور مختلف حیلوں بہانوں سے ان کے قریب ہوتے رہے اور اسے کرامات کا نام دیتے رہے تتاریوں کے مال اور تحائف نے ان کو لالچ اور خیانت میں مبتلا کر دیا یہاں تک کہ امام ذہبی نے کہا: سلسلہ رفاعیہ کے لوگوں میں فساد پھیل گیا جب تتاری عراق پر حملہ آور ہوئے تو شیطان نے ان کے لیے بہت سی چیزوں کو مزین کر دیا جیسا کہ آگ میں داخل ہونا، درندوں پر سواری کرنا، سانپوں سے کھیلنا وغیرہ'' انہوں نے کہا اس بات کو خود احمد رفاعی اور ان کے نیک ساتھی نہیں جانتے فنعوذ باللہ من الشیطان.

امام ذہبی کا یہ قول: ''جب تتاریوں نے عراق پر قبضہ کیا'' اس میں اشارہ ہے کہ ان لوگوں نے تتاریوں سے اس وقت دوستی کی جب وہ شیعہ اور روافض کے تعاون سے عراق پر قابض ہوئے اور لاکھوں مسلمانوں کو شہید کر دیا اس وقت یہ لوگ مختلف حیلوں بہانوں سے تتاریوں کا قرب تلاش کر رہے تھے۔

---

❶ البدایة و النهایة: ١٤/٨٩، ان کی بہادری دیکھنا ہو تو دیکھو البدایة والنهایة: ١٤/٧، ١٠، ١١، ١٢، ١٤، ١٦، ١٩، ٢٤ وغیرہ.

❷ عقدالجمان: ٢/٥١، ٨٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رفاعیہ جو کچھ کرتے تھے تتاری اس پر خوش ہوتے تھے اور انھیں تحفے تحائف اور انعامات دیتے تھے امام صاحب کا اشارہ یہ ہے جو اللہ کے دشمنوں کو دوست بنائے اللہ تعالیٰ اسے کرامات سے کیسے عزت دے گا؟

اسی طرح آلوسی نے ان کے بارے میں کہا: موجودہ زمانے میں دین اور حکومت کے لیے سب سے بڑی آزمائش رفاعیہ فرقہ کے احباب ہیں تمھیں جو بھی بدعت نظر آئے گی اس کا مصدر یہی لوگ ہیں ان کی عبادت رقص وموسیقی، غیر اللہ سے مدد مانگنا، اپنے مشائخ کی عبادت کرنا اور دنیا کا مال کمانا ہے۔ ❷

علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کے بارے میں حافظ ابن حجر کے کلام کی تحریف:

حبشی نے دعویٰ کیا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر تہمت لگائی ہے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کیا کرتے تھے جب انہوں نے ابن المطھر الحلی کا رد لکھا تھا پھر حبشی نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی عبارت میں تبدیلی کرتے ہوئے کہا: انہوں نے اپنے کلام میں کئی مقامات پر الحلی کی توہین میں مبالغہ آمیزی سے کام لیا جو درحقیقت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص ہے۔'' ❸

یہ نصوص کے ساتھ کھلواڑ ہے حبشی نے جس عبارت کا حوالہ دیا ہے وہ کچھ یوں ہے: ''اور کس قدر مبالغہ ہے اس رافضی کے کلام کی توہین میں جو بعض دفعہ علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کا سبب ہے۔''

لیکن حبشی نے لفظ (لہ) کا اضافہ کر کے یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ کلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ہے، پھر اس نے لفظ (الرافضی) کو لفظ (الحلی) سے بدل ڈالا تاکہ پڑھنے والے کو شک نہ رہے اور وہ سمجھے یہ کلام ابن تیمیہ پر ہی لوٹ رہا ہے پھر اس میں لفظ (أدتہ) کو (أدت بہ) سے بدل ڈالا تاکہ یہ پتہ چلے کہ ضمیر ابن تیمیہ پر ہی لوٹ رہی ہیں۔

لسان المیزان کے مخطوطہ کی طرف اچانک رجوع اور حیرت:

میں نے لسان المیزان کے مخطوطہ کی طرف رجوع کیا تو مندرجہ ذیل تفصیل سامنے آئی:

پہلے مخطوطہ میں یوسف جو کہ حسن المطھر کا والد ہے کے حالات شامل نہیں۔

دوسرے مخطوطہ میں اس کے حالات ذکر ہیں۔

یوسف بن الحسن کے حالات، اس طبع میں حسن کے والد تک تصحیح موجود ہے گویا کہ اس کا تعاقب کرنے والے نے غور سے کام نہیں کیا۔

اس میں اضطراب ہے اس میں یہ ہے کہ یوسف وہی شارح ابن الحاجب ہے جس پر ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے رد کیا ہے اور پھر یہ ہے کہ اس کا بیٹا حسین وہ شارح ابن الحاجب ہے جس پر ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اعتراض کیا ہے اس کے باپ پر

---

❶ العبر فی خبر من غبر: ۳/۷۵.

❷ غایة الامانی فی الرد علی النبهانی: ۱/۳۷۰.

❸ المقالات السنیة: ۳۰۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں، یہ واضح اختلاط اور تحریف ہے جو باپ اور اس کے والد یوسف کے حالات کے درمیان [1] واقع ہوگئی ہے۔ [2]

کیا باپ شارح ابن الحاجب ہے یا اس کا بیٹا؟

اور کیا ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے باپ پر رد کیا ہے یا اس کے بیٹے پر؟

ایسی غلطی کا عام طور پر حافظ ابن حجر جیسے عظیم ناقد سے سرزد ہونا ممکن نہیں جنھوں نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ اس ترجمہ میں جان بوجھ کر تبدیلی کی گئی ہے اور وہ اس تحریف میں مہارت نہیں رکھتے تھے لہٰذا انہوں نے یوسف جو کہ حسن کا والد ہے اسے شارح ابن الحاجب بنا دیا وہ جس پر ابن تیمیہ نے رد کیا ہے، یوسف رحمہ اللہ کے خاص حالات ذکر نہیں ہیں۔

پھر یہ ہے کہ مخطوطہ میں عبارت غیر واضح ہے جس کو پڑھنا انتہائی مشکل ہے لہٰذا یہ بات تسلیم کرنا مشکل ہے کہ اس میں ایسی عبارت موجود ہے۔

حتی کہ جو نسخہ مطبوعہ ہے اس میں بھی اختلاف واقع ہوا ہے دار الفکر کے طبع میں لفظ (ذاتہ) کی بجائے (أدتہ) ہے تو یہاں اختلاط اور جعلسازی کا احتمال ہے اس کے بعد خالی جگہ ہے معلوم نہیں کہ ان کا کلام کن الفاظ پر ختم ہوا (لسان المیزان) سے یہ عبارت ساقط ہے۔

اس تفصیل کے بعد ایک صورت باقی رہ جاتی ہے کہ ہم حافظ ابن حجر کی اس عبارت کی طرف رجوع کریں جو انہوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق ذکر کی ہے وہ دقیق ترین مسائل میں، احادیث اور روایات پر حکم لگانے میں اور اختلافی مسائل میں کسی رائے کو ترجیح دینے میں ان کے کلام کی طرف رجوع کرتے تھے بلکہ ہم ان کا وہ صریح کلام دیکھتے ہیں جو انہوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں ذکر کیا ہے اسے امام سخاوی نے اپنی کتاب (الجواہر والدرر) میں ذکر کیا ہے اس میں انہوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر اعتراضات کرنے والوں کو بے وقوف قرار دیا ہے اور اس بات کی تاکید کی ہے کہ ابن تیمیہ اس لائق تھے کہ ان کو شیخ الاسلام کہا جاتا۔

سبکی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی غلطیوں کو ذکر کرنے پر حریص تھا اس نے رافضی پر ابن تیمیہ کے رد کا ذکر کیا لیکن اس نے ابن تیمیہ کے رد کی تعریف کی جو انہوں نے ابن مطہر پر کیا ہے اور اس نے ایسی کوئی بات ذکر نہیں کی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص یا ان پر طعن ہو اگر اس میں وہ کوئی ایسی بات دیکھتا تو اس کو ضرور بیان کرتا اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف دلیل بناتا اس نے کہا:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کا مکمل رد کیا ہے انہوں نے مقصد رد کو اس پر مکمل کیا ہے لیکن واضح حق کو شک وشبہ سے خلط ملط کر دیا ہے جس سے صاف بات گدلی ہوگئی ہے ان کا خیال ہے اللہ تعالیٰ کے لیے حوادث ہیں جن کا کوئی اول نہیں۔

---

[1] لسان المیزان: ۲/۳۱۹۔

[2] حوالہ سابقہ: ۶/۳۱۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحوت کی دغابازی:

کمال الحوت نے ایک حیلہ سازی کی ہے اس نے بعض رسائل اور مقالات ایک کتاب میں جمع کیے جس کا نام (الرسائل السبکیہ) رکھا پھر اس کے نام کو تبدیل کر کے (الرسائل السبکیۃ فی الرد علی ابن تیمیہ وتلمیذہ ابن القیم الجوزیۃ) پھر اس کا نام بدل کر (التوفیق الربانی فی الرد علی ابن تیمیہ الحرانی) رکھا اور اس میں سے سبکی کا وہ رسالہ حذف کر دیا جو اس نے ابن قیم کی کتاب نونیہ کے رد میں لکھا اور اس میں احمد کلابی کے ایک رسالہ کا اضافہ کیا جو اس نے نفی جہت کے مسئلہ میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے رد میں لکھا تھا۔

پھر اس نے مقدمہ میں بعض تبدیلیاں کر دیں تا کہ لوگوں کو یہ محسوس ہو کہ یہ کوئی اور کتاب ہے اور یہ شخص اس قسم کی دغابازیوں کے لیے مشہور ہے پھر آئے روز اس کے بارے میں یہ شکایت بڑھتی گئی کہ دوسروں کی کتابیں بغیر غلاف اور عنوان کے کاپی کر کے نشر کرتا ہے۔

اس کی جعل سازی کتابوں میں کمی اور زیادتی کے ذریعے ثابت ہو چکی ہے وہ (عالم الکتب) کے شعبہ تحقیق میں کام کرتا تھا اس نے عبدالفتاح ابوغدہ کی کتب سے بعض عبارات کو حذف کر دیا جس کے سبب اسے وہاں سے نکال دیا گیا۔

الشیخ محمد بن درویش الحوت ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعظیم اور ان کو دلیل بناتے ہوئے:

اس نے علماء سے ان کی قرابت کو بھلا دیا ہے الشیخ محمد بن درویش الحوت احادیث کی صحت وضعف میں ابن تیمیہ کے حکم کو دلیل بناتے تھے جیسا کہ ان کی کتاب (اسنی المطالب) [1] میں ہے اس طرح وہ ابن قیم رحمہ اللہ کے اقوال کو بھی دلیل بناتے تھے۔ [2]

اے الحوت! کیا تو نے اپنے شیخ حبشی سے یہ سیکھا ہے کہ جس سے تیرا قرابت دار اور تیرا پیش رو جاہل ہے؟

اگر الحوت ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد کی تعظیم کرتا ہے اور ان کے اقوال سے اکثر دلیل لیتا ہے تو کیا وہ تیرے شیخ حبشی کے عقیدے کے مطابق ہے جیسا کہ تم لوگوں کا دعویٰ ہے [3] یا اس کے مخالف ہے۔

اس حیلہ سازی سے تعطیل مراد لی گئی ہے:

اس کی دغابازی کی ایک مثال اس کا یہ قول ہے: ''جمہور امت اسلامیہ اللہ تعالیٰ کو مشابہت اور حوادث سے پاک تصور کرتے ہیں۔'' [4]

ہاں پاک تصور کرنا امام احمد اور امت کے سلف صالحین کے طریقے کے مطابق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے صفات

---

[1] مندرجہ ذیل صفحات دیکھیں: ۴۱، ۸۹، ۱۲۵، ۱۸۱، ۲۳۶، ۲۵۳، ۳۴۱، ۳۵۰، ۳۹۹، ۳۴۵، ۴۵۲، ۵۶۶۔

[2] مجلة المنار: ۴۴/ ۵۶۔

[3] مندرجہ ذیل صفحات دیکھیں: ۸۹، ۱۶۸، ۴۵۲۔

[4] التوفیق الربانی: ۷، الرسائل السبکیة: ۱۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثابت کرنا جو کہ بغیر تشبیہ اور بغیر تعطیل کے ہوں تو سر آنکھوں پر۔

اور اگر جمہور سے مراد جہمیہ معتزلہ اور ان کے ہمنوا ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں عبث اور باطل تاویلات کرتے ہیں تو یہ الحاد ہے جسے (تنزیہ) پاکی کے تصور کی چادر چڑھائی گئی ہے ان لوگوں نے تنزیہ یعنی پاکی کے تصور کا دعویٰ فقط اس لیے کیا ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ان صفات کے اثبات سے روک سکیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے یا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کیا ہے۔

تم سے پہلے معتزلہ امام احمد کے طریقہ کو باطل اور ان کو مشبہ قرار دیتے ہیں اور وہ اپنے دعویٰ پر تنزیہ یعنی پاکی کے تصور کا لبادہ چڑھاتے ہیں جہمیہ اس طرح کی تنزیہ کے بارے میں تم سے پہلے بہت کچھ کہہ چکے ہیں جہم وہ پہلا شخص ہے جس نے آیت استواء، آیت یدین اور حدیث نزول کے بارے میں ایسی باتیں کی ہیں۔

کیا ابن تیمیہ کی قید ان کے عقیدہ کے فساد کی دلیل ہے؟

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف قلاوون کے احکامات اور جیل میں ان کی موت کے بارے میں تمھاری باتیں جیسا کہ تم نے کہا: ''ان کی گمراہی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کو جیل میں ڈالا گیا اور قید میں ان کی موت ہوگئی۔

ایسے احکامات جو سلطان سے صادر ہوئے وہ تم لوگوں کو دھوکہ میں نہ ڈالیں کیوں کہ اہل حق علماء کے خلاف ایسے احکامات جاری ہوتے رہتے تم ان پر اعتماد مت کرو ایسے احکامات ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے علاوہ کبار علماء کے لیے بھی جاری ہو چکے ہیں۔

امام احمد بن حنبل کے خلاف سلطانی احکامات جاری ہوئے جو کہ ابن قلاوون کے جاری کردہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں احکامات کے مشابہ تھے خلیفہ مامون نے ان کو شدید مار پیٹ اور ظلم سے دوچار کیا لیکن یہ سزا انھیں دین حق پر ثابت قدم رہنے سے اور اللہ تعالیٰ کے لیے تکلیف برداشت کرنے سے روک نہ سکی۔

اسی طرح امام مالک پر منصور نے ظلم وستم کی انتہا کر دی۔

امام بخاری اپنے ہمعصر لوگوں کے ظلم وستم کا شکار ہوئے حتی کہ انھیں خرتنک شہر میں پناہ لینا پڑی اور وہ وہیں فوت ہوئے۔

امام ابوحنیفہ پر ظلم وستم کیا گیا حتی کہ وہ جیل میں ہی فوت ہوئے۔

امام شافعی پر اہل مصر نے اس وقت ظلم کی انتہا کی جب انہوں نے اجتہاد مطلق کا فتویٰ دیا۔

اس سے پہلے سعید بن مسیّب، سعید بن جبیر اور حسن بصری ظلم وستم کا شکار ہوئے جیسا کہ (السیر) میں ذکر کیا گیا ہے۔

اگر علماء پر سلاطین کا ظلم وستم ان کے عقیدہ کے فاسد ہونے کی دلیل ہے تو ہمارے لیے کوئی ایک عالم بھی نہیں بچے گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ ہر اہلِ حق عالم کو کسی نہ کسی طرح کے مسائل اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ہے مگر یہ کہ وہ سلاطین کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہو یا پھر گونگا شیطان ہو۔

تم اس بات سے بخوبی آگاہ ہو کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر ظلم وستم اور ابتلا کا سبب ابونصر المنبجی ہے جس نے سلطان بیبرس جاشنکیر سے شکایات کی اس کی وجہ یہ تھی کہ جب ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو پتہ چلا المنبجی ابن عربی کی تعظیم کرتا ہے اور اس کے عقیدہ وحدۃ الوجود کو اپنے متبعین کے درمیان بیان اور اس کی نشرو اشاعت کر رہا ہے تو انھوں نے اس کا انکار کیا، اس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف سلطان کے کان بھر دیے جیسا کہ بدرالدین عینی نے بیان کیا ہے۔ ❶

حبشی کا دعویٰ کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر طعن کیا ہے:

حبشی نے کہا: ابن تیمیہ نے علی رضی اللہ عنہ پر طعن کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ان کی جنگوں نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور کہا: ابن تیمیہ نے قرآن میں تحریف کی ہے۔ ❷ ہم اس کا جواب مندرجہ ذیل طریقے سے دیں گے:

نمبر ۱: ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کبھی ایسی بات نہیں کہی، جو ان کے بارے میں ایسا دعویٰ کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ دلیل پیش کرے آلوسی نے ابن حجر ہیتمی سے دلیل طلب کی کہ وہ شیخ الاسلام کی کتابوں سے دلیل پیش کرے، تو ہم بھی کہتے ہیں کہ حبشی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتابوں سے وہ مقامات پیش کیوں نہیں کرتا جس میں انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر طعن کیا ہے۔

جس دن لوگوں نے طبری پر تشیع کی تہمت لگائی اور دعویٰ کیا کہ انہوں نے پاؤں پر مسح کو جائز قرار دیا ہے تو امام ذہبی نے ان کی اس بات کو یہ کہہ کر رد کیا کہ ''ہم ایسی کوئی بات ان کی کتابوں میں نہیں دیکھتے۔'' ❸ لہٰذا ہم تم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ شیخ الاسلام کی کتابوں سے اپنا جھوٹا دعویٰ ثابت کرو۔

ابن کثیر نے ذکر کیا ہے ابن تیمیہ کے ایک مخالف کو اس حالت میں پکڑا گیا جس نے جعل سازی کے ذریعے ابن تیمیہ کی طرف ایک کتاب منسوب کی تو سلطان نے اس کے اور اس کا تعاون کرنے والوں کے ہاتھ کاٹ ڈالے، تو کیا بعید ہے کہ یہ رسالہ ان کی طرف جھوٹا منسوب ہو کیونکہ ہمیں ان کی کتب میں اس کے خلاف مواد ملتا ہے۔

نمبر ۲: حبشی کے پاس اپنے جھوٹے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے کوئی دلیل نہیں وہ فقط یہی کہتا ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنا عقیدہ چھپایا ہے اور جو ان کی کتب ہمارے پاس ہیں ان میں اس کا اظہار نہیں کیا ہے اگر واقعتاً ایسا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حبشی کو ان عقائد کا علم کیسے ہوا شاید اس نے ان کی سوچ اور جو ان کے دل میں تھا وہ جان لیا ہے۔ ❹

---

❶ عقد الجمان: ٤٦١/٤.
❷ کیسٹ: ١٣/ پهلی سائیڈ: ٩٤.
❸ سیراعلام النبلاء: ٢٧٧/١٤.
❹ البداية والنهاية: ٢٢/١٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض دفعہ وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر یہ الزام بھی لگاتا ہے کہ انہوں نے ایک اور (الرسالہ العرشیہ) لکھا جو اس رسالے کے علاوہ ہے جو آج ہمارے سامنے ہے اسی طرح اس نے بعض دفعہ ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ اس نے (الفتوحات المکیہ) کے نام سے ایک اور کتاب بھی لکھی تھی جس میں یہ کفریہ کلام موجود نہیں تھا جو لوگوں کے ہاں موجودہ کتاب میں ہے درحقیقت وہ بغیر دلیل کے نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔

اسی طرح صاحب کتاب (التوفیق) نے صفحہ نمبر (۸۵۔۸۹) میں اس عنوان (افتراؤہ علی الامام علی) یعنی ابن تیمیہ کی حضرت علی پر افتراء بازی کے تحت حافظ ابن حجر سے کچھ کلام نقل کیا ہے جو ان کی کتاب (الدرر الکامنہ: ۱/۱۱۴) کے حوالے سے ہے جسے وہ اپنے زعم میں ابن تیمیہ کا علی رضی اللہ عنہ پر طعن تصور کرتا ہے پھر اس نے ابن تیمیہ کی کتاب (منہاج السنۃ) کے حوالے سے چند اقتباسات ذکر کیے جن سے اس نے اس مسئلہ میں استدلال کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے اس نے حق اور باطل کو ملا دیا ہے ہم عنقریب دیکھیں گے کہ اس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارات کو کس طرح بدل ڈالا ہے اور اپنا من پسند مطلب نکالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

اس آدمی کی حیلہ سازیوں کے بعض نمونہ جات:

اس نے اپنی کتاب کے (صفحہ نمبر ۸۹) میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت نقل کی کہ: ''علی رضی اللہ عنہ سپاہیوں کے ظلم سے عاجز آ گئے تھے ان کے ساتھی ان کی موافقت نہیں کرتے تھے اور ان کا حکم نہیں مانتے تھے جب کہ معاویہ کے ساتھی ان کے موافق تھے اور ان کا خیال تھا کہ قتال سے مقصد حاصل نہ ہوگا یہاں تک کہ اس نے کہا: آئمہ اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ اس لڑائی کا حکم نہیں دیا گیا تھا نہ ہی تو یہ واجب تھی اور نہ ہی مستحب لیکن وہ اس سے عذر پکڑتے تھے کہ اس نے اجتہاد کیا اور غلطی کی۔ [1]

اور اس نے (صفحہ نمبر ۸۵) پر کہا: ''ابن تیمیہ نے اپنی کتاب (منہاج السنۃ: ۲/۲۰۳) میں علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا: ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ ہم عدل و انصاف سے ہٹ کر کسی کی بیعت کریں یا اس کو چھوڑ دیں، ائمہ سنت یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس قتال کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں دیا گیا تھا نہ ہی یہ واجب تھا اور نہ ہی مستحب۔''

اور اس نے (صفحہ نمبر ۸۹) اور (صفحہ نمبر ۲۰۴) میں کہا: ''اگر علی رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنے والا یہ کہے: جن لوگوں سے علی رضی اللہ عنہ نے قتال کیا وہ باغی تھے کیونکہ صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار سے کہا تھا: ''تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔'' اور ان لوگوں نے حضرت عمار کو قتل کیا۔

اس کے متعلق پر لوگوں کے کئی اقوال ہیں:

بعض نے حدیث عمار پر اعتراض کیا ہے۔

[1] منہاج السنۃ: ۲/۲۰۲، ۲۰۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بعض نے یہ تاویل کی ہے کہ وہ باغی ہی طالب تھے ❶ اور یہ تاویل انتہائی کمزور ہے۔

سلف صالحین اور اکثر ائمہ جیسا کہ ابوحنیفہ، مالک اور ان کے علاوہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ باغی گروہ کے پاس قتال کی شرط موجود نہیں تھی۔

میں کہتا ہوں مرتضیٰ زبیدی نے اس کی وضاحت بیان کی ہے لہٰذا ان کی کتاب کو دیکھا جائے۔ ❷

المتجنی نے (ص ۸۹) میں کہا: علی رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے جن کی اطاعت واجب تھی اور ان کے مخالفین باغی تھے پھر یہ ناقص العقل (ابن تیمیہ) کیسے کہہ رہا ہے کہ یہ قتال مامور نہیں تھا نہ ہی واجب تھا اور نہ ہی مستحب اور اس میں مسلمانوں کی نہ ہی تو کوئی دینی مصلحت تھی اور نہ ہی دنیاوی، اس قول میں ان احادیث کی مخالفت کی گئی ہے جو ہم نے ذکر کی ہیں کیا یہ علی رضی اللہ عنہ کی مذمت نہیں؟

میں کہتا ہوں شاید اس نے ابن الہمام کا (المسایرہ) میں کلام نہیں پڑھا انہوں نے کہا: اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ قاتلین عثمان باغی نہیں بلکہ اپنے شبہ کی وجہ ❸ سے ظالم قاتل اور مغرور تھے لہٰذا بغاوت اور دوسرے جرائم میں فرق ضروری ہے۔

الحوت کے شبہات کا جواب:

قاری پر لازم ہے کہ وہ اس ظالم کی بیان کردہ عبارت کا موازنہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت سے کرے تاکہ عبارت کو نقل کرنے میں اس کی خیانت کا اندازہ کیا جا سکے حالانکہ اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ ان کا کلام حرف بہ حرف نقل کر رہا ہے پہلی تینوں عبارات کو دیکھو جو سیاق وسباق سے ہٹا کر توڑ مروڑ کر پیش کی گئی ہیں۔ ❹

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتب سے وہ رد پڑھو جو انہوں نے ابن مطہر الحلی رافضی کا کیا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں:

”معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی جانتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ ان سے افضل اور خلافت کے حق دار ہیں اس کا انکار صرف اور صرف خواہش پرست اور ان سے بغض رکھنے والا ہی کر سکتا ہے اور حکمین کی تحکیم سے پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی اپنی خلافت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور نہ ہی اپنے آپ کو امیر المومنین کہلوایا تھا اس کا دعویٰ انہوں نے حکمین کی تحکیم کے بعد کیا تھا ان کے لشکر کے بہت سے سپاہی انھیں یہ کہتے تھے ہم آپ کے ساتھ مل کر علی رضی اللہ عنہ کے خلاف کیوں لڑیں جب کہ وہ آپ سے افضل ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں اور خلافت کے بھی آپ سے زیادہ حقدار ہیں؟ معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا اعتراف کرتے تھے لیکن انہوں نے ان کے ساتھ مل کر لڑائی اس لیے کی کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ایسے لوگ موجود

❶ شیخ الاسلام نے کہا: المنہاج: ۲/ ۲۱۰، جس نے کہا کہ سیدنا علی اور ان کے ساتھیوں نے ان کو قتل کیا اور خون عثمان کا مطالبہ باغی طالب نے کیا تو یہ ہر خاص عام کے لیے فاسد تاویل ہے۔

❷ اتحاف السادۃ المتقیق: ۲/ ۲۲۵.

❸ حوالہ سابقہ: ۲/ ۲۲۵.

❹ دعوۃ شیخ الاسلام: ۳۵۲.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو ان پر ظلم و زیادتی کریں گے جیسے انہوں نے اس سے پہلے عثمان رضی اللہ عنہ پر کی تھی گویا کہ وہ اس لیے لڑ رہے تھے کہ انھیں ان دشمنوں سے بچائیں جو ان پر گھات لگائے بیٹھے تھے اور گھات لگائے دشمن سے لڑنا جائز ہے اسی لیے انہوں نے اس وقت تک لڑائی شروع نہیں کی جب تک دوسرے فریق نے نہیں کی۔

اسی لیے الاشتر النخعی نے کہا: وہ لوگ ہمارے خلاف اس لیے مدد کر رہے ہیں کہ ہم نے قتال شروع کیا اور علی رضی اللہ عنہ اپنے سپاہیوں کے ظلم پر قابو پانے سے عاجز تھے ❶ ان کے ساتھی ان کے حکم کی موافقت نہیں کرتے تھے جب کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ان کے مکمل موافق تھے ان کا خیال یہ تھا کہ لڑائی سے مطلوب حاصل ہوگا لیکن مطلوب کے برعکس حاصل ہوا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ایسے لوگ بھی تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ظلم کی تہمت لگاتے تھے حالانکہ وہ اس سے بری ہیں ان کے لشکر سے کسی طالب حق نے کہا: ہمارے لیے ممکن نہیں کہ ہم کسی کی بیعت کریں مگر اس شخص کی جو ہمارے بارے میں عدل کرے اور ہم پر ظلم نہ کرے اگر ہم نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو ان کا لشکر ہم پر ایسے ہی ظلم کرے گا جیسا عثمان رضی اللہ عنہ پر کیا یا تو علی رضی اللہ عنہ ہمارے بارے میں عدل کرنے سے عاجز ہوں گے یا وہ ایسا کر ہی نہ سکیں گے لہٰذا نہ ہی تو ہم عدل سے عاجز ❷ کسی شخص کی بیعت کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس کو چھوڑنے والے کی۔

ائمہ اہل سنت جانتے ہیں یہ قتال مامور نہیں اور نہ ہی واجب ہے اور نہ ہی مستحب ہے وہ اس کا عذر پیش کرتے ہیں کہ جس نے اجتہاد کیا اور غلطی کی۔

اور اس کا قول: (یعنی رافضی) اور اس (یعنی معاویہ) نے علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی اور وہ ان کے نزدیک چوتھے خلیفہ اور برحق امام ہیں اور جو کوئی بھی امام حق سے لڑے تو وہ باغی اور ظالم ہے، اسے یوں جواب دیا جائے گا:

اول: بعض دفعہ باغی تاویل کرنے والا ہوتا ہے اور اس کا عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ حق پر ہے۔

دوم: کبھی کبھی وہ جان بوجھ کر بغاوت کرنے والا ہوتا ہے اور اسے علم ہوتا ہے کہ وہ باغی ہے۔

سوم: بعض دفعہ اس کی بغاوت کسی شبہ کی یا نفسانی خواہش کی بنیاد پر ہوتی ہے اور یہی غالب ہے۔

ان میں سے کوئی بھی حالت فرض کر لیں تو یہ اہلسنت کے عقیدے پر اعتراض نہیں بن سکتی کیونکہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو یا ان سے کسی اعلیٰ شخص کو معصوم تصور نہیں کرتے چہ جائے کہ ان کو خطا اور اجتہاد میں غلطی سے پاک تصور کریں بلکہ وہ کہتے ہیں گناہوں کے کچھ اسباب ہوتے ہیں جن کی سزا توبہ استغفار اور نیکیوں کے ذریعے ختم ہو جاتی ہے اور مصائب ان غلطیوں کو مٹانے کا ذریعہ ہیں یہ قانون صحابہ کرام اور عام لوگوں کے بارے میں برابر ہے۔

حتی کہ انہوں نے کہا: رافضی جب معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ باغی اور ظالم ہے تو اس کو ناصبی

---

❶ یہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپاہی کی رائے تھی جسے اس ظالم اور جھوٹے شخص نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے بنا کر پیش کیا۔
❷ یہ بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپاہی کی رائے ہے جیسے اس ظالم شخص نے اسے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے بنا کر پیش کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہتا ہے: ❶ علی رضی اللہ عنہ بھی باغی اور ظالم تھے انہوں نے مسلمانوں سے امارت کے لیے لڑائی کی انہوں نے ان سے قتال میں پہل کی اور ان پر شب خون مارا اور امت کا خون بے فائدہ بہایا جس سے نہ ہی تو امت کو ان کے دین میں اور نہ ہی ان کی دنیا میں کوئی فائدہ حاصل ہو سکا ان کے دور میں ان کی تلوار مسلمانوں پر تو لٹکتی رہی لیکن کفار کے مقابلے میں میان میں رہی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے والے بہت سے گروہ ہیں مگر وہ اس میں غلطی پر ہیں وہ گمراہ اور بدعتی ہیں اس طرح شیعہ کی غلطی ہے کہ وہ ابوبکر اور عمر فاروق پر اعتراضات اور طعن و تشنیع کرتے ہیں ان لوگوں کی غلطی دوسرے فریق کی غلطی سے کہیں بڑی ہے۔

امت کے سلف اور ائمہ کرام میں سے اکثر جیسا کہ ابوحنیفہ، مالک اور امام احمد وغیرہ نے کہا: باغی گروہ سے لڑائی کی شرط موجود نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے لڑائی شروع کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ فرمایا جب دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کی آپس میں صلح کرواؤ پھر ان میں سے ایک اگر دوسری بار بغاوت کرے تو اس سے لڑائی کرو جس نے بغاوت کی ہے جب کہ ان لوگوں سے لڑائی میں پہل کی گئی قبل اس کے کہ وہ خود قتال شروع کرتے۔''

ابوحنیفہ اور احمد وغیرہ کا مذہب یہ ہے جب مانعین زکوۃ نے کہا: کہ ہم خود زکوۃ ادا کریں گے اور امام کے سپرد نہیں کریں گے تو امام کا ان سے لڑنا صحیح نہیں تھا۔

اس لیے یہ احمد اور مالک وغیرہ کے نزدیک فتنہ کی لڑائی تھی اور ابوحنیفہ کہتے تھے باغیوں سے لڑنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ خود امام کے خلاف لڑنا شروع نہ کر دیں ان لوگوں نے قتال شروع نہیں کیا تھا بلکہ یہ خوارج نے شروع کیا تھا اور خوارج کا قتال نص اور اجماع دونوں سے ثابت ہے۔ ❷

یہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت ہے جس میں انہوں نے الرافضی الحلی کی افتراء بازیوں کا رد کیا ہے پھر تم اس کو اس عبارت کے ساتھ ملا کر موازنہ کرو جو اس ظالم خیانت کار نے ذکر کی ہے تا کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کی مذمت کیا کرتے تھے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا: الرافضی نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بہت سی باتیں اپنی رائے، اندازے اور فقط گمان کی بنیاد پر کہیں۔

الجواب: ''اپنی رائے سے بات کرنا فقط عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کی نسبت زیادہ رائے سے بات کرنے والے تھے اسی طرح ابوبکر، عثمان، زید، ابن مسعود اور دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اپنی رائے سے

---

❶ یہ ابن تیمیہ کا کلام نہیں یہ تو رافضی اور ناصبی کے درمیان بحث کا ذکر ہے اس لیے انہوں نے کہا: یہ تمام گروہ غلطی پر ہیں منہاج: ۲/۲۰۳۔

❷ منهاج السنة: ۲/۲۰۳، ۲۰۵.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بات کرتے تھے۔

اہل قبلہ کے خون میں علی رضی اللہ عنہ کی رائے عظیم ترین امور میں سے تھی جیسا کہ سنن ابی داؤد اور دیگر کتابوں میں حسن قیس بن عباد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس معاملہ میں آپ اپنے موقف کی وضاحت کریں کیا یہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کو عطا کردہ عہد ہے یا پھر یہ آپ کی رائے ہے۔ ❶

بلکہ انہوں نے اور دیگر صحابہ کرام نے خوارج جو کہ دین سے نکلنے والے ہیں سے قتال کے بارے میں صحیح روایات نقل کی ہے۔

البتہ جمل اور صفین کی لڑائی کے بارے میں ان میں سے کسی نے بھی کوئی روایت نقل نہیں کی مگر فتنہ سے پیچھے بیٹھ جانے والوں نے فتنہ میں ترک قتال کی روایات نقل کی ہے۔

رہی وہ حدیث کہ ان کو ظالموں، عہد توڑنے والوں اور دین سے نکلنے والوں کے ساتھ لڑائی کا حکم دیا گیا تھا تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صاف جھوٹ ہے۔ ❷

یہ بات معلوم ہے کہ اگر رائے مذموم نہ ہو تو اس کے قائل پر کوئی ملامت نہیں ہوتی اور اگر وہ مذموم ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی اور گناہ نہیں ہوگا کہ جس رائے کے ذریعے ہزاروں مسلمانوں کا خون ناحق بہایا جائے اور ان کے قتل میں مسلمانوں کے لیے نہ ہی تو کوئی دین کی مصلحت ہو اور نہ ہی دنیا کی بلکہ جس بھلائی پر وہ تھے وہ کم ہو جائے اور شر پہلے سے بھی زیادہ پھیل جائے۔

اور اگر اس طرح کی رائے پر عیب نہیں لگایا جاتا تو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام کی فرائض اور طلاق کے مسائل میں رائے زیادہ حق رکھتی ہے اس پر عیب نہ لگایا جائے۔

اور مزید یہ کہ علی رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ اس رائے میں شریک ہیں جب کہ خون کی رائے میں وہ اکیلے ہیں علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حسن اور اکثر سابقین اولین مصلحت کے طور پر لڑنے کے حق میں نہ تھے یہ رائے اس سے کہیں بہتر تھی جس میں لڑائی کے لیے بہت سے دلائل دیئے گئے۔'' ❸ انتہا

شیخ الاسلام نے ابن المطہر الحلی رافضی کا سخت رد کیا جب اس نے عمر رضی اللہ عنہ پر اپنی رائے، اندازہ اور گمان سے بات کرنے کا الزام لگایا لیکن اس ظالم (حبشی) نے عبارت کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہوئے اس کے سیاق وسباق سے کاٹ کر غلط انداز میں پیش کیا۔

اس ظالم شخص نے لوگوں کو شیخ الاسلام سے متنفر کرنے کی کوشش کی اور ان کی عبارت کو توڑ مروڑ کر پیش کیا اور اس کے

---

❶ سنن ابو داؤد: ٤٦٨٥.

❷ اللآلئ المصنوعة في الاحاديث الموضوعة: ١/٤١٠. ❸ منهاج السنة: ٣/١٥٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذریعے استدلال کیا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کی مذمت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس پر وہ کچھ نازل فرمائے جس کا یہ مستحق ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ:

جس شخص نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتب کا مطالعہ کیا ہے وہ اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ وہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوب دفاع کرتے ہیں جن میں سب سے بڑا نام علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

علی رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ کے بارے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی واضح ترین عبارات اس بات کی دلیل ہیں کہ اس شخص نے جعل سازی سے کام لیا ہے انہوں نے الرافضی کا رد کرتے ہوئے کہا: روافض کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ ان ''علی رضی اللہ عنہ کے لیے دوستی کا وجوب ثابت کرسکیں جیسا کہ اہل سنت نے ثابت کیا ہے اہل سنت خوارج کی مذمت پر متفق ہیں جو علی رضی اللہ عنہ سے شدید بغض اور عداوت رکھتے تھے۔

اہل سنت ان کے خلاف قتال پر متفق ہیں پھر یہ افترا باز کیسے یہ افتراء بازی کرسکتا ہے کہ ان (معاویہ رضی اللہ عنہ) کی مدح علی رضی اللہ عنہ کہ بغض کے لیے ہے اور ان کی مذمت علی رضی اللہ عنہ کی محبت ہے باوجود اس کے کہ اہل سنت میں سے کوئی ایک بھی ایسا شخص نہیں جو علی رضی اللہ عنہ کے بغض کو اطاعت یا نیکی شمار کرے اور یا اس کا حکم دے، یا پھر فقط ان کی محبت کو برائی شمار کرے یا اس کو معصیت کہے یا اس سے منع کرے۔

اہلسنت کے تمام گروہوں کی کتب علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب اور ان کی مذمت کرنے والوں کی مذمت سے بھری پڑی ہیں۔

وہ لوگ اس شخص کا انکار اور رد کرتے ہیں جو ان کو برا بھلا کہے اور اس کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔

اور جو ان دو گروہوں کے درمیان سب وشتم اور لڑائی ہوئی تو یاد رہے کہ وہ لوگ بھی تمام لوگوں کی نسبت ان کے ساتھ لڑنے اور سب وشتم کو سخت ناپسند کرنے والے اور اس عمل سے بغض رکھنے والے تھے بلکہ وہ سب کے سب اس بات پر متفق تھے کہ وہ امامت کے زیادہ حقدار تھے اور اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مومنین کے ہاں وہ معاویہ رضی اللہ عنہ، ان کے باپ اور ان کے بھائی سے کہیں بہتر اور افضل تھے۔

علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے بھی کہیں زیادہ فضیلت رکھتے ہیں جو معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہیں افضل تھے، وہ تمام سبقت کرنے والے پہلے لوگ جنھوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی وہ ان تمام لوگوں سے بھی افضل ہیں جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے ان لوگوں میں بہت سے لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل تھے اور اصحاب بیعت رضوان ان سب سے افضل تھے۔

علی رضی اللہ عنہ ان جمہور صحابہ کرام سے افضل ہیں جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی بلکہ وہ ان تمام سے بہتر ہیں سوائے تین کے اہل سنت والجماعت میں کوئی بھی ایک شخص ایسا نہیں جو ان تین کے علاوہ کسی اور کو علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو ❶ یعنی ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم۔

آخری کلمہ:

ہمیں بتاؤ اور ثابت کرو کہ علی رضی اللہ عنہ پر ان کا طعن کہاں ہے کیوں تم لوگوں کو گمراہ کر رہے ہو؟

یہ نصوص اس شخص کی جعل سازی کو خوب ثابت کر رہی ہیں جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے کسی سپاہی کی بات کو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت بنا کر پیش کرتا ہے جب کہ وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ان عبارات سے چشم پوشی کر جاتا ہے جن میں انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی تعریف کی ہے یہ شخص ایسی جعل سازی صرف اور صرف نفسانی خواہشات کی پیروی ظلم اور زیادتی کی بنیاد پر کرتا ہے۔

وسیلہ کو مطلق طور پر حرام کہنے کی تہمت:

حبشی نے کہا: ''ابن تیمیہ کے بارے میں ان کے ہم عصر علماء سے مشہور بات صحیح سند سے ہم تک پہنچی ہے کہ وہ تمام انبیاء اور صالحین کے وسیلے کو حرام کہتے تھے ان کی موت کے بعد بھی اور ان کی زندگی میں بھی اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو بھی حرام خیال کرتے تھے۔''

السبکی نے کہا: ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پہلے کسی نے وسیلہ کا انکار نہیں کیا نہ ہی تو سلف نے اور نہ ہی بعد میں آنے والوں نے بلکہ یہ ان کا ایسا قول ہے جو کسی بھی عالم نے نہیں کہا۔ ❷

یہ صاف جھوٹ ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ سے توسل (وسیلہ) کو جائز خیال کرتے تھے اور اس کو حرام نہیں کہتے تھے بلکہ انہوں نے نابینا صحابی کی حدیث کو دلیل بنا کر جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی تھی ثابت کیا ہے لیکن ان کی زندگی کے بعد ان کی ذات کے وسیلہ کو جائز قرار نہیں دیتے تھے، انھوں نے اپنے اس دعویٰ کی دلیل صحابہ کرام کے عمل کو بنایا ہے جنھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ذات کے وسیلہ کو ترک کر دیا تھا جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کو وسیلہ بنایا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہوں یزید بن اسود ❸ کی دعا کو وسیلہ بنایا ان دلائل سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ متاخرین نے وسیلہ کا جو مفہوم اخذ کر لیا ہے یہ سلف صالحین کے وسیلہ کے مفہوم سے الگ ہے انہوں نے دعا کو وسیلہ بنایا شخصیت کو نہیں صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور آپ سے دعا کروایا کرتے تھے جیسا کہ استقاء کی دعا وغیرہ۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بیان کردہ یہ صحیح ترین مفہوم سلف صالحین سے ثابت ہے ان سے پہلے یہ بات ابوحنیفہ اور امام احمد نے بھی کہی ہے جس سے سبکی کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پہلے وسیلہ کے بارے میں ایسا موقف

---

❶ منهاج السنة: ٢/٢٠٦.

❷ المقالات السنية: ٢٦.

❸ قاعدة الجلية فى التوسل والوسيله: ٩٢-٩٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی نے نہیں اپنایا ہے وضاحت کے لیے ایک دو حوالہ جات کافی ہیں:

(الدر المختار) ❶ میں ہے جو کہ احناف کی مشہور ترین کتاب ہے (ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے مگر اسی کے وسیلہ سے ہی کیونکہ اسی طرح دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی طرح اجازت دی گئی اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (الاعراف: ۱۸۰) ''اور سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو اسے ان کے ساتھ پکارو۔'' سے مستفید ہے۔

ابوحنیفہ نے کہا: میں اس کو مکروہ خیال کرتا ہوں کہ دعا میں یہ کہا جائے بحق فلاں یا یہ کہا جائے تیرے انبیاء اور رسولوں کے حق سے۔ ❷

ابو یوسف نے کہا: اللہ تعالیٰ سے کسی اور کے وسیلہ سے دعا نہ کی جائے۔ مرتضیٰ زبیدی نے کہا: ابوحنیفہ اور ان کے دونوں شاگردوں نے اس کو مکروہ خیال کیا ہے کہ انسان اپنی دعا میں یہ کہے کہ فلاں کے حق سے دعا کرتا ہوں یا یہ کہے میں تیرے انبیاء اور رسولوں کے حق سے دعا کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں۔ ❸

آلوسی نے کہا: علمائے مذہب کی نصوص (عبارات) اس بات پر دلیل ہیں کہ یہاں کراہت تحریم کے معنوں میں ہے اور یہ امام محمد ❹ کے نزدیک اس حرام کی طرح ہی ہے جس کے ارتکاب پر آگ کی سزا رکھی گئی ہے۔

رہی وہ حدیث جس میں یہ ہے کہ ''میں تجھ سے سوال کرنے والوں کے حق کی بنیاد پر سوال کرتا ہوں۔'' تو اس کی سند میں عطیہ العوفی ہے جس کی روایت قابل قبول نہیں وہ ضعیف راوی ہے۔

کیا ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے زیارت قبور کو حرام قرار دیا ہے:

سبکی اور دیگر لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت سے منع کرتے تھے جبکہ صحیح بات یہ ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ نہ ہی تو عام قبور اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کو حرام قرار دیتے تھے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ انہوں نے مستقل طور پر ایک کتاب لکھی جس کا نام (الرد علی البکری و استحباب زیارة قبر خیر البریة) رکھا لہٰذا جس شخص نے ان کا یہ اختلاف ذکر کیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ان کی کتاب سے دلیل پیش کرے جہاں تک یہ بات ہے کہ انہوں نے تین مساجد کے علاوہ ثواب کی نیت سے رختِ سفر باندھ کر جانے کو منع قرار دیا ہے تو اس کی دلیل ان کے پاس موجود ہے۔

---

❶ قدوری اور دیگر نے ابو یوسف سے نقل کیا ہے: ۶۳۰/۲۔
❷ الفتاویٰ الهندیة: ۲۸۰/۵.
❸ اتحاف السادة: ۲۸۵/۲.
❹ جلاء العینین: ۴۵۲.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ایک کے بدلے ایک:

ہم حبشی کو اس کا قول یاد کرواتے ہیں جب اس نے لوگوں کو زکوٰۃ دینے سے یہ کہہ کر روکا: ''تم شافعی اور مالک کے اس فتویٰ کا انکار کیسے کر سکتے ہو کہ سونا اور چاندی کے علاوہ زکوٰۃ واجب نہیں جب کہ ان کے اس فتویٰ کی بنیاد دلیل ہے؟ ❶

ہم حبشی کی ہی عبارت اس کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ تم ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اس فتویٰ کا کیسے انکار کر سکتے ہو کہ تین مساجد کے علاوہ (ثواب کی نیت سے) سفر کرنا صحیح نہیں ہے جب کہ ان کے اس فتویٰ کی بنیاد دلیل ہے؟ اور وہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے: ''تم رخت سفر نہ باندھو مگر تین مساجد کی طرف مسجد الحرام، مسجد اقصی اور میری یہ مسجد۔'' ❷

ابن تیمیہ اس فتویٰ میں اکیلے نہیں ہیں بلکہ امام جوینی کا بھی یہی قول ہے اور وہ اشعری مذہب کے کبار علماء میں سے ایک ہے جیسا کہ امام نووی نے اسے ذکر کیا ہے۔ ❸ اسی طرح یہی موقف المناوی نے قاضی عیاض اور قاضی حسین سے نقل کیا ہے کے قبر کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا حرام ہے۔ ❹

اگرچہ نووی نے جوینی کا تعاقب کیا ہے اور اس کی مخالفت کی ہے لیکن اس کا اعتراض امام مالک کے اس موقف کی وجہ سے مردود ہے جس میں وہ تین مساجد کی زیارت کے علاوہ سفر کو حرام قرار دیتے تھے اور ان کے قول کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔

نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کو حرام کہنے کا جھوٹ:

ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس افتراء بازی کے پیش نظر ان کا دفاع کرتے ہوئے کہا: شیخ الاسلام کے بارے میں اس تحریف پر غور کرو ان کے جواب میں انبیاء اور صالحین کی قبروں کی زیارت سے منع کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ اس میں رخت سفر باندھ کر اولیاء اور صالحین کی قبروں کی زیارت کے متعلق دو اقوال کا ذکر ہے۔ رخت سفر باندھے بغیر قبروں کی زیارت اور چیز ہے اور فقط زیارت کے لیے رخت سفر باندھنا اور چیز ہے شیخ الاسلام نے بغیر رخت سفر باندھے قبروں کی زیارت سے کبھی بھی منع نہیں کیا بلکہ اسے مستحب قرار دیا ان کی کتب اور ان کے فتاویٰ جات اس پر گواہ ہیں انہوں نے کبھی بھی اس زیارت کی مخالفت نہیں کی اور کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ یہ اللہ کی نافرمانی ہے اور نہ ہی اس کے منع پر اجماع ذکر کیا ہے اور نہ ہی وہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے جاہل تھے: ''تم قبروں کی زیارت کیا کرو یہ آخرت یاد دلاتی ہے۔'' ❺ بلکہ انہوں نے وضاحت کی کہ نبی اکرم ﷺ کی مسجد اور ان کی قبر کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا مستحب ہے کیونکہ قبر کی زیارت مسجد کی زیارت کے تابع ہے۔ ❻

---

❶ بغية الطالب: ۱٦۰.
❷ بخاری: ۱۱۸۹، ۱۸٦٤، مسلم: ۸۲۷.
❸ شرح النووی: ۱۰٦/۹.
❹ فيض القدير: ٤۰۳/٦.
❺ البداية والنهاية: ۱۲٤/۱٤.
❻ الرد على الاخنائی: ۱۷۲، ۱۷۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبروں کی زیارت اوران کی طرف رخت سفر باندھنے میں فرق کرنا واجب ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رخت سفر نہ باندھا جائے مگر تین مساجد کی طرف مسجد الحرام، مسجد اقصی اور میری یہ مسجد۔'' یہ حدیث نص ہے کہ قبروں کی طرف زیارت کی نیت سے سفر کرنا حرام ہے۔ ❶

حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا: نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کو حرام کہنا: قبیح ترین مسئلہ ہے جو ابن تیمیہ سے منقول ہے۔ ❷

میں کہتا ہوں: یہ ان مسائل میں سے ہے جن میں ان پر صاف جھوٹ بولا گیا ہے حافظ عسقلانی کا یہ قول تو اس (حبشی) کو کوئی فائدہ نہیں دیتا لیکن ابن تیمیہ کے لیے حافظ موصوف کی تعریف اس بات پر دلیل ہے شیخ الاسلام کا مقام مرتبہ ان کے ہاں بہت بلند تھا خصوصاً جب انہوں نے ان کو علامہ کے وصف سے موصوف کیا ❸ اور الحافظ کہہ کر پکارا ہے جیسا کہ (التلخیص الحبیر) میں ہے جس کی وضاحت ذکر ہوگی اور انہوں نے ایک حدیث کے موضوع ہونے پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا حکم نقل کر کے دلیل پکڑی ہے اور وہ حدیث (وھو الآن علی ما علیہ کان) ہے کہ اس طرح کی کوئی روایت نہیں۔

حافظ ابن حجر ان کو (حافظ) کا رتبہ دیتے ہیں تم بھی ان کی عبارت قبول کرو:

حافظ ابن حجر نے ان کو حافظ کا رتبہ عطا کیا ہے انہوں نے ایک حدیث ذکر کی: ❹ ''کہ فقر میرا فخر ہے اور میں اس پر فخر کرتا ہوں۔'' پھر فرمایا: اس حدیث کے بارے میں الحافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ جھوٹ ہے مسلمانوں کی کتب احادیث میں ایسی کوئی روایت نہیں۔

نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کو حرام کہنے کا فتویٰ خود ساختہ اور جھوٹا ہے جو ان کے دشمنوں نے ان کی طرف منسوب کیا ہے جیسا کہ اس کا اعتراف خود حافظ ابن حجر نے کیا ہے ان پر الزام لگانے میں مشہور نام سبکی ہے جس نے ان کے بارے میں دعویٰ کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت کو حرام کہتے تھے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ وہ فقط قبر کی زیارت کی نیت سے سفر کو حرام کہتے تھے نہ کہ مجرد زیارت کو۔

بلکہ انہوں نے تاکید کی ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت اور پھر نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت نیک اور مستحب عمل ہے ❺ اس سے یہ واضح ہے کہ وہ قبروں کی شرعی زیارت اور بدعتی زیارت میں فرق کیا کرتے تھے کہ جو یا تو قبروں کی زیارت کی نیت سے سفر یا پھر قبروں کے پاس شرعی مخالفات پر مشتمل ہے جیسا کہ کسی درگاہ کی دیواروں کو چومنا یا اس کی

❶ بخاری: ۱۹۹۵، مسلم: ۱۳۳۸.
❷ فتح الباری: ۳/ ٦٦.
❸ حوالہ سابقہ: ٦/ ٢٨٩.
❹ التلخیص الحبیر: ۳/ ۱۰۹.
❺ الجواب الباهر: ١٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوکھٹ کو بوسہ دینا، فوت شدگان سے مدد مانگنا، یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ تکالیف ومصائب کو دور کرتے ہیں یا حاجات کو پورا کرتے ہیں، ان کی قبروں کے پاس خشوع وخضوع کا مظاہرہ کرنا، ان سے دعا کرنا اور قبور کے پاس ایسی حالت طاری کر لینا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز میں بھی پیدا نہیں کی جاتی۔

انہوں نے کہا: قبروں کی شرعی زیارت کا مقصد میت کو سلام کہنا اور اس کے لیے دعا کرنا چاہے وہ نبی ہو یا نبی کے علاوہ کوئی اور ہو اسی لیے صحابہ کرام جب نبی اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت کرتے تھے تو آپ پر سلام کہتے اور آپ کے لیے دعا کرتے اور پھر وہاں سے چلے جاتے تھے کسی ایک سے صحابی سے بھی ثابت نہیں کہ اس نے قبر کے پاس رک کر اپنے لیے دعا کی ہو۔ انہوں نے مزید کہا: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ یا کسی اور نبی کی قبر کی زیارت کرے یا کسی بھی صحابی، کسی نیک شخص یا اہل بیت میں سے کسی فرد کی قبر کی زیارت کرے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اس کو بوسہ دے بلکہ دنیا میں حجر اسود کے علاوہ جمادات میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جسے بوسہ دینا جائز ہو اور صحیحین میں ثابت ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا تو فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔

انہوں نے مزید فرمایا: ”علماء کا اس بات پر اتفاق ہے بیت اللہ شریف کے دو کونوں اور مقام ابراہیم کو نہ ہی تو ہاتھ لگایا جائے اور نہ ہی بوسا دیا جائے اس طرح بیت المقدس کے پتھر یا کسی نبی اور نیک شخص کی قبر کو نہ ہی بوسہ دیا جائے اور نہ ہی برکت کے لیے ہاتھ لگایا جائے ورنہ یہ بدعتی زیارت ہوگی یہ عیسائیوں کا دین ہے کہ قبر کی زیارت کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ یہ نیت لے کر آئے کہ قبر کے پاس دعا قبول ہوتی ہے یا یہ کہ میت اس کے لیے دعا کرتی یا وہ اپنی حاجات اور مصائب میں اللہ تعالیٰ کو میت کی قسم دے کر کچھ مانگے یہ تمام افعال بدعت ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے مشروع قرار نہیں دیا ہے اور نہ ہی صحابہ نے ایسا کوئی فعل کیا۔ [1]

پھر کہا: قبروں کی مشروع زیارت یہ ہے میت کو سلام کیا جائے اور جیسے نماز جنازہ میں اس کے لیے دعا کی جاتی ہے دعا کی جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو سکھلایا کرتے تھے کہ جب تم قبروں کی زیارت کروں تو یہ کہو:

”السلام علیکم اهل دار قوم مومنین۔“ [2]

اس تفصیل سے تمھارے لیے یہ واضح ہو گیا ہو گا کہ سبکی اور اس جیسے لوگ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف غلط بات منسوب کرتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس کے خلاف ان کا موقف ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں یہ سب کچھ انہوں نے اپنی نفسانی خواہشات کے لیے کیا ہے اسی لیے حافظ ابن حجر نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کو حرام کہنا ان مسائل میں سے ایک ہے جو ابن تیمیہ کی طرف منسوب کیے گئے۔

---

[1] كتاب الزيارة: ١٣/ ١٤.
[2] حواله سابقه: ٨١، ٨٨.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے لفظ (مستشنع ...... قبیح) استعمال کیا ہے اس میں کوئی مذمت نہیں بعض اہل علم نے کہا بنت زنا سے شادی کرنے کا مسئلہ امام شافعی کا قبیح فتویٰ ہے اور برف سے تیمم کرنے کا مسئلہ امام مالک کا قبیح فتویٰ ہے اور اسی طرح مغربی شخص کا مشرقی عورت سے نکاح اور اس کے برعکس پھر ان کے ہاں بچے کا پیدا ہونا اور یہ بچہ والد کی طرف منسوب ہونا اگرچہ وہ دونوں میاں بیوی آپس میں کبھی نہ ملے ہوں ابوحنیفہ کا قبیح فتویٰ ہے۔

جوینی ابن تیمیہ سے پہلے یہ فتویٰ دے چکا ہے:

حبشی نے چیلنج کیا ہے کہ ابن تیمیہ سے پہلے نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کے حرام ہونے کا فتویٰ کسی نے نہیں دیا۔ ❶ ہم اس کو چیلنج کرتے ہیں کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کسی کتاب سے یہ بات ثابت کرے اور دلیل دے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کو حرام قرار دیا ہے لیکن فقط قبر کی زیارت کی نیت سے رخت سفر باندھنے کے حرام ہونے کا فتویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پہلے امام الحرمین نے بھی دے رکھا ہے جیسا کہ نووی اور مناوی نے ذکر کیا ہے۔ ❷

امام مالک نے اس سے پہلے کہا: میں اس بات کو مکروہ خیال کرتا ہوں کہ کوئی یہ کہے: ''کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کی'' ان کی مراد نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کو حرام کہنا نہیں بلکہ خاص طور پر اس کے لیے رختِ سفر باندھنا ہے اور ان کی دلیل حدیث ہے لہٰذا قبر کی زیارت اور اس کے لیے خاص طور پر سفر کرنے میں فرق کرنا واجب ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ امام مالک اجماع کی مخالفت کریں حالانکہ وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم ہیں اور کسی ایک صحابی سے بھی ثابت نہیں کہ وہ دور دراز کا سفر صرف نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کے لیے طے کر کے آیا ہو مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل جو مصنف عبدالرزاق میں ہے عبیداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہمارے علم کے مطابق نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے سوائے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کسی نے ایسا نہیں کیا۔

رافضی حضرات اور آئمہ کی درگاہیں:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک اہم ترین مسئلہ کی وضاحت کی ہے جس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے اور اس سے پہلوتہی کرنا صحیح نہیں انہوں نے کہا: آئمہ کی درگاہوں کی طرف سفر کرنے کی جھوٹی احادیث سب سے پہلے اہل بدعت اور رافضیوں نے گھڑی ہیں جنھوں نے مسجدوں کو ویران اور درگاہوں کو آباد کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو چھوڑ رکھا ہے جن کے اندر اللہ تعالیٰ نے عبادت اور اپنا نام بلند کرنے کا حکم دیا تھا اور ان درگاہوں اور اس طرح کی زیارتوں کو آباد کر رکھا ہے جہاں پر شرک اور اللہ کی معصیت کو پروان چڑھایا گیا ہے کتاب وسنت میں مساجد کی تعظیم اور آباد کاری کا حکم تو موجود ہے جبکہ درگاہوں اور اس طرح کے مقامات آباد کرنے کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾ (الاعراف: ٢٩)

❶ المقالات السنية: ١٣٧.
❷ فيض القدير: ٦/٣٠٤، شرح مسلم: ٩/١٠٦، ١٦٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور اپنے رخ ہر نماز کے وقت سیدھے رکھو اور اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے اس کو پکارو۔''

اور یہ نہیں فرمایا کہ ہر درگاہ اور دربار کو آباد کرو۔

شرک المجرب نہ کہ تریاق المجرب:

حبشی نے من گھڑت روایات میں دعویٰ کیا ہے کہ: ''کرخی کی قبر تریاق المجرب ہے۔'' عقائد کے باب میں اس شخص نے کس قدر ظلم کیا اور جھوٹی روایات سے کام لیا ہے اور اپنی ہی بات کو جھٹلا دیا ہے اس نے دعویٰ کیا تھا کہ عقائد کے باب میں صرف وہی روایت قابل قبول ہوگی جس کی سند بالکل صحیح ہو۔ اور اگر یہ (تریاق) مجرب ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے تریاق کا تجربہ کیوں نہیں کیا اور وہ اس چیز سے کیوں روکتے تھے جس کی وجہ سے مشرک ہلاک ہو گئے اور اسی وجہ سے انہوں نے بت بنا ڈالے۔

تم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنے عمل کے موافق کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے ہاں شیعہ اور ان سے پہلے یہودیوں، عیسائیوں اور ان سے بھی پہلے قوم نوح کا عمل پیش کر سکتے ہو جو کہ سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی قبروں کو تریاق مجرب سمجھتے تھے۔

تریاق مجرب سے میری مراد شرک مجرب ہے وہ تمھارے سلف ہیں اور تم ان کے خلف (پیروکار) ہو۔

رہا ابراہیم الحربی کا قول ''التریاق المجرب'' تو کیا تمھارے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی نسبت اس کے قول کو تسلیم کرنا زیادہ اہمیت رکھتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔'' تم ان جھوٹے اقوال کی خاطر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت شدہ احادیث کو ترک کرتے ہو جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم اور یہ لوگ غیر معصوم ہیں۔

مسئلہ زیارت میں سبکی کا منہج اور اس کا مصدر:

سبکی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بیان کردہ اس فرق کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت اور قبروں کی طرف رختِ سفر باندھنے کے مابین کیا ہے اس شخص نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام'' رکھا اور اس میں جھوٹی اور من گھڑت روایات بیان کیں۔

اس کتاب کا رد حافظ بن عبدالہادی نے لکھا اور اس کی تمام ضعیف اور موضوع روایات کی حیثیت بیان کر دی انہوں نے اپنی کتاب کا نام ''الصارم المنکی فی الرد علی السبکی'' رکھا اس میں انہوں نے کہا: امابعد میں نے اس کتاب کو پڑھا ہے اس میں ضعیف، موضوع اور من گھڑت روایات کو صحیح کہا گیا ہے اور ایسے آثار کو تقویت دی گئی ہے جو انتہائی کمزور اور جھوٹ پر مبنی ہیں جبکہ صحیح ترین و ثابت روایات کو ضعیف کہا گیا ہے۔[1]

[1] الصارم المنکی: ۱۸، ۱۹.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حافظ نے وضاحت کی کہ یہ حدیث ((من زار قبری)) ''جس نے میری قبر کی زیارت کی۔'' کی تمام سندیں ضعیف ہیں اور ابن خزیمہ نے نقل کیا ہے کہ اس باب میں کوئی بھی حدیث ثابت نہیں۔ ❶

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے رد میں سبکی کا منہج:

سبکی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بیان کردہ تفریق کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اور ایک کتاب لکھی جس کا نام ''شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام'' رکھا حالانکہ اس نے اس کتاب میں قبروں کی شرعی زیارت اور بدعی زیارت کا ذکر کیا ہے۔ ❷

اے کاش! سبکی ایسی کتاب نہ لکھتا جسے اس نے جھوٹی، موضوع اور مردود روایات سے بھر دیا اس نے اس کتاب کے ذریعے فنِ حدیث سے اپنا واسطہ خود ہی واضح کر دیا اور حبشی نے بھی انتہائی تعصب سے کام لیتے ہوئے ان روایات کا دفاع کیا۔ ❸

سبکی چاہتا تھا کہ اپنی کتاب کا نام ''شن الغارة علی من انکر الزیارة'' رکھے لیکن اس کا اسلحہ حملہ کرنے کے قابل نہیں تھا بلکہ انتہائی کمزور تھا جس سے وہ اپنے مدمقابل کو مزید مضبوط اور ثابت قدم بنا دیتا جب کہ اس کا یہ دعویٰ انتہائی ظلم پر مبنی ہے کہ ان کے مدمقابل نے نبی اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت سے منع کیا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''الرد علی البکری واستحباب زیارۃ قبر خیر البریۃ'' رکھا۔

حافظ ابن عبدالہادی نے سبکی کی مذکورہ کتاب کے بارے میں کہا: میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے اس میں ضعیف، موضوع اور من گھڑت روایات کو صحیح کہا گیا ہے اور صحیح ترین روایات کو ضعیف ثابت کیا گیا ہے اور اس میں ایسے آثار کو تقویت دی گئی ہے جو بالکل کمزور اور بے بنیاد ہیں۔ ❹

اس موقع پر سبکی کا رد کرنے کے لیے ان احادیث کی تخریج ہی کافی ہے جو اس نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہیں تاکہ ایک انصاف پسند قاری ابن عبدالہادی کے کلام کو سچا مان سکے اور اسے یہ علم ہو سکے کہ سبکی فن حدیث میں انتہائی کمزور تھا اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں انتہائی ظلم اور اندھے تعصب سے کام لیتا تھا ہم ذیل میں چند احادیث اور ان کی مختصر تخریج ذکر کریں گے:

☆ جس نے میری قبری زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ ❺

☆ جو طاقت کے باوجود میری زیارت کو نہ آیا تو اس کے پاس کوئی عذر نہیں۔ ❻

---

❶ لسان المیزان: ٦/٢٥٨، میزان الاعتدال: ٤/٢٢٥.

❷ شفاء السقام: ١٢٩.

❸ المقالات السنیة: ١٣٩.

❹ الصارم المنکی: ١٨، ١٩.

❺ شفاء السقام: ٢، سیوطی اور البانی نے اسے ضعیف کہا۔ الارواء: ١١٢٧، اللآلئی المصنوعة: ٢/١٢٩.

❻ شفاء السقام: ٣٧، البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف کہا۔ دفاع عن الحدیث: ١٠٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ جو فقط میری زیارت کے لیے آیا تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہے کہ میں اس کی سفارش کروں۔ ❶

☆ جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے میرے ساتھ ظلم کیا۔ ❷

☆ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے زندگی میں میری زیارت کی۔ ❸ الشیخ محمد بن درویش الحوت نے کہا: ❹ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے اس کی سند میں حفص القاری ہے جس پر جھوٹ کی تہمت ہے۔

☆ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ ❺ الشیخ محمد بن درویش الحوت نے کہا: ❻ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

تعجب ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''میری قبر کو عید نہ بناؤ تم جہاں سے بھی درود پڑھو مجھ تک پہنچتا ہے۔'' اور یہ کیسے ہوسکتا ہے آپ نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ ان کی قبر کو بت نہ بنائے کہ اس کی عبادت کی جائے؟ پھر اپنی قبر کی طرف عبادت کی خاطر سفر کا حکم دیا ہو، بلکہ اس شخص کو ڈانٹ ڈپٹ کی ہو جو ایسا نہ کرے اور اسے ظلم سے تعبیر کیا ہو؟

☆ جس نے مدینہ میں آکر میری زیارت کی میں قیامت کے دن اس کی سفارش اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔ ❼

☆ جس نے قصد کر کے میری زیارت کی، وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہوگا۔ ❽

☆ جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے زندگی میں میری زیارت کی۔ ❾ الشیخ محمد بن درویش الحوت نے کہا ہے: ❿ اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند مجہول ہے۔ یہ احباش کے کبار علماء کا اعتراف ہے، اے عقل والو! عبرت حاصل کرو۔

یہ وہ جھوٹی روایات ہیں جن میں قبور کو زیارت گاہ اور مساجد بنانے کی ترغیب ہے یہ یا تو انتہائی ضعیف ہیں یا پھر جھوٹی ہیں یہ ان صحیح روایات سے متصادم ہیں جن میں قبور کو مساجد بنانے کی ممانعت ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا: ''قبروں کو مسجد نہ بناؤ میں تمھیں اس سے منع کر رہا ہوں۔''

---

❶ شفاء السقام: ١٦، حافظ ابن حجر نے اسے ضعیف کہا۔ التلخیص: ٢/٢٧٦.

❷ شفاء السقام: ٣٩، ابن جوزی نے اسے الموضوعات (من گھڑت روایات) میں ذکر کیا ہے۔ ٢/٢١٧.

❸ شفاء السقام: ٢٠، ضعیف ہے۔ الارواء: ١١٢٨، السلسلة الضعيفة: ٤٧.

❹ اسنى المطالب: ٤٢٩.

❺ شفاء السقام: ٣٩، حافظ عراقی نے (تخریج الاحیاء) میں کہا: ابن جوزی نے اسے الموضوعات میں ذکر کیا ہے۔ الاحیاء: ١/٢٥٨.

❻ اسنى المطالب: ٤٦٧.

❼ شفاء السقام: ٣٦. حافظ نے (التلخیص) میں اسے ضعیف کہا: ٢/٢٧٦، میزان: ١/٥٣.

❽ شفاء السقام: ٣١، امام ذہبی نے (میزان الاعتدال) میں اس پر جرح کی ہے۔ دیکھیے نمبر: ٩١٦٨.

❾ الاحاديث الموضوعة: ٢/١٣٠.

❿ اسنى المطالب: ٤٣٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان روایات میں سے کوئی ایک روایت بھی صحیح نہیں ہے جو بیمار کو شفاء مہیا کر سکے یہ یا تو ضعیف ترین ہیں یا پھر من گھڑت اور خودساختہ ہیں۔ یہ کسی بیمار کے لیے شفاء کیسے ہوسکتی ہیں؟ یہ تو خود بیماری ہیں۔ یہ سبکی کی کل متاع ہے جس کی بنیاد پر وہ ان صحیح ترین روایات کو رد کرنے کی ناکام کوشش کرتا ہے جن سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے۔ کسی ایک صحیح حدیث سے وہ ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا کیونکہ اس کے پاس کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور مسئلہ طلاق:

اس کا دعویٰ ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اکٹھی تین طلاقوں اور طلاق قسم میں اجماع کی مخالفت کی ہے ہم اس پر بات کرنے سے پہلے اس سے چند سوالات کرنا چاہتے ہیں۔

☆ کیا آئمہ کرام کی ہر مخالفت دین کی مخالفت کہلائے گی؟

☆ کیا ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی یہ مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی مخالفت ہے؟

☆ کیا یہ اجماع کی مخالفت ہے یا پھر بعض آئمہ کی مخالفت ہے؟

اگر یہ مسئلہ اجتہادی ہے تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر کوئی اعتراض اور عیب نہیں کیونکہ وہ شخص یقیناً اجتہاد کرسکتا ہے جس کے لیے حافظ ابن حجر اور سیوطی نے (الحافظ اور العلامۃ) جسے القاب کا انتخاب کیا ہے اور اگر یہ کہا جائے یہ اجماع کی مخالفت ہے تو یہ بات یا تو جاہل کرسکتا ہے یا پھر انتہائی متعصب ہی کہہ سکتا ہے یا پھر جس کو کوئی وہم ہوگیا ہو۔

حافظ ابن حجر نے کہا: ابن التین پر تعجب ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک وقت کی تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اس میں کوئی اختلاف نہیں حالانکہ اس میں اختلاف ہے جیسا کہ عنقریب آپ دیکھ لیں گے۔ ❶

نووی رحمہ اللہ نے کہا: علماء نے اس شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو اپنی بیوی کو کہے کہ ''تجھے تین طلاقیں ہیں۔'' شافعی، مالک، ابوحنیفہ، احمد اور جمہور علماء نے کہا: تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ طاؤس اور بعض اہل ظاہر نے کہا: تینوں واقع نہیں ہوں گی بلکہ ایک واقع ہوگی۔ یہ حجاج بن أرطاۃ، محمد بن اسحاق سے مروی ہے۔ حجاج بن ارطاۃ نے یہ بھی کہا کہ طلاق واقع ہی نہ ہوگی۔ یہ ابن مقاتل کا بھی قول ہے اور محمد بن اسحاق سے بھی مروی ہے۔ ❷

میں کہتا ہوں یہ صحابہ کرام میں سے بھی ایک جماعت کا قول ہے۔ جیسا کہ ابن عباس، زبیر بن عوام، عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم ابن وضاح اور ابن مغیث نے اپنی کتاب ''الوثائق'' میں ذکر کیا ہے۔ یہی فتویٰ علی بن ابی طالب، ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا ہے اور تابعین کی جماعت میں سے ابن مسیّب اور دیگر تابعین کا بھی ہے۔ فقہاء میں سے عطاء، طاؤس، عمرو بن دینار کا بھی یہی موقف ہے جیسا کہ آلوسی نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں ذکر کیا ہے۔ احمد بن بقی بن مخلد اور

---

❶ فتح الباري: ٩/٣٦٣.

❷ شرح مسلم: ١٠/٣٢٥، حديث نمبر: ١٤٧٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد بن قاسم بن ھبۃ اللہ شافعی نے کہا: ''اکٹھی تین طلاقیں بدعتی طلاق ہے اور ہر بدعت مردود ہے۔'' ❶

اور یہی فتویٰ متاخرین علماء میں سے ایک پوری جماعت کا ہے جن میں ایک اہم نام الشیخ عبدالمجید سلیم الحنفی المصری ہیں جو کہ جامعہ ازھر مصر کے مفتی ہیں انھوں نے کہا اگر ہم یہ کہیں کہ احادیث ثابت نہیں تو پھر قرآنی آیت (الطلاق مرتان) سے واضح ہے کہ ایک لفظ سے تین طلاقیں ایک ہی واقع ہوگی۔ ❷

الشیخ احمد شلتوت نے کہا: اس بنیاد پر ہم طلاق واقع ہونے کا فتویٰ نہیں دیتے۔ مگر یہ کہ وہ الگ الگ دی جائے اور اس کا مقصد میاں بیوی میں جدائی ہو اور یہ ایسے طھر میں واقع ہو جس میں میاں بیوی کا تعلق قائم نہ ہوا ہو۔ اور شوہر بھی پوری ذمہ داری اٹھانے کی حالت میں ہو۔ اس لیے ہم تین اکٹھی طلاقوں کے تین واقع ہونے کا فتویٰ نہیں دیتے جب کوئی شوہر اپنی بیوی کو کہہ دے: ''تجھے تین طلاقیں ہیں۔'' ❸

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: حرمت اور لزوم کا فتویٰ دینے والوں میں سے بعض نے کہا: اگر کسی نے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں تو وہ ایک واقع ہوگی۔ یہ محمد بن اسحاق صاحب المعازی کا قول ہے اور انہوں نے داود بن حصین کی عکرمہ سے بیان کردہ روایت کو دلیل بنایا ہے کہ رکانہ بن یزید نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور پھر اس پر شدید غمگین ہوئے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے پوچھا۔ تم نے کیسے طلاق دی ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے تین طلاقیں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا ایک ہی مجلس میں؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: یہ ایک ہوئی ہے اگر تو چاہتا ہے تو اپنی بیوی سے رجوع کر لے۔ ❹

حافظ نے کہا: یہ روایت اس مسئلہ میں نص ہے جو کسی قسم کی کوئی تاویل قبول نہیں کرتی جب کہ دوسری روایات میں تاویل کا احتمال ہے۔

جہاں تک ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ رضی اللہ عنہ سے حلف لیا: ''کیا اللہ کی قسم! تیرا ارادہ ایک کا ہی تھا'' تو رکانہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ کی قسم میرا ارادہ ایک کا ہی تھا۔'' اس سند میں علی بن یزید بن رکانہ ہے جو کہ مجہول ہے۔

---

❶ اعلام الموقعین: ۳/۳۸.

❷ حاشیة الفقی علی المنتقی: ۲/۶۰۰.

❸ فتاویٰ للشیخ شلتوف: ۳۱۰، طبع دارالشروق القاهره، بیروت.

❹ اسے بیہقی نے روایت کرنے کے بعد کہا: اس کی سند قابل حجت نہیں ہے۔ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس کی سند کو امام احمد، حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے اور ترمذی نے ایک اور سند سے حسن کہا ہے۔ ہم نے داؤد بن حصین کے بارے میں علماء کا اختلاف ذکر کر دیا ہے۔ یہ عکرمہ کے علاوہ دیگر سے روایت کرنے میں حجت ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو یہ حدیث حسن لذاتہ ہوتی۔ لیکن دوسری اسناد اور شواہد سے اس کا قابل اعتماد ہونا بعید نہیں ہے جیسا کہ اس کی متابعت رافع سے ہے۔ مجموع طرق سے یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ حافظ ابن حجر کے کلام سے بھی واضح ہے کہ یہ قابل قبول ہے...... انہوں نے کہا اسے ابن اسحاق کی حدیث سے تقویت ملتی ہے جسے امام مسلم نے نقل کیا ہے۔ فتح الباری: ۹/۳۶۲، الارواء: ۷/۱۴۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس کا بیٹا عبداللہ ضعیف ہے۔ زبیر بن سعید بھی ضعیف ہے۔ ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: (۱۱۷۷) میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اس میں اضطراب ہے۔ حافظ منذری نے کہا: محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔ حافظ نے (التلخیص) میں اس روایت کی تمام اسناد کو غیر ثابت شدہ قرار دیا ہے۔

ان لوگوں کا مقصد مذکورہ روایت پر عمل نہیں ہے بلکہ ثابت شدہ حدیث کو رد کرنا ہے کیونکہ ہم نے نہیں دیکھا کہ یہ لوگ ایسی تین اکٹھی طلاقوں کو ایک شمار کریں کہ جس نے تین طلاقیں دیں مگر نیت ایک کی تھی پھر یہ کہ طلاق مذاق سے بھی واقع ہو جاتی ہے۔ جس شخص نے تین بول کر ایک مراد لی تو جو اس کو تین ہی شمار کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ تین کو بطور سزا نافذ کر رہا ہے جیسا کہ جس نے طلاق دی اور کہا کہ میری نیت نہ تھی تو یہ لوگ اس کی نیت قبول نہیں کرتے بلکہ جو بولا ہے وہ لازم کرتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے دو سال اکٹھی تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں نے اس معاملہ میں جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے حالانکہ ان کو اس میں سوچ و بچار کا حق تھا۔ اگر ہم تین ہی نافذ کر دیں تو مناسب ہوگا چنانچہ انھوں نے تینوں کے واقع ہونے کا حکم جاری کر دیا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ ابوصھباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو علم ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کے پہلے تین سالوں میں ایک ہی شمار ہوتی تھیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں ایسے ہی تھا۔ [1]

دیکھو ان لوگوں نے اس مقام پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے موقوف فعل کو مرفوع حدیث پر کیسے مقدم کیا ہے؟ جب کہ انہوں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے موقوف پر مرفوع کو مقدم کیا ہے جب انھوں نے ایک معطر خاتون سے کہا: اے اللہ کی بندی کیا تو مسجد جانا چاہتی ہے؟ یہ لوگ کبھی فعل صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر ترجیح دیتے ہیں اور کبھی اس کے برعکس کرتے ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان دونوں احادیث کو ذکر کرنے کے بعد کہا: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سنت کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے بلکہ اس کی مخالفت میں جو کچھ بھی ثابت ہے وہ یا تو ضعیف ہے یا پھر مرجوح ہے۔ اور اگر کوئی صحیح بات ثابت ہے تو وہ اس پر دلالت نہیں کرتی ہے۔'' انھوں نے مزید کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی نے اپنی بیوی کو تینوں اکٹھی طلاقیں دی ہوں اور آپ نے ان تینوں کو نافذ کیا ہو۔

اس کے متعلق نہ ہی کوئی صحیح حدیث وارد ہے اور نہ ہی کوئی حسن اور نہ ہی قابل اعتبار مصادر میں ایسی کوئی بات ذکر کی گئی ہے اس معاملہ میں جتنی بھی روایات ذکر کی گئی ہے ان کے ضعیف ہونے پر علماء کا اتفاق ہے بلکہ یہ موضوع یعنی من گھڑت ہیں۔ [2]

---

[1] مسلم: ۱٤٧٢.

[2] مجموع الفتاویٰ: ۳۳/۷۱، ص: ۱۲، ۱۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تین اکٹھی طلاقوں کے ایک ہونے پر اجماع منعقد ہوا ہے:

یہ دعویٰ بھی غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے سلف اور خلف کے اجماع کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے دو سالوں میں اس بات پر اجماع تھا کہ اکٹھی دی گئی تین طلاقیں ایک ہی ہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس پر نص بیان کی ہے۔ یہ نص اجماع کا فائدہ دیتی ہے۔

رہا دوسرا موقف جسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا تو انھوں نے اپنے علم کی بنیاد پر اختیار کیا ہے انھیں یہ خوب علم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور ان کی اپنی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں اکٹھی دی گئی تین طلاقیں ایک ہی واقع ہوتی تھی انھوں نے یہ موقف بطور مصلحت اختیار کیا مگر اس کے باوجود اس پر اجماع منعقد نہیں ہوا یاد رکھیں اکثر مسائل ایسے ہیں جن کے بارے میں لوگ گمان کرتے ہیں کہ ان پر اجماع ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

علامہ آلوسی نے عبدالغنی نابلسی کے اس دعویٰ کا شدت سے انکار کیا ہے جس میں اس نے کہا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اکٹھی تین طلاقوں کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے کہ تو انھوں نے کہا کہ تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ [1]

اس کے باوجود کے احادیث میں اس کے برعکس وضاحت موجود ہے مگر یہ صوفیا کا طریقہ کار ہے کہ وہ اختلافی مسائل کو خوابوں اور کشف و کرامات کے ذریعے حل کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور خواب میں ایسی چیزوں کو حلال کرتے ہیں جو حالت سے بیداری میں حرام ہیں۔

اس حدیث کے بارے میں حبشی کا موقف:

حبشی نے اس حدیث کی مخالفت کی ہے [2] اور اس پر عمل کو باطل قرار دینے کے لیے مختلف توجیہات بیان کی ہیں:

''یہ کہا جائے گا اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرنا جائز نہیں ہے'' میں نہیں جانتا کہ یہ کہنے کے بعد کون سی چیز روک سکتی ہے کہ (اس پر عمل جائز نہیں ہے)

۲۔ ممکن ہے یہ کہا جائے کہ اجماع صحابہ اس حدیث کے خلاف ہے کیونکہ ان کا عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے بعد اس کے خلاف ہے گویا کہ اجماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال پر مقدم ہے، اگر ایسا ہی ہے تو پھر تم لوگوں نے نابینا صحابی کی حدیث کو اختیار کر کے اجماع کو کیوں ترک کیا؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے وسیلہ کو ترک کر کے عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کا وسیلہ اختیار کرنے متعلق صحابہ کرام کے اجماع کو کیوں چھوڑ دیا ہے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کے سامنے عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کو وسیلہ بنایا (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا وسیلہ ترک کیا) مگر کسی ایک صحابی

[1] جلاء العينين في محاكمة الأحمدين: ٢٣٦
[2] المقالات السنية: ٥٥، ٥٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے بھی اس کا انکار نہیں کیا تو پھر تم لوگ فوت شدگان کے وسیلہ کو ترک کیوں نہیں کرتے اور نابینا صحابی کی حدیث کے پیش نظر اجماع کے منسوخ ہونے کا حکم کیوں لگاتے ہو؟

پھر یہ بھی ہے کہ مسئلہ طلاق میں اجماع منعقد ہی نہیں ہوا صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اس پر عمل کیا ہے جیسا کہ ابن عباس، زبیر بن عوام اور عبدالرحمن بن عوف نبی کریم ﷺ کے فتویٰ پر ہی عمل کرتے تھے جیسا کہ ابن وضاح نے بیان کیا ہے اور اسی کے مطابق علی بن ابی طالب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے بھی فتویٰ دیا ہے اسی طرح تابعین کی ایک جماعت جن میں ابن مسیب بھی شامل ہیں اور فقہاء کی ایک بہت بڑی تعداد نے اس موقف کو اختیار کیا ہے جیسا کہ آلوسی نے اپنی تفسیر (روح المعانی) میں ذکر کیا ہے اور اکثر اسلامی ممالک کی عدالتوں میں اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے کیا ان لوگوں کے لیے یہی کافی نہیں کہ اس پر ہی عہد رسول اللہ ﷺ اور خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں اعتماد تھا۔

۳۔ یہ کہا جائے یہ حدیث شاذ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے تو یہ تلبیس ہے کیونکہ شذوذ (عارم) کی روایت میں ہے جیسا کہ ابوداؤد نسائی اور دارقطنی کے ہاں ہے جب کہ مسلم اور بیہقی کی روایات شاذ نہیں ہیں اس میں یہ زائد الفاظ شامل نہیں (کہ دخول سے پہلے)

۴۔ یہ کہا جائے کہ اس حدیث کی تاویل ان معنوں میں کی جائے گی (کہ تین طلاق ایک ہوتی تھی) اور طلاق البتہ ایک طلاق کے لیے بطور تاکید استعمال ہوتا ہے پھر لوگوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسے تین کے ارادے سے بولنا شروع کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ارادے کے پیش نظر ان پر یہ حکم جاری کر دیا۔

یہ تاویل مردود ہے اور ان کی یہ تاویل اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں حسب عادت ان کی تاویل سے بڑی نہیں یا اللہ تعالیٰ پر بغیر علم، بغیر ہدایت اور بغیر دلیل بات کرنے سے بڑھ کر نہیں ان کی اس خودساختہ تاویل کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول باطل قرار دیتا ہے (کہ لوگوں نے اس معاملے میں جلد بازی سے کام لیا ہے) انھوں نے اس پر عمل ایک ایسی مصلحت کے پیش نظر روک دیا تھا جو ان کے ہاں راجح تھی یہ لوگوں کو ادب سکھانے اور تعزیر کی بنیاد پر تھا اس کی دوسری مثال عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قحط سالی کے دور میں چوری کی حد کو وقتی طور پر ختم کرنا اور صحابہ کرام کا اس پر اقرار کرنا ہے۔

البانی رحمہ اللہ نے کہا: کیا اس سب کے باوجود اس محکم حکم کو چھوڑنا جائز ہے جس پر عہد ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کے اوائل میں مسلمانوں کا اجماع تھا اور پھر ان کو حالات کے پیش نظر جو لگا وہ حکم نافذ کر دیا۔ یہ فیصلہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کی بنیاد پر ہے جو ان کے اجتہاد پر مشتمل ہے۔ کیا اس رائے کی بنیاد پر جو اجتہاد پر مبنی ہے اس حکم کو چھوڑنا جائز ہے جو ان کی خلافت کے اوائل میں تھا اور وہ خود بھی اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے اور خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بھی رائج تھا۔

یہ فقہ اسلامی کے عجائبات ہیں۔ اے علمائے کرام! سنت کی طرف رجوع کرو خصوصاً اس زمانہ میں طلاق کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واقعات کثرت سے ہو رہے ہیں جس کی بنیاد پر سینکڑوں خاندان تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ ❶

توسیع طلاق پر مرتب شدہ مفاسد:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے طلاق کے باب کی وسعت پر مرتب شدہ مفاسد کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے کہا: ''جس نے بھی قرآن وسنت کے دلائل پر غور کیا اسے پتہ چلے گا کہ اس میں نکاح کے مسائل کی تفسیر موجود ہے اور کتاب وسنت میں ایسی شروط نہیں جو فقہاء نے بیان کی ہیں۔''

جیسا کہ بعض نے کہا: یہ لفظ نکاح اور تزویج کے بغیر منعقد نہ ہوگا۔

بعض نے یہ شرط لگائی کہ یہ عربی زبان کے بغیر صحیح نہ ہوگا۔

ان لوگوں نے اور بعض دیگر نے شرط لگائی کہ گواہ موجود ہوں تو نکاح ہوگا۔ اس کے باوجود انھوں نے بغیر مہر کے نکاح کو صحیح قرار دیا۔ پھر یہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ وٹہ سٹہ کا نکاح جائز ہے۔ کیونکہ حق مہر کا نہ ہونا ہی اس کو فاسد قرار دیتا ہے کوئی اور چیز نہیں، یہ ان کے نزدیک فاسد نہیں ہے۔ ایک گروہ اس کو باطل کہتا ہے۔ ان میں سے بعض لوگوں نے نکاح حلالہ کو جائز قرار دیا ہے۔ ❷

''اہل حدیث اور اہل مدینہ کا قول جنھوں نے نکاح میں معین لفظ کی شرط نہیں لگائی۔ اور گواہوں کے حاضر ہونے کا اعلان اور اظہار ضروری نہیں کہا، نکاح شغار کو باطل قرار دیا۔ اور اسی طرح ہر وہ نکاح جس میں مہر کی نفی ہو اور نکاح حلالہ کو غلط قرار دیا۔۔۔ یہ کتاب وسنت اور آثار صحابہ سے مشابہ ہے۔''

''اہل رائے کی اکثریت (چاہے وہ حجازی ہوں یا عراقی) نے طلاق کے باب کو وسیع کر ڈالا انھوں نے نشئی کی طلاق کے واقع ہونے کا فتویٰ دیا، طلاق مکرہ (مجبور) نافذ کی۔ اور طلاق مشکوک جس پر حلف اٹھایا گیا، ایسی طلاق جس پر حلف دیا گیا ہو، اور بائن کی بنیاد پر تفریق کو تین میں سے ایک کو بھی طلاق شمار کیا۔ طلاق کے معاملہ میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیا۔ نکاحِ حلال کی وسعت کو تنگ کر دیا، جب انھوں نے طلاق کے باب کو وسیع کیا تو انھوں نے تو عورت کے لیے خاوند کے پاس لوٹنے کے اسباب کو بھی وسیع کیا۔ ان میں سے ایک گروہ کے نزدیک عورت اپنے خاوند کے پاس لوٹ ہی نہیں سکتی یہ پابندی کا شکار ہیں جبکہ دوسرا گروہ دھوکہ اور حیلہ بازیوں کا شکار ہے۔

جو کتاب وسنت اور آثار صحابہ پر غور کرے گا تو دیکھے گا کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے بے پرواہ ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو یک طرفہ اور آسان دین کے ساتھ مبعوث کیا ہے جس میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے اور پاک چیزوں کو حلال اور خبیث چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے۔'' ❸

---

❶ السلسلة الأحاديث الضعيفة: ٢٧٣/٣

❷ نبی ﷺ نے ایسا نکاح کرنے والے کو (کرائے کا سانڈ) کہا ہے۔ یہ شریعت اسلامیہ کی روشن پیشانی پر بدنما داغ ہے اور دشمنوں کے طنز کا سبب ہے۔

❸ مجموع الفتاویٰ: ١٣٣/٣٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے مزید کہا: لیکن ہمارے بعض علماء نے جب گمان کیا ہے کہ ایمان میں ایسی اشیاء بھی ہیں جن سے صاحب ایمان کے لیے کوئی مخرج نہیں بلکہ اس کو لازم ہے جو اس نے اپنے لیے لازم کیا۔ انھوں نے گمان کیا ہے کہ اس معاملہ میں ہماری شریعت بھی بنی اسرائیلی کی شریعت کی طرح ہے۔ یہ لوگ قسموں کے سلسلہ میں حیلہ بازی میں داخل ہو گئے۔ یا تو قسم کے الفاظ سے ہی یا پھر قسم کو ترک کرنے میں۔ یا پھر طلاق کے بار بار واقع ہونے میں یا پھر نکاح کو فاسد قرار دینے میں کہ اس میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔

جب یہ اس تمام معاملہ میں مغلوب ہو گئے تو یہ (حلالہ) میں داخل ہو گئے۔ درحقیقت یہ لوگ اس بات سے لاعلم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو اس معاملہ میں بہترین اور یکطرفہ شریعت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے کوئی بوجھ اور طوق نازل نہیں فرمایا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ (156) اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾ (الاعراف: ۱۵۶، ۱۵۷)

''اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے، سو میں اسے ان لوگوں کے لیے ضرور لکھ دوں گا جو ڈرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور (ان کے لیے) جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں، جو امی نبی ہے، جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انھیں نیکی کا حکم دیتا اور انھیں برائی سے روکتا ہے اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان سے ان کا بوجھ اور وہ طوق اتارتا ہے جو ان پر پڑے ہوئے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ نے امت کے لیے جو کچھ مشروع قرار دیا۔ وہ اپنے آپ میں حق ہی ہے۔ اور جو کسی اور نے ایجاد کر لیا تو اس کی حقیقت فقط اس سے پہلے شریعت والی اور اس کی اپنی شریعت سازی کے سوا کچھ نہیں، اگر یہ بات لوگوں نے اپنے اجتہاد سے کہی تو ان کی کوشش مشکور ہے اور یہ اچھا عمل ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پائیں گے۔

لہٰذا ان لوگوں نے اس چیز کو جس پر کتاب وسنت دلالت کرتے ہیں ایسے طریقے سے پھیلانے کی کوشش کی جو اختلاف، قطع تعلقی، گھروں کی بربادی، شیطانوں اور جادوگروں کے پسندیدہ عمل یعنی میاں اور بیوی میں جدائی کی بنیاد پر ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے اور ہر عقلمند شخص کے لیے یہ فساد واضح ہے۔

یا تو ان لوگوں نے اس عظیم برائی کو لازم پکڑا اور یہ بوجھ اور طوق کے باب میں داخل ہو گئے یا پھر حیلے بہانے بنانے والوں کے ساتھ گناہوں میں شامل ہو گئے تو یہ تین طریقے سامنے آئے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- یا تو فقط شرعی طریقہ ہے جو کتاب وسنت کے عین موافق ہے یہ طریقہ سلف صالحین اور تبع تابعین کا ہے۔
- یا پھر بوجھ اور طوق کا راستہ ہے۔
- یا پھر مکروفریب اور حیلہ سازی کا راستہ ہے۔

حیلہ سازی کی ایک مثال وقتی نکاح ہے جس کے ذریعے وہ عورت کو اپنے اس خاوند کے پاس بھیجنے کا قصد کرتے ہیں جس نے اسے طلاق دے دی ہو اس طریقہ میں ایک شخص کرائے کا سانڈ بنتا ہے اور کچھ علمائے سو (بُرے) اس کو کرائے پر لینے کا فتویٰ بھی دیتے ہیں اور اس نکاح کو صحیح کہتے ہیں جیسا کہ باجوری [1] نے اپنے حاشیہ میں ذکر کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمھیں کرائے کے سانڈ کی خبر نہ دوں لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ نے فرمایا: ''یہ حلالہ کرنے والا اور کروانے والا ہے۔'' [2] درحقیقت یہ شیعوں کے نکاح متعہ کی ہی ایک شکل ہے۔

احباش اور ان کے متبعین کو چاہیے تھا کہ وہ مخلوق پر آسانی اور وسعت پیدا کرتے اور اس چیز کو حرام قرار نہ دیتے جس کو رسول اللہ ﷺ نے سرانجام دیا ہے اس موقف نے ان لوگوں کو ایسی حیلہ سازی کی طرف مجبور کر دیا کہ جس میں پہلے خاوند سے طلاق شدہ عورت اور کرائے کے سانڈ کے درمیان کوئی شرعی تعلق نہیں کیونکہ حیلہ سازی کسی حرام شدہ چیز کو جائز قرار نہیں دے سکتی اور نہ ہی کسی حلال کو حرام کر سکتی ہے۔

یہ تعلق زنا کا ہے اور پہلے خاوند کی طرف غیر شرعی رجوع ہے یہ زنا ہے کیونکہ اسے اس آدمی طلاق بائنہ ہو چکی ہے اور جو شادی اس نے دوسرے سے کی ہے یہ درحقیقت وہ نکاح نہیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (البقرۃ: ۲۳۰)

''تو اس کے بعد وہ اس کے لیے حلال نہیں ہوگی، یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی اور خاوند سے نکاح کرے۔''

اس نے نکاح نہیں بلکہ کرائے کے سانڈ کے ساتھ زنا کیا ہے۔

شریعت کی عملی تطبیق:

یہ حلالہ کا نکاح جس کے کرنے والے کو رسول اللہ ﷺ نے کرائے کا سانڈ کہا ہے شریعت کے ماتھے پر بدنما داغ بن چکا ہے اور دشمنان دین کے لیے مذاق کا باعث ہے۔

اس لیے ہم سوال کرتے ہیں کہ اگر ہمیں شریعت کو عملی طور پر نافذ کرنے کا موقع میسر آئے جس کا وہ مطالبہ کرتے ہیں تو کیا ہوگا کیونکہ ہمارے لیے اس کے عملی نفاذ میں بے شمار، رکاوٹیں حیلہ سازی، اندھی تقلید اور خودساختہ مذہبی ہم آہنگی کی شکلیں میں موجود ہیں؟

---

[1] حاشیہ الباجوری: ۱/۱۵٤

[2] ابن ماجہ: ۱۹۳٦، بیہقی: ۷/۲۰۸۔ الحاکم: ۲/۱۹۹۔ یہ حدیث حسن ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہ بات واضح ہے کہ ہم اگر شرعی احکام کے قواعد واصول نافذ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو ہم سے بھی یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ شریعت کا نفاذ تعصب اور حیلہ سازی سے بچتے ہوئے پوری بصیرت اور کھلی عقل کے ساتھ کیا جائے ورنہ ہمارا شریعت کے نفاذ سے محروم رہنا شریعت کو دوسروں کے سامنے مذاق بنا کر نافذ کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ شریعت کی وہ شکل نافذ کی جائے جو اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت سے متصادم ہو بلکہ بعض دفعہ شریعت کے نفاذ سے محروم ہونا درحقیقت ہماری فکری کجروی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کے طور پر ہے۔

یہ نکاح حلالہ جو کہ متعہ کے مشابہ ہے درحقیقت پورے ایران کے شیعہ ہو جانے کا سبب ہے جب مغولی حکمران خدا بندہ نے اپنی بیوی کو غصے کی حالت میں تین طلاقیں دے دیں تو بعض علماء نے اسے فتویٰ دیا کہ وہ کوئی کرائے کا سانڈ تلاش کرے یعنی حلالہ کروائے مگر بادشاہ نے اس کو ناپسند کیا اور اس سے نفرت کا اظہار کیا تو بعض شیعہ نے اسے بتایا کہ ابن مطہر الحلی سے رجوع کیا جائے، اس نے فتویٰ دیا کہ یہ طلاق باطل ہے یہ سن کر بادشاہ نے شیعہ مسلک اختیار کر لیا اگر یہ شخص ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فتویٰ کی طرف رجوع کرتا تو اس مسئلہ میں نبوی اور سنی حل پاتا اور کبھی شیعہ نہ ہوتا اس کے بعد لاکھوں لوگ ان فارسیوں کی وجہ سے شیعہ مذہب کے اندر داخل ہوئے حتیٰ کہ ہزاروں علماء بھی ان کے ساتھ مل گئے۔

شاعر نے کہا: طلاق کے مسئلہ میں ایسی باتیں لازم کی گئی جن کو شرع نے واجب قرار نہیں دیا تم نے اپنی دیانت میں غلو کا مظاہرہ کیا اور وسعت رکھنے والی شریعت کو تنگ کر دیا اللہ نے لوگوں پر آسانی کا ارادہ کیا تھا اور تم لوگوں نے عوام کو مشکل میں ڈال دیا اسی لیے امت پر تمھاری وجہ سے مصائب اترے جب کہ لوگوں کا کوئی گناہ نہیں تھا۔

کیا طلاقِ قسم واقع ہوگی؟

تین اکٹھی طلاقوں کے مسئلہ کے ساتھ ساتھ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ بھی ہے کہ انھوں نے کہا طلاق کی قسم کھانا درحقیقت قسم ہی ہے جس میں قسم کا کفارہ ادا کیا جائے یہ مسئلہ بھی اہل علم کے درمیان اختلافی ہے کچھ علماء کا کہنا ہے طلاق کی قسم کھانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی جیسا کہ امام طاؤس امام شافعی کے استاد سفیان بن عیینہ اور داؤد اور ابن حزم وغیرہ۔

شعرانی نے اپنی کتاب (میزان) میں کہا ابوحنیفہ نے کہا اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا تو میرے اوپر حرام ہے اگر یہ کہہ کر اس نے طلاق مراد لی تو یہ طلاق ہی شمار کی جائے گی اور اگر اس نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرنے کی نیت کی اور طلاق کی نیت نہیں تھی یا پھر اس نے کوئی نیت نہ کی تو یہ قسم شمار ہوگی۔ [1]

ان کی دلیل یہ ہے کہ طلاق کی قسم کھانے والا اگر طلاق کا ارادہ نہ رکھتا ہو بلکہ وہ بیوی کو کسی کام سے روکنا چاہتا ہوں تو طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی لہٰذا اس طرح کے الفاظ لغت میں اور فقہاء کی اصطلاح میں قسم کہلاتے ہیں اسی لیے بیعت کے وقت قسم

---

[1] النووي على مسلم: ١٤٧٤، الفقة المذاهب الأربعة: ٣٣٨/٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور عام حالات میں اٹھائی گئی قسم اور اسی طرح حدیث کے عموم میں بھی یہ داخل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیری قسم وہ ہے جس پر تیرا ساتھی تیری تصدیق کر دی'' اور ایک حدیث کا عموم بھی اسی کا متقاضی ہے کہ آپ نے فرمایا خرید و فروخت میں قسم اٹھانے سے اجتناب کرو۔

اگر یہ قسم ہو تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کے عموم میں داخل ہے:

﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾ (التحريم: ٢)

''بے شک اللہ نے تمھارے لیے تمھاری قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے۔''

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾ (المائدة: ٨٩)

''اللہ تم سے تمھاری قسموں میں لغو پر مؤاخذہ نہیں کرتا اور لیکن تم سے اس پر مؤاخذہ کرتا ہے جو تم نے پختہ ارادے سے قسمیں کھائیں۔ تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، درمیانے درجے کا، جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا انھیں کپڑے پہنانا، یا ایک گردن آزاد کرنا، پھر جو نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔ یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھا لو اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اسی طرح اللہ تمھارے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم شکر کرو۔''

تو ایسی صورت میں کفارہ واجب ہے۔

اسی طرح طلاق معلق کا معاملہ ہے جو کسی کام پر ابھارنے یا روکنے کے لیے دی جائے اس کی دلیل لیلیٰ بنت عجماء کا قصہ ہے، اس نے قسم کھا لی تھی کہ وہ ابورافع کی بیوی کو طلاق دلوائے گی پھر وہ شخص حضرت ابن عمر اور حفصہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس مسئلہ میں فتویٰ طلب کیا گیا تو انھوں نے یہ فتویٰ دیا کہ وہ قسم کا کفارہ ادا کرے اور میاں بیوی کے درمیان حائل ہونے کی کوشش نہ کرے۔

حبشی کیسے دعویٰ کر سکتا ہے [1] اور اس شخص کی بات کو قبول کر سکتا ہے جو کہتا ہے ابن تیمیہ سے پہلے کسی نے قسم کے کفارہ کا فتویٰ نہیں دیا؟

کیا ابوحنیفہ اس کے نزدیک معتبر امام نہیں ہیں یا پھر وہ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی اس کے دھوکا اور فریب کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے والا نہیں ہے؟

[1] المقالات السنية: ٧٤، ٧٥

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کیا حائضہ عورت کی طلاق واقع ہوگی؟

اس کا یہ قول کہ حالت حیض یا اس طہر میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی جس میں عورت سے ہمبستری کی ہو تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اسے کہو کہ وہ اس سے رجوع کرے پھر اس کے طہر کا انتظار کرے پھر اسے حیض آئے اور وہ پاک ہو پھر اگر چاہے تو اسے اپنے پاس روک لے اور اگر چاہے تو اس سے تعلق قائم کیے بغیر اسے طلاق دے دے۔'' ❶

بعض لوگوں نے اس بنیاد پر کہا کہ اس طلاق کا کوئی اعتبار نہیں اور یہ بدعت ہے اور ہر بدعت اس کے صاحب پر مردود ہے اسی لیے صحیح روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شمار نہیں کیا ان روایات میں بہت زیادہ اضطراب ہے اور اسی وجہ سے کئی اشکال پیدا ہوئے ہیں حالانکہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کے مختلف طرق اور طویل متابعت ذکر کرنے کے بعد اس بات کو ترجیح دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر کے لیے اسے ایک طلاق شمار کیا ہے۔ ❷

یہ اہل سنت کا طریقہ ہے کہ وہ دلائل کی بنیاد پر صحیح ترین قول کی طرف مائل ہوتے ہیں کیونکہ ہمیشہ اللہ کی کتاب اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی غالب ہے۔ الحمد للہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن قیم رحمہ اللہ ہمارے لیے محبوب شخصیات ہیں لیکن حق بات کی پیروی کرنا ہمیں ان سے کہیں زیادہ محبوب ہے ہم نے ان سے اہل سنت کے منہج کے مطابق علم حاصل کیا ہے اور یہی سیکھا ہے ہم ہمیشہ کتاب وسنت کے ساتھ رہیں گے وہ جہاں بھی ہوں اور ہم اس طرف نہیں پھریں گے جس طرف ہمیں علم کلام اور ارسطو کے قوانین پھیرنا چاہتے ہیں۔

ان کا یہ قول کہ حائضہ عورت کے لیے بیت اللہ کا طوائف جائز ہے اور اس پر کوئی کفارہ نہیں تو یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے جیسا کہ مرشدی حنفی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے ابوحنیفہ کے نزدیک طواف کے لیے طہارت شرط نہیں ہے شعرانی نے اپنی کتاب کتاب المیز ان میں کہا: ابوحنیفہ نے کہا طواف کے لیے طہارت شرط نہیں حائضہ عورت حجاج کے ساتھ طواف کر سکتی ہے اور یہی فتویٰ بازری اور شیخ احمد الطیبی الشافعی کا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت کے بارے میں شمس الحق عظیم آبادی نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس فتویٰ کا ان کے پہلے فتویٰ سے تعارض ہے لہٰذا ان کی روایت پر اعتماد کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ ❸ حافظ نے کہا: ہاں اعتبار راوی کی روایت کا ہے اس کی رائے کا نہیں ہے کیونکہ رائے میں بھول کا عنصر موجود ہے۔

---

❶ متفق علیه

❷ ارواء الغلیل: ۷/ ۱۲۴، ۱۳۸

❸ عون المعبود: ٦/ ۲۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا حبشی دین کے بارے میں بہت غیرت کھاتا ہے؟
اے مقلدو تمھارے نزدیک ان لوگوں کا کیا حکم ہے؟

احباش نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف کتابیں اور پمفلٹ تیار کیے جس میں اس طرح کی عبارات موجود ہیں کہ ۔۔۔(ہم یہ عمل نصیحت کی غرض سے کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے سامنے دین میں فساد پیدا کرنے والوں کو بے نقاب کر رہے ہیں۔۔۔۔اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کر رہے ہیں:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران: ۱۱۰)

''تم سب سے بہتر امت چلے آئے ہو، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔''

اگر معاملہ اسی طرح ہی ہے تو ہم سوال کرتے ہیں تم یہی کوشش ان لوگوں کے بارے میں کیوں نہیں کر رہے کہ جن کے بارے میں کبار علماء نے خود ان سے اور ان کی کتب سے دور رہنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ابو حامد غزالی جن پر ان کے شاگرد ابوبکر بن العربی اور ابن المنیر اور ابن صلاح نے طعن اور اعتراض کیے ہیں؟

حبشی نے اپنے تیروں کا رخ دوسروں کے علاوہ صرف اور صرف ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف ہی کیوں کیا ہوا ہے کیا یہ دین پر غیرت ہے اگر یہ دین پر غیرت ہے تو وہ مذکورہ لوگوں کی طرف سے کی گئی دین کی واضح مخالفت پر کیوں خاموش ہے جیسا کہ غزالی کی کتاب (احیاء علوم الدین)؟ ہم دیکھتے ہیں اسی طرح دیگر لوگوں کی کتب میں بھی شریعت کی مخالفت واضح طور پر موجود ہے یا پھر یہ سب کی سب کوشش اہل سنت اور ان کے آئمہ کی توہین کے لیے ہی ہے جیسا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن قیم رحمہ اللہ وغیرہ اسی لیے شاعر نے کہا:

جو تجھے پسند ہے اس کا پیتل بھی سونا ہے اور جس سے تو راضی نہیں ہیں اس کا سونا بھی پیتل ہے۔

شریعت پر غیرت کھانے والو بتاؤ ان لوگوں کا کیا حکم ہے؟

جلال دوانی کے نزدیک فرعون بھی صاحب ایمان ہے اور یہ قول اس نے اپنے بڑے ابن عربی سے لیا ہے۔ ❶

ہیتمی کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ازلی ہے ❷ اور حبشی نے یہ عقیدہ اسی سے نقل کیا ہے اس نے فقط اتنا کہا: یہ

---

❶ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کا عقیدہ ہے حقیقی فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ اور صوفیاء کے نزدیک فرعون نے درحقیقت وحدۃ الوجود کا اعلان کیا تھا۔ جسے وہ ((وحدۃ الشھود)) یا ((فنا عن السویٰ)) کا نام دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک صوفی کا یہ قول (میں کعبہ ہوں۔ میرے جبہ میں اللہ کے سوا کوئی نہیں) یہ فرعون کے اس قول کے مشابہ ہے۔ (اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى) ''میں تمہارا رب ہوں، سب سے اعلیٰ'' اور (مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ) ''میں نے تم کو اپنے سوا کسی معبود سے نہیں جانا۔''

❷ الدلیل القویم: ۱۷۹، صریح البیان: ۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاویل صحیح حدیث کے خلاف ہے مگر اس بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کے قدیم ہونے کا قول اس پر لازم قرار نہیں دیا۔

حالانکہ احباش اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں (یہ کفر میں داخل ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ محمد ﷺ نور سے پیدا کیے گئے ہیں، کیونکہ یہ قرآن مجید کو جھٹلانا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (حم سجدہ: ٦)

''کہہ دے میں تو تمھارے جیسا ایک بشر ہی ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمھارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔''

کیا احباش ہیتمی پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے؟

ابوبکر بن فورک کہا کرتا تھا: رسول اللہ ﷺ فقط اپنی زندگی میں رسول تھے اور آپ کی روح جنت میں نہیں ہے۔ اس لیے محمود بن سبکتگین نے اسے قتل کرا دیا تھا۔ [1] یہ بات ابوالولید اور ابن حزم نے بھی ذکر کی ہے۔ [2]

ابن حزم نے اشعریہ سے نقل کیا کہ ہے انھوں نے کہا: آج کے دن محمد ﷺ رسول نہیں ہیں وہ پہلے تھے اب نہیں۔ ابن حزم نے واضح کیا کہ یہ قول صریح کفر ہے اور یہ ابو ھذیل العلاف کے قول کی اندھی تقلید ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب (الدرۃ) میں کہا: ابوھذیل کے علاوہ آج تک کسی نے ایسا موقف نہیں اپنایا کہا۔ یہ معتزلی ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے پھر اس کی تقلید ان اشعری لوگوں میں سے بعض نے کی ہے۔ [3]

ابن فورک کے اس قول کی بنیاد درحقیقت اشعری مذہب کا ایک عقیدہ ہے کہ اعراض دو زمانوں کے لیے باقی نہیں رہتی ہیں۔ اور یہ کہ نبوت اور رسالت زندہ کی صفت ہے اور زندہ کی صفت عرض ہے۔ یہ اعراض زندگی کے ساتھ مشروط طور پر باقی رہتی ہیں۔ یہ زندگی کے زائل ہونے کے ساتھ ہی زائل ہو جاتی ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ اپنی موت کے بعد کیسے نبی باقی رہ سکتے ہیں؟ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے خاتمہ کے ساتھ ہی رسالت کا بھی خاتمہ سمجھ لیا ہے۔

پھر انھوں نے ایک اور بدعت ایجاد کی کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں لہٰذا ان کی رسالت اس بناء پر باقی ہے۔ ابن حزم نے کہا: یہ شخص اس وجہ سے گمراہ ہوا کیونکہ وہ ایک خرابی میں واقع ہو گیا: کہ روح عرض ہے یہ دو مختلف وقتوں یا دو زمانوں میں باقی نہیں رہتی۔ [4]

خمینی نے اپنی کتاب [5] میں کہا: آئمہ کو ایسا مقام حاصل ہے جہاں نہ تو کوئی فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی یہ

---

[1] النجوم الزهرة: ٤/ ٨٣

[2] سير اعلام: ٢١٦/١٧

[3] الفصل فى الملل والنحل: ٧٦/١، الدرة: ٢٠٤

[4] الدرة: ٢٠٤

[5] الحكومة الاسلامية: ٥٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقام پا سکتا ہے۔

ابن حجر ہیتمی نے ایسے شخص کے بارے میں آئمہ امت سے کفر کا فتویٰ نقل کیا ہے جو یہ کہے کہ ((آئمہ انبیاء سے افضل ہیں۔)) ❶

قشیری کے انحرافات پر خاموشی:

یہ قشیری ہے (عبدالکریم بن ہوازن) جس نے (القشیریۃ) رسالہ لکھا ہے۔ اس نے ایک انتہائی خبیث مقولہ نقل کیا ہے: ((اللہ تعالیٰ صوفیاء کی ارواح سے کوڑا کرکٹ صاف کرتا ہے۔)) ❷ اے اشاعرہ! کیا اللہ تعالیٰ کوڑا کرکٹ صاف کرتا ہے؟

یہ شخص اہل غلو میں سے ہے۔ اس نے جوینی کی تعریف میں انتہائی مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے۔ اس نے کہا:

((اگر آج امام الحرمین نبوت کا دعویٰ کر دے تو اسے اپنے کلام کی وجہ سے معجزہ کے اظہار کی ضرورت نہ ہوگی۔)) ❸

اے بھائی! یہ مت بھولو کہ مذہب اشعری نے نبی کی سچائی کے لیے فقط معجزہ کے اظہار کو لازمی اور شرط قرار دیا ہے۔ جب کہ جوینی کو اس شرط سے آزاد قرار دیا ہے۔

قشیری نے یہ بھی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا مقام یہ ہے کہ: تو نہ ہی تو اس سے جنت کا سوال کرے اور نہ ہی جہنم سے پناہ مانگے۔ ❹

اس نے شبلی سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ ان سے پوچھا گیا: کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ رحمن ہے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں؟ لیکن جب سے مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ رحمن ہے تو میں نے اس سے کبھی دعا نہیں کی کہ وہ مجھ پر رحم کرے۔ ❺

ابو یعقوب السوسی سے منقول ہے کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ سے اپنی قسمت بھلا دے اور اپنی ضروریات بھی اس کے لیے بھول جائے۔ ❻

ممشاد دینوری سے منقول ہے کہ اس نے کہا: گزشتہ تیس سال سے میرے اوپر جنت پیش کی جا رہی ہے مگر میں نے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا: یعقوب سوسی نے کہا: صوفی وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت نہ ہو۔ ابو حفص سے منقول ہے: ''جب سے میں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا ہے میرے دل میں حق اور باطل داخل نہیں ہوا۔'' ❼

جنید سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا: بندے میں محبوب کی صفات کا محب کی صفات کے بدلے

---

❶ الإعلام بقواطع الاسلام: ٧٥
❷ الرسالة القشرية: ١٢٨
❸ الطبقات السبکی: ١٧٤/٥
❹ الرسالة القشيرية: ٩٠
❺ حواله سابقه: ١٠٠
❻ حواله سابقه: ١٤٥
❼ حواله سابقه: ١٢٥، ١٣٩، ١٤١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں داخل ہو جانا۔ ❶

قشیری نے ذکر کیا محبت کی حقیقت یہ ہے کہ محب اور محبوب میں کوئی فرق باقی نہ رہے کیونکہ محب ہمیشہ اپنے محبوب کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر اس نے ایک خبیث قصہ ذکر کیا جس سے غزالی نے بھی استدلال کیا کہ صوفیاء کے گیت اور قوالیاں قرآن مجید کی تلاوت سے بڑھ کر ہیں۔ ❷ صلاح نے کہا: جس نے توحید کی حقیقت کو پہچان لیا اس پر سے شریعت کی تمام پابندیاں ساقط ہو جاتی ہیں۔ ❸

میں کہتا ہوں: صوفیاء نے بھی اس طرح کی دلیل کی بنیاد پر اولیاء سے شرعی پابندیوں کے ختم ہو جانے کی بات کی ہے۔

یہ قشیری ہے جو حلاج کے فلسفہ کو دلیل بنا رہا ہے جبکہ وہ اس امت کا سب سے بڑا زندیق تھا جس کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو فقط دو لوگوں نے پایا ہے۔ (۱) ابلیس (۲) فرعون۔

قشیری ان صوفیاء میں سے ایک ہے جن کے کلام کو حبشی دلیل بناتا ہے اور اس کی تعظیم کرتا ہے۔ حبشی اس کے فاسد عقائد پر اعتراض کیوں نہیں کرتا؟ کیا وہ اس کی طرح کا، شعری ہی نہیں ہے۔ جو اشاعرہ کے لیے انتہائی تعصب کا شکار ہے حتی کہ وہ ایک فتنہ کا سبب بن گیا جیسا کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے (سیر اعلام: ۱۹/ ۴۲۵) میں ذکر کیا ہے۔ اس کا تعصب عظیم فتنہ کا سبب بن گیا حتی کہ اسے بغداد کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ ❹

ہیتمی کے انحرافات پر خاموشی:

یہ ابن حجر مکی ہے جو اپنی کتاب "شرح الأربعين النووية" میں کہتا ہے: محمد ﷺ کے نور کی اولیت مطلق پر ازلی ہے۔ اس کے علاوہ تمام چیزوں کی اولیت، جیسا کہ پانی، عقل اور قلم نسبی ہے۔ حبشی نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ اور اس نے عجیب وغریب تاویلات کے ذریعے عذر خواہی کی ہے۔ اس نے کہا: یہ حدیث "میں مخلوق میں سب سے پہلا نبی تھا اور بعثت میں سب سے آخر تھا۔" اگر صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کی روح تمام بشر کی روح سے پہلے ہے۔" ❺

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ابن حجر مکی نے فاسد عقائد پر مبنی یہ فتویٰ صوفیاء سے لیا ہے۔ ❻ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اسے صیادی نے کتاب "قلادة الجواهر" میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب حبشی کے ہاں اس کے رسالہ کی تیاری میں اصل مرجع اور مصدر ہے۔ ❼

---

❶ حواله سابقه: ١٤٥
❷ الرسالة القشيرية: ١٥٦
❸ حواله سابقه: ٦
❹ سير اعلام: ٨/٢٣١۔ البداية النهاية: ١٠٢/١٢
❺ الدليل القويم: ١٧٩، ١٨٠
❻ الحفيفة المحمدية
❼ المقالات السنية: ٨٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صیادی کے انحرافات پر خاموشی:

اس نے اپنی کتاب ❶ میں خطرناک کفر بیان کیا ہے۔ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ ابراہیم اعزب (جو کہ احمد رفاعی کا ماموں سے) نے کہا: مجھے ”اللہ تعالیٰ نے آواز دے کر کہا: میں زمین کو دھنسانا اور آسمان کو زمین پر دے مارنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا: اے میرے معبود! تمھارے اس ارادے میں کون رکاوٹ بنا ہوا ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا: میرا سردار ابراہیم (یہ سن کر) ابراہیم کانپ گیا اور زمین پر گر گیا۔“

اس نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ رفاعی نے کہا: ولی کوئی عمل بھی آسمان سے اجازت لیے بغیر نہیں کرتا اور جو ولی کسی بدبخت کو نیک اور خوش بخت نہ لکھ سکے وہ انسان ہی نہیں ہے۔ ❷

صیادی نے نبی ﷺ کے نور کے ازلی ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے۔ (قلادہ) میں کہا: اے اللہ محمد ﷺ کے اس نور پر درود وسلام نازل فرما جسے تو نے اپنے وجود سے رحمت عطا کر کے ممتاز کر دیا۔ اور تمام کائنات کو اس نور سے پیدا کیا اور اسے مقام محمود سے خاص کیا اور اسے اپنے وجود سے الگ کیا، وہ تیرا قدیم راز ہے اور ہر جوہر کا پانی ہے جس سے تو نے تمام موجودات کو وجود بخشا ہے چاہے وہ معدنیات ہیں، حیوان ہیں یا پھر نباتات ہیں۔“ ❸

اور اس نے کہا: ذکر سے مراد: دل کو وسوسوں سے پاک کرنا اور وحدت کا کثرت سے ادراک کرنا۔ ❹

اور اس نے کہا: نبی ﷺ کے لیے تمام مخلوقات کو پیدا کیا گیا ہے۔ اور آپ حق کی معرفت کا سبب ہیں، اور یہ کہ اگر کوئی شخص اپنے بچے کا نام محمد رکھ لے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ قیامت والے دن آواز دے گا کہ جس کا بھی نام محمد ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ ❺

اس کا دعویٰ ہے کہ اس کا شیخ رفاعی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ قیامت والے دن اپنے متبعین کو اپنے حصار میں لے کر جنت میں داخل کرے گا۔ وہ تقادیر اور لوح محفوظ پر نظر ڈالے گا اور بدبخت کو خوش بخت بنائے گا۔ ❻ اور وہ اپنے متبعین کے لیے جنت میں اراضی اور محلات خریدے گا۔ ❼

اے گمراہو! تم یہ انحرافات کیوں چھپاتے ہو؟ یہ نظریات عیسائیت اور یہودیت کے قریب اور اسلام سے کوسوں دور ہیں۔ کل عیسائی لوگ اپنے کنسیہ کے بارے میں ایسی باتوں پر کس قدر ہنستے تھے؟ آج مسلمانوں میں کرامات کے نام پر کس قدر فاسد عقائد رائج ہو چکے ہیں جس کی بنیاد پر ان لوگوں نے اسلامی نظریات کو بدل کر رکھ دیا؟

---

❶ قلادة الجواهر: ٨٠
❷ قلادة: ٩٠، ٩١
❸ قلادة الجواهر: ٢٤٩
❹ حواله سابقه: ٢٣٢
❺ ضوء الشمس: ١/١٠٤
❻ قلادة الجواهر: ١٠٣، طبقات الأولياء لابن ملقن: ٩٩
❼ حواله سابقه: ٧٠، روض الرياحين لليافعي: ٤٤٠

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سہروردی کے انحرافات پر خاموشی:

سہروردی نے ''عوارف المعارف'' میں حلاج کے کلام کو دلیل بنایا ہے۔ ❶ اور اس نے اللہ تعالیٰ کا اخلاق اپنانے کی دعوت دی ہے۔ ❷ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ صوفی ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دیدار کا مطالبہ کر دیتا ہے اور کہتا ہے: میں اس رب کی پرستش نہیں کروں گا جس کو میں نے دیکھا نہیں ہے۔ ❸ ان لوگوں کا حال بنی اسرائیل والا ہے جنھوں نے کہا تھا: ''ہم کو اللہ تعالیٰ کا دیدار کراؤ۔'' پھر کہا صوفی اس وقت تک حقیقی صوفی نہیں بنتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ سے بے پرواہ نہ ہو جائے۔ ❹ پھر کہا: ''دنیا کی طرف میلان کی علامت یہ ہیں: نکاح کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو لکھنا اور روزی طلب کرنا۔'' ❺ اور یہ کہ انسان کی بہترین حالت یہ ہے کہ وہ نکاح نہ کرے اور کنوارہ رہے اور اس کی بیوی بچے نہ ہوں کیونکہ نکاح بیوی اور بچے درحقیقت دنیا میں غوطہ زن ہونا ہے جو کہ زہد کے منافی ہے۔

اور جو شخص عورتوں کی ران کا عادی ہو گیا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ ❻

عبدالسلام بن مشیش الشاذلی نے کہا: ''اے اللہ مجھے توحید کے احوال میں مست کر دے اور مجھے وحدت کے سمندر میں غرق کر دے۔'' زبیدی نے اس قول کو بہترین قرار دیا ہے اور اس نے ابو یزید بسطامی کے اس قول کو بھی بہترین قرار دیا ہے: میں نے اپنے آپ کو اپنے وجود سے الگ کر دیا جیسے سانپ اپنی کھال سے الگ ہو جاتا ہے پس اچانک میں نے دیکھا کہ میں تو وہی ہوں یعنی میں اللہ ہی ہوں۔ ❼

غزالی کے انحرافات پر خاموشی:

اس کا قول: ''یہ امکان نہیں کہ وہ (موجودہ تخلیق سے) افضل تخلیق کر سکے۔''

حبشی سے ابو حامد غزالی کے اس قول کے بارے میں پوچھو: ''کہ یہ امکان نہیں کہ وہ افضل خلق تخلیق کر سکے۔''

یعنی اس بات کا امکان نہیں کہ اللہ تعالیٰ موجودہ مخلوق سے بہتر اور احسن مخلوق پیدا کر سکے۔ یہ وہ جملہ ہے جو بعض علماء کے اوپر حملہ کا باعث ہے جیسا کہ طرطوشی، مازری، ابوبکر ابن العربی، ابن جوزی اور ابن صلاح وغیرہ۔ حتیٰ کہ طرطوشی نے اس کے بارے میں کہا: ایسا شخص قریب ہے کہ دین سے ہی خارج ہو جائے اور اوندھے منہ گر پڑے۔ ❽

---

❶ عوارف المعارف: ٤٨/٥

❷ عوارف المعارف ملحق بالاحياء: ٧٣/٥

❸ حواله سابقه: ٧٥/٥

❹ عوارف المعارف: ١٠٣، الرسالة القشيرية: ١٢٥

❺ عوارف: ١٠٤/٥

❻ عوارف المعارف: ٥/ ١٠٤، ١٠٥

❼ التحفة العلمية: ١٦، اتحاف السادة المتقين: ٥٣٧/٦

❽ طبقات السبكی: ٢٤٣/٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا: جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ موجود مخلوقات سے بہتر تخلیق کی صلاحیت نہیں رکھتا۔۔۔تو وہ کافر ہے۔ ❶

غزالی نے ایک کتاب ”الاملاء عن اشکالات الاحیاء“ لکھی جس میں اس نے اس عبارت کے صحیح ہونے اور اسے باطل قرار نہ دینے پر اصرار کیا ہے۔ یہ عبارت اس نے ”احیاء علوم الدین“ میں نقل کی اور ان لوگوں کو کم علم اور کم فہم بتایا ہے جو اس عبارت پر اعتراض کرتے ہیں۔ ❷ بیجوری نے اس عبارت کی غزالی کی طرف نسبت کا اعتراف کیا ہے اور یہ کہ بہت سے علماء نے اس عبارت کی بناء پر غزالی پر رد کیا ہے اور کہا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف عجز یعنی عاجز آ جانے کی نسبت ہے۔ ❸

زبیدی نے اس قول کی بناء پر غزالی پر اعتراض کرنے والوں کے اقوال نقل کیے ہیں ان میں اس کا شاگرد ابن العربی بھی شامل ہے۔ امام قرطبی نے کہا: ہمارے شیخ ابو حامد غزالی نے بہت بڑی بات کی ہے جس کی بنا پر اہل عراق نے ان پر بہت سے اعتراضات کیے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے متعلق گواہی ہے۔ ان لوگوں میں ابو عبداللہ المازری، ابو ولید طرطوشی اور ابن المنیر شامل ہیں۔ جس نے ایک کتاب (الضیاء المتلالی فی تعقب الاحیاء للغزالی) لکھی ہے۔ اس نے کہا ”مذکورہ مسئلہ دراصل فلاسفہ اور معتزلہ کے قواعد پر مشتمل ہے۔ ابن صلاح، یوسف دمشقی اور بدرالدین زرکشی نے بھی اعتراض کیا ہے۔ زرکشی نے اپنی کتاب ”التذکرۃ“ میں کہا: یہ انتہائی عمیق کلمات ہیں جن کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق قطعاً درست نہیں ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ کے شاگرد رشید ابراہیم البقاعی نے تین کتابیں غزالی کے رد میں لکھیں ہیں۔ اول: المقصد العالی، دوم: تھدیم الارکان من لیس فی الامکان أبدع مما کان، سوم: دلالۃ البرھان علی ان فی الامکان أبدع مما کان۔ پھر انھوں نے اس قول کی تائید کرنے والے اور اس کے لیے تعصب پالنے والے افراد بھی ذکر کیے ہیں۔ ❹

غزالی نے وضاحت کی ہے کہ صوفیاء کو جنت میں جانے کا قطعاً کوئی شوق نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنا چاہتے ہیں۔ جنت تو فقط ایک ایسی رہائش گاہ ہے۔ جس میں کھانے پینے اور نفسانی خواہش پوری کرنے کے علاوہ کوئی مصروفیت نہ ہوگی۔

یہ قول کفر ہے۔

ابن حجر ہیتمی نے اس شخص پر کفر کا فتویٰ بہت سے اہل علم سے نقل کیا ہے جو کہے کہ: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت دی تو

---

❶ الدرۃ: ٣١١

❷ الاملاء علی ھامش الإحیاء: ١٣/٥

❸ تحفۃ المرید شرح جوھرۃ التوحید: ٤٠

❹ اتحاف السادۃ المتقین: ٤٤٢/٩ ـ ٤٦٠

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں اسے پسند نہیں کروں گا۔ ❶

سبکی کے تعصب اور تنگ نظری کی علامت:

سبکی نے ایک کتاب ”الایضاح و البیان عن معنی لیس فی الامکان“ لکھی جس میں اس نے سخت تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت کے متعلق طعن پر مشتمل اس مذکورہ عبارت کا مکمل دفاع کیا ہے۔ یہ سب کچھ اس نے اپنے معروف تعصب کی بناء پر کیا ہے۔ حالانکہ اس قول کا کفریہ ہونا واضح ہے۔ اس نے غزالی کی جانب سے عجیب وغریب عذر ذکر کیے ہیں جب کہ ان کے مخالفین پر سخت سب وشتم کیا ہے۔

نبوت پر غزالی کا طعن:

دین کے بارے میں غیرت کے دعویٰ کا ایک اور امتحان:

حبشی کا کہنا ہے: جس نے یہ کہا کہ نبوت اپنی محنت سے حاصل کی گئی کوئی چیز ہے یا پھر انسان دل کی صفائی اور پاکیزگی سے نبوت کے درجہ پر فائز ہو جاتا ہے یا پھر یہ کہے کہ اس کی طرف وحی کی گئی ہے اگرچہ وہ نبوت کا دعویٰ نہ بھی کرے تو وہ اجماع امت کی بناء پر کافر ہے۔ ❷ یہ عبارت اس نے اپنے پہلے لوگوں سے نقل کی ہے جبکہ وہ غزالی کا نبوت کے بارے میں موقف اچھی طرح جاننے کے باوجود خاموش ہے۔

غزالی نے نبوت کے خصائص کے مسئلہ میں فلاسفہ کی اقتداء کرتے ہوئے خصائص نبوت کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) قوۃ التخییل (۲) قوۃ العقل (۳) قوۃ النفس۔ یہ عین فلاسفہ کا کلام ہے۔ جو کہتے ہیں کہ (نبوت محنت سے حاصل ہوتی ہے) ❸ خاص طور پر ابن سینا سے یہ منقول ہے۔ اسی لیے علماء نے اس پر شدید انکار کیا ہے۔

غزالی نے کہا: اولیاء میں سے کچھ ایسے بھی جس کا نور چمکایا جاتا ہے حتی کہ اسے انبیاء کی مدد کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ ❹

اس نے مزید کہا: عقل کے بعد ایک اور دنیا ہے جس میں ایک اور ہی آنکھ کھلتی ہے جس کے ذریعے غیب معلوم کیا جا سکتا ہے اور زمانہ مستقبل میں ہونے والے امور کی خبر ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے نبوت کے تصورات کے حصول کا انکار کیا ہے اور اسے ناممکن خیال کیا ہے۔ یہ عین جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں سے کئی بندوں کو نبوت کی خاصیات عنایت فرمائی ہیں۔ یہ نبوت ایک ایسے مرحلہ کا نام ہے جس میں ایک نورانی آنکھ نصیب ہوتی ہے۔ جس کے نور میں غیب کی تمام خبریں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ ❺

---

❶ اعلام بقواطع الإسلام: ٦٧

❷ مخطوطة بمكتبة شيسربتي پاير لندا (آئر لینڈ)

❸ الدليل القويم: ١٣٥ـ ١٣٧

❹ مشكاة الأنوار: ٤٠

❺ المقذمن الضلال: ٣٥ـ ٤٠

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بلکہ انبیاء اور اولیاء کے لیے حالت بیداری اور حالت صحت میں وہ ایک خوبصورت شکل اپنا لیتا ہے جو کسی فرشتے کے جوہر کی طرح ہوتی ہے اور اس کی انتہاء وحی اور الہام کے ذریعے ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ لوگ حالت بیداری میں امور غیب پر اطلاع پاتے ہیں جب کہ دوسرے لوگوں کے لیے یہ سب کچھ نیند میں ہی ممکن ہوتا ہے۔ ❶

انبیاء اور اولیاء کے لیے تمام امور واضح ہو جاتے ہیں اور ان کے سینوں پر ایسا نور ڈالا جاتا ہے جس کی بنیاد تعلیم و تعلم، کتابت، کتابیں پڑھنا پڑھانا نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد دنیا بے رغبتی (زہد) ہوتا ہے۔ ❷

اور یہ رحمت فقط انبیاء تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس کو ہر وہ شخص حاصل کر سکتا ہے جو اپنے نفس کو پاک کرے اور اس کا تزکیہ کر لے۔ ❸

اسی لیے غزالی نے عام مسلمانوں کے لیے اعلان رکھا ہے کہ وہ اس وحی کا انتظار کریں جو موسیٰ علیہ السلام کے لیے کوہ طور پر حاصل ہوئی۔ ''وہ صحیح راستہ اختیار کریں۔ آپ ایک مقدس وادی میں ہیں، آپ اپنے دل سے سنیں جو آپ کی طرف وحی کیا جا رہا ہے۔ شاید کہ آپ آگ کی طرف ہدایت پائیں اور شاید آپ کو عرش سے سرگوشی کی جائے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف کی گئی تھی اور کہا گیا تھا: ((إنی أنا ربك)) یقیناً میں تمھارا رب ہوں۔ ❹

اس نے کہا: یہ سب کچھ ایک اندھیرے گھر میں وقوع پذیر ہوگا اگر اس کو اندھیرے والی خاص جگہ میسر نہ ہو تو وہ اپنا سر اپنے جبہ، چادر یا ازار میں چھپا لے اور کپڑے میں اچھی طرح لپٹ کر بیٹھ جائے تو ایسی حالت میں وہ اچانک اللہ تعالیٰ کی آواز کو سنے گا اور ربِ کائنات کے جلال کو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔ ❺

غزالی نے (اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے اقوال اور احوال) کے ضمن میں ایک حکایت نقل کی ہے کہ ابوتراب النخشبی نے اپنے شاگرد سے کہا: کیا تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ میں مبتلا ہے؟ اللہ کی قسم! اگر تو بایزید کو ایک دفعہ دیکھ لیتا تو یہ تیرے لیے اللہ تعالیٰ کے ستر دفعہ دیدار سے بہتر ہوتا ہے۔ بسطامی سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا: تیرا یہ کہنا: سبحان اللہ شرک ہے، ❻ ابن جوزی نے اس پر تعلیق لگاتے ہوئے کہا: یہ حالت جنون سے کئی درجے بڑھ کر ہے۔ ❼

غزالی نے مخلوق کے افعال کو اس پتلی سے تشبیہ دی ہے۔ جس کو دیکھنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ وہ خود بخود حرکت کر رہی ہے۔ ❽ جبکہ اسے دھاگوں یا باریک رسیوں سے ہلایا جاتا ہے۔ اسی طرح مخلوقات کو آسمان سے رسیوں کے ساتھ ہلایا جاتا ہے جس کو عوام الناس تو نہیں دیکھ سکتے البتہ خواص میں سے اہل کشف اسے ضرور دیکھتے ہیں۔

---

❶ فیصل التفرقة بین الاسلام و الزندقة: ۱۳۰
❷ الاحیاء: ۱۸/۳
❸ میزان العمل: ۲۲
❹ الإحیاء: ۲۵۱/٤
❺ الإحیاء: ۷٦/۳
❻ الإحیاء: ۳۵٦/٤۔ ۳۵۸
❼ تلبیس ابلیس: ۳۵٤
❽ الإحیاء: ۹۷/٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے اس نے اپنی کتاب میں یہ قول بار بار دہرایا ہے۔ ''کسی چیز کا وجود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے افعال کے۔'' زبیدی کا کہنا ہے کہ وہ لوگ جو اس بات کی صراحت کرتے ہیں کہ کائنات میں جو بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہی وجود ہے، ان میں ابن عربی سرفہرست ہے جس کی وضاحت اس کی کتاب (الفتوحات المکیة) میں مل سکتی ہے۔ ❶

احباش کا کہنا ہے: سید قطب کی بیان کردہ سورۃ اخلاص کی تفسیر دیکھو کہ ''حقیقی وجود تو صرف اور صرف اللہ کا ہی ہے۔'' تو کیا یہ قول وحدۃ الوجود کا نہیں ہے۔ جس کے قائل پر تمام علمائے مسلمین کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں؟ مگر یہ لوگ تعصب کی وجہ سے ان کلمات پر کلام نہیں کرتے جس کا اقرار زبیدی نے کیا اور ان کی تشریح بھی کی اور اس نے وحدۃ الوجود کا اقرار بھی کیا اور کہا کہ حقیقی وجود صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا اور اس کے افعال کا ہی ہے۔ (۱۰/ ۲۱۹)

نابلسی کی تحریفات پر خاموشی:

عبدالغنی النابلسی عقیدہ وحدۃ الوجود کا دفاع کرنے والوں میں سے ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کے ہاں عجیب وغریب تضادات پائے جاتے ہیں۔ اس نے عقیدہ وحدۃ الوجود پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ ایضاح المقصود من وحدة الوجود

۲۔ الظل المدود فی معنی وحدة الوجود

۳۔ حل رموز الدائرة الکبریٰ

٤۔ اللؤلؤ المکنون فی الاخبار عما سیکون ❷

آخر الذکر کتاب میں اس نے ایسے وسائل ذکر کیے ہیں کہ جن کی بنا پر ہر ایک کے لیے مستقبل اور غیب کے امور پر اطلاع حاصل کرنا ممکن ہے۔ اس نے اس کتاب میں افلاک کی حرکات کا ذکر کیا ہے اور اس میں کتاب (الجفر الشیعی) کی خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے۔

۵۔ کشف السر الغامض في شرح دیوان ابن الفارض۔ ابن فارض وہ گمراہ شخص ہے جس نے ایسا منظوم کلام تیار کیا جس میں وہ رب العالمین سے عشق ومعشوقی کی باتیں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو مؤنث کے صیغہ سے مخاطب کرتا ہے۔

سرہندی کے انحرافات پر خاموشی:

سرہندی نے اپنے لیے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑے مقام ومرتبہ کا دعویٰ کیا ہے اور اس نے یہ بھی دعویٰ کر رکھا ہے کہ وہ آسمانوں کی طرف پرواز کرتا ہے اور جب چاہتا ہے عرش معلّٰی پر براجمان ہو جاتا ہے۔ ❸ اس نے اپنے متعلق

❶ اتحاف السادة المتقین: ۹/ ۵۶۰

❷ یہ اس نے ۱۱۰۰ھ میں لکھی

❸ المکتوبات: ۱۷۶، ۱۷، ۲۰۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ کر رکھا ہے کہ وہ خلفائے ثلاثہ سے بڑے مرتبہ پر پہنچ چکا ہے اور اس نے وہاں (عرش پر) خواجہ بہاء الدین نقشبندی کو بھی دیکھا ہے۔ جب اس کے پاس آیا ایک ایسا کتابچہ جس میں اس کے اس دعویٰ پر سخت اعتراض کیا گیا تھا تو اس نے جواب دیا کہ میرا کلام صحیح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اور اس نے اپنے آپ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت کسی وہم یا خیال کے نتیجہ میں نہیں دی ہے۔ ❶

وہ ابن عربی کے اس قول کو واضح طور پر بیان کرتا ہے: ''یقیناً اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔'' اور اسی طرح حلاج کا یہ قول ((أنا الحق)) میں اللہ ہوں۔ اور یہ کہ ''میں پاک ہوں کیا میرے علاوہ بھی کوئی معبود موجود ہے؟'' وہ ابا یزید بسطامی کے اس قول کو بھی بیان کرتا ہے (میرا جھنڈا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے سے اونچا ہے۔'' اس نے ان لوگوں کا دفاع کرتے ہوئے ان کی طرف سے خود ساختہ عذر پیش کیے ہیں اور کہا کہ ان پر احوال کا غلبہ تھا۔ ❷

بلکہ اس نے دعویٰ کیا کہ ان کے والد نے بتایا ہے کہ نقشبندی سلسلہ کے بعض پیروکار انبیاء کے مقام و مرتبہ سے بھی کہیں بڑھ جاتے ہیں اور بعض نبیوں کے مقامات سے بھی بلند ہوتے ہیں۔ ❸

سرہندی نے جیلانی کا قول ذکر کیا۔ کسی کے لیے قضا وقدر کو میرے سوا تبدیل کرنا ناممکن ہے۔ میں جب چاہوں ایسا کر سکتا ہوں۔ ❹ پھر اس نے اس قول کی مختلف تاویلات پیش کی ہیں۔

سرہندی کے نزدیک انسانی روح درحقیقت اللہ تعالیٰ کی صورت کی تشبیہ ہے اور اس نے اپنے دعویٰ پر مندرجہ ذیل حدیث بطور دلیل پیش کی ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے) اور اس نے کوثری سے نقل کیا ہے کہ توحید وجودی میں کمال یہ ہے ظاہر ہو کہ بندہ رب ہے اور اللہ تعالیٰ بھی رب ہے۔ کہا (بندہ اور رب درحقیقت رب ہی ہے)

یہ واضح کفر ہے جس کے دفاع کے لیے وہ عذر اور بہانے تلاش کر رہا ہے اور سینوں کو کھول رہا ہے۔ جبکہ اس کی نسبت جو کلام ہلکا ہے اس کے قائل کے لیے وہ کفر کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔

کیا تم رفاعی پر کفر کا فتویٰ لگاؤ گے؟

اس کا قول ہے (صوفی کو کلمہ (کُن) کی قدرت حاصل ہے۔ وہ (کُن) کہتا ہے اور کام ہو جاتا ہے۔

صیادی نے کہا: احمد رفاعی کا کہنا ہے (جب اللہ تعالیٰ کسی ولی کو کائنات میں تصرف کا مطلق اختیار عطا کرتا ہے تو اس کا حکم درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ہی ہوتا ہے۔ جب وہ کسی چیز کے لیے (کن۔ ہو جا) کہتا ہے تو وہ ہو جاتی ہے۔ ❺ علی بن محمد

❶ مکتوبات الإمام الربانی: ۱۷، حول الإعتراض: ۱۶۳
❷ مکتوبات السرھندی: ۳۳، ۱۰۱، ۱۰۶، ۱۱۴
❸ مکتوبات: ۱۷۶
❹ مکتوبات: ۱۸۹
❺ قلادہ الجواھر: ۷۳، ۱۴۵، اوغام المرید لکوثری: ۷۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینوری نے کہا۔ میں نے اپنا حکم (کن۔ ہوجا) فقط اللہ تعالیٰ کے ادب کے پیش نظر ترک کیا ہے۔ ❶

قرآن مجید نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ صوفیاء کا یہ قول واضح کفر ہے۔ ابن حجر ہیتمی نے قرافی سے نقل کیا ہے کہ (صوفیاء کی جماعت کہتی ہے کہ فلاں فلاں کو کلمہ (کن۔ ہوجا) کی طاقت حاصل ہے تو یہ واضح کفر ہے۔ تو بتاؤ پھر تم رفاعی اور صیاوی پر کیا حکم لگاتے ہو جس نے یہ دعویٰ اس کے مناقب اور کرامات میں بیان کیا ہے؟

نبھانی نے دعویٰ کیا ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عمر عنبتینی سے کہا: ''میری یہ ٹوپی شیخ عبدالوہاب شعرانی کو دے دو اور اسے کہو وہ کائنات میں ہر قسم کا تصرف کرے۔ ❷

ابن عربی کے انحرافات پر اس کی خاموشی:

وہ ابن عربی کے انحرافات پر بھی خاموش ہے جس نے وحدۃ الوجود کا دعویٰ کیا ہے اور عالم کے قدیم ہونے کا قائل ہے اور اس نے (آگ کے عذاب) کے معانی تبدیل کر کے راحت اور مٹھاس کیے ہیں۔ ❸ اس نے کہا:

اگر وہ بدبختی کے گھر میں داخل ہوئے تو وہ درحقیقت لذت اور بہترین نعمتوں میں زندگی گذاریں گے۔

لفظ عذاب تو عذوب (مٹھاس) سے بنا ہے یہ تو چھلکے کی طرح ہے اور یہ تو میٹھا ہی ہے۔

اسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تجھے یہ مٹھاس نصیب فرمائے۔

ابن عربی کے متعلق دیگر لوگوں کی آراء:

- حافظ ابن حجر نے حلاج کے حالات میں لکھا: میرے نزدیک حلاج کے لیے تعصب فقط وہی کرتا ہے جو مطلق طور پر وحدۃ الوجود کا قائل ہے۔ اس لیے تو دیکھے گا کہ ابن عربی اس کی تعظیم کرتا ہے اور جنید کے اوپر کلام کرتا ہے۔ ❹
- حبشی کا حافظ ابن حجر کے قول پر کیا تبصرہ ہے؟ اس نے تو حکم دے رکھا ہے کہ حافظ ابن حجر جو کہے وہ ہمارے لیے قابل قبول ہے کیونکہ وہ جرح اور تعدیل میں شعرانی کی نسبت زیادہ حق رکھتے ہیں۔ کیا وہ ابن عربی کے متعلق ان کی جرح کو قبول کرے گا؟
- ابوحیان نحوی نے ابن عربی کو ملحد قرار دیا ہے کیونکہ وہ وحدۃ الوجود کا دعویٰ کرتا ہے۔ ❺
- امام ذہبی نے کہا: وہ دنیا میں وحدۃ الوجود کے قول کے امام ہیں۔ ❻

---

❶ جامع كرامات الأولياء: ١٣٥/٢

❷ جامع كرامات الأولياء: ١٣٥/٢

❸ فصوص الحكم: ٩٤

❹ لسان الميزان: ٣٨٤/٢، ترجمة الحلاج: ٢٨٠٨/٦٤٧

❺ تفسير البحر المحيط: ٤٤٩/٣

❻ العبر في خبر من غبر: ٢٣٣/٣۔ ميزان الاعتدال: ١٠٨/٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- امام شمس الدین ابن جزری شامی نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔[1] اور اس کے متعلق یہ اشعار کہے ہیں۔

"ابن عربی نے اپنی کتابوں میں کانے دجال کی اقتداء کی دعوت دی ہے اور اس نے ہر محقق کے لیے فرعون کو امام قرار دیا ہے۔ بربادی ہے اس کے لیے اور اس کی جماعت کے لیے۔"

- تقی الدین سبکی نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے جسے ملا علی قاری نے نقل کیا ہے۔[2]
- قاضی زین الدین کتانی نے اس پر کفر کا حکم صادر کیا ہے۔[3]
- ابن خلدون نے بھی اسے کافر قرار دیا ہے۔[4]
- شیخ برہان الدین بقاعی نے ایک کتاب (تنبیہ الغبی الی تکفیر ابن عربی) لکھی۔
- ابن ملقن نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا کہ عز بن عبدالسلام جو کہ ان کے ہم عصر ہیں ابن عربی پر اعتراضات کرتے ہیں۔ جب ان سے ابن دقیق العید نے پوچھا تو وہ کہنے لگے: "وہ برا شیخ اور جھوٹا ہے۔ وہ عالم (کائنات) کے قدیم ہونے کا قائل ہے اور وہ شرم گاہ کو حرام قرار نہیں دیتا۔[5]

ابن طولون تمھارے خلاف حجت ہے:

ابن طولون نے کہا کہ عرب کے اکثر اور غالب فقہاء اور تمام محدثین جن کی تعداد پانچ سو کے قریب ہے نے ابن عربی پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ ان میں سے چند مشہور یہ ہیں اپنے زمانہ کے علامہ تقی الدین ابن تیمیہ، کمال الدین اُدفونی، ابوزرعہ، العینی، حافظ العصر شہاب الدین، ابن حجر، ابن صلاح، ابن دقیق العید، بدر الدین بن جماعة اور شیخ الاسلام تقی الدین سبکی وغیرہم۔[6]

اور سعد تفتازانی نے اپنی کتاب (فاضحة الملحدین)[7] میں اس پر سخت ترین کلام کیا ہے اور شاید یہ ایک اور عنوان سے بھی چھپ چکی ہے اور وہ یہ ہے (الرد والتشنیع علی کتاب الفصوص) جس کے بارے میں ذہبی نے کہا کہ اگر اس (الفصوص) میں کفر نہیں ہے تو دنیا میں کہیں کفر ہے ہی نہیں۔

حبشی ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے کئی صفحات سیاہ کرتا ہے اور ان کا مکمل دفاع بھی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ

---

1. العقد الثمین للفاسی: ١٧٣
2. العقد الثمین: ١٨٧/٢
3. حوالہ سابقہ: ١٧٥/٢
4. مقدمہ ابن خلدون: ٣٢٣
5. سیر اعلام: ٢٣/ ٤٨، ٤٩، طبقات ابن ملقن: ١٥٣، ٤٦٩، میزان: ٦٥٩/٣
6. القلائد الجوهرية فی تاریخ الصالحية: ٥٣٨/٢، ٥٣٩
7. مخطوطة بمكتبة برلین: ٢٨٩١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے مخلص ترین اولیاء ہیں۔ جبکہ البانی اور ابن تیمیہ رحمہما اللہ اس کے نزدیک دنیا کے سخت ترین کافر ہیں۔

نبہانی کے انحرافات پر سکوت:

نبہانی نے چند (اصحاب کرامات) کا ذکر کیا ہے:

❀ ابراہیم کا لقب (جیعانہ) تھا۔ اس کی کرامات میں سے ایک یہ ہے ایک عورت نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی اور ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ اس کے پاخانے پر لگا کر اپنے چہرے پر پھیرنا شروع کر دیا۔ وہاں رومی فقیہ بھی بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: اے خاتون! تیرا ہاتھ تو نجس (پلید) ہو چکا ہے کیونکہ یہ نجس چیز پر جا لگا تو شیخ ابراہیم نے اس کی طرف غصے سے دیکھا پھر وہ زمین پر بیٹھا اور پاخانہ کر کے اٹھ کھڑا ہوا جو فقیہ منع کر رہا تھا وہ اٹھا اور اسے چاٹنا شروع کر دیا جبکہ اس کا ساتھی اس کے کپڑوں سے پکڑ کر کھینچ رہا تھا اور مسلسل کہے جا رہا تھا کہ یہ تو شیخ کا پاخانہ ہے مگر اس نے ایک نہ سنی اور سارا پاخانہ کھا گیا حتی کہ زمین کا وہ حصہ بھی چاٹنے لگا جہاں اس نے پاخانہ کیا۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور دوسرے فقیہ کو ڈانٹتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تو شہد چاٹا ہے۔ [1]

❀ (ابراہیم العریان) وہ ننگے بدن لوگوں کو جمعہ کا خطبہ دیتا تھا۔۔۔ لوگوں کو اس سے بہت فائدہ ہوتا تھا۔ [2]

❀ (عبدالکریم الدمشقی) اس سے لوگوں نے سوال کیا آپ اس پورے مٹکے کا پانی پینے کی طاقت رکھتے ہیں؟ اس نے کہا اس مٹکا کو بھر دو۔ اس کی حالت عجیب ہوگئی۔ اس نے اپنا منہ مٹکا کو لگایا اور پینا شروع کیا۔ وہ پیے جا رہا تھا اور پانی پیشاب کے راستہ خارج ہو رہا تھا حتی کہ مٹکا ختم ہو گیا۔ نبہانی نے کہا یہ اس کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ [3]

❀ (عبداللہ جو کہ حشیش کوٹا کرتا تھا) اس کی کرامت یہ ہے کہ جو کوئی ان سے حشیش لے کر کھا لیتا تو فوراً توبہ کر لیتا تھا اور دوبارہ کبھی بھی گناہ کی طرف نہ لوٹتا تھا۔ [4]

❀ (عبدالوہاب الشعرانی) اس کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ علی بن ابن طالب رضی اللہ عنہ نے عمر نبتیتی سے کہا: کہ میری یہ ٹوپی شیخ عبدالوہاب الشعرانی کو دو اور کہو کہ جاؤ کائنات میں ہر قسم کا تصرف کرو۔ [5]

❀ (علی بن محمد الدینوری) اس نے کہا: میں نے کسی بھی چیز کے لیے (کن۔ ہو جا) کو فقط اللہ تعالیٰ کے ادب کی بناء پر ترک کر دیا۔ [6]

❀ (علی العمری) اس کی کرامات میں سے چند الحاج ابراہیم نے ذکر کی ہیں۔ اس نے کہا وہ اپنے شیخ، الشیخ علی العمری کے ساتھ ایک حمام میں داخل ہوا۔ ہمارے ساتھ ان کا خادم محمد الدبوسی بھی تھا۔ ہم تینوں کے علاوہ حمام میں کوئی نہ

---

[1] جامع کرامات الأولیاء: ۲٤٠/۱
[2] حوالہ سابقہ: ۲٤٦/۱
[3] جامع کرامات الأولیاء: ۱۰۲/۲
[4] حوالہ سابقہ: ۱۲٥/۲
[5] حوالہ سابقہ: ۱۳٥/۲
[6] حوالہ سابقہ: ۱٥٨/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ وہ کہتا ہے میں نے اپنے شیخ کی عجیب وغریب کرامت دیکھی اور وہ یہ ہے وہ اپنے خادم پر غضبناک ہو گئے اور اس کو ادب سکھلانے کی خاطر اس کے کپڑے کے نیچے ہاتھ ڈال کر اس کا عضو خاص اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ اچانک اس کا عضو عجیب طریقے سے بڑا ہوتا گیا حتی کہ انھوں نے اسے اپنے کندھے پر رکھ لیا۔ پھر اس پر کوڑے برسانا شروع کر دیے۔ خادم درد کی شدت سے پیچ وتاب کھا رہا تھا۔ شیخ نے کئی دفعہ ایسے کیا پھر اس کے عضو کو چھوڑ دیا۔ تو وہ اپنی اصل حالت میں واپس آ گیا۔ مجھے یہ اندازہ لگانے میں کوئی دقت نہیں ہوئی کہ خادم سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے جس کی سزا شیخ نے اسے اس انداز سے دی ہے۔

نبہانی کا کہنا ہے۔ جب الحاج ابراہیم نے مجھے یہ حکایت سنائی تو شیخ خود موجود تھے اور میرے پاس ہی کھڑے تھے۔ مجھے شیخ نے کہا اس کی تصدیق نہ کرنا، انھوں نے زبردستی میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے عضو خاص کی جگہ پر لگایا تو مجھے تعجب ہوا کہ ان کا عضو خاص ہی نہیں ہے گویا کہ وہ مرد ہی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو، کیا ہی عجائب وغرایب اور عجیب کرامات کے مالک تھے۔ ❶

❁ ان کی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے شیخ کے شہر میں ایک شخص تھا جو بے حیاء قسم کا تھا وہ اپنے عضو خاص پر بہت اتراتا تھا۔ وہ شیخ کو مذاق کرتے ہوئے اپنا ہاتھ عضو خاص پر رکھ کر کہتا: کیا تمھارے پاس اس طرح کا عضو ہے؟ شیخ نے ایک دن اسے تھپڑ مارا اور کہا: چلے جاؤ۔ چلے جاؤ۔ تو وہ ایسے ہو گیا جیسے ایک عورت ہے اور اس کا عضو حرکت کرنا بھی چھوڑ گیا۔ ❷ (ہائے اس امت کی مصیبت)

❁ (عیسیٰ بن نجم البرلسی) وہ سترہ سال ایک ہی وضو سے رہے۔ ❸

❁ (ولی اللہ الدیوث) نورالدین الشونی سے حکایت ہے کہ ایک آدمی وہ زنا کار لڑکیوں کو اٹھا کر لے جاتا تھا لوگ اس پر زنا کاری کی تہمت لگاتے تھے۔ مگر وہ اللہ تعالیٰ کا ولی تھا جس کو ایک دفعہ اٹھا کر لے جاتا تھا وہ دوبارہ زنا کے قریب نہ جاتی تھی۔ ❹

تمہاری عقلوں نے ان باتوں کی تصدیق کیسے کر دی حیرت ہے؟ یہ ایسی خرافات اور جھوٹ ہیں کہ اگر عیسائی سن لیں تو وہ عیسائیت پر مزید پکے ہو جائیں اور ان کی اسلام سے نفرت پہلے سے کہیں زیادہ ہو جائے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام کی چند جھلکیاں:

ہم ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام کے چند نمونے پیش کر رہے ہیں تاکہ ایک انصاف پسند قاری جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے بارے میں ان کا کیا موقف تھا اور دین اسلام میں کیا منہج رکھتے تھے۔

---

❶ جامع کرامات الأولياء: ۲۰۸/۲
❷ حوالہ سابقہ: ۲۱٤/۲
❸ حوالہ سابقہ: ۲۲۸/۲
❹ حوالہ سابقہ: ۳۲۷/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سلف صالحین کے منہج سے وابستگی: ''جو کچھ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور اس امت کے اولین ہدایت یافتہ آئمہ نے اس باب یعنی (اسماء اللہ اور صفات) میں کہا اس کو اختیار کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو اس لیے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا کہ وہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے کر آئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے یہ بھی گواہی دی ہے کہ اس نے ان کو اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ لہٰذا یہ عقلی اور دینی طور پر ہی ناممکن ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے روشن چراغ بنا کر بھیجا ہو اور اس کے بارے میں خبر دی ہو کہ وہ اپنے اور اپنی امت کے لیے اکمل ترین ہیں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے بارے میں علم کو بیان نہ کیا ہو اور اس باب کو نامکمل یا شبہ والا بنا کر چھوڑ دیا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء کے بارے میں جو کچھ واجب ہے۔ یا جائز ہے یا پھر ممنوع ہے اس کی وضاحت اور تمیز نہ کی ہو۔

کیونکہ اس کی معرفت دین کی بنیاد اور ہدایت کی اصل ہے اور یہ وہ افضل ترین علم ہے جو دلوں میں موجزن ہوا ہے تاکہ نفوس اس کو حاصل کر سکیں اور عقل جس کا ادراک کر سکے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی مبعوث فرمایا اس پر واجب ہے کہ وہ امت کو ہر وہ بھلائی بتائے جو وہ ان کے لیے جانتا ہو اور ہر اس برائی سے روکے جو وہ ان کے لیے جانتا ہو۔ [1] لہٰذا جس شخص کے دل میں ایمان کی رمق باقی ہے وہ یہ کیسے سوچ سکتا ہے کہ اس باب (الأسماء و الصفات) کا بیان نامکمل ہے۔ اور اس کا بیان اس رسول ﷺ سے ادھورا رہ گیا ہو جو اس کائنات کے اکمل ترین شخص ہیں۔ یہ سوچنا بھی ناممکن ہے کہ اس امت کے افضل ترین لوگوں نے اس باب میں کوئی کمی یا زیادتی کی ہوگی یا پھر اس میں کسی قسم کی کوتاہی ان سے سرزد ہوگئی ہو؟

ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ: اللہ تعالیٰ عرش پر نہیں ہے۔ یا یہ کہ وہ ہر جگہ پر موجود ہے یا یہ کہ نہ ہی تو وہ داخل العالم ہے اور نہ ہی خارج العالم ہے، نہ ہی اس سے متصل ہے اور نہ ہی منفصل ہے اور یہ کہ اس کی طرف اشارہ جائز نہیں ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کی صفات جو کہ کتاب وسنت سے ثابت ہیں کی نفی کرنے والوں کی بات درست ہے جو کہ کتاب وسنت کی نصوص یا ظاہر کا فہم حاصل کیے بغیر خودساختہ عبارات سے نفی کر رہے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور اس امت کے افضل ترین لوگوں نے ہمیشہ ایسی بات کیوں کی جو کہ بطور نص یا بطور ظاہر حق کے خلاف ہے۔

اور یہ کیسے ممکن ہے کہ انھوں نے حق بات کہ جس پر ایمان رکھنا لازم ہے کو بیان نہ کیا حتی کہ علم فلسفہ میں وقت برباد کرنے والے لوگ آئے اور امت کے لیے صحیح عقیدہ بیان کیا اور اپنے علوم کی بنیاد پر کتاب وسنت کا دفاع کیا جس کی طرف کتاب وسنت نے نص یا ظاہر کے لحاظ سے دلالت کی؟

---

[1] مسلم: ١٨٤٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر حق ان کی باتوں میں ہے تو لوگوں کو کتاب وسنت کے بغیر ہی چھوڑ دینا ان کے لیے بہتر ہے اور ان کے لیے فائدہ مند ہے۔

❀ عقل کی تأدیب: یہ لوگ جو کہتے ہیں اس کی حقیقت فقط یہ ہے۔ ''اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت حاصل نہیں کر سکتے نہ ہی تو کتاب اللہ سے، نہ ہی سنت رسول اللہ ﷺ سے اور نہ ہی امت کے سلف صالحین سے۔ لیکن تم خود ہی دیکھو: تم اپنی عقل کے لحاظ سے اسے جس صفت کا مستحق پاؤ تو اس سے اس کو متصف کر دو، وہ صفت کتاب وسنت میں ہو یا نہ ہو۔

گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا ہے: ''جس کی نفی تمھاری عقلوں کا قیاس کر دے جس میں تم لوگ اختلاف کرو پس اس کی نفی کر دو اور اختلاف کی صورت میں اس (عقل) کی طرف ہی رجوع کرو۔ کیونکہ یہی حق کا معیار ہے جس کی عبادت کا تمھیں حق دیا گیا ہے؟

اور جو کچھ کتاب وسنت میں موجود ہے مگر تمھارا قیاس اس کی مخالفت کرتا ہے تو تم اس سے قطعاً ہدایت نہ پاؤ یہ تو میں نے فقط تمھارے امتحان کے لیے اتارا ہے ہدایت کے لیے نہیں تم لوگ اس کی تحریف (تبدیلی) کی مکمل کوشش کرو چاہے شاذ لغت کے ساتھ یا پھر عجیب وغریب کلام اور مشکل الفاظ کے ساتھ۔

ان لوگوں کا حال اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ذکر کیا ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿٦٠﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿٦١﴾ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖۗ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًا ﴿٦٢﴾﴾

(النساء: ٦٠_٦٢)

''کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تیری طرف نازل کیا گیا اور جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا۔ چاہتے یہ ہیں کہ آپس کے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جائیں، حالانکہ انھیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں گمراہ کر دے، بہت دور گمراہ کرنا۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو تو منافقوں کو دیکھے گا کہ تجھ سے منہ موڑ لیتے ہیں، صاف منہ موڑنا۔ پھر کیسے گزرتی ہے اس وقت جب انھیں کوئی مصیبت اس کی وجہ سے پہنچتی ہے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا، پھر تیرے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہم نے تو بھلائی اور آپس میں ملانے کے سوا کچھ نہیں چاہا تھا۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جب ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب اور جو کچھ اس نے اپنے رسول ﷺ پر نازل کیا ہے۔ کی طرف بلایا جاتا ہے تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: ہم تو علمی اور عملی طور پر احسان کا ارادہ کرتے ہیں اور ہم عقلی اور نقلی دلائل کو جمع کرتے ہیں۔

ان سے کہا جائے گا: سبحان اللہ۔ یہ کیسے ممکن ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ بھی یہ بات نہ کہی اور امت کے سلف صالحین نے بھی کبھی یہ نہیں کہا کہ ان آیات اور احادیث سے وہ عقیدہ نہ لو جس پر ان کی دلالت ہے۔ جبکہ وہ عقیدہ بناؤ جو تمھارے قیاس اور عقلی پیمانوں کے مطابق حق ہے؟

پھر یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ ان کی امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ اور فرمایا: میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر اس کو تھام لو گے تو گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ کتاب اللہ ہے۔

اور آپ نے فرقہ ناجیہ (کامیاب گروہ) کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''جو میرے اور میرے صحابہ کے راستہ پر چلے گا۔'' کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا: ''کہ جس نے عقیدہ کے باب میں کتاب کے ظاہر کو اختیار کیا وہ گمراہ ہو گا اور جس نے تمھاری عقلوں کے مطابق قرآن کے ظاہر کو لیا وہ ہدایت یافتہ ہے؟

صفات کے باب میں آج کل لوگ جن تاویلات کو بیان کر رہے ہیں ان میں سے اکثر ان تاویلات کے مشابہ ہیں جو ابوبکر فورک نے اپنی کتاب ''التاویلات'' میں اور فخر الرازی نے اپنی کتاب ''تاسیس التقدیس'' میں ذکر کی ہیں۔

اسی طرح اکثر تاویلات دوسرے لوگوں کے کلام میں بھی پائی جاتی ہیں جیسا کہ معتزلہ میں سے علی جبائی، عبدالجبار بن احمد ہمدانی، ابوالحسن بصری، وغیرہ اس کا ذکر بشر المریسی نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

سلف صالحین اور بعد کے علماء کے مابین تاویل کا نظریہ:

سلف صالحین کا مذہب تعطیل (نفی) اور تمثیل (مثال) کے درمیان ہے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے قائل تو ہیں مگر اسے مخلوقات کی صفات کی طرح نہیں کہتے، ان کی مثال بیان نہیں کرتے، اسی طرح وہ اس کی ذات کو اس کی مخلوق کی ذات سے نہیں ملاتے نہ ہی مثال بیان کرتے ہیں اور نہ ہی نفی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو صفات اپنے لیے یا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیان کی ہیں ان کا اقرار کرتے ہیں اور ان کی قطعاً نفی نہیں کرتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات کی تعطیل نہیں کرتے اور نہ ہی کلمات کے معانی میں تحریف (تبدیلی) کرتے ہیں۔

جس نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق الفاظ کی معنوی تحریف کی ہے اس نے درحقیقت اسماء اور صفات کو مخلوق کی صفات جیسا سمجھا ہے پھر اس نے اس مفہوم کی نفی شروع کر دی لہٰذا ان لوگوں نے تمثیل (مثال) اور تعطیل (نفی) کو جمع کر دیا۔ ان لوگوں نے شروع میں مثال بیان کی اور آخر میں نفی کر دی۔ اس تشبیہ اور تمثیل کی بنیاد درحقیقت اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کو مخلوقات کی صفات کے مفہوم میں سمجھنا ہے اور ان صفات کی تعطیل ہے جس کا اللہ تعالیٰ مستحق ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت اور سلف صالحین کے مذہب کے خلاف تاویلات کرنے والے یہ لوگ گمراہی میں بھٹک رہے ہیں۔

جس نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا انکار کیا۔ اس نے کہا کہ یہ عقل کے خلاف ہے، پھر وہ تاویل کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے علم وقدرت کو مستحیل (ناممکن) سمجھتا ہے تو وہ کہتا اس کو عقل تسلیم نہیں کرتی پھر وہ تاویل کرنے پر مجبور ہوتا ہے بلکہ جو شخص قیامت کے دن لوگوں کے اکٹھا ہونے اور جنت میں کھانے پینے کا انکار کرتا ہے اس کی دلیل بھی یہی ہے کہ اس کو عقل تسلیم نہیں کرتی پھر وہ تاویل کرنے پر مجبور ہوتا ہے، جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی نہیں ہے وہ بھی کہتا ہے کہ عقل اس کو تسلیم نہیں کرتی پھر وہ تاویل کرنے پر ہی مجبور ہوتا ہے۔

ان کے اس فلسفہ کے غلط ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ ان لوگوں میں سے کسی کے پاس بھی کوئی مستقل قاعدہ نہیں ہے کہ عقلی طور پر مستحیل (ناممکن) کا کیا معیار ہے؟ ایک ہی چیز کے متعلق ان میں سے ایک کہتا ہے یہ عقلی طور پر صحیح ہے جب کہ دوسرا کہتا ہے یہ عقلی طور پر ناممکن ہے۔

ہائے افسوس! یہ کس عقل کی بناء پر کتاب وسنت کو پرکھنے کی کوشش کی جارہی ہے؟ اللہ تعالیٰ امام مالک بن انس رحمہ اللہ پر راضی ہو جنھوں نے کہا: کیا ایسا نہیں کہ اگر ہمارے پاس کوئی ایسا شخص آیا جو اس سے پہلے شخص سے زیادہ جھگڑالو ہے جس کی وجہ سے ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جبرائیل کے ذریعے نازل شدہ تعلیمات کو ترک کر رکھا ہے تو وہ ان لوگوں سے جھگڑا کرے گا اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اسی قسم کا جھگڑا کیا جاتا ہے جس بنیاد پر وہ دوسروں سے جھگڑا کر رہا ہوتا ہے۔ ہر وہ شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین سے زیادہ کوئی شخص علم رکھنے والا ہے تو وہ یقیناً ملحدین میں سے ہے مومنین میں سے نہیں۔ [1]

دین کی اصل بنیاد اور اس کا قاعدہ:

انھوں نے کہا: دین اسلام کی بنیاد دو چیزوں پر ہے: (۱) فقط ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ (۲) عبادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ راہنمائی اور سنت کے مطابق کی جائے۔

یہ دونوں قواعد ہمارے کلمہ کی بنیاد ہیں: ((لا اله الا اللّٰه وأشهد أن محمداً عبده ورسوله)) (اله) اسے کہتے ہیں جس کی عبادت، محبت، استعانت (مدد مانگنا) تعظیم، خوف، امید، جلالت اور اکرام کی طرف دل مشتاق ہوں۔

رسول اس کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام، اس کی منع کردہ اشیاء اور اس کی طرف سے حلال وحرام کی وضاحت اس کے بندوں کو سمجھاتا اور بتاتا ہے۔ وہ اس کے حکموں اور اس کی منع کردہ اشیاء کی تبلیغ کے لیے بندوں اور اللہ کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔

(جبکہ دعا کی قبولیت، مصائب کو ٹالنے۔۔۔ وغیرہ میں اللہ تعالیٰ براہ راست اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے۔

[1] مجموع الفتاویٰ: ۱۵/۵، ۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ ان کی جگہ کو خوب دیکھتا ہے۔ وہ ان کی سرگوشی اور رازوں سے خوف واقف ہے۔ وہ نعمتوں کو نازل کرنے پر قادر ہے، وہی بلائیں اور بیماریاں ختم کرتا ہے اسے اس کی قطعاً حاجت نہیں کہ بندوں کے احوال اسے کوئی بتائے یا ان کی ضروریات کو پورا کرنے میں کوئی اس کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک بندے کی آواز سننا دوسرے بندوں کی آواز سننے سے مشغول نہیں کرسکتا اور بیک وقت کئی آوازیں سننا اس کے لیے قطعاً مشکل نہیں ہے بلکہ وہ ایک ہی وقت مختلف زبانوں میں کئی آوازوں کی گنگناہٹ بھی سنتا ہے۔ جن کی حاجات بھی مختلف ہوتی ہیں۔ اسے چمٹ کر دعا کرنا بیزار نہیں کرتا بلکہ وہ چمٹ کر دعا کرنے کو پسند کرتا ہے۔ [1]

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک ضابطہ:

مخالفینِ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا باطل دعویٰ کہ وہ مسئلہ طلاق میں ان پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں:

حبشی کا دعویٰ ہے ابن تیمیہ رحمہ اللہ مسئلہ طلاق میں اپنے مخالفین پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ [2] یہ واضح جھوٹ ہے اس کی تردید ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قول سے ہوتی ہے، وہ تو مسئلہ طلاق میں اپنے مخالفین کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جنھوں نے یہ قول اختیار کیا ہے انھوں نے بھی اس مسئلہ میں اجتہاد کیا ہے ان کی کوشش مشکور اور ان کا عمل بہترین ہے۔ وہ اس کوشش پر اجر کے مستحق اور ثواب کے حقدار ہیں۔ ان میں سے جس نے بھی قرآن وسنت کے مطابق بات کی اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔ اور جس سے غلطی ہوئی اس کے لیے ایک اجر ہے۔۔۔ وہ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہی ہیں کیونکہ جو کچھ ان کے اجتہاد کی بناء پر واضح ہوا وہ اس پر عمل کرنے کے پابند ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتے۔ [3]

شیخ الاسلام کا یہ کلام حبشی کے جھوٹ کو واضح کر رہا ہے اگر ایسا نہیں تو حبشی کو چاہیے کہ وہ ہمیں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا وہ کلام دکھلائے جس میں وہ طلاق کے مسئلہ میں اپنے مخالفین پر کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کلام تو اس کے برعکس ظاہر ہو رہا ہے۔

بلکہ انھوں نے تو یہ کہا: میں اکثر اس حدیث کو یاد رکھتا ہوں جو کہ صحیحین میں ہے کہ ایک آدمی کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر میری راکھ بنا کر مجھے سمندر میں بہا دینا، اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر قدرت پائی تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا جو اس نے دونوں جہانوں میں سے کسی کو نہ دیا ہو گا۔ اس کے ورثاء نے ایسا ہی کیا، اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا۔ تیرے خوف کی وجہ سے، تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ انھوں نے کہا: اس آدمی نے اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کیا اور راکھ بننے کے

---

[1] قاعدة جليلة في التوسل والوسيلة: ۱۸۰، ۱۸۱

[2] المقالات السنية: ۵۷، ۶۲، ۷۵

[3] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳۳/ ۱۴۹، ۱۵۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد دوبارہ اٹھنے میں بھی شک کیا بلکہ یہ اعتقاد اپنایا کہ اسے دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔ ایسا عقیدہ تمام مسلمانوں کے نزدیک واضح کفر ہے۔لیکن اس نے ایسا جہالت کی بنیاد پر کیا مگر وہ مومن تھا، اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے ڈرتا تھا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔

انھوں نے مزید کہا: اہل اجتہاد میں سے تاویل کرنے والا درحقیقت رسول اللہ ﷺ کی اتباع پر ہی حریص ہوتا ہے تو وہ مذکورہ آدمی کے نسبت بخشش کا زیادہ حق دار ہے۔ ❶

انھوں نے کہا: کسی بھی مسلمان کی ایسے مسائل میں غلطی کی وجہ تکفیر جائز نہیں ہے جس میں اہل قبلہ اختلاف رکھتے ہوں۔ ❷

بلکہ انھوں نے خوارج اور روافض پر کفر کا حکم لگانے میں بھی اختلاف کا ذکر کیا ہے جبکہ انھوں نے امور عقیدہ میں مسلمانوں کے اجماع کی مخالفت کی ہے تو وہ فروع میں اختلاف کرنے والوں پر ایسا فتویٰ کیسے صادر کریں گے؟ ❸

اہل تکفیر پر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تنقید:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تکفیر کے باب میں اہل بدعت کا طریقہ جو کہ ظلم اور جہالت کو یکجا کر دیتے ہیں یہ ہے کہ وہ ایسی بدعات ایجاد کرتے ہیں جو قرآن وسنت اور اجماع صحابہ کے خلاف ہیں اور جو کوئی اس بدعت کی وجہ سے ان کی مخالفت کرے اس پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔

رافضیوں نے علی رضی اللہ عنہ کی خلفائے ثلاثہ پر افضلیت کی بدعت ایجاد کی اور ان کو مقدم کیا اور جس نے بھی ان کی مخالفت کی اس پر کفر کا فتویٰ لگایا۔

اسی طرح جہمیہ نے اللہ تعالیٰ کی صفات کی نفی کی بدعت ایجاد کی اور جس نے بھی ان کی موافقت نہ کی اس پر انھوں نے کفر کا فتویٰ لگایا۔

جبکہ اہل سنت والجماعت کے آئمہ اور اہل ایمان میں: علم، عدل اور رحمت ہے۔

وہ اس حق کو خوب جانتے ہیں جو کتاب وسنت کے مطابق ہے جبکہ وہ بدعات سے محفوظ ہیں اور اگر کوئی اس حق سے روگردانی کرے تو وہ اس کے ساتھ بھی انصاف کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ (المائدۃ: ۸)

''اللہ کی خاطر خوب قائم رہنے والے، انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمھیں

---

❶ مجموع الفتاویٰ: ۳/ ۳۳۰

❷ حوالہ سابقہ: ۳/ ۲۸۳ ❸ مجموع الفتاویٰ: ۲۳/ ۳۴۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہرگز اس بات کا مجرم نہ بنا دے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔‘‘

وہ مخلوق پر رحم کھانے والے ہیں، وہ ان کے لیے خیر، بھلائی، ہدایت اور علم کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ وہ ان کے لیے کسی قسم کی کوئی برائی نہیں چاہتے بلکہ جب وہ کسی کا تعاقب کرتے ہیں، اس کی غلطیاں بیان کرتے ہیں اور اس کی جہالت وظلم واضح کرتے ہیں تو ان کا ارادہ فقط حق کو بیان کرنا، مخلوق سے رحمت برتنا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینا ہوتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب اور کلمۃ اللہ بلند ہو جائے۔

اہل سنت والجماعت صحیح ایمان والے ہیں۔ ان کے سارے اعمال خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور سنت کے موافق ہوتے ہیں جبکہ ان کے مخالفین کے اعمال نہ ہی تو خالص ہوتے ہیں اور نہ ہی صحیح ہوتے ہیں بلکہ وہ بدعات، خواہش پرستی اور جہالت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اسی لیے تو ان کو اہل بدعت اور اہل ھوا (خواہش پرست) کہا جاتا ہے۔

اسی لیے اہل سنت والجماعت اپنے مخالفین پر اس طریقے سے کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے اگرچہ مخالفین نے ان پر کفر کا فتویٰ لگا کیونکہ فتویٰ کفر ایک شرعی حکم ہے۔ انسان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسے ہی کسی پر حکم لگائے۔ جیسا کہ اگر تجھ پر کوئی جھوٹ بولے یا پھر وہ تیرے گھر کی خاتون کے ساتھ زنا کرے تو پھر بھی تیرے لیے جائز نہیں ہے کہ تو اس سے جھوٹ بولے یا پھر اس کی اہلیہ کے ساتھ زنا کرے کیونکہ جھوٹ اور زنا حرام ہے۔

اسی طرح تکفیر فقط اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اس لیے صرف اس شخص پر ہی کفر کا فتویٰ لگایا جائے جسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے کافر قرار دیا ہے۔

اسی طرح کسی معین شخص کی تکفیر اور اس کے قتل کا حکم جاری کرنا اس بات پر موقوف ہے کہ اسے تو نبوی دلیل پہنچائے جس کی مخالفت پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے اس لیے ہر اس شخص پر کفر کا فتویٰ صادر نہ ہوگا جو دین کے کسی حکم سے جاہل ہو۔

اسی لیے میں حلولیہ میں سے جہمیہ اور ان نفاۃ (نفی کرنے والے) سے جو اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے کی نفی کرتے ہیں کہتا ہوں۔ جب ان کی آزمائش ہوئی کہ:

’’اگر میں تمھاری موافقت کروں تو میں بھی کافر ہو جاؤں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمھارا قول کفر ہے تو میرے نزدیک تم کافر نہیں ہو کیونکہ تم جاہل ہو یہ خطاب ان کے علماء، قضاۃ، شیوخ اور امراء سے تھا۔‘‘ [1]

یہ اس باکمال شخص کا بہترین منہج ہے اور اس کا بہترین راستہ ہے جو کتاب وسنت کے میزان کے عین مطابق ہے تجھے اس کے کلام میں کوئی ایسی چیز نہ ملے گی جو اہل انحراف کے ہاں ظلم، تعصب، اعراض اور سنت سے منہ پھیرنے کی شکل میں تو موجود پائے گا۔ حتی کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کا ان کے متعلق ایک مشہور جملہ ہے: گویا سنت ان کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

[1] الرد علی الکبری: ۲۵۶، ۲۶۰، ابن تیمیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعصب لوگوں نے ان کی توہین کی، انھیں برا بھلا کہا اور ان پر مختلف قسم کی تہمتیں لگائی ہیں۔ درحقیقت ان پر شیطان مسلط ہو چکا ہے۔جس نے ان لوگوں کے لیے شیخ الاسلام پر سب وشتم اور ان کی تکفیر جبکہ ابن الفارض، ابن عربی جیسے لوگوں کا دفاع، تاویل اور حق چھپانے کے ذریعے مزین کر دیا ہے۔

تکفیر کا انتشار اور اس میں لا پرواہی:

اگر مسئلہ تکفیر میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا نقطہ نظر وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے تو لوگوں کا اس بارے میں کیا موقف ہے؟

ہم یہ بات خوب جانتے ہیں کہ تکفیر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کو دین سے خارج کرے مگر دلیل اور بصیرت کے ساتھ جس کو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے بطور عذر پیش کر سکے۔کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی کے نزدیک ایک مسلمان دین سے نکل جاتا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان میں سے ایک ضرور اس کے ساتھ لوٹتا ہے، ایک روایت میں ہے: ’’جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان میں سے ایک ضرور اس کے ساتھ لوٹتا ہے اگر وہ اسی طرح ہے جیسے اس نے کہا: ورنہ وہ اسی (کہنے والے) پر لوٹ آتا ہے۔‘‘ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کو یہ کلمہ (کہ فلاں کافر ہے) اپنے منہ سے نہیں نکالنا چاہیے مگر یہ کہ شدید ترین احتیاط کے بعد ایسا کہا جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ خود ہی اس کو دین سے نکالنے کا سبب بن جائے۔اس سے زیادہ اور بڑا نقصان کیا ہو سکتا ہے؟

کسی پر کفر کا حکم فقط (نعم۔ ہاں) یا پھر (لا۔نہیں) کہہ کر نہیں لگایا جا سکتا بلکہ اس کے ضوابط، شروط اور اس میں تفصیل ہے کہ کسی پر کفر کا فتویٰ لگانے سے پہلے یہ فرق دیکھا جائے گا کہ اس آدمی کے پاس عذر ہے جیسا کہ جہالت وغیرہ یا پھر اس کے پاس عذر نہیں ہے اور یہ کہ کس کو کافر قرار دینا ہے ضروری ہے اور کس کو ضروری نہیں ہے؟

ضوابط تکفیر معلوم کرنے میں لوگوں کی کوتاہی:

حبشی اور اس کے متبعین کے رویہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ضوابط تکفیر کا قطعاً خیال نہیں رکھتے اور مخالفین کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا ان کے اخلاق میں شامل نہیں ہے، یہ ان کے ساتھ شدت اور سختی سے کام لیتے ہیں درحقیقت یہ علم کلام پڑھنے کا نتیجہ ہے جیسا کہ ابوحنیفہ نے علم کلام پڑھنے والوں کے متعلق کہا: کہ وہ سخت دل واقع ہوتے ہیں ان کے ہاں تقویٰ اور خوف الٰہی کا نام ونشان نہیں ہے۔اگر کوئی شخص حبشی کے رویہ پر اطلاع پانا چاہتا ہو تو وہ اس کی کوئی ایک تقریر سن لے تو اسے پتہ چلے گا کہ وہ اپنے مخالف علماء پر سب وشتم اور لعن طعن کرنے سے چونکتا نہیں ہے۔

مثلاً اس نے اپنے ایک مخالف عالم (خالد کنعان) پر دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔اس نے اسے کہا: تو گزشتہ چالیس سال سے دین سے منحرف ہے یا پھر اس سے بھی زیادہ عرصہ ہو چکا ہے کہ تو بے دین ہے؟ اس کفر کے بعد تیرے لیے اسلام کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے۔جب سے تیرا دل مسخ ہوا ہے تب سے دین تیرے پلے سے خارج ہو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چکا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کرنے والے کے مسئلہ میں تم دین سے خارج ہو چکے ہو یہ تیرے خلاف ایک اور دلیل ہے کہ تو سلف صالحین اور موجودۃ علماء کے منہج کے خلاف ہے۔ ❶

فریقین میں اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو واضح طور پر گالی دے، اسی طرح شاتم رسول ﷺ پر حکم میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے مگر اختلاف اس آدمی کے متعلق ہے جس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا (اعدل یا محمد) اے محمد ﷺ انصاف کیجیے۔کیا اس پر کفر کا فتویٰ لگایا جائیگا؟ اس مسئلہ میں محل خلاف یہ ہے کہ کیا اس پر صریح گالی دینے کا حکم لگایا جائیگا یا نہیں؟ اگر یہ صریحاً گستاخی اور گالی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قتل کیوں نہیں کروایا؟ سب کو علم ہے یہ شخص (ذوالخویصرہ) ہے جس نے بعض اسلامی فتوحات خاص طور پر عراق اور اُھواز میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ بعد میں خوارج کے ساتھ مل گیا۔لیکن صحیح قول کے مطابق خوارج نے خود بھی اس شخص کی تکفیر نہیں کی یہ اہل علم کے نزدیک راجح ہے۔ ❷ صحابہ کرام میں سے بھی کسی سے ثابت نہیں کہ اس کے ساتھ کافر یا مرتد والا معاملہ کیا ہو۔حبشی نے اس کو موقع غنیمت جانا اور خالد کنعان پر فوراً کفر کا فتویٰ صادر کیا اور اسے دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔

یہ شدید تناقض ہے۔خود خالد کنعان نے اس سے کفریہ الفاظ بولنے کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: ان الفاظ پر فقط کفر کا حکم نہیں لگے گا بلکہ ان الفاظ کے فہم پر ہے کہ کوئی شخص کیا مراد لے رہا ہے؟ اگر اس سے کفر خیال کیا جا رہا ہو تو ہم اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگائیں گے۔ ❸ اس کے باوجود وہ اپنے مخالفین پر چھوٹے چھوٹے مسائل میں کفر کے فتوے صادر کرتا رہتا ہے۔

حافظ کی گواہی کہ اہل کلام تکفیری ہیں:

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: اہل کلام میں سے ان لوگوں پر تعجب ہے جو عقائد میں ترک تقلید کی شرط لگاتے ہیں، وہ تقلید کا انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ سب سے پہلے تقلید کی دعوت دینے والے ہیں۔ان لوگوں نے اس شخص پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی تقلید کی۔ یہ بہت ہی بڑی گمراہی ہے۔اس لحاظ سے تو اکثر مسلمان دائرہ ایمان سے خارج ہو جائیں گے۔ ❹ پھر انھوں نے امام بیہقی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جیسا کہ کتاب الاعتقاد میں ہے کہ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں اکثر لوگ جو ایمان لائے وہ صانع کے اثبات اور حدوث عالم (کائنات کی تخلیق) کے قاعدہ کے تحت متکلمین کے استدلال کی طرز پر نہیں لائے اور انھوں نے ذکر کیا کہ یہ تقلید کی بناء پر

---

❶ صریح البیان: ۲۳، ۲۹
❷ فتح الباری: ۲۹۳/۱۲
❸ کیسٹ سوالات عبداللہ الحبشی، پہلی سائیڈ
❹ فتح الباری: ۳۵۴/۱۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ اتباع کی بنیاد پر تھا۔'' ❶

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل پکڑنے کا جو انداز اختیار کیا ہے۔ وہ اپنے سے پہلے معتزلہ کی تقلید کی بناء پر ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک بھی وہ بندہ کافر ہے جو اس انداز سے اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل نہیں پکڑتا۔ انھوں نے کہا: معتزلہ میں سے ابوہاشم کا کہنا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو دلیل کے ذریعے نہ پہچانے وہ کافر ہے۔ ❷

احباش تکفیر کے ذریعے الگ پہچان رکھتے ہیں:

کیونکہ وہ جہالت کو عذر تسلیم نہیں کرتے، حجت قائم کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور موانع کفر کا لحاظ نہیں رکھتے۔ اس لیے وہ لوگوں پر دلیل اور حجت قائم کرنے سے پہلے ہی کفر کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ وہ غلطی کرنے والے کو بھی معاف نہیں کرتے۔

کیونکہ تم لوگ امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال نقل کرتے ہو اسی لیے ہم تمھیں امام شافعی رحمہ اللہ کے قول سے ہی دلیل پیش کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پیارے نام اور صفات ہیں جو کہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں مذکور ہیں۔ جس شخص کے لیے یہ نام اور صفات دلیل سے ثابت ہو جائیں اس کے لیے ان کا انکار ناممکن ہے۔ اگر کسی نے دلیل قائم ہو جانے کے بعد بھی ان کا انکار کیا تو وہ کافر ہے جبکہ حجت اور دلیل قائم ہونے سے پہلے وہ جہالت کی وجہ سے معذور ہے۔ ❸

امام موصوف نے عقائد کے باب میں دلیل قائم ہونے اور نہ ہونے میں فرق کیا ہے۔

اسی لیے اہل علم کا کہنا ہے: ''کبھی کبھی مسلمان کفریہ کلمہ کہہ جاتا ہے۔'' یعنی وہ کفریہ بات منہ سے نکال بیٹھتا ہے مگر جہالت، شبہ یا تاویل کی وجہ سے مسلمان ہی رہتا ہے کافر نہیں ہو جاتا۔

ضوابط تکفیر کے قواعد:

لوگ اس حقیقت سے غافل ہیں۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کفر اکبر اور کفر اصغر کے درمیان فرق نہیں کرتے، وہ کفر اصغر کے ارتکاب کی وجہ سے لوگوں کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتے ہیں۔ الفقہ الاکبر کے شارح نے لکھا ہے: ''اہل کلام، فقہ اور حدیث میں سے بہت سے گروہ ایسے ہیں۔۔۔ جو ایسا کہنے والے پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں، یہ لوگ غلطی کرنے والے مجتہد اور نہ کرنے والے میں فرق نہیں کرتے، وہ ہر متبدع (بدعتی) پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ یہ قول خوارج اور معتزلہ کے مذہب سے قریب تر

---

❶ حوالہ سابقہ: ۳۵۴/۱۳
❷ فتح الباری: ۳۵۰/۱۳
❸ سیر اعلام: ۸۰/۱۰۔ فتح الباری: ۴۰۷/۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اہل بدعت میں یہ بہت بڑا عیب ہے کہ وہ ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں جبکہ اہل سنت کی یہ بہترین عادت ہے کہ وہ ایسی صورت میں اس شخص پر مخطی (غلطی کرنے والا) کا حکم لگاتے ہیں اور اس کی تکفیر نہیں کرتے۔ [1]

پہلا قاعدہ: کوئی بھی شخص کفریہ عمل کرے تو ہم اس وقت تک اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگائیں گے جب تک وہ اس پر اعتقاد نہ رکھے۔ اگر اس کا اعتقاد نہ ہو تو وہ عملی کفر کہلائے گا اس کے مرتکب کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتے اس پر سلف صالحین کا اتفاق ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا۟ بِمَا جَآءَكُم مِّنَ ٱلْحَقِّ يُخْرِجُونَ ٱلرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَٰدًا فِى سَبِيلِى وَٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِى تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَأَنَا۠ أَعْلَمُ بِمَآ أَخْفَيْتُمْ وَمَآ أَعْلَنتُمْ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ ٱلسَّبِيلِ ۝١﴾ (الممتحنة: ١)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ، تم ان کی طرف دوستی کا پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ یقیناً انھوں نے اس حق سے انکار کیا جو تمھارے پاس آیا ہے، وہ رسول کو اور خود تمھیں اس لیے نکالتے ہیں کہ تم اللہ پر ایمان لائے ہو، جو تمھارا رب ہے، اگر تم میرے راستے میں جہاد کے لیے اور میری رضا تلاش کرنے کے لیے نکلے ہو۔ تم ان کی طرف چھپا کر دوستی کے پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ میں زیادہ جاننے والا ہوں جو کچھ تم نے چھپایا اور جو تم نے ظاہر کیا اور تم میں سے جو کوئی ایسا کرے تو یقیناً وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔''

اس آیت کریمہ کا سبب نزول یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے اور زبیر رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اور فرمایا: تم لوگ جاؤ حتی کہ جب روضہ خاخ نامی جگہ پر پہنچو تو تمھیں وہاں ایک عورت ملے گی جس کے پاس حاطب بن اُبی بلتعہ کی طرف سے دیا گیا ایک خط موجود ہے جو مشرکین مکہ کی طرف لکھا گیا ہے، وہ خط لے کر آؤ۔ ہم گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اس عورت کو آن پکڑا ہم نے کہا: خط کدھر ہے؟ اس عورت نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تو خط نکالتی ہے یا پھر ہم تیرے بدن کی تلاشی لیں۔ اس نے اپنے بالوں کی گدی سے خط نکال کر ہمارے حوالے کر دیا۔ ہم یہ خط لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یا رسول اللہ! اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں سے خیانت کی۔ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حاطب! تو نے یہ کام کس لیے کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کوئی وجہ نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ رکھوں؟ مگر میں نے فقط یہ سوچا ہے کہ ان لوگوں پر میرا کچھ

[1] الفقه الاكبر: ١٣٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احسان ہو جس کی بناء پر میں (مکہ میں موجود) اپنے اہل وعیال اور اپنے مال کو تحفظ دے سکوں کیونکہ آپ کے اصحاب میں سے ہر ایک کے عزیز واقارب مکہ میں موجود ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کے اہل وعیال اور مال کی حفاظت کر رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے لہٰذا ان کا ذکر اچھے الفاظ سے کرو۔

یہ کافی نہیں ہے کہ کوئی شخص کفریہ بات منہ سے نکال بیٹھے تو ہم فوراً اس پر کفر کا فتویٰ لگائیں ممکن ہے کہ وہ شخص جاہل ہو، غلطی پر ہو یا پھر اس کی کوئی تاویل کرتا ہو۔ پہلی ہی دفعہ اسے یہ نہیں کہا جائیگا کہ (تو کافر ہو گیا) ہے بلکہ اسے کہا جائیگا (تو نے غلطی کی) ہے۔ ہاں اگر وہ کوئی ایسی کفریہ بات منہ سے نکالتا ہے جس کا کفر بنیادی طور پر ہی معلوم ہے تو اس پر کفر کا فتویٰ لگے گا جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کو گالی دے یا سب وشتم کرے۔۔۔۔الخ

جس کے ہاں کوئی بھی شبہ ہو اس پر کفر کا فتویٰ لگانے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے جیسا کہ کسی کے لیے حدیث کی صحت مشابہ ہو جائے اور کوئی واضح رہنمائی اسے نہ مل رہی ہو، حبشی نے خود بھی بہت سے احکام کی بنیاد ضعیف حدیث پر ہی رکھی ہے۔ مثال کے طور پر حبشی اور اس کے متبعین کے نزدیک آدم علیہ السلام نے جنت کے دروازے پر محمد ﷺ کا اسم گرامی دیکھا تو اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی۔ یہ من گھڑت روایت ہے جیسا کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم کا تعاقب کرتے ہوئے وضاحت کی ہے۔ اسی طرح یہ حدیث (میں تجھ سے ہر سوال کرنے والے کے حق کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں) حالانکہ حبشی کا دعویٰ ہے کہ وہ ضعیف حدیث سے استدلال نہیں کرتا۔ اسی طرح کافر حربی سے سود لینے والی حدیث۔ اس کی تقاریر، سی ڈیز، کیٹس اور کتابیں ضعیف احادیث سے بھری پڑی ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا، تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے آباء کے نام کی قسمیں کھانے سے منع کرتا ہے تم میں سے کوئی اگر قسم کھانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی کھائے ورنہ خاموش رہے۔ ❶ اور فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔ ❷

بعض نو مسلم لوگوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا تھا کہ وہ ان کے لیے بھی (ذات انواط) خاص درخت۔ مقرر کر دیں جو کہ غیر مسلموں کے ذات انواط کے مشابہ ہے جہاں وہ تبرک کے لیے اپنی تلواریں اور دھاگے وغیرہ باندھتے تھے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر، یہ تو وہی بات ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی کہ جیسے ان کے معبود ہیں ایسے ہمارا بھی کوئی معبود مقرر کر دیں۔ ❸

نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے قول کو یہود کے قول سے تشبیہ دی ہے جس میں انھوں نے کہا تھا: ((اجعل لنا آلهة)) (ہمارے معبود مقرر کریں۔)

---

❶ متفق علیہ

❷ ترمذی: ۱۵۳۵ ❸ ترمذی: ۲۱۸۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حبشی پر لازم تھا کہ وہ اپنے متبعین کو تکفیر کے ضوابط سکھلاتا اور اسلام سے خارج کر دینے والے فتاوائے کفریات سے پہلے انھیں اس کے خطرات سے آگاہ کرتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا اور کفر کے فتاویٰ کا دروازہ کھول دیا اور اس کو بھی دین سے خارج کیا گیا جو ایسا نہ تھا۔

تیسرا قاعدہ: کسی پر اس وقت تک کفر کا فتویٰ صادر نہ کیا جائے جب تک تکفیر کی تمام شروط پوری نہ ہوں اور موانع تکفیر (تکفیر کا حکم صادر کرنے سے روکنے والی اشیاء) کی نفی نہ ہو۔ یعنی کسی شخص پر کفر کا حکم لگانے میں کوئی مانع (رکاوٹ) بھی نہ ہو اور شروط بھی پائی جائیں۔ کسی شخص پر جہالت، تاویل یا زبردستی وغیرہ جیسے موانع کی موجودگی میں کفر کا فتویٰ لگانا صحیح نہ ہوگا۔ کبھی کبھی ایک ہی اُمر میں کئی موانع جمع ہو جاتے ہیں جو صحیح حکم میں رکاوٹ کا باعث ہوتے ہیں۔ اس کی مثال بدری صحابی قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کا شراب کو حلال سمجھنا ہے۔ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس قول کی تاویل کرتے تھے۔

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿93﴾﴾ (المائدۃ: ۹۳)

’’ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جو وہ کھا چکے، جب کہ وہ متقی بنے اور ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، پھر وہ متقی بنے اور ایمان لائے، پھر وہ متقی بنے اور انھوں نے نیکی کی اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔‘‘

انھوں نے یہ گمان کیا کہ اگر کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے، ایمان لائے اور نیک اعمال کا اہتمام کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ [1]

یہ بات مسلم ہے کہ شراب قرآن مجید کی نص کی بنیاد پر حرام ہے اور جس نے اس حرمت کے بعد بھی اسے حلال کرنے کی کوشش کی تو اس نے کفر کیا۔ قدامہ رضی اللہ عنہ اس تحریم کو جانتے تھے مگر کسی صحابی نے بھی ان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا ہے کیونکہ اس میں رکاوٹ ان کی تاویل تھی۔ جب یہ بات عمر فاروق، علی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تک پہنچی تو وہ سب اس بات پر متفق ہوئے کہ اگر قدامہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اعتراف کریں تو ان پر حد قائم کی جائیگی اور اگر وہ شراب کو حلال قرار دیں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔ (یہ کفر ہوگا) عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ نے غلطی کی ہے تم توبہ کرو، تقویٰ اختیار کرو، نیک اعمال کرو اور آئندہ شراب کے قریب نہ جاؤ۔ پھر ان پر اور ان کے ہم خیال لوگوں پر انھوں نے حد قائم کی۔

---

[1] اس آیت کریمہ کا سبب نزول یہ ہے کہ جب معرکہ احد کے بعد شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہوا تو بعض صحابہ کرام نے کہا: ہمارے ان ساتھیوں کا کیا ہوگا جو فوت ہو گئے اور انھوں نے شراب پی رکھی تھی؟ تو یہ آیت کریمہ اتری کہ اگر کسی نے حرمت سے پہلے کچھ پی لیا تو اس پر گناہ نہیں بشرطیکہ وہ تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ فتح الباری: ۲۷۸/۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر عمر رضی اللہ عنہ کو علم ہوا کہ قدامہ رضی اللہ عنہ توبہ سے مایوس ہو گئے ہیں تو انھوں نے قدامہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا جس میں تھا۔ میں تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔اس نے فرمایا ہے:

﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ﴾ (المؤمن: ٣)

''وہ توبہ قبول کرنے والا، گناہوں کو بخشنے والا اور سخت عذاب والا ہے۔''

مجھے علم نہیں کہ تمھارا کون سا گناہ بڑا ہے؟ پہلا حرام کو حلال کرنا یا پھر دوسرا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا۔ ❶

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس شخص کو کافر کہا ہے جو قرآن مجید کو مخلوق کہے۔حاکم وقت مامون قرآن مجید کو مخلوق کہتا تھا اور لوگوں کو بھی اس عقیدہ کا پابند بناتا تھا بلکہ وہ ان علماء کو سزا دیتا اور جیل میں بند کر دیتا تھا جو یہ فتویٰ نہیں دیتے تھے۔ امام احمد ان لوگوں میں شامل ہیں جنھیں مامون کی طرف سے تکالیف اور سزاؤں کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ وہ قرآن کو مخلوق نہیں کہتے تھے مگر اس سب کے باوجود امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے کافر نہیں کہا بلکہ اس کے لیے دعائے خیر ہی کرتے تھے اور اس کی حکمرانی کو صحیح کہتے تھے اور جنگوں میں لوگوں کو اس کا ساتھ دینے کی تلقین کرتے تھے انھوں نے اس پر خروج کا فتویٰ بھی نہیں دیا کیونکہ وہ معتزلہ میں سے ابن ابی داؤد وغیرہ کے قول سے متاثر ہو گیا تھا اور اس بناء پر غلط عقیدہ مرتب ہونے کی حقیقت سے لاعلم تھا۔

تکفیر مطلق اور تکفیر معین میں بہت فرق ہے۔بعض دفعہ کلمہ کفر کہنے والا یا کوئی کفریہ کام کرنے والا جاہل ہو یا پھر تاویل کرتا ہو تو اسے سکھلایا جائے اور بتایا جائے بعض دفعہ مومن کفریہ کام کر بیٹھتا ہے مگر اس پر لفظ کافر کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ کسی معین شخص پر کفر کا حکم لگانا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک تمام شروط پوری نہ ہوں اور تمام موانع کفر کی نفی نہ ہو جائے اور اس پر دلیل قائم نہ ہو جائے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے (المسائل الماردينيه) کے صفحہ نمبر ۷۱ پر فرمایا:''اس کی حقیقت یہ ہے کہ بعض دفعہ کوئی قول کفر ہوتا ہے۔'' اور ایسا کہنے والے پر کفر کا فتویٰ صادر ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے:''جس نے اس طرح کہا وہ کافر ہے۔'' مگر بعض دفعہ ایسا کلمہ کہنے والے پر کفر کا فتویٰ صادر نہیں ہوتا حتی کہ اس پر حجت و دلیل قائم ہو جائے کہ فلاں چیز کے تارک کو کفر کہا جائے۔

کتب فقہ کے باب ''باب الردة والمرتد'' کا مطالعہ کرو تو دیکھے گا کہ ان کے ہاں ان فرضی مسائل میں جو کفر اور ارتداد میں لے جانے والے ہیں کا دائرہ کس قدر وسیع ہے۔ ❷

جیسا کہ ان کا قول:''اس پر بھی کفر کا فتویٰ ہوگا جو کہے (اللہ تیرے جھوٹ میں برکت دے۔'' اور جو کوئی چوری کی

---

❶ الاماته: ٣/٢٢٨

❷ ردت کی تعریف مختصر (خليل مع شرح الدردير: ٦/١٤٤) میں ہے کہ انھوں نے شہادتین کا اقرار کرنے والے (مسلم کو کافر) قرار دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرغی پر اللہ تعالیٰ کا نام لے، اور جو یہ کہے: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے فلاں کام کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس نے یہ نہیں کیا۔۔۔۔آخر تک۔ اور وہ شرک کی اقسام تلاش کرے گا جو انسان کو شرک اکبر میں مبتلا کر دیتی ہیں جیسا کہ غیر اللہ سے دعا کرنا مگر وہ ایسا بہت ہی کم پائے گا۔

نقائص: جن سے اللہ تعالیٰ کو پاک تصور کیا جائے:

جب حبشی کو انواع کفر کی اقسام سے روکا گیا تو وہ انتہائی قبیح الفاظ استعمال کرنے لگا اور پھر ان کی تفصیل بیان کی حالانکہ ان الفاظ کا کفر یہ ہونا تو جاہلوں پر بھی واضح ہے چہ جائیکہ علماء واقف نہ ہوں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دو چیزوں میں فرق نہیں کر سکا:

۱۔ جس فطرت پر انسان پیدا ہوا ہے اس کی معرفت

۲۔ جس چیز کی تعلیم کی انسان کو ضرورت ہے

اس کے لیے فقط اتنا ہی کافی تھا کہ وہ لوگوں کو ایسے الفاظ استعمال کرنے سے منع کر دیتا جو اللہ تعالیٰ کے لیے گالی کے طور پر استعمال ہوں اور اس گالی کی تفصیل ہرگز بیان نہ کرتا اور اس کی اقسام ذکر نہ کرتا۔ مثلاً ایک شخص کسی قائل کے اس قول سے ناواقف ہے: ((يلعن ربك)) ''وہ تیرے رب پر لعنت بھیج رہا ہے۔'' تو وہ کافر ہے مگر یہ کہ ایسا کہنے والا مجنون ہو۔ اور جو کوئی اس قائل کے قول سے جاہل ہو۔ (أخت ربك) (خلصني من ربك) ''تیرے رب کی بہن'' اپنے رب سے مجھے خلاصی دو۔ مجھ سے تو اور تیرا رب دور ہو۔ تیرے رب کے دو پاؤں داخل ہوئے۔ [1]

ان قبیح الفاظ پر غور کرو جو یہ شخص اور اس کے متبعین اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ کس کو علم نہیں ہے کہ الفاظ کفریہ ہیں مگر حبشی ان کو اپنی بیان کردہ تفصیل میں بڑی جرأت کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ادب کے منافی ہے۔

یہ قبیح الفاظ جو حبشی نے استعمال کیے یہ اللہ تعالیٰ کو نقائص سے پاک کرنے کی کوشش نہیں بلکہ یہ اس باطل منہج کا نتیجہ ہے جو اہل کلام اللہ تعالیٰ کے اوصاف بیان کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں جسے وہ اثبات مجمل اور نفی مفصل کا نام دیتے ہیں اور یہ قرآنی طریقہ کے برعکس ہے جس میں اثبات مفصل اور نفی مجمل ہے۔ گویا کہ ان کا کوئی فرد یہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ طول وعرض والا نہیں ہے، نہ ہی اس کی کوئی خوشبو ہے اور نہ ہی رنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات نقص سے پاک کرنے کا یہ طریقہ معتزلہ کا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی بادشاہ سے کہے: آپ خبیث اور بزدل ہونے سے بلند ہیں۔ آپ فسادی، ظالم اور مجرم نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں وہ بادشاہ سے لازمی سزا پائے گا۔ کیونکہ وہ بادشاہ کو احمقانہ طریقے سے نقائص سے پاک کر رہا ہے جو کہ

[1] المنهج السليم: ٥٧، ٦٤، الدليل القويم: ١٤٥، ١٤٩، لغة الطالب: ٤١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادب کے منافی ہے۔حکمران کبھی بھی اس کی نیک نیتی کو نہیں دیکھے گا۔ اگر اس انداز سے دنیا کا حکمران جو کہ مخلوق ہے راضی نہیں ہوتا تو تم کس جرأت کے ساتھ مالک الملوک (بادشاہوں کا بادشاہ) کے لیے یہ انداز اختیار کرتے ہو۔

حبشی کے ایک پیروکار نے مسجد امیرہ منقارہ طرابلس میں توحید پر درس دیتے ہوئے کہا:

''اللہ تعالیٰ بغیر پتلی کے دیکھتا ہے، بغیر کان کے سنتا ہے، بغیر آلات کے پیدا کرتا ہے۔۔۔حتی کہ اس نے کہا: اس کا عضو مخصوص نہیں ہے کیونکہ وہ مرد نہیں ہے۔۔۔ یہ سن کر حاضرین کھڑے ہوگئے اور اسے برا بھلا کہنا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ لاتوں، مکوں اور اسلحہ سے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوگئے۔''

بدکار عورتوں کے توسل سے دعا:

حبشی کے متبعین میں سے ایک پیروکار مسجد میں بلند آواز سے کہنے لگا: لوگو! یہ نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے زنا کیا (نعوذ باللہ) وہ بار بار چیخ چیخ کر یہ کلمات کہتا رہا اس بدبخت نے کوئی حیا اور کوئی ادب ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ ❶ اس کی یہ کیسٹ میرے پاس محفوظ ہے۔ ❷

مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ ان کے ایک واعظ نے برسرِ منبر بیان کیا کہ: ''شیخ بدرالدین حسینی بازار حسن جاتا اور طوائفوں سے دعا کی درخواست کرتا۔ پھر وہ ان کی طرف کسی آدمی کو بھیجتا جو ان کے درمیان اموال تقسیم کرتا ایک دن یہ بدکار عورتوں کے سردار کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ تمام طوائفوں کو جمع کرو مگر انھیں کہو کہ وہ غسل کر کے آئیں۔ جب تمام طوائفیں اکٹھی ہوگئیں تو اس شخص نے ان سے درخواست کی کہ وہ شیخ کے لیے دعا کریں۔ ان سب نے شیخ کی غیر موجودگی میں ان کے لیے دعا کی۔ اب سب عورتیں چیخنیں مار کر رو رہی تھیں اور سب نے توبہ کا اعلان کر دیا۔ ❸

یہ پرجوش واعظ شرم و حیا اور ادب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تقریر کر رہا تھا۔ اور وہ اس عورت کا قصہ بھی بیان کر رہا تھا جو سبزی بیچنے والے کے سامنے زور زور سے ہوا خارج کر رہی تھی۔۔۔الخ سامعین اس کا وعظ سن کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے اور اس پر خوب ہنس رہے تھے یہ واعظین اس طرح اپنے سامعین کو بے وقوف بناتے ہیں۔

حبشی کا اخلاق:

عقیدہ کا انسان کے سلوک اور عمل پر گہرا اثر ہوتا ہے، اگر صحیح ہے تو اس کا سلوک صحیح اور اگر بُرا ہے تو اس کا سلوک بھی بُرا ہوگا۔حبشی کے ظاہری سلوک سے اس کے متبعین اور اس کی جماعت پریشان ہے۔لوگ چاہتے ہیں کہ ان کو احباش کے تکبر، غرور، دوسروں کو حقیر جاننے، ان کو سب و شتم کرنے اور ان پر کفر کے فتوے لگانے کا سبب معلوم ہو سکے۔

---

❶ کیسٹ نمبر ۱۱، نمبر ۳۲۱۔ پھلی سائیڈ

❷ کیسٹ نمبر ۱۱، نمبر ۲۳۰۔ پھلی سائیڈ

❸ کیسٹ نمبر ۱۱، پھلی سائیڈ: ۲۸۵۔ ۳۰۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب احباش میں سے کسی ایک کے سامنے اس طرح کا سوال رکھا جاتا ہے تو وہ ایک ہی عذر بیان کرتا ہے کہ لوگ ان کے مشائخ کے ساتھ بُرا سلوک کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ بری صفت حبشی کے متبعین کی علامت بن چکی ہے۔ جس نے ان کو دوسرے فرقوں سے بالکل الگ تھلگ کر دیا ہے۔ اگر یہ اس طرح کی بری صفات اور برا اخلاق ان کے شیخ میں نہ پایا جاتا تو اس کے پیروکار بھی ایسے نہ ہوتے۔

عبدالوہاب شعرانی نے کہا: اگر تو کسی ایسے شیخ کا مقام دیکھنا چاہتا ہے جسے تو نے نہ دیکھا ہو تو اس کے متبعین کو دیکھ لو وہ ہی اس کا تعارف ہونگے۔ ❶

جو شخص اس کے دروس سنتا ہے اسے خوب اندازہ ہوگا کہ یہ ہر وقت (کوئی مناسبت ہو یا نہ ہو) علمائے دین پر سب وشتم کرتا رہتا ہے۔ وہ اپنے ہر درس میں علماء کی عزتیں اچھالتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور بتاتا ہے۔ وہ اپنے متبعین کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کے مخالف کو خوب تنگ کریں، اس پر سب وشتم کریں، تہمت لگائیں، ایذاء دیں اور اس کی طرف بے دینی اور بداخلاقی کی ایسی ایسی باتیں منسوب کریں جو اس نے نہیں کی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی فحش گو ہوتا ہے۔ ❷ ایک روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں: ''جب لعنت کسی کے منہ سے نکلتی ہے تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ جس پر بھیجی گئی ہو اور اس کی طرف راستہ نہ پائے تو اس کی طرف لوٹ آتی ہے جس کے منہ سے نکلی ہے۔'' ❸

مخالفین کے لیے حبشی کا موقف اور ان پر سب وشتم:

وہ جزیرۃ العرب کے علماء کو (نجدی جانور) کہتا ہے۔ بعض علمائے کرام کو (علمائے لفافہ) کے نام سے موسوم کرتا ہے، وہ ان کو علی الاعلان جانور کہتا ہے۔ ❹ وہ اس لفظ کو علمائے کرام کے خلاف ہر وقت اپنی زبان پر رکھتا ہے۔

حبشی اور اس کے متبعین کا جزیرہ عرب کے علماء کے متعلق موقف:

حبشی اور اس کے متبعین ہر اس شخص پر زبان طعن دراز کرتے ہیں اور ان کو وہابی اور مشوشین (تشویش والے) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ حبشی کا دعویٰ ہے یہ لوگ (وہابی) اس شخص کے بارے میں جو کہ اذان کے بعد جہری درود پڑھتا ہے اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس نے ایسے حرام فعل کا ارتکاب کیا ہے جیسے حقیقی ماں کے ساتھ زنا کرنا ہے۔ ❺

ان کے شیخ کا دعویٰ ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے اذان کے بعد جہری طور پر

❶ لطائف المنن والأخلاق: ٣٢
❷ مسند احمد: ٤٠٤/١۔ اس کی سند صحیح ہے۔
❸ مسند احمد: ٤٠٨/١
❹ الدرد المفید فی دروس الفقه و التوحید، ص: ٥٤
❺ حواله سابقه: ١١٤

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا تو انھوں نے اس کے قتل کا حکم دیا کیونکہ ان کے نزدیک یہ فعل اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور شرک ہے۔ ❶ اس نے دعویٰ کیا کہ وہ محفل میلاد میں مولود پڑھنے سے منع کرتے تھے اور نبوت کا دعویٰ بھی کرتے تھے۔ ❷ اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ ماننے والے کو کافر خیال کرتے تھے اس نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ البانی رحمہ اللہ نے نبی ﷺ کی قبر کو منہدم کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔ ❸

اس کے متبعین کا کہنا ہے کہ ہم وہابیوں سے شدید عداوت رکھتے ہیں کہ یہ لوگ غالی، انتہاء پسند اور تشدد کرنے میں ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) کے منہج پر ہیں جو اکثر مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور جو ان کے عقائد پر نہ چلے اس پر بھی کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں ایسی صورت میں یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ابن باز (رحمہ اللہ) نے ہمارے شیخ اور ان کی جماعت کے خلاف فتویٰ دیا ہے۔ ❹ انھوں نے یہ بھی کہا کہ وہابی اپنے عقائدِ فاسدہ کی نشر و اشاعت کے لیے بھاری رقوم خرچ کرتے ہیں مگر وہ مغلوب اور ناکام ہی رہیں گے۔ ان کے مشروعات (منصوبہ جات) اور پروگرام چلانے والی جمعیت پوشیدہ نہیں ہے۔

قاضی موسیٰ بن زاہر خان جو کہ علاقہ غازی بیک (داغستان) سے تعلق رکھتے ہیں جب احباش سے ملے تو انھوں نے ان سے کہا: لبنان کے مسلمانوں کو میرا سلام کہنا اور میں چاہتا ہوں کہ وہ وہابیوں کے خلاف متحد ہو کر ان کو نیست و نابود کر دیں۔

قاضی موصوف نے شدید غم وغصہ کا اظہار بھی کیا کہ بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان وہابیوں کے پاس جاتے ہیں جو ان کو ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) کے باطل فتوے دیتے ہیں۔ ❺

حبشی کے متبعین دوسروں پر تہمت لگانے میں اس کی مکمل پیروی کرتے ہیں۔ اس (احمد رفاعی) کے متبعین میں سے ایک کا کہنا ہے کہ ان (اہل نجد) میں سے ایک آدمی ہر وقت اپنے ہاتھ میں ایک ڈنڈا لہراتا رہتا تھا اور کہتا تھا کیا تم اس ڈنڈے کو دیکھ رہے ہو یہ محمد ﷺ سے افضل ہے۔ یہ بات اس نے مسجد علی بن ابی طالب بیروت میں کہی ہے۔

﴿سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ ۝١٩﴾ (الزخرف: ١٩)

''ان کی گواہی لکھی جائے گی اور ان سے سوال کیا جائے گا۔''

یہ بھی کہا کہ بعض لبنانی جو کہ (سعودیہ میں) مقیم تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت کے لیے آئے تو ان

---

❶ کسیٹ: ٤(أ) ٤٤١۔ اظهار العقيده السنيه: ٢٤٠، منهار الهدىٰ: ٣٧/٧

❷ منار الهدىٰ: نمبر ٧، ص: ٤٥

❸ منار الهدىٰ: نمبر ٧، ص: ٤٥

❹ منار الهدىٰ: نمبر ٣، ص: ٤١

❺ منار الهدىٰ: نمبر ١٣، ص: ٥٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ایک وہابی کی ملاقات ہوئی اس نے ان سے کہا: تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟ یہاں مردار کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ دوسرے نے کہا: ان ہڈیوں کے پاس تم کیا کر رہے ہو؟ یعنی رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ ❶

مجھے ایک آدمی نے بتایا جو پہلے حبشی کے متبعین میں سے تھا کہ جب اس نے رزق حلال کی تلاش کے لیے سعودیہ کا سفر کرنا چاہا تو اس کو حبشی نے منع کر دیا اور کہا: مجھے ڈر ہے کہ تو اپنے دین کے معاملہ میں فتنہ کا شکار ہو جائے گا کیونکہ وہ سعودیہ کے لوگوں کو مسلمان شمار نہیں کرتا۔ جب اسے سفر کرنے اور روزی تلاش کرنے کی مجبوری کا ذکر کیا گیا۔ تو حبشی کہنے لگا۔ کیا ہمارے ملک میں آلو نہیں ملتے جو وہاں جا رہا ہے؟

اس لیے حبشی اپنے ان شاگردوں کو جو سعودیہ میں مقیم ہیں جماعت، جمعہ اور دروس میں حاضر ہونے سے منع کرتا تھا۔ اس کے متبعین میں بہت سے لوگوں سے ثابت ہے کہ وہ مسجد میں کچا تھوم یا کچا پیاز کھا کر جاتے ہیں اور ان کے بقول وہ جمعہ وغیرہ میں حاضری کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں معذور ہیں۔

﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ﴾ (البقرة: ٩)

''اللہ سے دھوکا بازی کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اپنی جانوں کے سوا کسی کو دھوکا نہیں دے رہے۔''

اس بات کا اعتراف میرے سامنے اس کے ایک پیروکار نے کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے چنگل سے آزاد کر دیا اور سیدھی راہ کی ہدایت دی۔

شیخ حبشی نے یورپ کا دور دراز کا سفر فقط اس لیے طے کیا کہ وہ وہابیوں کے سیاہ کارنامے اجاگر کر سکے، لوگوں کے سامنے اشعری عقیدہ کی توضیح، اس کو لازم پکڑنے پر محنت کر سکے اور مجسمہ، مشبہ وہابیہ کے عقیدہ سے لوگوں کو خبردار کر سکے۔ یعنی اس کے سفر کا بنیادی سبب لوگوں کو وہابیوں سے خبردار کرنا ہے۔ ❷

مایوسی اور سستی:

حبشی نے ایک حدیث ذکر کی: ''عنقریب تم پر دشمن ایسے ٹوٹے گا جیسے بھوکا کھانے پر ٹوٹتا ہے۔'' پھر کہا: آج ہماری حالت اس حدیث کے عین مطابق ہے۔ ہمارے پاس جو اسلحہ ہے وہ دشمن کے اسلحہ کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ اس حال میں ہم پر اسلحہ کے ذریعے لڑنا فرض نہیں ہے۔ جس نے کہا کہ نہیں فرض ہے تو اس نے قرآن وحدیث کی مخالفت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ٢٨٦)

''اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتے۔''

❶ منار الهدیٰ: نمبر ٧، ص: ٣٧ ❷ منار الهدیٰ: ١٧٠، ص: ٣١

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پھر مذاہب اربعہ میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ اگر امیر المسلمین اس بات سے خوفزدہ ہو کہ اسے کفار ہلاک کر دیں گے تو وہ کفار سے صلح کر لے اور ان سے اپنی حفاظت کی درخواست کرے اگرچہ وہ مال کے عوض ہی کیوں نہ ہو؟ [1] میں کہتا ہوں کہ حبشی کفار کو مال ادا کرے گا یا پھر ان سے وصول کرے گا۔

مسلمانوں سے دشمنی:

حبشی نے لوگوں کو دشمن کے ساتھ لڑنے سے ہٹا کر ان کی طاقت کا رخ مسلمانوں کی طرف کر دیا ہے۔ اس نے ان کے ہاتھوں اور زبانوں کو مسلمانوں پر ہی مسلط کر دیا۔ ان کا جہاد مسلمانوں کے ہی خلاف ہے جبکہ یہود و نصاریٰ کے خلاف اسے معطل کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ لوگ مساجد میں داخل ہوتے ہیں اور وہاں تشویش، بداخلاقی اور گالیوں کا عملی نمونہ بنتے ہیں بلکہ بعض حالات میں اسلحہ لہرا کر دھمکیاں دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان لوگوں سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا﴾ (البقرۃ: ١١٤)

''اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں سے منع کرے کہ ان میں اس کا نام لیا جائے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' جب یہ لوگ کسی امام مسجد کو امامت سے روکنے میں ناکام رہتے ہیں تو عین جماعت کے وقت نوافل کے اہتمام کے ذریعے اس پر غالب ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب امام نماز ختم کرتا ہے تو یہ لوگ فوراً دوسری جماعت کا اہتمام کرتے ہیں۔

❁ مجلہ (الشراع) (نمبر ۵۷۴) میں مساجد پر حملوں کی ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے پھر اسی مجلہ کے (نمبر ۶۱۷) میں دوبارہ اس رپورٹ کو چھاپا گیا ہے جس کے مطابق آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں مسجد علی بن ابی طالب پر سال ۱۴۱۴ھ ماہ رمضان کے آغاز میں حملہ کیا گیا جس کے مطابق احباش ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے مسلح ہو کر مسجد کے صحن میں جمع ہوئے اور مسجد کو جلانے کے لیے اپنے ساتھ پٹرول کی بوتل بھی لائے مگر پولیس نے جہاں یہ بوتل ضبط کی وہاں بوتل والے کو بھی گرفتار کر لیا۔

میرے پاس امریکی پولیس ماساچیوسٹ کی تیار کردہ رپورٹ ہے جس میں ایک حادثہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق ایک مرکز اسلامی کے امام کو ۲۵ مارچ ۱۹۹۷ء کو جمعیت مشاریع الحبشیہ کے تقریباً دس عہدہ داروں نے گولیاں مار کر شدید زخمی کر دیا جو وہاں پر کینیڈا اور امریکہ کے دیگر مختلف مقامات سے جمع ہوئے تھے اور ان کا ہدف مذکورہ امام کو قتل کرنا تھا۔ ان لوگوں کو امریکی پولیس نے اس وقت گرفتار کر لیا جب یہ لوگ امام کو شدید زخمی اور لہولہان کر کے بھاگنے کی

[1] کیسٹ نمبر ۹، سائیڈ ۲۔ ۱۸۰۔ ۲۱۰

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کوشش کر رہے تھے۔ یہ سب لوگ گرفتار ہو گئے ماسوائے ایک شخص کے جس کا نام سمیر القاضی ہے۔

چند دن پہلے یہ شر پسند عناصر مسجد (الجامعة العربية) میں داخل ہوئے اور امام مسجد (سلیم اللبابیدی) کو وہاں سے نکالا اور نمازیوں پر چھریوں سے حملہ آور ہوئے اور تقریباً چودہ لوگوں کو زخمی کر دیا جبکہ حبشیوں کا ایک فرد مسجد کے دروازے پر چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ لوگو جہاد کی طرف آؤ۔ پھر اس نے اپنی طرف والا دروازہ اور لائیٹس بند کر دیں۔

ان کے جرائم میں سے ایک جرم ایسا بھی ہے جس نے پورے شہر طرابلس کو ہلا کر رکھ دیا۔ ایک حبشی مرد اور ایک حبشی خاتون نے اپنے بھائی کو فقط اس لیے قتل کر دیا کہ وہ ان کے شیخ حبشی کے منہج پر نہ تھا۔ ان دونوں نے آپس میں مشورہ کے بعد اسے قتل کیا، اس کے جسم کے ٹکڑے کر دیے اور ان کو بڑے بڑے شاپرز (لفافوں) میں ڈال کر کوڑے دان میں پھینک دیا، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے جرم کو آشکار کیا او یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس قتل کے پیچھے کوئی اخلاقی سبب کارفرما تھا۔

اس طرح یہ لوگ شیطانی لشکر کے سپاہی بنے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والوں دعاۃ سے لڑ رہے ہیں حتیٰ کہ ان لوگوں نے مساجد کی حرمت کو بھی پامال کیا یہ لوگ خطباء کو پریشان کرتے ہیں، ان کی توہین کرتے ہیں، ان کو ہراساں کرتے ہیں۔ انھوں نے مساجد میں اسلحہ لہرایا اور نمازیوں پر فائرنگ کی جیسا کہ مسجد حمد، مسجد صیدا اور مسجد زقاق وغیرہ ان لوگوں نے بہت سی مساجد پر ناجائز قبضہ کیا ہے۔

عجیب بات تو یہ ہے کہ احباش اپنے لوگوں کو وفود کی شکل میں لبنان سے باہر بھیجتے ہیں تاکہ مساجد کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ انھوں نے اپنی اس تنظیم کا نام ''جمعیت حمایت المساجد'' رکھا ہے۔ [1] درحقیقت یہ مساجد کی حمایت نہیں بلکہ مساجد پر قبضہ ہے۔

ان لوگوں نے یہ جمعیت فقط لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے بنائی ہے تاکہ وہ اس کے پیچھے پناہ لے سکیں کیونکہ ان لوگوں کے بارے میں مشہور ہو چکا ہے کہ یہ مساجد کے مجرم ہیں اور یہ بات ہر کوئی جانتا ہے چاہے وہ عدالت کا جج ہو یا کوئی مجرم ہو، غریب ہو یا امیر ہو، بڑا ہو یا چھوٹا ہو۔ ان لوگوں نے مساجد میں ایسے جرائم کیے ہیں جو یہود و نصاریٰ اپنے گرجا گھروں اور کنیسوں میں بھی نہیں کرتے۔

یہ لوگ اپنے مخالفین پر بہتان بازی اور الزام تراشی کی سیاست کرتے ہیں، ان پر فسق و فجور کے فتوے اور زنا کی تہمت لگانا، ان کے بارے میں لواطت کا دعویٰ کرنا اور ان پر طرح طرح کے الزام لگانا ان کا دل پسند مشغلہ ہے۔ یہ لوگ اپنے مخالفین پر کفر کے فتوے لگانے سے بھی باز نہیں آتے۔ اگر اسلامی حکومت ہو تو ان پر تہمت لگانے کی حد قائم کی جائے۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا: اے ان لوگوں کی جماعت! جو فقط زبان سے ایمان لائے ہو جبکہ ایمان ان کے دل میں داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی غیبت مت کیا کرو۔ ان کی عزت اور آبرو کے پیچھے نہ پڑو، جو کسی کی عزت کے

---

[1] مجلة الوطن العربی: ۷۷۷۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درپے ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت کے درپے ہو جاتا ہے اور وہ اپنے گھر میں بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔ ❶

یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ حبشی کے متبعین پر تشدد کاروائیوں پر اتر آئے ہیں بلکہ وہ اس معاملہ میں اپنے شیخ کی ہی تقلید کرتے ہیں۔

کتنے ہی مسلمان ان لوگوں نے دشمن کے سپرد کیے ہیں اور کس قدر فساد اور جھگڑے کیے، انھوں نے مساجد کی حرمت کو پامال کیا۔ آئمہ مساجد پر دست درازی کرتے ہوئے مقتدیوں کو ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکنے کی کوشش کی۔ اگر یہ کسی امام کو نماز پڑھانے سے روک سکتے ہوں تو روک دیتے ورنہ مقتدیوں کو نماز سے روکتے ہیں حتیٰ کہ بہت سے نمازی ان کی تکلیف کے پیش نظر مسجد میں آنے سے رک گئے۔

نبی ﷺ نے اپنی امت کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: کسی بے گناہ شخص کو سلطان کے پاس لے کر نہ جاؤ۔ ❷ اور آپ نے تنبیہ فرمائی: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ ❸ جبکہ ان کے شر سے بہت ہی کم لوگ محفوظ ہیں۔ ان لوگوں نے نبی ﷺ کی وصیت کی کوئی حفاظت نہیں کی بلکہ یہ لوگ کفار کی نسبت مسلمانوں کے لیے سنگدل واقع ہوئے ہیں۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بالکل سچ کہا کہ اہل کلام سخت دل اور ترش مزاج ہیں۔ یہ کتاب وسنت کی مخالفت میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے اور ان کے ہاں تقویٰ اور خوف الٰہی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ❹

ان تمام امور کا سہرا ان کے شیخ کے سر پر ہے جس نے ان کے دلوں میں حسد وبغض، نفرت اور تعصب بھر دیا ہے۔ یہ لوگ اپنے مسلمان بھائیوں کو دیکھنا بھی نہیں چاہتے۔ یہ اسی کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کی صفوں میں اختلاف اور افتراق پیدا کر دیا۔ مجھے بہت سے بھائیوں نے بتایا کہ ان لوگوں نے آسٹریلیا میں بھی اپنے مسلمان بھائیوں کو تکالیف سے دوچار کر دیا ہے، اور ان کو سڈنی کی مساجد سے نکالنے کے لیے کفار کی مدد کی ہے۔ ان کے متعلق اسی طرح کی شکایات ڈنمارک، جرمنی، کینڈا اور امریکا سے بھی موصول ہوئی ہیں۔

یہ لوگ اسی طرح نومسلمین کو خوفزدہ اور ان کو دبانے اور اپنے تابع کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں جیسا کہ انھوں نے ڈنمارک کے مشہور داعی عبدالواحد کے ساتھ دوران تقریر کیا مگر یہ کامیاب نہ ہو سکے۔

مشرکوں سے دوستی:

تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں سے عداوت اور دشمنی رکھتے ہیں جبکہ کفار سے دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ یہ انتہائی بھیانک جمعیت ہے کہ مسلمان اس سے نقصان اور شر ہی دیکھتے ہیں جبکہ کفار کو اس میں فائدہ اور اچھائی نظر آتی ہے۔

---

❶ ترمذی: ۲۰۳۳، اس کی سند حسن ہے۔
❷ ترمذی: ۳۱٤٤، حاکم: ۹/۱
❸ متفق علیہ
❹ سیر اعلام النبلاء: ۳۹۹/٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ اہل اعتزال ہیں اہل اعتدال نہیں ہیں:

یہ لوگ ہمیشہ اپنے آپ کو (اہل اعتدال) کہتے ہیں حتی کہ ان کے (رئیس مجلہ) نے اپنی تحریر میں دعویٰ کیا ہے: ''احباش کا راز یہ ہے کہ وہ انتہائی معتدل ہیں حتی کہ ان کو موت آجائے۔''[1] جبکہ مسلمانوں نے ان کے اندر سختی، تعصب، شدت اور مساجد پر قبضہ کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا حتی کہ ان کو موت آجائے۔

اسی طرح اہل اعتزال بھی اپنے آپ کو (اعتدال) کی صفت سے متصف کرتے تھے مگر اعتدال کا ان سے کوئی تعلق نہ تھا۔ آج عام مسلمان ان کو ناپسند کرتے ہیں اور انتہاپسندی کے لیے ان کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔ یہ لوگ عام مسلمانوں کے ہاں شدت پسندی کی علامت بن چکے ہیں۔ آج اگر کوئی عام مسلمان دوسرے کو شدت پسندی سے منسوب کرنا چاہے تو کہتا ہے کہ ''تم حبشی ہو گئے ہو'' ان لوگوں کے ہاں اعتدال کہاں ہے؟

علمائے اسلام کے متعلق حبشی کا موقف:

بہت سے علمائے اسلام کو حبشیوں کے شیخ اور اس کی زبان سے تکلیف پہنچی ہے جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

ا۔ امام ذہبی رحمہ اللہ کے بارے میں حبشی کا موقف:

امام ذہبی کے متعلق اس کا کہنا ہے: ''اگر ذہبی کو خبیث کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔''[2]

❀ لیکن عجیب تضاد یہ ہے کہ جب اس سے خالد کنعان نے پوچھا کہ: کیا امام حاکم کی تصحیح اور تضعیف قبول کی جائے گی؟ تو اس نے جواب دیا: اگر امام ذہبی موافقت نہ کریں تو قبول نہیں کی جائے گی۔

تعجب ہے کہ کس طرح اس نے ایک مقام پر امام حاکم کی تخریجات کے لیے امام ذہبی رحمہ اللہ کی گواہی کو شرط قرار دیا اور دوسری جگہ عین اسی وقت ان کو خبیث قرار دیا۔

پھر اپنے ہی اس جواب کے برعکس اس کا عمل اور تناقض دیکھیں کہ اس نے آدم علیہ السلام کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کا وسیلہ لینے والی حدیث میں امام حاکم کی موافقت کر دی حالانکہ امام حاکم نے اس پر تعاقب کرتے ہوئے فرمایا: ''بلکہ یہ حدیث من گھڑت ہے۔''[3]

اس سے واضح ہے کہ اس شخص کا کوئی معیار نہیں اور نہ ہی اس کے ہاں کوئی انصاف نام کی کوئی چیز ہے۔ یہ اس حدیث کی طرف مائل ہوتا ہے جو اس کے مذہب کے موافق ہو۔ اہل بدعت کا یہی معاملہ ہے کہ وہ اپنے مذاہب کو کتاب و سنت کے معیار پر نہیں پرکھتے بلکہ وہ کتاب وسنت کو اپنے مذاہب کے مطابق ڈھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

---

[1] مجلة المنار: ١٢، ص: ٤

[2] کیسٹ: ١٤٣

[3] المستدرك: ٦١٥/٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ شیخ البانی (رحمہ اللہ) کے متعلق اس کا مؤقف:

حبشی کو البانی (رحمہ اللہ) کے بارے میں قطعاً امید نہیں ہے کہ ان کی موت اسلام پر ہوگی۔ اس نے کہا: ''یہ اس وقت ہے جب وہ حالت اسلام میں فوت ہوئے ہوں۔'' ❶

یہ فقط مسئلہ تسبیح میں ان سے اختلاف کی بنیاد پر تھا۔ حبشی کے متبعین میں سے ایک کم درجے کے پیروکار نے شیخ البانی رحمہ اللہ کے متعلق جھوٹی گواہی دی کہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ محدث نہیں ہیں۔ بلکہ محدث کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔ ❷ شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتب اس جھوٹی گواہی کی حقیقت سمجھنے کے لیے کافی ہیں۔ اس کم عقل شاگرد کو چاہیے کہ اپنے سامنے اپنے شیخ کی کتابیں بھی رکھے اور شیخ البانی رحمہ اللہ کی تصنیفات کو بھی دیکھے تو اپنے آپ ہی فرق واضح ہو جائیگا کہ محدث کون ہے؟ وہ دیکھے گا کہ البانی رحمہ اللہ کی کتب میں صحیح احادیث کا اہتمام ہے اور ضعیف و موضوع روایت کو جگہ نہیں دی گئی ہے بلکہ ان کو واضح کہا گیا ہے جبکہ حبشی کی کتابیں ضعیف اور موضوع (من گھڑت) روایات سے بھری پڑی ہیں۔ ہمیں اس بات سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے کہ حبشی محدثین میں شامل ہو جبکہ اس کی کتب میں من گھڑت روایات کی بھر مار ہے؟ جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتب سے ان کے مخالفین بھی اسی طرح فائدہ اٹھاتے ہیں جیسے ان کے موافقین فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خاص طور پر ان کی تخریجات سے موافق اور مخالف دونوں استفادہ کر رہے ہیں۔ انھوں نے صحیح حدیث کو ضعیف حدیث سے الگ کرنے میں انتہائی معیاری اور بہترین کاوش کی ہے اسی طرح انھوں نے مسلمانوں کو حدیث نبوی اور اتباع سنت کی طرف بلانے اور اندھی تقلید سے روکنے پر خوب محنت کی ہے۔ بخلاف حبشی کے جس نے صحیح، ضعیف اور موضوع (من گھڑت) روایات کو یکجا کر دیا ہے بلکہ اس نے صحیح کو ضعیف اور موضوع کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس نے دین اسلام کی سنہری تعلیمات کو اہل جدل، اہل کلام اور اہل فلسفہ کی تعلیمات سے خلط ملط کر دیا ہے۔ البانی رحمہ اللہ پر اعتراض کرنے والے زیادتی کا ارتکاب کرتے ہیں کیونکہ انھوں نے کتب سنن پر تحقیق کا امتیازی کام کیا ہے۔ انھوں نے ضعیف حدیث کو صحیح حدیث سے الگ کر دیا ہے۔

سید سابق کے متعلق حبشی کا موقف:

سید سابق پر کلام کرتے ہوئے اس نے کہا: وہ مجوسی ہے اگرچہ وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔ ❸ اس نے سید سابق کے اس کلام پر تنقید کرتے ہوئے ان پر کلام اللہ میں تحریف کا الزام لگایا جس میں انھوں نے کہا: ''انسان فقط کلمہ کفر منہ سے نکال بیٹھنے پر کافر نہ ہوگا جب تک اس کا دل اس پر مطمئن نہ ہو۔'' ❹

میں نے جب مذکورہ مقام کا جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ حبشی نے عبارت نقل کرنے میں خیانت اور جھوٹ سے کام لیا ہے

---

❶ التعقب الحثیث: ۸۹
❷ کیسٹ ۱۵، پہلی سائیڈ: ۵۱۷
❸ کیسٹ: ۱۵۰۔ پہلی سائیڈ
❹ بغیۃ الطالب: ۲۷، ۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور امانت داری کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اے قاری! تو خود بھی حبشی کی ذکر کردہ عبارت اور (سید سابق کی کتاب) فقہ السنۃ کی عبارت میں موازنہ کر کے دیکھ لو۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو: ''کسی کو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کر دینا اسے دائرہ اسلام سے خارج نہ کرے گا بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔'' ❶ یہ بات عز بن عبدالسلام نے بھی کہی ہے۔ ❷

حیرت کی بات ہے کہ یہ کلام حبشی کے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔ اس نے جب کفر سے استثنیٰ کا ذکر کیا تو کہا: ''جس نے مجبور ہو کر کلمہ کفر کہا۔'' یعنی وہ کافر نہیں ہے۔ بلکہ حبشی نے مزید کہا: اس شخص کے لیے گلے میں صلیب لٹکانا بھی جائز ہے جو کفار کے ملک میں رہتا ہو اور اسے ایذاء رسانی کا ڈر ہو۔ ❸ یہ فتویٰ دیگر لوگوں کی نسبت انتہائی نرم اور کمزور ہے۔ یہ فقط ایذاء رسانی کے ڈر سے ہی صلیب پہننے کی اجازت دے رہا ہے حالانکہ ایذاء رسانی کا وجود نہیں ہے۔ اس نے عملی طور پر مجبور کر دینے اور مجبور کر دینے کے خوف میں فرق نہیں کیا۔ حبشی کی تلبیس، دوسروں پر کفر کے فتوے لگانے اور ان کی عبارت کو تبدیل کرنے سے آخر اس ظالم کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ ❹

دست وقدم بوسی:

حبشی جب چلتا ہے تو اپنے دونوں ہاتھ اس لیے آگے کر کے چلتا ہے کہ لوگ اس کی دست بوسی کر سکیں اس کے بعض پیروکار اس کی پنڈلیوں اور قدموں پر بوسہ دیتے ہیں اور وہ ان کو منع نہیں کرتا۔

یہ کوئی اچھا منظر نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کسی ایسے فعل سے اپنے آپ کو نمایاں نہیں کرتے تھے۔ آپ کبھی بھی اپنے دست مبارک آگے نہ کرتے تھے کہ لوگ ان پر بوسہ دیں آپ عام لوگوں کی طرح رہتے تھے حتیٰ کہ باہر سے آنے والے کو پوچھنا پڑتا تھا کہ تم میں سے محمد ﷺ کون ہیں؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اس کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ تو سوچیے! اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے ہاتھ اور پاؤں پر بوسہ دیں اور وہ اپنے ہاتھ لوگوں کی طرف پھیلائے تاکہ اس کی تعظیم اور تقدیس کی جائے؟

اگر ایسا ہوتا جس طرح یہ لوگ کر رہے ہیں تو لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کو پہچاننا کس قدر آسان ہوتا۔ ان لوگوں میں سے اکثر وہ ہیں کہ خود تو کرسی پر بیٹھتے ہیں اور ان کے پیروکار اس کے اردگرد زمین پر بیٹھتے ہیں۔ وہ برکت حاصل کرنے کے لیے اس کے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ اس کا پسینہ صاف کرتے ہیں، بلغم اور تھوک ہاتھوں میں لیتے ہیں اور بعض دفعہ حصول شفاء کے لیے پی بھی جاتے ہیں۔

---

❶ فقة السنة: ٢/ ٤٥٠ ❷ القواعد الكبرىٰ: ٨٤ـ ١٤٧

❸ الدليل القويم: ١٤٧ـ ١٦٢ ❹ الدليل القويم: ١٥٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا کیوں ہے؟ کیا یہ اہل جنت میں سے ہے؟ اگر تو ایسا ہے تو پھر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر اسے پتہ نہیں کہ وہ اہل جنت میں سے ہے یا اہل جہنم میں سے ہے یا اس کا انجام اچھے عمل پر ہونے والا ہے یا برے عمل پر ہونے والا ہے؟ تو ایسا کیوں؟ کیونکہ عمل کے خاتمہ کا ہی اعتبار ہوتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں۔

حبشی کے پاس حاضری کا تحیۃ: نماز توبہ ہے:

حبشی کے پیروکاروں کا غلو دیکھیں کہ جو شخص حبشی کے پاس حاضر ہونا چاہے اسے وہ دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ معاملہ ہمارے ایک صومالی بھائی (اخیار محمد علی) کے ساتھ پیش آچکا ہے۔ جب وہ حبشی کے پاس کوئی مسئلہ دریافت کرنے کے لیے جانا چاہتا تھا۔ اس کے پیروکاروں نے ہمارے بھائی کو روک دیا اور کہا پہلے دو رکعت نماز توبہ پڑھیں اور پھر حبشی کے پاس جائیں۔ اور یہ دو رکعات (تحیۃ الحبشی) ہے۔

شیخ حبشی کی کرامات:

اس کے شاگرد نبیل شریف کا کہنا ہے کہ جب حبشی اونچی آواز کے ساتھ (اللہ اکبر) کہتا ہے تو شعلے مارتی ہوئی آگ اپنے آپ بھسم ہو جاتی ہے۔ ❶

اس نے مزید کہا: حبشی جس جگہ آرام کرتا ہے تو سارا ماحول بہترین خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے۔ جب ایک حبشی کو علم ہوا کہ یہ بہترین خوشبو ان کے شیخ حبشی کی ہے تو اس کے شیخ نے کہا: خاموش ہو جاؤ! پھر جب سے شیخ نے اس کو خاموش ہونے کا کہا تو یہ خوشبو دوبارہ محسوس نہیں کی گئی کیونکہ شیخ نے اس کرامت کو ظاہر نہ کرنے کا کہا تھا۔ ❷

شیخ کا بلغم بھی معطر ہے:

اس نے مزید کہا کہ شیخ اپنے رومال میں اپنا بلغم کثرت سے تھوکتے تھے، ایک عورت ان کا بلغم صاف کیا کرتی تھی مگر جب یہ اپنے ہاتھ پر لگی بلغم صاف کرنے لگتی تو شیخ کی خوشبو سے پورا کمرہ اور پورا ماحول معطر ہو جاتا۔ ❸

بلکہ اس کے پیروکار کہتے ہیں کہ شیخ کا بلغم درحقیقت عطر ہے وہ جب بلغم والا رومال اپنے ہاتھ میں پکڑتے تھے تو طویل مدت تک ان کے ہاتھوں سے عطر کی خوشبو آتی رہتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے تو منہ کی طہارت کے لیے مسواک کرنے کا حکم دیا ہے مگر حبشی کو اس کی قطعاً ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کا بلغم ہی معطر ہے۔

حبشی کا ایک خادم اس کے پاؤں دبا رہا تھا جبکہ کمرہ میں انتہائی اندھیرا تھا اچانک اس نے دیکھا کہ شیخ کی آنکھوں سے نور نکلا اور اس خادم کے سینے میں داخل ہو گیا۔ یہ حقیقی نور تھا کیونکہ کمرے میں اندھیرا تھا اور وہاں کوئی ٹارچ یا ٹیوب

---

❶ کیسٹ مجالس الھدیٰ: ۸۱۳/۲۸

❷ مجالس الھدیٰ: ۸۲۵/۲۸ ❸ حوالہ سابقہ: ۸۳۱/۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بلب وغیرہ نہ تھا۔ ❶

اس کی کرامات میں سے یہ بھی ہے وہ اپنے کپڑے اتارتا اور دنیا میں جہاں چاہتا چلا جاتا لوگ اس کے کپڑوں کے پاس حاضری دیتے پھر وہ کچھ دیر کے بعد واپس لوٹ آتا۔

اس کے ایک شاگرد کا کہنا ہے: شیخ عبداللہ حج کے سفر پر روانہ ہوا جبکہ اس نے بھیڑ کی کھال کا لباس پہنا ہوا تھا۔ شیخ نے اپنے پورے جسم کو اس کھال میں چھپا لیا، ابھی یہ لوگ راستہ میں ہی تھے کہ یہ کھال گاڑی سے نیچے اتر گئی۔ یعنی شیخ عبداللہ واپس ان کے ساتھ گاڑی میں نہیں آیا۔ اس شخص نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور کہا کہ دیکھو اس کھال میں کوئی بھی نہیں ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد یہ کھال واپس آئی اور جب شیخ عبداللہ اس میں واپس آیا تو یہ پہلے کی طرح پھول گئی۔ ❷

اس کے شاگرد کا کہنا ہے کہ اس نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا جب اس کی عمر آٹھ سال ہوئی تو اپنے والد کو فقہ کی دو کتب زبانی سنا دیں۔ وہ عین جوانی کے عالم میں گھر سے نکلا تو تمام احادیث کو روایت کرنے کی اجازت اس کے پاس تھی۔ اس کے پیروکاروں میں سے ایک کہتا ہے کہ وہ ہمارے پاس حبشہ میں آتا تھا تو جنگل کے دو شیر اس کا پہرہ دیتے تھے ایک اس کی دائیں اور دوسرا بائیں طرف ہوتا تھا۔ جب وہ ہمارے ملک سے نکلا تو اس کی ولایت کا چرچا ہر طرف عام تھا اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دے۔ ❸

احباش کے ہاں تحریف (تبدیلی):

میں نے احباش کے ہاں بہت سی تحریفات اور عبارات کا خلط ملط دیکھا ہے۔

ان کا حال یہ ہے جب ان کے خلاف کوئی عبارت یا دلیل پیش کی جاتی ہے تو یہ فوراً کہہ اٹھتے ہیں: شاید یہ متن مؤلف پر خلط ملط کیا گیا ہے۔ نصوص سے بھاگنے کا یہ بہترین طریقہ ہے۔ حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جن پر سب سے پہلے یہ الزام صادر آتا ہے کہ انھوں نے کتب میں تحریف کی ہے یا تو کچھ حذف کر دیا ہے یا پھر اپنی طرف سے اضافہ کر دیا ہے۔

مجھے چند سال قبل شیخ عبدالباسط فاخوری رحمہ اللہ کی کتاب "تحفه الأنام مختصر تاریخ الاسلام" ہدیہ کی گئی۔ شیخ موصوف بیروت کے سابق مفتی ہیں اور اس کی تحقیق (مرکز الخدمات و الأبحاث الثقافية للشيخ نزار فاخوری) کی طرف سے کی گئی ہے۔ اس کی طباعت (دار الجنان) نے کی ہے۔ محقق نے مقدمہ میں اپنے عمل کے متعلق کوئی بات ذکر نہیں کی ہے اور نہ ہی اس نسخہ کا ذکر کیا ہے۔ جس پر اس نے دوران تحقیق اعتماد کیا ہے۔

چند دن پہلے میں (صیانۃ الانسان) نامی کتاب دیکھ رہا تھا جسے محمد بشیر سہوانی ہندی المتوفی ۱۳۲۶ھ نے تحریر کیا ہے۔

---

❶ مجالس الهدىٰ: ۲۸/۸۸۰

❷ حواله سابق: ۲۸/۹۰۰

❸ مجالس الهدىٰ: ۲۸/۱۰۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب میں اس نے ایک نص شیخ عبدالباسط کی طرف منسوب کی ہے جو انھوں نے وہابیوں کے حالات، تاریخ اور عبادت کے متعلق لکھی ہے اور یہ کہ ان کے بنیادی عقائد اور مسائل نبی کریم ﷺ اور آپ سے پہلے انبیاء کی لائی ہوئی شریعتوں کے مطابق ہیں۔ میں نے عبدالباسط فاخوری کی کتاب (تحفۃ الانام) میں یہ عبارت تلاش کی مگر مجھے کوشش کے باوجود ایسی کوئی نص نہیں مل سکی۔

وہابیوں کے متعلق اس کتاب میں یہ عبارت موجود ہے: ''پھر اسی زمانہ میں نجد کے علاقہ میں وہابیوں کا گروہ ظاہر ہوا جس نے مکہ، مدینہ اور حجاز کے دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیا حتی کہ دمشق کی طرف شام کے قریب آن پہنچے۔[1] مزید کلام موجود ہے۔

اچانک میں نے دیکھا کہ محقق نے اس جملہ کے بعد تعاقب کرتے ہوئے ص ۲۰۰ پر ایک اعلان موٹے عربی رسم الخط میں لکھا۔ (بیان) پھر اس نے حاشیہ میں لکھا: ''اس نسخہ میں نقص واقع ہوا ہے اگلے طبع میں ہم اس کا ازالہ کر دیں گے۔ یہ نقص فقط حیلہ سازی ہے جو بھی غور کرے گا وہ اس کا ادراک کر لے گا۔

اس نے یہ وضاحت اور تحدید نہیں کی کہ یہ نقص کہاں پایا جاتا ہے۔ کیا یہ نقص مخطوطہ میں ہے؟ شاید یہ بات واضح ہے کہ یہ نقص اس نسخہ میں واقع ہوا جس کی تحقیق اس نے کی ہے اور لوگوں کے لیے اسے تیار کیا ہے۔ اور وہ اس میں دروغ گوئی سے کام نہیں لے رہا کیونکہ وہ جھوٹ سے تو نفرت کرتا ہے مگر وہ تدلیس (دھوکہ دہی) کو بہت پسند کرتا ہے۔ لوگوں کو یہی وہم ہوا کہ یہ نقص اصل نسخہ میں ہے جس کی اس نے تحقیق کی ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ حیلہ سازی کی بناء پر جھوٹ سے دور بھاگنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ ان کے شیخ نے ان کو یہ حیلہ سازی خوب اچھے طریقہ سے سکھلائی ہے جب اس نے مادہ (سپرٹ) کو پہلے حرام قرار دیا۔ پھر اسے حلال کہا اور لکھا کہ (یہ ایک حیلہ ہے جس کے ذریعے حرام سے خلاصی حاصل کرنا مقصود ہے۔''

یہ معروف طریقہ ہے کہ اگر محقق کہیں نقص اور کمی پائے تو واضح طور پر لکھے: ''مخطوطہ میں نقص ہے یا اصل نسخہ میں نقص ہے۔'' اگر یہ کہہ دیتا کہ ''اصل میں نقص اور کمی ہے۔'' تو اشکال ختم ہو جاتا۔

اس میں مزید اضافہ کر لیں کہ یہ کتاب پہلے طبع ہو چکی ہے تو یہ ناممکن ہے کہ محقق کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور نسخہ ہو جو مؤلف کی زندگی میں ہی چھپ گیا تھا اور یہ آسانی سے دستیاب تھا اور یہ نسخہ زیادہ لائق ہے کہ اس پر ہمارے محقق نے اعتماد کیا ہے۔

پھر محقق کا یہ کہنا کہ اس نسخہ میں تو عبارت ساقط ہے جسے دوسرے طبع میں ذکر کیا جائیگا۔ گویا کہ جو نقص ساقط اور غیر موجود ہے۔ وہ محقق کے پاس موجود ہے ورنہ وہ اس کو دوسرے طبع میں شامل کرنے کا قطعاً وعدہ نہ کرتا۔ دوسری بات یہ

[1] تحفہ الأنام، ص: ۱۹۹۔ محقق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اس نے اس نسخہ کی طباعت کو مؤخر کیوں نہ کیا تاکہ وہ عبارت کو اس میں شامل کر دیتا؟

ان لوگوں کو الشیخ عبدالباسط رحمہ اللہ کی طرف سے احتجاج کے خوف نے اس حرکت پر مجبور کیا ہے۔ کیونکہ انھوں نے محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ ان کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

احباش لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ عین الشیخ عبدالباسط فاخوری والا ہی ہے پھر لوگ ان سے پوچھتے ہیں کہ الشیخ عبدالباسط فاخوری نے محمد بن عبدالوہاب کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ان کا عقیدہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق تھا اس کے علاوہ کچھ نہ تھا تو اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟

پھر مجھے الشیخ عبدالباسط فاخوری کی زندگی میں طبع ہونے والا ان کی کتاب کا اصل نسخہ مل گیا۔ جس کے اختتام پر باقاعدہ ان کی مہر ثبت ہے۔ یہ مخطوطہ آج بھی الریاض میں (مرکز الملک فیصل میں نمبر ۰۰۲۵۷۲۵) میں محفوظ ہے۔ اس کے سرورق پر لکھا ہے (تحفة الأنام مختصر تاريخ الاسلام) تالیف: علامة المعقول والمنقول (تقدیم وتاخیر)۔ دراكة الفروع والأصول المحدث الثبت الذى تنضى اليه ركاب الطلب و المفتى النقاب الذى ينسل إليه من كل حدب مولانا صاحب الفضيلة الشيخ عبدالباسط أفندى فاخورى۔ مفتى مدينة بيروت (حالاً) حفظہ اللہ

یہ نسخہ مکمل ہے اور اس میں کوئی نقص نہیں ہے اور جو میرے پاس ہے وہ مؤلف رحمہ اللہ کی زندگی میں ہی طبع ہو گیا تھا۔

مجھے اس میں قطعاً کوئی شک نہیں رہا کہ محقق نے جان بوجھ کر وہ چھ صفحات حذف کر دیے ہیں۔ جن میں الشیخ عبدالباسط نے وہابیہ کے بنیادی عقائد اور قواعد براہ راست محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی کتب سے نقل کیے ہیں۔ آخر میں الشیخ عبدالباسط نے کہا: یہ وہ قواعد ہیں جو محمد بن عبدالوہاب نے مرتب کیے ہیں اور اس میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ وہی دین ہے جو محمد ﷺ اور ان سے پہلے انبیاء لے کر آئے۔ ہاں یہ ہے کہ شیخ موصوف نے یہ لکھا کہ ان لوگوں نے ان قواعد کو عملی شکل دینے کے لیے کچھ سختی سے کام لیا ہے۔

یہ ہیرا پھیری ان سے بے ساختہ یا اچانک نہیں ہوئی ہے خصوصاً جب ان کا حذف شیخ عبدالباسط کے قول کے اختتام پر ہی ختم ہوا۔ (پھر ہم اس مقصد کی طرف واپس آتے ہیں۔۔۔) پھر اس کے بعد کلمہ (ففی) انھوں نے واؤ سے بدل کر (وفی) کر دیا تاکہ حذف ظاہر نہ ہو ان کا گمان تھا کہ معاملہ ختم ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت اور چالاکی کو بے نقاب کرنا تھا تاکہ لوگ ان کی حقیقت سے مکمل طور پر آگاہ ہوں کہ یہ لوگ نصوص کے چور ہیں۔

وہ صفحات جو احباش نے حذف کر دیے:

فاخوری محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے عقیدہ کا جائزہ پیش کرتا ہے:

شیخ فاخوری نے وہابیہ کا ذکر کرنے کے بعد کہا: یہ ان (وہابیہ) کے کلام سے ایک پیغام ہے جس سے وہابیہ کا مذہب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ان کے عقائد واضح ہوتے ہیں۔

محمد بن عبدالوہاب نے کہا: لوگو جان لو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ ملت ابراہیمی، دین حنیف یہ ہے کہ ہم فقط ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت مخلص ہو کر کریں۔ یہی حکم اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو دیا ہے اور ان کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا۔ فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ (الذاريات: ٥٦)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

جب تم اس بات سے آگاہ ہو چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے تو یہ بھی جان لو کہ کوئی عبادت توحید کے بغیر عبادت نہیں کہلائے گی جیسا کہ نماز طہارت کے بغیر نماز نہیں کہلائے گی۔ جب شرک عبادت میں داخل ہو جاتا ہے تو اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے جیسے وضو ختم ہو جائے تو وہ نماز کو ختم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ﴾ (التوبة: ١٧)

''مشرکوں کا کبھی حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں، اس حال میں کہ وہ اپنے آپ پر کفر کی شہادت دینے والے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ آگ ہی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے حصول فائدہ یا نقصان کو دور کرنا طلب کیا جس پر فقط اللہ تعالیٰ کا قادر ہے تو اس نے عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ﴾ (الاحقاف: ٥، ٦)

''اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا انھیں پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک اس کی دعا قبول نہیں کریں گے اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ اور جب سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت سے منکر ہوں گے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۝ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴾ (فاطر: ١٣، ١٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، ہر ایک ایک مقرر وقت تک چل رہا ہے۔ یہی اللہ تمھارا پروردگار ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے مالک نہیں۔ اگر تم انھیں پکارو تو وہ تمھاری پکار نہیں سنیں گے اور اگر وہ سن لیں تو تمھاری درخواست قبول نہیں کریں گے اور قیامت کے دن تمھارے شرک کا انکار کر دیں گے اور تجھے ایک پوری خبر رکھنے والے کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ جس نے اس نظریہ سے یا رسول اللہ، یا ابن عباس، یا عبدالقادر یا یا علی کہا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ تک فریاد پہنچاتے ہیں اور اس کے لیے سفارشی ہیں اور یہی ایک راستہ اللہ تعالیٰ تک فریاد پہنچانے کا ہے تو یہ محض مشرک ہے جس کا مال اور خون دونوں حلال ہیں حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرے۔ اسی طرح وہ لوگ جو غیر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں، غیر اللہ پر توکل رکھتے ہیں، یا غیر اللہ سے امیدیں لگاتے ہیں یا پھر اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے نقصان پہنچنے کا خوف دل میں رکھتے ہیں یا غیر اللہ سے التجائیں اور دعائیں کرتے ہیں یا پھر ان سے مدد مانگتے ہیں جو ان کی طاقت اور قدرت میں نہیں ہے تو وہ مشرک ہیں۔

ہم نے شرک کی جو اقسام ذکر کی ہیں ان کی وجہ سے ہی رسول اللہ ﷺ نے مشرکین سے جہاد کیا ہے اور ان کو تمام کی تمام عبادت فقط اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے لیے ان چار قواعد کی معرفت انتہائی ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیے ہیں:

پہلا قاعدہ:

پہلا قاعدہ یہ ہے کہ خوب اچھی طرح جان لو کہ جن مشرکین سے رسول اللہ ﷺ نے لڑائی اور قتال کیا ہے وہ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق، رازق، زندہ کرنے والا، مارنے والا اور تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

﴿قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿84﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿85﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿86﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿87﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿88﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿89﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿90﴾﴾ (المومنون: ٨٤۔ ٩٠)

’’کہہ یہ زمین اور اس میں جو کوئی بھی ہے کس کا ہے، اگر تم جانتے ہو؟ ضرور کہیں گے اللہ کا ہے۔ کہہ دے پھر کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ کہہ ساتوں آسمانوں کا رب اور عرش عظیم کا رب کون ہے؟ ضرور کہیں گے اللہ ہی کے لیے ہے۔ کہہ دے پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟ کہہ کون ہے وہ کہ صرف اس کے ہاتھ میں ہر چیز کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مکمل بادشاہی ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دی جاتی، اگر تم جانتے ہو؟ ضرور کہیں گے اللہ کے لیے ہے۔ کہہ پھر تم کہاں سے جادو کیے جاتے ہو؟ بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے ہیں اور بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔''

جب تو اس قاعدہ کی معرفت حاصل کر لے اور تیرے لیے معاملہ مشکل ہو رہا ہو تو سوچ لو کہ ان لوگوں نے ان تمام چیزوں کا اقرار کیا۔ پھر وہ غیر اللہ کو پکارنے کی طرف متوجہ ہوئے اور فقط ایک اللہ کو نہ پکارا تو وہ مشرک ٹھہرے۔

دوسرا قاعدہ:

ان لوگوں نے کہا: ہم ان سے طلب شفاعت کے علاوہ کوئی اور امید نہیں رکھتے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ہی امیدیں لگاتے ہیں مگر ان کی شفاعت اور سفارش کے ذریعے۔ یہ شرک ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ (یونس: ۱۸)

''اور وہ اللہ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انھیں نقصان پہنچاتی ہیں اور نہ انھیں نفع دیتی ہیں اور کہتے ہیں یہ لوگ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ کہہ دے کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴾ (زمر: ۳)

''خبردار! خالص دین صرف اللہ ہی کا حق ہے اور وہ لوگ جنھوں نے اس کے سوا اور حمایتی بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں، اچھی طرح قریب کرنا۔ یقیناً اللہ ان کے درمیان اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ہو، بہت ناشکرا ہو۔''

تیسرا قاعدہ:

ان لوگوں میں کچھ تو وہ ہیں جنھوں نے بتوں کو اللہ تعالیٰ کے سفارشی بنایا اور ان سے سفارش طلب کی اور بعض وہ ہیں جنھوں نے بتوں سے لاتعلقی کا اظہار کیا مگر نیک لوگوں کو سفارشی بنانے کی کوشش کی۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام، ان کی والدہ اور فرشتوں کو سفارشی بنایا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَ اِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَسْطُوْرًا﴿۵۸﴾ (الاسراء: ۵۸)

''اور کوئی بھی بستی نہیں مگر ہم قیامت کے دن سے پہلے اسے ہلاک کرنے والے ہیں، یا اسے عذاب دینے والے ہیں، بہت سخت عذاب۔ یہ (بات) ہمیشہ سے کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے بتوں کی پوجا کرنے والوں اور نیک لوگوں کی پوجا کرنے والوں میں قطعاً کوئی فرق نہیں کیا۔ ان سب لوگوں کو کافر شمار کیا اور ان سے قتال کیا حتی کہ تمام دین اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہو جائے جب تو نے یہ قاعدہ جان لیا تو پھر یہ بھی جان لو۔

چوتھا قاعدہ:

یہ لوگ شدید مصائب اور شدید مشکلات میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اور اپنے شرک کو یکسر بھول جاتے تھے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ﴿۶۵﴾﴾ (العنکبوت: ۶۵)

''پھر جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں، اس حال میں کہ اسی کے لیے عبادت کو خالص کرنے والے ہوتے ہیں، پھر جب وہ انھیں خشکی کی طرف نجات دے دیتا ہے تو اچانک وہ شریک بنا رہے ہوتے ہیں۔''

ہمارے زمانہ کے مشرکوں کی حالت یہ ہے کہ مصائب اور شدید مشکلات میں بھی غیر اللہ کو پکارتے ہیں جس سے یہ واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور کے مشرکین کا شرک ہمارے زمانہ کے مشرکین کے شرک سے کم اور ہلکا تھا کیونکہ وہ لوگ سخت مشکلات اور مصائب میں اللہ تعالیٰ کو مخلص ہو کر پکارتے تھے جبکہ یہ لوگ مصائب اور آسانیوں میں بھی اپنے مشائخ اور اپنے بڑوں کو پکارتے ہیں۔ واللہ أعلم بالصواب۔

محمد بن عبدالوہاب کے قواعد عقیدہ کے بارے میں الفاخوری کا موقف:

شیخ فاخوری نے کہا: یہ رسالۃ اور یہ قواعد جن کی بنیاد شیخ محمد بن عبدالوہاب نے رکھی ہے ان میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ وہ دین ہے جو نبی ﷺ اور آپ سے پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے ہیں۔

ہاں یہ ہے کہ انھوں نے ان پر انکار کرتے ہوئے کہا: انھوں نے ((لا الہ الا اللّٰہ)) پڑھنے والوں سے لڑائی کی ہے۔

یہ گواہی ان مشرکین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی جو یہود و نصاریٰ کے طریقوں کی طرف دعوت دیتے ہیں اور وہ ہم پر توحید کی گواہی اور دعوت سے روک لگانے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ ان کی دعوت جاہلیت کی دعوت ہے جو کوئی بھی ایسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیزوں سے تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرے جس کے ذریعے کفار اور مشرکین تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے تو وہ اس سے قبول نہ کی جائے گی مگر یہ کہ وہ اس کے تقاضوں کو پورا کرے اور توحید کے برعکس کاموں سے باز آجائے۔

پھر شیخ فاخوری نے صوفیاء کے غلو پر افسوس کا اظہار کیا کہ اس غلو نے عالم اسلام کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا کہ اولیاء کو صوفیوں نے اللہ تعالیٰ کے مرتبہ پر فائز کر دیا ہے۔

انھوں نے کہا: ''عوام الناس کی اکثریت وہ ہے جنھوں نے دین اسلام میں افراط اور تفریط سے کام لیا ہے اور ایسی بدعات ایجاد کر ڈالی ہیں جو دین حنیف اور شریعت کے منافی ہیں وہ اولیاء کے متعلق یقین رکھتے ہیں چاہے وہ زندہ ہوں یا دنیا سے چلے گئے ہوں کہ وہ کائنات میں تصرف کرتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں نفع اور نقصان ہے۔ وہ ان کو رب کے خطابات سے پکارتے ہیں یہ دین میں غلو اور صراط مستقیم سے ہٹ جانا ہے۔ مرفوع حدیث میں ذکر ہے۔ ''اللہ کا دین افراط اور تفریط کے درمیان ہے۔''

مزید تحریفات (تبدیلیاں):

مذکورہ تحریفات ہی نہیں ہیں بلکہ احباش نے کئی اور تحریفات کا ارتکاب کیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

یہ ان کتب سے استدلال کرتے ہیں جو بعض آئمہ کی طرف منسوب ہیں جبکہ ان کی نسبت صحیح نہیں ہے جیسا کہ (الفقہ الأکبر) جو کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے اور یہ کتاب اس (الفقہ الأکبر) کے علاوہ ہے جو امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہے۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق اشاعرہ کے قواعد کے مطابق لکھی گئی ہے۔

مگر ان کی بناوٹی خوشی زیادہ طویل نہ ہو سکی۔ حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب (کشف الظنون) میں کہا۔ مذکورہ کتاب کی نسبت شافعی رحمہ اللہ کی طرف صحیح نہیں ہے غالب گمان یہ ہے کہ یہ اکابر علماء کی تصنیف ہے۔ [1] فواد سیزکین نے (تاریخ التراث العربي) میں کہا: اس کتاب کی نسبت شافعی رحمہ اللہ کی طرف صحیح نہیں ہے۔ [2]

اس کتاب کو احباش ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور عوام الناس کے سامنے اس سے استدلال کرتے ہیں جبکہ عوام میں اتنی صلاحیت نہیں کہ وہ ان کے جھوٹ کو بے نقاب کر سکیں۔

اسی طرح احباش کتاب (العقیدہ) سے استدلال کرتے ہیں جو امام احمد رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے جبکہ یہ کتاب امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ان کے متواتر اصول و قواعد کے برعکس ہے۔ (الطبقات الحنابلہ) میں حافظ ابن رجب نے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

---

[1] کشف الظنون عن أسامي الكتب و الفنون: ۱۲۸۸/۲۔ دارلفکر

[2] تاریخ التراث العربی: ۱۹۰/۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الباقلانی کی کتاب (التمہید) میں احباش کی تحریف:

ان کی تحریفات میں سے عماد الدین حیدر حبشی کی تحریف ہے اس نے الباقلانی کی کتاب (التمھید) میں سے صفحہ نمبر ۲۹۸ حذف کر دیا کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے کا اثبات ہے اور جس نے (استوی) کی تاویل (استیلاء) سے کی اس کا رد ہے اس سے محقق عیسائی مکارثی اچھا تھا جس نے اس کو ذکر کیا ہے۔

محقق حبشی کا دعویٰ تھا کہ وہ اپنی تحقیق میں مکارثی کے نقل کردہ اضافہ کو شامل کرے گا۔ اگرچہ وہ کسی اور نسخہ میں موجود نہ ہو اسی طرح اس کے برعکس بھی ذکر کرے گا مگر اس نے (آیا صوفیاء) کے نسخہ میں اس کا ذکر نہیں کیا ہے جس پر مکارثی نے اعتماد کیا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟

اگر محقق کے نزدیک یہ اضافہ اصل میں ثابت نہیں ہے بلکہ اس میں داخل کیا گیا ہے تو وہ اس کو ذکر کرتا۔ لیکن وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا کیونکہ دونوں ترکی مخطوطات میں یہ اضافہ ذکر کیا گیا ہے۔

(التمہید) کتاب کے سابقہ دونوں محققین (الخضیری اور ابوریدہ) نے اپنی تحقیق میں ذکر کیا ہے جس سے قطعی طور پر یہ پتہ چل جاتا ہے۔ (فرنسی مخطوطہ) جس پر اس نے اعتماد کیا وہ ناقص ہے۔ مگر یہ اضافہ اس شخص کے رد پر مشتمل ہے۔ جو (استواء) کی تاویل (استیلاء) سے کرتا ہے۔ حبشی محقق (حیدر) کیسے پسند کرتا کہ اس صفحہ کو ذکر کرے جس پر اس کا اور اس کے شیخ کا رد موجود ہے اور وہ اشاعرہ کے آئمہ میں سے ایک ہے؟ عبدالرزاق حمزہ نے ان دونوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اس غلطی کا اعلان کریں جو ان سے سرزد ہوئی ہے۔ اور یہ کہ ان دونوں نے اس اضافہ سے چشم پوشی کی ہے جو دونوں ترکی نسخہ جات میں موجود ہے۔

الشیخ فاخوری کی کتاب (الکفایۃ) میں حبشیوں کی تحریف:

ان لوگوں نے شیخ فاخوری کی کتاب میں تحریف کی ہے۔ اس تحریف کا ارتکاب احباش کے شیخ المشائخ اسامہ سید نے کیا ہے اور یہ فاخوری کے اس قول پر ہے کہ جب عورت گھر سے زیب و زینت اور خوشبو لگا کر نکلتی ہے۔ اسامہ سید آیا اور اس نے شیخ فاخوری کی اس عبارت میں یہ اضافہ کیا (تاکہ لوگ اس کی خوشبو محسوس کریں) تاکہ حرمت کو ایک علت کے ساتھ مقید کر دیا جائے اور وہ ہے (مردوں تک اپنی خوشبو پہنچانا) جیسا کہ احباش کا عقیدہ ہے اور یہ لوگ اس پر بحث و مباحثہ کرتے ہیں۔ [1] اور اس نے حاشیہ میں اعتراف بھی کیا کہ جو جملہ قوسین کے درمیان ہے وہ زائد ہے اور اس کے لیے جائز نہ تھا کہ وہ اسے اصل عبارت کے اندر داخل کرتا ہاں یہ ہے کہ اس حاشیہ میں ذکر کرتا لیکن؟ کس کو علم ہے کہ کتاب کے اگلے طبع میں قوسین کو ختم کر دیا جائے گا؟

---

[1] الکفایۃ لذوی العنایۃ: ۱۵۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بیہقی کی کتاب (الأسماء و الصفات) میں احباش کی تحریف:

ان لوگوں امام بیہقی کی کتاب (الأسماء و الصفات) پر بھی ہاتھ صاف کیے۔ کتاب کے صفحہ ۲/۱۵۵ پر عماد الدین حیدر حسینی نے جو کہ (مرکز خدمات التحریفات الثقافیۃ) کا رکن بھی ہے نے اس عبارت کا اضافہ کیا:

((تعالیٰ عن الإستقرار و الإمتلاء و علواً کبیراً))

''اللہ تعالیٰ استحکام اور بھر دینے سے پاک اور بلند ہے۔ بہت بلند ہونا۔''

اس نے یہ عبارت امام بیہقی رحمہ اللہ کے کلام پر داخل کر دی۔

میں نے مکتبہ (دار) کے مالک کو نصیحت کی۔ جس نے اس کو طبع کیا ہے کہ تم اس مرکز تحریف (تبدیلی) کے ساتھ کوئی لین دین مت کرو۔ کیونکہ یہ لوگ اس سے پہلے بھی تحریفات کا ارتکاب کر چکے ہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور حیلہ سازی (دھوکہ دہی) پر مبنی شریعت کو جائز سمجھتے ہیں جیسا کہ ان کے شیخ نے (سپرٹ) والے مسئلہ میں کہا (کہ یہ ایک حیلہ ہے جس کے ذریعے حرام سے خلاصی کی کوشش کی گئی ہے۔) کمال حوت جو کہ کبار احباش میں سے ایک محقق ہے کو دار عالم الکتب سے تحریف کے جرم میں ہی نکال دیا گیا تھا۔

یہ اس دھوکہ باز گروہ کی دھوکہ بازیاں ہیں یہ لوگ دوسروں کو سب وشتم کرتے ہیں ان کی تکفیر کرتے ہیں مگر اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جھوٹ بولنے والے یا کسی دھوکہ دینے والے کو نہیں چھوڑتا اور اس کا معاملہ واضح کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے بندے پیدا کیے جو اس کی تدلیس، ہیرا پھیری، جھوٹ اور خیانت کو لوگوں پر واضح کرتے ہیں۔ تم لوگ جس قدر بھی ہیرا پھیری اور حیلہ سازی کر لو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے واضح کر دے گا۔

جب اللہ تعالیٰ دنیاوی مال کے چوروں کو نہیں چھوڑتا، ان کو ذلیل وخوار کر دیتا ہے اور ان کی چوری واضح کرنے کے لیے کچھ لوگوں کو مقرر کر دیتا ہے تو پھر ان نصوص کے چوروں کو کیسے چھوڑ سکتا ہے جو نصوص کی چوری کے ذریعے لوگوں کا دین چرانا چاہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ان کو بھی لوگوں کے سامنے ذلیل وخوار کر دے گا۔

حبشی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بھی تحریف کر ڈالی۔ وہ فرماتی ہیں: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ٹیک لگا کر بیٹھے تھے اور آپ کی ران سے کپڑا ہٹا ہوا تھا یا آپ کی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔۔۔''

حبشی نے اس حدیث سے (أوساقیہ) کا لفظ حذف کر دیا کیونکہ اس سے اس کا مذہب جو رانوں کو کھولنے کے متعلق ہے باطل ہو جاتا ہے۔ یہ چوری پکڑے جانے کے بعد حبشی مجبور ہو گیا کہ اگلے طبع میں اسے ذکر کرے۔ اس نے (صریح البیان) کے اگلے طبع میں اس کا ذکر کیا ہے جس کے متعلق انھوں نے دعویٰ کیا کہ (یہ پہلا طبع ہے)۔ [1]

[1] موازنہ کریں، ص: ١٥٦ اور طبع جدید: ٢٩٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوھموس حبشی کی تحریف:

یحییٰ ابوھموس نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے داڑھی کے متعلق کلام میں تحریف کر ڈالی۔ اس نے کہا: ''حافظ نے حدیث عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ سے استدلال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی طول وعرض سے کاٹا کرتے تھے۔۔۔ اسے ترمذی نے ذکر کیا ہے۔'' پھر یحییٰ حبشی نے کہا کہ: حافظ نے کہا ہے وہ اس بات کا اہتمام کرے گا کہ وہ اپنی اس شرح میں حسن سے کم مرتبہ کی روایت ذکر نہ کرے۔ ❶

اس نے ترمذی کے کلام کے بعد (...) تین نقاط ڈال کر حافظ کا باقی کلام حذف کر دیا کہ انھوں نے اس روایت پر اعتراض ذکر کیے۔ ان کا بقیہ کلام اس طرح ہے۔

(ترمذی) نے بخاری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس روایت میں عمر بن ہارون ہے۔ اس کی فقط یہی روایت منکر ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: ''عمر بن ہارون کو ایک جماعت نے مطلق طور پر ضعیف قرار دیا ہے۔''

حافظ نے کہا: عیاض نے کہا: داڑھی منڈوانا، کٹوانا یا ادھر ادھر سے تراشنا مکروہ ہے۔ البتہ بہت زیادہ بڑھ جائے تو بہتر ہے کہ کچھ کاٹ کر سنوار لے بلکہ اس کو طویل کر کے شہرت حاصل کرنا مکروہ ہے جس طرح اس کو کاٹ کر مکروہ ہے۔ انھوں نے اس طرح کہا:

امام نووی نے اس پر تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث کے ظاہر کے خلاف ہے جس سے داڑھی کو بڑھانے اور گھنا کرنے کا حکم ہے۔ پھر کہا: مختار قول یہ ہے کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس کو کاٹا نہ جائے۔ اور ان کی مراد حج عمرہ کے علاوہ حالات میں ہے کیونکہ شافعی رحمہ اللہ نے اس پر دلیل ذکر کی ہے۔ ❷

روایت کی تخریج:

ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو پانچویں جلد ص ۹۴ نمبر ۲۷۶۲ کے تحت ذکر کیا ہے۔ پھر کہا (یہ حدیث غریب ہے۔ پھر اس روایت کا تعاقب ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے کیا جس میں ہے: ''مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیوں کو معاف کر دو۔'' ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

اس متعصب کو دیکھو کہ اس نے صحیح ترین حدیث کو چھوڑ کر اس کو لے لیا جو ثابت نہیں ہے۔

اس نے یہ بات بھی چھپالی کہ اس حدیث (کہ آپ اپنی داڑھی کے طول وعرض سے کاٹے تھے) کا راوی عمر بن ہارون ہے۔

حافظ ابن حجر نے التقریب (۴۹۷۹) میں کہا کہ یہ راوی (متروک الحدیث) ہے پھر تم کیسے دعویٰ کرتے ہو کہ حافظ ابن حجر نے اس کی حدیث سے استدلال کیا ہے؟ ایسا کیوں ہے کہ ہم ہر وقت تمھیں دھوکہ دہی اور فریب کاری

❶ (منار الهدیٰ) الحبشه نمبر ۳۸، ماه رجب ۱۴۱۶ھ ❷ فتح الباری: ۱۰/۳۵۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے ہی دیکھتے ہیں؟

حافظ نے التہذیب میں عمر بن ہارون کے متعلق اہل علم کے اقوال نقل کیے ہیں:

یحییٰ بن معین نے کہا: یہ جھوٹا ہے۔

ابن ابی حاتم نے کہا: میں نے اپنے باپ سے اس کی حدیث کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا: اس پر ابن المبارک نے کلام کیا ہے اور اس کی حدیث نا قابل قبول ہے۔

حسین بن حیان نے کہا: ابوزکریا کہتے ہیں: عمر بن ہارون۔ جھوٹا اور خبیث آدمی ہے اس کی حدیث کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

ابوداؤد کہتے ہیں: وہ غیر ثقہ (نا قابل اعتماد) ہے۔

طیالسی نے کہا: ابن معین سے مروی ہے کہ یہ جھوٹا ہے۔

ابن المدینی نے کہا: میں نے اپنے والد سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا: یہ ضعیف ترین ہے۔

دارقطنی نے کہا: ضعیف ہے۔

ابونعیم نے کہا: یہ منکر روایت بیان کرتا ہے جس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

ابن حبان کہتے ہیں: یہ مشائخ کے نام پر منکر روایات بیان کرتا ہے اور ایسے شیوخ سے روایات کرتا ہے جن کو اس نے دیکھا بھی نہیں ہے۔ [1]

بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں کہا ۴۴/۲۔ عمر بن ہارون مضبوط نہیں ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ عمر بن ہارون کے حالات اور اس کے بارے میں اہل علم کے اقوال سے لاعلم نہ تھے اور اس کی دلیل (التقریب) میں اس کے بارے میں ان کا حکم ہے کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اس پر مزید اضافہ کرلو کہ انھوں نے فتح الباری میں عین اسی مقام پر جہاں سے احباش نے استدلال کیا ہے، ذکر کیا ہے کہ اہل علم کی ایک پوری جماعت نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ انھوں نے اس کی روایت کو بطور استدلال یا روایت کو حسن قرار دینے کے لیے ذکر کیا ہو؟ یا اللہ: عقیدہ تحریف رکھنے والوں کے ہاں یہ ایک اور قسم کی تحریف ہے۔

علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کے مسئلہ میں ابن حجر رحمہ اللہ کے کلام میں تحریف:

حبشی نے دعویٰ کیا ہے کہ حافظ بن حجر رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ پر الزام لگایا ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کیا کرتے تھے کیونکہ انھوں نے ابن المطہر الحلی کے رد میں کتاب لکھی۔ پھر حبشی نے تحریف کا ارتکاب کرتے ہوئے ابن حجر رحمہ اللہ

[1] التہذیب التہذیب: ۵۰۱/۷، ۵۰۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے نقل کیا: ''الحلی کے کلام کی توہین میں انھوں نے کس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے جو کہ بعض دفعہ علی رضی اللہ عنہ کی توہین کا سبب ہے۔'' (انتھی)

یہ نصوص کے ساتھ کھلواڑ ہے:

مطبوعہ نسخہ کی وہ عبارت جس کا ذکر حبشی نے کیا ہے۔ اس طرح ہے: ''اس رافضی کے کلام کی توہین میں کس قدر مبالغہ ہے جو بعض دفعہ علی رضی اللہ عنہ کی توہین کا سبب ہے۔'' ❶

حبشی نے اس عبارت میں (لہ) کا اضافہ کر دیا تا کہ یہ عبارت ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی محسوس ہو۔ کلمہ (الرافضی) کو (کلمۃ الحلی) سے بدلنا اس لیے ہے، تا کہ قاری کو یقین ہو جائے کہ ضمیر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف ہی لوٹ رہی ہے۔ اور اس نے کلمہ (أدتہ) کو (أدت بہ) سے بدل ڈالا تا کہ پتہ چلے کہ یہ ضمیر بھی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف ہی لوٹ رہی ہے۔

فقط دو سطروں میں یہ تین تحریفات ہیں۔

اس پر مزید یہ کہ اس نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب سے ایسی نصوص ذکر کی ہیں جو ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے عساکر معاویہ کی زبانی نقل کی ہیں جبکہ اس نے ان کو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے ذکر کیا ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ وہ اپنے جھوٹ کو سچ ثابت کر سکے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی توہین کیا کرتے تھے۔

﴿سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ ۝﴾ (الزخرف: ١٩)

''ان کی گواہی لکھی جائے گی اور ان سے سوال کیا جائے گا۔''

❀ طبع میں عبارت غیر واضح ہے۔ اس میں بہت زیادہ حذف ہے۔ ایک طبع کے الفاظ دوسرے طبع کے الفاظ سے مختلف ہیں:

کتاب (لسان المیزان) کے طبع (الأعلمی) ٦/ ٣٢٠ میں یوسف جو کہ والد حسن بن مطہر الحلی ہے کے حالات میں لفظ (أدتہ) ہے۔

دار الفکر کے طبع (٦/ ٣٩٠) میں لفظ (ذاتہ) بجائے (أدتہ) ہے۔ یہاں عبارت میں خلط ملط اور جعلسازی ہے پھر اس کے بعد خالی جگہ ہے عبارت موجود نہیں ہے۔ کوئی پتہ نہیں کلام کیسے ختم ہوتا ہے؟

جب معاملہ ایسا ہے تو پھر اس مقام سے استدلال نہیں کیا جا سکتا حتی کہ اصل مخطوطہ واضح ہو جائے۔

نہ ہی توسبکی اور نہ ہی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ❷ نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر یہ تہمت لگائی حالانکہ وہ ان سے حسد، بغض اور کینہ رکھتے ہیں۔

---

❶ المقالات السنية، طبع جديد: ٢٠٠

❷ جو کچھ (الدرر الكامنة) (١/ ١٥٣) میں ذکر ہے وہ حافظ ابن حجر کا نہیں بلکہ یہ (الطوفی) کا کلام ہے۔ لہٰذا متنبہ رہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ سبکی نے ابن المطہر کا رد لکھنے پر ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف کی ہے لیکن اس پر کچھ اعتراضات کیے ہیں اور ان میں علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ جیسا کہ جھوٹا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اگر اس رد میں کوئی ایسا پہلو ہوتا تو سبکی اس کو لے کر خوب احتجاج کرتا اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف دل کی بھڑاس نکالتا۔

اس نے کہا:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کا رد کیا ہے اور اس کو خاموش کرا دیا ہے۔ لیکن انھوں نے اپنے اس رد میں حق و باطل کو خلط ملط کر دیا ہے اور صاف مشروب کو گدلا کر دیا۔ وہ تیز رفتاری سے مشرق و مغرب میں چلتے ہوئے برتن بھرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اللہ کے متعلق حوادث کے بارے میں کہتا ہے کہ ان کی ابتداء نہیں ہے۔

احباش اور دعوۃ (وہابیہ):

جن کو تم لوگ وہابی کہتے ہو ان کے نزدیک سب سے پہلا ممنوع (غیر اللہ سے دعا کرنا) ہے۔ اسی طرح قبروں پر عمارت تعمیر کرنا، قبروں کو سجدہ گاہ بنانا اور دین میں بدعات ایجاد کرنا یہ سب کچھ ان کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

شیطان لوگوں کو قبروں پر عمارتیں اور ان کو سجدہ گاہ بنانے کی ترغیب دیتا رہتا ہے۔ اسی طرح غیر اللہ کو پکارنا اور دین میں بدعات ایجاد کرنا اس کے لیے مزین بناتا ہے۔ جبکہ ان لوگوں کی دعوت دو بنیادی اصولوں کے گرد گھومتی ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے۔

۲۔ اور وہ عبادت شریعت اور سنت کے مطابق کی جائے۔

اگر تمھارے کہنے کے مطابق یہ شیطان کے سینگ ہیں تو پھر تو شیطان اللہ کی قسم! بہت بڑا مصلح ہو گیا۔ تمھارا یہ عقیدہ کیسا ہے کہ وہابی شیطان کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ جبکہ ہمارا نظریہ اور نعرہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت شرعی اصولوں کے مطابق کی جائے اور بدعات و خرافات سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

وہابیوں کے خلاف تمام باطل قوتوں کا اتحاد:

اے مسلمان بھائی! ایک اہم حقیقت کو کبھی نہ بھولو کہ تمام کے تمام باطل فرقے وہابیوں کو برا بھلا کہنے اور ان پر سب وشتم کرنے پر متفق ہیں۔

قادیانی اور بہائی وہابیوں پر سب وشتم کرتے ہیں۔ ان کے خلاف بغض ظاہر کرتے ہیں اور لوگوں کو ان سے متنفر کرتے رہتے ہیں۔

پاکستان اور ہندوستان میں بریلوی اور دیو بندی لوگوں کو اس جماعت سے پورے زور وشور کے ساتھ ڈراتے ہیں اور ان سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیعہ اور یہ سب باطل قوتیں ایک ہی لائن میں ہیں:

شیعہ ہمیشہ اس جماعت جس کو تم وہابیہ کہتے ہو برا بھلا کہتے رہتے ہیں اور جس چیز کا تم دفاع کرتے ہو اس کا وہ بھی دفاع کرتے رہتے ہیں جیسا کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا، قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا، فوت شدگان سے مدد مانگنا، ان کو سفارشی اور وسیلہ بنانا اور اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان رابطہ کا ذریعہ تسلیم کرنا ان باتوں میں تمھارا شیعہ کے ساتھ اتفاق اور مشابہت دلیل ہے کہ تم لوگ حقیقی اہل السنۃ والجماعۃ کے مخالف اور شیعہ کے موافق ہو۔

شیعہ تو ہر حال میں لوگوں کو وہابیوں سے ڈراتے رہتے ہیں وہ ان کے خلاف کتب تحریر کرتے ہیں، تقاریر کرتے ہیں اور ان پر مختلف قسم کے الزامات اور تہمتیں لگاتے رہتے ہیں۔ انھوں نے بہت سی کتابیں وہابیوں کے خلاف لکھی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ هذه هی وهابیه۔ محمد جواد مغنیه

۲۔ رساله فی نقض الوهابیة۔ محمد حسین

۳۔ الرد علی فتاویٰ الوهابیي۔ حسن صدر الدین الکاظمی

۴۔ کشف الارتیاب فی اتباع محمد بن عبدالوهاب۔ محسن الأمین العاملی

۵۔ البراهین الجلیة فی رفع تشکیکات الوهابیة۔ محمد حسن الموسوی

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تمام باطل فرقے اور شیعہ ایک موقف پر کیسے متفق ہو گئے اور اس شدید دشمنی کا کیا راز ہے جس پر ان سب کا اتفاق ہے؟

کیا تم نے کبھی ان سے سوال کیا کہ وہابیوں کے خلاف ان دونوں فرقوں کے درمیان اتفاق کیسے ہو گیا؟ یقیناً جو شخص وہابیوں کو گالیاں دے اور ان کو یہودیت کی طرف منسوب کرے تو لازم ہے کہ وہ ان کو شیعہ سے بھی بُرا خیال کرتا ہے۔

لہٰذا احباش کی الشیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت کو سب وشتم کرنے کی بنیادی وجہ ان کے مذموم سیاسی مقاصد ہیں اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے۔

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے بارے میں ان کے بعض اقوال:

یہ لوگ ان کو مجرم، قاتل اور کافر کہتے ہیں۔ [1] اور کہا مسلمانوں کی زبانی یہ شخص ملعون ہے۔ [2]

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر اور آپ پر درود وسلام بھیجنے سے ناراض ہوتا تھا اور وہ اس شخص کے بارے میں جو اذان کے بعد آپ پر جہری درود بھیجتا تھا۔ کہتا تھا کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے حقیقی ماں کے ساتھ زنا کیا ہے۔ [3]

---

[1] مجله منار الهدیٰ: ۳/۳۴، ۳۱/۱۶

[2] منار الهدیٰ: ۵۷/۲۹

[3] منار الهدیٰ: ۱۴، پھلی سائیڈ، اظهار العقیدة السینة: ۲۴۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ دجال ہے اور علماء کا قاتل ہے۔ ❶

وہ بعض لوگوں کے سامنے نبوت کا دعویٰ کرتا تھا۔ ❷ برطانوی جاسوس (ھمفر) کے ساتھ اس کے مضبوط تعلقات تھے۔ ❸

پھر انھوں نے کہا: ہم تمھیں وہ حکایات بیان کریں گے جو ہندوستانی مسلمان محمد بن عبدالوہاب کی بے شرمی کے متعلق بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اسے بواسیر کا مرض لاحق ہو گیا اور اس نے اپنا ڈنڈا اپنی دبر میں داخل کیا تب جا کر اسے کچھ سکون حاصل ہوا تو کہا: میرا یہ ڈنڈا محمد سے بہتر ہے۔ ❹ اس لیے ہندوستان (مالیبار) میں مسلمان اسے (ڈنڈا ضبط) کہتے ہیں۔ ❺

انھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ وہابی رسول اللہ ﷺ سے شدید کراہت رکھتے ہیں اس لیے وہ اپنی کتابوں میں آپ کے نام کے ساتھ (صلعم) لکھتے ہیں تاکہ آپ تک درود نہ پہنچے۔ درحقیقت یہ شخص تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے ایسا کہہ رہا ہے ورنہ اس کے اپنے مشائخ نقشبندیہ کی کتابوں میں (صلعم) لکھا ہوتا ہے۔ جیسا کہ سرہندی کی کتاب مکتوبات کے حاشیہ میں موجود ہے۔ کتاب کا نام (رسالة الرحمة الهابطة فی ذكر اسم الذات و تحقيق الرابطة) ص:٦٨

اس عنوان (احذروا الوہابیہ۔۔۔ وہابیوں سے بچو) کے تحت انھوں نے کہا: وہابی کلمہ (لا الہ الا اللہ) کو بھی ناپسند کرتے ہیں، اس کے خلاف جنگ کرتے ہیں یہ لوگ (لا الہ الا اللہ) کے مخالف ہیں، جشن عید میلاد النبی ﷺ کے خلاف ہیں۔ معراج کو نہیں مانتے۔ تسبیح کا استعمال بھی صحیح نہیں سمجھتے۔ مگر یہود و نصاریٰ کے ساتھ متفق ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا پھر تھک گیا۔ پھر آرام کیا۔ اور وہ آسمان میں ساکن ہے اور عرش پر بیٹھا ہے۔

یہ یہودیوں کے پیروکار ہیں اور ان کا ہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے اور اس نے محمد ﷺ کو بھی عرش پر بٹھایا اور یہ کہ اس نے جب زمین و آسمان کو بنایا تو وہ تھک گیا اور آرام کیا۔ ❻

❀ یہ لوگ حقیقت میں یہودیوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ کا معنی استولیٰ ہے۔ یعنی اس نے عرش پر قبضہ کیا اس کے بعد وہ اس کی قوت سے خارج تھا۔ تمھارے اور یہودیوں کے درمیان فرق صرف یہ ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف قوت کے بعد ضعف اور تم نے اس کی طرف ضعف کے بعد قوت کی نسبت کی ہے۔

---

❶ منار الهدیٰ: ٣٦/٣
❷ منار الهدیٰ: ٤٥/٧
❸ منار الهدیٰ: ٦٢/٢٩
❹ منار الهدیٰ: ٦١/٢٩
❺ منار الهدیٰ: ٦١/٢٩
❻ منار الهدیٰ: ٣٤/٢٣، ٢٢/٢٦، ٦١/٢٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبکہ ہم نے تو وہی بات کی جو مجاہد رحمہ اللہ نے کی ہے۔ صحیح بخاری، کتاب التوحید میں ((ثم استویٰ)) کی تفسیر۔ بلند ہوا اور اوپر چڑھا سے کی گئی ہے۔ ہم تمھیں چیلنج دیتے ہیں کہ وہابیہ کے کلام سے ثابت کرو کہ انھوں نے کہیں کہا ہو کہ (اللہ تعالیٰ تھک گیا اور آرام کیا۔ ((جیسا کہ یہودیوں نے یہ کلمہ کفر کہا ہے۔))

ان متعصب لوگوں نے غزالی کے اس قول سے چشم پوشی کی ہے: ''جو کچھ جیسا ہے اس سے افضل کا امکان نہ تھا۔'' ❶ اس قول میں اللہ تعالیٰ کی طرف عاجزی اور اس کی قوت کی حد بندی کی نسبت ہے۔

حبشی کا دعویٰ ہے کہ ''وہابیوں نے عبداللہ عمر (رضی اللہ عنہ) پر کفر کا فتویٰ لگایا ❷ ہے۔ ہم نے بہت دفعہ طلب کیا کہ وہ اس قول کو وہابیوں کی کتب سے پیش کرے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔

اس کا دعویٰ ہے کہ وہابیہ کے نزدیک ''ابوجہل اور ابولہب کا عقیدہ توحید ان مسلمانوں سے زیادہ مضبوط ہے جو (لا الہ الا اللہ) کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ پر اس شخص کے قتل کا انکار کیا تھا جس نے (لا الہ الا اللہ) کہا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تو نے اسے (لا الہ الا اللہ) کہنے کے بعد بھی قتل کر دیا تھا۔

لیکن حدیث سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص (لا الہ الا اللہ) کہے تو اس کا خون محفوظ ہے مگر یہ کہ وہ کوئی ایسا کام کرے جو اس کے تقاضوں کے مخالف ہو اور آیت کریمہ بھی ایسے شخص سے ہاتھ روک لینے کا حکم دیتی ہے حتی کہ وہ کوئی ایسا کام کرے جو اس کے تقاضوں کے خلاف ہو۔

ہم نے تم لوگوں پر شرک اور (لا الہ الا اللہ) کی مخالفت کا حکم اس وقت تک نہیں لگایا جب تک تم سے یہ ثابت نہیں ہو گیا کہ تم نے غیر اللہ سے دعائیں کی۔ مدد طلب کی اور شیعہ و باطنیہ کے عقائد کی موافقت کی ہے۔

جو الزام تم وہابیہ پر لگاتے ہو کہ وہ فقط (یا محمد) یا پھر (یا علی) کہنے پر اہل السنۃ اور شیعہ کو کافر قرار دیتے ہیں اور حبشی کے مطابق اسے وہ غیر اللہ کی عبادت شمار کرتے ہیں۔ ❸ تو تمھارا یہ موقف تمھارے کبار صوفیاء کے موقف کے ہی خلاف ہے۔ امام سرہندی نقشبندی کے مکتوب نمبر ۵۴ میں ہے کہ ''بدعتی کی صحبت میں بیٹھنا کافر کی صحبت میں بیٹھنے سے کہیں زیادہ نقصان دہ ہے اور سب سے زیادہ بُرا بدعتی فرقہ شیعہ کا ہے۔'' ❹

ان کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ وہابیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لیے آنے والے حجاج سے کہتے ہیں کہ یہاں تو فقط ایک مردہ ہے اور ہڈیاں ہیں تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ ❺

---

❶ احیاء علوم الدین: ٢٥٨/٤، ٣٥/١٥
❷ منار الهدیٰ: ٣٥/٢٧
❸ منار الهدیٰ: ١١/٢٩
❹ المکتوبات الربانیة: ٦٨
❺ منار الهدیٰ: ٣٧/٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے سردار نزار حلبی نے دعویٰ کیا ہے کہ ''یہ میرا ڈنڈا محمد (ﷺ) سے بہتر ہے کیونکہ یہ سانپ، بچھو مارنے کے کام آتا ہے جبکہ محمد (ﷺ) تو فوت ہو گئے ان سے اب کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا۔ ❶

حبشی جزیرۃ العرب کے علماء کو (نجدی جانور) کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔

یہ اس فرقہ کے اخلاق کی چند مثالیں ہیں جو علمائے امت پر سب وشتم، طعن وتشنیع اور گالی گلوچ کرتے رہتے ہیں جبکہ ان لوگوں کی دوستیاں کافروں کے ساتھ ہیں۔

تکفیر کی تہمت:

احباش کا دعویٰ ہے (اپنے پیش رؤوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے) کہ وہابیوں نے وہ تمام آیات جو مشرکین کے حالات بیان کرتی ہیں اٹھا کر مسلمان موحدین پر لاگو کر دی ہیں۔

یہ تہمت تو خود احباش پر بھی لازم آتی ہے کہ انھوں نے خوارج سے متعلقہ تمام نصوص نجد و یمامہ کے مسلمانوں پر مکرو فریب کے ذریعے لاگو کر دی ہیں۔ اس علمی بحث میں اس مکروفریب کو واضح کیا جائے گا۔ تم لوگوں نے اہل نجد و یمامہ کا نام ایسے ہی خوارج رکھا ہے جیسے قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کا نام (الصابئۃ) (بے دین) رکھا تھا۔

ان کا دعویٰ تھا کہ آپ اور ان کے ساتھی اپنے آباء واجداد کے دین سے خارج ہونے والے ہیں۔

جو شخص قبر کا طواف کرتا ہو اور فوت شدگان سے ایسی امیدیں لگاتا ہو جو اللہ تعالیٰ سے بھی نہ لگاتا ہو تو اسے موحد مسلمان کہا جائے یہ بات ہرگز تسلیم نہیں کی جا سکتی ہے۔ ہم اس کے باوجود اسے کافر نہیں کہتے ہاں اگر کسی پر حجت قائم ہو جائے اور اس کی جہالت دور ہو جائے، اس کے باوجود اگر وہ اصرار کرے اور اپنی ضد پر قائم رہے تو اس پر حکم لگے گا۔

جبکہ ہمارے مخالفین چھوٹی چھوٹی باتوں پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ حبشی نے اس عبارت کا اقرار کیا ہے جو (الدر المختار) میں ہے کہ: ''جس نے چوری شدہ بکری پر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا تو وہ مرتد ہے۔'' ❷ حالانکہ وہ (لا الہ الا اللہ) پڑھتا ہے مگر وہ چوری جیسے جرم کا ارتکاب کر بیٹھا ہے۔

شاید یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ قرآن مجید جو مشرکین کے احوال بیان کرتا ہے وہ پہلے مشرکین کی ذات کے خاص ہے اور جو کوئی بعد میں ان جیسے کام کرے تو اس کے ساتھ ان احکام کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ گویا کہ جو شخص مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا اور مذہب کے خانہ میں اسلام لکھ دیا گیا تو اس کے لیے شرک کا ارتکاب اور توحید کے منافی تمام امور جائز ہو جاتے ہیں؟ یعنی جب وہ کلمہ توحید زبان سے ادا کر رہا ہے تو اس کے دل میں جو آئے کر سکتا ہے۔ کہ کلمہ توحید کے اقرار کے بعد کوئی شرکیہ عمل نقصان دہ نہیں ہو گا۔

---

❶ منار الھدیٰ: ۴۵/۷ ❷ صریح البیان: ۱۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مشرکین کے قصے اس لیے بیان کیے ہیں کہ ہم ان سے عبرت پکڑیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (یوسف: ۱۱۱)

''بلاشبہ یقیناً ان کے بیان میں عقلوں والوں کے لیے ہمیشہ سے ایک عبرت ہے۔''

آج ہم اس حقیقت کو دہرانا نہیں چاہتے جس میں وہ کل واقع ہوئے تھے کیونکہ اگر ہم ان کو فعل میں ان کے ساتھ تشبیہ دیں تو پھر حکم میں بھی مشابہت ہوگی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے اس وقت فرمایا تھا جب انھوں نے کہا تھا ہمارے لیے بھی (ذات انواط) درخت مقرر کر دیں (جس پر کپڑے اور دھاگے حاجات کی برآوری کے لیے باندھیں جائیں) تو آپ نے فرمایا: تم نے تو وہی بات کر دی جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھی۔

﴿قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَل لَّنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ﴾ (الاعراف: ۱۳۸)

''کہنے لگے اے موسیٰ! ہمارے لیے کوئی معبود بنا دے، جیسے ان کے کچھ معبود ہیں؟''

اس آیت کریمہ کو آپ نے ان لوگوں کے ساتھ خاص نہیں کیا جن کے لیے اتری تھی۔

ہم نے مشرکین سے متعلقہ آیات ان لوگوں پر لاگو کی ہیں جو اس امت میں سے ان کی موافقت کرتے ہیں۔ اس امت کے نبی محمد ﷺ نے خبر دی کہ ان کی امت کے بعض قبائل مشرکوں کے ساتھ جا ملیں گے اور بتوں کی پوجا کریں گے۔ آپ نے امت کو یہود و نصاریٰ کی طرح قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے ڈرایا ہے۔

آپ اللہ سے دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنائے، اس سے پتہ چلتا ہے مشرکین اور اہل کتاب نے اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔

کیا یمامہ کا نجد (شیطان کے سینگ ہیں):

احباش اور دیگر تمام مذاہب باطلہ جن کی بدعات و خرافات پر محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت نے کاری ضرب لگائی ہے، کی عادت ہے کہ وہ لوگوں کو وہابیوں سے یہ کہہ کر نفرت دلاتے رہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نجد یمامہ (الریاض) سے شیطان کے سینگ (فتنے) ظاہر ہوں گے۔ ❶

اس کا جواب ہم مندرجہ ذیل نکات سے دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کفر کا مرکز مشرق کی طرف ہے۔ ❷

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا فتنہ یہاں ہے اور آپ اپنے دست مبارک سے مشرق کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ ❸

❶ منار الهدىٰ: ٤٤/٧ ❷ بخاری: ۳۳۰۱ ❸ مسلم: ۲۹۰۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سالم بن عبداللہ بن عمر نے فرمایا: اے اہل عراق! میں تم سے چھوٹے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھتا اور نہ ہی یہ پوچھتا ہوں کہ تم کو بڑے گناہوں پر کس چیز نے ابھارا؟ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''یقیناً فتنہ یہاں سے آئے گا اور آپ نے اپنے دست مبارک سے مشرق کی طرف اشارہ کیا جہاں سے شیطان کے سینگ طلوع ہونگے۔'' ❶

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مسیلمہ کذاب سے جنگ کی اور اس کو (جنگ یمامہ) کا نام دیا مگر اس کے باوجود انھوں نے (نجد میں شیطان کے سینگ) والی حدیث کو اس پر لاگو نہیں کیا۔ وہ اس روایت کو عراق سے متعلق ہی سمجھتے تھے کیونکہ اس کے دلائل واضح ہیں۔

حبشی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: ''شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرہ عرب میں نمازی اس کی عبادت کریں لیکن وہ ان میں فساد کرائے گا۔'' اس نے کہا: اس امت میں شرک واقع نہیں ہوگا جبکہ وہ ہر روز (لا الہ الا اللہ) کہتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں نجد تو پھر (شیطان کے سینگ) کا علاقہ نہیں ہو سکتا کیونکہ نجد جزیزہ عرب میں واقع ہے جس سے شیطان ناامید ہو چکا ہے کہ اس میں اس کی عبادت کی جائے؟ یہ کیسا تناقض ہے؟

❀ حبشی اس بات کا بھی اقرار کر چکا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کوئی نئی چیز لے کر نہیں آئے بلکہ انھوں نے اپنے عقائد ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم کی کتب سے حاصل کیے ہیں اس کے اس اعتراف کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں، اگر ہمارا منہج ان لوگوں جیسا ہوتا تو ہم ان کے خلاف اس حدیث سے استدلال کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے یمن اور شام میں برکت عطا فرما۔'' محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر انحصار کیا ہے۔ وہ شامی ہیں انھوں نے اپنے علم وفقہ سے دنیا کو متاثر کیا۔ ان کے فکر اور دعوت کے آثار آج بھی جاری ہیں، ابن تیمیہ رحمہ اللہ شامی ہیں اور شام کے لیے نبی ﷺ نے دعا کی ہے اور وہ آپ کی دعا کا ثمر ہیں لیکن ہم تمھاری طرح دلائل بیان نہیں کرتے۔

ایک واضح ترین نص میں ذکر ہے کہ فتنوں کی سرزمین عراق ہے۔ ابی نعیم نے ''الحلیۃ'' میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ ہمارے مد اور صاع (وزن کے پیمانے) میں برکت عطا فرما۔ (تین دفعہ) ایک آدمی عرض کرنے لگا اور ہمارے عراق میں بھی ہمارے عراق میں بھی۔ ❷

---

❶ مسلم: ۲۹۰۵

❷ یہ دوسری روایت اس کی تفسیر اور وضاحت ہے جس میں ہمارے نجد میں کے الفاظ ہیں۔ مسند احمد: ۱۱۸/۲، طبرانی الکبیر: ۲۰۱/۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''وہاں سے زلزلے، فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کے سینگ نکلیں گے۔''❶
طبرانی کی (الأوسط) میں ذکر کردہ ایک روایت کے مطابق: ((وفی مشرقنا۔۔۔ اور ہمارے مشرق میں)) کے لفظ ہیں تو آپ نے فرمایا:''وہاں شیطان کے سینگ ہوں گے۔ پھر انھوں نے روایت نقل کی کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ عراق جانے لگے تو ان کو کعب الأحبار نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! وہاں نہ جائیے کیونکہ وہاں جادو کے دس حصوں میں سے نو حصے ہیں، وہاں شریر اور خبیث جن اور لا علاج بیماری ہے۔''❷

اب دیکھو! مدینہ منورہ سے مشرق کی جانب الریاض ہے یا پھر عراق ہے؟ پھر سالم بن عبداللہ بن عمر نے اہل عراق کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کیوں یاد دلائی؟ کیا یہ دلیل نہیں ہے کہ ان لوگوں نے حدیث کے معانی تبدیل کر دیئے ہیں اور اس سمت کو تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے، تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ اشعری کی دعوت وہاں سے نکلی ہے جہاں سے شیطان کے سینگ طلوع ہونے کا تعین کیا گیا ہے۔

خطابی نے کہا: یہ نجد مشرق کی طرف ہے۔ جس کا نجد عراق کے آس پاس کے صحرا ہیں جو اہل مشرق کی سمت ہے۔❸

❀ یسیر بن عمرو سے روایت ہے کہ میں نے سہل بن حنیف سے سوال کیا کہ کیا تم نے خوارج کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے سنا ہے: پھر انھوں نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہاں سے ایک جماعت نکلے گی جو اپنی زبانوں سے قرآن پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔❹

یہ بات مسلم ہے کہ جنگ صفین اور جنگ جمل نجد (الریاض) میں نہیں ہوئی ہیں اور اسی طرح خوارج کا ظہور بھی یہاں سے نہیں ہوا بلکہ حروراء سے ہوا جو عراق کی سمت اور علاقہ ہے۔

بخاری رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق یسیر بن عمرو نے سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم نے خوارج کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ وہ اپنے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔''وہاں سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے مگر یہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ اسلام سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔''❺

---

❶ الکبیر للطبرانی: ١٣٤٢٢، الحلیة: ١٣٣/٦۔ تاریخ دمشق، البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس کی سند شیخین کی شروط کے مطابق صحیح ہے۔ السلسلة الصحیحة: ٢٢٤٦، ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا اس کے رواۃ ثقاۃ ہیں۔
❷ الموطا للمالك: ٩٧٥/٢، الحلیة: ٢٣/٦، اتحاف السادة المتقین: ٦٧١/٩
❸ فتح الباری: ٤٧/١٣
❹ ابن ابی شیبه (السنة) ٤٤٠/٢
❺ بخاری: ٦٩٣٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسند احمد ۳/۴۸۶ میں ایسی ہی روایت مذکور ہے۔

مسلم کی روایت سے بھی اس کو تقویت ملتی ہے کہ فتنہ کی سرزمین مشرق ہے۔ فرمایا: ''مشرق سے ایک قوم نکلے گی جن کے سر منڈے ہوں گے۔'' ❶

احادیث نجد سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیا مفہوم مراد لیا؟

نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: یہ کائنات کے بدترین لوگ ہونگے اور ان کی علامت سر منڈانا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا: مشرق کی جانب سے ایک قوم نکلے گی جنھوں نے اپنے سر منڈائے ہوں گے۔ ❷

ان کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا موقف یہ ہے کہ یہ خوارج ہیں، سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے خوارج کے متعلق کچھ سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: سنا ہے: ''اور انھوں نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔'' یہاں سے ایک قوم نکلے گی جو اپنی زبانوں سے قرآن کی تلاوت کریں گے مگر یہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔'' ❸

نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو ان لوگوں سے لڑنے اور ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ اگر وہ ان لوگوں کو پالیں تو انھیں قوم عاد اور ارم کی طرح قتل کر دیں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا اور میں ان کے ساتھ تھا۔ ❹

اس حدیث سے صحابہ کرام نے خوارج مراد لیے ہیں اور انھوں نے ان لوگوں سے قتال کر کے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو عملی جامہ پہنایا۔ ان کی یہ لڑائی ان لوگوں سے مشرق کی جانب تھی جس طرف رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔ اور انھوں نے مشرق سے مراد عراق ہی لیا ہے جیسا کہ ان کی زبانی یہ واضح ہے۔

شارحین حدیث کا فہم وشعور:

بخاری میں ہے: ''کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے جو قرآن تو پڑھیں گے مگر یہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔'' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کتاب الفتن میں گذر چکا ہے کہ اس سے مراد خوارج ہیں۔'' ہم اس حدیث کا ذکر جس میں ہے۔ پوچھا گیا: ان کی نشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ان کی نشانی سر منڈانا ہے۔'' حافظ کہتے ہیں: کرمانی نے کہا: خوارج نے سر منڈانے کو بطور علامت اختیار کیا ہے، یہ ان کا شعار بن چکا ہے جس کے ذریعے وہ پہچان لیے جاتے ہیں۔ ❺

---

❶ مسلم: ١٠٦٨
❷ مسلم: ٢/٧٥٠، نمبر ١٠٦٨
❸ مسلم: ٢/٧٥٠، نمبر ١٠٦٨
❹ مسلم: ٢/٧٤٥، نمبر ١٠٦٤
❺ فتح الباری: ١٣/٥٣٦١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے سر منڈانا محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اور ان کے پیروکاروں کا شعار نہیں ہے۔

کرمانی نے بخاری کی شرح میں کہا: ''نجد سے مراد'' تہامہ سے عراق تک اونچی زمین کا نام ہے۔ ❶

❀ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس پر دلیل ذکر کی ہے کہ یہاں نجد سے مراد عراق ہے خاص طور پر جب عراق مدینہ سے مشرق کی طرف واقع ہے جیسا کہ حدیث میں بھی واضح ہے لہٰذا جو کچھ نص میں ہے اس کو لے لو۔

خطابی اور داؤدی نے بھی نص بیان کی ہے یہاں نجد سے مراد عراق ہے۔ ❷ عراق اسی سمت ہے جس طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا اور یہی مفہوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مراد لیا ہے اور اس حدیث (نجد شیطان کے سینگ) کے شارحین نے بھی خوارج عراق مراد لیے ہیں لیکن جو بات تم نے سمجھی ہے وہ تمھارے سلف میں سے بھی کسی اشاعرہ نے نہیں کہی ہے جیسا کہ سبکی وغیرہ، تمھارے قدماء مفسرین نے اس حدیث کی یہ شرح بیان نہیں کی ہے۔ ہم نے عراق کا صریح لفظ بخاری اور اس کے شارح حافظ سے ذکر کیا ہے۔ ❸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی تمیم کی تعریف کرنا:

اگر احباش دلیل پکڑتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکہ اشعری قبیلہ کی تعریف کی ہے لہٰذا ابوالحسن اشعری کا عقیدہ اپنانا لازم ہے اور یہ اس شخص کی ہی بعینہ تعریف ہے تو پھر یاد رکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی تمیم کی بھی تعریف کی ہے اور محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا تعلق قبیلہ بنی تمیم سے ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس وقت سے بنی تمیم سے محبت رکھتا ہوں جب سے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے تین باتیں ان کے بارے میں سنی ہیں۔ ''وہ میری امت میں سے دجال کے لیے سب سے سخت ترین ہیں۔'' ایک دفعہ بنی تمیم کے صدقات آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔ اور ان کے قبیلہ کی ایک لونڈی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ نے فرمایا: اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔ ❹

میں کہتا ہوں: موجود دور میں یہ قبیلہ اہل بدعت اور اہل شرک کے لیے پوری دنیا میں سب سے زیادہ سخت واقع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے سبب جزیرہ العرب جو کہ اسلام کا بنیادی قلعہ ہے۔ کو شرک و بدعت، کاہنوں، تصوف کے دجالوں اور اس کے تمام گمراہ کن راستوں، بدعت کی تمام اقسام اور تمام صورتوں سے پاک وصاف کیا جو کہ آج مسلمانوں کی ذلت، پستی اور ہلاکت کا بنیادی سبب اس قبیلہ نے عالم شام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتب کو چھپوا کر تقسیم کیا۔

---

❶ بخاری مع شرح الکرمانی: ٢٤/١٦٨

❷ فتح الباری: ١٣/٤٧

❸ یہ وہی قبیلہ ہے بنی حنیفہ جس نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معیت میں مسیلمہ سے جنگ کی اور بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔

❹ بخاری: ٢٥٤٣، ٢/٢١٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے یہ روایت فقط الزامی جواب کے طور پر ذکر کی ہیں کیونکہ یہ ان لوگوں کا طریقہ ہے ورنہ یہ روایات بنی تمیم قبیلہ کی مدح سرائی میں ہیں جبکہ ہر ایک فرد کی تعریف کے لیے نہیں۔ اسی طرح اس کے برعکس بھی یہی معاملہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اہل یمن کی مدح اور تعریف کی ہے جبکہ اسود عنسی اہل یمن کے کبار طاغوتوں میں سے ایک ہے جس نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا ہے۔

حالات و واقعات بہترین گواہ ہیں:

حالات و واقعات گواہ ہیں کہ فتنوں کی آماجگاہ سرزمین عراق ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ عالم اسلام جتنے بھی فتنوں سے اس وقت دوچار ہے سب کے سب عراق سے ہی پیدا ہوئے ہیں۔ چند کا ذکر ذیل میں ملاحظہ کریں:

۱۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش عراق میں کی گئی۔

۲۔ جنگ جمل عراق میں ہوئی۔

۳۔ علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں شہید کیا گیا۔

۴۔ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل وعیال کو کوفہ میں بے دردی سے شہید کیا گیا۔

۵۔ جنگ صفین علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوئی۔

۶۔ حجاج بن یوسف کا فتنہ، کثرت قتل اور بہت سی لڑائیاں اس کے دور میں ہوئی ہیں۔

۷۔ خوارج کا ظہور جو بعد میں کئی فرقوں کی صورت میں نمودار ہوئے۔

۸۔ مختار بن ابوعبید کا ظہور عراق سے ہوا۔

۹۔ فلاسفہ اور یونانی فلسفہ کی کتب کا ترجمہ عراق میں ہوا۔

۱۰۔ علم کلام سے متعلقہ کتب کا ترجمہ

۱۱۔ معتزلہ اور ان کے تمام فرقوں کا ظہور

۱۲۔ شیعہ، رافضیوں اور ان کے تمام فرقوں کا ظہور

۱۳۔ قدریہ، جبریہ فرقوں کا ظہور

۱۴۔ صوفیاء، ان کے تمام فرقے اور تمام طرق کا ظہور

ان حالات میں تمھارا یہ دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کہ جس نجد کی مذمت کی گئی ہے وہ نجد یمامہ (الریاض) ہے۔ ہم بھی وہی نجد مراد لیں گے جو سہیل بن حنیف نے بعینہ مراد لیا ہے۔ انھوں نے کہا: (آپ نے اپنے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا) اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی مفہوم مراد لیا ہے۔ خطابی، حافظ ابن حجر اور امت کے جید علماء نے بھی عراق ہی مراد لیا ہے۔ بتاؤ ہم ان کبار لوگوں کی رائے کو مسترد کر کے ایسے لوگوں کی گواہی کیوں قبول کریں جن کا تعصب واضح ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے امت کے سلف اور آئمہ کے خلاف خود ساختہ مفہوم بیان کیا ہے؟

❁ اے مسلمان بھائی! ہم تمھیں وہی بات کہتے ہیں جو بعض دفعہ تو کسی ایسے غیر مسلم کو کہتا ہے جس نے اسلام پر لگنے والے ہر باطل الزام کی تصدیق کر رکھی ہو۔ تو اسے کہے گا۔ اے بھائی! اگر تو نے اسلام کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنا ہیں تو قرآن وحدیث کا مطالعہ کرو اور لوگوں کی بیان کردہ سنی سنائی باتوں پر یقین نہ کرو۔

❁ اے مسلمان بھائی! ہم آپ کو یہ کہتے ہیں تمھیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ معاملہ کی تصدیق کرو اور جو کچھ اس جماعت (وہابیہ) کے بارے میں اہل باطل نے مشہور کر رکھا ہے اس کی حقیقت کو پہچانو۔ اور ان لوگوں کے بارے میں احباش نے جو جھوٹ بولے ہیں اور جو تہمتیں لگائی ہیں ان کا جائزہ لو۔ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے بہت سی کتب تصنیف کی ہیں جن سے ان کا عقیدہ واضح ہے۔ ان کتب میں سب سے اہم نام ''کتاب التوحید'' ہے جسے پڑھ کر ہزاروں لوگوں نے محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے متعلق اپنی رائے تبدیل کی ہے۔

بروز قیامت یہ عذر قابل قبول نہیں ہوگا کہ ان کے بارے میں فلاں فلاں باتیں مشہور تھیں اور تو نے ان پر یقین کر لیا۔ انصاف پسند شخص فریقین کی بات سنتا ہے اور بعد میں فیصلہ کرتا ہے۔ وہ ایک فریق کی بات سن کر کسی نتیجہ پر نہیں پہنچتا۔ احباش کی کتب اور مضامین سب وشتم اور گالیوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ایسا انداز تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کے لیے بھی اختیار نہیں کیا ہے۔

اے قاری! غور سے سنو یہ لوگ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے متعلق کیا کہہ رہے ہیں؟

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے متعلق احباش کے اقوال:

انھوں نے ان پر تہمت لگائی کہ وہ مجرم، قاتل اور کافر ہے۔ [1] وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر ہی ناراض ہو جاتا تھا اور ان پر درود وسلام کو ناپسند کرتا تھا۔ وہ اس شخص کے بارے میں جو اذان کے بعد جہری درود پڑھتا تھا کہتا کہ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی نے اس کی ماں سے زنا کیا۔ [2]

جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جہری درود بھیجتا خاص طور پر اذان کے بعد تو وہ اس کے قتل کے احکام جاری کر دیتا تھا کیونکہ وہ اسے شرک اور کفر قرار دیتا تھا۔ وہابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لیے آنے والے حجاج سے کہتے تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ یہاں مردہ لاش اور ہڈیوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ [3] ان کے ایک سردار نزار حلبی نے دعویٰ کیا کہ ایک وہابی کہتا تھا۔ میرا یہ ڈنڈا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہتر ہے۔ کیونکہ یہ سانپ کو مارنے کے کام آتا ہے جبکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو مر چکے ہیں اب ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ [4]

---

❶ منار الهدیٰ: ٣، ص: ٣٤ ❷ اظهار العقيده السنية: ٢٤٠، كيسٹ ٤ (أ) (٤٤١)

❸ منار الهدیٰ: ٣٧/٧ ❹ منار الهدیٰ: ٤٥/٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر انصاف پسند شخص یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ ان لوگوں نے ایسے بڑے بڑے الزام تو لگائے مگر محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی کسی کتاب سے اپنے دعویٰ پر دلیل ذکر نہیں کی۔ کسی کتاب کا کوئی مقام بطور دلیل پیش نہیں کیا۔ ان کی دلیل محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے دشمنوں اور مخالفین کا کلام ہے جیسا کہ محمد بن زینی دحلان ہے، یہ شخص اہل غلو میں شامل ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ازلی اور قدیم ہونے کا قائل تھا۔ اہل بدعت کی عدالت جھوٹ وظلم پر قائم ہے جس میں عدل وانصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

اسلام دین عدل ہے:

اسلام عدل وانصاف والا دین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا﴾ (الانعام: ۱۵۲)

''اور جب بات کرو تو انصاف کرو۔''

اور فرمایا:

﴿كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ (المائدۃ: ۸)

''اللہ کی خاطر خوب قائم رہنے والے، انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمھیں ہرگز اس بات کا مجرم نہ بنا دے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔''

لیکن آج اسلام کے ماننے والوں کے رویہ پر افسوس ہے جو عدل وانصاف سے کام نہیں لیتے بلکہ ادھر ادھر کی جھوٹی اور بے دلیل باتوں کو سنتے ہیں، ان پر یقین کرتے ہیں اور پھر وہ بعض لوگوں پر ان کے مخالفین کی ایسی بے سند باتوں کو دلیل بنا کر حکم لگاتے اور فیصلہ کرتے ہیں۔ احباش نے محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے متعلق جتنی باتیں کی ہیں۔ وہ بغیر ثبوت کے ہیں۔ ان کی کتابوں سے کوئی حوالہ ذکر نہیں کیا بلکہ ان جھوٹی باتوں اور بے بنیاد دعووں پر یقین کیا ہے جو ان کے مخالفین نے مشہور کر رکھی ہیں۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اہل نجد (الریاض) کی مذمت کی ہے۔

یہ ظلم ناانصافی اور نفرت کی انتہاء ہے۔ ان کی خبر کون قبول کرے جبکہ ان لوگوں نے ظلم کی موافقت کی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کر دے۔ [1]

یہ زبان جو جھگڑے میں انتہائی سخت ہے، وہی ظالموں اور بدعتوں کے لیے انتہائی نرم اور دن رات ان کی مدح سرائی کرنے والی ہے۔ یہ خائن زبان ہے جس کی گواہی کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ خیانت شہادت (گواہی) کو باطل

[1] مسلم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کر دیتی ہے۔

محمد رشید رضا نے کہا: [1] ''ہم بچپن میں (دحلان کے رسالہ سے) وہابیوں کے بارے میں ذکر کی گئی باتیں سنا کرتے تھے۔ اس طرح دیگر مجلّات، کتب، اپنے مشائخ اور اپنے آباء واجداد سے ان کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی تھیں لہٰذا ہم یہ یقین رکھتے تھے کہ عثمانی سلطنت دین کی حامی ہے۔ اسی لیے وہ اس جماعت سے قتال کر رہی ہے اور ان کی طاقت کو ختم کر رہی ہے۔ میں اس گروہ کی حقیقت کو نہیں جانتا تھا حتی کہ میں نے مصر کی طرف ہجرت کی اور وہاں ''تاریخ الجبرتی'' اور ''تاریخ الاستقصا فی أخبار المغرب الأقصی'' پڑھی تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ لوگ اسلام کی ہدایت پر عمل پیرا ہیں جبکہ ان کے مخالفین غلطی پر ہیں اور میرا یہ یقین اس وقت مزید پختہ ہو گیا جب اس جماعت کے متعلق جاننے والوں سے مجلس ہوئی۔۔۔۔

محمد درنیقہ نے ایک مقالہ لکھا جس کا نام ''السید محمد رشید رضا: اصلاحاته الاجتماعية والدينية'' [2] لکھا جس پر انھیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی گئی۔ اس کا مؤلف وہابی نہیں ہے بلکہ وہ تصوف کی طرف مائل ہے۔ اس نے اپنی کتاب ''الطرق الصوفية ورجالاتها فی طرابلس'' میں صوفیاء کے ان سلاسل اور ان کے مشائخ کی خوب مدح سرائی کی ہے۔

اگرچہ مؤلف صوفیت کی طرف مائل ہے مگر اس نے وہابیہ کے بارے میں انصاف سے کام لیا ہے۔ اس نے الشیخ محمد رشید رضا کی طرف سے محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت کی عظمت کا اعتراف کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ دعوت ایک اصلاحی کوشش تھی اور اس نے ان شرکیہ اعمال و بدعات پر کاری ضرب لگائی ہے جو عثمانی دور حکومت میں وجود میں آ چکے تھے۔ جن کی بنیاد پر مسلمانوں کی ہیبت ختم ہو کر رہ گئی اور وہ اللہ تعالیٰ کی توحید چھوڑنے کی وجہ سے ترقی سے تنزلی کی طرف محو سفر ہوئے جس کا انجام اسلامی حکومت کے خاتمہ کی صورت میں سامنے آیا۔ اس موضوع پر مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے سید محمود درنیقہ کی کتاب کی فصل (الوہابیۃ) ص ۱۶۳ کا مطالعہ کیجیے۔

زرکلی نے اپنی کتاب (الأعلام) میں کہا کہ محمد بن عبدالوہاب جزیرہ العرب میں نمودار ہونے والی ایک جدید دینی و اصلاحی تحریک کے سربراہ ہیں انھوں نے سلف صالحین کے منہج کو زندہ کیا، وہ لوگوں کو توحید خالص کی طرف بلانے والے تھے، انھوں نے بدعات پر کاری ضرب لگائی اور توہم پرستی کا خاتمہ کر دیا۔ ان کی دعوت عالم اسلام کے اندر بیداری کی روح پھونکنے کے لیے پہلا شعلہ ثابت ہوئی۔ اس دعوت سے ہندوستان، مصر، عراق، شام وغیرہ میں اصلاح کا کام کرنے والے بہت سے رہنما متاثر ہوئے۔ ان کے مخالفین نے ان کا نام وہابی مشہور کر دیا۔ یہ نام یورپ میں بھی مشہور ہوا اور اس

---

[1] مقدمه صيانة الإنسان عن وساوس (دحلان) ص: ۸

[2] جریدہ المنار کے رئیس، تفسیر المنار کے مؤلف شیخ جمال الدین افغانی کی دعوت اور شیخ محمد عبدہ سے متاثر ہیں یہ کتاب دارالایمان نے نشر کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کئی اور اصطلاحات بھی داخل ہوگئیں۔ بعض لوگوں کو یہ غلطی لگی ہے کہ انھوں نے اس تحریک کو اسلام میں ایک نیا مذہب سمجھ لیا کیونکہ ان کے مخالفین نے ان کا تعارف ہی اسی انداز سے کرایا ہے۔ خاص طور پر وہ ترک (عثمانی) دعاۃ جن کا لقب خلفاء ہوتا تھا۔

اس طرح محمد کامل ظاہر کی کتاب "الدعوة الوهابية وأثرها فى الفكر الاسلامى الحديث" جسے دارالسلام بیروت نے شائع کیا ہے۔

اسی طرح کتاب "محمد بن عبدالوهاب مصلح مظلوم و مفترى عليه" مؤلف مسعود ندوی۔

اور "دعايات مكثفة ضد الشيخ محمد بن عبدالوهاب" مؤلف محمد منظور نعمانی ہندی۔

وہابی۔ نام کیوں؟

(الوہاب) اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کسی نام کو لے کر اس سے کسی فرقہ کا نام تراشے اور اسے ان کی توہین اور تنقیص کے لیے استعمال کرے۔ یہ بات ہر عاقل انسان سمجھ سکتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کا نام محمد تھا اور انھوں نے خود کبھی بھی اپنا نام عبدالوہاب یا پھر الوہاب نہیں رکھا۔ جیسا کہ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ جس شخص کا نام عبدالرحمن ہے اس کے نام سے وہ کسی فرقہ کا نام (الرحمانیون) رکھے اور ان کو تنقید کا نشانہ بنائے کیونکہ (الرحمان) اللہ تعالیٰ کا نام ہے ورنہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد (ٹیڑھی راہ) کرنے والا شمار ہوگا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام سے کسی جماعت یا فرقہ کا نام بنانا بھی صحیح نہیں ہے۔ ہاں یہ جائز ہے کہ تم ان کو نجدی یا تیمی کہو۔

تم لوگوں نے تو ہمیں محمد بن عبدالوہاب کی بجائے اللہ تعالیٰ (الوہاب) کی طرف منسوب کیا ہے جو ہمارے لیے شرف اور عظمت کی بات ہے جبکہ تم نے اپنے آپ کے متعلق کہا کہ (ہم صوفی ہیں) یہ لفظ (صوف ۔۔۔ بھیڑ کی کھال) سے نکلا ہے۔ تمھارے متعلق تو ابوحیان نحوی نے کہا:

> "اے اپنے آپ کو بھیڑ کی کھال سے ڈھانپنے والے۔ اور اے وہ شخص جو ہر فضل و دانائی سے خالی ہے۔ کیا تو اس بھیڑ کی کھال پر فخر کرتا ہے جو کل بھیڑ پر تھی اور آج مینڈھے پر ہے۔"

کوثری کا دعویٰ ہے کہ جہمیہ کے بارے میں یہ کہنا کہ ان کی نسبت جہم کی طرف ہے یہ درحقیقت برے القاب سے پکارنا ہے کیونکہ اس میں جہم کی عجیب انداز سے شہرت ہے تو پھر کوثری اور اس کے اصحاب کا اللہ تعالیٰ کے اسم (الوہاب) کے بارے میں کیا خیال ہے۔ وہ کیوں اہل نجد کو وہابی کہہ کر پکارتے ہیں؟ اے قاری! ایک غور طلب بات یہ ہے کہ کیا محمد بن عبدالوہاب اور ان کے اصحاب پر سب سے پہلے مسلمانوں نے لفظ (الوہابیۃ) چسپاں کیا ہے؟ میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں خصوصاً جب غیر مسلم پہلے سے ہی اس تحریک پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور اس کو بدنام کرنے کی کوشش میں ہیں۔ انھوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اس تحریک کے رد میں مستقل کتابیں لکھی ہیں؟

ان کتب میں کچھ درج ذیل ہیں:

(۱) پہلی کتاب کا نام (Histore Des Wahabis) (تاریخ الوہابیۃ) جو پیرس سے طبع ہوئی ہے اور یہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی وفات کے فقط اٹھارہ سال بعد شائع ہوئی ہے۔

(۲) دوسری کتاب (The Wahabis) (الوھابیون) جس کا مصنف قیس زویمر ہے۔ [1]

اس کی تائید زرکلی کے اس قول سے ہوتی ہے: ''اہل یورپ کے ہاں یہ نام مشہور ہوا ہے اور ان کی کئی اصطلاحات اس میں شامل ہوگئیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ اس نام کو مسلمانوں میں مشہور کرنے میں دشمنان اسلام کا بنیادی کردار ہے تاکہ خالص دعوت سے ان کو متنفر کیا جا سکے۔ اور ان کو شرک و بدعات چھوڑ کر سیدھے راستے کی طرف آنے سے روکا جا سکے۔ خاص طور پر ایسے وقت میں جب ہر طرف شرک و بدعات کا دور دورہ ہے اور مسلمانوں کی کثرت تعداد اس دلدل میں پھنس چکی ہے۔ مسلمانوں کا حال عبدالباسط فاخوری نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: اسلام کے نقطہ نظر سے دیکھیں تو عوام الناس کی اکثریت افراط وتفریط کا شکار ہے۔ انھوں نے دین حنیف کی تعلیمات کے خلاف بدعات وخرافات ایجاد کر ڈالی ہیں اور غلو (زیادتی) سے کام لیا ہے۔ اکثر مسلمان اولیاء پر اعتماد کرتے ہیں چاہے وہ زندہ ہوں یا فوت ہو گئے ہوں وہ یہ سمجھتے ہیں اولیاء کو کائنات میں تصرف کا اختیار ہے۔ ان کے ہاتھ میں نفع اور نقصان ہے۔ وہ انھیں ایسے القاب سے نوازتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں۔

الشیخ عبدالفتاح ابوغدۃ جو کہ کوثری کے شاگرد ہیں کہتے ہیں: محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ غیر متنازع طور پر دعوت کے امام ہیں، انھوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہے۔ انھوں نے اپنے علم و عمل اور زبان و قلم سے دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ میں نے تو ہر حال میں ان کے اندر فضل، علم، عمل اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کی تڑپ دیکھی ہے۔ دعوت الی اللہ کی اس تحریک نے اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے اور عقیدہ اسلامی کو شرک و بدعات اور خرافات سے پاک کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اس دعوت کے مبارک اثرات نشر علم اور علماء کی کثرت کی صورت میں سامنے آئے۔ اسی طرح ایسے علمی معاہدات وجود میں آئے جس کے انتہائی بہترین اور ثمر آور نتائج برآمد ہوئے ہیں جو کہ اسلام اور اہل اسلام کی نصرت میں بار آور ثابت ہوئے۔ [2]

---

[1] الإعلام: ٦/٢٥٧

[2] کلمات فی کشف أباطیل و افتراءات: ٢٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلیمان بن عبدالوہاب کا اپنے بھائی کے متعلق موقف:

محمد بن عبدالوہاب کے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔ ❶ یہ بھی غور کرو کہ سلیمان کون ہے؟ سلیمان کیا ہے؟ یہ کس نے کہا کہ جو کچھ اس نے اپنے بھائی کے متعلق کہا وہ بنیادی طور پر سچ ہے؟ پھر سلیمان کی عدالت اور اس کا ثقہ (قابل اعتماد) ہونا کب معروف ہوا؟ تاکہ وہ اپنے بھائی کے خلاف ایک دلیل ہوتا اور اس کا بھائی ایسا نہ ہوتا۔

ہم تمھارا علاج تمھاری دوا سے ہی کرتے ہیں:

اگر تمھارے نزدیک ایک بھائی کا اعتراض دوسرے کے متعلق اس کے گمراہ ہونے کی دلیل ہے کہ اسی طرح سلیمان کا اعتراض اپنے بھائی محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کے خلاف اگر دلیل ہے تو ہم محمد زمزمی الغماری کو جو کہ احمد کا بھائی ہے تمھارے خلاف بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں: ''احمد الغماری کی گمراہی کے لیے اس کے بھائی محمد زمزمی کا کلام کافی ہے جو اس نے اپنے ایک رسالہ میں ذکر کیا ہے جس کا عنوان ''كشف الحجاب عن المتهور الكذاب'' خود شیخ احمد نے اپنی کتاب ''سبیل التوفیق، ص: ۱۰۲) پر اس کا ذکر کیا ہے۔

کسی شخص کا اپنے کسی قریبی رشتہ دار سے اختلاف اور اس کی مخالفت دین میں حجت اور دلیل نہیں ہے ورنہ ابوجہل اور ابولہب نے رسول اللہ ﷺ کی بھرپور مخالفت کی ہے۔ حجت اور دلیل یہ ہے کہ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی تعلیمات اور ان کے بیان کردہ بنیادی عقائد وقواعد کو کتاب وسنت پر پیش کیا جائے جیسا کہ الشیخ الفاخوری نے کہا ہے اور اس کے بعد کہا: محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت کی بنیادی تعلیمات اور قواعد نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور پہلے انبیاء کی شریعت کے مطابق ہیں۔

اے احباش: تم لوگ تو الشیخ الفاخوری کے کلام کو عام طور پر دلیل بناتے ہو پھر محمد بن عبدالوہاب اور ان کی تحریک کے متعلق تم ان کی گواہی کو قبول کیوں نہیں کرتے ہو؟ یا پھر تم لوگ تب سے اسے ملاوٹ شدہ عبارت ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہو جب سے تمھارے ایک گروہ نے اسے ان کی کتاب ''تحفة الأنام مختصر تاريخ الإسلام'' سے حذف کر دیا ہے۔ الشیخ الفاخوری کی کتاب میں براہ راست تحریف (تبدیلی) کرنے والا شخص نزار فاخوری ہے۔ ❷

احباش ابن عابدین کے قول سے دلیل پکڑتے ہیں مثلاً اس نے کہا: ''جیسا کہ ہمارے زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب کے پیروکار ہیں یہ لوگ نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر غالب آ گئے۔ اگرچہ یہ اپنے آپ کو حنابلہ کہتے تھے لیکن ان کا

❶ دیکھیے: رسالة (الضياء الشارق) للشيخ سليمان بن سحمان: ٥٧

❷ دیکھیے: مجلة (منار الهدىٰ) ٦٢/١٣ بتعاون (دارالجنان الحبشة) یہ ایک انتہائی گھٹیا حرکت اور خیانت علمی ہے جس پر مستقل رسالہ شائع کیا جائے گا۔ (ان شاء الله)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ تھا کہ فقط وہی مسلمان ہیں اور جو کوئی ان کے عقیدہ کے خلاف ہے وہ مشرک ہے۔ انھوں نے اہل سنت کا قتل جائز قرار دیا اور ان کے علماء کو بھی قتل کیا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا زور توڑ دیا اور ان کے ملکوں کو برباد کر دیا۔ اور مسلمانوں کو ان پر فتح دی۔

ابن عابدین کا قول حجت نہیں ہے کیونکہ وہ ایک صوفی نقشبندی متعصب انسان ہے اس کے چند اقوال ملاحظہ کریں۔ کہا: البحر میں بہت سے فتاویٰ جات ہیں: کہ اگر کعبہ اصحاب الکرامات کی زیارت کو چلا جائے تو کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا صحیح ہے۔ ❶ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ کعبہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اولیاء کی قبور کی زیارت کے لیے منتقل ہوتا رہتا ہے وہ قبور جو ان لوگوں کے لیے کعبہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ گویا کہ ان لوگوں کے نزدیک کعبہ بھی قبوری ہے۔

یہ بات غزالی نے بھی اس سے قبل کہی تھی کہ ''کتنے ہی اولیاء اللہ ایسے ہیں کعبہ جن کا طواف کرتا ہے اور ان کی زیارت کو جاتا ہے۔'' ❷

رہا دحلان کا یہ دعویٰ کہ محمد بن عبدالوہاب سے ﴿وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا﴾ کا مطلب پوچھا گیا تو ان کو علم نہ تھا تو یہ غلط فہمیاں پیدا کرنے کی ناکام کوشش ہے جو اہل بدعت اپنے مخالفین کو عاجز دکھانے کے لیے کرتے رہتے ہیں۔ یقیناً ایک دفعہ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پوری جماعت جواب دینے سے عاجز آ گئی تھی مگر اس کا ادراک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ہو گیا حالانکہ وہ عمر میں سب سے چھوٹے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ''وہ کون سا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور وہ مسلم کی مانند ہے۔'' تو کبار صحابہ کرام اس کا ادراک نہ کر سکے جبکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا پتہ چل گیا (مگر وہ خاموش رہے۔)

دحلان نے اس بات کی صراحت کی ہے جس کو احباش کفر خیال کرتے ہیں۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ازلی ہونے اور آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے سے پہلے بھی نبی تھے بخلاف دیگر انبیاء کے کہ وہ اس وقت ہی نبی بنے جب ان کو نبوت عطا کی گئی۔ اور اس نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہمیشہ آپ کے ساتھ قائم تھا حتی کہ فرشتوں کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے سجدہ کرنے کا حکم اس لیے ہوا تھا کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ان کی پیشانی سے ظاہر ہو رہا تھا۔ ❸

احباش کا کہنا ہے کہ یہ قول کفریہ ہے: ''کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نور سے پیدا ہوئے کیونکہ یہ قرآن مجید کی تکذیب (جھٹلانا) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ ❹ (الکھف: ۱۱۰)

---

❶ حاشیہ ابن عابدین: ۳۰۲/۱
❷ احیاء علوم الدین: ۲۶۹/۱
❸ السيرة النبوية والآثار المحمدية: ۲۸۶/۲
❹ منار الهدىٰ: ۲۵/۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کہہ دے میں تو تم جیسا ایک بشر ہی ہوں۔''

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے نزدیک مسئلہ تکفیر:

وہ تکفیر مطلق (عام حکم تکفیر) اور تکفیر معین (کسی معین آدمی کو کافر کہنا) میں فرق کرتے تھے۔ حتی کہ انھوں نے ایسے جاہل کو بھی کافر قرار نہیں دیا جو اہل قبور اور فوت شدگان سے مانگتا ہو جس کو کسی نے کچھ نہ بتایا ہو جب تک اسے نصیحت نہ کی جائے، اس کی جہالت دور نہ کی جائے اور اس پر حجت و دلیل قائم نہ کر دی جائے۔ انھوں نے کہا: ''وہ شخص جس پر حجت قائم ہو جائے اور اس میں اس دلیل و فہم کو پہچاننے اور اس کی معرفت کی اہلیت بھی ہو، اگر وہ پھر بھی قبروں کو سجدہ کرتا ہے تو اسے کافر قرار دیا جائے گا مگر وہ شخص جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس کا حال واضح نہیں ہے اس کے متعلق میں نہیں جانتا کہ اس کا کیا حال ہے؟'' ❶

احباش کا یہ کہنا کہ وہابیہ موحدین مومنین کو مشرکین کے ساتھ ملاتے ہیں تو اس کا جواب الشیخ سلیمان بن سحمان نے یہ کہہ کر دیا ہے: ''وہابیوں نے مومنین موحدین کو جو مشرکین کے ساتھ ملایا ہے تو یہ اس فعل کے ارتکاب کی وجہ سے ہے جس نے مشرکین کو مشرک بنا ڈالا ہے اور یہ لوگ اس میں ہر لحاظ سے ان کے برابر ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے خالص حق کو کسی مخلوق کے سپرد کرنا ہے جبکہ مشرک کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے اور ان سے سفارش کے حصول کے لیے ایسا کر رہا ہے کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں۔ ❷

''ان کی تکفیر کا سبب انبیاء اور صلحاء سے دعائیں کرنا اور ان سے مدد طلب کرنا ہے اور یہ صریح شرک ہے جو انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے جبکہ اس پر حجت و دلیل بھی قائم ہو چکی ہے۔'' ❸

انھوں نے (الضیاء الشارق) میں مزید کہا: ''فقط غیر اللہ کی قسم کھانا انسان کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا، اگر کسی کا دعویٰ یہ ہے کہ ہم اس بنیاد پر کسی کو ملت سے خارج مانتے ہیں تو وہ کائنات کا جھوٹا ترین آدمی ہے۔'' پھر کہا: کراہت کا اطلاق کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور قدیم علماء کے عرف میں حرام پر بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محرمات کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

﴿كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۸)

''یہ سب کام، ان کا برا تیرے رب کے ہاں ہمیشہ سے ناپسندیدہ ہے۔''

اور حدیث میں ہے: ''اللہ تعالیٰ تمھارے لیے قیل و قال، کثرت سوال اور مال کے ضیاع کو ناپسند کرتا ہے۔'' ❹

---

❶ الضياء الشارق فى رد شبهات الماذق المارق: ۳۷۲
❷ الضياء الشارق لسليمان: ٤٣٧
❸ الضياء الشارق: ٥٩٤
❹ الضياء الشارق: ٦٥٨۔ ٦٦٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد بن عبدالوہاب سے امام صنعانی کی برأت (لاتعلقی) کا شبہ:

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ سے صنعانی کی برأت کا دعویٰ (بے فائدہ ہے) کیونکہ صنعانی نے بھی لوگوں کو اسی توحید کی طرف بلایا ہے جس کی طرف محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے بلایا ہے اس کی دلیل ان کی کتاب "تطهير الإعتقاد عن أدران الإلحاد" ہے۔ ❶

انھوں نے محمد بن عبدالوہاب سے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر فوت شدگان سے مانگنا اور دعائیں کرنا کفر ہے مگر انھوں نے کفر کی نوع (قسم) میں ان سے اختلاف کیا ہے؟ کہ کیا یہ عمل اعتقادی کفر ہے اور کیا یہ کفر اکبر ہے؟ یا پھر یہ عملی کفر ہے اور کفر اصغر ہے؟

صنعانی کے نزدیک یہ عملی کفر اصغر ہے اور یہ صنعانی کا بہت بڑا تناقض (تضاد) ہے جیسا کہ سہسوانی ہندی نے اس کا ذکر اپنی کتاب "صيانة الإنسان" میں کیا ہے۔ کیونکہ یہ اس کے بارے میں ہے جو انبیاء اور اولیاء میں سے فوت شدگان سے دعا کرے اور ان کو پکارے اور اس کا عقیدہ بھی یہ ہو کہ اللہ کا یہ ولی دعائیں قبول کرتا ہے اور پریشان حال کی پریشانی ختم کرتا ہے۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید میں یہی وہ موضوع ہے جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر عیب لگایا ہے۔ لہٰذا تجھے اس کا یہ عقیدہ دھوکہ میں مبتلا نہ کر دے کہ یہ اللہ کے حکم سے ہونے والا ہے۔

سہسوانی نے کہا: افسوس! اس کو کس چیز نے غیر اللہ کو پکارنے، ان سے دعائیں کرنے، ان سے مدد مانگنے، دیواروں کو چومنے اور نذر و نیاز پر ابھارا ہے؟ کیا یہ فقط کھیل تماشہ ہے اور اس میں عقیدہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، ایسا تو کوئی مجنون ہی کر سکتا ہے؟۔۔۔

ملاحظہ کریں کہ صنعانی نے کیسے اعتراف کیا کہ اہل جاہلیت کے کفر کی طرح یہ بھی اعتقادی کفر ہے۔ اس کا کہنا ہے: "لیکن شیطان نے ان کے لیے اس عمل کو مزین کیا کہ اللہ تعالیٰ کے یہ نیک بندے فائدہ دیتے ہیں، سفارش کرتے ہیں تو اس جاہل نے جہالت کی بنیاد پر ایسا عقیدہ رکھا جو اہل جاہلیت اپنے بتوں کے لیے رکھتے تھے۔ ❷

محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کے مخالفین کی صفات:

جب تو محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت کے مخالفین کے بارے میں معلومات حاصل کرے گا تو تجھے پتہ چلے گا کہ ان کی مخالفت شدید ترین ہے۔ ہم آپ کے لیے محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے مخالفین میں سے تین شخصیات کا انتخاب کر رہے ہیں جو صوفیاء اور اشاعرہ کے ہاں انتہائی معتبر ترین ہیں:

۱۔ یوسف بن اسماعیل النبہانی

❶ اس کا قلمی نسخہ جامعہ اسلامیہ (مدینہ یونیورسٹی) میں نمبر ۴۳۹۲ میں موجود ہے۔ ص نمبر ۲۳۶ سے ۲۶۸ تک۔

❷ مقدمه كتاب (تطهير الإعتقاد) ص: ١٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ محمد بن حسن وادی الصیاوی

۳۔ ابن عابدین (صاحب الحاشیۃ)

۴۔ احمد بن زہنی دحلان

النبھانی کی گمراہیاں:

اس شخص نے خرافات اور گمراہیوں کی حد کر دی ہے جن پر اطلاع پانے کے لیے اس کی کتاب "جامع کرامات الأولیاء" کا مطالعہ کافی ہوگا کہ اس نے اس کتاب میں کیسے کیسے عجیب دعوے کیے ہیں؟ اس نے کشف وکرامات کے نام پر اس کتاب میں ایسی خرافات ذکر کی ہیں جو ناقابل یقین ہیں، اس نے اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی خاص صفات کا حامل بنا ڈالا ہے جیسا کہ زندہ کرنا۔ مریدین کی پکار اور دعا کو سننا جبکہ وہ خود (اولیاء) قبروں میں ہیں۔ ان کے دعویٰ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان کی قبور میں برکت، بیماریوں کا علاج، پریشان حال کی دعاؤں کو سننا، حاجات کا پورا کرنا، دعاؤں کا جلدی قبول ہونا اور محتاج کی مدد کرنا نازل کیا ہے۔

حتی کہ ان لوگوں نے ان قبور کا نام تریاق مجرب (آزمودہ نسخہ) رکھا ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ ہر محتاج شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ ساتھ ان قبور کی طرف متوجہ رہے۔

النبھانی کے نزدیک اولیاء کی امتیازی خصوصیات:

النبھانی نے الشعرانی کا قول نقل کیا ہے کہ صوفیاء کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے کہ وہ امور مستقبلہ کو اپنے کشف سے پہچان لیتے ہیں جیسا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ لڑکا ہے، لڑکی ہے یا پھر مخنث ہے اور جو لوگوں کے دلوں پر خیال بھی گذرتا ہے وہ اسے بھی خوب اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کو یہ بھی علم ہے کہ لوگ اپنے گھروں میں کیا کرتے ہیں۔ [1]

❁ ان میں سے بعض وہ ہیں جو لوگوں کے سینوں کے راز سے واقف ہیں اور جو کچھ مادہ کے رحم میں ہے (جانتے ہیں)۔

❁ ان میں سے بعض لوح محفوظ پر بھی نظر رکھتے ہیں۔

❁ ان میں سے بعض زندہ کرتے اور مارتے ہیں۔

❁ ان میں سے بعض وہ ہیں جن کی زیارت اور ان کے طواف کے لیے کعبہ چل کر جاتا ہے۔ [2]

❁ ان میں بعض وہ ہیں جو کشتیوں کو طوفانوں سے بچاتے ہیں۔

❁ النبھانی تیرے لیے مثال بیان کرتا ہے کہ جب اولیاء کسی کام کا ارادہ کرتے ہیں تو (کن۔۔۔ ہوجا) کہتے ہیں اور وہ ہوجاتا ہے۔ [3]

---

❶ جامع کرامات الأولیا: ۳۲٤/۲

❷ الإحیاء: ۲٦۹/۱ ❸ جامع کرامات الأولیاء: ۳۲/۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ ان میں بعض وہ ہیں جو کائنات کے بننے سے پہلے کائنات سے کلام کرتے تھے اور غیب کے رازوں کو جانتے تھے۔

❀ ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ قلم چلاتے ہیں تو یہ اس کے دائیاں ہاتھ کو دیکھتے ہیں۔ ❶

النبھانی الشعرانی کی کرامات کے متعلق بتاتے ہوئے کہتا ہے کہ ''علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عمر البتبتینی سے کہا: میری یہ ٹوپی عبدالوہاب الشعرانی کو دینا اور کہنا کہ کائنات میں تصرف کرو۔'' ❷

علی بن محمد دینوری نے کہا: میں نے اپنی بات (کن۔ ہو جا) فقط اللہ تعالیٰ کے ادب کی وجہ سے ترک کر دی۔ ❸

اس طرح ان لوگوں نے اولیاء اللہ کو الوہیت کے رتبہ پر فائز کر دیا ہے اور ان کو ربوبیت کی ان تمام صفات سے متصف کر دیا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں جیسا کہ کائنات میں تصرف، علم غیب جاننا، حاجات کو پورا کرنا، شفا عطا کرنا، پریشان حال لوگوں کی مدد کرنا اور حاملہ کے پیٹ میں کیا ہے کا علم رکھنا وغیرہ۔

اور یہ تمام قسم کے انحرافات (ٹیڑھی راہ) جو کرامت اور ولایت کے نام پر لوگوں کے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں، کے باوجود ایک مسلمان کا کرامات کے بارے میں عقیدہ قطعاً متاثر نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے یہ حکم ہے کہ وہ کرامات پر اس طرح یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ پر چاہے کرامات کا ظہور کر دے۔ ہم معتزلہ میں سے نہیں ہیں کہ جنھوں نے خرافات کا رد کرتے کرتے کرامات کا ہی انکار کر دیا۔ انھوں نے صوفیاء کے انحرافات (ٹیڑھی راہ) سے بچنے کے لیے ایک اور انحراف کا ارتکاب کر دیا اور وہ کرامات کا انکار کرنا ہے۔

ان کے نزدیک اولیاء اور کرامات کے بعض نمونے:

الشیخ القناوی سے جب کوئی انسان کسی معاملہ میں مشورہ طلب کرتا تو کہتے: مجھے تھوڑی سی مہلت دو تاکہ میں تیرے معاملہ میں جبرائیل سے اجازت لے لوں پھر وہ ایک گھڑی کے لیے خاموش ہو جاتا۔ پھر کہتا: کام کر لو یا نہ کرو جیسا اسے جبرائیل بتاتے وہ آگے بتا دیتا۔ ❹

(ابن عربی)۔ خاتم اولیاء ہیں۔ ❺

ابراہیم جس کا لقب جیعانہ ہے: اس کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک عورت اس کے پاس دعا کرانے کے لیے آئی، اس نے اپنا ہاتھ اس کے پاخانہ پر مار دیا اور اپنے چہرے پر پھیرا وہاں دو فقیہ بیٹھے تھے ان میں سے ایک نے کہا: اے عورت! تیرا ہاتھ پاخانہ پر لگنے کی وجہ سے پلید ہو چکا ہے۔ شیخ نے اس فقیہ کی طرف غضبناک ہو کر دیکھا۔ پھر وہ

❶ جامع كرامات الأولياء: ٣٤/١
❷ جامع كرامات الأولياء: ١٣٥/٢
❸ جامع كرامات الأولياء: ١٥٨/٢
❹ جامع الكرامات: ٦٨/٢، طبقات الصوفية للشعراني: ١٥٧/١
❺ جامع كرامات الأولياء: ١٢٥/١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قضائے حاجب کے لیے بیٹھا اور کچھ دیر کے بعد اٹھا۔ جس فقیہ نے اعتراض کیا تھا وہ آگے بڑھا اور اس کے پاخانہ کو چاٹنے لگا جبکہ دوسرا فقیہ اس کے کپڑوں سے پکڑ کر کھینچ رہا تھا اور کہہ رہا تھا تو برباد ہو جائے یہ تو شیخ کا پاخانہ ہے مگر اس نے تمام پاخانہ نیچے کی مٹی سمیت کھا لیا جب وہ کھا کر اٹھا تو منع کرنے والے فقیہ کو ڈانٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ اللہ کی قسم میں نے تو شہد چاٹا ہے۔ ❶

ابراہیم العریان: لوگوں کو جمعہ کا خطبہ ننگے بدن دیا کرتا تھا جس سے لوگ اس کی بات اچھی طرح سمجھ لیتے تھے۔ ❷ (الحمد للّٰہ رب العلمین)

احمد حمدۃ: وہ جسم فروش عورتوں کے ہاں رہا کرتے تھے مگر ان میں سے کوئی ایک بھی شیخ کی برکت سے توبہ کے بغیر فوت نہ ہوتی تھی۔ ❸

حسین ابوعلی: وہ مختلف حالتوں میں بدلتا رہتا تھا کبھی تو اس کے پاس جائے گا تو وہ ایک درندے کی شکل اختیار کیے ہوئے ہوگا کبھی ہاتھی کی شکل میں ہوگا۔ اور کبھی تو اس کو بچے کی طرح دیکھے گا۔ ❹

عبدالکریم دمشقی: ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اس مٹکے کا سارا پانی پی سکتے ہیں؟ تو کہا: اس کو بھر دو پھر ان کی حالت عجیب سی ہوگئی۔ انھوں نے مٹکا کو منہ لگایا اور پانی پینا شروع کر دیا پانی ان کے عضو تناسل سے نکلا جا رہا تھا۔ وہ اسی طرح پانی پیتے رہے اور پانی عضو تناسل سے نکلتا رہا حتی کہ مٹکا خالی ہوگیا۔ النبھانی نے کہا: یہ ان کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ ❺

عبداللہ الحضرمی: وہ کہا کرتے تھے میں نے اپنے آپ کو ملکوت الأعلیٰ میں بلند کر کے دیکھا تو مجھے اپنے سے افضل و بہتر انبیاء کے علاوہ کوئی نظر نہیں آیا۔ ❻ یہ تو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بھی افضل ہوگیا۔

عبداللہ جو کہ حشیش پیسا کرتا تھا۔ اس کی کرامت یہ ہے کہ جو ان سے حشیش لے کر استعمال کرتا تھا (رضی اللہ عنہ) تو فوراً توبہ کر لیتا تھا اور دوبارہ گناہ نہ کرتا تھا۔ ❼

بدرالدین بن محمد القدسی: ان کی قبر پر درندے آتے تھے اور حصول برکت کے لیے اپنا چہرہ اس کے مزار کے ساتھ رگڑا کرتے تھے۔ ❽

علی بن عبداللہ (المعروف درندوں کا رکھوالا): بھوکے وحشی جانور اس کی قبر پر آتے وہ اس کی قبر پر برکت حاصل

---

❶ جامع كرامات الأولياء: ١/٢٤٠
❷ حواله سابقه: ١/٢٤٦
❸ حواله سابقه: ١/٣٣٤
❹ حواله سابقه: ١/٤٤٦
❺ حواله سابقه: ٢/١٠٢
❻ جامع كرامات الأولياء: ٢/١١٥
❼ حواله سابقه: ٢/١٢٥
❽ حواله سابقه: ١/٣٦٥، ١/١١٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے اوران کی بھوک ختم ہو جایا کرتی تھی۔ ❶

علی بن احمد (القوصی): جب یہ کسی بند دروازے کے پاس آتا تو اس کی دراڑوں سے داخل ہو جاتا جس سے چیونٹی بھی داخل نہیں ہوسکتی ہے۔ ایک دن وہ سڑک پر جا رہے تھے کہ ایک حسین وجمیل عورت پر نظر پڑ گئی۔ وہ اسی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور کچھ سوچتے رہے پھر زور سے اس کو آواز دی، وہ عورت ان کے پاس آئی اور کلمہ شہادت کا اقرار کر لیا۔ کسی نے ان سے پوچھا: آپ نے اس کے زبردست حسن و جمال کا مشاہدہ کیا ہے تو انھوں نے کہا: اس نے مجھے اس ظاہری کفر سے بچا لیا ہے۔ ❷

علی وحیش: اس کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جب کسی شہر کے شیخ کو دیکھتا تو اسے گدھی کے پاس کھڑا کر لیتا اور اسے کہتا: اس کا سر پکڑ کر رکھو حتی کہ میں اس کے ساتھ یہ یہ کروں۔ اگر شیخ انکار کر دیتا تو زمین میں دھنسنا شروع ہو جاتا اور اگر اس بات کو سن لیتا تو بہت بڑی شرمندگی وقوع پذیر ہوتی۔ ❸

علی ابوخودة: یہ غلاموں کے ساتھ فعل فحش کا ارتکاب کرتا تھا۔ ❹

علی العمری: ان کی کرامات میں سے چند الحاج ابراہیم نے بھی ذکر کی ہیں۔

اس نے کہا: میں اپنے شیخ العمری کے ساتھ ایک حمام میں داخل ہوا ہمارے ساتھ ان کا خادم محمد الدبوسی بھی تھا۔ ہمارے علاوہ حمام میں کوئی نہ تھا۔ میں نے شیخ کے ہاتھ پر ایسی کرامت دیکھی جو انتہائی عجیب اور خرق عادت (عادت سے ہٹ) تھی وہ یہ کہ وہ اپنے خادم پر غصہ کرنے لگے اور اس کا عضو تناسل پکڑ لیا۔ وہ اس کو ادب سکھلانا چاہ رہے تھے۔ انھوں نے اس کے عضو کو دونوں ہاتھوں میں لے کر خوب دبایا۔ وہ عضو اس قدر طویل ہوا کہ انھوں نے اسے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا جبکہ وہ اس سے بھی بڑا ہو رہا تھا پھر اسے کوڑے مارنا شروع کیے۔ خادم درد کی شدت سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا مگر انھوں نے کئی دفعہ اسے سزا دی اور پھر چھوڑ دیا تو تب اس کا عضو اپنی اصلی حالت پر لوٹ آیا۔ الحاج ابراہیم کہتے ہیں میں نے سمجھ لیا کہ خادم سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہوا ہے جس کی سزا شیخ نے اسے اس انداز سے دی ہے۔

النبھانی کہتے ہیں: جب الحاج ابراہیم نے شیخ کی موجودگی میں مجھے یہ قصہ سنایا جبکہ شیخ کھڑے ہی تھے تو مجھے شیخ نے کہا: اس کی تصدیق نہ کرو۔ پھر انھوں نے میرا ہاتھ زبردستی پکڑ کر اس کے ذکر کی جگہ پر لگایا تو مجھے وہاں کوئی چیز محسوس ہی نہ ہوئی جیسا کہ وہ مرد ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور ان پر راضی ہو کس قدر ان کی کرامات اور عجائبات زیادہ ہیں۔ ❺

---

❶ حوالہ سابقہ: ٢/١٧٣

❷ جامع كرامات الأولياء: ٢/١٧٩

❸ حوالہ سابقہ: ٢/١٩٠

❹ حوالہ سابقہ: ٢/١٩٤

❺ جامع كرامات الأولياء: ٢/٣٠٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کے شہر میں ایک آدمی تھا جو اپنے عضو تناسل پر بہت فخر کرتا تھا وہ شیخ کو جب بھی دیکھتا تو اپنے عضو پر ہاتھ رکھ کر کہتا: کیا آپ کے پاس اس طرح کا عضو ہے؟ ایک دن شیخ نے اس پر اپنا ہاتھ مار کر کہا چلے جاؤ تو اس کا عضو غائب ہو گیا وہ ایسے ہو گیا جیسے ایک عورت ہے اور اس کے ہاں کوئی حرکت نہیں ہے۔ ❶

(ہائے اس امت کی مصیبت)

عیسیٰ بن نجم البرلسی: انھوں نے سترہ سال کی نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھی ہیں۔ ❷

ابوالغیث شحری یمنی: یمن کے سب تاجر سمندری اور زمینی تمام مشکلات میں ان کو پکارا کرتے تھے۔ ❸

السراج نے کہا: ایک عورت جس کو کچھ اسرار (راز) بخشے گئے تھے کے پاس دو صوفی آئے اس نے ان کو عجیب و غریب احوال اور انتہائی گہرے کشف کا مظاہرہ دکھایا۔ پھر ایک صوفی اس عورت پر بے ایمان ہو گیا اور اس سے اسی چیز کا مطالبہ کیا جو مرد حضرات عورتوں سے کرتے ہیں تو اس عورت نے ظاہری طور پر اس صوفی کی بات مان لی جب وہ رات کے وقت اس عورت کے ساتھ لیٹا تو اس نے دیکھا کہ وہ تو ایک خشک لکڑی کے ساتھ لیٹا ہوا ہے۔ اس صوفی نے اپنے دل میں سوچا کہ: عورت کے جسم میں پستان سب سے نرم اور ملائم ہوتے ہیں۔ مگر جب اس نے ان کو چھوا تو وہ دو پتھروں کی مانند سخت تھے پھر اس نے عورت کے ناک پر ہاتھ لگایا تو ناک نہ تھا، یہ حالت دیکھ کر اس صوفی کا بدن کانپنے لگ گیا لیکن حیرت یہ ہے کہ سحری کے وقت تہجد پڑھنے کے لیے یہ عورت نارمل حالت میں بیٹھی تھی اور اس کے جسم پر کسی قسم کا کوئی تغیر واقع نہ ہوا تھا۔ یہ صوفی دست بستہ معافی کا خواستگوار ہوا اور معذرت کی پھر اس عورت نے صوفی سے توبہ کرائی اور اس کی عزت کی۔ ❹

ولی اللہ الحشاش: سراج الدین بلقینی (باب اللوق) سے گذرے تو وہاں لوگوں کی بھیڑ نظر آئی۔ انھوں نے ان سے پوچھا کہ یہاں کیا مسئلہ ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہاں ایک اللہ کا ولی حشیش بیچ رہا ہے۔ اس نے کہا: حشیش بیچنے والا اللہ کا ولی کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ کوئی دھوکے باز ہے تو اس ولی نے اس نوجوان کے سینے سے قرآن مجید سلب کر لیا حتی کہ فاتحہ بھی۔ ❺

ولی اللہ الدیوث: نور الدین الشونی نے بیان کیا کہ ایک شخص انتہائی مکار تھا اور وہ جسم فروش عورتوں کو ساتھ لے کر جاتا تھا لوگ اسے بُرا بھلا کہتے تھے اور اس پر زنا کاری کا الزام لگاتے تھے۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے تھا، وہ کسی عورت سے گناہ کا ارتکاب نہ کرتا تھا جبکہ اور وہ عورت توبہ کر لیا کرتی تھی اور جسم فروشی کی طرف کبھی نہ لوٹتی تھی۔ ❻

---

❶ حواله سابقه: ٢/٢١٤

❷ جامع كرامات الأولياء: ٢/٢٢٨

❸ حواله سابقه: ٢/٢٣١

❹ جامع كرامات الأولياء

❺ جامع كرامات الأولياء: ٢/٣٢٥

❻ حواله سابقه: ٢/٣٩٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصوف اور صوفیہ:

جب احباش نے دیکھا کہ صوفیاء پر کثرت سے رد ہوا تو انھوں نے خود ہی صوفی دجالوں پر رد کرنا شروع کر دیا اور پھر سچے صوفیوں اور جھوٹے صوفیوں میں فرق کا نعرہ لگایا۔ یہ ان کے نزدیک حیلہ (شرعیہ) جبکہ کہنا چاہیے (شیطانی) حیلہ ہے۔ درحقیقت یہ تصوف پر ہونے والے انکار سے جان چھڑانا چاہتے ہیں تا کہ تصوف کو دوبارہ لوگوں میں متعارف کرایا جا سکے اور لوگ تصوف کی طرف پلٹ سکیں۔ اس کے لیے انھوں نے عنوان قائم کیا ہے (تصفیۃ التصوف) (تصوف کو پاک وصاف کرنا) تا کہ اسے خرافات سے پاک کیا جا سکے۔

درحقیقت یہ دھوکہ ہے جس کے ذریعے وہ تصوف پر ملمع سازی کر کے اسے بہتر بنانا چاہتے مگر تاریخ گواہ ہے کہ صوفیاء نے یہودیوں اور عیسائیوں کے نقش پر چلتے ہوئے اسلامی معاشروں میں شرک و بدعات کو پھیلایا ہے جیسا کہ قبروں کو مقدس سمجھنا، ان کو سجدہ گاہ بنانا، وحدۃ الوجود اور فناء فی اللہ وغیرہ اس طرح ہندی قدیم تصوف وغیرہ ہے۔

زبیدی نے اعتراف کیا ہے کہ صوفیاء کے ہاں وحدۃ الوجود کا نظریہ پایا جاتا ہے، انھوں نے غزالی کے کلام پر تعلیق لگاتے ہوئے کہا: اس میں صوفیاء کے ہاں وحدۃ الوجود کا ثبوت ہے۔ [1]

تصوف ایک ایسا کلمہ ہے جس کے تحت سینکڑوں فرقے وجود پا چکے ہیں

﴿كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝٥٣﴾ (المومنون: ٥٣)

''ہر گروہ کے لوگ اسی پر خوش ہیں جو ان کے پاس ہے۔''

تصوف ایک فرقہ نہیں ہے۔

یہ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے کا سبب ہے۔ ان کے ہاں شرک تفرقہ اور اختلاف کا سب سے بڑا سبب ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بھی وضاحت فرمائی ہے کہ شرک اختلاف کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝٣١ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَ كَانُوا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝٣٢﴾ (الروم: ٣١، ٣٢)

''اور شرک کرنے والوں سے نہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں سے جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی گروہ ہو گئے، ہر گروہ اسی پر جو ان کے پاس ہے، خوش ہیں۔''

جبکہ توحید امت کے اتحاد و اتفاق کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۠ ۖ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ۝٩٢﴾ (الانبیاء: ٩٢)

''بے شک یہ ہے تمھاری امت جو ایک ہی امت ہے اور میں ہی تمھارا رب ہوں، سو میری عبادت کرو۔''

[1] اتحاف السادۃ المتقین: ٩/٤٩٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصوف اور صوفیاء کے متعلق ابن الجوزی کا موقف:

ابن الجوزی نے کہا ❶: بعض متاخرین کو شیطان نے دھوکہ میں مبتلا کر دیا ہے انھوں نے کرامات اولیاء کے نام پر جھوٹی حکایات بنائی ہیں تاکہ یہ ان کے لیے تقویت کا باعث بن سکیں حق کبھی بھی جھوٹی کہانیوں کے ذریعے تقویت کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا معاملہ علماء کے ذریعے واضح کر دیا ہے۔ ❷

پھر فرمایا: تصوف معروف مذہب ہے جو زہد پر زائد چیز کا نام ہے ان دونوں میں فرق کی دلیل یہ ہے کہ زہد کی مذمت کسی نے نہیں کی ہے جبکہ تصوف کی مذمت لاتعداد علماء نے کی ہے۔ ❸ مزید کہا: کہ ان لوگوں نے اس کا نام علم باطن رکھا ہے اور شریعت کے علم کا نام علم ظاہر رکھا ہے۔ ❹

تصوف کے بارے میں سب سے بہترین کلمہ وہ ہے جو ابن الجوزی نے رویم سے نقل کیا ہے: صوفیوں کی بکواسات کے ساتھ مشغول نہ ہو۔ ❺

ابن الجوزی کہتے ہیں: درحقیقت ان لوگوں نے ایک نئی شریعت بنا ڈالی ہے جس کا نام تصوف ہے جبکہ انھوں نے محمد ﷺ کی شریعت کو ترک کر رکھا ہے، ہم شیطان کے دھوکہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ ❻ ان کے نزدیک یہ بات معتبر ہے کہ اسلام میں بدعات رہبانوں (پادریوں) کے ذریعے داخل ہوئی ہیں اور ان سے صوفیاء نے زاہدوں سے کفایت شعاری کے نام پر اپنایا ہے۔

ابن الجوزی نے ان لوگوں کو بے وقوف کہا ہے اور ان کے خلاف بددعا کی ہے۔ کہا: اللہ تعالیٰ ان کے وجود سے زمین کو پاک کرے اور ان کے خلاف علماء کی مدد فرمائے کیونکہ اکثر بے وقوف لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ ❼ اس کی تائید امام شافعی رحمہ اللہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے: ''اگر کوئی شخص دن کے پہلے حصہ میں تصوف اختیار کرتا ہے تو وہ ظہر کے وقت احمق بن چکا ہوگا اور جو شخص صوفیت میں چالیس دن گذار لے تو اس کی عقل کبھی واپس نہیں آسکتی۔'' ان سے یہ بھی مروی ہے: ''تصوف کی بنیاد سستی پر رکھی گئی ہے۔'' ❽

اور فرمایا: جب شریعت کے متعلق صوفیوں کا علم کم ترین ہوگیا تو ان سے ایسے افعال سرزد ہوئے جو سمجھ سے بالاتر ہیں اور ان میں اصلاح کا پہلو انتہائی کم ہوگیا ہے۔ علماء کی کثیر تعداد نے ان کی مذمت کی ہے اور ہمارے مشائخ نے ان لوگوں پر عیب لگایا ہے۔ پھر انھوں نے وکیع سے بیان کیا کہ ہمیں سفیان نے کہا: میں نے عاصم سے سنا ہے وہ کہہ رہے

---

❶ میں نے ان کے لیے ابن الجوزی کا نام اختیار کیا ہے کیونکہ وہ ان کے نزدیک معتبر ہے۔
❷ تلبیس ابلیس: ٣٨٤
❸ تلبیس ابلیس: ١٦٥
❹ تلبیس ابلیس: ١٦٤
❺ تلبیس ابلیس ١٨٩، مکتوبات السرھندی: ٢٢٢، ٢٩٦
❻ تلبیس ابلیس: ٣١٠
❼ صیدالخاطر: ٢٢٥، ٢٢٦
❽ تلبیس ابلیس: ٣٢٠، ٣٧١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ''ہم نے ہمیشہ سنا کہ صوفی بے وقوف ہیں مگر وہ حدیث کا پردہ اوڑھ کر رہتے ہیں۔'' ❶

ابن الجوزی نے ان کو زنادقہ کہا: انھوں نے کہا: زنادقہ کے لیے شریعت کو پس پشت ڈالنا ممکن نہ تھا۔ حتی کہ صوفیاء آئے اور شریعت کی پابندیوں کو ایک ایک کر کے ختم کر ڈالا۔ ❷

ان کے شیخ ابن عقیل کہتے ہیں: میرے بھائیوں کے لیے میری نصیحت یہ ہے کہ ان کے دل ان صوفیوں کے افکار کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیں اور ان کو صوفیوں کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیے۔ ❸

انھوں نے مزید کہا: صوفیاء کے ہاں شیطانی وسوسہ اس قدر مضبوط ہو گیا ہے کہ ان میں سے بعض نے کہا: یہ حدیث مجھے میرے دل نے میرے رب سے بیان کی ہے۔ حتی کہ ابو یزید بسطامی کا کہنا ہے: ''مساکین۔۔۔ یعنی اہل الحدیث۔۔۔ انھوں نے جو علم حاصل کیا۔ وہ مردہ نے مردہ سے حاصل کیا جبکہ ہم نے تو براہ راست زندہ سے علم حاصل کیا جس کو کبھی موت نہیں آتی۔'' ❹

ابن الجوزی نے کہا: عبدالکریم بن ہوازن القشیری نے ان کے لیے ایک کتاب (الرسالۃ) لکھی۔ اس کتاب میں اس نے (فناء فی اللہ) کے نام پر انتہائی عجیب وغریب اشیاء ذکر کی ہیں۔ اس کتاب میں اس نے قبض و بسط (بند کرنا اور کھولنا)، جمع وتفریق، لکھنا ومٹانا، پینا و پلانا، کشف وضوابط، تکوین وتمکین، حقیقت وشریعت اور اس کے علاوہ بہت سی چیزیں ذکر کی ہیں۔ ❺

احباش کا دعویٰ ہے کہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے صوفی ہیں، لیکن انھوں نے یہ وضاحت نہیں کی کہ وہ رفاعی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے یا قادری سے۔ ❻

ہم اس بات کا رد ابن الجوزی کے کلام سے پیش کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا: پھر ابونعیم الأصفہانی آیا اور اس نے صوفیاء کے لیے ایک کتاب ''الحلیۃ'' لکھی۔ اس نے تصوف کی تعریف میں انتہائی قبیح اور غلط چیزیں تحریر کی ہیں۔ اور اسے قطعاً شرمندگی نہیں ہوئی اس نے صوفیاء کی صف میں ابوبکر، عمر فاروق، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا ذکر کیا ہے۔ ❼

ان کا دعویٰ ہے کہ تصوف بہترین اور صاف معاملہ ہے۔ ❽ یہ کیسا صاف معاملہ ہے؟ اس بہترین اور صاف معاملہ کا کچھ بھی اثر احباش کی زندگیوں میں نظر نہیں آتا؟ لوگوں نے احباش سے سختی، سب وشتم، زبان درازی، دوسروں کی عزت اچھالنا اور ان پر کفر کے فتوے لگانے کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا ہے۔

---

❶ تلبیس ابلیس: ٣٧٢
❷ تلبیس ابلیس: ٣٧٤
❸ تلبیس ابلیس: ٣٧٥
❹ تلبیس ابلیس: ٣٢١، ٣٢٢
❺ تلبیس ابلیس: ١٦٥
❻ مجلة منار الهدیٰ: ٢٠/١٦
❼ تلبیس ابلیس: ١٦٥
❽ مجله منار الهدیٰ: ٢٠/١٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبکی نے دعویٰ کیا ہے کہ صوفی وہ ہے جو حق کے ساتھ سچائی کو اختیار کرے اور مخلوق کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ [1] اس طرح یہ لوگ تمھارے لیے ایسی صفات کا ذکر کریں گے جن کا اسلام نے حکم دے رکھا ہے اور وہ ان صفات کو تصوف کی امتیازی خصوصیات بتائیں گے جبکہ اسلام نے ان صفات کو اپنانے کا اس وقت حکم دیا جب تصوف نہ تھا اور اسے تصوف کے نام کے تحت ذکر نہیں کیا۔

تصوف کیوں؟

ہم اس مقام پر ہر انصاف پسند شخص سے سوال پوچھنا چاہتے ہیں جو حق تک پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہے اور نفسانی خواہشات سے بچنا چاہتا ہے۔

جب کہا جاتا ہے: کہ تصوف دلوں کی صفائی اور نرمی کے لیے ہے تو بتاؤ کیا اسلام کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو دلوں کو نرم کر سکے جبکہ اسلام ایسا دین ہے جو تصوف سے بھی پہلے موجود تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے بعد کے لوگوں کے دل کس چیز نے نرم کیے تھے؟ کیا تصوف میں ایسا کرشمہ ہے جو دلوں کو نرم کرتا ہے اور لوگوں کو اللہ سے ملاتا ہے مگر یہ کرشمہ دین اسلام میں نہیں ہے؟

میرا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی عقل مند مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا۔

لٰہذا ہم کہتے ہیں کہ تصوف پر اس قدر لالچ کیوں جبکہ اسلام اس سے بے نیاز ہے خصوصاً جب کہ تصوف بدعات و خرافات، ادیان باطلہ اور قدیم فلسفہ سے خلط ملط ہے؟

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے نفسوں اور اپنے رب کے ساتھ انصاف سے کام لیں۔ کیا اسلام میں ایسا کچھ نہیں ہے جو تصوف سے بے پروا کر دے؟

ہمارے پاس علم ہمارے رب کے پاس سے آیا ہے۔ کتاب و سنت اور سلف صالحین کی راہنمائی کے باوجود اور علم آجانے کے بعد ہم اختلاف کا شکار کیوں ہیں؟ ہم اس چیز میں واقع ہو چکے ہیں جس میں ہم سے پہلے لوگ ہوئے ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا:

﴿فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ﴾ (الجاثیة: ۱۷)

”پھر انھوں نے اختلاف نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس علم آ گیا۔“

ایسی کون سی چیز ہے جو صوفیاء کے مروجہ طرق اور سلاسل میں پائی جاتی ہے۔ مگر اسلام میں نہیں ہے؟ یہ طرق اور سلاسل کوئی ایسی چیز (اصلاح کے لیے) تو پیش نہیں کر سکے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرانجام نہ دیا ہو یا اس کی رہنمائی نہ کی ہو۔ بلکہ ان سلاسل نے لوگوں کے لیے جو کچھ پیش کیا اور ان کے لیے مشروع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ بدعات

[1] طبقات السبکی: ۲۹۵/۱۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی ہی ایک قسم ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے صراط مستقیم کے سراسر خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ (الانعام: ١٥٣)

''اور یہ کہ بے شک یہی میرا راستہ ہے سیدھا، پس اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمھیں اس کے راستے سے جدا کر دیں گے۔''

مجاہد کہتے ہیں: ''السبل سے مراد، بدعات اور شبہات ہیں۔'' ❶ ان طرق سے مراد مختلف راستے ہیں۔ ان سلاسل نے دین میں بدعات ایجاد کی ہیں اور ایسے اذکار و اوراد اور وظائف بنائے ہیں جن کی کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نہیں اتاری ہے۔

عنوان: (صوفیاء کا لباس)

ابن الجوزی نے اس خرقہ پوشی (بھیڑ کی اون سے تیار شدہ لباس) جس کو صوفیوں نے اپنا شعار بنا لیا ہے تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ ان لوگوں نے اس کی ایک خود ساختہ سند بھی بنا رکھی ہے جو علی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے رسول اللہ ﷺ تک بیان کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا: یہ خرقہ شیخ کے ہاتھ سے ہی پہنا جا سکتا ہے اور اس کی ایک سند بھی بنا رکھی ہے جو تمام کی تمام جھوٹ اور فریب ہے۔ ❷

میں کہتا ہوں یہ خرقہ درحقیقت ایک جال ہے جس کے ذریعے سارح لوح مسلمانوں کا شکار کیا جاتا ہے۔ نضر بن شمیل نے کسی صوفی سے کہا: یہ صوف (اون) کا خرقہ بیچ دو؟ اس نے کہا: اگر شکاری اپنا جال بیچ دے گا تو شکار کس چیز سے کرے گا۔ ❸

انھوں نے مزید کہا کہ لباس کی یہ قسم شہرت کا لباس کی شکل اختیار کر چکی ہے پھر اس کے بعد کہا کہ دیکھو! شیطان ان لوگوں کے ساتھ کیسے کھیل رہا ہے؟ ❹

پھر کہا: صوفیوں میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو بھیڑ کی کھال سے بنا خرقہ پہنتے ہیں اور کہتے ہیں اسے رسول اللہ ﷺ نے بھی زیب تن کیا تھا۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسے کبھی کبھار پہنا ہے اور اس طرح پہننا عربوں کے ہاں شہرت لباس کا نہیں ہے۔ ❺ اس خرقہ کو پہننے کے متعلق جتنی بھی روایات نقل کی جاتی ہیں تمام کی تمام من گھڑت ہیں ان میں سے کوئی بھی ثابت نہیں ہے۔ انھوں نے ایک واقعہ ذکر کرتے ہوئے کہا: فرقد السنجی حماد بن ابی سلیمان کے پاس بصرہ میں آیا جبکہ اس پر اون کا خرقہ تھا۔ تو کہا: اس عیسائیت کو اتار پھینکو۔ ❻ عبدالکریم ابوامیہ، ابوالعالیہ کے پاس خرقہ پہن کر آئے

❶ فتح المبین لابن حجر ہیتمی: ١٠٩
❷ تلبیس ابلیس: ١٩١
❸ تلبیس ابلیس: ١٩٨
❹ تلبیس ابلیس: ٢٠٢
❺ یعنی اس کو دینی شعار اور علامت کے طور پر نہ پہنو جیسے عمرہ میں یا حج میں احرام پہننا ہے۔
❻ تلبیس ابلیس: ١٩٤۔١٩٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو ابوالعالیہ نے کہا: یہ رہبانوں کا لباس ہے۔

لہٰذا کوئی بھی شخص اصل تصوف کو خرقہ صوف (اونی خرقہ) پہننے کے ساتھ جوڑنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔

ابن الجوزی صوفیاء کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''یہ لوگ ہر ظالم سے مال طلب کرتے ہیں اور لوگوں کا مال ظلم کے طریقوں سے کھاتے ہیں۔'' ان کی اکثر خانقاہیں ظالموں نے بنائی ہیں۔ اور ان پر حرام مال وقف کیا ہے۔ ❶

میں کہتا ہوں: آج کے حالات کل سے کس قدر مشابہ ہیں۔ آج صوفیاء ظالموں کی بلکہ کفار کی چاپلوسی میں لگے ہوئے ہیں اور وہ کفر و کفار کے بہترین سے بہترین اوصاف بیان کرتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے لیے انتہائی سخت زبان استعمال کرتے ہیں۔

ابن الجوزی نے کہا کہ صوفیاء کم عمر بچوں کی محبت کے فتنہ کا شکار ہو چکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: بچوں کی محبت شیطان کی وہ مضبوط رسی ہے جس کا شکار صوفیاء ہیں حتی کہ یوسف بن حسین رازی نے کہا: اُحداث (نوجوان بچے) کی محبت صوفیاء کے لیے ایک بہت بڑی مصیبت اور آزمائش ہے۔ ❷

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا حارث المحاسبی کے متعلق موقف:

ابن الجوزی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حارث المحاسبی کا کلام سنا تو انھوں نے اس کے ساتھی سے کہا: میرے نزدیک تمھارا اس کے ساتھ رہنا صحیح نہیں ہے۔ ابوزرعہ سے حارث المحاسبی کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: اس سے بھی اور اس کی کتب سے بھی بچو یہ کتابیں بدعات اور ضلالت پر مشتمل ہیں اور کہا: حارث المحاسبی نے علم کلام اور صفات باری تعالیٰ کے متعلق کچھ کہا تو احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس سے قطع تعلق ہو گئے۔ یہ کہیں روپوش ہو گیا حتی کہ فوت ہو گیا۔ اس پر فقط چار لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی تھی۔ یہ بات امام ذہبی اور خطیب نے ذکر کی ہے۔ ❸

اس تفصیل سے احباش کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اس کا کلام سنا اور متاثر ہوئے حتی کہ رونے لگ گئے۔

احباش نے ایک واقعہ سے دلیل پکڑی ہے کہ امام احمد ایک صوفی سے ملے اور کہا: اے صوفی تو کیا چاہتا ہے؟ یہ کہتے ہیں یہ دلیل ہے کہ وہ تصوف کو پسند کرتے تھے۔ دیکھو! یہ لوگ کس طرح تنکے کا سہارا لینے کی کوشش کر رہے ہیں؟

یہ دلیل نہیں ہے جیسا کہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ایک رافضی سے بھی کہا تھا: اے شیعی: ان کی یہ بات تشیع کی مدح

---

❶ تلبیس ابلیس: ۱۷۵

❷ تلبیس ابلیس: ۲۷۶

❸ تلبیس ابلیس:۱٦۷، مناقب احمد لابن الجوزی:۱۸٦، سیر اعلام:۳۲۷/۱۱، تاریخ بغداد: ۲۱۵/۸،۲۱٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرائی نہیں ہے۔

ابن الجوزی نے کہا: محاسبی کا کلام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو مال جمع کرنے سے منع کیا ہے تو یہ غلطی ہے جو اس کی جہالت پر دلیل ہے۔ [1]

مزید کہا: جنید ابوثور کے مذہب پر فقہ کے ذریعے پردہ پوشی کرتے تھے۔ [2]

حکایات صوفیاء:

صوفیاء کی حکایات پر تعجب ہے جیسا کہ ابو یزید کا قول غزالی نے نقل کیا: اس نے کہا: میں نے اپنے آپ کو خدا کی طرف بلایا تو وہ کچھ پس و پیش کرنے لگا، میں نے عہد کیا کہ میں پورا سال پانی نہیں پیوں گا، اور نہ ہی نیند کروں گا۔ لہٰذا میں نے ایسا ہی کیا۔ انھوں نے اس پر تعلیق لگاتے ہوئے کہا: یہ مذموم حالت ہے جو فقط جاہلوں کی نظر میں ہی بہترین ہو سکتی ہے۔ [3]

ابن الجوزی نے بار بار تعجب کا اظہار کیا ہے کہ غزالی نے صوفیاء سے کس کس طرح کے عجیب و غریب واقعات اور حکایات نقل کی ہیں۔ وہ کہتے ہیں: مجھے تو غزالی پر تعجب ہے کہ کس طرح وہ فقہ کے مرتبہ سے صوفی قوم کے مذہب کے مقام پر اتر آئے ہیں۔ [4]

صوفیاء کے دف بجانے کے متعلق ابن الجوزی کا موقف:

انھوں نے کہا: دف بجانے کا مسئلہ تو یہ ہے کہ بعض تابعین دف کو توڑ کر دیا کرتے تھے، حالانکہ وہ دف موجودہ دف کی طرح نہ ہوتی تھی اگر وہ موجودہ دف دیکھ لیتے تو کیا کرتے؟ [5]

وہ کہتے ہیں: بعض لوگوں نے دعویٰ بھی کیا ہے کہ سماع اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہے۔ جنید نے کہا: ان صوفیوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت تین مواقع پر اترتی ہے۔ کھاتے پیتے، مذاکرہ کرتے اور سماع کرتے ہوئے۔ [6] ابن الجوزی نے کہا: یہ کفر ہے کیونکہ جس نے حرام فعل کے ارتکاب کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ قرار دیا تو وہ اس عقیدہ کی وجہ سے کافر ہو گیا۔ [7]

انھوں نے مزید کہا: حسن بصری کہا کرتے تھے: کسی بھی چیز میں دف بجانا نبیوں کی سنت نہیں ہے۔ ابو عبید قاسم بن سلام نے کہا: جس نے اس کو صوفیوں سے جوڑا ہے تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی تاویل کرنے میں غلطی کی ہے۔ ہمارے نزدیک تو اس کا مطلب فقط نکاح کا اعلان، لوگوں میں آواز بلند کرنا اور اس کا ذکر کرنا ہے۔

---

1. تلبیس ابلیس: ۱۷۹
2. تلبیس ابلیس: ۱۷۳
3. تلبیس ابلیس: ۲۱۰، ۲۱۱
4. تلبیس ابلیس: ۲۱۳
5. ہم کہتے ہیں اگر وہ موجودہ طبلے اور ڈرم دیکھتے تو کیا کرتے جو احباش استعمال کرتے ہیں؟
6. تلبیس ابلیس: ۲۴۹
7. تلبیس ابلیس: ۲۵۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن الجوزی نے کہا: امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: میرے نزدیک شادی کے موقع پر دف بجانے میں حرج نہیں جبکہ میں طبلہ بجانے کو ناپسند کرتا ہوں۔

ابن الجوزی نے کہا: انھوں نے غنا کے جواز پر جن دلائل سے استدلال کیا ہے۔ وہ قطعاً جائز نہیں ہیں۔۔۔ بعض ان لوگوں نے جو تصوف کی خود ساختہ محبت میں گرفتار ہیں ایسے دلائل سے استدلال کیا ہے۔ جن میں جواز کی کوئی دلیل نہیں۔ ان میں سے ایک ابونعیم اصفہانی بھی ہے جس نے کہا: براء بن مالک سماع کی طرف مائل تھے اور ترنم سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ ❶

اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اشعار سننے سے غنا سننے پر ان لوگوں کا استدلال ذکر کیا ہے۔ ❷

انھوں نے اپنے شیخ ابن عقیل سے ذکر کیا ہے کہ انھوں نے کہا: جب ان صوفیاء کی طبیعت بگڑتی ہے تو ان کو کوئی نظم اور اشعار پڑھنے والا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف پرسکون کرتا ہے تو انھوں نے کہا: ایسا کہنے والے کی کوئی کرامت نہیں ہے کیونکہ دلوں کو سکون اور ایمان کی زیادتی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود وعید سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا﴾ (الانفال: ۲)

''اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جائیں تو انھیں ایمان میں بڑھا دیتی ہیں۔''

تم لوگ عبادت گذاروں کے روپ میں زندیق ہو۔ ❸

ابن الجوزی نے کہا: جان لو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دل پوری امت میں سے زیادہ پاک وصاف تھے مگر وہ وجد کے وقت خشوع اور رونے سے بڑھ کر کچھ نہ کرتے تھے۔ ❹

ابن الجوزی نے کہا: بعض لوگوں کے دل سماع کے ساتھ اس قدر معلق ہوئے کہ انھوں نے سماع کو قرآن پر ترجیح دے دی، سماع سن کر ان کے دل نرم ہوتے ہیں مگر قرآن مجید پڑھ کر یا سن کر نہیں ہوتے یہ حالت اسی کے ہاں ہی ممکن ہے جس پر نفسانی خواہشات غالب آچکی ہوں۔ ❺

بلکہ ان لوگوں کی گستاخی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے رقص وسرور کا اہتمام کرتے ہیں، ابن الجوزی نے اسے عورتوں کے عمل سے مشابہت دی ہے انھوں نے ابی بن الکاتب سے نقل کیا ہے کہ ابن بنان وجد میں آتا تھا اور ابوسعید الخزار تالیاں بجایا کرتا تھا، پھر پوچھا کرتا تھا: رقص بچوں کے کھلونوں کی طرح ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے؟ اور کہا: کوئی بھی عقلمند شخص اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا کہ وہ پُروقار والے عمل کو چھوڑ کر کفار اور عورتوں

❶ تلبیس ابلیس: ۲۳۹
❷ تلبیس ابلیس: ۲۴۰
❸ تلبیس ابلیس: ۲۴۶
❹ تلبیس ابلیس: ۲۵۲
❺ تلبیس ابلیس: ۲۴۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے اعمال اپنا لے گا۔ ❶

صوفیاء کے اذکار کے بعض نمونے:

((اللهم أسالك بالجرة التى هى فى جوهر الأمر والسر و حبل الإرادة و طريق التدوير و منهج الغيب و سلسلة الهز و سبيل العز۔))

((وأسألك جرة جيم جوهر جمع مجموع جميع مجامع جميعات جمعان الجلال و الجمال والجلالات والجلجلة والجلوت والجوليات والجولات والجهريات والجريان والجاريات و الجارات و المجرورات۔)) ❷

((اللهم أسألك بالباء المعطوف وبباء البهاء بتاء التاليف بثاء الثناء بجيم الجلالة، بحاء الحياء، بخاء الخوف، بدال الدلالة، بذال الذكر بزاء الزلفى، بسين السناء، بشين الشكر، بصاد الصفاء، بضاد الضمير بظاء الظلمة۔۔۔)) ❸

کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس طرح کی دعائیں سکھائی ہے؟ کیا ہمیں ایسی دعا سکھلائی ہے کہ ہم ((الظلمة)) (اندھیروں) کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ پکڑیں۔ (واقعتاً یہ لوگ اندھیروں میں ہی زندگی گذار رہے ہیں۔)

حالت بیداری میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار صوفیاء کا بہت بڑا دھوکہ ہے:

حبشی سے پوچھا گیا ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ تو اس نے کہا: یہ اس کے لیے خوش خبری ہے وہ عنقریب آپ کو حالت بیداری میں بھی حقیقی طور پر دیکھے گا اگرچہ موت کے وقت ہی کیوں نہ ہو؟ ❹

رسول اللہ ﷺ کا دیدار واقعتاً خوش خبری اور خوش بختی ہے لیکن کب اور کہاں؟ اور کیا دیکھنے والے نے واقعتاً آپ کو ہی دیکھا؟

اگر اس سے مراد دنیا میں دیکھنا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی کثیر تعداد نے نبی ﷺ کو ان کی موت کے بعد خواب میں تو دیکھا ہے مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی آپ کو (آپ کی موت کے بعد) حالت بیداری میں نہیں دیکھا ہے اگر ایسا ہوا ہوتا تو ضرور منقول ہوتا اور وہ اس کو کبھی بھی نہ چھپاتے۔ نبی ﷺ جب اپنے محبوب ترین لوگوں کے لیے

❶ تلبيس ابليس: ۲۵۷، ۲۵۸
❷ قلادة الجواهر: ۳۴۱، ۳۴۴
❸ قلادة الجواهر: ۲۵۷، ۲۵۸۔ المعارف المحمدية: ۱۰۲
❹ کیسٹ ۳۔ ۲۴۴ے، سائیڈ نمبر ۲۔ اس کے شاگرد سلیم علوان کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ ۳۔ ۲۵۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بحالت بیداری ظاہر نہیں ہوئے جیسا کہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق رضی اللہ عنہما آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا تو پھر ان لوگوں کے لیے ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ یا پھر آپ نے ہر اس شخص سے وعدہ کر رکھا ہے جو بھی آپ کو نیند میں دیکھتا ہے کہ عنقریب میں تمھیں حالت بیداری میں بھی نظر آؤں گا۔ یا پھر ان خرافات کے داعیوں کا فہم وشعور ہی خراب ہو چکا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے زیارت والی روایت کو نقل کیا ہے مگر اس سے یہ مفہوم مراد نہیں لیا جو ان (بے وقوفوں) نے لیا ہے۔

حبشی کا یہ کہنا کہ اگرچہ موت کے وقت ہی کیوں نہ ہو؟ یہ اس کی بے عقل ہونے کی واضح نشانی ہے کہ دنیا میں موت سے پہلے آپ کا دیدار ہوگا۔ یہ شاذ فتویٰ ہے۔ اس فتویٰ سے کئی مفاسد (خرابیاں) لازم آتی ہیں۔ مثلاً جس نے آپ کو حالت بیداری میں دیکھا تو وہ صحابی ہے۔ اسی طرح یہ صحابیت قیامت تک باقی رہے گی۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے۔ کہ صوفیاء کے ایک گروہ کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے حالت بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ پھر کہا یہ تو ایک بہت بڑی مشکل ہے۔ ❶

حافظ نے ذکر کیا ہے کہ قاضی ابن العربی جو کہ ابو حامد غزالی کا شاگرد ہے اس بات کو تسلیم نہیں کرتا، اس نے کہا: بعض صالحین نے شاذ (سب سے الگ) دعویٰ کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حقیقت میں ممکن ہے۔ قرطبی صاحب المفھم نے کہا: یہ ایسا قول ہے جس کا فاسد ہونا، معمولی غور وفکر سے ہی ثابت ہے۔ اس قول سے مندرجہ ذیل امور لازم ہوتے ہیں۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر آپ کے جسد سے خالی ہو جاتی ہے۔ یہ بات صوفیاء کے ہاں مقبول ہے۔ سیوطی نے ابن المسیب سے نقل کیا ہے کہ: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں چالیس دن سے زیادہ نہیں رہے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ: میرا مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے کہیں زیادہ ہے کہ مجھے تین دن سے زیادہ قبر میں رہنے دے۔'' ❷ (یعنی نہیں رہنے دے گا۔)

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرنے والا خالی قبر کو سلام کرے گا جبکہ آپ غائب ہونگے۔

انھوں نے مزید کہا: جس کے پاس تھوڑی سی بھی عقل ہو وہ اس جہالت کو تسلیم کرنے کے لیے قطعاً تیار نہ ہوگا۔ ❸

المناوی نے خود صوفیاء سے اس مسئلہ پر تنبیہ ذکر کی ہے کہ انھوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح دیدار فقط اسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جس نے آپ کو آپ کی اس اصل اور صحیح صورت میں دیکھا ہو جو صحیح احادیث سے ثابت شدہ ہے۔ اگر کسی

---

❶ فتح الباری: ۳۸۵/۱۲

❷ الحاوی للفتاویٰ: ۲۶۴/۲

❸ فتح الباری: ۳۸٤/۱۲، اتحاف السادۃ المتقین: ٤۲۹/۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اس کے خلاف دیکھا مثلاً آپ کا قد لمبا یا چھوٹا دیکھا۔ بڑھاپا یا شدید گندمی رنگ دیکھا تو درحقیقت اس نے آپ کو نہیں دیکھا ہے۔ یاد رہے اگر کوئی آپ کو آپ کی اصلی صورت میں بھی دیکھتا ہے تو یہ دین میں حجت نہ ہوگا۔

میں کہتا ہوں صوفیاء نے اپنے بڑوں کی بتائی ہوئی باتوں پر بھی قطعاً کوئی غور نہیں کیا ہے۔

اس پر مزید یہ اضافہ کریں کہ:

جس نے آپ کو دنیا میں حالت بیداری میں دیکھنے کا دعویٰ کیا تو وہ تابعین سے بھی افضل ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف کی ہے مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو حالت بیداری میں دیکھا ہے بلکہ یہ دیدار تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی نصیب نہیں ہوا ہے۔ جبکہ آپ دنیا سے رخصت ہو گئے تھے اس بارے میں کوئی ایسی بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔

اس بات کا اعتراف خود اس کے شاگرد نبیل الشریف نے کیا ہے۔ اس نے کہا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سب سے افضل ہیں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کبھی بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حالت بیداری میں دیکھا ہے اور نہ ہی یہ بات کسی اور صحابی نے کہی ہے۔ [1] اسی طرح انس بن مالک رضی اللہ عنہ جنھوں نے آپ کی دس سال خدمت کی ہے جو یہ کہا کرتے تھے کہ آپ کی وفات کے بعد ہر رات خواب میں مجھے آپ کی زیارت ہوتی تھی مگر انھوں نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حالت بیداری میں ان کو آپ کا دیدار ہوا ہے۔ [2]

عجیب بات ہے کہ یہ کہنے کے باوجود وہ تضاد کا شکار نظر آتا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ حالت بیداری میں آپ کا دیدار نادر ہے حالانکہ اسے کہنا چاہیے تھا کہ یہ ناممکن ہے کیونکہ کسی ایک صحابی کو بھی حالت بیداری میں آپ کا دیدار نصیب نہیں ہوا ہے یہ تضاد اس وقت مزید سخت ہو گیا جب اس نے کہا کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا تو لازمی طور پر وہ آپ کو حالت بیداری میں بھی دیکھے گا۔ اگرچہ موت کے وقت ہی کیوں نہ ہو جب کہ وہ بستر مرگ پر پڑا ہو؟ یا تو خود رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائیں گے یا پھر اس کے اور آپ کی قبر کے درمیان جتنے پردے ہیں سب ہٹا دیے جائیں گے۔ جہاں سے بھی وہ آپ کو دیکھے گا تمام رکاوٹیں شیشہ کی مانند ہو جائیں گی اور وہ آپ کا دیدار انتہائی قریب سے کرے گا۔ [3]

۳۔ یہ جھوٹ کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔ صوفیاء حالت بیداری میں رسول اللہ ﷺ کے دیدار کا دعویٰ کرتے ہیں حتی کہ ان کے نزدیک حالت بیداری میں آپ کا دیدار نہ ہونا ولایت میں نقص ہے۔ اسی لیے وہ جھوٹ اور جھوٹے خوابوں کا سہارا لیتے ہیں۔

---

[1] اتحاف السادة المتقين: ۱۰/۴۲۹

[2] مجالس الهدىٰ: ٦/٦٩٤

[3] مجالس الهدىٰ: ٦/٩١٥، ٩٢٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن الجوزی نے ابوالفتح الطوسی کا رد کیا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ جب بھی اس کے سامنے کوئی مشکل مرحلہ آتا ہے تو وہ حالت بیداری میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار کرتا ہے۔ کہا یہ صاف جھوٹ ہے۔ ❶

ابن الجوزی نے احمد الغزالی جو کہ ابوحامد غزالی کا بھائی ہے کے متعلق کہا کہ وہ جھوٹ بولنے میں انتہائی بے باک ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا دیدار حالت بیداری میں کیا کرتا تھا، جب بھی اس پر کوئی مشکل مرحلہ آتا تو وہ آپ کو خواب کی بجائے حالت بیداری میں دیکھا کرتا تھا۔ ❷

بلکہ الرفاعیۃ نے دعویٰ کیا ہے کہ الشیخ احمد ازرق بن شیخ منصور دن میں پانچ دفعہ رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا کرتا تھا۔ ❸

صوفیاء کے نزدیک ان کے بعض طرق وسلاسل کا اجازت نامہ رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مقام پر اس کی ملاقات ہوئی اور اس نے ان سے اپنے سلسلہ کی اجازت طلب کی، آپ نے نہ صرف اجازت دی بلکہ اس سلسلہ کا منہج، ذکر اذکار اور طریقہ متعین فرمایا، بعض کا دعویٰ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مقام پر ملا اور بخاری کی فلاں حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ بات میں نے نہیں کہی ہے۔'' اور ایک من گھڑت روایت کے بارے میں معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ''میں نے یہ کہا ہے۔'' جیسا کہ العجلونی نے ابن عربی سے (الفتوحات) میں ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ بہت سی صحیح احادیث ایسی ہیں کہ صاحب کشف نے پتہ چلایا کہ یہ تو صحیح نہیں ہے۔ ❹

جب اس طرح حدیث پر حکم براہ راست نبی ﷺ کے ساتھ ملاقات کر کے حالت بیداری میں معلوم کیا جا سکتا ہے تو جرح وتعدیل کے آئمہ کی کتب کا کیا فائدہ ہے؟ احادیث پر نقد و جرح کرنے والے علماء نے اپنی عمریں احادیث کو جمع کرنے میں کیوں صرف کر دی ہیں؟ بخاری اور مسلم نے ایک ایک حدیث جمع کرنے اور رواۃ کے حالات جمع کرنے کے لیے کئی ہزار کلومیٹر سفر کیوں طے کیا ہے؟ ان لوگوں نے صوفیاء کے سرداروں سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟

پھر تو یہ سب ضیاعِ وقت کے علاوہ کچھ نہیں ہے؟ اگر تمھیں صحیح، ضعیف اور موضوع روایت کو جاننا ہے تو صوفیاء کو لازم پکڑو۔ لیکن اس خودساختہ اور جھوٹے دعویٰ کی حقیقت صوفیاء کی کتب سے آشکار ہو جاتی ہے جو ہزاروں ضعیف اور من گھڑت روایات سے بھرپور ہیں۔ ان کے نزدیک غزالی الہام اور کشف کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور اس کے اولیاء کے درمیان ممتاز محدث ہے اور اس کی کتاب ''احیاء علوم الدین'' تصوف کا خلاصہ، لب لباب اور اس کے کشف کا بہترین

---

❶ البداية النهاية: ١٩٦/١٢

❷ القصاص والمذكرين: ١٥٦

❸ سواد العينين فى مناقب أبى العلمين: ٥٣

❹ كشف الخفاء: ٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذخیرہ ہے مگر اس کے باوجود یہ کتاب من گھڑت اور رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب جھوٹی روایات سے بھرپور ہے حتی کہ سبکی نے اس کتاب کی من گھڑت روایات کو تقریباً سینتیس (۳۷) صفحات کی صورت میں اپنی کتاب ''طبقات الشافعیہ'' میں جمع کیا ہے۔

ان میں سے بعض نے اس قدر غلط بیانی سے کام لیا کہ وہ لحہ بھر کے لیے بھی نبی ﷺ سے جدا نہیں ہوتا جیسا کہ ابی عباس المرسی سے نقل کیا گیا ہے کہ اس نے کہا: اللہ کی قسم! اگر لحہ بھر کے لیے بھی نبی ﷺ مجھ سے جدا ہوں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہیں کرتا۔ ❶

سیوطی نے کہا: ابوالعباس المرسی ہر وقت نبی ﷺ کے ساتھ رابطہ میں رہتا تھا۔ جب وہ نبی ﷺ کو سلام کہتا تو آپ جواب دیتے اور جب وہ آپ سے بات کرنا چاہتا تو آپ اس سے ہم کلام ہوتے۔ ❷

یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں اور آپ ان کو صحیح روایات میں ثابت شدہ مسائل کے خلاف ہی فتویٰ دیتے ہیں۔ نابلسی نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور سوال کیا کہ جس عورت کو ایک مجلس میں تین طلاقیں ہو جائیں اس کا کیا حکم ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے تین طلاقیں ہونگی۔ ❸ اس کے باوجود کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے ایک شمار کرتے تھے۔ ❹

ہم کس کی تصدیق کریں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یا پھر خوابوں کی تعبیر کرنے والے نابلسی کی جو ابن الفارض ❺ کو پسند کرتا ہے اور اسی طرح ابن عربی کو بھی اچھا سمجھتا ہے جو وحدۃ الوجود کے عقیدہ کا قائل ہے۔

حافظ ابوزرعہ عراقی نے کہا: اگر کوئی سچا آدمی بھی خواب میں نبی ﷺ سے کوئی ایسا شرعی حکم بیان کرے جو شریعت کے اصول وقواعد کے خلاف ہو تو ہم اس پر اعتماد نہیں کریں گے۔ ❻

السخاوی نے کہا: کسی بھی صحیح سند سے ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کسی ایک صحابی کو بھی حالت بیداری میں آپ کا دیدار ہوا ہو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے وصال کے بعد شدید غمگین رہی ہیں اور وہ آپ کے بعد تقریباً چھ مہینے زندہ رہیں جبکہ ان کا گھر آپ کی قبر شریف کے انتہائی قریب تھا مگر ان کو بھی حالت بیداری میں آپ کا دیدار نہ ہوا۔ السخاوی نے ذکر کیا ہے کہ یہ دعویٰ صوفیاء کی تصانیف سے ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ''توثیق عری

---

❶ طبقات الشعرانی: ۱٤/۲، قلادة الجواهر للصیادی الرفاعی: ۲۸۱، کشف الأسرار التنویر الأفكار: ۱۰۳

❷ الحاوی للفتاویٰ: ۲٦۰/۲

❸ جلاء العنین فی محاكمة الأحمدین: ۲۳٦

❹ مسلم: ۱٤۷۲، ابوداؤد: ۲۱۹۹

❺ ابن الفارض اللہ تعالیٰ کو مؤنث کے صیغہ سے مخاطب کرکے عشق ومعشوق کی باتیں کرتا ہے۔

❻ طرح التثریب: ۲۱۵/۸۔ شرح حدیث رؤیا الرجل الصالح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاسلام للبارزی" "بهجة النفوس لأبی محمد عبدالله بن أبی حمزه" اور "روض الریاحین للیافعی"۔ ❶

بدر بن حسن الأهدل نے دیدار کے مسئلہ میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حالت بیداری میں آپ کے دیدار کا مسئلہ جو صوفیاء سے منقول ہے یہ واضح نہیں ہے۔ یہ غیبی حس ہے اور یہ ایسی حالت ہے جس کو عبارت میں بیان کرنا مشکل ہے۔ یہ اخبار صوفیاء سے منقول ہیں جن میں جھوٹ کا سہارا لیا گیا ہے۔ ایک بھی روایت ایسی نہیں جو قابل اعتماد اور صحیح ہو۔ جب ایک بھی روایت ثابت نہیں تو یا یہ خواب سے متعلق ہے یا پھر غیبی حس سے جسے وہ حالت بیداری شمار کر رہے ہیں وہ جب بھی کوئی خیالی تصویر یا کوئی روشنی دیکھ لیتے ہیں تو اسے نبی ﷺ شمار کرتے ہیں شیطان نے ان کو دھوکہ میں رکھا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ میں انسان کو احتیاط کا پہلو تھامنا چاہیے۔

انھوں نے مزید کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حالت بیداری میں آپ کے دیدار کا دعویٰ ایسا باطل قول ہے کہ سنتے ہی عقل اس کا انکار کر دیتی ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبر سے باہر تشریف لائیں، بازاروں میں چلیں، آپ لوگوں سے اور لوگ ان سے مخاطب ہوں اور یہ کہ قبر آپ کے جسد اطہر سے خالی ہو پھر جو شخص قبر شریف کے پاس آئے تو وہ خالی قبر پر آئے گا اور غائب پر سلام بھیجے گا۔ ❷

ملا علی قاری نے (جمع الوسائل) ❸ کے اندر اس کلام کو بہترین قرار دیا ہے اور کہا: "صوفیاء کا حالت بیداری میں نبی ﷺ سے ملاقات کا دعویٰ اگر سچ مان لیا جائے تو پھر انھیں رسول اللہ ﷺ سے سنے ہوئے ہر حکم پر عمل کرنا ہوگا اور ہر منع کردہ چیز سے رکنا ہوگا جو وہ (اپنے تئیں) حالت بیداری میں سنتے ہیں۔ تو اس پر اجماع ہے کہ ایسا کرنا ناجائز ہے۔ جیسا کہ حالت خواب میں سنے گئے ہر حکم پر عمل کے ناجائز ہونے پر اجماع ہے اگرچہ خواب دیکھنے والا کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو؟ مازری نے وضاحت کی ہے کہ اگر کوئی دیکھتا ہے کہ اسے کسی ایسے شخص کو قتل کرنے کا حکم آپ دے رہے ہیں جس کا قتل حرام ہے تو یہ اس کا تخیل جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ملا علی قاری کا کلام ختم ہوا۔

فائدہ: اس حکایت کے پیش نظر اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نے حالت بیداری میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے تو جو کچھ اس نے آپ سے احکام سنے ہیں یا ممنوعات کا آپ نے ذکر کیا ان پر ہرگز عمل نہ ہوگا۔ اس پر اس کی اس حکایت میں اجماع ثابت ہے۔ ❹ اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ اگر کوئی دعویٰ کرے کہ اس نے آپ کو آپ کی موت کے بعد حالت بیداری میں دیکھا ہے تو اسے صحابی شمار نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ

❶ رسالة الشيخ صفي الدين۔ قسطلانی نے اسے سخاوی سے المذاهب اللدنية میں نقل کیا۔ ۵/۲۹۵
❷ المواهب اللدنية: ۵/۲۹۸، ۲۹۹
❸ شرح الشمائل للترمذی: ۱۲/۲۳۸
❹ الرد علی قول الزرقانی فی شرح المواهب اللدینه: ۷/۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے آپ نے حالت بیداری میں یہ حکم دیا ہے تو خود اس کے لیے اور جو اس کی تصدیق کرے۔اس کے لیے بھی اس پر عمل لازمی ہوگا یہ ہمارے شیخ کا کہنا ہے۔

اس طرح اس حکایت کے پیش نظر اجماع ہے کہ سیوطی کے اس دعویٰ کو رد کیا جائیگا جس میں اس نے کہا کہ احادیث کی تصحیح اور تضعیف براہ راست رسول اللہ ﷺ سے کرواتا ہے اور اس کا یہ دعویٰ بھی مردود ہے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یا شیخ الحدیث) اور یہ کہ آپ نے اسے خبر دی کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔اور یہ کہ (اسے کوئی عذاب نہ ہوگا۔)

خواب میں آپ کے دیدار کے متعلق چند باتیں:

بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا ہے۔''جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔'' ان لوگوں کو یہ غلطی لگی کہ خواب میں کسی کو بھی دیکھا جو ان سے یہ کہہ رہا ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو وہ لازمی طور پر رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ یہ لازم نہیں ہے۔شیطان کے لیے یہ تو ممکن نہیں ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی شکل اختیار کر سکے مگر اس کے لیے یہ تو ممکن ہے کہ وہ کسی اور کی صورت میں آ کر دھوکہ دینے کی کوشش کرے اور دعویٰ کرے کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہے۔اور یہ بات تو معلوم ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو حقیقت میں نہیں دیکھا ہے وہ اس کی تمیز اور فرق نہ کر سکے گا۔

اسی لیے سلف صالحین سے ثابت ہے کہ وہ اس کی تحقیق کیا کرتے تھے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن سیرین رحمہ اللہ وغیرہ کے پاس آ کر اگر کوئی دعویٰ کرتا کہ اس نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے تو وہ اس کو اپنے قریب کر لیتے اور پوچھتے: ''جسے تم نے دیکھا ہے اس کی صفت بیان کرو۔'' اگر وہ تمام اوصاف رسول اللہ ﷺ کی صورت مبارکہ اور ان کی ذات اقدس کے مطابق بیان کرتا تو وہ کہتے ''کہ تو نے آپ کو ہی دیکھا ہے۔'' اگر وہ اس کے خلاف بیان کرتا تو وہ کہتے: ''تو نے آپ کو نہیں دیکھا ہے۔'' ❶

اگر معاملہ مطلق طور پر ایسے ہی ہوتا جیسے صوفیاء بیان کر رہے ہیں تو وہ خواب دیکھنے والے سے کبھی تحقیق نہ کرتے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ وغیرہ ایسے ہی تسلیم کر لیتے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: آپ کا یہ فرمان: ''شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔'' میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ شیطان کو یہ اختیار دے رکھا ہے کہ وہ کسی کی بھی صورت اور شکل بنا لے لیکن رسول اللہ ﷺ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔اسی لیے علماء کی ایک کثیر تعداد نے وضاحت کی ہے کہ اگر خواب دیکھنے والا آپ کو آپ کی اصل شکل وصورت میں دیکھے تو تب ہی اس نے آپ کو خواب میں دیکھا ہے۔'' ❷

---

❶ الفتح ذکرہ حافظ: ٣٨٤/١٢ ❷ فتح الباری: ٣٨٦/١٢

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ایک قصہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ شیخ عبدالقادر کو شیطان نے کہا: ''میں تیرا رب ہوں اور میں آپ کے لیے فرائض پر عمل نہ کرنا حلال قرار دے رہا ہوں۔'' تو اس کو شیخ عبدالقادر نے کہا: ''اے اللہ کے دشمن دفع ہو جاؤ۔'' تو شیطان نے کہا: ''اے عبدالقادر آپ اپنے علم کی وجہ سے مجھ پر غالب آ گئے ہو۔'' جب شیخ سے پوچھا گیا کہ آپ شیطان کے وار سے کیسے بچے؟ تو انھوں نے کہا: شیطان نے مجھے جب یہ کہا کہ میں تمھارا رب ہوں اور تجھے اپنے فرائض معاف کر رہا ہوں تو میں نے فوراً سوچا کہ فرائض تو رسول اللہ ﷺ کو بھی معاف نہیں ہوئے میں کون ہوں کہ مجھے معاف کر دیے جائیں؟

اس واقعہ کے پیش نظر ہم یہ کہتے ہیں اگر شیطان کسی صورت میں آ کر یہ یقین دلانے کی کوشش کر سکتا ہے کہ ''میں تمھارا رب ہوں۔'' تو پھر یہ کوشش کیوں نہیں کر سکتا کہ کسی شکل میں آ کر کہے: ''میں تمھارا نبی ہوں؟''

ہر سلسلہ طاغوت کی طرف لے کر جاتا ہے:

صوفیاء کے تمام سلاسل اور طرق میں سے ہر سلسلہ والوں کا دعویٰ ہے کہ وہ دوسرے سلسلہ سے افضل اور اعلیٰ ہے سیوطی کا کہنا ہے: شاذلیہ کا سلسلہ سب سے افضل اور بلند ترین ہے۔ [1]

بلکہ آپ دیکھیں گے کہ ہر فرقہ دوسرے سلسلہ کی پیروی سے منع کرتا اور ڈراتا ہے جیسا کہ نقشبندیوں نے کہا: جو ان کے سلسلہ میں داخل نہ ہو اس کا دین مکمل طور پر خطرہ میں ہے۔ [2]

سلسلہ رفاعیہ کا تشیع کی طرف میلان:

حبشی کا سلسلہ رفاعیہ کی طرف منسوب ہونا اس لیے ہے کہ اس نے الشیخ عبدالرحمن السبسبی [3] سے اجازت حاصل کی ہے اور اسی طرح سلسلہ قادریہ اور نقشبندیہ بھی ہیں۔

اے صوفیاء کی جماعت! یہ نام تم نے یا پھر تمھارے آباء واجداد نے اپنی طرف سے بنائے ہیں جن کی کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی ہے۔ تم نے ان کا نام طرق (سلاسل) رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے طرق (سلسلوں) کے متعلق فرمایا ہے:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ﴾ (الانعام: ۱۵۳)

''اور یہ کہ بے شک یہی میرا راستہ ہے سیدھا، پس اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمھیں اس کے راستے سے جدا کر دیں گے۔''

---

[1] الحاوی للفتاویٰ: ۱۳۵/۲

[2] نور الهداية والعرفان فی سر الرابطة و ختم الخواجكان: ٦٣

[3] اظهار العقيدة السنية: ۱۵، صريح البيان: ۱۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان سلاسل اور طرق میں دیگر مذاہب، دوسری جماعتوں اور دوسری ملتوں کے گمراہ کن افکار داخل ہو چکے ہیں خاص طور پر مذہب شیعہ کے نظریات ان سے خلط ملط ہو چکے ہیں۔

اس مقام پر میں سلسلہ رفاعیہ کا ذکر کروں گا کہ وہ کئی امور میں شیعہ سے متفق ہے:

۱۔ جفر علوی فاطمی کی کتاب پر مکمل ایمان رکھنا

۲۔ شیعہ کی طرح بارہ اماموں پر ایمان رکھنا جن میں آخری امام محمد بن حسن عسکری ہیں مگر انھوں نے احمد رفاعی کا اضافہ کر ڈالا جس سے ان کے ہاں آئمہ کی تعداد تیرہ ہوگئی۔

۳۔ اسے خاتم الأولیاء شمار کرنا کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے ولایت ختم کر دی ہے جس طرح نبوت محمد ﷺ پر ختم کر دی ہے۔

۴۔ دعوی کہ وہ نور سے پیدا ہوا ہے۔ اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے چہرہ کے نور سے مٹھی بھری اور اس سے محمد ﷺ کو پیدا فرمایا اور پھر اس پسینہ سے مجھے پیدا کیا۔''

۵۔ اہل بیت نورانی مخلوق ہیں۔

۶۔ الشیخ منصور [1] جب منہ کھولتے ہیں تو ایک نور کا گولہ نکلتا ہے جو ساتوں آسمانوں کو چیرتا ہوا اوپر نکل جاتا ہے۔ [2]

رفاعیوں کی خرافات کے چند نمونے:

ان کا دعویٰ ہے کہ نبی ﷺ نے قبر شریف سے اپنا دست مبارک نکالا تا کہ رفاعی اسے بوسہ دے سکے اور کہا جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ [3]

رفاعی کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ اس نے کہا کہ: ولی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور جب وہ کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا (کن ۔۔۔ ہو جا) تو وہ ہو جاتا ہے۔ [4]

وہ پرندوں کا گوشت کھا کر ان کی ہڈیوں کو اکٹھا کرتا اور ان میں پھونک مارتا اور کہتا زندہ ہو جاؤ اسی طرح بوسیدہ، ہڈیوں کو اکٹھا کرتا اور کہتا: اللہ کے حکم سے مچھلی بن جاؤ جیسے کہ تو پہلے تھی تو ابھی وہ اپنی بات ختم بھی نہ کرتا تھا کہ وہ زندہ مچھلی بن جاتی، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتی اور سید رفاعی کی ولایت عظمیٰ کا اعلان کرتی۔ [5]

---

[1] یہ شیخ رفاعی کا ماموں ہے۔

[2] قلادة الجواهر: ٤٤، الكنز المطلسم: ٢٦

[3] قلادة الجواهر، ١٥، ١٠٤

[4] قلادة الجواهر: ٧٣، ١٤٥، المعارف المحمديه: ٤٧، ٣٤٨

[5] الفجر المنير: ٥، قلادة الجواهر: ٧٣، المعارف المحمديه: ٤٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کا دعویٰ ہے کہ مچھلیاں ان سے اس قدر محبت کرتی تھیں کہ جب وہ سمندر کے کنارے چلتے تو سب مچھلیاں سمندر سے نکل کر ان کے پاس آجایا کرتی تھیں، ان کے قدموں پر بوسے دیتیں اور برکت حاصل کرتیں اور ان کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتی کہ ہمیں کھالو۔ ❶

شیخ ابراہیم منصور جو کہ رفاعی کا خلیفہ مجاز ہے جب دیکھتا کہ آسمان سے کوئی آفت نازل ہو رہی ہے تو ایک چھڑی پکڑ کر آسمان کی طرف اشارہ کرتا تو وہ بلا اور آفت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی اور وہ فقط اپنے ڈنڈے کی حرکت سے ہی اللہ تعالیٰ کی قضاء کو جو آسمان سے نازل ہونے والی ہوتی تھی روک دیتا تھا۔ ❷

ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ الشیخ رجب الرفاعی جب ذکر کا حلقہ قائم کرتے تو ان کے پسینے کی صورت میں انتہائی نفیس اور بہترین عطر بارش کے قطروں کی طرح ٹپکنے لگتا۔ ❸

شیخ منصور (جو کہ رفاعی کے ماموں ہیں) جب اپنا منہ کھولتے تھے تو نور کا ایک گولہ نکلتا جو ساتوں آسمانوں کو چیرتا ہوا اوپر چلا جاتا تھا۔ ❹

رفاعی کا پگھل کر پانی بن جانا:

رفاعی سے جو عجیب وغریب حکایات نقل کی جاتی ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ وہ سیسہ کی طرح پگھل جاتا تھا اور جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتا تھا تو پانی میں حل ہو جاتا تھا۔

محمد ابوالھدیٰ الصیادی نے ذکر کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رفاعی پر پُرعظمت تجلی ڈالی تو وہ پگھل کر پانی بن گیا پھر اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ڈھانپ لیا اور وہ آہستہ آہستہ منجمد ہونا شروع ہو گیا اور اس کا بدن پہلی حالت میں لوٹ آیا۔ جب اس کا جسم مکمل ہو گیا تو اس نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم نہ ہوتا تو میں تمھارے پاس کبھی نہ لوٹتا۔ ❺

الصیادی اور النبھانی نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ رفاعی اپنے کسی رفیق کار (الشیخ سعید) کے ساتھ رات کو نکلا، وہ دونوں ایک باغ میں آئے، رفاعی نے اسے کہا: تم یہیں ٹھہرو حتی کہ میں تمھارے پاس واپس لوٹ آؤں۔ شیخ سعید کہتا ہے۔ میں اپنی جگہ پر ٹھہر گیا حتی کہ آدھی رات گزر گئی مگر وہ واپس نہ آئے میں ان کے قدموں کے نشانات پر چلا تا کہ ان کا پتہ کر سکوں، اچانک میں نے دیکھا کہ زمین پر کپڑے گرے پڑے ہیں اور ان کے آس پاس پانی ہے۔ میں نے دائیں بائیں

---

❶ قلادة الجواهر: ١٠٢
❷ جامع كرامات الأولياء: ٣٦٨/٢، قلادة الجواهر: ٢٧
❸ تنوير الأبصار: ١١٩، خزانة الإمداد: ١٥٩
❹ قلادة الجواهر: ٤٤
❺ قلادة الجواهر: ٢٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈھونڈنا شروع کیا مگر مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا لیکن میں یہ منظر دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اچانک میں نے دیکھا وہ میری طرف آ رہے تھے اور ان کا نور پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے۔ میں نے ان سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا: اے میرے بیٹے! وہ پانی جو تو نے دیکھا ہے درحقیقت میں ہی تھا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی لطف و کرم کی آنکھ سے دیکھا تو میں ایسے ہو گیا جیسے تو اب دیکھ رہا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے لطف و کرم کی نظر سے نہ دیکھتا تو میں کبھی تیرے پاس واپس لوٹ کر نہ آتا۔ ❶

بعض لوگوں نے یہ احوال اور یہ صورت حال رفاعی کے علاوہ دیگر صوفیاء کی طرف بھی منسوب کی ہے۔ الصیادی نے ذکر کیا ہے کہ کچھ لوگ شیخ منصور بطائحی کے پاس جو کہ رفاعی کا ماموں ہے آئے اور ان سے پوچھا کہ محبت کسے کہتے ہیں؟ پہلے تو وہ خاموش رہا پھر سیسہ کی طرح پگھلنا شروع ہو گیا۔ وہ ایک ایک قطرہ کر کے پگھلتا رہا اور لوگ اسے دیکھتے رہے حتی کہ وہ پانی کی طرح مائع کی شکل اختیار کر گیا۔ ❷

رفاعی کا جنت میں محل بیچنا:

یہ قصہ شیخ رفاعی کی طرف منسوب ہے کہ اس نے ایک آدمی کو جنت میں ایک محل فروخت کیا جس کا رقبہ عین اس باغ کے بقدر تھا جو اس نے اس آدمی سے دنیا میں خریدا تھا۔

محمد ابوالھدی صیادی نے کہا: ''یہ منقول ہے کہ شیخ جمال الدین خطیب جو کہ رفاعی کے اکابر ساتھیوں میں سے ہے، وہ ایک باغ خریدنا چاہتا تھا۔ مگر باغ کا مالک کسی بھی قیمت پر اسے بیچنے کے لیے تیار نہ تھا۔ شیخ جمال الدین نے رفاعی سے درخواست کی کہ وہ باغ کے مالک سے اس کی سفارش کریں۔ انھوں نے سفارش کی تو باغ کے مالک (اسماعیل بن عبدالمنعم) نے رفاعی سے کہا: اگر آپ اس کو خریدنا چاہتے ہیں تو میں منہ مانگی قیمت لوں گا۔ شیخ رفاعی نے کہا: اے اسماعیل! تو کیا قیمت چاہتا ہے۔ بتاؤ تاکہ میں تجھے ادا کر سکوں؟ اس نے کہا: اے میرے سردار! میں اس کے بدلہ میں جنت کے اندر ایک محل چاہتا ہوں۔ رفاعی نے کہا: میری کیا حیثیت ہے کہ تم مجھ سے جنت میں محل طلب کر رہے ہو؟ دنیا کا مال طلب کرو۔ اس نے جواب دیا میرے سردار! مجھے دنیا کا مال نہیں چاہیے، اگر آپ باغ خریدنا چاہتے ہیں تو منہ مانگی قیمت ادا کریں۔ رفاعی نے تھوڑی دیر کے لیے اپنا سر جھکایا۔ اس کے چہرے کا رنگ زرد اور تبدیل ہو گیا۔ پھر اس نے سر اٹھایا تو زرد رنگ سرخ میں تبدیل ہو گیا۔ پھر کہا: اے اسماعیل جاؤ میں نے تمھارے کہنے پر یہ باغ جنت میں ایک محل کے بدلے خرید لیا ہے۔ اس نے کہا: میرے سردار اپنے دست مبارک سے میرے لیے ایک سند لکھ دیں تو سید رفاعی نے

❶ جامع كرامات الأولياء: ٢/ ٢٨ـ ٩٩

❷ قلادہ الجواهر: ٢٨، روضة الناظرين: ٢٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے لیے مندرجہ ذیل تحریر قلمبند کردی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ سند ہے کہ ایک محل اسماعیل بن عبدالمنعم نے مجھ العبدالفقیر الحقیر احمد بن حسن الرفاعی سے خریدا ہے جو جنت میں ہے، اس پر اللہ تعالیٰ ضامن ہے اور اس محل کا حدود اربعہ چار جنتوں سے جاملتا ہے۔

پہلی جنت عدن

دوسری جنت الماویٰ

تیسری جنت خلد

چوتھی جنت الفردوس

اور مزید یہ کہ اس محل میں تمام حوریں، ولدان (خدمت گذار بچے) بستر، پردے، نہریں، درخت اس دنیا کے باغ کے بدلے میں ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ گواہ اور کفیل ہے۔

پھر اس نے اس تحریر کو لپیٹا اور اس کے سپرد کر دیا۔ اور یہ بھی وصیت کی یہ آدمی (باغ کا مالک) جب فوت ہو تو یہ تحریر اس کے کفن میں رکھی جائے جب یہ فوت ہوا اس کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ جب انھوں نے اسے قبر میں دفن کر دیا تو اگلے دن اس کی قبر پر مندرجہ ذیل تحریر موجود تھی: جو ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے سچ پایا ہے۔ ❶

رفاعیہ کی اثنی عشری شیعوں سے موافقت:

رفاعیہ کا عقیدہ ہے کہ شیعہ کا بارہواں امام محمد بن حسن العسکری (المهدی المنتظر) واقعتاً بارہویں غائب امام ہیں جبکہ احمد رفاعی تیرہویں امام ہیں جو اس کے بعد ہیں۔ ❷

عجیب بات یہ ہے کہ شیعہ کی کتب اس بات پر گواہ ہیں کہ امام منتظر کا کوئی وجود نہیں ہے۔ ❸

اور یہ کہ گیارہویں امام کی اولاد نہیں تھی اس لیے ان کا ترکہ ان کی والدہ اور ان کے بھائی جعفر کے درمیان تقسیم ہو گیا تھا۔ ❹

پھر تعجب ہے کہ رفاعیوں نے شیعہ کی موافقت کیسے کر دی؟

بہاء الدین الرواس الرفاعی جو کہ احمد رفاعی کی نسل سے ہے نے اعتراف کیا ہے کہ رفاعی امام منتظر کے وجود کا عقیدہ

❶ قلادة الجواهر: ٧٠، ٧١، روض الرياحين: ٤٤٠، ٤٤١، جامع كرامات الأولياء: ٢٩٢/١

❷ القواعد المرعية فى اصول الطريقة الرفاعية: ٧، ارشاد المسلمين لطريقه شيخ المتقين: ٩٧، جامع كرامات: ٣٣٧/١

❸ الكافي الحجة: ٥٠٥، الارشاد: ٣٣٩، المقالات والفرق للقمى: ١٠٢

❹ جلاء العيون: ٧٦٢/٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہیں، اس نے اس کا نام بھی (المھدی بن الحسن العسکری) ذکر کیا ہے۔ ❶

ان لوگوں کے نزدیک (المھدی) سے مراد وہ المھدی نہیں ہیں جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اس کا نام ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے نام پر ہی ہوگا۔ مگر ان لوگوں کا (مھدی) عراق کی ایک غار (سامراء) میں صدیوں سے پوشیدہ ہے۔

رفاعیہ کا (کتاب الجفر شیعی) پر اعتقاد:

رفاعیہ (کتاب الجفر) پر مکمل یقین رکھتے ہیں یہ کتاب سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔ یہ رافضیوں کی مقدس کتاب ہے اور اس میں بے شمار جھوٹ ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اس میں قیامت تک پیش آنے والے تمام احوال و امور کا ذکر ہے۔ بہاء الدین (رفاعیہ نسل کے چشم و چراغ) نے وضاحت کی ہے کہ وہ اس کتاب کے ایک ایک حرف پر یقین رکھتا ہے۔ ❷ رفاعیہ کے لیے کتاب (بوارق الحقائق اور قلادۃ الجواہر) سے راہ فرار اختیار کرنا ممکن نہیں ہے۔

عاشوراء (۱۰ محرم) پر رفاعیہ کی رسومات:

رفاعیہ رافضیوں کی طرح یوم عاشوراء پر رسومات کا اہتمام کرتے ہیں۔ مثلاً حزن وغم کا اظہار کرنا، اسی طرح خلوت محرمیہ (اس میں صوفیاء عام لوگوں سے الگ الگ رہتے ہیں) تقریباً ہفتہ بھر کے لیے اور کھانا نہیں کھاتے فقط بادام اور شکر وغیرہ پر گذارا کرتے ہیں۔ ❸

صوفی کہتا ہے (کن۔ ہوجا) تو ہوجاتا ہے:

رفاعیہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو کلمہ (کن۔ ہوجا) کہنے کی طاقت دے رکھی ہے جس کے ذریعے وہ کائنات میں تصرف کرتے ہیں گویا کہ وہ جس طرح چاہتے ہیں مخلوقات پیدا کرتے ہیں۔

الصیادی نے کہا: شیخ احمد الرفاعی نے کہا: جب اللہ تعالیٰ کسی ولی کو کائنات میں تصرفِ مطلق کا اختیار دے دیتا ہے تو اس کا حکم درحقیقت اللہ تعالیٰ کا حکم ہی ہوتا ہے۔ جب وہ کسی کے لیے کہتا ہے۔ (کن ۔۔ ہوجا) تو وہ ہوجاتا ہے۔ ❹

اور کہا: ولی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ جو بھی ارادہ کرتا ہے اس کے لیے (کن ۔۔۔ ہوجا) کہتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے۔ ❺

---

❶ بوارق الحقائق: ۲۱۲، النجوم الزاهرة: ۱۱۳

❷ بوارق الحقائق: ۱۷۷، ۱۷۸

❸ قلادة الجواهر: ۲۸۸، القواعد المرعية: ۱۵، ۱۶، تطبيق حكم الطريقة العلية للصيادى: ۳۱۸

❹ قلادة الجواهر: ۷۳، ۱٤۵، المعارف المحمديه: ٤۷

❺ قلادة الجواهر: ۱٤۵، المعارف المحمديه: ۲۳۸، ٤۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ بعض سماوی کتب میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے بنی آدم! تم میری اطاعت کرو میں تمھاری اطاعت کروں گا۔ تم میری نگرانی رکھو میں تمھاری نگرانی رکھوں گا۔ میں تمھیں یہ طاقت دے دوں گا کہ تم کہو (کن ... ہوجا) تو ہوجائے گا۔ ❶

ابن حجر نے القرافی کا قول نقل کیا ہے کہ یہ بات جاہل صوفیاء کے ہاں مشہور ومعروف ہے۔ یہ کفر ہے اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں اس کا شریک بنانا ہے۔ ❷

شیعہ کا قول بھی یہی ہے وہ بھی (کن ... ہوجا) پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ طاقت اولیاء کے پاس ہے۔

رافضہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض آسمانی کتب میں فرمایا: اے ابن آدم! میں جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو کہتا ہوں: (کن ... ہوجا) تو وہ ہوجاتا ہے، اگر تم بھی میری مکمل اطاعت کرو تو میں تمھیں یہ طاقت عطا کردوں گا کہ تو بھی جس چیز کا ارادہ کرے گا تو کہے گا (کن ... ہوجا) تو وہ ہوجائے گا۔ ❸

بعض نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ: ''اے میرے بندے میری اطاعت کرو تو میں تمھیں اپنی طرح بنادوں گا۔'' ❹

ایک روایت یہ ہے کہ ''تو میری طرح ہوجائے گا۔'' ❺

علی بن یونس العاملی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت کی جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں: (کن ... ہو جا) تو وہ ہوجاتا ہے۔ ❻

صوفیاء کے بدعی اور مضحکہ خیز اذکار:

صوفیاء کے ہاں بدعتی اذکار ہیں چند درج ذیل ہیں جن کا ذکر الصیادی نے کیا ہے جو اس سلسلہ کے شیخ ہیں۔

((اللهم أسألك بالجرة التي هي في جوهر الأمر ومدة السر، حبل الإراوة، و طريق التدوير، و منهج الغيب و سلسلة الهز، وسبيل العز جيم جوهرجمع مجموع جوامع جميع مجامع جمعيات الجلال والجمال والجلالات والجلجلة والجلوات والجوليات والجولات والجهريات والجريان والجاريات والجارات والمجرورات۔)) ❼

❶ قلادة الجواهر: ١٤٧، طبقات الشعراني: ١٤٢/١

❷ اعلام بقواطع الإسلام: ٩٧

❸ بحار الأنوار: ٣٧٦/٩٠، مستدرك الوسائل: ٢٥٨/١١، عدة الداعي: ٢٩١، الفوائد الرجالية: ١/ ٧١

❹ الجواهر السنية: ٣٦١، شجرة طوبى: ٣٣٠/١، بحارالانوار: ١٦٥/١٠٢، ابوطالب حامى الرسول: ١٨٥

❺ مستند الشيعة: ٦/١، الفوائد الرجاليه: ٣٩/١ سيد بحرالعلوم

❻ الجواهر السنية: ٣٦١، للحر العاملي، الصراط المستقيم: ١٦٩/١

❼ قلادة الجواهر: ٢٥٧، ٢٥٨، المعارف المحمدية: ١٠٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((اللهم أسألك بالياء المعطوف وبياء البهاء بتاء التاليف، بثاء الثناء بجيم الجلالة، بحاء الحياء، بخاء الخوف، بدال الدلالة بذال الذكر بزاي الزلفى۔ بسين السناء بشين الشكر، بصادر الصفاء، بضاد الضمير بظاء الظلمة۔)) [1]

یہ لوگ کس طرح ان ظلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے لیے وسیلہ تلاش کرتے ہیں؟

رفاعیہ کا آگ اور سانپوں سے کھیلنا:

حبشی اس بات پر فخر محسوس کرتا ہے کہ رفاعیہ کی کرامات میں سے ہے کہ وہ جلتے تندور میں داخل ہو جاتے ہیں اور آگ کا کوئی اثر ان پر نہیں ہوتا۔ اسی طرح کہا: آگ اور گولی ان پر کوئی اثر نہیں کرتی۔ [2] یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ انتہائی بزرگی والے ہیں۔ اس پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اس انسان سے راضی نہیں ہوتا جو اہل اسلام کے دشمنوں کے ہاتھ میں کھلونا بن چکا ہو۔

۲۔ یہ فقط دھوکہ ہے اور ان کا یہ دھوکہ دنیا اور امت مسلمہ کے دشمنوں کا آلہ کار بننا ان کا قدیم طرز عمل ہے۔ اسی لیے علماء نے ان پر تنقید اور اعتراضات کیے ہیں۔ چند چیزیں ملاحظہ فرمائیں:

سلسلہ رفاعیہ کے اصحاب کے متعلق امام ذہبی کی گواہی:

انھوں نے فرمایا: طریقہ رفاعیہ کے اصحاب میں بہت زیادہ فساد پھیل چکا ہے، جب سے تتار نے عراق پر حملہ کیا تب سے ان کے شیطانی ہتھکنڈے زور پکڑے ہوئے ہیں: جیسا کہ آگ میں داخل ہونا، درندوں پر سواری کرنا اور سانپوں سے کھیلنا وغیرہ۔

امام ذہبی کے اس قول سے واضح ہے کہ ان لوگوں نے تتاریوں سے دوستی کی جنھوں نے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی جبکہ یہ منصوبہ شیعہ کے مشورہ اور ہدایت سے سرانجام دیا گیا۔ طوسی اور علقمی جیسے شیعہ زعماء لاکھوں مسلمانوں کے قتل کا سبب ہیں۔ یہ ایسی حیلہ سازیوں سے ہی تتاریوں کا قرب حاصل کرتے تھے۔

تتاری رفاعیہ کی تمام حرکتوں کو پسند کیا کرتے اور ان کے لیے دعوتوں اور لذیذ کھانوں کا بندوبست کرتے تھے۔ امام ذہبی اشارہ فرما رہے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو دوست رکھے تو اللہ تعالیٰ ان کو کرامات کے ذریعے کیسے عزت دے گا؟

اس طرح الشیخ الوسی نے ان کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہا: اس وقت لوگوں کے لیے دین وسلطنت کے لحاظ سے سب سے بڑی آفت رفاعیہ کی بدعتی جماعت ہے۔

---

[1] قلادة الجواهر: ۳٤۱، ۳٤٤

[2] رفاعیہ کے ایک رئیس کو گولی مار کر ہی قتل کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تم جو بھی بدعت دیکھو گے درحقیقت اس کی بنیاد اور مصدر رفاعی ہی ہیں۔ ان کا ذکر رقص وسرور، موسیقی، غیر اللہ سے التجائیں اور اپنے مشائخ کی عبادت کے سوا کچھ نہیں ہے اور ان کے اعمال سانپوں کی پھنکار کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے۔ [1]

امام ذہبی نے کہا: احمد رفاعی اور اس کے ساتھی شیطانی چالوں کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ ہم شیطان کے وار سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ [2]

۳۔ ایسے اعمال کو قبول کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ان اعمال کو سرانجام دینے والے کی سنت کے مطابق پرکھ نہ کر لی جائے۔ اسی لیے امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر آئمہ اہل السنہ نے کہا: جب تم دیکھو کہ کوئی شخص پانی پر چلتا ہوا یا پھر ہوا میں اڑتا ہوا آرہا ہے تو اس کی تصدیق نہ کرو جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ شریعت کے اوامر اور نواہی پر عمل پیرا ہے۔ مگر رفاعیہ کا سلسلہ بدعات وخرافات سے بھرپور ہے۔

یہ کلام بطور دلیل کافی ہے کہ رفاعیہ اس طرح کی جتنی شعبدہ بازیاں کرتے ہیں وہ ہرگز کرامات نہیں ہیں۔ ایک مسلمان کے لیے کرامات کا انکار جائز نہیں ہے کیونکہ یہ گمراہی ہے لیکن ان بدعات اور شعبدہ بازیوں کا انکار لازم ہے۔

۴۔ یہ شعبدہ بازیاں فقط رفاعیہ تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ ہندو اور بوذی بھی اس طرح آگ میں داخل ہوتے ہیں اور اپنے منہ اور پیٹ میں کانچ داخل کرتے ہیں حالانکہ وہ کفار اور مشرکین ہیں۔ درحقیقت اس طرح کی شعبدہ بازیوں سے عوام الناس کے لیے معاملہ خلط ملط ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

جمیل حلیم (تصوف کا داعی) ایک ایسے آدمی کے پاس آیا جو اپنے آپ کو تلوار سے مارتا تھا اور تلوار اپنے جسم میں داخل کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ہمارے بعض بھائی بھی تھے جب اس شخص نے یہ شعبدہ بازی کرنے کی کوشش کی تو ہمارے بھائیوں نے آیۃ الکرسی کی تلاوت شروع کر دی، اس شخص نے بہت کوشش کی کہ تلوار اپنے منہ میں داخل کر لے مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوا۔

اسی طرح ایک اور واقعہ بھی ہے کہ ہمارے بعض بھائیوں نے رفاعی شعبدہ بازوں کے پاس قرآن مجید کی تلاوت شروع کی جو تلوار اپنے منہ میں داخل کرنے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے اور زخمی ہو گئے۔ اور لوگوں کے سامنے ان کا جھوٹ واضح ہو گیا۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ آگ میں داخل ہو گا یا پھر اپنے پیٹ میں تلوار داخل کرے گا مگر اس شرط پر کہ کوئی اس کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے گا۔

نوٹ: میں نے ایک کتاب (الرفاعیہ) لکھی ہے جس میں جنوبی تھائی لینڈ کے بوذی مذہب کے بعض لوگوں کی تصاویر ہیں جو اپنے منہ اور پیٹ میں تلوار داخل کر رہے ہیں۔ اس کتاب میں، میں نے رفاعیہ کو خاص طور پر اور صوفیاء کو

---

[1] غاية الأماني في الرد على النبهاني: ۱/۳۷۰

[2] العبر في خبر من غبر: ۷۵/۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عام طور پر مخاطب کر کے کہا ہے کہ اگر اپنے منہ یا پیٹ میں تلوار داخل کرنا کرامت ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کرامت کے ذریعے بوذی اور ہندوؤں کی عزت بخش رہا ہے؟

میں قارئین کو ایک بہت بڑے مناظرہ کے احوال پڑھنے کی ترغیب دیتا ہوں جو کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور رفاعیہ کے بعض گروہوں کے درمیان ہوا تھا۔ ان لوگوں نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم صاحب کرامت ہیں اور آگ میں داخل ہو جاتے ہیں تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان کو چیلنج دیا تھا کہ وہ بھی ان کے ساتھ آگ میں داخل ہونگے مگر رفاعیوں کا سردار خوف زدہ ہو کر کہنے لگا کہ یہ کرامات اور احوال تاتاریوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں اہل ایمان کے سامنے ظاہر نہیں ہو سکتے۔ ❶

کلمہ حق جس کے ذریعے باطل مراد لیا گیا ہے:

حبشی سے جہاد کے متعلق سوال کیا گیا تو اس نے کہا: ہم اس وقت بہت کمزور ہیں، اس وقت کوئی جہاد نہیں ہے ہمارے پاس جو اسلحہ ہے وہ دشمن کے پاس اسلحہ کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی نہیں ہے لہٰذا اس حال میں جہاد فرض نہیں رہا ہے، جس نے بھی اس فتویٰ کے خلاف کوئی بات کہی تو اس نے قرآن وحدیث کی مخالفت کی۔ ❷

تعجب کی بات ہے کہ رفاعیہ کی کرامات کہاں چلی گئی ہیں۔ ان کا آگ میں داخل ہونا۔ منہ اور پیٹ میں تلواریں ڈالنا، گولی اور آگ کا اثر نہ ہونا کیا فقط عوام الناس کے سامنے ہی ہے اور میدان قتال میں ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ اے گروہ رفاعیہ! تم اپنی کرامات کو میدان جہاد میں استعمال کیوں نہیں کرتے؟

اگر تمھارے پاس اس قسم کی کرامات ہیں اور تم نے مظلوم مسلمانوں کی مدد نہ کی تو تم گناہ گار ہو گے مگر بات یہ ہے کہ یہ تمھاری حیلہ سازیاں، شعبدہ بازیاں، دجل وفریب اور دھوکہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ جبکہ ان لوگوں کا بیانہ یہ ہے کہ وہ سیاست کو پسند نہیں کرتے۔

ایک اور حکایت ملاحظہ ہو کہ رفاعیہ کا ایک عظیم بزرگ کفار کے سامنے شیشہ کھایا کرتا تھا تا کہ اس کی یہ کرامت دیکھ کر کفار مسلمان ہو جائیں۔ کفار تو مسلمان نہیں ہوئے مگر اسے ہسپتال میں داخل ہونا پڑ گیا۔ بالفرض ہم یہ بات مان بھی لیں کہ شیشہ کھانے کا مظاہرہ کرنے پر کافر مسلمان ہوتے ہیں تو پھر یہ کام تو ہندو، بوذی اور سرکس میں کام کرنے والے شعبدہ باز بھی کرتے ہیں۔

ایسی قوم کو اللہ تعالیٰ کیسے کرامات سے نوازے گا جو اپنے شیخ کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں:

ا۔ وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ ❸ وہ مچھلی کھایا کرتا تھا پھر اس کی ہڈیوں کو پکڑ کر ان پر پھونک مارتا تو وہ پہلے کی طرح

---

❶ عقدالجمان للعینی: ٤/٤٧٣، البداية والنهاية: ١٤/٣٦
❷ کیسٹ ۹، سائیڈ: ۲، ۱۸۰۔ ۲۱۰۔ یہ شخص تو مسلمانوں کے عقائد خراب کر کے جہاد کو مٹانا چاہتا ہے۔
❸ قلادة الجواهر: ٧٣۔ ١٤٥، طبقات الأولياء لابن ملقن: ٩٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندہ ہو جاتی اور اس میں روح پھونکی جاتی تھی؟

۲۔ وہ قیامت والے دن اپنے پیروکاروں کو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کرے گا۔ ❶

۳۔ وہ تقدیر پر اطلاع رکھتا ہے اور لوح محفوظ اس کے اختیار میں ہے وہ بدبخت کو نیک بخت بنا دیتا ہے۔ ❷ وہ اپنے پیروکاروں کے لیے جنت میں، زمین، پلاٹ اور گھر خریدتا ہے اور ان کے لیے مغفرت اور بخشش کی سند لکھ کر دیتا ہے۔ ❸

۴۔ زمین وآسمان اس کے پاؤں کی پازیب ہیں۔ ❹

رفاعیہ اور شیعہ کی مشترکہ تعلیمات:

رفاعیہ کی جو تعلیمات شیعہ کے ساتھ مشترک ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

❁ وہ شیعہ کی طرح اہل بیت میں سے بارہ اماموں کی تحدید کرتے ہیں، ان کو معصوم اور مقدس جانتے ہیں مصائب، تکالیف اور پریشانیوں میں ان کی قبروں کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرنے کے بھی قائل ہیں۔ ان کی نزدیک ان آئمہ کی قبریں مصائب کو دور کرنے اور مشکلات کو حل کرنے کا مرجع ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اہل بیت کے افراد نورانی مخلوق ہیں۔ ❺

❁ **قبروں کو قبلہ بنانا:** محمد ابوالھدیٰ صیادی رفاعی نے کہا: اہل ہدایت کے نزدیک ان آئمہ کی قبروں کی طرف متوجہ ہونا، ان سے پریشانیاں اور تکالیف دور ہونے کا عقیدہ رکھنا اور یہ یقین رکھنا کہ یہ قبور ترقی کا زینہ ہیں یقیناً درست ہے۔ ❻

❁ الصیادی نے رفاعی کی قبر کو قبلہ بنا رکھا ہے۔ وہ ہر مصیبت میں اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے، وہ دنیا میں جہاں کہیں بھی ہو اس کی قبر کی طرف تین قدم چلتا ہے اور فاعی پر قسم کھا کر کہتا ہے کہ تمام پردے ہٹا دو۔ ❼ وہ ایسا کیوں نہیں کرے گا کیونکہ اس کے عقیدہ کے مطابق وہ قاصدین کا کعبہ اور مریدین کا قبلہ ہے جیسا کہ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا عرش عالی ہمت لوگوں کا قبلہ ہے۔ ❽ ان لوگوں کا یہ قول ہے۔

❶ قلادۃ الجواھر: ۲۳۳۔ ۲۳۵
❷ قلادۃ الجواھر: ۱۰۳، ۱۹۳، طبقات الأولیاء: ۹۸
❸ قلادۃ الجواھر: ۷۰، روض الریاحین: ٤٤٠
❹ طبقات للشعرانی: ۱/۱٤۲، الفجر المنیر: ۱۹
❺ الکنز المطلسم: ۲٦
❻ قلادۃ الجواھر: ٤۳۹
❼ قلادۃ الجواھر: ٤۳٤، ۲۳۹
❽ القواعد المرعیۃ: ۷، التاریخ الأوحد: ۱۰۳، الفخر المخلد: ۲، قلادۃ الجواھر: ۱۳۲، الفجرا لمنیر: ۸۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ان کی بعض بنیادی تعلیمات اور قواعد ہیں جو میں نے ان کی کتابوں سے نقل کیے ہیں۔ یہ تعلیمات اہل السنہ والجماعۃ کے عقائد کے برعکس ہیں۔

شاید حبشی نے ایسی تعلیمات کو اپنے پیروکاروں سے اس لیے مخفی رکھا ہے کہ اس میں شریعت کی واضح مخالفت ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر حبشی طریقہ تعلیم حق اور سچ ہے تو پھر اس کو چھپانے کی کیا ضرورت ہے؟ یا پھر ان کے مذہب بنیادی قواعد سے عام لوگوں کو بھی پتہ چل سکتا ہے کہ یہ تعلیمات اسلام کے خلاف ہیں، حق چھپانا رافضیوں کا وطیرہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تصوف کی طرف انتساب اصل میں تحریک (ماسونیت) ❶ میں داخل ہونے کے مترادف ہے۔

سلسلہ اور طریقت کا علم، شریعت کے علم سے اعلیٰ وقیمتی ہے:

مجھے شیخ جمیل صقر نے ایک دن کہا کہ حبشی نے تین ہزار طلباء کو شریعت کا علم سکھلایا مگر سلسلہ رفاعیہ کی مبادیات فقط تین طلباء کو سکھلائی ہیں اور یہ اس کے خاص تلامذہ ہیں۔ میں نے عرض کیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ احکامِ شریعت کی نسبت احکامِ طریقت کا مقام ومرتبہ انتہائی ارفع واعلیٰ ہے ورنہ وہ ہزاروں طلباء کو اس سے مرحوم کر کے اپنے خاص الخواص کو کیوں سکھلاتا؟

مجھے ابھی پتہ چلا ہے کہ وہ سلسلہ رفاعیہ کی مبادیات (بنیادی تعلیمات) لوگوں کو کیوں نہیں بتلاتا؟ کیوں کہ وہ شرک وبدعات پر مبنی ہیں۔ مثلاً رفاعی کے نام کی قسمیں کھانا، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر رفاعی سے مدد مانگنا، اس کی شیطانی شعبدہ بازیاں جنھیں اس کے پیروکار اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامات سمجھتے ہیں۔ اسی لیے وہ اسے غوث کا لقب دیتے ہیں یعنی جس سے ساری مخلوق مدد مانگتی ہے۔ صیادی نے اسے (غوث الثقلین) کہا کہ جس سے تمام انسان اور تمام جن مدد طلب کرتے ہیں۔ ❷

وہ اس کے کہنے کے مطابق خوشیوں کا راز، نعمت کا ولی ❸، پریشانیوں اور دکھوں کو ختم کرنے والا ❹ اور خاتم الأولیاء ❺ ہے۔

کیا عورت کی آواز بھی پردہ ہے:

اگر ہم اس پر اتفاق کر بھی لیں کہ عورت کی آواز پردہ ہے تو اس پر کبھی اتفاق نہیں کر سکتے کہ عورت کا گلوکاری کرنا پردہ نہیں ہے۔ عورتوں کا گیت گانا، گلوکاری کرنا اور یہ شاہکار چینل جس کا نام ''نداء القیان'' ہے جو کہ رفاعیہ کی تنظیم جمعیت

❶ ماسونیت ایک گمراہ فرقہ ہے۔ دیکھیے: کتاب (الماسونیة فی العراء: ۳۰۵) صوفیت اس کے مشابہ ہے۔
❷ صحاح الأخبار فی نسب السادة الفاطمیة الأخیار، النجوم الزاهرة سے اقتباس: ٦٦
❸ قلادة الجواهر: ١٧، الفرقان: ١٤، القواعد المرعیة: ٢٧
❹ الفخر المخلد فی منقبه مدالید: ٣
❺ قلادة الجواهر: ٣٦۔ ٣٣٢، المعارف المحمدیة: ٩٠، التاریخ الأوحد: ١٠٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشاریع (تغییر معالم الدین) کے تحت کام کر رہا ہے اور اس کا تین زبانوں عربی، فرانسیسی اور انگریزی میں ترجمہ کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں اس چینل پر عورتوں کی گلوکاری اور گیت گانا کافر و فاسق گلوکار خواتین کی طرح ہی ہے۔ کیا یہ محمد ﷺ کا دین ہے جس پر آپ ہمیں چھوڑ کر گئے ہیں؟

حبشی نے موسیقی اور گلوکاری کے جواز لیے عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو دلیل بنایا ہے کہ جب وہ ایک انصاری دلہن کو اس کے خاوند کے گھر چھوڑنے جا رہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تمھارے ساتھ کوئی لہو ولعب نہیں ہے کیونکہ انصار اس کو پسند کرتے ہیں۔ ❶

یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ موسیقی اور گیت گانے کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ شمار کرتے ہیں، ان کے مرد حضرات اور خواتین موسیقی اور گلوکاری کے دلدادہ ہیں جبکہ یہ حدیث تو فقط شادی کے موقع پر خوشی کے اظہار پر دلیل ہے۔ یہ لہو ولعب تو صوفیاء کی علامت بن چکا ہے۔ یہ اہل اللہ نہیں بلکہ اہل لہو ہے۔

مذہبی رقص و سرور:

رفاعیہ کا کہنا ہے کہ فرشتوں کی عبادت رقص و سرور ہے۔ ان کے شیخ احمد الرفاعی کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے جو بغیر داڑھی اور مونچوں کے ہیں عرش کے نیچے رقص کرتے رہتے ہیں، اس کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں جبکہ ذکر کرتے ہوئے ہر وقت کانپتے رہتے ہیں۔

اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ”جب آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا تو وہ تین سو سال تک روتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اے آدم! تو کیوں رو رہا ہے اور کیوں جزع وفزع کر رہا ہے؟ آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ میں تیری جنت کے شوق یا جہنم کے خوف سے نہیں رو رہا بلکہ میں تو ان ستر ہزار فرشتوں کی وجہ سے رو رہا ہوں جو تیرے عرش کے ارد گرد ہیں۔ ابھی تک ان کی داڑھی بھی نہیں اُگی ہے۔ وہ تیرے عرش کے ارد گرد رقص اور اس کا طواف کر رہے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا ہاتھ اپنے ساتھی کے ہاتھ میں ہے اور وہ یہ کہہ رہے ”مالک نے ہماری بادشاہت عظیم کر دی۔ اگر ہمارا مالک نہ ہوتا تو ہم برباد ہو جاتے۔ کون ہماری طرح ہے۔ جبکہ تو ہمارا معبود ہے؟ کون ہماری طرح ہو سکتا ہے جبکہ تو ہمارا حبیب اور غوث (مدد کرنے والا) ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر وحی کی کہ اپنا سر اٹھاؤ اور ان کی طرف دیکھو۔ آدم علیہ السلام نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھا کہ تمام فرشتے عرش کے ارد گرد رقص کر رہے ہیں، جبرائیل ان کا سردار ہے اور میکائیل قوال (شعر پڑھنے والا) ہے۔ ❷

اس بات کا ذکر پہلے گذر چکا ہے کہ رفاعیہ لبنان میں رقص و سرور اور موسیقی کی محفلیں سجاتے ہیں جن میں بے پردہ خواتین حاضر ہوتی ہیں جبکہ وہ نماز کے قریب بھی نہیں جاتی ہیں یہ سب کے سب تالیاں بجاتے ہیں جبکہ عورتوں اور مردوں

❶ صریح البیان: ۱۸۹۔ ۳۵۲ ❷ البرھان المؤید: ۵۶، ۹۱

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان کوئی پردہ بھی حائل نہیں ہوتا، خواتین بغیر نقاب اور بغیر پردہ کے ہوتی ہیں یہ منظر میں نے ویڈیو ریکارڈنگ میں دیکھا ہے۔ کیا یہ وہی دین ہے جس پر ہمارے نبی محمد ﷺ اور ان کے اصحاب تھے؟

اللہ تعالیٰ نے ہمیں واضح خبر دی ہے کہ مشرکین مکہ تالیوں اور سیٹیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً﴾ (الانفال: ۳۵)

''اور ان کی نماز اس گھر کے پاس سیٹیاں بجانے اور تالیاں بجانے کے سوا کبھی کچھ نہیں ہوتی۔''

ابن عباس فرماتے ہیں (مکاء) سے تالی اور التصدیۃ سے مراد سیٹیاں بجانا ہے۔ ❶

حبشی کے نزدیک موسیقی، رقص وسرور اور دف بجانا جائز ہے:

یہ لوگ رقص وسرور وموسیقی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرتے ہیں:

حبشی نے دعویٰ کیا کہ ''جس نے کہا کہ اس کا جواز (جائز ہونا) عورتوں کے ساتھ خاص ہے تو یہ مردود (نا قابل قبول) ہے کیونکہ اس کا جواز عورتوں اور مردوں کے لیے عام ہے اس کو عورتوں کے ساتھ خاص کرنے کی دلیل و گواہی نہ تو شریعت سے ملتی ہے اور نہ ہی عرف سے کیونکہ اہل یمن کے ہاں مشہور ہے کہ اسے مرد بھی بجاتے ہیں اس طرح شام کے نیک صوفی بزرگ بھی اس کا اہتمام کرتے ہیں اور یہ نیک آدمیوں کی عادت ہے۔

پھر کہا: حبشی مسجد میں رقص کر رہے تھے جن کو خود رسول اللہ ﷺ دیکھتے رہے اور آپ نے ان کو منع نہیں کیا ہے، اس نے کتاب ''فتح الجواد بشرح الارشاد'' (۲/ ۳۲۷) میں کہا: ''دف بجانا مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے جائز ہے اگر چہ اس میں پائیل جیسی جھنکار ہی کیوں نہ ہو؟ اور بلاسبب ہی کیوں نہ بجائی جائے۔ ❷

اس اشکال کا جواب: یہودیوں کے طریقوں سے بچ جاؤ!

- رقص وسرور اور تالیاں بجانا جس پر آج یہ لوگ دین کے نام پر اکٹھے ہو گئے ہیں نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعلیمات کے بالکل برعکس ہے اور یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔
- ان کی تورات میں لکھا ہے: بنوصہیون کو چاہیے کہ وہ اپنی بادشاہت پر فخر کریں، اس کا نام رقص وسرور اور دف بجا کر لیں، طبلہ سرنگی بجا کر گانا گائیں۔ اس کا نام ڈھول کی تھاپ پر بلند کریں، اس کی تسبیح دف اور رقص کے ساتھ کریں۔ اس کی تسبیحات طبلہ اور سرنگی کے ساتھ کریں۔ ❸

---

❶ تفسیر البغوی: ۲/ ۲۴۷

❷ صریح البیان: ۶۱۔ ۳۰۸، مجلد

❸ مزامیر داؤد (الاصحاح: ۱۴۹، ۱۵۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ داؤد پوری قوت کے ساتھ اپنے رب کے حضور رقص کرتے تھے۔ ❶

❁ مریم جو کہ ہارون کی بہن ہے نے اپنے ہاتھ میں دف پکڑی، تمام عورتیں ان کے پیچھے پیچھے نکلیں جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں دف تھی اور وہ رقص کر رہی تھیں پھر مریم نے ان سب کو مخاطب کر کے کہا: ''اپنے رب کے لیے گانا گاؤ۔'' ❷

❁ اے میرے رب میری پکار کو سنو اور مجھ پر رحم کرو میں نے اپنے نوحہ کو رقص میں بدل دیا ہے تاکہ میں ترنم سے گا سکوں۔ ❸

❁ نبیوں کی جماعت کے سامنے سرنگی، دف اور طبلہ وغیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ ❹

❁ میں اپنے رب کے لیے گانا گاتا ہوں اور اپنے معبود کے لیے ترنم اختیار کرتا ہوں میرے اشعار اس کے لیے ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ ❺

❁ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بہت سی احادیث میں کفار کی مشابہت سے منع کیا ہے، ہائے افسوس! ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کیوں نہ کی؟ ہمیں بدعات وخرافات کے مقابل کتاب وسنت کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی طرف سے ہی شرعی طور پر مقید ہے نہ کہ نفسانی خواہشات کے مطابق ہے۔

❁ دمیری الشافعی نے اپنی کتاب ''شرح المنہاج'' میں کہا: جس نے سماع کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی اسے تعزیراً سخت سزا دی جائے گی اور اسے کاذبین (جھوٹے لوگ) کے زمرے میں داخل کیا جائے گا۔ ❻

❁ مرتضیٰ زبیدی نے نقل کیا ہے کہ ''رقص درحقیقت نقص ہے، یہ بے کار لوگوں کا کام ہے عقلمندوں کا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ ان کے لیے مناسب ہے کیونکہ صاحب عقل وشعور اپنے آپ کو بے وقوف، کمینے لوگوں، عورتوں اور بچوں کے معاملات سے دور رکھتے ہیں۔ انھوں نے قرطبی سے نقل کیا ہے کہ حبشیوں کا کھیل جنگ سے متعلق تھا جبکہ جہاد دینی حکم ہے۔ ❼

❁ سرہندی نقشبندی نے ذکر کیا ہے کہ ''رقص وسرور اور سماع لہو ولعب میں داخل ہے اور صوفیاء کا عمل حلال وحرام کی تمیز میں سند کا درجہ نہیں رکھتا ہے، ان لوگوں نے تو رقص وسرور اور سماع کو ہی اپنا دین بنا رکھا ہے اور ان کی دلیل ان کے مشائخ کا عمل ہے وہ ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ان کی ہی عبادت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے لہو اور لعب کو اپنا دین بنا رکھا ہے۔ ❽

---

❶ صمویل الثانی: ١٤/٦
❷ سفر الخروج: ٢٠/١٥
❸ مزمور: ٣٠/١١
❹ صموئیل الأول: ٥/١٠
❺ مزمور: ٣٣/١٠٤
❻ الصاعقة المرسلة: ٥١
❼ اتحاف السادة المتقين: ٥٦٧/٦
❽ مکتوبات الإمام الربانی: ٢٧٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ طرطوشی نے دلیل ذکر کی ہے کہ سب سے پہلے رقص سامری نے کیا تھا جس نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی عبادت کا حکم دیا تھا۔ ❶

❁ الحاوی للقدسی میں ہے ''دف وسرنگی بجانا، سر اور رقص کرنا حرام ہے۔'' شرح الکنز جس کا نام ''البحر الرائق'' ہے جسے ابن نجیم نے تحریر کیا ہے میں ہے: ''صوفیاء کو اس سے روکا جائے عینی نے تو اس کے حرام ہونے کی وضاحت کی ہے اور انھوں نے ایسا کرنے والے پر سخت کلام کیا ہے چاہے وہ دعویٰ کرے کہ وہ صوفیاء میں سے ہے۔ صفی الدین حنفی نے اپنی کتاب ''الصاعقۃ المحرقۃ'' میں کہا: حنفیہ کا کہنا ہے: ''جس چٹائی پر صوفیاء نے رقص کیا ہو اس پر نماز جائز نہیں ہے حتی کہ اسے دھویا جائے اور جس زمین پر صوفیاء رقص کریں وہاں بھی نماز جائز نہیں ہے حتی کہ وہاں سے مٹی اٹھا کر دور پھینک دی جائے۔'' بحر الکلام جو کہ ابو معین نسفی کی تصنیف ہے میں ہے کہ ''رقص تو حرام ہے۔'' کتاب ''مدخل الشرع'' جو کہ ابن الحاج کی تصنیف ہے میں ہے کہ ''صوفیاء کا رقص بدنظمی ہے جبکہ یہ مروت اور وقار کے برعکس ہے۔'' واقعات للبرہانی والسمر قندی میں ہے ایسا کرنے والے کو کافر شمار کیا جائے گا۔

❁ سوال یہ ہے کہ دف کیوں بجائیں؟ کیا یہ فقط نفسانی خواہش اور موسیقی کی غرض سے ہے۔ یا یہ اسلامی روح کو اجاگر کرنا ہے جیسا کہ بعض لوگ دعویٰ کرتے ہیں؟

اگر یہ فقط نفسانی خواہش کو پورا کرنے کے لیے ہے تو میں تم سے اللہ کے لیے سوال کرتا ہوں کہ بتاؤ کیا سلف صالحین کا حال بھی ایسے ہی تھا جیسے تمھارا ہے؟ کیا تم یہ تصور بھی کر سکتے ہو کہ اصحاب النبی ﷺ دف اور طبلہ پر اکٹھے ہو کر رقص کرتے تھے اور گیت گایا کرتے تھے؟ یا پھر وہ ان گھٹیا اور انتہائی رذیل کاموں سے جن میں آج امت گھر چکی ہے اعلیٰ اور ارفع تھے؟

اور اگر یہ جہاد اور مجاہدین کی ہمت بڑھانے اور ترغیب کے لیے ہے تو اصحاب محمد ﷺ اس کے سب سے زیادہ محتاج تھے کیونکہ ان کی ساری زندگی جہاد کے میدانوں میں گذری ہے، انھیں تو فقط یہ حکم تھا کہ وہ میدان جہاد میں دشمن سے لڑتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کریں اور دعا کریں، انھیں کہیں بھی دف یا طبلہ بجانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

ملا علی قاری نے ''شرح الفقہ الأکبر'' میں ص ۱۳۹ میں کہا: جس نے قرآن مجید کی تلاوت دف اور طبلہ وغیرہ پر کی تو اس نے کفر کیا۔ میں کہتا ہوں دف اور طبلہ پر اللہ تعالیٰ کے ذکر، رسول اللہ ﷺ کی نعت اور اسی طرح تالیاں بجا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

کیا حبشیوں کا رقص رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں تھا؟

فرقہ احباش نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں حبشیوں کے رقص والی روایات سے استدلال کیا ہے۔ لیکن اس

❶ الصاعقة المحرقه على المتصوفة الرقصة المتزندقه: ۳۰۔ ۳۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت میں کہاں ہے کہ وہ رقص کر رہے تھے؟ ان لوگوں نے کیسے دعویٰ کر دیا کہ وہ رقص کر رہے تھے؟ کیا زمانہ نبوت کے حبشی آج کے احباش کی طرح تھے کہ وہ رقص کریں؟

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا: ''صوفیوں کی ایک جماعت نے اس حدیث کی بناء پر رقص وسرور کو جائز کہا ہے جبکہ جمہور علماء نے مقاصد الگ الگ ہونے کی وجہ سے اس موقف کو رد کیا ہے کیونکہ مسجد میں حبشی جنگی مشق کے لیے اسلحہ سے کھیل رہے تھے لہٰذا اس حدیث کو رقص وسرور اور لہو ولعب کی دلیل بنانا قطعاً صحیح نہیں ہے۔

زین بن منیر نے کہا: شارع نے اس کو لہو ولعب کہا ہے لیکن اگر اس کا مقصد جنگ کے لیے مشق ہو تو وہ اچھی کوشش ہے۔ زبیری نے بخاری کی شرح میں المھلب سے ایسا ہی قول نقل کیا ہے۔ [1]

حافظ نے قرطبی کا قول نقل کیا ہے: ''آج جو صوفیاء نے رقص وسرور ایجاد کر ڈالا یہ یقیناً حرام ہے ان لوگوں سے پاگلوں اور بچوں جیسی حرکات سرزد ہوئی ہیں ان لوگوں کی بے حیائی اور بے شرمی یہاں تک جا پہنچی ہے کہ یہ رقص و سرور کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بتاتے ہیں اور اسے صالح اعمال قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا یقینی بات ہے کہ یہ زندیقوں کی نشانی ہے۔ [2]

اسی طرح قرطبی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث سے صوفیوں کے رقص وسرور پر استدلال کو رد کیا ہے اور کہا یہ بدعی رقص ہے۔ [3]

سلسلہ نقشبندیہ:

دوسرا سلسلہ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حبشی نے اس میں (اجازت) حاصل کی ہے وہ سلسلہ نقشبندیہ ہے۔ [4] میں اس سلسلہ کی چند بنیادی تعلیمات ذکر کرنا چاہتا ہوں تاکہ پتہ چل سکے کہ یہ سلسلہ جو کہ شام اور ایشیاء کے ممالک میں پھیلا ہوا ہے صوفیاء کے ان سلاسل میں سے ایک ہے جو سنت کے بالکل برعکس ہے۔ اور یہ کہ اس سلسلہ کے پیروکار انتہائی متعصب ہیں جو یہ سمجھتے اور دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ یہ سلسلہ سنت کے عین مطابق ہے اور ایک بالشت بھی سنت سے ہٹ کر نہیں ہے۔ [5] جو شخص مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہو وہ میری نئی کتاب ''حقائق خطيرة حول الطريقة النقشبندية'' پڑھے۔

---

[1] فتح الباری: ٤٢٢/٢، اتحاف السادة المتعين: ٤٩٤/٦
[2] فتح الباری: ٤٤٢/٢
[3] تفسير القرطبی: ١٤٠/١٥
[4] صريح البيان: ١٩٦، اظهار العقيده السنية: ١٥
[5] المواهب السرمدية: ٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقشبندیوں کے عقائد کے بعض نمونہ جات:

نقشبندی عام طور پر اور احباش خاص طور پر دعویٰ کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کے بانی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ آپ ذکر کرنے کے لیے نقشبندی طریقہ کار استعمال کرتے تھے وہ اس طرح کہ آپ اپنا سانس بند کر کے ذکر کرتے تھے اور بالکل سانس نہیں لیتے تھے مگر صبح کے وقت، یہ لوگ جلے ہوئے گوشت کی بدبو محسوس کرتے تھے۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ یہ بدبو کثرت ذکر کی وجہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جلتے ہوئے جگر کی ہے۔ [1]

ان لوگوں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ جو ان کے سلسلہ میں داخل نہیں ہے اس کا دین خطرہ میں ہے۔

یہ اپنے سلسلہ کے فوت شدہ بزرگوں سے زندوں والا معاملہ کرتے ہیں، ان سے مدد طلب کرتے ہیں۔ ان کا فیض، برکات اور نور حاصل کرتے ہیں۔ ان سے ہدایت مانگتے ہیں، ان سے علم حاصل کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کی بیعت کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنی قبور میں ہیں۔

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط تعلق اس کے تقرب سے حاصل ہوتا ہے اور یہ تقرب فقط اسی وقت ہی ممکن ہے جب ایک مرید اپنے شیخ کی تصویر اپنے تخیل اور اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔

اس تعلق کا نام رابطہ ہے اور ان کے نزدیک یہ رابطہ عام مسلمانوں کے اس رابطہ سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ جو وہ ایک دن اور ایک رات میں پانچ مرتبہ اپنے رب سے کرتے ہیں۔

ان کے شیوخ انسانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کے شیوخ حیوانوں میں بھی ہیں جیسا کہ گھوڑا، بلی، چیتا، چیونٹی اور باز وغیرہ۔

''الرشحات'' کے مؤلف نے لکھا ہے: ''حیوانات کے متعلق ہمارا کہنا یہ ہے کہ ان کے شیوخ بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے مشائخ میں سے جن شیوخ پر اعتماد کیا گیا ہے گھوڑا بھی ہے۔ ان کی عبادت کا طریقہ عجیب وغریب ہے۔ میرے لیے اس کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اس سلسلہ کے سالکین اللہ تعالیٰ کو تجلی کے طریقہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ اسے تمام چیزوں انسانوں، جڑی بوٹیوں حیوانات میں دیکھتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ گھوڑے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ [2]

ان لوگوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے بلکہ انھوں نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ بھی نماز پڑھتا ہے۔ [3]

---

1. ارغام المرید لکوثری: ٣٠، مجلة منار الهدیٰ: ٢٠/١٦
2. البهجة السنیة، ص: ٦، رشحاف عین الحیاة: ١٣٣، لعلی الهروی
3. السبع أسرار فی مدارج الأخیار: ٨٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ انسانی روح اللہ تعالیٰ کے مشابہ ہے، اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ ❶

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بشری کائنات کا سایہ ہے اور بشر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء حسنیٰ کا مظہر ہے۔ ❷

ایک طرف ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے مگر ساتھ ہی اعتقاد ہے کہ نبی ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ نہ ہی دن کے وقت اور نہ ہی رات کے وقت کیونکہ وہ محض نور ہیں۔ ❸

نقشبندیوں کا دعویٰ ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ کے بانی بہاؤ الدین نقشبندی کسی بھی انسان کو کہتے مرجا تو وہ مرجاتا پھر کہتے زندہ ہوجا تو وہ ہوجاتا۔ ❹

اور وہ حلاج کے اقوال کے عملی جامہ پہنایا کرتا تھا۔ اس کا ایک شعر ہے۔ ❺

”میں نے اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ کفر کیا ہے اور یہ کفر کرنا میرے نزدیک واجب ہے جبکہ عام مسلمانوں کے نزدیک قبیح ہے۔

یہ لوگ ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ اس کے شیخ نے اسے بتایا کہ وہ نقشبندی کتوں سے بھی مدد مانگتا ہے اور پورے اخلاص کے ساتھ ان کی خدمت کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ ایک کتے اور گرگٹ کے ساتھ اکٹھا ہوا۔ جب اس کی ملاقات ان دونوں سے ہوئی تو وہ پوری شدت سے رونا شروع ہوا اور ان دونوں کی سسکیوں اور آہوں کی آوازیں بھی سنی گئیں۔ یہ دونوں جانور پشت کے بل زمین پر لیٹ گئے اور اپنی چاروں ٹانگیں آسمان کی طرف اٹھالیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے جبکہ شیخ ان کے پاس کھڑے ہوکر روئے جارہے تھے اور کہہ رہے تھے (آمین) یعنی وہ کتے اور گرگٹ کی دعا پر آمین کہہ رہے تھے۔“ ❻

اس سلسلہ کے مشائخ کی کرامات:

ایک آدمی نے اس سے سلام کہا تو اس نے جواب نہیں دیا اور بعد میں معذرت کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سننے میں مشغول تھا۔ ❼

---

❶ مكتوبات السرهندى: ٣٧٣

❷ نور الهداية والعرفان: ٨٣، مكتوبات: ١٢١

❸ نور الهداية والعرفان: ٢٤

❹ المواهب السرمدية: ١٣٣، جامع كرامات: ١/١٤٦

❺ الأنوار القدسيه: ١٣٤، الحدائق الوردية: ١٣٤، مكتوبات السرهندى: ٢٨٢

❻ المواهب السرمدية فى مناقب النقشبنديه: ١١٨-١١٩، انوار القدسيه فى مناقب النقشبنديه: ١٣٠

❼ المعاهب السرمدية: ١٣٠، انوار القدسيه: ١٨

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جب حبیب اللہ جانِ جانان نقشبندی فوت ہوا تو آدھا قرآن آسمان کی طرف چڑھ گیا اور دین میں نقص اور فتور واقع ہو گیا۔ ❶

احمد الفاروقی کہا کرتا تھا مجھے کئی دفعہ عرش پر لے جایا گیا میں عرش سے بھی اتنا بلند ہو گیا جتنا زمین اور آسمان کے درمیان آدھا فاصلہ ہے وہاں پر میں نے نقشبند کے امام کا مقام و مرتبہ دیکھا۔۔۔ پھر کہا میں جانتا ہوں میں جب بھی اوپر جانا چاہوں تو یہ میرے لیے انتہائی آسان ہے۔ ❷

اس نے مزید کہا کہ ''کعبہ اس کی عزت افزائی کے لیے اس کا طواف کرتا ہے۔''

سیوطی ایسے جھوٹے واقعات کو فروغ دیتا ہے۔ ❸

ان کا ایک شیخ جس کا نام عبداللہ دہلوی ہے کہتا ہے: ''جس طرح حلال رزق کی طلب مؤمن پر فرض ہے اسی طرح عارفین پر ترکِ حلال واجب ہے۔'' ❹

عبیداللہ احرار کا عجیب و غریب امتیاز ہے کہ وہ ایک مریض سے بیماری دوسرے شخص کی طرف منتقل کر دیا کرتا تھا۔ دہلوی نے بھی ذکر کیا ہے کہ مرض دوسروں کی طرف منتقل کرنا اس سلسلہ کے مشائخ کی کرامات میں سے ہے۔ ❺

شیخ محمد المعصوم ایسا غوث ہے جس سے لوگ مدد طلب کرتے ہیں۔ لوگ اسے حضرت ''القیوم'' کہتے تھے، اس کا ایک مرید صحراء میں گھوڑے سے گر گیا اس نے ''حضرت القیوم'' سے مدد طلب کی، شیخ وہاں حاضر ہوا اور اس کی مدد کی۔ اسی طرح اس کا ایک مرید غرق ہو رہا تھا اس نے شیخ سے مدد طلب کی تو اس نے اسے ڈوبنے سے بچا لیا۔

وہ لوگوں کی مدد دنیا کے تمام کونوں پر کیا کرتا تھا جبکہ وہ اپنے گھر پر بیٹھا ہوتا تھا۔ اس کا ایک مرید کشتی میں سوار تھا بدقسمتی سے کشتی ڈوبنے لگی تو اس نے شیخ کو آواز دی اس نے ہاتھ لمبا کر کے کشتی اور اس کے تمام سواروں کو بچا لیا جبکہ وہ اپنے گھر میں اپنے مریدوں کے ساتھ بیٹھا تھا لوگوں نے اچانک دیکھا کہ ان کی قمیص کی آستین گیلی ہو چکی تھی حالانکہ وہ ہوا میں معلق تھی۔ ❻

شیخ بہاء الدین نقشبندی، سلسلہ نقشبندیہ کی تمام روحوں کو جمع کرتا ان سے عہد اور ولایت لیتا اور ان کے لیے احکام جاری کرتا حالانکہ وہ خود قبر میں ہوتا۔ ❼

---

❶ المصاحب السرمدية: ١٨٤، انوار القدسيه: ١٨٢
❷ انوار القدسية: ٢٠٧، المواهب السرمدية: ٢٣١، ٢٣٢
❸ المواهب السرمدية: ١٨٥، الحدائق الوردية: ١٨٠، البهجة السنية: ٨٠، الحاوى للفتاوىٰ: ٢٢٠/١
❹ المواهب السرمدية: ٢٤٠، الأنوار القدسية: ١٨٢
❺ جامع كرامات الأولياء: ٢٣٦/٢، شفاء العليل ترجمة القول الجميل: ١٠٤
❻ جامع كرامات الأولياء: ١٩٩/١، المواهب السرمدية: ٢١٠، ٢١٣، الأنوار القدسيه: ١٩٥
❼ المواهب السرمدية: ١١٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ شیخ عبدالقادر غجدوانی کی روح سے خفیہ ذکر کی تعلیم حاصل کرتا تھا، یہ بات ان کے نزدیک عجیب نہیں ہے کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ روحیں موت کے بعد ایک جگہ پر جمع ہوتی ہیں جسے عالم الاموت کہتے ہیں جو جسموں سے الگ روحوں کے لیے خاص مکان ہے۔ ❶

یہ تضاد ہے ((الفتاویٰ البزاریہ)) میں ہے ''جس نے کہا مشائخ کی روحیں حاضر ہوتی ہیں اس نے کفر کیا۔'' شیخ فخر الدین ابوسعید عثمان الجیانی نے کہا: ''جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اموات مختلف کاموں میں تصرف کا اختیار رکھتی ہیں تو اس نے کفر کیا۔ ❷

شیخ الکردی نے کہا: عوام الناس کا برکت کے لیے چوکھٹ، تابوت (قبر) وغیرہ کو بوسہ دینا صحیح ہے۔ اس پر اعتراض درست نہیں ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ حقیقی فاعل اور موثر اللہ تعالیٰ ہے جبکہ وہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی محبت میں کرتے ہیں۔ ❸

الکردی نے کہا: جب شیخ بہاء الدین نقشبندی فوت ہوا تو اس کے پیروکاروں نے اس کی قبر پر ایک عالی شان گنبد اور بہت وسیع و شاندار مسجد بنائی۔ ❹

اس نے مزید کہا: تب سے ان کی جناب سے مدد مانگی جا رہی ہے اور ان کی چوکھٹ کی مٹی کا سرمہ آنکھوں میں ڈالا جا رہا ہے اور اس کے دروازے پر التجائیں پیش کی جا رہی ہیں۔ ❺

میں کہتا ہوں: اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی۔ کیونکہ انھوں نے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو مسجدیں (سجدہ گاہ) بنا لیا۔

اولیاء علم غیب جانتے ہیں:

نقشبندی حضرات اپنے مشائخ کے لیے علم غیب ثابت کرتے ہیں مگر حیرت ہے کہ وہ عین اس وقت اللہ تعالیٰ سے علم غیب کی نفی کرتے ہیں جیسا کہ (الرشحات) کے مؤلف نے اپنے ایک نقشبندی شیخ کے لیے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ علم غیب نہیں جانتا ہے جبکہ سرہندی نے یہ قول ابن عربی کی طرف منسوب کیا ہے۔ ❻

ان لوگوں نے اپنے لیے علم غیب کو ثابت کیا ہے۔ دہلوی نے کہا: نقشبندی مشائخ کے ہاں عجیب تصرفات ہیں وہ

❶ الأنوار القدسية: ٧
❷ البحر الرائق: ٩٤/٤، دوسرا طبع: ١٢٤/٥، ردالمختار: ٤٣٩/٢
❸ تنوير القلوب: ٥٣٤
❹ المواهب السرمدية: ١٤٢
❺ الأنوار القدسية: ١٤٢
❻ رشحات عين الحياة: ١٥٣، المكتوبات السرهندى: ١٠٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے دلوں پر تصرف اور قابو رکھتے ہیں۔ ❶

اسی لیے کہتے ہیں کہ شیخ عبداللہ دہلوی اپنے مریدین کے دلوں پر تصرف کا اختیار رکھتا تھا اور ان کے سینوں میں باطنی فیوض و برکات ڈالتا رہتا تھا۔

اس کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے مریدوں میں سے کسی مرید کی بیوی بیمار ہوگئی اس نے شیخ سے درخواست کی کہ وہ اس کی بیوی کے لیے اللہ تعالیٰ سے شفاء کی دعا کریں مگر اس نے دعا نہیں کی۔ مرید نے شیخ سے رو کر التجا کی تو اس نے کہا یہ عورت پندرہ دن سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتی لہٰذا ایسے ہی ہوا وہ پندرویں دن فوت ہوگئی۔ ❷ پھر کہا: لوگوں کے دل میں جو بھی خیالات آتے تھے وہ اس پر اطلاع رکھتا تھا۔ ❸

احباش کے ان باطل عقائد کے مقابل ہم یہ کہیں گے کہ کوئی بھی انسان اپنی موت کے وقت سے آگاہ نہیں ہے حتی کہ رسول اللہ ﷺ بھی نہیں جانتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌۢ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ﴾ (لقمان: ٣٤)

''اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔''

تعجب کی بات ہے کہ قرآن مجید میں مذکورہ عقیدہ خود احباش بھی کئی مقامات پر بیان کر چکے ہیں۔ ❹ یہ کھلا تضاد ہے۔

یاد رہے کہ مشائخ صوفیاء کے علم غیب جاننے کے دعویٰ کا رد اہل علم کی طرف سے کیا جاتا رہا ہے مگر ان سلاسل کی کتب علم غیب جاننے کے دعوؤں اور حکایات سے بھری پڑی ہیں حتی کہ فلاں شخص کب اور کہاں مرے گا سب بیان ہے؟

کوثری نے ابوالحسن شاذلی سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ پر نظر ڈالنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ اگر میرے دادا رسول اللہ ﷺ کا مقام ملحوظ خاطر نہ ہوتا تو میں ہر شخص کے بارے میں بتا دیتا کہ فلاں شخص نیک ہے اور فلاں بدبخت ہے۔ ❺

الشیخ عبداللہ الخانی ہر کام ہونے سے پہلے ہی اس کی خبر دے دیا کرتا تھا اور وہ اپنے متبعین کے تمام حالات ان سے پوچھے بغیر ہی بتا دیا کرتا تھا۔ ❻

الشیخ محمد سیف الدین فاروقی کے سامنے کھڑے شخص کے دل میں خیال آیا کہ یہ متکبر ہے تو اس نے اس کے دل کی

---

❶ شفاء العليل ترجمة القول الجميل: ١٠٤

❷ المواهب السرمدية: ٢٤٩، ٢٥١، جامع كرامات الاولياء: ١٢٩/٢، الأنوار القدسية: ٢١٦، ٢١٧

❸ المواهب السرمدية: ١٧٣، الأنوار القدسيه: ١٧٥، جامع كرامات الأولياء: ١٤٠/٢

❹ منار الهدىٰ: ٣١/٤٤

❺ ارغام المريد شرح النظم العتيد لتوسل المريد برجال الطريقة النقشبنديه: ٣٩

❻ جامع كرامات الأولياء: ٢٢٢/١، ٢٢٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات جان لی اور اسے کہا: میرا تکبر اللہ تعالیٰ کے تکبر کا حصہ ہے۔ ❶

محمد خواجکی اُملکنی کا حال یہ تھا کہ وہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر اپنا روحانی فیض ڈالا کرتا تھا۔ ❷

احباش کی جانب سے حلاج کی تعظیم:

احباش کا دعویٰ ہے کہ حلاج زندیق تھا اور وہ ہرگز اللہ کا ولی نہ تھا مگر یہ ان کا کھلا تضاد ہے کیونکہ نقشبندی سلسلہ کے عام مشائخ اور کبار صوفیاء نے اس کی تعظیم کی ہے۔ اس کا تزکیہ کیا اور اس کی بے حد تعریف کی ہے۔ اس کے اقوال کی مدح سرائی کی ہے۔ اس کے خبیث ترین اقوال میں سے اس کا یہ شعر ہے جس سے نقشبندیہ دلیل پکڑتے ہیں:

میں نے اللہ کے دین سے کفر کیا ہے اور یہ کفر میرے نزدیک واجب ہے جبکہ عام مسلمانوں کے ہاں یہ قبیح ترین ہے۔

اور یہ لوگ اس کے اس قول کے لیے عذر تلاش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں: ((أنا الحق)) میں اللہ ہوں (نعوذ باللہ)۔ (سبحانی ما أعظم شانی) ❸ میں پاک ہوں اور میرے شان بہت ہی بلند ہے۔

محمد معصوم نقشبندی اور حبیب اللہ جان جانان اس کے لیے رحمہ اللہ کا لفظ استعمال کرتے تھے اور اس کی بکواسات کے لیے عذر تلاش کیا کرتے تھے۔ محمد معصوم کا دعویٰ ہے کہ جب حلاج کو قید کر دیا گیا تو وہ ایک رات میں پانچ سو رکعات نماز پڑھتا تھا اور ظالموں کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتا تھا۔ ❹

الشیخ علی رامیتنی نے کہا: اگر شیخ عبدالقادر غجدوانی کی اولاد کا ایک فرد بھی زمین پر ہوتا تو حلاج کو پھانسی نہ دی جاتی۔

احباش کو چاہیے حلاج کے بارے میں اپنا موقف واضح کریں کہ کون اس کے ساتھ ہے اور اس دفاع کر رہا ہے؟

عقیدہ وحدۃ الوجود کا واضح اقرار:

احمد فاروقی نے کہا: میں نے ہر چیز میں عین اللہ ہی دیکھا ہے جیسا کہ توحید وجودی کے اصحاب کا کہنا ہے۔ پھر میں نے اشیاء کو دیکھا تو عین اللہ ہیں بلکہ عین میرا نفس بھی اللہ ہے۔ پھر میں نے اشیاء میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور اپنے آپ میں بھی دیکھا۔ پھر میں نے ہر چیز کے ساتھ بھی اور اپنے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ ❺

شیخ محمد بارسا کا کہنا ہے: ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر بندے کی آنکھوں میں تجلی فرماتا ہے۔ ❻

---

❶ المواهب السرمدية: ٢١٥، الأنوار القدسيه: ٢٠٠، جامع كرامات الأولياء: ٢٠٤/١

❷ المواهب: ١٧٨، الأنوار: ١٧٨

❸ المواهب السرمدية: ٩٠، ١٦٢، ٢٢٦، الأنوار القدسية: ١٣٤، ٢١٣، مكتوبات السرهندى: ٥٦، ١٠٧، ٢٨٦، الرحمة الهابطة على هامش المكتوبات: ١٢٥، البهجة السنية فى آداب الطريقة النقشبنديه: ٨١، الحدائق الوردية: ١٨٠ـ ٢٠٤، رشحات عين الحياة: ١٣٣

❹ السبع الأسرار: ٣١، ٤٧

❺ المواهب السرمدية: ١٨٢، الأنوار القدسيه: ١٨١، البهجة السنية فى آداب الطريقة النقشبندية: ٧٨

❻ الأنوار القدسية: ١٦٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبیداللہ احرار اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تشریح میں کہتا ہے:

﴿فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰی ۬ۙ عَنۡ ذِکۡرِنَا﴾ (النجم: ٢٩)

''سو اس سے منہ پھیر لے جس نے ہماری نصیحت سے منہ موڑا۔''

کہ اس کی تشریح ابن عربی کا قول ہے۔

خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر سے گناہوں میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ دل اور آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ ذکر کو ترک کرنا بہترین حالت ہے کیونکہ سورج کبھی بھی غروب نہیں ہوتا۔

اور اس نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ﴾ کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہم نے آپ کو کثرت تعداد میں وحدہ الشھود کی نعمت عطا کی ہے۔

نقشبندیوں کے نزدیک ذکر کا یہ طریقہ بندے کے دل میں توحید کی شمع روشن کرتا ہے حتی کہ اس کی نظروں میں تمام مخلوقات کا وجود اوجھل ہو جاتا ہے اور فقط ایک کا وجود ظاہر ہوتا ہے جو اسے ہر مظہر میں نظر آتا ہے۔ ❶

عبیداللہ الاحرار نے کہا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے دل پر تجلی کرتا ہے تو بقیہ تمام اس کے دل سے نکل جاتے ہیں فقط اللہ ہی رہتا ہے۔ تب دل یہ آواز سنتا ہے: ((سبحانی ما اعظم شانی)) ''میں پاک ہوں اور میری شان بہت ہی بلند ہے۔'' (أنا الحق) میں ہی اللہ ہوں۔ ((ھل فی الدارین غیری)) ''کیا دو جہانوں میں میرے علاوہ بھی کوئی ہے۔'' ❷

یہ عقیدہ درحقیقت قدیم ہندو براہمہ کا ہے جن کا کہنا ہے غور وفکر اور اعتبار ایسا طریقہ ہے جو انھیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتا ہے حتی کہ خود اللہ تعالیٰ انسان کے دل میں حاضر ہو جاتا ہے۔ اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ اتحاد دائمی حاصل ہو جاتا ہے پھر مذکر و مؤنث اور ذاکر و مذکور کا کوئی فرق باقی نہیں رہتا بلکہ وہ ایک ہی ہو جاتے ہیں۔ ❸

شیخ سلسلہ کے سامنے آداب مرید:

شیخ کے سامنے مرید پر جن آداب کو بجالانا لازمی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

١۔ اسے علم ہونا چاہیے کہ شیخ کعبہ کی مانند ہے لوگ اس کی سمت سجدہ کرتے ہیں جبکہ سجدہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا شیخ بھی اسی طرح ہے۔ ❹

٢۔ شیخ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان واسطہ ہے۔ لہٰذا شیخ پکڑنا ضروری ہے جس کا کوئی شیخ نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا

❶ المواهب: ٩٠، الأنوار: ١٦٢

❷ المواهب: ١٦٢، رشحات عن الحياة: ١٣٣، الأنوار: ١٦١

❸ تحقيق ما للهذ من لقولة لأبى الريحان البيرونى: ٤٣

❹ المواهب: ٣١٣، الأنوار: ٥٢٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نافرمان ہے۔ ❶ اور اس کا شیخ شیطان ہے اور یہ شخص کفر کے قریب ترین ہوتا ہے۔ ❷

۳۔ وہ شیخ کا فرمانبردار رہے۔ اس کے سامنے سرتسلیم خم کر کے رکھے اور شیخ کے تمام تصرفات پر راضی رہے، اپنے مال و جان سے شیخ کی خوب خدمت کرتا رہے کیونکہ محبت اور ارادت کا جوہر فقط اسی طریقہ سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ ❸

۴۔ وہ شیخ کی کسی بات اور کسی فعل پر اعتراض نہیں کرے گا کیونکہ اعتراض کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ ❹

۵۔ وہ ایمان رکھے کہ اسے تمام نعمتیں شیخ کے واسطہ اور اس کی وجہ سے حاصل ہو رہی ہیں۔ ❺

۶۔ شیخ جو بھی کرے اس پر کوئی اعتراض نہ کرے گا اگرچہ شیخ بظاہراً حرام کا ارتکاب ہی کیوں نہ کر رہا ہو؟ ❻

۷۔ اگر شیخ اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو مرید اس سے قطعاً شادی نہ کرے گا اگرچہ اس کا دل اس عورت کی طرف مائل ہی کیوں نہ ہو۔

۸۔ تنہائی میں ذکر کرتے وقت وہ اپنے شیخ کی تصویر اپنے تصور میں آنکھوں کے سامنے رکھے اور یہ ذکر کا بنیادی اصول ہے۔ ❼

نہ ہی خوف اور نہ ہی امید:

محمد امین کردی نے دو اشعار کہے:

میں تجھ سے محبت کرتا ہوں مجھے جنت کی کوئی امید وشوق نہیں ہے جب تو میری مراد ہے تو میں جہنم کا خوف بھی نہیں رکھتا۔

جب تو میرا مولا ہے تو کس جنت کا شوق؟ اور جب تو مراد ہے تو کس آگ سے بچنے کی کوشش؟

ارسلان دمشقی نے کہا: جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت جنت کے شوق یا جہنم کے خوف سے کی تو وہ طاغوت ہے۔ ❽

اے قاری! اس بات کا موازنہ ابراہیم علیہ السلام کے اس قول سے کرو جو قرآن مجید میں موجود ہے:

﴿وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿٨٥﴾﴾ (الاشعراء: ٨٥)

''اور مجھے نعمت کی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔''

اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کرو جو زکریا علیہ السلام اور ان کی زوجہ محترمہ کے متعلق ہے۔

---

❶ الحديقة الندية فى الطريقة النقشبندية: ٣١
❷ نور الهداية والعرفان: ٤١
❸ تنوير القلوب: ٥٢٨
❹ تنوير القلوب: ٥٢٨
❺ المواهب: ٤٩٤، تنوير القلوب: ٥٢٩
❻ تنوير القلوب: ٥٢٩
❼ شفاء العليل: ٧٨۔٩٠، المواهب السرمدية: ٤٩٤، الأنوار القدسيه: ١٤٥، تنوير القلوب: ٥١٧
❽ الأنوار القدسيه فى مناقب النقشبنديه: ١٣٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ يَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا﴾(الانبیاء: ۹۰)

''اور ہمیں رغبت اور خوف سے پکارتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ کی شریعت سے ہٹ کر فیصلے کرنا:

اس گروہ کی حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالموں سے دوستیاں رکھتے ہیں۔ ان کے حرام مال کھاتے ہیں جو انھوں نے لوگوں پر ظلم و جبر کر کے جمع کیے ہوئے ہیں۔ اس کی صراحت بہت سے علماء کر چکے ہیں۔ جن میں سے ایک معروف نام امام ذہبی رحمہ اللہ کا ہے رفاعیہ اور ان کی شیطانی چالوں کے متعلق ان کی حکایت گذر چکی ہے۔

صوفیاء حقیقت میں دنیا کے طالب ہیں۔ ہر گمراہ جماعت دنیا کو ہی ترجیح دیتی ہے اس لیے یہ ظالموں سے دوستیاں رکھتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان میں کوئی بھلائی دیکھتا تو انھیں ضرور ہدایت دیتا جیسا کہ اس نے ان قیدیوں کے متعلق فرمایا جن کے لیے تمام راستے بند ہو چکے تھے۔

﴿قُلۡ لِّمَنۡ فِيۡۤ اَيۡدِيۡكُمۡ مِّنَ الۡاَسۡرٰۤىۙ اِنۡ يَّعۡلَمِ اللّٰهُ فِيۡ قُلُوۡبِكُمۡ خَيۡرًا يُّؤۡتِكُمۡ خَيۡرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنۡكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝۷۰﴾(الانفال: ۷۰)

''تمھارے ہاتھ میں جو قیدی ہیں ان سے کہہ دے اگر اللہ تمھارے دلوں میں کوئی بھلائی معلوم کرے گا تو تمھیں اس سے بہتر دے دے گا جو تم سے لیا گیا اور تمھیں بخش دے گا اور اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

اے قاری! تمھیں زہد کے متعلق ان لوگوں کا کلام دھوکہ میں مبتلا نہ کر دے جیسا کہ عقل کے متعلق معتزلہ کا کلام تجھے فریب نہ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ﴾(الشوریٰ: ۲۱)

''یا ان کے لیے کچھ ایسے شریک ہیں جنھوں نے ان کے لیے دین کا وہ طریقہ مقرر کیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔''

اور فرمایا:

﴿وَّلَا يُشۡرِكُ فِىۡ حُكۡمِهٖۤ اَحَدًا ۝۲۶﴾(الکہف: ۲۶)

''اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے۔''

یہ شرک کی ایک اور قسم ہے جس کو احباش نے ترویج دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس زندہ کو جس کو کبھی موت نہ آئیگی چھوڑ کر فوت شدگان سے سوال کیا جائے۔

حبشی نے سیکولر (بے دین) لوگوں کی بہت تعریف کی ہے۔ اس نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دین کی بنیاد پر حکومت قائم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرنا چاہتے بلکہ ایک سیکولر ریاست بنانا چاہتے ہیں یہ لوگ مسلمان اور مومن ہیں بلکہ ان کا تعاون کرنا جائز ہے۔ ❶

اس نے ذکر کیا کہ ''وہ مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق فیصلہ سازی نہیں کرتا بلکہ عرفی احکام کی اتباع کرتا ہے جو لوگوں کے درمیان معروف ہیں کیونکہ وہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق ہیں اور مختلف ممالک میں رائج ہیں تو اس کی تکفیر جائز نہیں ہے۔ ❷

اس نے مزید کہا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے، اس کے مقرر کردہ فرائض میں سے کسی ایک کو بھی ادا نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء میں سے کسی ایک سے بھی نہ بچے مگر اس نے زندگی میں فقط ایک دفعہ پڑھا ہو ((لا الہ الا اللہ)) تو وہ پکا مسلمان اور مومن ہے۔ اسے کہا جائے گا یہ (گناہ گار مومن ہے)۔ ❸

اس نے مزید کہا: اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ سازی نہیں کرتا یا پھر وہ وضعی قوانین کے مطابق فیصلہ کرتا ہے تو فقط اس بنیاد پر اسے کافر نہیں کہا جا سکتا درحقیقت کچھ لوگ خوارج کے منہج کی پیروی کرتے ہیں اور لوگوں پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں جیسا ان کے دل میں آتا ہے اور جس کا شیطان ان کو حکم دیتا ہے۔ ❹

احباش نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ﴾ (الانعام: ٥٧)

''یعنی وہی ہوگا جو اللہ کا ارادہ ہو۔''

کی تفسیر کرتے ہوئے کہا: اس کا مطلب یہ نہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے خلاف فیصلہ سازی کی تو وہ کافر ہو جائے گا جبکہ وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ شریعت کا فیصلہ ہی صحیح ہے۔ یہ تو خوارج کا مسلک ہے۔ ❺

احباش نے ایک ٹی وی پروگرام میں واضح طور پر یہ اعلان کیا۔۔۔ اور یہ اعلان ان کے لیے بے عزتی کا باعث بنا ہوا ہے۔۔۔ کہ اسلامی حکومت کے قیام کے لیے نہ ہی تو کبھی پہلے انھوں نے کوشش کی ہے اور نہ ہی آئندہ ہرگز ایسی کوشش کریں گے۔

بلکہ انھوں نے اپنے ایک پمفلٹ میں کہا ہے کہ ان کی جماعت کا بنیادی مقصد دینی امور پر توجہ نہیں ہے۔ انھوں نے کہا: جس نے ایسا دعویٰ کیا ہے تو اس نے یہ کلام ہمارے مجلہ سے نقل نہیں کیا اور نہ ہی یہ اعلان ہماری طرف سے ہے لازمی ہے کہ یہ قول ہماری طرف سے ثابت کیا جائے۔

---

❶ کیسٹ (١)، عداد ٣١٨، پہلی سائیڈ

❷ بغية الطالب: ٣٠٥

❸ الدليل القويم: ٩، ١٠، بغية الطالب: ٥١

❹ مجلة منار الهدىٰ: ٥٣/٢٥

❺ منار الهدىٰ: ٣٢/١٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ عیسائیوں اور سیکولر لوگوں سے انتہائی مطمئن ہیں اور یہ کہ جماعت احباش مسلمان انتہاء پسندوں کے خلاف کام کر رہی ہے۔

یہ لوگ ہر امام مسجد اور ہر نمازی کے خلاف جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یقیناً یہ زبان کسی ایسے مصلح اور دین کی طرف دعوت دینے والے کی نہیں ہوسکتی جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف لوگوں کو بلاتا ہو۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کہیں عزت تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔

یہ زبان خواہش پرستی اور دینی امور میں سستی اور بے عملی کو جنم دے رہی ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کے احکام معطل ہو جائیں گے اور اہل فسق کا من پسند دین غالب آئے گا۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ سازی کو تسلیم نہیں کرتا تو اللہ کا دین کبھی بھی اس کے دل میں مضبوط نہیں ہوتا وہ کبھی بھی شریعت کی عملی مشق نہیں کر سکتا بلکہ اس کے خلاف عمل کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب اور رسول اس لیے بھیجے ہیں کہ لوگ ان کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کریں اور شریعت کے مطابق فیصلہ سازی کریں۔

غور وفکر کے لیے قرآن مجید کی چند آیات:

ہم یہاں چند آیات ذکر کرنا چاہ رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ سازی کے متعلق ہیں اور جن میں ظالموں سے دور بھاگنے اور وضعی قوانین کو ترک کرنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ﴾ (النساء: ٦٠)

”کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تیری طرف نازل کیا گیا اور جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا۔ چاہتے یہ ہیں کہ آپس کے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جائیں، حالانکہ انھیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں۔“

اور فرمایا:

﴿وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴾ (هود: ١١٣)

”اور ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہونا جنھوں نے ظلم کیا، ورنہ تمھیں آگ آ لپٹے گی اور تمھارے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست نہیں ہوں گے، پھر تمھیں مدد نہ دی جائے گی۔“

اور فرمایا:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴿65﴾ (النساء: ٦٥)

’’پس نہیں! تیرے رب کی قسم ہے! وہ مومن نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے، پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو تو فیصلہ کرے اور تسلیم کرلیں، پوری طرح تسلیم کرنا۔‘‘

اور فرمایا:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ﴾ (آل عمران: ٢٨)

’’ایمان والے مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کی طرف سے کسی چیز میں نہیں۔‘‘

اور فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ (المجادلہ: ٢٢)

’’تو ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نہیں پائے گا کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔‘‘

اور فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ﴾ (الممتحنہ: ١)

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ، تم ان کی طرف دوستی کا پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ یقیناً انھوں نے اس حق سے انکار کیا جو تمھارے پاس آیا ہے۔‘‘

اور فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ﴿149﴾﴾ (آل عمران: ١٤٩)

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم ان لوگوں کا کہنا مانو گے جنھوں نے کفر کیا تو وہ تمھیں تمھاری ایڑیوں پر پھیر دیں گے، پھر تم خسارہ اٹھانے والے ہو کر پلٹو گے۔‘‘

اور فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ (المائدة: ٥١)

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انھیں دوست بنائے گا تو یقیناً وہ ان میں سے ہے۔‘‘

اور فرمایا:

﴿تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (المائدة: ٨٠)

’’تو ان میں سے اکثر کو دیکھے گا وہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں جنھوں نے کفر کیا۔‘‘

اور فرمایا:

﴿وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ۝﴾ (المائدة: ٨١)

’’اور اگر وہ اللہ اور نبی پر اور اس پر ایمان رکھتے ہوتے جو اس کی طرف نازل کیا گیا ہے تو انھیں دوست نہ بناتے اور لیکن ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔‘‘

اور فرمایا:

﴿فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ﴾ (المائدة: ٥٢)

’’پس تو ان لوگوں کو دیکھے گا جن کے دلوں میں ایک بیماری ہے کہ وہ دوڑ کر ان میں جاتے ہیں۔‘‘

اور فرمایا:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ﴾ (الحشر: ١١)

’’کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے منافقت کی، وہ اپنے ان بھائیوں سے کہتے ہیں جنھوں نے اہل کتاب میں سے کفر کیا، یقیناً اگر تمھیں نکالا گیا تو ضرور بالضرور ہم بھی تمھارے ساتھ نکلیں گے۔‘‘

آج ان لوگوں کا موقف دیکھ کر قریش کے بارے میں یہودیوں کا موقف یاد آ گیا ہے وہ کہتے تھے کہ قریش نبی ﷺ سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَ مَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا۝﴾ (النساء: ٥١، ٥٢)

’’کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا، وہ بتوں اور باطل معبود پر ایمان لاتے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ ان سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں جو ایمان لائے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جس پر اللہ لعنت کرے پھر تو کوئی اس کی مدد کرنے والا ہرگز نہ پائے گا۔"

حکم فقط اللہ تعالیٰ کا ہی ہے:

اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے اور اسے تسلیم نہیں کرتے تو وہ حقیقت میں مومن نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝60﴾ (النساء: ٦٠)

"کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تیری طرف نازل کیا گیا اور جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا۔ چاہتے یہ ہیں کہ آپس کے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جائیں، حالانکہ انھیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں گمراہ کر دے، بہت دور گمراہ کرنا۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: ((الم ترالی الذین آمنو)) بلکہ فرمایا کہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ مومن ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ وہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَھُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِــيْمًا ۝65﴾ (النساء: ٦٥)

"پس نہیں! تیرے رب کی قسم ہے! وہ مومن نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے، پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو تو فیصلہ کرے اور تسلیم کر لیں، پوری طرح تسلیم کرنا۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ قسم اٹھا رہے ہیں کہ وہ مومن نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی اعلان فرمایا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو اپنے امور میں حکم (فیصل) تسلیم نہ کرے وہ مومن نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان درحقیقت اس کی اطاعت اور اس کی وحی کے مطابق عمل کو لازم ہے اسی طرح طاغوت کے انکار کو بھی واجب قرار دیتا ہے کسی شخص کے دل میں بیک وقت اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت پر ایمان اور طاغوت کے بنائے ہوئے احکام پر ایمان اکٹھے نہیں ہو سکتے کیونکہ جس شخص نے شہادتین کا اقرار کیا ہے۔ وہ اس کا پابند ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی بھی عبادت کی جاتی ہے اس کا انکار کرے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے لا الہ لا اللہ کہا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام معبودان باطلہ کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون حرام ہے۔ ❶

اس بات میں قطعاً کوئی شک نہیں ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی تحکیم اور فیصلہ سازی کو تسلیم کرنا درحقیقت غیر اللہ کی عبادت کی ایک قسم ہی ہے۔ اسی لیے شریعت کے خلاف احبار ورہبان (پوپ پادریوں) کی اطاعت ان کی عبادت شمار کی گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبہ: ٣١)

''انھوں نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا۔''

ابو البختری سے روایت ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ لوگ اپنے احبار اور رہبان کے لیے نمازیں پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے کہا نہیں بلکہ ان کے مذہبی پیشوا ان کے لیے وہ چیزیں حلال کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی تھیں۔ تو وہ لوگ بھی اس کو حلال سمجھتے تھے اور رہبان (پوپ پادری) اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دیتے تھے تو وہ لوگ بھی ان کو حرام خیال کرتے تھے۔ اس لیے وہ ان کے رب قرار پائے۔ ❷

رازی نے کہا: اکثر مفسرین کا یہ خیال ہے ارباب سے مراد یہ نہیں کہ وہ لوگ احبار اور رہبان کو رب خیال کرتے تھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے اوامر اور نواہی میں ان کی اطاعت کی۔ ❸

اسی طرح یہودیوں نے کبھی یہ عقیدہ نہیں رکھا کہ احبار اور رہبان پیدا کرتے یا مارتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دنیا کو رزق فراہم کرتے ہیں بلکہ ان کو اس وقت ان (احباء) کے بندے قرار دیا گیا جب انھوں نے حلال چیزوں کو حرام سمجھنے میں اور حرام چیزوں کو حلال قرار دینے میں ان کی اطاعت کی ہے۔

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ پر یقین وعمل کا مطلب اور تقاضا یہ ہے کہ ایمان رکھا جائے کہ (الہ) معبود وہ ہے جس کی اطاعت اس کی ہیبت، عظمت، محبت، خوف، امید، توکل، اس سے سوال کرنے اور اس سے دعا کرنے کی بنیاد پر کی جائے اور اس کی نافرمانی سے بچنے کی مکمل کوشش کی جائے۔ یہ تمام کا تمام فقط اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہی لائق ہے۔ جس کسی نے بھی ان امور میں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں کسی مخلوق کو شریک کیا تو یہ اس کے قول (لا الہ الا اللہ) اور اللہ تعالیٰ کی توحید میں اس کا زبردست نقص ہے۔

خلال کا کہنا ہے ہمیں ابوعبداللہ نے وکیع سے انھوں نے سفیان سے انھوں نے منصور سے انھوں نے ابراہیم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ کی تشریح میں بیان کیا کہ اگرچہ یہ آیت بنی اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے بھی اسے پسند فرمایا ہے۔ ❹

---

❶ مسلم: ٢٣، کتاب الایمان
❷ سنن البیهقی: ١١٦/١٠
❸ تفسیر الرازی: ٤٣١/٤
❹ السنة للخلال: ١٩٥/٥، (١٤١٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طبری کے نزدیک: پھر ان لوگوں کے لیے پسند کیا۔ ❶

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ آیت کریمہ بنی اسرائیل کے بارے میں ہے تو انھوں نے فرمایا: تم پورا پورا ان کے طریقوں پر چلو گے۔ ❷

جب احباش سے پوچھا جاتا ہے تم لوگ مسلمانوں کے دشمنوں سے کس طرح دوستی رکھتے ہو؟ تو وہ کہتے ہیں جنگ دھوکے کا نام ہے۔ میں کہتا ہوں: کیا اسلام کا قیام اس طرح اسلام دشمنوں کے ساتھ دوستی کر کے ہوا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر سیدنا بلال، سیدنا خباب، سیدنا عمار رضی اللہ عنہم نے اس دھوکے کو بنیاد بنا کر مشرکین اور کفار کی مدح سرائی اور ان سے دوستی کیوں نہ کی؟ اور دعوت کو ممکن بنانے کے لیے اسے اپنا شعار کیوں نہ بنایا؟

حبشی کے ہاں ایمان اور مرجئہ:

اشاعرہ کا مذہب ارجاء کی طرف مائل ہے اس طرح ان کا قول (کلام نفس) کے متعلق ہے کہ انھوں نے کلام کو الفاظ کے بغیر منحصر کر دیا ہے۔ اور ایمان کے متعلق ان کا قول فقط معرفت یا تصدیق کا ہے۔

ابن حزم فرماتے ہیں: مرجئہ میں سے اہل سنت کے سب سے قریب ابوحنیفہ ❸ اور سب سے دور جہم بن صفوان کے ساتھی اور اشاعرہ ہیں۔ جہمی اور اشعری کا کہنا ہے: ''کہ ایمان فقط دل میں تصدیق کا نام ہے۔'' انھوں نے مزید کہا: اہل اسلام میں سے یہ بات کسی نے نہیں کہی ہے کہ ایمان فقط دل کی تصدیق کا نام ہے اور زبان سے بولنے کی ضرورت نہیں سوائے اہل بدعت اور ایک شاذ گروہ کے جیسا کہ جہم بن صفوان اور ان کے ساتھی، ابن باقلانی اور ابن فورک وغیرہ۔ ❹

یاد رہے کہ اشعری ابوحنیفہ کو مرجئہ کا نواں (۹) فرقہ شمار کرتا ہے۔ ❺ اس حقیقت کے بعد احناف اور مرجئہ میں سے اشعری کو ایک کیسے شمار کیا جا سکتا ہے؟ ہمدانی نے دعویٰ کیا ہے جسے کردری نے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ کو آواز دے کر کہا: ہم نے آپ کو اور جو کوئی قیامت تک آپ کے مذہب پر ہوگا کو بخش دیا ہے۔ ❻

سبکی نے اعتراف کیا ہے کہ اشعری کے نزدیک ایمان فقط معرفت یا دل کی تصدیق کا نام ہے۔ ❼ اور یہ عین جہمیہ کا قول ہے جیسا کہ ابومنصور البغدادی نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ ❽ بخاری رحمہ اللہ نے وکیع سے نقل کیا ہے کہ مرجئہ کا کہنا

---

❶ تفسیر الطبری: ٦/٢٥٧

❷ السنة للخلال: ٤/١٦٢، (١٤٢٥)

❸ حافظ عبدالبر نے ذکر کیا ہے کہ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا نظریہ ہے کہ اطاعات کو ایمان نہیں کہا جائے گا ان کے نزدیک ایمان فقط تصدیق اور اقرار کا نام ہے۔ التمهيد: ٧/٢٣٨

❹ الملل والنحل: ٢/١١١، الدرة فيما يجب اعتقاده: ٣٢٩، ٣٣٠

❺ مقالات الإسلامين: ١٣٨

❻ مناقب ابی حنيفه لكردی: ٢/٦٢

❼ طبقات السبكی: ١/٩٧، ١٢٩ محقق

❽ اصول الدين: ٢٤٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ”تجھے معرفت ہی کافی ہے۔“ ❶

الشیخ عبدالقادر جیلانی نے ابوحنیفہ کے اصحاب کو فرقہ ناجیہ (کامیاب گروہ) میں شامل نہیں کیا ہے کیونکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان فقط معرفت کا نام ہے۔ ❷

قشیری نے ذکر کیا ہے کہ اشعری کا مذہب ہے کہ ایمان فقط تصدیق کا نام ہے۔ ❸

حبشی نے ایمان کی تعریف کے متعلق علماء کا اختلاف ذکر کیا ہے کہ کیا یہ فقط دل سے یقین کا نام ہے یا پھر اس کے ساتھ ساتھ زبان سے اقرار بھی ضروری ہے پھر اس نے آخر میں کہا: مسلمان کے ایمان کے صحیح ہونے کے لیے زبان سے اقرار یا بولنا شرط نہیں ہے بلکہ فقط دل میں اعتقاد ہی کافی ہے۔ ❹

البتہ اس کے نزدیک دین میں داخل ہونے کے بعد نطق شرط ہے چاہے پوری زندگی میں ایک دفعہ ہی کیوں نہ ہو؟ اس نے کہا: جو اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے ایک فرض بھی ادا نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء میں سے ایک سے بھی باز نہ آئے لیکن اس نے اپنی زندگی میں فقط ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہا ہو تو وہ مسلمان اور مومن ہے۔

اسے گناہ گار مومن کہا جائے گا۔ ❺ اس نے مزید کہا کہ مشبہ کا دعویٰ کہ انبیاء اور اولیاء سے استغاثہ (مدد مانگنا) جائز نہیں تو یہ شرط نہیں ہے۔ ❻

اس نے مزید کہا کہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو پانچ چیزوں پر عمل نہ کرے جیسا کہ نماز، روزہ وغیرہ تو اس کا اسلام صحیح اور کامل نہیں ہے اور جو چھ امور کے اوپر ایمان نہ رکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان اور تقدیر پر ایمان تو وہ مومن نہیں ہے تو یہ غلط ہے۔ اصل ایمان اور اصل اسلام میں اصل مقصود شہادتین اور ان کے معانی پر یقین ہے لہٰذا انسان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ فقہاء کے قول سے وہم میں مبتلا ہو جیسا کہ نماز کے ارکان یہ ہیں۔ روزہ کے ارکان یہ ہیں اور یہ کہ ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک ان امور پر ایمان و یقین نہ ہو فقہاء کا مقصد ارکان صلاۃ وغیرہ سے وہ چیزیں ہیں جن کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی۔ ❼

یہ بات اس نے ڈانمارک میں نئے مسلمان ہونے والے لوگوں کے سامنے کی کہی جبکہ اس کے کلام کا ترجمہ فرنسی

---

❶ خلق أفعال العباد: ١٥

❷ الفقه الأكبر: ٥٩

❸ طبقات السبكى: ٤١٩/٣

❹ الدليل القويم: ٧

❺ الدليل القويم على صراط المستقيم: ٩، ١٠۔ بغية الطالب: ٥١

❻ كيسٹ نمبر ٦، عداد ٩، پهلی سائیڈ۔ المقالات السنيه: ٥٤

❼ كيسٹ نمبر ٦، عداد: ٢٢٤، ١٨٩، پهلی سائیڈ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

زبان میں کیا جا رہا تھا ہائے افسوس۔

یہ عین مرجئہ کا کلام ہے۔ حافظ نے کہا: گناہوں کے اصرار کے باوجود مغفرت کی امید محض جہالت اور دھوکہ ہے اور یہ مرجئہ کے مذہب کی طرف مائل ہونا ہے۔ ❶

شہرستانی نے ذکر کیا کہ: مرجئہ کے چار بڑے فرقے ہیں ان میں سے ایک الیونسیہ ہے یہ لوگ یونس سمری کے پیروکار ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ ایمان فقط اللہ تعالیٰ کی معرفت کا نام ہے اس کے علاوہ جو اطاعات ہیں وہ ایمان میں داخل نہیں۔ ان اطاعات کو ترک کرنے سے ایمان کی حقیقت پر کوئی اثر نہیں ہے۔ جب اس کو یہ کہا گیا کہ ابلیس بھی تو اپنے رب کو اچھی طرح پہچانتا تھا تو کیا فقط معرفت کی بناء پر وہ بھی مومن ہے تو اس نے کہا: ابلیس اللہ تعالیٰ کو پہچانتا تھا لیکن اس نے تکبر کی بنیاد پر کفر کیا۔ ❷

خلال سے مروی ہے کہ حمدان بن علی نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جہمیہ کا کہنا ہے کہ جب بندہ اپنے رب کی معرفت حاصل کر لیتا ہے مگر اعضاء سے عمل نہیں کرتا تو وہ پکا مومن ہے۔ یہ کفر ہے ابلیس نے بھی اپنے رب کو دل سے پہچانا اور اس نے کہا: ((رب بما أغو تينی)) پھر کہا: جہمی پر لازم ہے کہ وہ کہے کہ جب کوئی بندہ اقرار کرے پھر کمر بند کس کر صلیب کے لیے نماز پڑھے، کنسیہ میں آئے اور تمام کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے مگر وہ اللہ تعالیٰ کا اقرار کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے مومن شمار کرے اور یہ اشیاء بدترین ہیں جو ان لوگوں پر لازم آتی ہیں۔ ❸

وکیع کہتے ہیں: جہمیہ کا کہنا ہے۔ ایمان دل کی معرفت کا نام ہے، جس نے کہا کہ ایمان فقط دل کی معرفت کا نام ہے تو اسے توبہ کے لیے کہا جائے گا۔ اگر وہ توبہ کر لے تو بہتر ورنہ اس کی گردن ماردی جائے گی۔ ❹ بغدادی نے کہا: ان کا نام مرجئہ اس لیے ہے کہ یہ لوگ عمل کو ایمان سے مؤخر کرتے ہیں۔ ❺

اشاعرہ ایمان کو بعض دفعہ تصدیق سے اور بعض دفعہ فقط معرفت سے تعبیر کرتے ہیں انھوں نے دل اور اعضاء کے اعمال کا انکار کیا ہے۔

ابن حزم نے ان کے خلاف اس آیت کریمہ سے دلیل پکڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء: ٦٥)

❶ فتح الباری: ٣٨٦/١٣
❷ الملل والنحل: ١٨٧/٢
❸ الإیمان لإبن تیمیه: ٢٨٤
❹ السنة للخلال: ١٢٢/٥، ١٧٧٢، ١٧٧٣
❺ الفرق بین الفرق: ٢٠٢

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"پس نہیں! تیرے رب کی قسم ہے! وہ مومن نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے، پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو تو فیصلہ کرے اور تسلیم کرلیں، پوری طرح تسلیم کرنا۔"

یہاں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی فیصلہ سازی اور اسے تسلیم کرنا ایمان قرار دیا ہے اور خبر دی ہے کہ اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہے اور یہ کہ انسان دل میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کرے۔ اس سے واضح ہے کہ ایمان اقرار، تصدیق اور عمل کا نام ہے کیونکہ آپ کو فیصل ماننا ایک عمل ہے اور یہ قول کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے اور دل میں اس فیصلہ سے تنگی محسوس نہ کرنا یہ تصدیق ہے۔ ❶

اس کے اقوال کا تعاقب:

ہم اس کے بعض نقاط پر رد کرتے ہوئے کہیں گے کہ:

یہ حدیث ((أمرت أن أقاتل الناس حتی یشهدوا أن لا اله الا اللّٰه)) شیخین کی روایت میں یہ لفظ بھی ہیں: ((ویقیموا الصلاۃ و یوتوا الزکوٰۃ)) کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: ((من قال لا اله الا اللّٰه و کفر بما یعبد من دون اللّٰه)) کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور بقیہ تمام معبودان باطلہ کا انکار کیا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: "اور میرے اوپر اور جو کچھ میں لے کر آیا ہوں اس پر ایمان رکھا۔" ❷

تو پھر اس شخص نے فقط پہلی روایت کو ہی کیوں دلیل بنایا ہے اور بقیہ روایات کو پس پشت کیوں ڈال دیا؟

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے لڑائی کی ہے جو نماز تو پڑھتے تھے مگر انھوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا جیسا کہ صحیحین میں ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے تو بعض عرب قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے۔ آپ ان لوگوں سے کیسے قتال کریں گے؟ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کردوں حتی کہ وہ اقرار کریں کہ ((لا اله الا اللّٰه و أن محمد رسول اللّٰه)) جب وہ یہ کہہ دیں گے تو مجھ سے اپنا مال اور خون محفوظ کرلیں گے مگر اس کے حق کے ساتھ۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں ان لوگوں سے ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کر رہے ہیں کیونکہ زکوٰۃ ادا کرنا مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر انھوں نے مجھے ایک تسمہ بھی نہ دیا جو رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے تھے تو میں اس کو روکنے کی وجہ سے ان سے قتال کروں گا۔" یہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ فقط زکوٰۃ روکنے کی وجہ سے کی ہے حالانکہ ان لوگوں نے زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار نہیں کیا تھا۔

❶ الدرة فیما یجب اعتقاده: ٣٣٨ ❷ مسلم: ٢١، ٣٤، ٣٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطابی کہتے ہیں: مرتد ہونے والے قبائل دو قسم کے تھے۔ ایک تو وہ جو دین سے ہی پھر گئے اور دائرہ اسلام سے خارج ہو کر اپنے کفر کی طرف واپس چلے گئے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ان لوگوں کا ذکر کہ بعض عرب قبائل نے کفر کیا اور دوسرے وہ ہیں جنھوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا۔ انھوں نے زکوٰۃ کا انکار کر دیا۔ اس گروہ میں وہ بھی شامل تھے جو زکوٰۃ ادا کرنا چاہتے تھے مگر ان کے سرداروں نے ان کو منع کر دیا اور ان کو سختی سے روک دیا جیسا کہ بنی یربوع وغیرہ۔ انھوں نے زکوٰۃ کا مال جمع کیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجنا چاہا لیکن مالک بن نویرہ نے ان کو منع کر دیا اور ان لوگوں میں پھوٹ ڈال دی۔ یہی وہ لوگ تھے جن کے متعلق اختلاف واقع ہوا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شبہ پیدا ہوا، انھوں نے ان کے متعلق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بات کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ((أمرت أن أقاتل الناس)) کو بطور دلیل پیش کیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کلام کے ظاہر کے پیش نظر خلیفہ اول سے بات کی مگر اس کی شروط اور انجام کو سامنے نہ رکھا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ یعنی ان کی مراد یہ تھی کہ مال اور خون کا محفوظ ہونا تمام شروط کو پورا کرنے کے ساتھ معلق ہے کوئی بھی ایسا حکم جو دو شرطوں کے ساتھ مشروط ہو۔ کبھی بھی ایک کو پورا کرنے پر مکمل نہیں ہوسکتا۔ [1]

نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں کہتا ہوں۔ کتاب میں تیسری سند سے مذکور روایت میں ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ لا الہ الا اللہ اور وہ میرے اوپر اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائیں۔ اگر وہ ایسا کہہ دیں تو انھوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لیے مگر اس کے حق کے ساتھ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے استدلال اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اعتراض سے واضح ہوتا ہے کہ ان دونوں کو ان الفاظ کا علم نہ تھا جو ابن عمر، انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے نقل کیے ہیں۔ ان تینوں نے یہ زائد الفاظ ایک الگ مجلس میں سنے تھے، اگر عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ سنے ہوتے تو وہ کبھی مخالفت نہ کرتے۔ جب انھوں نے حدیث سے ہی استدلال کیا تھا تو یہ زائد الفاظ ان پر دلیل ہیں، اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ سنے ہوتے تو ان سے استدلال کرتے اور وہ قیاس سے کبھی دلیل نہ لیتے۔ واللہ اعلم۔

قاضی عیاض کہتے ہیں: مال اور جان کے محفوظ ہونے کی خصوصیت اس کے لیے ہے جو لا الہ الا اللہ کہے۔ یہ ایمان کی طرف مائل ہونے اور اسے قبول کرنے سے تعبیر ہے جبکہ مخاطب وہ لوگ ہیں جو عرب کے مشرکین اور بت پرست ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل نہ تھے۔ سب سے پہلے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی گئی اور اسی پر قتال کیا گیا۔ ان کے علاوہ جو لوگ توحید کا اقرار کرتے ہیں تو ان کے مال اور جان محفوظ ہونے کے لیے فقط (لا الہ الا اللہ) کہنا کافی نہ ہوگا جب کہ کوئی اسے پہلے حالت کفر میں بھی کہتا تھا اور اس کا اعتقاد رکھتا تھا اس لیے دوسری حدیث میں ہے (کہ وہ یہ ایمان

[1] شرح مسلم للنووی: ۳۲، ۳۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھے)''کہ میں اللہ کا رسول ہوں، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے۔''

نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں اس پر ایمان ضروری ہے جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں مذکور ہے: ''حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میرے اوپر اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائیں۔''

بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے ذریعے حبشی کے مرجئہ اسلاف پر رد کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے اس حدیث کی باب سے مناسبت مرجئہ کا رد ہے کیونکہ انھوں نے دعویٰ کیا تھا کہ ایمان عمل کا محتاج نہیں ہے۔ ❶

ان زائد الفاظ کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے:

﴿فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ﴾ (التوبة: ١١)

''پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو دین میں تمھارے بھائی ہیں۔''

اور دوسری آیت میں ہے:

﴿فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ﴾ (التوبة: ٥)

''تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔''

اس کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ لوگ نماز قائم نہ کریں اور زکوٰۃ ادا نہ کریں تو وہ تمھارے دینی بھائی نہیں ہیں اور نہ ہی ایمان کے لحاظ سے بھائی ہیں لہٰذا ان کا راستہ نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ ان سے قتال کیا جائے گا۔

بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کثرت کے ساتھ ابواب قائم کیے ہیں کہ جن سے ثابت کیا ہے کہ اعمال ایمان میں شامل اور داخل ہیں۔ جیسا کہ باب: یہ ایمان میں سے ہے کہ اپنے بھائی کے لیے وہ پسند کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔ باب: لیلۃ القدر کا قیام ایمان میں سے ہے۔ باب: جہاد ایمان میں سے ہے۔ باب جنازہ کے پیچھے جانا ایمان میں سے ہے۔ ان ابواب کے تحت انھوں نے بہت سی احادیث نقل کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اعمال ایمان میں شامل ہیں۔

شافعی رحمہ اللہ نے حمیدی سے کہا: آپ جس آیت کریمہ سے مرجئہ کے خلاف دلیل لیتے ہیں میں بھی اللہ تعالیٰ کے اس قول سے دلیل لیتا ہوں۔

﴿وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ۟ؕ﴾ (البینة: ٥)

''اور انھیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس حال میں کہ اس کے لیے دین کو خالص کرنے والے، ایک طرف ہونے والے ہوں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی مضبوط ملت کا

❶ فتح الباری: ١/٧٤

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دین ہے۔“

آئمہ مذاہب کا تارک صلاۃ کے متعلق کلام واضح ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی گروہ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کی ادائیگی سے رکا ہوا ہے تو اس سے قتال کیا جائے گا حتی کہ اللہ کا دین غالب آجائے۔ کسی بھی معتبر امام سے یہ فتویٰ ثابت نہیں ہے کہ جو فقط لا الہ الا اللہ کہے تو اس سے قتال نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ نماز اور زکوٰۃ کا تارک ہی کیوں نہ ہو؟

نبی ﷺ نے وفد عبدالقیس سے فرمایا تھا۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا کیا مطلب ہے؟ یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، اور یہ کہ تم مال غنیمت سے خمس ادا کرو۔

اگر فقط تصدیق ہی نجات کا ذریعہ ہوتی اور زبان سے اقرار کی ضرورت نہ ہوتی تو نبی ﷺ اپنے چچا ابوطالب پر زبان سے کلمہ شہادت ادا کرنے پر اتنا زیادہ زور نہ دیتے جبکہ وہ بستر مرگ پر پڑا تھا خصوصاً جب ابوطالب رسول اللہ ﷺ کی تکذیب نہ کرتا تھا اور آپکے نبوت کے دعویٰ میں وہ قطعاً شک نہ کرتا تھا۔

جب ابوطالب کی موت کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: اے چچا! لا الہ الا اللہ کہہ دو میں تمھارے حق میں قیامت کے دن گواہی دوں گا۔ اس نے کہا: اگر قریش کی ملامت کا ڈر نہ ہوتا کہ وہ کہیں گے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھا ہے تو میں آپ کے سامنے اس کا اقرار کر لیتا اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

مجھے پتہ ہے کہ محمد ﷺ کا دین دنیا کے تمام ادیان سے بہتر ہے۔ اگر ملامت اور سب وشتم کا خوف نہ ہوتا تو دیکھتا کہ میں اس کا علی الاعلان اقرار کر لیتا۔

پھر وہ فوت ہو گیا اور اس نے شہادتین کا اقرار نہیں کیا۔ اسے دل کی تصدیق فائدہ نہ دے سکی۔ وہ دلی طور پر رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کے چچا کو آپ کی وجہ سے کچھ فائدہ ہوگا کیونکہ وہ آپ کا دفاع کرتا تھا اور آپ کے لیے لوگوں سے غصہ ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ہاں وہ جہنم میں اوپر والے حصہ میں ہوگا۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوتا۔ [1]

فرعون اور اس کی قوم کو موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا مکمل یقین تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا﴾ (النمل: ١٤)

”اور انھوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان کا انکار کر دیا، حالانکہ ان کے دل ان کا اچھی طرح یقین کر چکے تھے۔“

[1] ترمذی: ٢٦٢٤، حاکم: ٧/١، اور کہا یہ حدیث صحیح ہے، ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی سند قابل قبول ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شافعی رحمہ اللہ نے کہا: صحابہ، تابعین، ان کے بعد کے لوگ جن سے ہماری ملاقات ہے سب کا اجماع ہے کہ ایمان، نیت، قول اور عمل کا نام ہے اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے دو کے علاوہ فائدہ مند نہ ہوگا۔

شافعی، احمد اور عام آئمہ اہل سنت کا موقف ہے کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے جو زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے۔ [1] اور یہ بعض اشاعرہ کا بھی قول ہے جیسا کہ ایجی نے اس پر نص ذکر کی ہے اور نووی نے ایمان کے کم یا زیادہ ہونے کو ہی راجح قرار دیا ہے۔ [2]

جیسا کہ سعید بن جبیر اور مالک بن انس رضی اللہ عنہما نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کی تفسیر ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا:

﴿ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ ﴾ (البقرة: ٢٦٠)

''اور کیا تو نے یقین نہیں کیا؟ کہا کیوں نہیں اور لیکن اس لیے کہ میرا دل پوری تسلی حاصل کر لے۔''

یعنی میرا ایمان پہلے سے زیادہ ہو جائے۔

جب مخالفین نے دیکھا کہ کبار آئمہ کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان زیادہ ہوتا ہے تو انھوں نے کہا اصل ایمان کمی اور زیادتی کو قبول نہیں کرتا۔

یہ واضح تعصب ہے۔ کیونکہ ایمان کی اس طرح تقسیم کرنا کہ اصل ایمان تو زیادتی کو قبول نہیں کرتا اور یہ اس ایمان سے مختلف ہے جو کمی اور زیادتی کو قبول کرتا ہے تو یہ بدعت ہے۔ پھر یہ لوگ ایک بدعت کے مرتکب ہوئے اور دعویٰ کیا کہ تصدیق اور یقین میں فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات میں بیان کیا ہے کہ ایمان میں درجہ بندی اور لوگوں کا ایک دوسرے سے فرق فقط اعمال کی بنیاد پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ ﴾ (الجاثية: ٢١)

''یا وہ لوگ جنھوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا، انھوں نے گمان کر لیا ہے کہ ہم انھیں ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے؟ ان کا جینا اور ان کا مرنا برابر ہوگا؟''

اللہ تعالیٰ نے ایسے ایمان کا کہیں ذکر نہیں کیا جس میں سب لوگ برابر ہوں کہ جس میں باقلانی کا ایمان اصل کے

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ١٦٧/٧، ٢٥٢، ١٠٨/٨، حلية الأولياء: ٢١٨/٧، السنة للخلال: ٥٧٢/٣

[2] المواقف: ٣٨٨، شرح مسلم للنووی: ١٤٨/١، فتح الباری: ٤٦/١

[3] شرح اصول اعتقاد اهل السنة للالكائی: ٨٩٦/٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لحاظ سے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے برابر ہو۔ فرع مراد نہ ہو۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''شفاعت، عذاب قبر اور دیگر امور کی تصدیق جن میں امید اور خوف کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے۔ ان کی تصدیق عذاب قبر کے خوف اور شفاعت کی امید کی تصدیق کے بغیر مکمل نہ ہوگی اگر کوئی ان کی تصدیق بغیر خوف اور امید کے کرتا ہے تو وہ مومن نہیں کہلائے گا۔ جیسا کہ ابلیس مومن نہیں کہلائے گا، اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور ربوبیت کا اقرار کرتا تھا اور فرعون مومن نہیں کہلائے گا باوجود اس کے کہ وہ جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا ہے اس طرح یہودیوں کو قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والا نہیں سمجھا جائے گا اگرچہ ان کو خوب علم تھا کہ قرآن اور صاحب قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔

حبشی کا قول کہ جو ایمان کے متعلق چھ امور پر ایمان نہ رکھتا ہو یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان اور تقدیر پر ایمان تو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مومن نہیں ہے۔ گویا کہ اس کے قول کے مطابق جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور یوم آخرت پر ایمان نہ لایا یا پھر تقدیر پر ایمان نہ لایا تو وہ مومن ہے۔ بشرطیکہ اصل توحید یعنی شہادتین کا اقرار کرے۔ اگر وہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتا تو پھر اس پر کیا حکم صادر ہوگا۔ کیا وہ مومن ہوگا؟

ابن حزم رحمہ اللہ کا بہترین قول:

ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا: [1] ہم اس شخص کو جو کہتا ہے کہ ایمان فقط زبان اور دل سے تصدیق کا نام ہے اور یہ لغت سے متعلق ہے کہیں گے: تمھارے لیے اس میں کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔ کیونکہ لغت میں ضرورتاً واجب ہے جو کوئی کسی چیز کی تصدیق کرتا ہے تو وہ اس پر ایمان رکھنے والا ہے۔ تم لوگ، اشعریہ، جہمیہ اور کرامیہ سب اسمِ ایمان کی توقع کرتے ہو مگر اسے اس پر نافذ نہیں کرتے جو کسی بھی چیز کی تصدیق کرے اور اس کا اطلاق تم محدود صفت کے علاوہ دیگر صفات پر بھی نہیں کرتے اور وہ یہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جو کچھ قرآن مجید میں ہے، دوبارہ زندہ ہونا، جنت جہنم، نماز، زکوٰۃ وغیرہ جس پر امت کا اجماع ہے کہ کی تصدیق کرے وہ مومن نہیں ہوسکتا۔ یہ اصول لغت کے ہی خلاف ہے۔

اگر وہ یہ کہیں کہ یہ چیزیں تو شریعت نے ہم پر واجب کی ہیں تو ہم کہیں گے کہ تم نے سچ کہا لہٰذا ان کو لغت سے نہ جوڑو، یقیناً ایمان کی اصل تصدیق ہے مگر اللہ تعالیٰ نے لفظ ایمان دیگر مخصوص اشیاء پر بولا ہے اور وہ اعضاء سے عمل اور ہر نیکی کا کام ہے۔ تصدیق دل اور دیگر تمام اعضاء سے ہوگی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آنکھ بھی زنا کرتی ہے۔ اور اس کا زنا دیکھنا ہے، کان بھی زنا کرتے ہیں، ان کا زنا سننا ہے، زبان بھی زنا کرتی ہے اور اس کا زنا بولنا ہے جبکہ شرم گاہ

[1] الفصل: ۳/۱۹۰، ۱۹۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی تصدیق یا تکذیب کر دیتی ہے۔ یہاں آپ نے عمل کا اطلاق ایمان پر اور ایمان کا اطلاق عمل پر کیا ہے۔

کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت اور اس کے فیصلہ اور حکم کی خلاف ورزی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی لغت اور اہل لغت کا خالق ہے اسے تصرف کا مکمل اختیار ہے اور وہ جس پر چاہے جس نام کا اطلاق کر دے۔

شریعت میں تصدیق سے مراد خاص تصدیق ہے مگر شارع نے اس پر کئی احکام زیادہ کیے ہیں جو لغت سے نہیں پہچانے جاتے۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ جس نے امرئ القیس یا زہیر یا جریر کے اشعار یا نثریہ کلام سنا تو اسے لغت میں حجت مانا اور اس پر کوئی اعتراض نہ کیا مگر جب اللہ تعالیٰ کا کلام سنا جو تمام لغات کا خالق ہے تو اس پر کوئی توجہ نہ دی اور اسے دلیل تسلیم نہ کیا وہ اسے اس کی اصل شکل سے بدلنے کی اور اس کے معانی تبدیل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

لغوی اصطلاح اور شرعی اصطلاح میں فرق کی ضرورت:

جان لو! اسلام نے بعض عربی کلمات استعمال کیے ہیں مگر اس کے ساتھ خاص معانی کا اضافہ کیا مثلاً (صلاۃ) اس کے لغوی معانی دعا کے ہیں۔ (الصوم) اس کے لغوی معانی رکنے کے ہیں یعنی کسی بھی چیز سے رکنا مگر شرعی معانی اس کے علاوہ ہیں۔ اس طرح لفظ بدعت لغوی معانی میں اچھی اور بری چیز پر بولا جاتا ہے جبکہ شرعی اصطلاع میں ((کل بدعۃ ضلالۃ)) ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' ایسے ہی لفظ ایمان ہے اور اس کا معانی فقط تصدیق نہیں ہے جیسا کہ لغوی طور پر ہے بلکہ یہ صالح اعمال کو ایمان کہنے کی طرف متعدی ہے۔

باطنیہ نے لفظ (صلاۃ۔۔ دعا) کے فقط لغوی معانی مراد لیے۔ انھوں نے کہا: ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں مگر نماز ترک کر دی جو کہ مسلمان پانچ وقت ادا کرتے ہیں۔ اس طرح انھوں نے کہا: حج سے مراد زیارت کا قصد کرنا ہے تو ہم امام کی قبر کی زیارت کا قصد کرتے ہیں اور روزہ (الصوم) سے مراد فقط روکنا ہے تو ہم امام کا راز روک کر رکھتے ہیں۔ پھر ان میں سے ایسے لوگ بھی آئے جنھوں نے بدعت کے لغوی معانی اختیار کیے اور بدعت کو واجب اور مستحب میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سے کچھ نے ایمان کے لغوی معانی کو اختیار کر لیا اور ایمان کو فقط تصدیق کے ساتھ خاص کر دیا۔ اس فکر کو اپنانے کی وجہ سے عالم اسلام پر دو موتیں طاری ہو گئیں اور اس کی ترقی ختم ہو کر رہ گئی۔ اس حقیقت سے جہالت ہی فہم سلیم سے انحراف کا سبب ہے۔

ارجاء اور تکفیر کے مابین تضاد:

اس قانون کے ذریعے ان لوگوں کا بہترین رد ہو سکتا ہے جو تکفیر کی بناء پر مشہور ہیں وہ اس طرح کہ یہ جس پر تکفیر کا حکم لگائیں۔ وہ کہے کہ: لیکن میں تو اپنے دل میں شہادتین کا اقرار کرتا ہوں۔ تم میری تکفیر میرے پاس اصل ایمان ہونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے باجود کیسے کر سکتے ہو؟

اگر یہ لوگ کہیں: کہ شہادتین کے کچھ لوازمات، تقاضے، شروط اور حقوق ہیں جبکہ تو شروطِ شہادتین کے خلاف اعمال لے کر آ رہا ہے۔

تو ان سے کہا جائے گا: یہ تو تمھارا اعتراف ہے کہ اس کا دل میں موجود ہونا یا پھر فقط زبان سے اقرار کرنا کافی نہیں ہے۔ یہ تو وہی بات ہے جو ہم تم سے کہتے ہیں کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ کو ترک کرنا اور وضعی قوانین کی بنیاد پر فیصلہ سازی کرنا شہادتین کی شروط کے منافی اور اس کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

تم لوگ اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگانے میں کیوں جلدی کرتے ہو جو تمھارے شیخ سے اختلاف کرے اور اس پر اعتراض کرے؟ جبکہ اس پر فتویٰ لگانے میں جلدی نہیں دکھاتے جو اللہ تعالیٰ سے منہ موڑے، تکبر کرے اور نماز کو پس پشت ڈال دے جس کو رسول اللہ ﷺ نے ایمان اور کفر کے درمیان حد فاصل قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہمارے اور ان کے درمیان حد فاصل نماز ہے جس نے اس کو چھوڑا اس نے کفر کیا۔ کیا تارک صلاۃ کے پاس اصل ایمان نہیں ہے جس کو تم لوگ دل کی تصدیق کا نام دیتے ہے؟

کلمہ اخلاص کی فضیلت:

اس شہادت کے اقرار کو کلمہ اخلاص (لا الہ الا اللہ) کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی دلالت اخلاص پر ہے۔ جس نے کلمہ تو پڑھا مگر اس پر عقیدہ و یقین نہ رکھا کہ عبادت فقط اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے تو اس نے درحقیقت گواہی ہی نہیں دی ہے۔ اسی لیے دین کے ارکان میں سے سب سے بڑا رکن (لا الہ الا اللہ) کی گواہی دینا ہے یعنی (أشهد أن لا اله الا اللّٰه) نہ کہ فقط یہ کہا جائے۔ (لا اله الا اللّٰه)

کیا ایمان فقط تصدیق اور اقرار کا نام ہے:

پہلا قاعدہ: جب الفاظ کی تفسیر رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو جائے تو پھر اہل لغت کے استدلال کی طرف دیکھنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ لفظ ایمان لغت میں تکذیب کے مقابل نہیں ہے۔ جیسا کہ لفظ تصدیق ہے، کیونکہ کفر کے ساتھ کبھی تصدیق بھی پائی جا سکتی ہے مگر تصدیق کے ساتھ بعض دفعہ ضد اور عدم اطاعت کا پہلو پایا جاتا ہے۔ ابو طالب رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرتا تھا مگر اس نے توحید کی گواہی نہیں دی۔ اسی طرح فرعون بھی موسیٰ علیہ السلام کے سچا پیغمبر ہونے کی تصدیق کے درجہ پر پہنچ چکا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا﴾ (النمل: ١٤)

”اور انھوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان کا انکار کر دیا، حالانکہ ان کے دل ان کا اچھی طرح یقین کر چکے تھے۔“

مگر اس نے تکبر کیا اور انکار کر دیا لہٰذا ضروری ہے کہ تصدیق کے ساتھ ساتھ موافقت تسلیم اور حکم کے سامنے سر تسلیم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خم بھی ہو جبکہ فقط تصدیق کافی نہ ہو گی۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے علم ہے کہ تم سچے ہو مگر میں تمھاری بات نہ مانوں گا۔ بلکہ تمھاری مخالفت کروں گا تو اس کا کفر بہت بڑا ہو گا۔

❁ اگر فقط تکذیب کفر نہیں ہے تو پھر فقط تصدیق بھی ایمان نہیں ہے۔

❁ ہر جھٹلانے والا کافر ہے مگر ہر کافر جھٹلانے والا نہیں ہے۔

رہا ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ﴾ (یوسف: ۱۷)

''اور تو ہرگز ہمارا اعتبار کرنے والا نہیں، خواہ ہم سچے ہوں۔''

سے استدلال جو ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا: لفظ ایمان قرآن و حدیث میں متعدد بار استعمال ہوا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ باقی نصوص کی طرف بھی دیکھا جائے اور غور کیا جائے۔ یہ رویہ تو صحیح نہیں ہے کہ ایک آیت کو لے لیا جائے اور باقی بہت ساری آیات کو ترک کر دیا جائے۔

دوسرا قاعدہ: یقیناً ایمان۔۔۔ اگرچہ تصدیق کو شامل ہو۔۔۔ مگر یہ اس کے مترادف نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور مومنوں کے لیے ایمان میں فرق کیا ہے جیسا کہ فرمایا:

﴿يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (التوبة: ٦١)

''اللہ پر یقین رکھتا ہے اور مومنوں کی بات کا یقین کرتا ہے۔''

ان دونوں کے درمیان فرق کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے کچھ ایسے لوازم اور کچھ ایسی شروط ہیں جو تصدیق کے علاوہ ہیں جیسا کہ فرمانبرداری، جھک جانا اور سر خم تسلیم کرنا وغیرہ جبکہ مومنین کے لیے ایمان میں یہ شروط نہیں ہیں وہ فقط اس بات کی تصدیق ہے جو ان کو خبر دی گئی۔

اشاعرہ کا اس بات کی طرف مائل ہونے کا کہ ایمان فقط تصدیق کا نام ہے سبب یہ ہے کہ انھوں نے کہا: ایمان ایک معانی کا نام ہے جو متکلم کی ذات سے قائم ہے اور اس کی بنیاد وہ نہیں جو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ منظم حروف اور اصوات مقطعات کا نام ہے۔

تیسرا قاعدہ: بہت سی نصوص میں ایمان کو مطلق عمل کا نام دیا گیا ہے اور بعض دفعہ عمل کے ساتھ مل کر بیان ہوا ہے۔ جہاں یہ مطلق بیان ہوا ہے تو وہاں یہ اعمال کو لازم ہے لہٰذا تمام اعمال کی نفی کے ساتھ دل کے ایمان کا قطعاً کوئی تصور نہیں ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا﴾ (الحجرات: ١٥)

''مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر شک نہیں کیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ (متفق علیہ)

جہاں عمل کا ایمان پر عطف ہے تو عطف تغیر (تبدیلی) کا تقاضا نہیں کرتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ یہاں خاص کا عطف عام پر ہے یا پھر جزء کا عطف کل پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ (البقرۃ: ۲۳۸)

''سب نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی۔''

اور فرمایا:

﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰىلَ﴾ (البقرۃ: ۹۸)

''جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکال کا دشمن ہو۔''

جبرائیل اور میکائیل فرشتوں میں داخل ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۠ ۳﴾ (العصر: ۳)

''سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔''

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حق کی تلقین اور صبر کی نصیحت نیک اعمال میں شامل نہیں اس لیے کہ یہاں اس پر عطف کیا گیا ہے۔

رہا جواب ان آیات کے متعلق ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ یہاں عطف کا سبب لوگوں کو عمل پر تنبیہ کرنے کی ضرورت ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ عمل کے بغیر بھی انسان مومن ہوسکتا ہے اور اسے دل کی تصدیق کافی ہے جیسا کہ مرجئہ کا حال ہے۔

چوتھا قاعدہ: موجودہ زمانہ کے مرجئہ دلیل لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو عمل کے فرض ہونے سے پہلے مخاطب کیا ہے۔ یعنی یہ خطاب اعمال کے فرض ہونے سے پہلے تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اعمال کو فرض قرار دیا تو اعمال ایمان میں داخل ہو گئے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۹۷﴾

(آل عمران: ۹۷)

''اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے، جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ تمام جہانوں سے بہت بے پروا ہے۔''

اس لیے ایمان و اسلام سے متعلقہ اکثر احادیث میں حج کا ذکر نہیں ہے جب حج فرض ہو گیا تو نبی ﷺ نے اسے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ایمان میں داخل کیا جب یہ منفرد ذکر ہو اور اسے اسلام میں داخل کر دیا جب یہ ایمان کے ساتھ مل کر آئے یا پھر منفرد ذکر ہو۔

آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو ایک اللہ پر ایمان کیا ہے؟ ایمان یہ ہے یہ کہ گواہی دی جائے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور یہ کہ تم مال غنیمت سے خمس ادا کرو گے۔ ❶

اس حدیث سے بڑھ کر کون سی دلیل قوی ترین ہے جس سے پتہ چلے کہ اعمال ایمان کے مسمی میں داخل ہیں؟ پھر نبی ﷺ کی مخالفت اور کیا ہوسکتی ہے کہ یہاں پر آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے لیے ایمان کی وضاحت کی پھر اعمال کے ساتھ اس کی تفسیر کی اور ان کو یہ نہیں بتایا کہ ایمان فقط دل کی تصدیق اور زبان سے اقرار کا نام ہے جیسا کہ ایمان کی تفسیر مرجئہ کرتے ہیں۔

اسی لیے شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: تمام صحابہ کرام، تابعین، ان کے بعد کے لوگ اور جن سے ہماری ملاقات ہوئی سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ایمان، نیت، قول اور عمل کا نام ہے اور ان میں سے ایک بقیہ دو کے مقابل میں کافی نہیں ہے۔ شاید کہ عبارت نقل کرنے والے کے لیے یہ معاملہ مشکل تھا کہ وہ شافعی رحمہ اللہ کی اس عبارت کو ذکر کرتا کیونکہ یہ اشعریہ کے مشہور عقیدہ کے سخت خلاف ہے لہٰذا اس نے اسے ساقط کر دیا۔

میں نے قدیم فقہاء میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے انھوں نے اس عبارت سے دلیل پکڑی ہے ان میں سے ایک عبدالبر ہیں۔ ❷

سبکی نے ذکر کیا ہے کہ سلف صالحین کے ہاں یہ بات انتہائی مشہور تھی کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں۔ ❸

اسلام اور ایمان:

اسلام اور ایمان الگ الگ ہیں یا ایک ہی چیز ہے:

ماتریدی نے غلطی کی۔۔۔ وہ مرجئہ میں سے ہے۔۔۔ اس کے نزدیک ایمان فقط تصدیق کا نام ہے، اقرار اور اعمال ایمان سے خارج ہیں اور یہ کہ ایمان کم اور زیادہ نہیں ہوتا۔ اس نے اسلام اور ایمان کو ایک ہی چیز قرار دیا ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ دونوں الگ الگ ہیں اس کے چند دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا﴾ (الحجرات: ١٤)

---

❶ بخاري: ٥٣، مسلم: ١٧

❷ الإنتقاء: ٨١، مجموع الفتاوىٰ: ٢٠٩/٧ ❸ فتاوىٰ السبكي: ٥٤/١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے، کہہ دے تم ایمان نہیں لائے اور لیکن یہ کہو کہ ہم مطیع ہو گئے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ وہ کہیں وہ مسلمان ہیں اور اس بات سے منع کر دیا کہ وہ اپنے آپ کو مومن کہیں۔ یہاں حبشی کا قول باطل قرار پاتا ہے جس نے کہا: اسلام ایمان کے بغیر ممکن نہیں۔ ❶

۲۔ حدیث جبرائیل: اس میں ہے کہ ”مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں“ اور ”مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں“ تو رسول اللہ ﷺ ایمان اور اسلام کا جواب مختلف دیا ہے۔

۳۔ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا ”فلاں کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ وہ تو مؤمن ہے تو نبی ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: مسلم ہے۔ تین دفعہ فرمایا۔ ❷ اس حدیث سے حافظ ابن حجر نے دلیل لی ہے کہ ایمان اور اسلام الگ الگ ہیں ایک چیز نہیں ہیں۔ امام احمد نے کہا: اسلام، ایمان کے علاوہ ہے۔ ❸ الشیخ محمد بن درویش الحوت رحمہ اللہ نے کہا: ایمان اور اسلام لفظی طور پر مختلف ہیں لیکن ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ان کا یہ کہنا کہ ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہے تو پھر مندرجہ ذیل دو امور میں سے ایک امر لازم آتا ہے:

ا۔ یا تو وہ یہ کہیں: اسلام تصدیق ہی ہے تو یہ بات اہل لغت میں سے کسی نے نہیں کہی ہے۔

ب۔ یا پھر وہ یہ کہیں: کہ اعمال ایمان کے مسمیٰ میں داخل ہیں تو یہ ان کے قول کے خلاف ہے۔

پھر فرمایا: صحیح بات جس پر بہت سے دلائل موجود ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اسلام اور ایمان لازم ملزوم ہیں اگر یہ دونوں الفاظ ایک جگہ جمع ہو جائیں تو ایمان سے مراد باطنی امور ہوں گے اور اسلام سے مراد ظاہری امور ہوں گے اور اگر یہ الگ الگ مذکور ہوں تو دونوں سے ایک ہی مراد ہوگی یعنی وہ ظاہری اور باطنی امور ہوں گے۔

ایمان سے مراد: اخلاص اور توحید کا حصول ہے:

حبشی نے کہا: ”اس کا بیان کہ جس نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھا، وہ لازمی جنت میں داخل ہوگا۔“ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا مطلب توحید کا حصول ہے اور اس کی عملی شکل اس کی اطاعت اور اس کی فیصلہ سازی کو نافذ کرنا ہے لہٰذا نہ ہی تو انسان اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو پکارے گا اور نہ ہی شریعت کے علاوہ کسی اور قانون سے فیصلہ سازی کرے گا۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اس کا ایمان شرک کی گندگی سے داغدار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (یوسف: ۱۰۶)

”اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے، مگر اس حال میں کہ وہ شریک بنانے والے ہوتے ہیں۔“

---

❶ التوحید للحبشی: ۳۷۳، ۳۷۷۔ العقائد النسفیة: ۱۱۹، صریح البیان: ۸۹

❷ بخاری: ۲۷، مسلم: ۱۵۰ ❸ فتح الباری: ۱/۸۰، طبقات الحنابلہ: ۳۰۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا مطلوب حصول ایمان ہے نہ کہ حصول شرک۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ﴾(الانعام: ٨٢)

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو بڑے ظلم کے ساتھ نہیں ملایا۔''

یعنی ایمان کو شرک کے ساتھ نہ ملایا یقیناً ظلم کے معنی شرک ہے۔

فرمایا:

﴿ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ۠ ﴾(الانعام: ٨٢)

''یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔''

دل کے اقوال اور اعمال:

مرجئہ نے غلطی کی ان کا گمان ہے کہ دل میں ایمان کا مطلب فقط تصدیق ہے جبکہ دل کے اعمال مراد نہیں ہیں۔ یاد رہے توحید دل میں موجود فقط معلومات کے خزانے کا نام نہیں ہے بلکہ دل کے اقوال بھی ہیں اور اعمال بھی ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کی محبت، خوف، امید، اللہ تعالیٰ پر توکل، فقط اسی سے دعا، مدد طلب کرنا۔ شریعت کی فیصلہ سازی کو تسلیم کرنا، ذبح اور نذر وغیرہ۔

جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا مگر فقط اس کی ہی عبادت نہ کی تو اس کی معرفت مردود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فقط وہی عمل قبول کرتا ہے جو خالص اس کے لیے کیا جائے اور اس کے ذریعے اس کی رضا اور خوشنودی تلاش کی جائے۔ اس لیے ریا کاری کو شرک کہا گیا ہے حالانکہ دل میں معرفت موجود ہوتی ہے۔ ابلیس نے بھی اچھی طرح پہچان رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے اور اس کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور وہ رسولوں کی صداقت سے بھی خوب واقف تھا تو کیا اس کو مومن شمار کیا گیا ہے؟

اگر کوئی غیر اللہ سے اللہ تعالیٰ کی طرح محبت کرتا ہے تو وہ مشرک کہلائے گا اگرچہ وہ شہادتین کا اقرار ہی کیوں نہ کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ١ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ١ؕ ﴾
(البقرة: ١٦٥)

''اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو غیر اللہ میں سے کچھ شریک بنا لیتے ہیں، وہ ان سے اللہ سی محبت کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو ایمان لائے، اللہ سے محبت میں کہیں زیادہ ہیں۔''

السدی نے کہا: ''یہ شریک بندوں میں سے ہیں۔ وہ ان کی اس طرح اطاعت کرتے ہیں جس طرح اللہ کی اطاعت کرنے کا حکم ہے۔ وہ جب ان کو کوئی حکم دیتے ہیں تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے ان کی اطاعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔‘‘

جو شخص اللہ تعالیٰ کے قانون کو چھوڑ کر طاغوت کے فیصلوں کو نافذ یا تسلیم کرے اور ان سے فیصلہ سازی کروائے تو وہ مومن نہیں ہے اگرچہ اس کے دل میں اللہ کی توحید ہی کیوں نہ ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء: ٦٥)

’’پس نہیں! تیرے رب کی قسم ہے! وہ مومن نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے، پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو تو فیصلہ کرے اور تسلیم کرلیں، پوری طرح تسلیم کرنا۔‘‘

اور فرمایا:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ﴾ (النساء: ٦٠)

’’کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تیری طرف نازل کیا گیا اور جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا۔ چاہتے یہ ہیں کہ آپس کے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جائیں، حالانکہ انھیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں۔‘‘

آیت کریمہ سے استفادہ کی بنیاد یہ ہے کہ طاغوت سے کفر کا تقاضا ہے کہ ہم ان سے فیصلہ نہ کروائیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ (آمنو)﴾ کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا (جو ایمان لائے) نہیں کہا۔ بلکہ فرمایا: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا﴾ کہ جن کا دعویٰ ایمان لانے کا ہے۔ اس آیت کریمہ نے فیصلہ کر دیا کہ وہ ایمان کا تو دعویٰ کرتے ہیں مگر وہ مومن نہیں ہیں۔ اگر یہ لوگ واقعتاً مومن ہوتے تو اپنے جھگڑے کبھی بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر کہیں اور نہ لے جاتے۔

کیا طاغوت کی فیصلہ سازی کو تسلیم کرنے والا، طاغوت پر ایمان لا رہا ہے یا پھر ان کا کفر کر رہا ہے؟

حبشی یہ کہنا چاہتا ہے کہ ایک مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور طاغوت پر ایمان جمع ہو جاتے ہیں۔ جب ایک مومن کے دل میں ایمان اور بخیلی جمع نہیں ہوتے۔ [1] تو پھر اللہ تعالیٰ پر ایمان اور طاغوت کی حکمرانی کو تسلیم کرنا کیسے جمع ہو سکتے ہیں؟

---

[1] ترمذی: ١٦٣٣، اس کی سند حسن ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرنے میں اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے میں اپنے احبار اور رہبان کی اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت قرار دیا۔

فرمایا:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبة: ٣١)

''انھوں نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ غیر اللہ سے فیصلہ سازی کروانا شرک ہے اور اس کو (شرک الطاعۃ ۔۔۔ اطاعت کا شرک) کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس شرک سے ڈرایا ہے۔ فرمایا:

﴿وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾ (الانعام: ١٢١)

''اور اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو بلاشبہ تم یقیناً مشرک ہو۔''

اور فرمایا:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ (النساء: ٥٩)

''پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جھگڑوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹانے کے عمل کو ایمان کے لوازمات اور ایمان کی سچائی قرار دیا ہے۔

جس شخص نے (لا الہ الا اللہ) کی گواہی دی پھر اپنے جھگڑوں میں فیصلہ سازی کے لیے شریعت کو چھوڑ کر غیر اللہ کی طرف رخ کیا تو اس نے (لا الہ الا اللہ) کی گواہی سچے دل سے نہیں دی ہے۔

جو شخص زبان سے گواہی دے مگر اس پر عمل نہ کرے تو گویا وہ دل سے اس پر عمل پیرا نہیں ہے یہ شخص شر اور فساد کا شکار ہے۔ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص زبان سے تو اقرار کرے مگر دل سے انکار کرتے ہوئے اپنے عمل سے مخالفت کرے؟ اگر ایسا ہے تو گویا اس نے خیر و بھلائی اور اعلیٰ چیز کو شر اور ادنیٰ سے بدل ڈالا۔ اس نے اموات سے ایسی امیدیں لگائیں جو اس نے اللہ تعالیٰ سے بھی نہیں لگائیں جو کہ زندہ ہے اور اسے موت نہیں آئیگی۔ جو کوئی ایسا کرے اسے موحدین (اہل توحید) کی صف میں کیسے شمار کیا جا سکتا ہے؟

لہٰذا توحید اور شرک دونوں دل کے اقوال اور دل کے اعمال میں شامل ہیں، اس لیے جنید نے کہا: توحید دل کا قول جبکہ توکل دل کا عمل ہے۔ لیکن جہمیہ اور مرجئہ کا گمان ہے کہ فقط دل کا علم اور تصدیق ہی ایمان ہے۔ یہ شرعی اور عقلی لحاظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بہت بڑی جہالت ہے۔ ان کے قول کے مطابق مومن اور کافر ایمان کے لحاظ سے برابر ہیں جبکہ ایمان میں دل کی تصدیق اور عمل لازمی ہے سلف صالحین کے قول کا خلاصہ ہے کہ (ایمان قول اور عمل کا نام ہے) جیسا کہ شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان زبان سے اقرار، دل سے یقین اور اعضاء سے عمل کا نام ہے۔ اشعریہ نے ایمان کے کم اور زیادہ ہونے کا انکار کیا ہے۔ ایمان لغوی اعتبار سے تصدیق کا نام ہے جبکہ اصطلاحی وشرعی طور پر ایمان، تصدیق، یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کا علم، تمام اطاعات اور واجبات کے ساتھ ہے۔ [1]

ابو منصور بغدادی نے کہا: اہل بیت کی روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ: ایمان دل کی معرفت، زبان کے اقرار اور اعضاء سے عمل کا نام ہے۔ [2]

شہادتین سے مراد:

❀ اللہ تعالیٰ کی توحید کا حصول: کوئی معبود برحق نہیں ہے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے اس کی پابندی کی جائے اور شریعت کی فیصلہ سازی کو تسلیم کیا جائے۔ وحی منزل پر ایمان اس وقت کیا فائدہ دے گا جب اس کو پس پشت ڈال دیا جائے یا شریعت کو چھوڑ کر کسی اور جگہ سے جھگڑوں کے فیصلے کرائے جائیں؟ لیکن حبشی نے اپنی کتاب کا آغاز اس چیز سے کیا کہ جس کو لوگوں کے درمیان عام طور پر ذکر نہ کرنے کا تقاضا حکمت نبوی میں موجود ہے۔ جب معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''کیا میں لوگوں کو خبر نہ کر دوں کہ وہ خوش ہو جائیں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں وہ اس پر ہی بھروسہ کریں گے۔'' معاذ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو اپنی موت سے پہلے روایت نہیں کیا۔

بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت یہ ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو اس باب کے تحت ذکر کیا ہے (باب: جس نے کسی قوم کو علم کے لیے خاص کیا دوسروں کے علاوہ اس کراہت سے کہ وہ سمجھ نہ سکیں) پھر انھوں نے علی رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا کہ لوگوں سے وہی کہو جو وہ سمجھ سکیں۔۔ حافظ نے کہا: اس میں دلیل ہے کہ متشابہ کا ذکر عوام الناس میں نہ کیا جائے۔ حبشی نے اپنا عقیدہ بیان کرنے کی ابتداء ہی ان چیزوں سے کی جن کو عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم لوگوں سے ایسی بات کرو جو ان کی ذہنی صلاحیت سے بلند ہے تو بعض لوگوں کے لیے وہ ضرور فتنہ کا باعث ہوگی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ جب انس رضی اللہ عنہ نے حجاج بن یوسف کے سامنے عرنین کا قصہ ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قتل کرا کر ان کا مثلہ کر دیا تھا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتراض کیا کیونکہ اس نے اس حدیث کو مسلمانوں کا خون بہانے کی دلیل بنا لیا۔ [3]

---

❶ الغنية لطالبي الحق: ٦٢

❷ اصول الدين: ٩٥١ ❸ فتح الباري: ٢٢٥/١

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا اہل علم نے فقط اس حدیث کو ذکر کرنا اور دوسری ان روایات کو ذکر نہ کرنا جن میں کبیرہ گناہوں کے مرتکب اہل توحید کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرنے کا ذکر ہے مکروہ خیال کیا ہے کیونکہ اہل توحید کا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ اگر ایسا منہج اختیار نہ کیا جائے تو یہ لوگ (ارجاء) کے فتنہ میں پڑ جائیں گے۔ ابن رجب نے ایسی احادیث کو دیگر احادیث کے ساتھ مقید بیان کرنا ضروری قرار دیا ہے تا کہ ایک طالب علم کے لیے اس حدیث کا مفہوم متشابہ نہ ہو اور اس کے ظاہر سے خواہش پرست فائدہ نہ اٹھائیں۔

جنت میں مومنین کا داخلہ دو اقسام پر مشتمل ہے:

۱۔ دخول مطلق: جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ستر ہزار لوگ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جائیں گے اور یہ امت محمد ﷺ کے افراد ہوں گے۔ ان کو کسی قسم کا کوئی حساب و کتاب نہ دینا پڑیگا اور نہ ہی وہ عذاب سے خوفزدہ ہونگے اسی طرح شہداء بھی ان کے ساتھ ہونگے۔

۲۔ دخول مقید: اہل کبائر میں سے کچھ لوگ ایسے ہونگے جو جہنم میں عذاب پانے کے بعد جنت میں داخل ہونگے پھر شفاعت کی بناء پر نکالے جائیں گے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم میں اس کو آگ سے ضرور نکال لوں گا جس نے (لا الہ الا اللہ) کہا: آگ سے وہ لوگ بھی نکال لیے جائیں گے جو جہنم میں جل کر کوئلہ بن چکے ہونگے۔ اس روایت کی بنیاد پر آپ کے اس فرمان کی تفسیر ہوگی۔ ''اگرچہ اس نے زنا کیا اور چوری کی۔'' یہ راہ اعتدال ہے ان دو گرہوں کے درمیان جن میں سے ایک کا کہنا ہے کہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا جبکہ دوسرے نے کہا: کہ جس نے شہادتین کا اقرار کیا اس کو گناہ نقصان نہیں دے سکتے۔

لہٰذا اس معاملہ میں تفصیل بیان کرنا ضروری ہے۔ فقط شبہات پیدا کر دینا، خواہش پرستی کا دروازہ کھولنا، اور لوگوں کو گناہ کرنے میں رعایات دینا کافی نہیں یا پھر ایک کتاب مرتب کر دینا جس میں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کو ذکر کر کے اس مسئلہ سے متعلقہ باقی تمام روایات کو نظر انداز کر دینا جن میں واضح ہے کہ اہل توحید میں سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا جہنم میں داخل کرے گا اور پھر شفاعت کے ذریعے اسے آگ سے خلاصی دے گا۔ صحیح نہیں ہے۔ یا یہ کہنا کہ ایمان دل کی معرفت کا نام ہے۔

نبوت، معجزات اور کرامات کے بارے میں اشاعرہ کا موقف:

❁ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اشاعرہ کا آپ کی نبوت کا انکار کرنا۔

اشاعرہ نے نبوت پر طعنہ زنی کی ہے جسے اہل علم آئمہ نے نقل کیا ہے جیسا کہ ابن حزم، ابوالولید باجی بلکہ جرح و تعدیل کے نقاد اور ماہر حافظ ذہبی نے بھی اسے نقل کیا ہے اور یہ ان کے کبار آئمہ کا قول ہے جیسا کہ ابوبکر ابن فورک نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا: رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں رسول تھے اور ان کی روح ختم ہو چکی اور وہ اللہ تعالیٰ کے پاس جنت میں نہیں ہیں۔ اس قول کی بنیاد پر محمود سبکتگین نے اسے زہر دے کر قتل کرا دیا۔ [1]

ابن حزم نے اشعریہ سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ آج کے دن رسول نہیں ہیں لیکن وہ رسول تھے۔ انھوں نے کہا ان لوگوں کا یہ قول واضح کفر ہے اور ابوھذیل علاف کی تقلید ہے۔ جس نے اپنی کتاب الدرۃ میں کہا: اسلام کی طرف منسوب افراد میں سے کسی نے یہ قول نہیں کہا سوائے ابوھذیل علاف معتزلی کے۔ یہ اس کا ایسا شنیع قول ہے جس نے اسے اسلام سے خارج کر دیا ہے پھر اس قول کی پیروی اُشعری کی طرف منسوب ایک گروہ نے کی ہے۔ [2]

ابن حزم نے ان کے اس قول کا سبب ان لوگوں کا عقیدہ بتلایا کہ عرض (صفت) دو زمانوں میں باقی نہیں رہتا لہٰذا صفتِ نبوت رسول اللہ ﷺ میں دو زمانوں کے لیے نہیں رہ سکتی۔ آپ کی حیات کا زمانہ اور آپ کی ممات کا زمانہ۔

اشاعرہ کے نزدیک کرامت کا مفہوم:

تعجب کی بات ہے کہ عین اس وقت جب معتزلہ کے شیوخ قاضی عبدالجبار اور جبائی اپنی اعتزالی ذہنیت کی بناء پر بڑی شدت سے کرامت کا جملہ وتفصیلی طور پر انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ قاضی نے کہا: کسی ولی یا صحابی کی کوئی کرامت نہیں ہے۔ [3] یہ قول کرامات میں غلو کرنے والے کے ردعمل کے طور پر ہے جو کہ صوفیاء کے کرامات کے دعویٰ کے بالمقابل ہے۔

اشاعرہ اور معتزلہ بعض مسائل میں متفق ہیں جیسا کہ تاویل کرنا، علم کلام، خبر واحد کا انکار کرنا (تفصیل کے ساتھ) لیکن وہ بعض مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں۔ جیسے تقدیر اور کرامات اولیاء۔ مگر یہ ہے کہ جب وہ کرامات ثابت کرتے ہیں تو ان کے اثبات میں غلو سے کام لیتے ہیں حتی کہ یہ لوگ کرامات اور معجزات کو برابر کر دیتے ہیں۔

اشاعرہ جب کرامات کا اثبات کرتے ہیں تو کرامات اور معجزات الأنبیاء میں فرق نہیں کرتے۔ پھر وہ معجزات اور کرامات کے درمیان بعض ایسے خودساختہ فروق بیان کرتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ حقیقت اس کے برعکس ہے حتی کہ بغدادی نے صراحت کی [4]۔ معجزہ اور کرامت میں فرق کہ وہ عادات سے ہٹ کر ہے یہ فقط نام میں فرق کے لیے ہے۔ ہم اس مسئلہ میں مزید غور وفکر کریں گے۔

ا۔ ولی کی کرامت اور جادوگر کی شعبدہ بازی میں فرق:

حبشی نے کہا: کرامت خلاف عادات چیز کا نام ہے جو مومن، اطاعت گذار اور نیک انسان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے۔ اس بنیاد پر کرامات جادوگری اور شعبدہ بازی سے مختلف ہے۔ [5]

[1] النجوم الزاهرة: ٤/٢٤٠، وفيات الأعيان: ١/٤٨٢، سير اعلام النبلاء: ٦/٨٣، طبقات السبكى: ٤/١٣٢

[2] الفصل فى الملل والنحل لابن حزم: ١/٨٨۔ الدرة فيما يجب اعتقاده: ٢٠٤

[3] المغنى التبوات والمعجزات: ١٥/٤١٤، ١٦/١٥٢، ٤١٤

[4] اصول الدين: ١٧ [5] الدليل القويم: ١٣٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: کیا ولی اور جادوگر میں فقط یہی ایک فرق ہے۔ کہ ولی سیدھی راہ پر ہے اور جادوگر غلط راستے پر ہے۔ پھر کیا ولی اور جادوگر کے خرقِ عادت (عام قاعدہ کے خلاف) عادات افعال میں کوئی فرق نہیں ہے؟

۲۔ نبی کے معجزہ اور ولی کی کرامت میں فرق:

حبشی نے کہا: معجزہ اور کرامت میں فرق یہ ہے کہ کرامت کے ذریعے چیلنج نہیں دیا جا سکتا جبکہ ولی کے لیے جائز ہے وہ اپنی کرامت کے ذریعے چیلنج دے اور یہ علماء کے ہاں صحیح ترین قول ہے لیکن ولی عام طور پر اسے چھپاتا ہے یعنی کرامت کو۔ ❶

جواب: اس نے پہلے چیلنج کا فرق ذکر کیا اور پھر کہا کہ ولی چیلنج دے سکتا۔

اس لحاظ سے کوئی اور فرق تو باقی نہیں رہا سوائے اس کے کہ ولی اپنی کرامت کو چھپاتا ہے۔

صحابہ کرام کی کرامات اور ان کے بعد کے لوگوں کی کرامات کے لحاظ سے اس فرق میں تضاد ہے کیونکہ انھوں نے کرامات کا اظہار کیا ہے۔ جیسا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کے سامنے زہر پی لیا تھا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہاڑ کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ یا ساریۃ الجبل۔ اسی طرح ابو مسلم خولانی پانی پہ چلا اور آگ میں داخل ہوا۔ اس کی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔ ❷

یہ اس فرق کو بیان کرنے کی ناکام کوشش ہے ان کی بات اسی پر ختم ہوتی ہے کہ کوئی فرق نہیں ہے۔

- کرامت ایک عظیم چیز ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک، محبوب اور مصلح بندوں کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے۔ لہٰذا ایسا ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ فضل اس کو عطا کرے جو ریا کاری سے نہ بچتا ہو بلکہ یہ معاملہ ریا کاری سے بڑا ہے کیونکہ ریا کاری ایک مخفی عمل ہے جو اپنے صاحب پر مخفی ہو سکتا ہے جبکہ سب لوگوں کے سامنے ظہور کرنا اور خودساختہ کرامات کو پیش کرنا واضح شرک ہے جو کہ مخفی نہیں ہے اس طرح کی اشیاء میرے نزدیک فقط گمراہی میں ڈھیل کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جس بندے میں ریا کاری اور شرک دیکھے وہ اس کو کیسے عزت سے نوازے گا؟
- ولی کی کرامت چیلنج کے لیے بھی ہوتی ہے خصوصاً جب کفار کا سربراہ کو اس کے ذریعے چیلنج دینا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا دین ثابت ہو سکے اور جو کچھ خاتم الأنبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اس کی تصدیق ہو سکے۔
- ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت سے معجزات عطا ہوئے مگر ان کے ذریعے چیلنج نہیں دیا گیا۔ جیسا کہ قیامت کی علامات کا بیان، ان کے بعد امت میں کیا ہونے والا ہے، آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہونا، پتھر کا تسلیم ہو جانا، کھجور کے تنے کا بات کرنا۔ ان لوگوں کے نزدیک چیلنج کی شرط لازم ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر خلاف عادات ظاہر ہوتا ہے۔ پھر دوسرے وقت میں کچھ اور ظاہر ہوتا ہے تو یہ نبوت کی دلیل نہیں

❶ الدلیل القویم: ۱۱۲ ❷ النبوات: ٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کیونکہ لوگوں کو اس سے چیلنج نہیں دیا گیا وہ اس طرح کا معجزہ لے کر آئیں۔

❀ رہا ان کا یہ قول کہ انبیاء کے معجزات ان کی تصدیق کے لیے واجب ہیں اور ان کا صدق ان کے بغیر نہیں پہچانا جائیگا گویا انھوں نے معجزہ کے وجوب کو معجزہ اور کرامت میں فرق کے طور پر بیان کیا ہے کہ کرامت واجب نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا یہ شرط بھی لازم نہیں ہے کیونکہ کتنے ہی ایسے نبی ہیں جن کے ہاتھ پر کوئی معجزہ نمودار نہیں ہوا جیسا کہ لوط اور نوح علیہما السلام۔ اور دیگر کئی انبیاء ہیں۔ بعض دفعہ معجزہ الٰہی قوموں کی تباہی کی شکل میں نمودار ہوا۔ ان لوگوں کو مہلت دی گئی مگر انھوں نے نبیوں کی بات کو نہیں مانا تو ان کو ہلاک کر دیا گیا۔

❀ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بہت سے ایسے لوگ ایمان لائے جن کو تصدیق کے لیے معجزہ دیکھنے کی ضرورت پیش نہ آئی جیسا کہ نجاشی ایمان لے آیا اور ہرقل نے سوال و جواب کے بعد آپ کی تصدیق کر دی۔ بعض لوگ وہ بھی تھے جو آپ کے پاس آئے اور کہا: اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا ہے تو آپ فرماتے کہ ہاں تو وہ ایمان لے آتا اور پھر واپس جا کر اپنی قوم کو تبلیغ کرتا اور وہ سب کے سب بغیر معجزہ دیکھے ہی ایمان لے آتے۔

جبشی اور اس کے اسلاف کے ہاں (معجزہ کے بغیر کوئی نبی نہیں):

جوینی کے نزدیک: معجزہ کے بغیر نبی کی تصدیق کا کوئی راستہ نہیں ہے۔[1] بغدادی نے کہا: نبی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی سچائی پر معجزہ پیش کرے۔

جبشی نے کہا: نبی کی صداقت کے لیے معجزہ ہی ایک راستہ ہے۔ یہ خلاف عادت ہوتا ہے جو چیلنج کے ساتھ مشترکہ بیان ہوتا ہے۔ اور اس کے ذریعے چیلنج دیا جاتا ہے۔

ہم یہاں تھوڑا سا توقف کریں گے تاکہ واضح کر سکیں کہ بقیہ اشاعرہ مثلاً بغدادی وغیرہ نبوت کی تصدیق غور و فکر اور استدلال کے ذریعے کرتے ہیں اگرچہ یہ ضروری طور پر معلوم ہے۔[2]

جبشی کہتا ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ چیلنج کے ساتھ کیا تھا وہ قطعی طور پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نبی کی معرفت کا طریقہ فقط معجزہ ہے کیونکہ کرامت کے ذریعے چیلنج نہیں دیا جا سکتا۔ گویا کہ جبشی اور اس کے اصحاب کے نزدیک رسولوں کی معرفت کا طریقہ فقط معجزات کا ظہور ہے اور معجزہ کے بغیر رسول کی صداقت کی کوئی دلیل نہیں۔[3]

---

[1] الإرشاد: ۳۳۱، الرسالة للقشيري: ۱۱۸

[2] اصول الدين: ۱۵

[3] التوحيد للماتريدي: ۱۸۸، التمهيد: ٤٤، تبصرة الأدلة: ۲۸٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوینی کی نبوت۔۔۔معجزہ کی محتاج نہیں ہے!!!

اس قوم پر تعجب ہے کہ جو نبی ﷺ سے غلو کی حد تک محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں پھر وہ آپ کی تصدیق کے لیے معجزہ کے ظہور کی شرط لگاتے ہیں مگر اس شرط سے ان کے اپنے مذہب کے آئمہ آزاد ہیں۔قشیری نے جوینی کی تعریف میں حد سے زیادہ مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے۔اس نے کہا: اگر آج امام الحرمین جوینی نبوت کا دعویٰ کر دے تو اپنے کلام کی وجہ سے اسے معجزہ کے اظہار کی ضرورت نہ ہوگی۔ [1] حیرانگی کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر معجزہ کا ظہور لازم ہے جبکہ جوینی اس شرط سے آزاد ہے۔

جوینی کا کہنا تو یہ ہے کہ معجزہ بھی عقلی دلائل کی بناء پر نبی کی صداقت پر دلیل نہیں ہے۔یعنی نبی کی صداقت معجزہ کے ظہور کے بعد بھی ممکن نہیں ہے جبکہ جوینی، قشیری کے نزدیک سچا ہے اگر چہ وہ معجزہ کا اظہار نہ ہی کرے۔

انبیاء کی صداقت کے لیے معجزہ کی شرط باطل ہے:

یقیناً معجزہ کی شرط مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر باطل ہے:

۱۔ ہرقل کا واقعہ دلیل ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی صفات اور آپ کی تعلیمات کے متعلق پوچھا تو قریب تھا کہ وہ اپنے ایمان کا اعلان کر دیتا مگر اپنی قوم کی مخالفت کی وجہ سے ایسا نہ کر سکا۔نجاشی نبی ﷺ پر ایمان لے آیا جبکہ اس نے آپ کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ورقہ بن نوفل نے کہا تھا کہ یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اترا ہے۔اسی طرح جب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو دیکھا تو کہا: جب میں نے ان کو دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ چہرہ جھوٹے شخص کا ہو ہی نہیں سکتا۔

۲۔ نبی ﷺ نے اپنی دعوت کے شروع میں قریش کو کوئی چیلنج نہ دیا لیکن جب انھوں نے آپ پر الزام لگایا کہ آپ نے قرآن خود گھڑا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو چیلنج دیا کہ وہ اس طرح کا کلام بنا کر دکھائیں۔چیلنج سچی دلیل ہے مگر نبوت کے قبول یا عدم قبول میں شرط نہیں ہے۔

۳۔ بعض قوموں کے منکرین نے اپنے نبیوں سے آیت (معجزہ) طلب کیا کہ وہ اس کا اظہار کریں مگر ایسا نہ ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کا امر اور عذاب آن پہنچا جیسا کہ قوم لوط۔معجزہ رسولوں کی معرفت کے لیے شرط نہیں ہے۔رسولوں کی تکذیب کرنے والے اچھی طرح جانتے تھے کہ انبیاء سچے اور اعلیٰ صفات کے حامل ہیں اور اس صفت نے انبیاء کی نبوت کی صداقت جاننے میں بنیادی کردار ادا کیا اور یہ کہ انبیاء جھوٹے نہیں ہوتے۔کیونکہ اگر کسی جھوٹے شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو جلد ہی اس کے جھوٹ کا پردہ چاک ہوگیا، اس کا فجور واضح ہوگیا اور شیطان نے اسے اپنے جال میں پھنسا لیا جس سے اس کا جھوٹ مزید واضح ہوگیا۔

---

[1] طبقات السبکی: ٥/ ١٧٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ایسی بہترین اور نیک صفات کے حامل ہوتے ہیں کہ لوگ مطمئن ہو کر ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی لیے جب پہلی دفعہ جبرائیل غار حرا میں تشریف لائے اور نبی ﷺ خوفزدہ ہو گئے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کریں گے۔'' پھر ام المومنین آپ کے ان احسانات کا جو آپ نے مخلوق خدا پر کیے تھے تذکرہ کرنے لگیں۔ جس میں کمزوروں کا تعاون، مہمانوں کی خدمت، صلہ رحمی، غریبوں سے ہمدردی وغیرہ شامل ہیں۔ یعنی جس کے اوصاف یہ ہوں وہ اس طرح ضائع نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ظالموں کو ایک دوسرے کا دوست اور مددگار بناتا ہے اور ہدایت یافتہ لوگوں کو ہدایت میں زیادہ کرتا ہے۔ جس نے دجال اور جھوٹے لوگوں کی تصدیق کی تو درحقیقت خباثت اس کے اندر ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان جھوٹے دجالوں کو ان لوگوں کی گمراہی کا سبب بنایا ہے جو خود گمراہی اور ضلالت کے مستحق ہیں۔ البتہ جس بندے میں اللہ تعالیٰ نے عدل کے موافق احسان اور صدق کی صفات رکھی ہیں تو وہ اسے کبھی بھی ضائع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾ (الحج: ٥٣)

''تاکہ وہ اس (خلل) کو جو شیطان ڈالتا ہے، ان لوگوں کے لیے آزمائش بنائے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں۔''

پھر اس نے مومنوں کے لیے ہدایت کا وعدہ کیا اور یہ کہ وہ ان کو ضائع نہ کرے گا۔ فرمایا:

﴿وَّ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝54﴾ (الحج: ٥٤)

''اور تاکہ وہ لوگ جنھیں علم دیا گیا ہے، جان لیں کہ بے شک وہی تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو وہ اس پر ایمان لے آئیں، پس ان کے دل اس کے لیے عاجز ہو جائیں اور بے شک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے یقیناً سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿فَاِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝161 مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝162 اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝163﴾

(الصافات: ١٦١۔ ١٦٣)

''پس بلاشبہ تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ تم اس کے خلاف بہکانے والے نہیں۔ مگر اس کو جو بھڑکتی آگ میں داخل ہونے والا ہے۔''

۴۔ سابقہ انبیاء کی بشارت کہ عنقریب نبی آخر الزمان کا ظہور ہو گا جو کہ خاتم النبین ہونگے بذات خود آپ کی نبوت پر بغیر معجزہ کے دلیل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے شہرستانی اس منہج سے ہٹ گیا اور اس پر اعتراض کیا، اس کی کتاب (الملل) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کے ہاتھ پر معجزہ کا ظہور کرتا ہے چاہے ان کو چیلنج دیا گیا یا نہ دیا گیا۔ لہٰذا چیلنج کے کوئی معانی نہیں ہیں۔ ❶

پھر اس نے کہا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹے مدعیان نبوت کے ہاتھ پر بھی بعض چیزیں ظاہر کر دے اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹے مدعیان نبوت کے ہاتھ پر بعض چیزیں ظاہر کر دیتا جو کہ بظاہراً اس کے سچا ہونے پر دلیل محسوس ہوتی ہیں حالانکہ یہ دلیل نہیں جیسا کہ نجومی اور جادوگر بعض خلاف عادات ظاہر کرتے ہیں۔ مسلیمہ کذاب اور اسود عنسی نے بھی ایسا کیا مگر یہ نبوت پر دلیل نہیں کیونکہ یہ غیر انبیاء کے ہاں بھی موجود ہیں۔ یہ خلافِ عادت چیزیں غیر انبیاء کے لیے نہیں مگر جادوگروں اور نجومیوں کے ہاں عام ہے۔

تفریط (کمی) جس کے گمان کے مطابق دلیل ہے خصوصاً جبکہ یہ اپنے صاحب کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے تو شیطان جھوٹے کے قریب ہی آتا ہے ❷ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾﴾ (الشعراء: ٢٢١، ٢٢٢)

''کیا میں تمھیں بتاؤں شیاطین کس پر اترتے ہیں۔ وہ ہر زبردست جھوٹے، سخت گنہگار پر اترتے ہیں۔''

کیا جو نبی کا معجزہ ہے وہ ولی کی کرامت پر دلیل نہیں ہے؟

ان لوگوں کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ ولی کی کرامت اور نبی کے معجزہ میں کیا فرق ہے؟ پھر یہ عبارت سامنے آتی ہے جو تمام اشاعرہ کے مابین مشہور ہے کہ: ''ہر وہ چیز جو نبی کا معجزہ ہو سکتی ہے وہ ولی کی کرامت بھی ہو سکتی ہے۔'' تاکہ یہ برابری مزید یقینی ہو جائے۔

اس قاعدہ کے پیش نظر ہم پوچھنا چاہیں گے کیا ان چیزوں کا جواز ہوگا:

- کیا ولی کے ہاتھ پر بھی سمندر کا پانی راستہ دے گا جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھا؟
- کیا ولی مٹی سے پرندہ بنا سکتا ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام بناتے تھے؟
- کیا ولی کے لیے چاند دو ٹکڑے ہو سکتا ہے جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہوا تھا؟
- کیا ولی کو معراج ہو سکتا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ سے بیت المقدس تک ہوا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی نشانیاں دکھائے؟

یاد رہے کہ صوفیاء کی کتب جو کہ عقیدہ کے لحاظ سے ماتریدی اور اشعری ہیں۔۔۔ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں جو کہ انبیاء کے معجزات سے مشابہ ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر ہیں جیسا کہ مشائخ کا آسمان پر جانا وغیرہ۔

---

❶ الملل والنحل للشهرستانی: ٢٥/٣

❷ النبوات: ٢٤٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ان لوگوں کا کہنا ہے کہ شیخ بہاء الدین نقشبندی ہر روز رحمن کے عرش پر جاتا ہے حتی کہ اس نے کہا: جان لو! جب میں چاہتا ہوں (عرش) پر آسانی سے چڑھ جاتا ہوں۔ ❶
- اسی طرح عثمان سالم آبادی ہر روز آسمان پر چڑھتا ہے اور لوح محفوظ میں لکھی تقدیر کو بغیر کسی رکاوٹ کے بدل دیتا ہے۔
- سورج ان کے لیے رک جاتا ہے۔
- فرشتوں نے رفاعی کا سینہ چاک کر کے اس کا دل نکالا اور اس کا سیاہ حصہ دھو ڈالا بالکل ایسے ہی جیسے انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ کیا۔ ❷
- رفاعی نے پرندے کی ہڈیاں اکٹھی کیں پھر ان میں پھونک مار کر کہا اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔

اس کے علاوہ بہت سے قصے ہیں۔

حبشی اور عصمت ولی:

حبشی کی اولیاء کے بارے میں مبالغہ آمیزی کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتا ہے؛ ولی معصوم ہوتا ہے۔ جبکہ انبیاء اور اولیاء اس آیت سے خارج ہیں۔

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ﴾ (الشوریٰ: ۳۰)

’’اور جو بھی تمھیں کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اس کی وجہ سے ہے جو تمھارے ہاتھوں نے کمایا۔‘‘

کہا یہ آیت عام لوگوں کے بارے میں ہے اس میں انبیاء اور اولیاء مراد نہیں ہیں۔ ❸

جو شخص صوفیاء کی مزید ایسی کرامات پڑھنا چاہتا ہو جن میں انبیاء اور اولیاء کو اللہ تعالیٰ سے بھی بلند کرنے میں مبالغہ آمیزی سے کام لیا گیا ہے تو وہ ((جامع کرامات الاولیاء) (قلادۃ الجواہر) اور (طبقات الشعرانی) کا مطالعہ کرے۔ پھر وہ غور کرے کہ یہ مفہوم کس قدر خطرناک ہے کہ ’’جو کچھ بھی نبی کا معجزہ ہو وہ ولی کی کرامت بھی ہو سکتا ہے۔‘‘ لوگوں کو ان کتب پر ایمان لانے پر مجبور کیا جاتا ہے ورنہ ان کو اولیاء کے منکر اور گستاخ بنایا جاتا ہے۔

صالحین کی کرامات، انبیاء کی نشانیوں میں سے ہیں مگر یہ ان کی علاماتِ کُبریٰ نہیں ہیں لہٰذا اولیاء، انبیاء اور رسولوں سے کم تر ہیں۔ ان میں سے کسی کی کرامت بھی انبیاء کے معجزہ کا درجہ نہیں پا سکتی ہے جیسا کہ وہ کبھی بھی فضیلت اور درجات میں انبیاء اور رسل کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ اگرچہ وہ بعض چیزوں میں ان کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں جیسا کہ بعض اعمال میں بھی ایسا ہی ہے۔

---

❶ المواهب السرمدية فی مواهب السادة النقشبندية: ١٨٤، الأنوار القدسة: ٢٣١

❷ قلادة الجواهر: ٩٣ـ ١٩٩ ❸ کیسٹ نمبر ۲، دوسری سائیڈ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولی کی کرامت کا مقصد کیا ہے؟

ولی اور کرامت کی تعریف کے متعلق غلط فہمی بہت سے انحرافات کا سبب ہے اس وجہ سے دھوکہ دہی، حیلہ سازی اور شیطانی مکروفریب کا دروازہ کھلا ہے جس کی بنیاد پر صوفیاء ایسے ظاہر ہوئے جسے غائب لوگ اور خضر بن کر آنا وغیرہ۔ ان کے پیروکاروں نے سب کچھ کشف وکرامات کے نام پر قبول کیا جبکہ یہ دھوکہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

مزید یہ کہ کرامت کا کوئی ضابطہ مقرر نہیں ہے اور اس کے سبب کی کوئی معرفت نہیں ہے۔ ان لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ کرامت ہمیشہ نصرت دین اور سنت کے قیام کے لیے ہوتی ہے اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ لے کر آئے اس کی تائید کے لیے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ نبوت کے دلائل اور انبیاء کی علامات میں سے ایک نشانی ہے۔ اس لیے ولی بھی اپنی کرامت کے ذریعے چیلنج دیتا ہے اور اسے چھپاتا نہیں ہے مثلاً:

اسود عنسی کے ساتھ ہوا جب اس نے ابومسلم خولانی سے کہا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو انھوں نے کہا: مجھے سنائی نہیں دے رہا۔ اس نے پھر پوچھا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں؟ تو انھوں نے کہا: ہاں۔ تو اس نے ان کو آگ میں ڈال دیا مگر آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی۔ [1]

اس کی مثال وہ مومن بھی ہے جس کو دجال قتل کر دے گا پھر اسے زندہ کرے گا تو وہ زندہ ہونے کے بعد کہے گا: تو کانا دجال ہے جس کے بارے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے۔ اللہ کی قسم! تیرے متعلق میری بصیرت اور زیادہ ہوگئی ہے۔ تو دجال اسے قتل کرنے کی کوشش کرے گا مگر اس پر قادر نہ ہوگا۔ یہ مومن شخص قتل ہونے کے بعد زندہ ہو کر دجال سے کہے گا تو کانا، جھوٹا دجال ہے مگر یہ دوسری دفعہ اسے قتل کرنے سے عاجز آجائے گا۔ یہ خلاف عادت ہے جو فقط اس کے لیے ممکن ہوسکتا ہے جس نے انبیاء کی رسالت کی گواہی دی ہوگی۔ یہ شخص اس وقت اہل زمین میں سے بہترین ہوگا۔ اسی طرح خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے زہر پی لیا مگر ان کو کوئی نقصان نہ ہوا اور اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے جب انھوں نے ساریہ کو آواز دی۔

یہ تمام کرامات نصرتِ دین کے لیے ظاہر ہوئی ہیں اور یہ نفسانی خواہش کے تابع نہیں ہیں جیسا کہ بعض لوگ انتہائی عجیب وغریب حکایات بیان کرتے ہیں جیسا کہ اگر کوئی ولی خاص کھانا کھانا چاہتا ہے تو اس پر غیب سے کچھ لوگ کھانا لے کر نازل ہوتے ہیں یا یہ کہ ولی دروازے کی اس دراڑ سے داخل ہوجاتا ہے جس میں سے چیونٹی بھی داخل نہیں ہوسکتی۔ یاد رہے کرامات کا بنیادی مقصد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کی تائید ہے۔

ان میں سے بعض لوگ ایسی حکایات بھی بیان کرتے ہیں کہ فلاں بزرگ اپنی قبر سے نکلتا ہے، لوگوں کی حاجات پوری کرتا ہے، کائنات میں تصرف کرتا ہے، یا پھر قبر میں رہ کر ہی اپنے مریدین کی تربیت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔

[1] البداية و النهاية: ٦/٢٦٧، ٢٦٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعرانی نے کہا [1]: مرید جب کسی خاص سلسلہ میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اس کی ارادت کی شرط یہ ہے کہ پانی پر چلے، ہوا میں اڑے اور اس کے لیے زمین لپیٹ دی جائے جس کے لیے یہ سب کچھ نہ ہو تو اس کا ارادت میں کوئی قدم اور حصہ نہیں ہے۔

بیجوری [2] نے کہا: جس کی موت کے بعد کوئی کرامت ظاہر نہ ہو جیسا کہ زندگی میں ہوتی تھی تو وہ سچا ولی نہیں ہے۔

اس طرح ان دجالوں نے جاہل متبعین کو اپنے جال میں پھنسایا اور ولایت کا دعویٰ کیا اور ان کے لیے طرح طرح کی شعبدہ بازیاں ظاہر کیں جن کو وہ لوگ کرامت سمجھتے ہیں۔

سلف صالحین جانتے تھے کہ یہ شیطانی چال اور دھوکہ دہی کے علاوہ کچھ نہیں اس لیے وہ اس سے ڈراتے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شیطان ان کے پاس انسانی شکل میں آ کر ان کو جھوٹی احادیث سناتا ہے اور وہ اختلاف کا شکار ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی کہتا ہے: میں نے یہ حدیث ایک آدمی سے سنی ہے جس کا حلیہ تو میں پہچانتا ہوں مگر اس کا نام معلوم نہیں۔ [3]

یقیناً سنت کا اتباع، بدعات سے اجتناب اور اخلاص کے ساتھ عبادت پر ہمیشگی بہت بڑی کرامت ہے۔ شاذلی سے روایت ہے کہ اس نے کہا ایمان اور سنت کی متابعت سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں جس کو یہ دونوں چیزیں ملیں مگر وہ کسی اور طرف متوجہ ہوا تو وہ جھوٹا اور دھوکہ باز ہے۔ [4]

شافعی رحمہ اللہ اور دیگر کبار آئمہ سے منقول ہے کہ اگر تم دیکھو کہ کوئی آدمی ہوا میں اڑتا ہوا یا پھر پانی پر چلتا ہوا آ رہا ہے تو دھوکہ نہ کھاؤ حتی کہ دیکھو وہ سنت کی پیروی کرتا ہے، اللہ کی حدود کو قائم کرتا ہے اور شریعت کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ یہ وہ بنیادی قانون ہے جس کی بناء پر کرامت اور شیطانی چال اور دھوکہ بازی میں فرق کیا جا سکتا ہے۔

کسی ایک نیک و صالح شخص سے پوچھا گیا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے تو انھوں نے کہا: میرے پاس وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نفسانی خواہشات کی مخالفت کی طاقت بخشی ہے اور یہ پانی پر چلنے سے کہیں بڑی کرامت ہے۔ [5]

اشاعرہ کے نزدیک جادوگر کے غیر معمولی کام:

اشاعرہ کے نزدیک جب جادوگر یا نجومی غیر معمولی کام کرے اور نبوت کا دعویٰ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا کرنے سے روک دیتا ہے۔ اگر وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے تو اس کے غیر معمولی کام نبی کے معجزات کی طرح ہونگے سوائے اس کے

1. لطائف المنن: ٥٧٨
2. جوهرة التوحيد: ١٥٣
3. صحيح مسلم: ٧، باب النهى عن الرواية عن الضعفاء
4. نور التحقيق من أعمال الطريق: ١٣٣، طبقات الشعرانى: ٢/ ٧
5. سير اعلام النبلاء: ٢٣١/١٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ شرعی دلیل منع پر موجود ہو جیسا کے وہ ڈنڈے کو زندہ سانپ بنا ڈالے۔ ❶

پھر انھوں نے کہا: اگر جادوگر اور کاہن نبوت کا دعویٰ کریں تو اللہ تعالیٰ جادوگروں اور نجومیوں کو جادوگری اور نجومیت بھلا دیتا ہے اور اس کے خلاف صورتِ حال پیدا کرتا ہے کیونکہ جادو اور نجومیت ان کے نزدیک معجزہ ہے۔ ❷

اس کلام کی کوئی دلیل نہیں بلکہ حقیقت اس کے برعکس ہے:

- اسود عنسی، بابا رومی، مسیلمہ، مکحول حلبی اور حارث دمشقی کو ان کے غیر معمولی کاموں سے کیوں نہ روکا گیا، جس کی بنا پر انھوں نے جاہل لوگوں کو بے وقوف بنایا؟ ❸
- دجال ایسے خلافِ عادات غیر معمولی کاموں کے ساتھ کیسے چلتا رہے گا اور لوگ اس کے پاس جمع ہونگے اور اس کی اتباع کریں گے؟
- اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے اور خلاف عادت کام ظاہر کرے تو کیا ہم اس کی نبوت پر یقین کر لیں گے؟

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور خلاف عادت کام ظاہر کرے تو وہ ان لوگوں کے نزدیک نبی بن جائے گا مگر اس جھوٹ کا حصول ناممکن ہے بلکہ اس کے لیے تو الوہیت کا دعویٰ بھی ممکن ہے مگر وہ خلاف عادات کام ظاہر کرنے کے بعد بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ❹

مخالفت کی عدم موجودگی اور خلاف عادت کام:

تیسری تعریف کی دوسری قسم ''مخالفت کی عدم موجودگی'' ہونا ہے۔ یہ کہ جادوگروں اور نجومیوں کے تمام خلاف عادت کام نبی کے لیے بطور معجزہ جائز ہیں لیکن جب یہ معجزہ اس کے لیے ہو اور اس کے خلاف کوئی چیز وارد نہ ہو۔ ❺

یہ تمام کا تمام دعویٰ مسیلمہ اور عنسی وغیرہ کے دعویٰ نبوت کے خلاف ہے کیونکہ ان کے خلاف کچھ ظاہر نہ ہوا پھر یہ مخالفت کب پوری ہوگی؟ کبھی یہ ہوتا ہے کہ جھوٹے مدعی نبوت کا ظہور اس کا خلاف ظاہر ہونے سے پہلے ہی بہت طویل ہو جاتا ہے جیسا کہ مسیلمہ، اسود عنسی اور سجاح کا معاملہ تھا اور ایسے ہی دجال کا حال ہوگا۔ تو سوال یہ ہے کہ جو لوگ اس مخالف خلاف عادت کام ظاہر ہونے سے پہلے ان پر ایمان لے آئے وہ معذور ہیں؟

ان لوگوں کا یہ عقیدہ خطرناک ہے خصوصاً جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دجال کے فتنہ سے دوچار کر دیا جو کہ پہلے نبوت کا اور پھر الوہیت کا دعویٰ کر دے گا اور وہ انتہائی غیر معمولی خلاف عادات کاموں کا اظہار بھی کرے گا اور ایک طویل مدت تک کوئی مخالف امر بھی سامنے نہ آئے گا اور کچھ لوگ اس مخالفت کے ظاہر ہونے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔

---

❶ النبوات
❷ النبوات: ١٩٧
❸ راجع النبوات: ١٠٦
❹ النبوات: ١٠٤
❺ النبوات: ١٩٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت سے منہ موڑے ہوئے ہوگا اور اپنی نفسانی خواہشات کا غلام بنا ہوا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے دجال کے ذریعے فتنہ میں ڈال دے گا۔ اللہ تعالیٰ جس بندے پر اس فتنہ کو نازل کرے گا تو اس کے اسباب سے بچانے والا کوئی اور نہ ہوگا۔ جس کو اللہ تعالیٰ فتنہ سے بچائے گا تو اللہ تعالیٰ ہی اس کے بارے میں جانتے ہیں ہم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿١٦١﴾ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿١٦٢﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ﴿١٦٣﴾﴾

(الصافات: ١٦١۔ ١٦٣)

''پس بلاشبہ تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ تم اس کے خلاف بہکانے والے نہیں۔ مگر اس کو جو بھڑکتی آگ میں داخل ہونے والا ہے۔''

کبھی کوئی جھوٹا معجزہ رکھنے والا ایسا غیر معمولی خلاف عادت کام لے کر آتا ہے کہ اس کے اردگرد کے لوگ اس کے خلاف خلافِ عادت لانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہی غیر معمولی کام کسی اور جگہ یا اور وقت میں معمولی تصور ہو یا ان کے نزدیک خلاف عادت شمار نہیں ہوتا۔

ان کے نزدیک اس خلاف عادت کام کا اعتبار ہوگا جو ان لوگوں کے لحاظ سے ہو جن کی طرف اس کو بھیجا گیا ہے۔ اس بنیاد پر جب بنی اسرائیل کی طرف رسول بھیجا گیا اور اس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر وہ قادر نہیں تھے تو اس کو آیت (معجزہ) شمار کیا اگرچہ اس پر عرب، جادوگر اور نجومی قدرت رکھتے تھے۔ اس لیے انھوں نے وضاحت کی ہے کہ وہ جادو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ (البقرۃ: ١٠٢)

''حالانکہ وہ دونوں کسی ایک کو نہیں سکھاتے تھے، یہاں تک کہ کہتے ہم تو محض ایک آزمائش ہیں، سو تو کفر نہ کر۔''

تو یہ انبیاء کا معجزہ ہونا جائز ہے بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی کام ظاہر نہ ہو۔ [1]

اس لیے ان کے کلام میں نبوت کی تعطیل اور معجزات کا انکار ہے: یقیناً اس میں اور جو کچھ جادوگر اور نجومی لے کر آتے ہیں ہر لحاظ سے مماثلت ہے مگر فقط دو شرطیں لگانا جن کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہی وہ دعویٰ ہے جس کے رد میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''جو کچھ جادوگر اور نجومی لے کر آتے ہیں وہ کسی نبی کی آیت (معجزہ) نہیں ہوسکتا بلکہ وہ تو کفر کی نشانی (دلیل) ہے۔ وہ نبوت کی آیت (معجزہ) کیسے ہوسکتا ہے جو کہ شیطان کا مقدور ہے؟''

پھر انھوں نے ان لوگوں کے اقوال کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: یہ اقوال عقلی اور دینی دونوں لحاظ سے فاسد ہیں

[1] النبوات: ١٧٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دین اسلام کے بالکل مخالف ہیں۔

انھوں نے مزید کہا: اس میں کوئی شک نہیں کہ جو ان خلاف عادت کاموں کا انکار کرے وہ اس کی نسبت فساد سے دور ہے اسی لیے ابن حزم رحمہ اللہ نے ان پر سخت ترین کلام کیا ہے۔ ❶

ان کے اکابر ایک طویل مدت تک معجزات اور جادو میں فرق تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر ایسا نہ کر سکے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: اس بات میں ان کی بحث اور ان کا کلام تعطیل (انکار) پر ختم ہوا۔ اسی لیے غزالی اور دیگر لوگ اشاعرہ کے طریقہ سے ہٹ گئے کہ معجزات کے ذریعے اس کے اصولوں پر استدلال لیتے ہیں کہ وہ نبی کی نبوت پر دلیل نہیں ہیں۔ ❷

انھوں نے کہا: انبیاء کے معجزات پر جن اور انسان طاقت نہیں رکھتے۔ یہ جنوں اور انسانوں کی طاقت سے بڑھ کر ہیں۔ (وللہ الحمد والمنۃ)

جنوں کی تمام مقدورات درحقیقت انسانوں کی مقدورات کی جنس سے ہی ہیں مگر وہ مواضع میں مختلف ہیں۔ انسان طاقت رکھتا ہے کہ وہ کسی کو مارے حتیٰ کہ وہ بیمار ہو جائے یا پھر فوت ہو جائے بلکہ وہ یہ بھی طاقت رکھتا تھا کہ وہ اس سے اس طرح کلام کرے کہ وہ بیمار ہو جائے یا فوت ہو جائے جبکہ جادوگر اپنے جادو سے بعض لوگوں پر جادو کر کے کسی کو بیمار کرنے یا مارنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ جن کی طاقت میں ہے یہ انسانی مقدور کی جنس سے ہے۔ ❸

جو کچھ جادوگر یا نجومی عجیب وغریب چیزیں لے کر آتا ہے یہ غیر انبیاء اور ان کے متبعین کے لیے عادی جنس سے ہے اور وہ اس کے غیر اہل کے لیے غیر معمولی ہے۔ ❹

یہ بات بھی تسلیم شدہ ہے کہ ''کوئی بھی جادوگر، نجومی، پادری یا جھوٹا مدعی نبوت خلاف عادت چیز لے کر آتا ہے۔ تو اس طرح کی چیز کسی اور جگہ یا اور وقت میں لانا بھی ممکن ہوتا ہے۔ اصل اور حقیقی خلاف عادت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۝۸۸﴾ (الاسراء: ۸۸)

''کہہ دے اگر سب انسان اور جن جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہیں لائیں گے، اگرچہ ان کا بعض بعض کا مددگار ہو۔''

میں کہتا ہوں: رسولوں کو جھٹلانے والے ان کو جادو اور نجومیت کی طرف منسوب کرتے تھے حالانکہ اس چیز کا سیکھنا

❶ النبوات: ۱۹۷، ۱۹۸
❷ النبوات: ۱۹۸
❸ النبوات: ۲۵۸
❹ النبوات: ۱۰۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عام اور عادی ہوتا ہے جیسا کہ مہارت، شعبدہ بازی، جنوں سے مدد مانگنا اور ہاتھ کی صفائی وغیرہ جبکہ معجزہ اس سے مختلف ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے، نبی کا معجزہ جادو اور نجومیت کو ختم کرنے والا ہوتا ہے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ: کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ اصطلاح ''خوارق العادۃ'' (خلاف عادات یا غیر معمولی کام) فقط انبیاء اور ان کے متبعین پر ہی بولی جا سکتی ہے؟

اس سوال کا جواب ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: ''جن لوگوں نے ان نشانیوں کو خرقِ عادات، عجائبات یا معجزات کا نام دیا ہے جب انھوں نے اس کو ان میں شرط اور اس کے لیے لازمی صفت قرار دیا ہے یعنی ان کے بغیر ان آیات کا وجود نہیں تو یہ صحیح ہے۔

اور جب انھوں نے اس کے لیے تعریف اور ضابطہ مقرر کیا تو پھر ضروری ہے کہ وہ اپنے کلام کو مقید بیان کریں مثلاً وہ کہیں: ''غیر معمولی کام جو انبیاء کے ساتھ خاص ہیں۔'' اور کہیں ''تمام لوگوں کے غیر معمولی کام سوائے انبیاء کے'' کیونکہ ان کی آیات (نشانیاں) کے لیے ضروری ہے کہ ہر امت کے لیے خلاف عادت ہوں۔''[1]

پھر انھوں نے خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہا: یہ لفظ نیا ایجاد کردہ ہے جو کہ کتاب و سنت میں نہیں ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کے کلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان، سلف صالحین اور امت کے آئمہ کے ہاں یہ نہیں بولا گیا کہ انبیاء کے معجزات فقط خوارق عادت (خلاف عادت) ہیں۔ اور یہ بھی جائز نہیں کہ فقط خرقِ عادت کو ہی دلیل بنا لیا جائے۔ یہ کوئی ضابطہ نہیں ہے یہ انبیاء اور دیگر لوگوں میں مشترک ہوتا ہے۔[2]

کیا زندہ کے عمل سے مردہ کو فائدہ پہنچتا ہے؟

اس مسئلہ میں ہم تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ان لوگوں کے خلاف دلیل ہے جو فوت شدگان سے مدد طلب کرنے کے قائل ہیں کہ جب وہ اس مذہب کی تائید کرتے ہیں کہ زندہ کی دعا سے فوت شدہ کو فائدہ ہوتا ہے اور یہ کہ قرآن خوانی کا ثواب ان کو پہنچتا ہے تو پھر وہ زندہ لوگوں کو کیوں ترغیب دیتے ہیں کہ فوت شدگان سے مدد طلب کریں اور ان کو پکاریں؟ ان کو چاہیے کہ فوت شدگان کو پکارنا چھوڑ دیں اور ان کے لیے دعا کریں نہ کہ ان سے دعا کریں۔

زیارت قبور کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی:

سنن ابوداؤد میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میت کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اپنے بھائی کے لیے بخشش طلب کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو کیونکہ ابھی اس سے سوال کیے جا رہے ہیں۔ جب آپ کسی میت کو دفن کرتے تو کہتے ((بسم اللّٰہ و علی ملة رسول اللّٰہ))

---

[1] النبوات: ۲۱۳

[2] النبوات: ۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے کبھی بھی دفن کے بعد یا قبر پر فاتحہ یا یٰسین پڑھنے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی خود پڑھا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ مردوں پر قرآن پڑھنا رسول اللہ ﷺ کا دین نہیں ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے اور کہا: آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اہل بقیع کے ہاں جائیں اور ان کے لیے بخشش طلب کریں۔ وہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: تم کہو: ((السلام علی أهل الديار من المؤمنين و المسلمين و يرحم الله المستقدمين منا والمستأخرين، وإنا، ان شاء الله، بكم لا حقون)) ((اس گھر کے تمام مومنین اور مسلمین پر سلامتی ہو، جو ہم سے پہلے چلے گئے اللہ ان پر رحم فرمائے اور بعد والوں پر بھی۔ ان شاء اللہ۔ ہم تمھارے پیچھے آنے والے ہیں۔)) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو یہ دعا قبرستان میں حاضر ہونے کے وقت سکھلایا کرتے تھے۔'' ❶

جب آپ میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرماتے: اپنے بھائی کے لیے بخشش طلب کرو۔ ❷ ایک روایت میں ہے: ''اپنے بھائی کے لیے بخشش طلب کرو۔ اور اس کے لیے ثابت قدمی کا سوال کرو، اس سے سوال کیے جا رہے ہیں۔'' ❸

اے قاری! غور کرو کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے کس طرح پوچھا کہ وہ کیا کہیں؟ مگر آپ نے قرآن پڑھنے کی طرف جلدی نہیں کی پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے پوچھا کہ میت کی بخشش کے لیے کیا پڑھیں؟

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ فوت شدگان کے لیے بخشش طلب کریں آپ صحابہ کرام کو دعائیں سکھلایا کرتے تھے کہ وہ فوت شدگان کے لیے اللہ تعالیٰ سے کس طرح مغفرت طلب کریں مگر آپ نے ان کو فاتحہ یا قرآن پڑھنے کی تلقین نہیں فرمائی۔ جیسا کہ آج لوگوں نے خود ساختہ عمل تیار کر لیا ہے۔ درحقیقت ان لوگوں نے قرآن مجید کو دنیاوی فوائد کے حصول کا ذریعہ بنا رکھا ہے اور اسے ایک باطل پیشہ کے طور پر اختیار کیا ہوا ہے اور انھیں اس بات کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں ہے کہ اس عمل سے یعنی فوت شدگان پر قرآن پڑھنے سے مسلمانوں میں کون سی نحوست پھیلی ہے؟ اور وہ یہ ہے کہ قرآن کو مرثیہ خوانی کی کتاب سمجھ لیا گیا ہے جس کا تعلق فقط فوت شدگان سے ہے اور ان کی موت کے اعلان سے ہے۔

جب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی ایسا عمل کیا جیسا کہ آج لوگ کر رہے ہیں؟

تو جواب ملتا ہے ہرگز نہیں حالانکہ آپ نے بہت سی میتیں دفن کی ہیں۔ کہیں بھی ثابت نہیں کہ آپ نے ان پر قرآن پڑھا ہو بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ پھر ہمارا مخالف اس بات پر متفق کیوں نہیں ہوتا کہ ہم وہ کچھ کریں

❶ مسلم: ٩٧٤، ٩٧٥، النسائی: ٤/٩١، المؤطا: ١/٢٤٢

❷ مسلم: ٩٥١ ❸ ابوداؤد: ٣٢٢١، اس کی سند صحیح ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے اور وہ سب کچھ ترک کر دیں جو آپ نے ترک کیا ہے؟ کیا سنت دو اقسام میں تقسیم نہیں ہوتی۔

(۱) سنت فعلیہ (۲) سنت ترکیہ (چھوڑ دینا)

یعنی آپ کے افعال کو اپنانے کی اور آپ کی ترک کردہ اشیاء کو ترک کرنے کی سنت۔

امت کے فائدہ کی چیز رسول اللہ ﷺ نے کیسے ترک کر دی؟

رہا یہ قول: قبور پر قرآن مجید پڑھنا میت کے لیے برکت کا باعث ہے مگر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے اسے ترک کیا ہے۔

یہ کیسے کہا جا سکتا ہے؟ کہ نبی ﷺ نے اس چیز کو ترک کر دیا جو امت کے لیے فائدہ اور رحمت کا باعث ہے اور یہ کہ نبی ﷺ نے پوری زندگی اسے ترک کیا اور ایک دفعہ بھی میت پر قرآن نہیں پڑھا؟ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا: کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو تم کو جنت کے قریب کر دے مگر میں نے تم کو اس کی خبر دی اور کوئی ایسی چیز نہیں جو تم لوگوں کو جہنم کے قریب کرے مگر میں نے تم کو اس سے روکا اور ڈرایا ہے۔

اگر قرآن مجید پڑھنا فوت شدگان کے لیے فائدہ مند ہوتا تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ میت پر پڑھتے۔ کیونکہ آپ مومنوں کے ساتھ انتہائی نرم دل اور شفیق ہیں اور آپ اپنی امت کے لیے سب سے زیادہ رحیم و کریم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ﴾ (الممتحنة: ٦)

”بلا شبہ یقیناً تمھارے لیے ان میں اچھا نمونہ تھا، اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے۔“

ہمیں عمل اختیار کرنے میں بھی آپ کی پیروی کا حکم ہے جیسا کہ کسی عمل کو چھوڑنے میں آپ کی اتباع کا حکم ہے۔

جن چیزوں کا علم ہمارے پاس آ چکا ہے ہم ان پر سرکشی اختیار کرتے ہوئے کیوں اختلاف کا شکار ہو رہے ہیں؟

میت پر قرآن پڑھنے میں ہی کیوں اختلاف ہوا جبکہ میت کے لیے دعا کرنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیا ایسے نہیں ہے کہ دوسرے مسئلہ میں صریح دلیل اثبات کی موجود ہے اور پہلے میں نفی کی موجود ہے؟

یقیناً قرآن مجید فوت شدگان کے لیے نازل نہیں ہوا ہے بلکہ یہ زندوں کی کتاب ہے تاکہ ان کے لیے ہدایت، صراط مستقیم کی طرف راہنمائی، سینوں کے امراض کی شفا، فرمانبرداروں کے لیے خوشخبریاں اور نافرمانوں کے لیے عذابوں کا خوف ذکر کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۠﴾ (الاسراء: ۹، ۱۰)

''بلاشبہ یہ قرآن اس (راستے) کی ہدایت دیتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں، بشارت دیتا ہے کہ بے شک ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ اور یہ کہ بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

رہا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول قول کہ انھوں نے اپنی قبر پر فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات پڑھنے کی وصیت کی تو یہ قول شاذ ہے جس کی سند صحیح نہیں ہے اور کسی ایک صحابی سے بھی اس قول کی موافقت ثابت نہیں ہے۔

موت کے بعد کون سے اعمال انسان کو فائدہ دیتے ہیں:

یقیناً فوت شدہ کو وہ اعمال فائدہ دیتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان نے مقرر کیا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے تمام اعمال ختم ہو جاتے ہیں سوائے تین اعمال کے۔ صدقہ جاریہ، علم جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہو، نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

اسی طرح میت کو ان اعمال کا بھی فائدہ ہوتا ہے جن کا حدیث میں ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا: مومن کو اس کی موت کے بعد جن اعمال اور نیکیوں کا فائدہ پہنچتا ہے اس میں: علم جو اس نے پھیلایا اور لوگوں کو سکھلایا۔ نیک اولاد جو اس نے چھوڑی، کسی کو قرآن ہدیہ کیا یا مسجد بنائی۔ مسافروں کے لیے آرام گاہ تیار کی، پانی کا انتظام کیا، اپنی صحت و زندگی میں اپنے مال سے صدقہ کیا جو اس کی موت کے بعد بھی اسے فائدہ دے رہا ہے۔

میت کو ایسی زندہ کی ہوئی سنت بھی فائدہ دیتی ہے جس پر اس نے خود عمل کیا اور اس کے بعد بھی عمل کیا جا رہا ہو۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اسلام کے کسی اچھے عمل کو جاری کیا تو اسے خود بھی اس کا اجر ہے اور جو اس پر عمل کر رہے ہیں ان کے برابر بھی اجر ہے اور کسی کے اجر میں کمی نہ ہوگی۔

میت کو صدقہ بھی فائدہ دیتا ہے جیسا کہ بخاری میں ہے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری والدہ فوت ہوگئی ہے۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے کچھ فائدہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ مسلم میں ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میرا باپ مال چھوڑ کر فوت ہوا ہے مگر وہ کوئی وصیت نہیں کر سکا ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے فائدہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ یاد رہے یہ نصوص (دلائل) مرنے والے کے بیٹے اور بیٹی کے بارے میں ہیں۔

میت کو مسلمانوں کی دعا اور بخشش طلب کرنے سے بھی فائدہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾(الحشر: ۱۰)

''اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جنھوں نے ایمان لانے میں ہم سے پہل کی۔''

سنن میں مرفوع حدیث ہے آپ نے فرمایا: جب تم میت پر جنازہ پڑھو تو مخلص ہو کر اس کے لیے دعا کرو۔

یہ تمام احادیث درحقیقت پہلی حدیث میں موجود اصول کے تابع ہی ہیں۔ اس کے بعد ہم پوچھنا چاہیں گے۔

ہمارا سوال: اگر سب کچھ ہی جائز ہے اور کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان چیزوں کو شمار کیوں کیا ہے جو انسان کو موت کے بعد فائدہ دے سکتی ہیں؟ اور اگر ہر ایک کے لیے ہی جنت کی بشارت جائز ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو الگ سے جنت کی بشارت کیوں دی ہے؟

حافظ ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ دعا اور صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے جبکہ اس کی طرف سے نماز کا ثواب اسے نہیں پہنچتا۔ ❶

لہٰذا وہ قول کہ جس کی بنا پر ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات کے پابند ہے وہ یہ ہے کہ میت کی طرف سے جو امور شریعت نے جائز قرار دیئے ہیں تو وہ جائز ہیں جیسا کہ حج، صدقہ، نذر کو پورا کرنا، قرض ادا کرنا وغیرہ کیونکہ اس کے متعلق صحیح احادیث وارد ہیں اور جو وارد نہیں ہیں ان کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نماز اور قرآن کے بارے میں بھی کسی سوال کرنے والے کو مقرر کر دیتا مگر ایسا نہیں ہے۔

مجھے اس بات پر سخت تعجب ہوا کہ کسی نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ سے اور چیزوں کے بارے میں بھی پوچھا جاتا تو آپ ان کی اجازت دے دیتے۔ یاد رکھیں جو سوال رسول اللہ ﷺ سے کیے گئے ہیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت کی تعلیم کے لیے مقدر کیے گئے تھے۔ اگر ان امور میں بھی مسلمانوں کی کوئی مصلحت ہوتی اور یہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کسی کو پابند بنا دیتے کہ وہ یہ سوال رسول اللہ ﷺ سے کر لیتا۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کا باب نصوص اور دلائل کے ساتھ خاص ہے اس میں مختلف قسم کے قیاس اور آراء کا کوئی دخل نہیں ہے۔

کیا فوت شدہ پر فاتحہ پڑھنا حرام ہے؟

یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے میت پر فاتحہ پڑھنے سے منع کیا ہے؟ فاتحہ تو ہم جنازہ میں بھی سب سے پہلے پڑھتے ہیں۔ مگر جنازہ کے علاوہ پڑھنا ہمارے لیے مشروع نہیں ہے اگر کوئی اس کے خلاف دعویٰ کرتا ہے تو اس پر دلیل ذکر کرنا لازم ہے۔

بلکہ اس کا پڑھنا تو مریض پر بھی ثابت ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ایک قبیلہ کے سربراہ پر پڑھا تھا جس کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ جب اس پر فاتحہ پڑھی گئی تو گویا وہ رسی سے بندھا تھا مگر آزاد ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے

❶ الإجوبة المهمة: ٣٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس پر باقی رکھا ہے۔ (اجازت دی)

فوت شدگان کی ارواح کے لیے فاتحہ کا پڑھنا ثابت نہیں ہے حتی کہ اس کو (فاتحہ المناسبات) (مواقع کی نسبت) بنا دیا گیا ہے۔ یہ فاتحہ فلاں کی روح کے لیے ہے۔ یہ فاتحہ نکاح کی نیت کی تحقیق کے لیے ہے۔ یہ فاتحہ زیارت قبور کے لیے یہ فلاں کے لیے ہے یہ فلاں کے لیے ہے۔

مفسرین کے اقوال:

ابن کثیر رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول:

﴿وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ (النجم: ۳۹)

''اور یہ کہ انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی۔''

کی تشریح میں فرمایا: اس آیت کریمہ سے شافعی رحمہ اللہ نے یہ استنباط کیا ہے کہ فوت شدگان کو قرآن خوانی کا ثواب نہیں پہنچتا کیونکہ یہ ان کے عمل اور ان کے کسب میں داخل نہیں ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اپنی امت کی راہنمائی نہیں کی ہے اور نہ ہی اس کی ترغیب دی ہے۔ نہ ہی تو کسی نص کے ذریعہ سے اور نہ ہی کسی اشارہ سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے بھی کسی ایک سے بھی یہ منقول نہیں ہے اگر یہ بھلائی اور خیر کا کام ہوتا تو وہ ہم سے اس کی طرف ضرور سبقت لے جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے مسائل نصوص کے ساتھ خاص ہیں ان میں قیاس اور آراء کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اس تفصیل سے احباش کا یہ دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کہ شافعی فوت شدگان پر قرآن خوانی کو جائز سمجھتے تھے۔ [1]

اس مسئلہ میں آئمہ مذاہب کا موقف نقل کرنے میں سچ اور جھوٹ خلط ملط ہو چکا ہے۔ یہ لوگ کبھی کہتے ہیں انھوں نے اس کی اجازت دی ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ انھوں نے منع کیا ہے اگر اس طرح شک واقع ہو جائے تو اس دلیل میں کوئی حجت باقی نہیں رہتی خاص طور پر ان لوگوں کے نزدیک جو کہتے ہیں عقیدہ میں متواتر صحیح سند کے ساتھ مروی حدیث ہی قبول کی جائے گی۔ کبھی تو مرتضیٰ زبیدی کہتا ہے کہ شافعی رحمہ اللہ نے اس کا اقرار کیا ہے اور اس پر عمل بھی کیا ہے پھر اسی کتاب میں اگلے صفحہ پر اس کے خلاف قول نقل کر دیتا ہے اس کی تاکید کرتے ہوئے کہتا ہے مذہب شافعی میں مشہور ہے اور احناف کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ میت پر قرآن خوانی منع ہے۔ [2]

جیسا کہ سیوطی سے نقل کیا گیا ہے کہ شافعی رحمہ اللہ نے ایصال ثواب کے سلسلہ میں تینوں آئمہ کی مخالفت کی ہے۔

عز بن عبدالسلام سے مروی ہے کہ زندہ لوگوں کی طرف سے پڑھے گئے قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے۔ ہاں یہ ہے کہ ان کو خواب میں بتایا گیا اور انھوں نے دیکھا کہ انھوں نے اپنی رائے بدل لی ہے اور تو جانتا ہے کہ نیند کے

---

[1] منار الهدیٰ: ۵۰/۴۳

[2] اتحاف السادة المتقين: ۳۶۹/۱۰، ۳۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذریعے قوانین منسوخ نہیں ہوتے۔ ❶

عز بن عبدالسلام نے اپنے فتاویٰ (۹۶، ۹۷) میں کہا میت کی تلقین میں اس طرح کی کوئی چیز ثابت نہیں ہے اور یہ بدعت ہے اور اعمال سے کچھ بھی میت کو نہیں پہنچتا اور یہ کہ جس نے اس قاعدہ کی مخالفت کی تو درحقیقت اس نے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی مخالفت کی۔

﴿وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ (النجم: ۳۹)

''اور یہ کہ انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی۔''

انھوں نے اس حدیث ''کہ اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔'' کو اس کے ساتھ خاص کیا ہے جس کی موت کا وقت آن پہنچا ہو اور وہ زندگی سے مایوس ہو گیا ہو۔

پھر کہا: یہ صحیح نہیں ہے کہ یہ رد ہے اس پر جس کا دعویٰ ہے کہ اس نے نیند میں دیکھا ہے کہ عز بن عبدالسلام نے اپنا فتویٰ تبدیل کر لیا ہے کیونکہ عز بن عبدالسلام نے اسی فقرہ میں کہا: ''اور تعجب ہے کہ بعض لوگ اس کو خواب کے ذریعے ثابت کرتے ہیں خواب ایسے شرعی دلائل نہیں ہیں جن کے ذریعے احکام ثابت ہو سکیں۔''

ان اسانید کا اثبات ممکن نہیں جو شافعی رحمہ اللہ سے روایت کی گئی ہیں اور نہ ہی ان کا تواتر ثابت ہے اس صورت میں معاملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹایا جائے گا۔

رہی وہ حدیث جو امام مسلم نے ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے: نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے، صدقہ جاریہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہوں۔ یہ تینوں اعمال درحقیقت مرنے والے کی اپنی کوشش کا نتیجہ ہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے: سب سے پاکیزہ مال جو انسان کھاتا ہے وہ اس کی اپنی کمائی ہے اور اس کا بیٹا بھی اس کی کمائی ہے۔ صدقہ جاریہ وقف کی طرح ہے اس طرح اس کا عمل اور وقف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ﴾ (یسن: ۱۲)

''بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم لکھ رہے ہیں جو عمل انھوں نے آگے بھیجے اور ان کے چھوڑے ہوئے نشان بھی۔''

رہی یہ حدیث کہ اپنے مرنے والوں پر سورۃ یٰسین پڑھو تو یہ ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اس باب میں کوئی بھی حدیث صحیح نہیں ہے جیسا کہ محدث دارقطنی نے بھی اس کی وضاحت کی ہے۔ حافظ نے اس کی سند میں تین علتیں بیان کی ہیں جیسا کہ (التلخیص) میں ہے۔

❶ اتحاف: ۳۷۲/۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فوت شدگان پر فاتحہ پڑھنے کی حدیث جو لوگوں میں مشہور ہے تو اس سلسلہ میں کوئی صحیح روایت ثابت نہیں ہے حتی کہ ضعیف بھی نہیں۔ یہ ایسی بدعت ہے جو لوگوں میں مشہور ہوگئی ہے اور اس کا انکار نہیں کیا جاتا گویا کہ یہ سنت ہے حتی کہ جو اس کی مخالفت کرے اسے سنت کا مخالف اور بدعت میں واقع ہونے والا سمجھا جاتا ہے۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ صدقہ میت کو فائدہ دیتا ہے اور اس کا ثواب اسے پہنچتا ہے اور اس پر علماء کی اجماع ہے۔ اسی طرح دعا سے فائدہ پہنچنے پر بھی اجماع ہے۔ قرض کی ادائیگی بھی ثابت ہے اسی طرح میت کی طرف سے حج کرنا اور روزے رکھنا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے جبکہ ہمارے مذہب میں مشہور ہے کہ قرآن خوانی کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کرو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔ اور فرمایا: اپنے گھروں میں نماز (سنت، نوافل) پڑھو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔

اگر قرآن مجید میت کے فائدہ کے لیے پڑھا جا سکتا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کبھی یہ نہ فرماتے کہ سورۃ بقرہ گھروں میں پڑھو، نماز گھروں میں پڑھو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔ [1]

یہ بات آپ نے اس لیے بیان فرمائی ہے کہ قبرستان یا قبور قرآن پڑھنے کی جگہ نہیں ہیں اور نہ ہی نماز پڑھنے کا مقام ہیں۔ اسی لیے کسی ایک صحیح حدیث میں بھی ذکر نہیں ملتا کہ آپ نے ایک دفعہ بھی میت کے لیے یا قبرستان میں قرآن پڑھا ہو حالانکہ آپ کثرت سے قبرستان جاتے تھے اور لوگوں کو قبروں کی زیارت کی ترغیب بھی دی ہے۔

ابو حنیفہ کا مذہب:

”شرح الفقہ الأکبر“ ملا علی قاری میں ص ۱۱۰ پر ہے۔ قبروں کے پاس قرآن کی تلاوت ابو حنیفہ کے ہاں مکروہ ہے۔ اسی طرح امام مالک، امام احمد رحمہ اللہ بھی مکروہ خیال کرتے ہیں کیونکہ یہ بدعت ہے اس کے بارے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے۔ اسی طرح ”الاحیاء“ کے شارح نے بھی یہی بات کی ہے۔ ۳/ ۲۸۰ فیروز آبادی نے کہا: ”قبرستان میں قرآن کا پڑھنا مکروہ ترین بدعت ہے۔“ [2]

لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانے کی تلقین:

اب قرآن مجید حزن و ملال اور موت کی علامت بن چکا ہے۔ قرآن کے قاری لوگوں کے ہاں ایسے ہی قابل نفرت بن چکے ہیں جیسے گورکن قابل نفرت ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن پڑھو اور اس میں غلو نہ کرو اور اس سے منہ نہ پھیرو اس کو کمائی کا ذریعہ نہ بناؤ

---

[1] سنن البیهقي.

[2] المجموع: ۱۰/ ٤٢٧

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے ذریعے مال کی کثرت طلب نہ کرو۔ ❶

عمران بن حصین کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: قرآن پڑھا کرو اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرو، تمھارے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے مانگیں گے۔

مقدسی نے مغنی میں کہا: امام احمد سے تلقین کے بارے میں کوئی قول منقول نہیں ہے سوائے اس کے جو اثرم نے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ یعنی امام احمد سے کہا: یہ لوگ میت کو دفن کرنے کے بعد کیا کرتے ہیں؟ ایک آدمی کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے: اے فلاں بن فلاں اس کو یاد کرو جو تم دنیا میں چھوڑ کر گئے ہو۔ العراقی نے ''الاحیاء: ۴/ ۴۹۲'' میں کہا: اسے طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

امام نووی نے المجموع ❷ میں کہا: اس کی سند ضعیف ہے۔ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد (۲/ ۳۲۴) میں کہا: طبرانی نے اسے ''الکبیر'' میں ذکر کیا ہے۔ اس میں ایسا راوی ہے جس کو محدثین کی جماعت نہیں پہچانتی۔

اہل بدعت کی احادیث اشکالات سے خالی نہیں ہیں۔ ان کی اسانید مضطرب اور متن کمزور ہے۔

امام احمد نے کہا: میں نے اہل شام کے علاوہ کسی کو بھی ایسا کرتے نہیں دیکھا ہے کہ جب ابومغیرہ فوت ہوئے تھے۔ ابومغیرہ ان سے ایک روایت بیان کرتے تھے کہ ''جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے اور تم اس پر مٹی ڈال کر فارغ ہو جاؤ تو ایک شخص اس کے سرہانے کھڑا ہو کر کہتے: اے فلاں بن فلاں۔۔۔'' ❸ المرداوی نے ''الانصاف'' میں کہا نفس اس بات کی طرف مائل ہوتا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

امام احمد سے صحیح ترین روایت کے مطابق قبر کے پاس قرآن مجید کی تلاوت بدعت ہے۔ ❹

دوسری روایت جو خلال کی طرف منسوب ہے کہ امام احمد ایک نابینا شخص کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جو قبروں پر قرآن پڑھا کرتا تھا تو اس کی سند میں عبدالرحمن بن علاء بن حلاج ہے جس کا نام ''المغنی ۵/ ۵۶۷)'' پر موجود نہیں ہے۔ مجھے نہیں علم کہ اس کا نام جان بوجھ کر حذف کیا گیا ہے یا پھر کوئی طباعتی غلطی ہے۔

ان کا یہ دعویٰ کہ امام احمد نے رجوع کر لیا تھا اور ان کا آخری قول فوت شدگان پر قرآن پڑھنے کا ہے تو ہم ان سے سوال کرتے ہیں: کیا انھوں نے اپنے پہلے موقف سے دوسرے موقف کی طرف رجوع کیا ہے۔ ایسی صورت میں لازم ہوتا ہے کہ پہلا موقف غلط اور دوسرا حق تھا؟

تمھارا یہ نتیجہ بے فائدہ ہے اور ہر گز تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ نووی، ابن حجر اور دیگر کبار آئمہ نے نقل کیا ہے امام احمد

---

❶ ابویعلی والطبرانی حافظ ابن نے فتح الباری میں اس کی سند کو صحیح کہا۔

❷ المجموع: ٣٠٤/٥

❸ المغني: ٥٠٦/٢، الإنصاف للمرداوي: ٥٤٨/٢

❹ المغني: ٥٦٦/٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میت پر قرآن پڑھنے کے قائل نہ تھے۔ امام احمد کا قول شافعی رحمہ اللہ کے قول کے مخالف ہے۔ جب آئمہ کا کسی بات میں اختلاف ہو تو ہم کتاب وسنت کی طرف رجوع کریں گے۔

شافعی رحمہ اللہ کا مذہب:

نووی کہتے ہیں: قرآن پڑھ کر اس کا ثواب میت کو بخشنے اور اس کی طرف سے نماز پڑھنے کے متعلق شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے۔ شافعی رحمہ اللہ کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے:

﴿وَ اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿۳۹﴾﴾ (النجم: ۳۹)

''اور یہ کہ انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی۔''

پھر کہا: ''شرح المنهاج'' میں ہے جو ابن نحوی کی تالیف ہے۔ ہمارے مشہور مذہب کے مطابق میت کو قرآن خوانی کا ثواب نہیں پہنچتا۔ ❶

پھر کہا: عز بن عبدالسلام سے پوچھا گیا کہ اگر قرآن پڑھ کر اس کا ثواب میت کو بخشا جائے تو کیا اسے یہ ثواب پہنچتا ہے تو انھوں نے جواباً کہا: قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب فقط پڑھنے والے ساتھ ہی خاص ہے دوسروں تک نہیں پہنچتا۔ پھر کہا: لوگوں پر تعجب ہے جو اس کو خوابوں کے ذریعے ثابت کرتے ہیں حالانکہ خواب حجت نہیں ہیں۔ ❷

نووی رحمہ اللہ نے کہا: امام احمد اور امام شافعی کے نزدیک قرآن خوانی کا ثواب میت تک نہیں پہنچتا ہے۔ ❸

زعفرانی کی روایت جس کو احباش اپنے مجلة ❹ میں دلیل بناتے ہیں کہ میں نے شافعی رحمہ اللہ سے قبر پر قرآن پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ امام شافعی سے کمزور مؤقف منقول ہے۔ ❺

مالکیہ کا مذہب:

الشیخ ابن ابی حمزہ نے کہا: قبروں کے پاس قرآن پڑھنا بدعت ہے سنت نہیں۔ ''المدخل'' میں یہی قول ہے۔ الشیخ دردیر نے اپنی کتاب ''الشرح الصغیر: ۱/ ۱۸۰'' میں کہا: کسی کی میت پر یا پھر بعد میں قبر پر قرآن پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ سلف صالحین کا عمل نہیں ہے۔ ان سے یہ ثابت ہے کہ وہ میت کے لیے دعائے مغفرت، دعائے رحمت اور بخشش طلب کرتے تھے۔ اسی طرح علامہ عدوی کے حاشیہ میں جو شرح ابی الحسن پر ہے جو کہ ''المجموع'' ''شرح المذہب'' سے نقل کیا گیا ہے: یہ حدیث کہ اپنے مرنے والوں پر سورہ یٰسین پڑھو ضعیف ترین، اس کی سند مجہول اور یہ مضطرب ہے۔ ❻

---

❶ شرح المسلم: ۱/ ۹۰، (۷/ ۹۰)، (۱۱/ ۸۵)
❷ المجموع: ۱۰/ ٤۲٦
❸ المسائل المنشورة للنووی: ۵۹
❹ مجلة منار الهدیٰ: ٤۳/ ۵۰
❺ الأجوبة المهمة: ۲۳۰۰
❻ المجموع: ۱۰/ ٤۲۷

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

البتہ رسول اللہ ﷺ نے جو دو قبروں پر ہری شاخیں نصب کی تھیں تو یہ عمل آپ کے ساتھ خاص ہے اور اس کی دلیل خود آپ کا فرمان ہے: میری سفارش کے ذریعے جب تک یہ خشک نہ ہونگی ان کا عذاب ان سے ہٹ جائیگا۔

اس حدیث میں لفظ شفاعت کے وارد ہونے کا اعتبار لازم ہے۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: ''خطابی نے ان امور کا انکار کیا ہے جو آج کل لوگ قبروں پر کرتے نظر آتے ہیں اور وہ یہ سب کچھ اس حدیث کی بنیاد پر کرتے ہیں پھر کہا: اس کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں ہے۔'' [1] خطابی کی بات حق ہے کہ اس کا انکار کیا جائے۔

نبی ﷺ نے کسی اور قبر پر ایسا نہیں کیا اگر یہ مشروع ہوتا تو آپ تمام قبروں پر کرتے۔

مزید یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو وہ بات سمجھ نہیں آئی جو ان لوگوں کو آ گئی ان میں سے کسی نے بھی ایسا نہیں کیا ماسوائے اس کے جو بریدۃ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ کسی ایک صحابی سے بھی یہ فعل ثابت نہیں ہے حالانکہ ان کے ہاں لوگ بکثرت دفن ہوئے۔

یاد رہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی تسبیح فقط ہری شاخیں ہی نہیں کرتی ہیں بلکہ کائنات کی ہر چیز اس کی تسبیح بیان کرتی ہے حتی کہ جمادات اور پتھر بھی تسبیحات کرتے ہیں پھر اگر سفارش کا ذکر نہ ہوتا تو ہری ٹہنیوں کو خاص کرنے کا کوئی سبب باقی ہی نہیں رہتا ہے۔

خاتمہ بحث

❀ تصور کرو اگر ہم کسی عیسائی کو اسلام کی دعوت دیں اور اس کے سامنے اپنے عقیدہ کی تفاصیل کچھ اس طرح بیان کریں:

۱۔ فوت شدگان اور قبروں والوں کو پکارنا جائز ہے۔ وہ اپنی قبروں سے نکلتے ہیں اور لوگوں کی حاجات کو پورا کرتے ہیں۔ اور ان کو قبروں میں بھی ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے۔ تم پوپ پادریوں کو وسیلہ بنانے سے بچو مگر جیلانی اور رفاعی کا وسیلہ بناؤ۔

۲۔ تیرا یہ کہنا: یا مسیح، یا مریم تو بدعت ہے اور شرک ہے مگر یہ نام بدل کر یا محمد یا جیلانی جائز ہے۔ خبردار یا مریم یا مسیح نہیں کہنا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی پناہ میں آنا جائز ہے تو کہہ سکتا ہے۔ أعوذ برسول اللہ من الشیطان الرجیم

۴۔ اولیاء اللہ کی قبروں سے مٹی اٹھانا، ان کی دیواروں پر ہاتھ پھیرنا اور دہلیز چومنا جائز ہے کیونکہ اس سے شفا حاصل

[1] شرح مسلم، کتاب الطهارة، حدیث: ۲۹۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے۔ یہ دوا ہے اور ایک مجرب تریاق ہے مگر پوپ پادریوں کی درگاہوں پر ماتھا رگڑنا اور ان کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔ اور یہ کہ ہمارا اولیاء کی قبور پر سجدہ ریز ہونا عین توحید اور ہدایت ہے۔

۵۔ دین میں بدعت جائز ہے اور جو دین میں بدعت کا قائل نہ ہو وہ بدعتی ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' مگر ہمارے شیخ نے ہمیں بتایا ہے، ہر بدعت گمراہی نہیں ہوتی ہے۔

۶۔ تیرے لیے جائز ہے کہ تو جشن عید میلاد النبی منائے مگر کرسمس (میلاد عیسیٰ علیہ السلام) ہرگز نہ منانا کیونکہ کرسمس منانا تو حرام جبکہ جشن عید میلاد منانا جائز ہے۔

۷۔ جب تو اسلام میں داخل ہو تو تجھ پر ضروری ہے کہ تو کسی نہ کسی مذہب کا مقلد ہو اور تو دوسروں کو اپنے بدلے غور وفکر، سوچنے والا بنا، تجھ پر ضروری ہے کہ تو اپنا نام شافعی حنفی یا مالکی رکھے۔ اگر تو عجمی ہے تو تیرے لیے حنفی ہونا مناسب ہے۔ اگر مغربی ہے تو مالکی بن جا، اگر شامی یا مصری ہے تو شافعی بن جا۔ اور ہم آسانی کے لیے قرعہ اندازی کر دیتے ہیں جو مذہب نکلے وہ اختیار کر لے۔

۸۔ جب تو نے یہ تسلیم کر لیا تو تجھ پر واجب ہے کہ تم ماتریدی یا اشعری بنو تاکہ تم اہل سنت والجماعت میں شامل ہو جاؤ ورنہ ان دو مذاہب سے تیرا ہٹ جانا درحقیقت سنت سے بدعت کی طرف چلے جانا ہے اور حبشی تجھ سے لاتعلق ہو جائے گا۔

۹۔ جب تو نے یہ تسلیم کر لیا تو تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنے لیے مختلف سلاسل سے کوئی ایک سلسلہ اختیار کرے۔ تیجانی، رفاعی، قادری، نقشبندی، شاذلی، بکداشی، مولوی اور دسوقی وغیرہ۔ ان سلسلوں میں داخل ہو کر تجھے اپنا سر دائیں اور بائیں گھمانا ہوگا۔ اپنے رب کا ذکر تجھے رقص کے حلقوں میں طبلے کی تھاپ اور دف کی آواز پر کرنا ہوگا۔ اس سے تم یہ گمان نہ کر لینا کہ ہم یہودیوں کی تقلید کر رہے ہیں جو کہ آگے اور پیچھے کو حرکت کرتے ہیں ہم تو ان کے مخالف ہیں۔ وہ تو اپنے سر کو آگے اور پیچھے حرکت دیتے ہیں جبکہ ہم تو دائیں اور بائیں حرکت دیتے ہیں۔

۱۰۔ یاد رکھو! ذکر کے حلقات میں روشنیاں گل کر دینا کیونکہ روشنی میں شیطان تکلیف محسوس کرتا ہے۔

۱۱۔ جب تو کسی سلسلہ کی بیعت کر لے تو ذکر کرتے وقت شیخ کی صورت اپنے تصور میں رکھو کیونکہ اس کے بغیر تو اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ شیخ ''حق اور سچ کا راستہ ہے جس کے واسطہ کے بغیر اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔'' اگرچہ یہ عبادت تمھاری کتاب انجیل میں بھی موجود ہے مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے شیخ کے متعلق نہیں ہے۔

۱۲۔ تیرے لیے یہ عقیدہ رکھنا بھی جائز ہے کہ کعبہ شریف مختلف مسلمان ملکوں میں اولیاء کی زیارت کے لیے آتا جاتا رہتا ہے۔

۱۳۔ تیرے لیے یہ عقیدہ رکھنا بھی جائز ہے کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کائنات کو تخلیق نہ کرتا لہٰذا تو جشن عید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میلاد النبی منایا کرو اور کرسمس منانا چھوڑ دے کیونکہ وہ تو عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا جشن ہے اور عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ گانوں کی طرح جو کلام پڑھا جا رہا ہو یا قصے سنائے جا رہے ہوں اس میں شامل ہو جاؤ اور ان کی تصدیق کرو۔ چاہے ان کی سند موجود نہ ہو۔

۱۴۔ معراج کی رات محافل قائم کیا کرو اور جو کچھ اس میں حکایات و واقعات ہیں ان پر یقین رکھو اگرچہ یہ روایات کسی صحیح سند سے تو ثابت نہیں مگر ان کو سننا دلوں کو نرم کرتا ہے تو ان لوگوں کی طرح متشدد نہ ہو جانا جو کہتے ہیں: بدعات اختیار نہ کرو اور شریعت میں کسی قسم کی زیادتی کا ارتکاب مت کرو۔

۱۵۔ یہ قرآن جو ہمارے پاس ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ زبان کے ذریعے کلام نہیں کرتا، وہ زبانوں سے پاک ہے بلکہ یہ جبرائیل کا کلام ہے اس نے اللہ تعالیٰ کے نفس میں جو کچھ تھا اس کو جان کر اپنے الفاظ کا جامہ پہنا دیا۔ یہ کہنا صحیح ہوگا۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تھا:

﴿تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ﴾ (المائدة: ١١٦)

''تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے۔''

لیکن جبرائیل نے کہا:

((تعلم ما فی نفسی و أعلم ما فی نفسك))

میرے دل میں جو ہے وہ تو جانتا ہے اور تیرے دل میں جو ہے وہ میں جانتا ہوں۔

۱۶۔ بعض آیات کو ان کے ظاہری الفاظ پر مراد لینا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا تو کفر ہے۔ جسے ﴿جَآءَ رَبُّكَ﴾ (الفجر: ٢٢) ''تیرا رب آئے گا'' اور ﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝﴾ (طٰهٰ: ٥) ''وہ بے حد رحم والا عرش پر بلند ہوا۔'' اور ﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ﴾ (الملك: ١٦) ''کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے۔'' اگر ایسا سمجھے گا تو تو اپنی سابقہ ملت عیسائیت میں چلا جائے گا۔ تم ایسا نہ کہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق آئے گا۔ جیسا اس نے کہا اور یہ بھی نہ کہو کہ ''وہ آسمان کے اوپر ہے۔'' تم یہ عقیدہ رکھ کر آسمانوں کی طرف ہرگز اپنے ہاتھ بلند نہ کرو کہ وہ آسمانوں کے اوپر بلند ہے۔ کیونکہ یہ کفر ہے، اگر تو نے ایسا عقیدہ رکھا تو یہ تیرے سابقہ نصرانیت کے عقیدہ سے بھی بدتر ہوگا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو تو کہو۔ اللہ تعالیٰ عرش پر قابض ہو گیا اور اب یہ اس کی ملک ہے۔

۱۷۔ اگر تو نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے تو کفر میں واپس چلا جائے گا اگرچہ تو شہادتین کا اقرار ہی کیوں نہ کرتا رہے؟ کیونکہ ایمان یہ ہے کہ تو عقیدہ رکھے کہ عدم سے مراد یہ ہے کہ وہ نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے۔ نہ دائیں ہے نہ بائیں ہے نہ آگے ہے نہ پیچھے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔ یہ عقیدہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے معانی ہم خود اپنی عقل سے بیان کر سکتے ہیں چاہے وہ تاویل کے ذریعے ہوں یا پھر انکار کے ذریعے ہوں۔ ہم اس کا نام تفویض (سپرد کرنا) کرتے ہیں ہمارے رسول ﷺ بھی ان معانی کو نہیں جانتے تھے۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ غالب اشیاء پر قادر ہے تا کہ یہ نہ کہا جائے: (کہ وہ اپنے نفس پر قادر ہے؟)

۲۰۔ ایمان کے لیے دل میں اعتقاد کافی ہے۔تمام اعمال کو ترک کر دینا ایمان کو باطل قرار نہیں دیتا۔

۲۱۔ یہ عقیدہ نہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت سے ہٹ کر فیصلہ سازی کفر ہے یہ یہودیوں کی نسبت سے تو کفر ہو سکتا ہے ہماری نسبت سے نہیں۔

۲۲۔ اخبار آحاد جو صحیح سند سے مروی ہیں اگرچہ وہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہوں۔ان سے عقائد میں دلیل لینا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ علم کا فائدہ نہیں دیتی ہیں۔اگرچہ وہ صحیح ہیں مگر ہم ان کو ضعیف کے درجہ میں رکھیں گے۔

۲۳۔ تیرے فعل کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس فعل کے ساتھ خاص کر دیا ہے جیسے اس نے کالے شخص کو کالے رنگ سے، گورے کو گورے رنگ سے اور (گندمی کو گندمی) سے خاص کر دیا ہے۔ تو یاد رکھ کہ بندہ اختیار پر محض مجبور ہے۔

۲۴۔ تو یہ عقیدہ رکھ کہ جب تو عیسائی تھا تو اللہ تعالیٰ نے کفر پر تیری مدد کی اگر وہ کفر پر تیری مدد نہ کرتا تو تو کبھی کفر نہ کر سکتا۔

۲۵۔ یہ عقیدہ کبھی نہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت کام کرتا ہے کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نقص ہے بلکہ یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت کام نہیں کرتا یہ تو محض اس کی مشیت ہے اگر تو یہ عقیدہ رکھے کہ وہ حکمت سے کام کرتا ہے تو تو نے اس کے لیے تعطیل ثابت کر دی جس کے تحت تو نے اسے محتاج ثابت کر دیا۔

۲۶۔ اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے کہ وہ تمام انبیاء کو عذاب دے اور ان کے ساتھ تمام فرمانبرداروں کو جہنم میں ڈال دے اور تمام کفار اور جابر لوگوں کو جنت میں داخل کر دے۔ یہ اس کی طرف سے ظلم نہ ہوگا کیونکہ اسے ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے۔

۲۷۔ اگر تو یہ عقیدہ رکھے کہ آگ گھر کو جلاتی ہے اور چھری گوشت کاٹتی ہے تو پھر سے عیسائی ہو جائے گا کیونکہ تو نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان دو چیزوں کو شریک کر دیا۔

۲۸۔ اگر تو اسلام قبول کر لے تو پھر تیرے لیے جائز ہے کہ احکام شرعیہ کے مقابلہ میں (شرعی حیلہ سازی) اختیار کرے۔ اگر کسی چیز کو اللہ تعالیٰ حرام قرار دے تو تو اس کے مقابل حیلہ سازی کر سکتا ہے تا کہ تم حرام سے بھاگ سکو۔

۲۹۔ جب تو اسلام قبول کر لے تو جائز ہے کہ اپنی بیوی کو زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کے ساتھ خوشبو میں معطر کرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باہر لے جاؤ۔ اسی طرح تیرے لیے جائز ہے کہ اپنی بہنوں کے پورے جسم کو دیکھو ماسوائے اس کے جو ناف سے نیچے اور گھٹنوں سے اوپر ہے۔

۳۰۔ جب تو مسلمان ہو جائے تو کبھی نہ کہو کہ زمین گول ہے۔ ہاں یہ کہو کہ زمین ایک ہموار سطح ہے اور آج کل زمین کے نقشہ کی جو تصاویر اور ماڈل ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ انسانوں کے غیر شرعی حیلے ہیں۔ انھوں نے زمین کے گول ماڈل اس لیے بنائے ہیں کہ تجھے کفر میں مبتلا کر دیں جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ زمین گول ہے تو اسے اس طرح کے ایک گیند کے ساتھ جہنم میں پھینکا جائے گا۔

۳۱۔ اپنے دانتوں کے درمیانی حصوں کو کھانے وغیرہ کے چھوٹے ذرات سے ہمیشہ صاف رکھو تاکہ وہاں سے حرف سین اور ص چڑیوں کی آواز کی طرح صاف طور پر ادا ہو سکیں۔

اے قاری: تمھارا کیا خیال ہے کیا یہ وہ حقیقی اسلام ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مشرکین مکہ اور یہود و نصاریٰ کے سامنے پیش کیا تھا یا پھر تو اس عیسائی کے سامنے ایسا مسخ شدہ اسلام پیش کر رہا ہے جیسا قریش مکہ نے ملت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے شرک اور بدعات سے کر ڈالا تھا؟

تمھارا کیا خیال ہے اس مسخ شدہ عقیدہ کے ذریعے تو اس عیسائی کو بہکا رہا ہے یا اسلام کی طرف بلا رہا ہے؟ کیا ایسا نہیں کہ تو خوف کھا رہا ہے کہ اگر اسے یہ تفاصیل بتاؤں تو وہ اسلام سے دور ہی نہ ہو جائے کیونکہ یہ امور اسلامی تعلیمات کے منافی اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی لائی ہوئی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں؟ بلکہ اس میں ایسے عقائد اور تعلیمات ہیں جو عیسائیوں کی تعلیمات کے موافق ہیں۔

نصرانی جانتا ہے کہ اس کی کتاب اللہ کا کلام نہیں ہے اور وہ یہ قطعاً نہیں سننا چاہتا کہ قرآن محمد ﷺ یا جبرائیل علیہ السلام کا کلام ہے۔

اس نے پہلے سے پادری کا قول سن رکھا ہے کہ تو عیسیٰ علیہ السلام کی پھانسی کا عقیدہ رکھ ہم تیرے لیے جنت کی ضمانت دیتے ہیں چاہے تو عمل نہ ہی کرے اور یہ انجیل کی تعلیم ہے۔

اس نے اپنے پادریوں سے سن رکھا ہے جب وہ گرجا گھروں میں حاضری دیتا تھا کہ مریم علیہا السلام اور دیگر تمام مقدس لوگ اس کی تمام حاجات کو پورا کرتے ہیں اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت طلب کرتے ہیں۔

اس نے اپنے پادریوں سے سن رکھا ہے کہ ان کے معجزات ہیں کہ وہ پہاڑوں کو ہلا دیتے ہیں اور کائنات میں تصرف کا اختیار رکھتے ہیں۔

اس نے اپنے پادریوں سے مختلف قسم کی بدعات کے بارے میں بھی سن رکھا ہے مگر وہ دین اسلام میں کسی مسلمان سے یہ نہیں سننا چاہتا کہ اس کے دین میں بدعات جائز ہیں حتی کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں ان میں سے ایک بدعت فرض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ہے۔

اگر تو ایک غیر مسلم کے سامنے یہ مسخ شدہ عقیدہ پیش کرنے سے خوف کھاتا ہے تو پھر اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے اسے کس طرح پیش کرتا ہے؟ کیا تو ایسا عقیدہ لے کر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گا؟ کیا تو مسلمانوں کو ان کے دین سے ہٹانا چاہتا ہے؟

☆......☆......☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خودساختہ عقیدہ

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج عالم اسلام، عالم اقوام سے بہت پیچھے اور ترقی پذیر ہے اس کی بنیادی وجہ صحیح اسلامی عقیدہ سے عدم واقفیت ہے۔ اس میں ارجاء اور قضاء وقدر کے معاملہ میں بہت نقص موجود ہے۔

میں کافی دیر سے ضرورت محسوس کر رہا تھا کہ داعیانِ دین کی خدمت میں علمی منہج پر مبنی صاف عقیدہ پیش کیا جائے جس کا مصدر بھی اصل اور صاف ہو کیونکہ اصل عقائد پر تشریحات اور شروحات کا ملبہ چڑھ چکا ہے۔ حواشی پر شروحات، شروحات پر حواشی، حواشی پر محشی وغیرہ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حواشی اور شروح سے استدلال کی کثرت ہوئی اور جو کچھ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے منقول تھا وہ ان چیزوں کے نیچے دب کر رہ گیا۔

اگر اس آدمی کا یہی عقیدہ ہے جو اس کی کتابوں میں لکھا ہے تو پھر:

۱۔ تو اس کا منہج نہ ہی تو سلیم ہے اور نہ ہی صحیح ہے۔

۲۔ اس کی دلیل قوی نہیں ہے۔

۳۔ اس کا راستہ صراط مستقیم نہیں ہے۔

۴۔ اس کا مقالہ صحیح نہیں ہے۔

۵۔ یہ رب کی توفیق سے حاصل شدہ نہیں ہے۔

۶۔ یہ طلباء کے لیے بہترین نظریہ نہیں ہے۔

۷۔ اس کا عقیدہ اہل سنت والجماعت والا نہیں ہے بلکہ یہ جہمی عقیدہ کا اظہار ہے۔

☆......☆......☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختتامی وصیت

اے مسلمان بھائی! ان فتنوں سے بچ کر رہو اور کتاب وسنت کی اتباع کرو کیونکہ اگر تو نے اپنے کسی شیخ کا قول کتاب وسنت پر مقدم کیا تو یہ دونوں (کتاب وسنت) قیامت کے دن تیرے خلاف دلیل ہونگے۔ یہ دونوں مصادر تیرے لیے بہترین راہنمائی اور تجھے گمراہی اور انحراف سے بچانے کے ضامن ہیں لہٰذا ان پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو جاؤ۔

جو کچھ اہل بدعت اور نفس پرستوں نے ایجاد کر ڈالا ہے اس کی طرف دھیان نہ دو۔ اللہ تعالیٰ صاحب بدعت کی توبہ بھی قبول نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ہمارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت ہم پر پوری کر دی۔ جب دین مکمل ہے تو اس میں کوئی بدعت ایجاد کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے کیا ہمارے لیے وہ کچھ کافی نہیں جو ہمارے سلف صالحین کے لیے کافی تھا۔

۱۔ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں نے کوئی چیز نہیں چھوڑی کہ جس کا اللہ نے حکم دیا تھا مگر میں نے تم کو اس کا حکم دے دیا اور کوئی چیز میں نے نہیں چھوڑی جس سے اللہ نے روکا ہے مگر میں نے تم کو اس سے منع کر دیا۔ ❶

۲۔ اور آپ نے فرمایا: میں تمھیں صاف سفید میدان میں چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح (روشن) ہے اس سے برباد ہونے والا ہی ہٹ سکتا ہے۔ ❷

۳۔ آپ نے فرمایا: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر میرا حکم/عمل نہیں ہے تو وہ ناقابل قبول ہے۔ ❸

۴۔ میں تمھارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا تو میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ ❹

۵۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھا خط کھینچا پھر اس کے دائیں اور بائیں کئی خط کھینچ دیے۔ پھر فرمایا: ''یہ سیدھا خط اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے اور بقیہ تمام خطوط ایسے ہیں کہ ہر ایک کے سرے پر

❶ صحیح ابن حبان: ١٠٨٤، الحلیة: ٢٦/١٠، مسند احمد: ١٥٣/٥، المعجم للطبرانی: ١٦٤٧، ابن خزیمه: ١٠٠

❷ ابن ماجه: ٤٣، مسند احمد: ١٢٦/٤، حاکم: ٩٦/١، اس کی سند صحیح ہے۔

❸ مسلم: ١٧١٨

❹ المؤطا للمالك۔ کتاب القدر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیطان بیٹھا ہے وہ لوگوں کو اپنی طرف بلا رہا ہے۔'' ❶ پھر آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝۱۵۳﴾ (الانعام: ۱۵۳)

''اور یہ کہ بے شک یہی میرا راستہ ہے سیدھا، پس اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمھیں اس کے راستے سے جدا کر دیں گے۔ یہ ہے جس کا تاکیدی حکم اس نے تمھیں دیا ہے، تاکہ تم بچ جاؤ۔''

یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ان راستوں سے بچو اور دور رہو جو تم کو سیدھے راستہ سے ہٹا دیں۔ انسان کے دین کے لحاظ سے اس سے بڑھ کر کوئی اور نقصان نہیں ہو سکتا کہ وہ ان گمراہی والے راستوں پر چلتا ہوا بدعات کا ارتکاب کرے اور خود ساختہ مشائخ اور اماموں کی اندھی تقلید کرے اور ان کے اقوال کو کتاب وسنت پر پیش نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ کی وصیت ہمارے لیے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے نقل کی ہے انھوں نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے انتہائی بلیغ نصیحت فرمائی جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ تو الوداع کرنے والے کی نصیحت محسوس ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں وصیت کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمھیں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے اور سمع واطاعت کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ تم پر کوئی غلام ہی حکمران کیوں نہ بن جائے؟ یقیناً تم میں سے جو زندہ رہا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھے گا لہٰذا تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کو اپنانا لازم ہے اسے اپنے دانتوں سے مضبوطی سے تھام لو، اور اپنے آپ کو نئے طریقوں (بدعات) سے بچا کر رکھو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ ❷

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۝۱۱۰﴾ (الکھف: ۱۱۰)

''پس جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو لازم ہے کہ وہ عمل کرے نیک عمل اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملك: ۲)

''وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا، تاکہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے۔''

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احسن عمل وہ ہے جو اخلاص پر مبنی ہو اور درست ہو۔

اور ان سے پوچھا گیا اخلاص پر مبنی اور درست عمل سے کیا مراد ہے؟

---

❶ حاکم: ۳۱۸/۲ اور کہا اس کی سند صحیح ہے۔ ذہبی نے موافقت کی ہے۔

❷ سنن ابی داؤد: ٤٦٠٧، ترمذی کتاب العلم: ۲٦۷۸، مسند احمد: ۱۲٦/٤، ابن ماجہ: ٤٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے جواب دیا: اگر عمل درست ہوگا مگر اس میں اخلاص نہ ہوگا تو وہ قبول نہ کیا جائے گا اور اگر خالص ہوگا مگر درست نہ ہوگا تو تب بھی قبول نہ کیا جائے گا۔ وہی عمل قابل قبول ہوگا جو درست بھی ہو اور اخلاص پر مبنی بھی ہو۔

خالص: وہ عمل جو فقط اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہو۔

درست: جو سنت کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے عین موافق ہو۔

☆......☆......☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاعر کا خوبصورت کلام

❁ اے وہ جو نیکی کا باغی ہے اور اپنے رب سے اپنی امیدوں کو پورا کروانا چاہتا ہے
❁ دیکھو صحابہ کرام کی ہدایت کیا ہے اور وہ پہلے زمانہ میں کس چیز پر عمل پیرا تھے
❁ وہ منہج نبوی پر چلتے رہے اور ہر حال میں آپ کی راہنمائی کی پیروی کرتے رہے
❁ وہ اپنے رب سے خوب ڈرنے والے اور سب سے سچی بات کرنے والے تھے
❁ ان کی خواہشات نبوی ہدایت کے تابع تھیں اور اس سے ہٹ کر کسی کے پیرو نہ تھے
❁ ان کے دین میں کوئی نقص نہ تھا اور ان کے اقوال میں کسی قسم کا غلو نہ تھا
❁ جو انھوں نے علم حاصل کیا اس پر عمل کیا اسی لیے انھوں نے ہدایت اور گمراہی کو نہیں ملایا
❁ کئی لوگوں نے ان کی مخالفت کی ہدایت چھوڑ کر گمراہی کی پیروی کی
❁ وہ ہدایت کے ستارے ہیں چمکتے ہوئے اور ان کی قدر و منزلت انتہائی اعلیٰ ہے
❁ وہ لوگوں کے درمیاں عاجزی سے چلتے ہیں ان کی بات حق پر مبنی اور جہالت کے خلاف ہے
❁ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے ہیں جیسے تیز بارش برستی ہے
❁ وہ رات کو اللہ سے لو لگاتے ہیں اور دن کے وقت دشمن کے لیے طاقتور و بہادر مدمقابل ثابت ہوتے ہیں
❁ ان کے روشن چہروں پر سجدوں کے نشان ہیں جن سے نور کی کرنیں پھوٹتی ہیں
❁ سورۃ برأت اور حشر میں ان کے اوصاف ہیں اور ھل اَتی اور سورۃ انفال میں ان کی صفات ہیں

☆......☆......☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتویٰ لجنہ دوائمہ کی کاپی

تصویر

فتویٰ کا ترجمہ

المملکۃ العربیہ السعودیۃ — الرقم 19077
رئاسہ ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء — التاریخ (۲۰/۸/۱۴۱۷ھ)
الامانۃ العامۃ لھیئۃ کبار العلماء — المرفقات
فتویٰ نمبر (۱۹۰۷۷)

الحمد للہ واحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔۔۔۔ وبعد

مستقل کمیٹی برائے افتاء وبحوث علمیہ نے ایک سوال پر اطلاع پائی ہے جو محترم مفتی عام سے پوچھا گیا جو کہ سائل عثمان میسۃ بن علی کی طرف سے ہے جو کہ کبار علماء کی کمیٹی کی طرف بھیجا گیا ہے نمبر ۴۰۶۶ تاریخ ۲۱/۷/۱۴۱۷ھ۔

سائل کا سوال یہ ہے کہ ''کیا عبداللہ ھرری حبشی نے اسلام کی خدمت کی ہے یا اسلام کو نقصان پہنچایا ہے؟''

کمیٹی نے غور وفکر کے بعد مندرجہ ذیل جواب دیا ہے: ''مذکورہ آدمی انتہائی بُرا اور موجودہ زمانہ میں اہل بدعات و اہل خرافات کا سرغنہ ہے۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے اپنے آپ کو اس عقیدہ کو منہدم کرنے کے لیے خاص کر دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے تھے انھوں نے اپنے لیے ایک شاذ مذہب اختیار کیا ہے جو کہ ایسے بیکار اقوال کا مجموعہ ہے جن کی قرآن وحدیث میں کوئی دلیل اور وقعت نہیں ہے۔ ان کے عقائد وعمل میں خلل اور آئمہ دین کے بارے میں طعن اور سب وشتم کا رویہ خطرناک ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اس گمراہ فرقہ اور اس کے گمراہ کن افکار سے بچ جائیں۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے وہی کارساز وقادر ہے۔ وباللّٰه التوفیق۔

وصلى الله على نبيا محمد وآله و أصحابه و سلم۔

مستقل کمیٹی برائے علمی بحوث وافتاء

رئیس:......عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

نائب رئیس:......عبدالعزیز بن عبداللہ بن محمد آل شیخ

رکن:......بکر بن عبداللہ ابوزید

رکن:......صالح بن فوزان الفوزان

☆......☆......☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

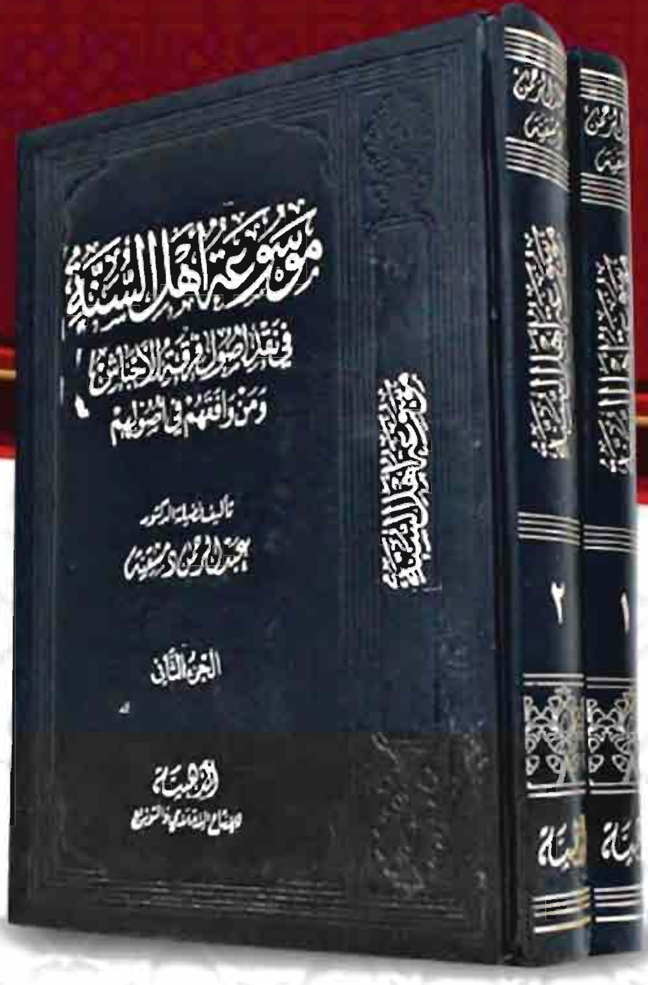

اعداد: مركز احياء تراث آل البيت